

سُئِلَ نَسَائِي



تأليف

الإمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي رحمه الله

ترجمه وفوائد: فضيلة الشيخ حافظ محمد امين حفظه الله

تحقيق وتحرير: حافظ البوطا هرزبیر علی زئی حفظه الله

دارالعلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

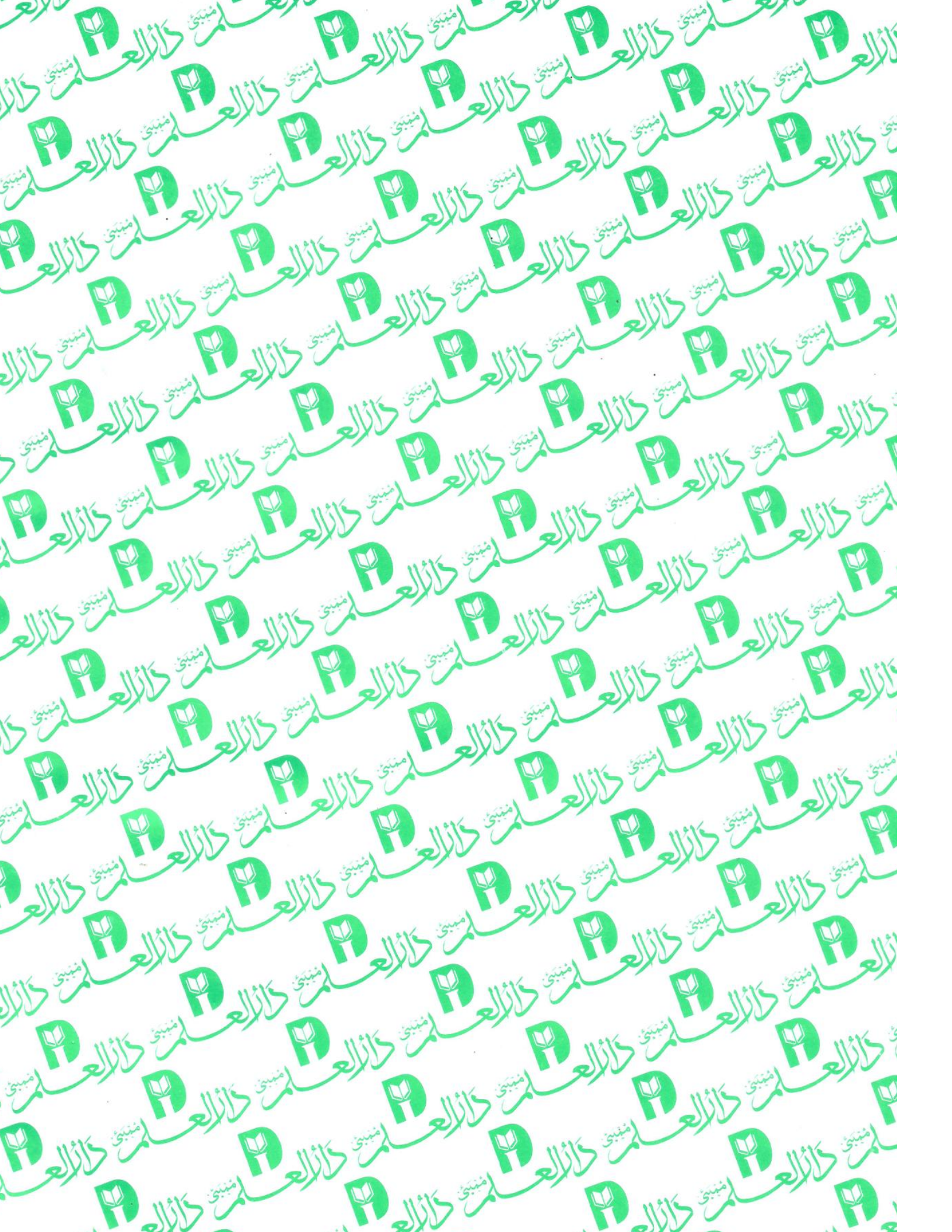
معزز قارئین توجہ فرمائیں!

منہاج السنّت ڈاٹ کام پر تمام ”پی ڈی ایف“ کتب
قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے
لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر
استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو
تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی
، قانونی و شرعی جرم ہے۔

منہاج السنّت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم





© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ اشاعت نمبر 137

- نام کتاب : مترجم سنن نسائی
نام مولف : إمامنا أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن عدي البغدادي
نام مترجم : فیضانِ حافظ محمد امین رحمہ اللہ
جلد : سوم
طبع دوم : اگست ۲۰۱۳ء
تعداد اشاعت : ایک ہزار
طابع : محمد اکرم مختار
ناشر : دارالعلم ممبئی



دارالعلم

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)

Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231

fax : (+91-22) 2302 0482

E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

سُنَنُ نِسَائِي

ترجم سوم

کتاب السهو — کتاب الجنائز— أحادیث: 1180 — 2091

— تالیف —

إمامنا محمد بن إسماعيل بن شعيب النسائي

— ترجمہ و تخریج —

فیاض حافظ عثمانی

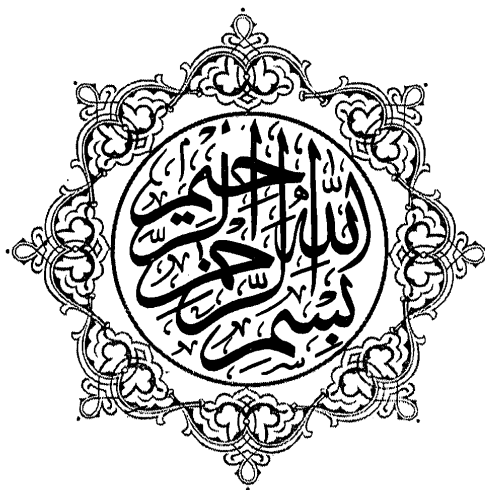
— تصحیح و تخریج —

حافظ ابو طاہر زبیر علی بن علی

— تخریج و ترمیم اور اضافات —

حافظ صلاح الدین ایوبی

دارالعلوم



فہرست مضامین (جلد سوم)

- 29 ۱۳ کتاب السہو سہو سے متعلق احکام و مسائل
- ۱- بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ باب: جب دو رکعتوں کے بعد (تہجد پڑھ کر) اٹھے تو اللہ اکبر کہے
- 55 ۲- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْقِيَامِ إِلَى الرُّكْعَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ باب: آخری دو رکعتوں کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرنا
- 56 ۳- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلْقِيَامِ إِلَى الرُّكْعَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ باب: آخری دو رکعتوں کے لیے کھڑے ہونے پر کندھوں کے برابر رفع الیدین کرنا
- 57 ۴- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَحَمْدُ اللَّهِ وَالتَّسْبِيحُ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ باب: دوران نماز میں (کسی اہم موقع پر) ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا
- 57 ۵- بَابُ السَّلَامِ بِالْأَيْدِي فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں (اختتام کے موقع پر) ہاتھوں سے سلام کرنا؟
- 59 ۶- بَابُ رَدِّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں سلام کا جواب اشارے سے دینا
- 60 ۷- النَّهْيُ عَنْ مَسْحِ الْحِطِيِّ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں نکلریاں ہٹانے کی ممانعت
- 63 ۸- بَابُ الرُّخْصَةِ فِيهِ مَرَّةٌ باب: ایک دفعہ نکلریاں درست کر لینے کی رخصت
- 64 ۹- النَّهْيُ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت
- 64 ۱۰- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی سخت ممانعت
- 65 ۱۱- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ بَيْنَنَا باب: نماز میں (بوقت ضرورت نکلیوں سے) دائیں و شمالاً
- 67 ۱۲- بَابُ قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعُقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں سانپ اور بچھوکھول قتل کرنا
- 69 ۱۳- حَمْلُ الصَّبْيَانِ فِي الصَّلَاةِ وَوَضْعُهُمَا فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں بچوں کو اٹھانا اور (رکوع و سجود کے وقت) انہیں اتار دینا
- 70

سنن النسائي - فہرست مضامین (جلد سوم)

- ۱۵- بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں (ضرورت کے وقت) تالی بجانا 72
- ۱۶- بَابُ التَّشْبِيعِ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں ”مُتَبَحِّانَ اللّٰہ“ کہنا 73
- ۱۷- اَلْتَّخَنُّعُ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں (ضرورت کے وقت) کھٹکارنا 73
- ۱۸- بَابُ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں رونا 75
- ۱۹- بَابُ لَعْنِ اِبْنِ اَبِي لَيْسٍ وَالتَّعُوْذِ بِاللّٰهِ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں ابلیس کو لعنت کرنا اور اس سے اللہ کی پناہ مانگنا 75
- ۲۰- اَلْحُكْلَامُ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں (مسنون اور عید کے علاوہ) کوئی کلام کرنا 76
- ۲۱- مَا يَفْعَلُ مَنْ قَامَ مِنَ اِثْنَتَيْنِ نَاسِيًا وَلَمْ يَتَسَهَّدْ باب: جو آدمی بھول کر دو رکعتوں سے کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ بیٹھے 83
- ۲۲- مَا يَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ نَاسِيًا وَتَكَلَّمَ باب: جو آدمی بھول کر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دے اور باتیں بھی کر لے تو کیا کرے؟ 84
- ۲۳- ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فِي السَّجْدَتَيْنِ باب: سمجھو سہو کی ادائیگی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختلاف کا ذکر 91
- ۲۴- بَابُ اِتِّمَامِ الْمُصَلِّي عَلَى مَا ذَكَرَ إِذَا شَكَّ باب: نمازی کو شک پڑ جائے تو اپنی یادداشت کے مطابق نماز مکمل کرے 93
- ۲۵- اَلتَّحَرِّي باب: (شک کی صورت میں صحیح تعداد جانے کی) جستجو کرنا 95
- ۲۶- بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ صَلَّى خَمْسًا باب: جو شخص پانچ رکعات پڑھ بیٹھے تو کیا کرے؟ 102
- ۲۷- بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ نَسِيَ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهِ باب: جو شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھول جائے تو کیا کرے؟ 105
- ۲۸- بَابُ التَّكْبِيرِ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ باب: سمجھو سہو میں بھی تکبیرات کہنا 105
- ۲۹- بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الرُّكْعَةِ الَّتِي يَقْضِي فِيهَا باب: جس رکعت پر نماز ختم ہوتی ہے اس میں تشہد بیٹھے کا طریقہ 106
- ۳۰- بَابُ مَوْضِعِ الدَّرَاعَيْنِ باب: (تشہد میں) بازو کہاں رکھے جائیں؟ 107
- ۳۱- مَوْضِعُ الْمِرْفَقَيْنِ باب: (تشہد میں) کہنیاں کہاں رکھی جائیں؟ 108

- سنن النسائي
- ۳۳- بَابُ قَبْضِ الْأَصَابِعِ مِنَ الْيَدِ الْيُمْنَى دُونَ السَّبَابَةِ باب: انگشت شہادت کے علاوہ دائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرنا
- ۳۴- بَابُ قَبْضِ الثُّنْتَيْنِ مِنَ الْأَصَابِعِ الْيُمْنَى وَعَقْدِ باب: دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو بند کرنا اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنانا
- ۳۵- بَابُ بَسْطِ الْيُسْرَى عَلَى الرَّحْبَةِ باب: بائیں ہاتھ گھٹنے پر کھول کر رکھا جائے
- ۳۶- بَابُ الْإِشَارَةِ بِالْأَصْبِعِ فِي الشَّهَادِ باب: تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنا
- ۳۷- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِأَصْبَعَيْنِ وَيَأْتِي أَصْبَعٍ باب: دو انگلیوں سے اشارہ کرنے کی ممانعت نیز کس انگلی سے اشارہ کیا جائے؟
- ۳۸- بَابُ إِخْتَاءِ السَّبَابَةِ فِي الْإِشَارَةِ باب: اشارے کے دوران میں انگلی کو بھکا کر رکھ جائے
- ۳۹- مَوْضِعُ النَّصْرِ عِنْدَ الْإِشَارَةِ وَتَحْرِيكُ السَّبَابَةِ باب: اشارے کے وقت نظر کس جگہ ہونی چاہیے؟ اور کیا انگلی کو حرکت دی جائے گی؟
- ۴۰- بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ عِنْدَ باب: نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت
- ۴۱- بَابُ إِبْجَابِ الشَّهَادِ باب: (نماز میں) تشہد واجب (فرض) ہے
- ۴۲- تَعْلِيمُ الشَّهَادِ كَتَعْلِيمِ السُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ باب: تشہد قرآن مجید کی سورت کی طرح سکھایا جائے
- ۴۳- بَابُ كَيْفِ الشَّهَادِ باب: تشہد کیسے پڑھا جائے؟
- ۴۴- نَوْعُ آخَرٍ مِنَ الشَّهَادِ باب: ایک اور قسم کا تشہد
- ۴۵- نَوْعُ آخَرٍ مِنَ الشَّهَادِ باب: ایک اور قسم کا تشہد
- ۴۶- بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ باب: نبی ﷺ پر سلام پڑھنا
- ۴۷- فَضْلُ التَّسْلِيمِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ باب: نبی ﷺ پر سلام پڑھنے کی فضیلت
- ۴۸- بَابُ التَّمَجِيدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ باب: نماز میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرنا اور نبی ﷺ پر درود پڑھنا
- ۴۹- بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ باب: نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم ہے
- ۵۰- بَابُ خُفِّ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ باب: نبی ﷺ پر درود کسے پڑھا جائے؟

سنن النسائي	فہرست مضامین (جلد دوم)
۵۲- نَوَوعُ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا درود
۵۳- نَوَوعُ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا درود
۵۴- نَوَوعُ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا درود
۵۵- بَابُ الْفَضْلِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ	باب: نبی ﷺ پر درود پڑھنے کی فضیلت
۵۶- بَابُ تَخْيِيرِ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ	باب: نبی ﷺ پر درود پڑھنے کے بعد اختیار ہے کہ کوئی (مقول) دعا پڑھ لی جائے
۵۷- أَلَذَّكُرُ بَعْدَ التَّسْهِدِ	باب: تشهد کے بعد ذکر
۵۸- بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الذَّكْرِ	باب: ذکر کے بعد دعا
۵۹- نَوَوعُ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ	باب: ایک اور قسم کی دعا
۶۰- نَوَوعُ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ	باب: ایک اور قسم کی دعا
۶۱- نَوَوعُ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ	باب: ایک اور قسم کی دعا
۶۲- نَوَوعُ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کی دعا
۶۳- بَابُ التَّعَوُّذِ فِي الصَّلَاةِ	باب: نماز میں (اللہ تعالیٰ سے) پناہ طلب کرنا
۶۴- نَوَوعُ آخَرُ	باب: ایک اور قسم کا تعویذ
۶۵- نَوَوعُ آخَرُ مِنَ الذَّكْرِ بَعْدَ التَّسْهِدِ	باب: تشهد کے بعد ایک اور قسم کا ذکر
۶۶- بَابُ تَطْفِيفِ الصَّلَاةِ	باب: ناقص نماز پڑھنے کا بیان
۶۷- بَابُ أَقَلِّ مَا تُخْزِي بِهِ الصَّلَاةَ	باب: وہ کم از کم ارکان جن کے ساتھ نماز کافی ہوتی ہے
۶۸- بَابُ السَّلَامِ	باب: سلام کا بیان
۶۹- بَابُ مَوْضِعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ السَّلَامِ	باب: سلام کہتے وقت ہاتھ کس جگہ ہوں؟
۷۰- كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ	باب: دائیں طرف سلام کیسے کہا جائے؟
۷۱- بَابُ كَيْفَ السَّلَامِ عَلَى الشَّمَالِ	باب: بائیں طرف کیسے سلام کہا جائے؟
۷۲- بَابُ السَّلَامِ بِالْيَدَيْنِ	باب: دونوں ہاتھوں سے سلام کہنا
۷۳- تَسْلِيمُ الْمَأْمُورِ جِئْنَ يُسَلِّمُ الْإِمَامَ	باب: جب امام سلام کہے تو مقتدی بھی سلام کہہ دے
۷۴- بَابُ السُّمُودِ بَعْدَ الْقَرَأَةِ مِنَ الصَّلَاةِ	باب: نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنا

- سنن النسائي
- ۷۶- أَلَسْلَامُ بَعْدَ سَجْدَتِي السُّهُوِ باب: سجود سہو کے بعد سلام پھیرنا 159
- ۷۷- جَلَسَةُ الْإِمَامِ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ باب: سلام پھیرنے اور مقتدیوں کی طرف منہ موڑنے کے درمیان امام کا (کچھ دیر قبلہ رخ) بیٹھنا 160
- ۷۸- بَابُ الْإِنْجِرَافِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ باب: (امام کا) سلام کے بعد اپنا رخ (قبلے سے) ہٹانا 161
- ۷۹- التَّكْبِيرُ بَعْدَ تَسْلِيمِ الْإِمَامِ باب: امام کے سلام پھیرنے کے بعد (بلند آواز سے) اللہ اکبر کہنا 162
- ۸۰- بَابُ الْأَمْرِ بِقِرَاءَةِ الْمُعَوَّذَاتِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ مِنْ باب: نماز سے سلام پھیرنے کے بعد مُعَوَّذَاتِ الصَّلَاةِ پڑھنے کا حکم 163
- ۸۱- بَابُ الْأَسْتِغْفَارِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ باب: سلام کے بعد استغفار کرنا 163
- ۸۲- أَلَذَّكَرُ بَعْدَ الْأَسْتِغْفَارِ باب: استغفار کے بعد ذکر کرنا 164
- ۸۳- بَابُ التَّهْلِيلِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ باب: سلام کے بعد لا إله إلا الله پڑھنا 165
- ۸۴- عَدَدُ التَّهْلِيلِ وَالذَّكَرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ باب: سلام کے بعد ذکر اور لا إله إلا الله پڑھنے کی تعداد 165
- ۸۵- نَوْعُ آخَرٍ مِنَ الْقَوْلِ عِنْدَ انْقِضَاءِ الصَّلَاةِ باب: نماز کے ختم ہونے کے وقت ایک اور قسم کا ذکر 166
- ۸۶- كَمْ مَرَّةً يَقُولُ ذَلِكَ باب: یہ ذکر کتنی دفعہ کرے؟ 167
- ۸۷- نَوْعُ آخَرٍ مِنَ الذَّكَرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ باب: سلام کے بعد ایک اور قسم کا ذکر 168
- ۸۸- نَوْعُ آخَرٍ مِنَ الذَّكَرِ وَالِدُعَاءِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ باب: سلام کے بعد ایک اور قسم کا ذکر اور دعا 169
- ۸۹- نَوْعُ آخَرٍ مِنَ الذَّكَرِ عِنْدَ الْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ باب: نماز سے فراغت کے وقت کی ایک اور دعا 170
- ۹۰- بَابُ التَّعَوُّذِ فِي ذُبْرِ الصَّلَاةِ باب: نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا 172
- ۹۱- عَدَدُ التَّسْبِيحِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ باب: سلام کے بعد تسبیح کی تعداد 173
- ۹۲- نَوْعُ آخَرٍ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ باب: تسبیح کی ایک اور تعداد 174
- ۹۳- نَوْعُ آخَرٍ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ باب: تسبیح کی ایک اور تعداد 175
- ۹۴- نَوْعُ آخَرٍ مِنْ عَدَدِ التَّسْبِيحِ باب: تسبیح کی ایک اور تعداد 177
- ۹۵- نَوْعُ آخَرُ باب: ایک اور قسم کا ذکر 178

فہرست مضامین (جلد سوم)

- سنن النسائي - بَابُ عَقْدِ الشَّيْبِ ۹۷ - باب: تسبیحات کو شمار کرنا 180
- ۹۸ - بَابُ تَرْكِ مَسْحِ الْجَبْهَةِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ ۱۸۰ باب: سلام کے بعد ماتھانہ پونچھنا 180
- ۹۹ - بَابُ قُعُودِ الْإِمَامِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ ۱۸۱ باب: سلام کے بعد امام کا مصلے پر بیٹھے رہنا 181
- ۱۰۰ - بَابُ الْأَنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ ۱۸۳ باب: نماز کے بعد کس طرف سے اٹھ کر جائے؟ 183
- ۱۰۱ - بَابُ الْوَقْتِ الَّذِي يَنْصَرِفُ فِيهِ النِّسَاءُ مِنَ ۱۸۴ باب: عورتیں نماز سے فارغ ہو کر کس وقت گھر 184
- الصَّلَاةِ واپس جائیں؟
- ۱۰۲ - بَابُ التَّهْنِئَةِ عَنْ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ بِالْأَنْصِرَافِ ۱۸۵ باب: سلام پھیرنے میں امام سے پہلے کرنے 185
- مِنَ الصَّلَاةِ کی ممانعت
- ۱۰۳ - بَابُ [ثَوَابِ] مَنْ صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ ۱۸۶ باب: اس شخص کا ثواب جو امام کے ساتھ نماز پڑھے 186
- اور اس کے اٹھنے تک ساتھ ہی رہے
- ۱۰۴ - بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْإِمَامِ فِي تَخْطِي رِقَابِ النَّاسِ ۱۸۸ باب: امام کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگنے 188
- کی رخصت
- ۱۰۵ - بَابُ: إِذَا قِيلَ لِلرَّجُلِ هَلْ صَلَّيْتَ هَلْ يَقُولُ لَا؟ ۱۸۹ باب: جب کسی آدمی سے پوچھا جائے: تو نے نماز 189
- پڑھ لی؟ تو کیا وہ کہہ سکتا ہے؟ نہیں؟

۱۴ - كِتَابُ الْجُمُعَةِ جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل 191

- ۱ - إِيْجَابُ الْجُمُعَةِ ۲۱۲ باب: جمعے کا واجب ہونا 212
- ۲ - التَّشْدِيدُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ ۲۱۵ باب: جمعے سے پیچھے رہنے (جمعہ چھوڑنے) پر تشدید 215
- ۳ - بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ ۲۱۷ باب: جو شخص بلا عذر جمعہ چھوڑ دے اس پر کیا کفارہ ہے؟ 217
- ۴ - بَابُ ذِكْرِ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ۲۱۸ باب: جمعے کے دن کی فضیلت کا تذکرہ 218
- ۵ - إِحْتَارُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۲۱۹ باب: جمعے کے دن نبی ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا 219
- ۶ - بَابُ الْأَمْرِ بِالسَّوَالِكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۲۲۰ باب: جمعے کے دن مسواک کرنے کا حکم 220
- ۷ - بَابُ الْأَمْرِ بِالْعُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۲۲۱ باب: جمعۃ المبارک کے دن غسل کا حکم 221
- ۸ - بَابُ إِيْجَابِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۲۲۱ باب: جمعۃ المبارک کے دن غسل کا واجب ہونا 221
- ۹ - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ۲۲۲ باب: جمعۃ المبارک کے دن غسل نہ کرنے کی رخصت 222

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن النسائي

- ۱۱- بَابُ الْهَيَاةِ لِلْجُمُعَةِ باب: جمع کے لیے اچھی حالت اختیار کرنا 225
- ۱۲- فَضْلُ الْمُسَيِّ إِلَى الْجُمُعَةِ باب: جمع کے لیے پیدل جانے کی فضیلت 227
- ۱۳- بَابُ التَّكْبِيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ باب: جمع کے لیے جلدی جانا 227
- ۱۴- وَقْتُ الْجُمُعَةِ باب: جمع کا وقت 234
- ۱۵- بَابُ الْأَذَانِ لِلْجُمُعَةِ باب: جمع کے لیے اذان 237
- ۱۶- بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ جَاءَ وَقَدْ خَرَجَ باب: جب کوئی شخص جمعے کے لیے آئے اور امام (خطبے کے لیے) نکل چکا ہو تو بھی وہ دو رکعت الإمام 239
- ۱۷- مَقَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ باب: خطبے میں امام کا کھڑا ہونے کی جگہ 240
- ۱۸- قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ باب: خطبے میں امام کا کھڑا ہونا 241
- ۱۹- بَابُ الْفَضْلِ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْإِمَامِ باب: امام کے قریب بیٹھنے کی فضیلت 242
- ۲۰- أَلْتَهِيَ عَنْ تَخَطِّي رِقَابِ النَّاسِ وَالْإِمَامَ عَلَى باب: امام جمعے کے دن منبر پر (خطبہ دے رہا) ہو
الْمُنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تو لوگوں کی گردنیں پھیلاگ کر آگے جانے کی ممانعت 242
- ۲۱- بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ جَاءَ وَالْإِمَامَ باب: جو شخص جمعے کے دن دوران خطبہ آئے تب
يَخْطُبُ بھی وہ (دو رکعت) نماز پڑھے 243
- ۲۲- بَابُ الْإِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ باب: جمع کے دن خطبے کے لیے خاموشی 244
- ۲۳- بَابُ فَضْلِ الْإِنْصَاتِ وَتَرْكِ اللَّعْوِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ باب: جمع کے دن خاموش رہنے اور فضول کام نہ
کرنے کی فضیلت 245
- ۲۴- بَابُ كَيْفِيَّةِ الْخُطْبَةِ باب: خطبے کی کیفیت 246
- ۲۵- بَابُ حَضِّ الْإِمَامِ فِي خُطْبَتِهِ عَلَى الْغُسْلِ يَوْمَ باب: امام کا اپنے خطبے میں لوگوں کو جمعے کے دن
الْجُمُعَةِ غسل کرنے کی ترغیب دینا 248
- ۲۶- بَابُ حَثِّ الْإِمَامِ عَلَى الصَّدَقَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي باب: جمعے کے دن امام کا اپنے خطبے میں صدقہ کرنے
کی رغبت دلانا 249

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد سوم)

- 250 خطاب کرنا
- 252 ۲۸- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ باب: خطبے میں (قرآن مجید کی) قراءت
- 253 ۲۹- بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الْخُطْبَةِ باب: خطبے میں اشارہ کرنا
- 3۰- بَابُ نَزُولِ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ قِرَآءِهِ مِنْ باب: جسے کے دن خطبے سے فارغ ہونے سے پہلے
الْخُطْبَةِ وَقَطْعِهِ كَلَامَهُ وَرُجُوعِهِ إِلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ امام کا منبر سے نیچے اترنا اپنا کلام روک لینا اور
- 253 پھر دوبارہ منبر پر چڑھنا اور خطبہ مکمل کرنا
- 3۱- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَقْصِيرِ الْخُطْبَةِ باب: خطبہ مختصر رکھنا چاہیے
- 254 ۳۲- بَابُ قَمِّ يَخْطُبُ باب: امام کتنے خطبے دے؟
- 255 ۳۳- بَابُ الْفَضْلِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ بِالْجُلُوسِ باب: دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فاصل کرنا
- 256 ۳۴- بَابُ الشُّكُوتِ فِي الْقَعْدَةِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ باب: دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کے دوران میں
خاموش رہنا
- 256 ۳۵- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ وَالذِّكْرِ فِيهَا باب: دوسرے خطبے میں قرآن پڑھنا اور اللہ کا
ذکر کرنا
- 257 ۳۶- أَلْكَلَامُ وَالْقِيَامُ بَعْدَ النَّزُولِ عَنِ الْمِنْبَرِ باب: منبر سے اترنے کے بعد کھڑے ہو کر باتیں کرنا
- 257 ۳۷- عَدَدُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ باب: نماز جمعہ کی رکعات کی تعداد
- 258 ۳۸- الْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ باب: جمعہ کی نماز میں سورہ جہد اور سورہ منافقین پڑھنا
وَالْمُنَافِقِينَ
- 259 ۳۹- الْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ باب: جمعہ کی نماز میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾
اور سورہ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ﴾ پڑھنا
- 259 ۴۰- ذِكْرُ الْأَخْيَارِ عَلَى الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي باب: نماز جمعہ کی قراءت کی بابت حضرت ثعمان بن
بشیر رضی اللہ عنہ کی روایات میں اختلاف کا ذکر
- 260 ۴۱- مَنْ أَذْرَكَ رُكْعَةً مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ باب: جو شخص جمعہ کی نماز سے ایک رکعت باجماعت
پالے
- 261 ۴۲- عَدَدُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَسْجِدِ باب: جسے کے بعد مسجد میں کتنی سنتیں پڑھی جائیں؟
- 262

فہرست مضامین (جلد سوم)

- ۴۴- بَابُ إِطَالَةِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ باب: جمع کے بعد دو رکعتیں لمبی پڑھی جائیں 263
- ۴۵- ذِكْرُ السَّاعَةِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيهَا الدُّعَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ باب: جمع کے دن وہ کون سی گھڑی ہے جس میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے؟ 264

۱۵ کتاب تفصیر الصلاة في السفر سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

- ۱- [بَابُ] باب: 271
- ۲- بَابُ الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ باب: مکہ مکرمہ میں (مسافر) نماز (کیسے پڑھے؟) 277
- ۳- بَابُ الصَّلَاةِ بِمِنَى باب: منیٰ میں نماز (کیسے پڑھی جائے؟) 278
- ۴- بَابُ الْمَقَامِ الَّذِي يَقْضَرُ بِمِثْلِهِ الصَّلَاةُ باب: کتبی در تک ظہرے تو قصر کر سکتا ہے؟ 281
- ۵- بَابُ تَرْكِ الطَّوْعِ فِي السَّفَرِ باب: سفر میں نفل نہ پڑھنا 284

۱۶ کتاب الكسوف گرہن سے متعلق احکام و مسائل

- ۱- كُسُوفُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ باب: سورج اور چاند گرہن 322
- ۲- التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَالِدُّعَاءُ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ باب: سورج گرہن کے وقت تسبیحات و تکبیرات کہنا اور دعا مانگنا 323
- ۳- الْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ باب: سورج گرہن کے وقت نماز کا حکم 324
- ۴- بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الْقَمَرِ باب: چاند گرہن کے وقت نماز کا حکم 325
- ۵- بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ الْكُسُوفِ حَتَّى تَنْجَلِيَ باب: گرہن کے موقع پر سورج اور چاند کے روشن ہونے تک نماز پڑھنے کا حکم 325
- ۶- بَابُ الْأَمْرِ بِالنِّدَاءِ لِصَلَاةِ الْكُسُوفِ باب: گرہن کی نماز کے لیے اعلان کرنے کا حکم 326
- ۷- بَابُ الصُّكُوفِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ باب: نماز کسوف میں صف بندی کا اہتمام کرنا 327
- ۸- بَابُ كَيْفِ صَلَاةِ الْكُسُوفِ باب: نماز کسوف کیسے پڑھی جائے؟ 327
- ۹- نَوْعُ آخَرٍ مِنْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ باب: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نماز کسوف کی ایک اور صورت 328
- ۱۰- نَوْعُ آخَرٍ مِنْ صَلَاةِ الْكُسُوفِ باب: نماز کسوف کی ایک اور صورت 329
- ۱۱- نَوْعُ آخَرٍ مِنْهُ عَنْ عَائِشَةَ باب: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مردی نماز کسوف کی ایک اور صورت 330
- ۱۲- نَوْعُ آخَرٍ باب: نماز کسوف کی ایک اور صورت 334

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن النسائي

- ۱۳- نَوْعُ آخَرُ باب: نماز کسوف کی ایک اور صورت 337
- ۱۴- نَوْعُ آخَرُ باب: ایک اور صورت 339
- ۱۵- نَوْعُ آخَرُ باب: ایک اور صورت 342
- ۱۶- نَوْعُ آخَرُ باب: ایک اور صورت 344
- ۱۷- قَلَّزُ الْقِرَاءَةُ فِي صَلَاةِ الْكُشُوفِ باب: نماز کسوف میں قراءت کی مقدار؟ 348
- ۱۸- بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُشُوفِ باب: نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت کرنا 350
- ۱۹- تَرْكُ الْخَبْرِ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ باب: نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت نہ کرنا 351
- ۲۰- بَابُ الْقَوْلِ فِي السُّجُودِ فِي صَلَاةِ الْكُشُوفِ باب: نماز کسوف کے سجدے میں کیا پڑھا جائے؟ 351
- ۲۱- بَابُ التَّكْبِيرِ وَالتَّسْلِيمِ فِي صَلَاةِ الْكُشُوفِ باب: نماز کسوف میں تشہید پڑھنا اور سلام پھیرنا 352
- ۲۲- بَابُ الْقُعُودِ عَلَى الْمُنْتَبِرِ بَعْدَ صَلَاةِ الْكُشُوفِ باب: نماز کسوف کے بعد منبر پر بیٹھنا (یعنی خطاب کرنا) 354
- ۲۳- بَابُ كَيْفِ الْخُطْبَةِ فِي الْكُشُوفِ باب: گرہن کے موقع پر (نماز کے بعد) خطبہ کیسے ہوگا؟ 355
- ۲۴- الْأَمْرُ بِالِدُّعَاءِ فِي الْكُشُوفِ باب: گرہن کے موقع پر دعا مانگنے کا حکم 357
- ۲۵- الْأَمْرُ بِالِاسْتِغْفَارِ فِي الْكُشُوفِ باب: گرہن کے موقع پر بخشش طلب کرنے کا حکم 357
- ۱۷- كِتَابُ الْإِسْتِغْنَاءِ بارش کی دعا کرنے سے متعلق احکام و مسائل 359

- ۱- مَنِ يَسْتَسْقِي الْإِمَامَ باب: امام بارش کی دعا کب کرے؟ 359
- ۲- خُرُوجُ الْإِمَامِ إِلَى الْمُصَلِّي لِإِسْتِغْنَاءِ باب: (نماز) استغناء کرے لیے امام کا عید گاہ کی طرف نکلا 360
- ۳- بَابُ الْخَالِ الَّذِي يُسْتَحْدُ لِلْإِمَامِ أَنْ يَكُونَ عَلَيْهَا باب: امام دعا کے لیے باہر جائے تو اس کی کیا حالت ہونی چاہیے؟ 361
- ۴- بَابُ جُلُوسِ الْإِمَامِ عَلَى الْمُنْتَبِرِ لِإِسْتِغْنَاءِ باب: دعائے استغناء کے لیے امام کا منبر پر بیٹھنا 3۶2
- ۵- تَحْوِيلُ الْإِمَامِ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي باب: دعائے استغناء میں امام کا لوگوں کی طرف اپنی پشت کرنا 363
- ۶- بَابُ تَقْلِيلِ الْإِمَامِ الرِّدَاءَ عِنْدَ الْإِسْتِغْنَاءِ باب: دعائے استغناء کے وقت امام کا چادر لٹانا 364
- ۷- مَنِ يُحَوِّلُ الْإِمَامَ رِدَاءَهُ باب: امام اپنی چادر کب لٹائے؟ 364

- ۸- بَابُ تَقْلِيلِ الْإِمَامِ الرِّدَاءَ عِنْدَ الْإِسْتِغْنَاءِ باب: دعائے استغناء کے وقت امام کا چادر لٹانا 364
- ۹- بَابُ تَقْلِيلِ الْإِمَامِ الرِّدَاءَ عِنْدَ الْإِسْتِغْنَاءِ باب: دعائے استغناء کے وقت امام کا چادر لٹانا 364

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن النعمانی

- 365 باب: (امام) ہاتھ کیسے اٹھائے؟ ۹- کَيْفَ يَرْفَعُ
- 367 باب: (نماز کی بجائے صرف) دعا کا ذکر ۱۰- ذِكْرُ الدُّعَاءِ
- باب: دعا کے بعد نماز استسقاء (دو رکعت) پڑھی ۱۱- بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الدُّعَاءِ
- 370 جائے گی
- 371 باب: نماز استسقاء کتنی رکعت ہے؟ ۱۲- كَمْ صَلَاةُ الْإِسْتِسْقَاءِ
- 371 باب: نماز استسقاء کیسے پڑھی جائے؟ ۱۳- كَيْفَ صَلَاةُ الْإِسْتِسْقَاءِ
- 372 باب: نماز استسقاء میں بلند آواز سے قراءت کرنا ۱۴- بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ
- 372 باب: بارش برستے وقت کیا دعا کی جائے؟ ۱۵- أَلْقَوْلُ عِنْدَ الْمَطَرِ
- 372 باب: بارش کی نسبت ستاروں کی طرف کرنا منع ہے ۱۶- مَكْرَاهِيَةُ الْإِسْتِمْنَارِ بِالْكَوْكَبِ
- باب: جب بارش سے نقصان کا خطرہ ہو تو امام کا اس ۱۷- مَسْأَلَةُ الْإِمَامِ رَفْعِ الْمَطَرِ إِذَا خَافَ ضَرَرَهُ
- 375 کے بند ہونے کی دعا کرنا
- ۱۸- بَابُ رَفْعِ الْإِمَامِ يَدَيْهِ عِنْدَ مَسْأَلَةِ إِمْسَاكِ الْمَطَرِ باب: بارش کے بند ہونے کی دعا کے وقت امام کا اپنے ہاتھ اٹھانا

376

379	نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل	۱۸- کتاب صلاة الخوف
401	نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل	۱۹- کتاب صلاة العیدین

- 408 باب: ۱-
- 409 باب: عیدین کے لیے اگلے (دوسرے) دن ٹکنا ۲- بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدَيْنِ مِنَ الْغَدِ
- باب: عیدین میں بالغ اور پردہ نشین عورتوں کا ۳- خُرُوجُ الْعَوَاتِقِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فِي الْعِيدَيْنِ
- 410 (باہر) ٹکنا
- 411 باب: حیض والی عورتوں کا عید گاہ سے الگ رہنا ۴- اغْتِزَالُ الْحَيْضِ مُصَلَّى النَّاسِ
- 412 باب: عیدین میں زینت اختیار کرنا (بن سنور کر جانا) ۵- بَابُ الزَّيْنَةِ لِلْعِيدَيْنِ
- باب: عید کے دن امام (کے نماز عید پڑھانے) سے ۶- الصَّلَاةُ قَبْلَ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ
- 413 قبل کوئی نماز (فصل) پڑھنا
- 413 باب: عیدین کے لیے اذان نہ کہنا ۷- تَرْكُ الْأَذَانِ لِلْعِيدَيْنِ
- 414 باب: عید کے دن خطبہ دینا ۸- الْخُطْبَةُ يَوْمَ الْعِيدِ

سنن النسائي ————— فہرست مضامین (جلد سوم)

- ۹- بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ باب: عیدین کی نماز خطبے سے قبل پڑھنا 415
- ۱۰- بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ إِلَى الْعَتَمَةِ باب: عیدین کی نماز میں سامنے برچھاپا نیزہ وغیرہ گاڑنا 415
- ۱۱- عَدَدُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ باب: نماز عیدین کی رکعتیں 416
- ۱۲- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ ﴿ق﴾ و ﴿اَفْرَیَّتْ﴾ باب: نماز عیدین میں سورہ ﴿ق﴾ اور ﴿اَفْرَیَّتْ﴾ السَّاعَةِ کا پڑھنا 416
- ۱۳- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ باب: عیدین کی نماز میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ اور ﴿هَلْ اَنْتَ حَدِیْتُ﴾ و ﴿هَلْ اَنْتَ حَدِیْتُ الْغَاشِیَةِ﴾ کا پڑھنا 417
- ۱۴- بَابُ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ باب: عیدین میں نماز کے بعد خطبہ ہوگا 417
- ۱۵- التَّخْيِيرُ بَيْنَ الْجُلُوسِ فِي الْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ باب: عیدین کا خطبہ سننے کے لیے بیٹھنے یا نہ بیٹھنے کا اختیار ہے 418
- ۱۶- الرِّبَیْنَةُ لِلْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ باب: (عیدین میں) خطبے کے لیے زینت اختیار کرنا 419
- ۱۷- الْخُطْبَةُ عَلَى الْجُبْرِ باب: اونٹ پر خطبہ دینا 419
- ۱۸- قِيَامُ الْاِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ باب: خطبے کے وقت امام کو کھڑا ہونا چاہیے 420
- ۱۹- قِيَامُ الْاِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ مُتَوَكِّفًا عَلَى اِنْسَانٍ باب: امام کا دوران خطبہ میں کسی انسان کا سہارا لینا 420
- ۲۰- اسْتِیْقْبَالُ الْاِمَامِ النَّاسِ یُوجِّهُو فِي الْخُطْبَةِ باب: خطبے کے دوران میں امام کا لوگوں کی طرف منہ کرنا 422
- ۲۱- الْاِنْصَاتُ لِلْخُطْبَةِ باب: خطبے میں کسی کو خاموش کرانا 422
- ۲۲- تَحْفِيفُ الْخُطْبَةِ باب: خطبہ کیسے شروع کیا جائے؟ 423
- ۲۳- حَثُّ الْاِمَامِ عَلَى الصَّدَقَةِ فِي الْخُطْبَةِ باب: خطبے میں امام کا صدقہ کی رغبت دلانا 425
- ۲۴- الْقَصْدُ فِي الْخُطْبَةِ باب: خطبہ درمیانہ ہونا چاہیے 428
- ۲۵- الْجُلُوسُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَالشُّكُوثُ فِيهِ باب: دو خطبوں کے درمیان خاموشی سے بیٹھنا 428
- ۲۶- الْقِرَاءَةُ فِي الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ وَالذِّكْرُ فِيهَا باب: دوسرے خطبے میں قرآن پڑھنا اور وعظ و نصیحت (یا اللہ کا ذکر) کرنا 429

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد سوم)

- ۲۷- نَزُولُ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ فَرَاعِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ باب: خطبے سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے اترنا
429
- ۲۸- مَوْعِظَةُ الْإِمَامِ النَّسَاءِ بَعْدَ الْفَرَاعِ مِنَ الْخُطْبَةِ باب: خطبے سے فراغت کے بعد امام کا عورتوں کو وعظ وحثّہنّ عَلَى الصَّدَقَةِ
430
- ۲۹- الصَّلَاةُ قَبْلَ الْعِيدَيْنِ وَتَبَعُهَا باب: عیدین سے پہلے اور بعد نفل نماز؟
431
- ۳۰- ذَبْحُ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ وَعَدُّ مَا يَذْبَحُ باب: امام عید کے دن (لوگوں کے سامنے) قربانی کرے اور کتنے جانور قربان کرے؟
432
- ۳۱- اجْتِمَاعُ الْعِيدَيْنِ وَشُهُودُهُمَا باب: اگر جمعہ وعید دونوں ایک دن ہوں تو دونوں میں حاضر ہونا چاہیے
433
- ۳۲- الرُّخْصَةُ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجُمُعَةِ لِمَنْ شَهِدَ باب: جو شخص عید پڑھ لے اے جمعے میں حاضر نہ ہوئے کی رخصت ہے
433
- ۳۳- ضَرْبُ الدُّفِّ يَوْمَ الْعِيدِ باب: عید کے دن دف بجانا
435
- ۳۴- اللَّعْبُ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ باب: عید کے دن امام کے سامنے کھیل کود کا بیان
436
- ۳۵- اللَّعْبُ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْعِيدِ وَنَظَرُ النِّسَاءِ باب: عید کے دن مسجد میں (بجلی) کھیل کھیلنا اور عورتوں کا ان کو دیکھنا
436
- ۳۶- الرُّخْصَةُ فِي الْإِسْتِمَاعِ إِلَى الْغِنَاءِ وَضَرْبِ الدُّفِّ يَوْمَ الْعِيدِ باب: عید کے دن دف بجانے اور (پاکیزہ) نغمے سننے کی اجازت ہے
437

۲۰- کتاب قیام اللیل وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ

رات کی (نفل) نماز اور دن کے نوافل

۴۳۹ سے متعلق احکام ومسائل

- ۱- بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ وَالْفَضْلِ فِي باب: نفل نماز گھر میں پڑھنے کی ترغیب اور اس کی فضیلت
439
- ۲- بَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ باب: رات کی نماز
442
- ۳- بَابُ ثَوَابِ مَنْ قَامَ وَمَضَّانَ إِيْمَانًا وَاجْتِسَابًا باب: جو شخص ایمان کی بنا پر ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرے

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن النسائي

- ۴- بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ باب: ماہ رمضان المبارک کی (خصوصی) نماز (تراویح) 447
- ۵- بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ باب: رات کی نماز (تہجد) کی ترغیب 450
- ۶- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ باب: رات کی نماز (تہجد) کی فضیلت 454
- ۷- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ فِي السَّفَرِ باب: دوران سفر میں تہجد پڑھنے کی فضیلت 455
- ۸- بَابُ وَقْتِ الْقِيَامِ باب: قیام اللیل (تہجد) کا وقت 456
- ۹- بَابُ دُخْرِ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الْقِيَامُ باب: قیام اللیل کے آغاز کی دعائیں 457
- ۱۰- بَابُ مَا يَفْعَلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ مِنَ السَّوَالِہِ باب: جب رات کو تہجد کے لیے اٹھے تو مسواک کرے 461
- ۱۱- ذِكْرُ الْأَخْتِلَافِ عَلَى أَبِي حَصِينٍ عُثْمَانَ بْنِ باب: اس حدیث (کی سند کے بیان) میں ابو حصین عاصم فِي هَذَا الْحَدِيثِ عثمان بن عاصم پر (ان کے شاگردوں کے) 462
- اختلاف کا ذکر
- ۱۱- بَابُ بِأَيِّ شَيْءٍ تُسْتَفْتَحُ صَلَاةُ اللَّيْلِ باب: رات کی نماز (تہجد) کس دعا سے شروع کرے؟ 462
- ۱۳- بَابُ دُخْرِ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ باب: رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کا ذکر 464
- ۱۴- ذِكْرُ صَلَاةِ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاللَّيْلِ باب: اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کی رات کی نماز کا بیان 466
- ۱۵- ذِكْرُ صَلَاةِ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذِكْرُ باب: اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نماز کا الاختلاف عَلَى سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ فِي بیان اور اس حدیث کے بیان میں سلیمان بنی کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر 466
- ۱۶- بَابُ إِخْتِيَاءِ اللَّيْلِ باب: ساری رات جاگنے (عبادت کرنے) کا بیان 470
- ۱۷- الْأَخْتِلَافُ عَلَى عَائِشَةَ فِي إِخْتِيَاءِ اللَّيْلِ باب: رات جاگنے والی روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ میں اختلاف 471
- ۱۸- كَتَبَ يَفْعَلُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا وَذِكْرُ باب: جب (نفل) نماز کھڑے ہو کر شروع کرے تو الاختلاف فِي التَّأْوِيلَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ فِي ذَلِكَ کس طرح کرے؟ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کرنے والوں میں اختلاف کا ذکر 476
- ۱۹- بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ فِي التَّأْوِيلِ وَذِكْرُ الاختلاف باب: نفل نماز بیٹھ کر پڑھی جا سکتی ہے نیز ابو احاق

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن النسائي

- ۲۰- بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْقَائِمِ عَلَى صَلَاةِ الْقَاعِدِ باب: کھڑے ہو کر (نفل) نماز پڑھنے والے کی بیٹھ کر پڑھنے والے پر فضیلت
483
- ۲۱- فَضْلُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلَى صَلَاةِ النَّائِمِ باب: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی لیٹ کر نماز پڑھنے والے پر فضیلت
484
- ۲۲- بَابُ: كَيْفَ صَلَاةُ الْقَاعِدِ باب: نماز بیٹھ کر کس طرح پڑھی جائے؟
485
- ۲۳- بَابُ: كَيْفَ الْقِرَاءَةُ بِاللَّيْلِ باب: رات کی نماز میں قراءت کیسے کی جائے؟
486
- ۲۴- فَضْلُ السَّرِّ عَلَى الْجَهْرِ باب: (رات کی نفل نماز میں) آہستہ پڑھنے والے کی اونچا پڑھنے والے پر فضیلت
486
- ۲۵- بَابُ تَشْوِيَةِ الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالْقِيَامِ بَعْدَ الرُّكُوعِ باب: رات کی نماز (تہجد) میں قیام رکوع رکوع کے بعد قومہ سجدہ اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا
قِيَامُ اللَّيْلِ
487
- ۲۶- بَابُ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ باب: رات کی نماز کس طرح پڑھی جائے؟
489
- ۲۷- بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُتْرِ باب: نماز وتر کا حکم دیا گیا ہے
493
- ۲۸- بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْوُتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ باب: سوئے سے پہلے وتر پڑھنے کی تاکید
495
- ۲۹- بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ الْوُتْرَيْنِ فِي لَيْلَةٍ باب: نبی ﷺ نے ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے
496
- ۳۰- وَقْتُ الْوُتْرِ باب: وتر نماز کا وقت
497
- ۳۱- بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُتْرِ قَبْلَ الصُّبْحِ باب: صبح طلوع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لے جائیں
499
- ۳۲- الْوُتْرُ بَعْدَ الْأَذَانِ باب: صبح کی اذان کے بعد وتر پڑھنا
499
- ۳۳- بَابُ الْوُتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ باب: سواری پر وتر پڑھنا
500
- ۳۴- بَابُ: حَمُّ الْوُتْرِ باب: وتر کتنے ہیں؟
501
- ۳۵- بَابُ: كَيْفَ الْوُتْرُ بِوَاحِدَةٍ باب: ایک وتر کیسے پڑھا جائے؟
503
- ۳۶- بَابُ: كَيْفَ الْوُتْرُ بِثَلَاثٍ باب: تین وتر کیسے پڑھے جائیں؟
504

۳۷- ذِكْرُ اخْتِلَافِ الْفَاطِمَاتِ لِحَدِّ أَزْوَاجِهِنَّ كَيْفَ بَاب: وتر کے بارے میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی روایت

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن النسائي

- ۳۸- اَلْاِخْتِلَافُ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِ سَعِيدِ بَاب: وتر کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اور اس میں ابواسحاق کے شاگردوں ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوُتْرِ
- 508 کا اختلاف
- ۳۹- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ فِي بَاب: وتر کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوُتْرِ
- 509 ایک اور روایت اور اس میں حبیب بن ابی ثابت کے شاگردوں کا اختلاف
- ۴۰- بَابُ ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي حَدِيثِ بَاب: وتر کے بارے میں حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ کی حدیث أَبِي أَيُّوبٍ فِي الْوُتْرِ
- 512 اور اس میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف
- ۴۱- بَابُ: كَيْفَ الْوُتْرِ بِخَمْسٍ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ بَاب: پانچ وتر کیسے پڑھے جائیں؟ اور حدیث وتر عَلَى الْحَكَمِ فِي حَدِيثِ الْوُتْرِ
- 514 میں حکم کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر
- ۴۲- بَابُ: كَيْفَ الْوُتْرِ بِسَبْعٍ بَاب: سات وتر کیسے پڑھیں؟
- 516
- ۴۳- كَيْفَ الْوُتْرِ بِسَبْعٍ بَاب: نو وتر کیسے پڑھیں؟
- 517
- ۴۴- بَابُ: كَيْفَ الْوُتْرِ بِاِخْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بَاب: گیارہ رکعت وتر (تہجد وتر) کیسے پڑھیں؟
- 521
- ۴۵- بَابُ الْوُتْرِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَاب: تیرہ رکعات، دز (نماز تہجد وتر) پڑھنا
- 522
- ۴۶- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْوُتْرِ بَاب: وتر کی نماز میں قراءت
- 522
- ۴۷- نَوْعُ آخَرٍ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الْوُتْرِ بَاب: وتر میں ایک اور قسم کی قراءت
- 523
- ۴۸- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى شُعْبَةَ فِيهِ بَاب: قراءت وتر کی روایت میں شعبہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر
- 524
- ۴۹- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مَالِكِ بْنِ مَعْقُولٍ فِيهِ بَاب: قراءت وتر کی روایت میں مالک بن معقول کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر
- 527
- ۵۰- ذَكَرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ فِي هَذَا بَاب: قراءت وتر کی حدیث میں قتادہ کے شاگرد شعبہ الحدیث
- 528
- ۵۱- بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْوُتْرِ بَاب: وتر میں دعائے قنوت
- 531

سنن النسائي

نہرست مضامین (جلد سوم)

- ۵۳- بَابُ قَدْرِ السَّجْدَةِ بَعْدَ الْوُثْرِ باب: نماز وتر کے بعد سجدے کی مقدار؟ 535
- ۵۴- أَلَتَشْبِيحُ بَعْدَ الْفَوَاحِ مِنَ الْوُثْرِ وَذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ باب: وتر سے فارغ ہونے کے بعد تشبیح اور اس 536
- عَلَى شَفِيَانٍ فِيهِ
- ۵۵- بَابُ إِتَابَةِ الصَّلَاةِ بَيْنَ الْوُثْرِ وَبَيْنَ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ باب: وتر اور فجر کی سنتوں کے درمیان اور نماز بھی 539
- جائز ہے
- ۵۶- أَلْمَحَافِظَةُ عَلَى الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ باب: نماز فجر سے قبل دو رکعت سنت پر پابندی کرنا 540
- ۵۷- بَابُ وَقْتِ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ باب: فجر کی دو سنتوں کا (مسنون) وقت 541
- ۵۸- أَلَاَضْطِجَاعُ بَعْدَ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ عَلَى الشَّقِّ الْأَيْمَنِ باب: فجر کی دو سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا 542
- ۵۹- بَابُ دَمٍ مَنْ تَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ باب: جو شخص قیام اللیل (جس کی اسے عادت تھی) 543
- چھوڑ دے اس کی مذمت
- ۶۰- بَابُ وَقْتِ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ وَذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى باب: فجر کی دو رکعت (سنت) کا (مسنون) وقت 544
- نافع اور اس روایت میں نافع سے اختلاف
- ۶۱- بَابُ مَنْ خَانَ لَهُ صَلَاةً بِاللَّيْلِ فَعَلَبَهُ عَلَيْهَا النَّوْمُ باب: جو آدمی رات کو تہجد پڑھتا ہو کبھی اس پر نیند 551
- غالب آجائے اور وہ نہ پڑھ سکے تو؟
- ۶۲- إِنْ سَمِ الرَّجُلُ الرَّضَى باب: پسندیدہ شخص کا نام 552
- ۶۳- بَابُ مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي الْقِيَامَ فَنَامَ باب: جو آدمی سوئے وقت قیام اللیل کی نیت رکھتا ہو 553
- مگر وہ (گہری نیند) سویا رہا
- ۶۴- بَابُ كَمْ يُصَلِّي مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ مَنَعَهُ وَجَعُ باب: جو شخص رات کی معمول کی نماز سے سویا رہا یا 554
- کسی تکلیف کی وجہ سے نہ پڑھ سکا تو وہ دن کو کتنی رکعات پڑھے؟
- ۶۵- بَابُ مَنْ بَقِيَ مِنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ باب: جو شخص رات کو اپنی مقررہ نفل نماز (تہجد) سے 555
- سویا رہا تو وہ کب اس کی ادائیگی کرے؟

۶۶- ثَوَابُ مَنْ صَلَّى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ باب: جو آدمی دن اور رات میں فرض نمازوں کے ۶۷

رُكْعَةً سِوَى الْمَكْنُونَةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ الثَّاقِلَيْنِ فِيهِ علاوہ بارہ رکعات (سنت) پڑھے اسے کیا ۶۸

لَحْمِ أُمِّ حَسَّةَ فِ ذَٰلِكَ وَالْإِخْتِلَافُ عَلَى عَطَاءٍ ثواب ملے گا؟ اور اس بارے میں حضرت ام

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد سوم)

حبیبہؓ کی روایت نقل کرنے والوں کا اختلاف

557 نیز حضرت عطاء کے شاگردوں کا اختلاف

67- اَلْاِخْتِلَافُ عَلَى إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ باب: اسماعیل بن ابوخالد کی بابت اختلاف

71- كِتَابُ الْجَنَائِزِ جنائز سے متعلق احکام و مسائل

1- بَابُ تَمَنِّيِ الْمَوْتِ باب: موت کی تمنا کرنا (کیسا ہے؟)

2- اَلدُّعَاءُ بِالْمَوْتِ باب: موت کی دعا کرنا

3- مَثَرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ باب: موت کو کثرت سے یاد کرنا

4- بَابُ تَلْقِيَنِ الْمَيِّتِ باب: قریب الوفات شخص کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے

5- بَابُ عِلَامَةِ مَوْتِ الْمُؤْمِنِ باب: مومن کی موت کی نشانی

6- شِدَّةُ الْمَوْتِ باب: موت کی سختی

7- اَلْمَوْتُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ باب: پیر کے دن کی موت

8- اَلْمَوْتُ بَعْدَ مَوْلِدِهِ باب: اپنی پیدائش کے مقام سے باہر فوت ہونا

9- بَابُ مَا يَلْقَى بِهِ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْكَرَامَةِ عِنْدَ خُرُوجِ باب: مومن کے ساتھ اس کی روح نکلنے وقت عزت

نَفْسِهِ افزا سلوک کیا جاتا ہے

10- فَيَمُنُ أَحَبَّ لِقَاءِ اللَّهِ باب: جو شخص اپنے رب کی ملاقات کا خواہش مند ہو

11- تَقْبِيلُ الْمَيِّتِ باب: میت کو بوسہ دینا

12- تَسْجِيَةُ الْمَيِّتِ باب: میت کو ڈھانپنا

13- فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ باب: میت پر رونا

14- اَلْتَّهْنِي عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ باب: (میت پر آواز کے ساتھ) رونے کی ممانعت

15- اَلنَّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ باب: میت پر نوحہ کرنا

16- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ باب: میت پر رونے کی رخصت

17- دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ باب: جاہلیت کے دور میں آہ و بکا (جائز نہیں)

18- اَلسَّلُّ باب: سلق (چیخ و بکا کرنا)

19- ضَرْبُ الْخُدُودِ باب: رخسار پیٹنا

20- مَصْرُوعَاتُ الْمَيِّتِ باب: (مصرعہ) مریدانہ

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن النسائي

۲۱- سُنُّ الْجُبُوبِ باب: گریبان بھاڑنا 613

۲۲- الْأَمْرُ بِالْإِحْتِسَابِ وَالصَّبْرِ عِنْدَ [النُّزُولِ] الْمُصِيبَةِ باب: مصیبت کی آمد کے وقت ثواب طلب کرنے

615 کی نیت اور صبر کرنے کا حکم

۲۳- ثَوَابٌ مَنْ صَبَرَ وَاحْتَسَبَ باب: جو شخص صبر کرے اور ثواب کی نیت کرے

617 اس کا اجر

۲۴- بَابُ ثَوَابِ مَنْ احْتَسَبَ ثَلَاثَةَ مِنْ صَلَّيْهِ باب: جو آدمی اپنی اولاد میں سے تین بچوں پر صبر

618 کرے اور ثواب کا طالب ہو تو اس کا ثواب

۲۵- مَنْ يَتَوَقَّى لَهُ ثَلَاثَةٌ باب: جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں؟ 619

۲۶- مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً باب: جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں 621

۲۷- بَابُ النَّعْيِ باب: وفات کی اطلاع کرنا 621

۲۸- غَسْلُ الْمَيِّتِ بِالْمَاءِ وَالسُّدْرِ باب: میت کو پانی اور پیری کے پتوں سے غسل دینا 624

۲۹- غَسْلُ الْمَيِّتِ بِالْحَمِيمِ باب: میت کو گرم پانی سے غسل دینا 625

۳۰- نَقْضُ رَأْسِ الْمَيِّتِ باب: میت کے سر کے بال کھولنا 625

۳۱- مَيَامِنُ الْمَيِّتِ وَمَوَاضِعُ الْوُضُوءِ مِنْهُ باب: میت کے داہنے اعضاء اور وضو والے اعضاء

626 (سے غسل کی ابتدا کرنا)

۳۲- غَسْلُ الْمَيِّتِ وَثَرَا باب: میت کو طاق تعداد میں غسل دینا 626

۳۳- غَسْلُ الْمَيِّتِ أَكْثَرَ مِنْ خَمْسٍ باب: میت کو پانچ سے زائد دفعہ غسل دینا 627

۳۴- غَسْلُ الْمَيِّتِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعَةٍ باب: میت کو سات سے بھی زیادہ دفعہ غسل دینا 627

۳۵- الْكَافُورُ فِي غَسْلِ الْمَيِّتِ باب: میت کو غسل دیتے وقت کا فور و انا 629

۳۶- الْإِسْعَارُ باب: کفن سے پہلے ایک کپڑے میں لپیٹنا 630

۳۷- الْأَمْرُ بِتَحْسِينِ الْكُفْنِ باب: اچھے کفن کا حکم 631

۳۸- أَيُّ الْكُفْنِ خَيْرٌ باب: کون سا کفن بہتر ہے؟ 632

۳۹- كَفْنُ الْمَيِّتِ بِطَلْحٍ باب: نبی ﷺ کا کفن کیسا تھا؟ 633

۴۰- الْقَمْبُورُ فِي الْكُفْنِ باب: کفن میں قیص 632

۴۱- تَحْنِيطُ الْمَيِّتِ بِأُذُنِهِ الْيُسْطَىٰ باب: میت کی بائیں کان پر گندھ لگانا 632

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد سوم)

- 638 کفن دیا جائے؟
- 639 باب: کستوری
- 640 باب: جنازے کی اطلاع دینا
- 641 باب: جنازہ لے کر جلدی چلنا
- 645 باب: جنازے کے لیے کھڑا ہونے کا حکم
- 648 باب: مشرکین کے جنازے کے لیے کھڑا ہونا
- 649 باب: کھڑے نہ ہونے کی رخصت
- 652 باب: مؤمن کا موت کے ذریعے سے راحت پانا
- 653 باب: کافروں سے راحت پانا
- 654 باب: (میت کی) اچھی تعریف
- 657 باب: فوت شدگان کا ذکر خیر ہی کیا جائے
- 657 باب: فوت شدگان کو برا کہنے کی ممانعت
- 659 باب: جنازے کے ساتھ جانے کا حکم
- 660 باب: جنازے کے ساتھ جانے والے کا ثواب
- 661 باب: سوار شخص (جنازے کے ساتھ) کہاں چلے؟
- 662 باب: پیدل (جنازے کے ساتھ) کہاں چلے؟
- 663 باب: میت پر جنازہ پڑھنے کا حکم
- 664 باب: بچوں کا جنازہ
- 666 باب: نومولود بچوں کا جنازہ
- 667 باب: مشرکین کی اولاد
- 667 باب: شہداء کا جنازہ
- 670 باب: شہداء کا جنازہ نہ پڑھنا
- 671 باب: رجم شدہ شخص کا جنازہ نہ پڑھنا؟
- 672 باب: رجم شدہ کا جنازہ پڑھنا
- 673 باب: تَرْكُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 674 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 675 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 676 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 677 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 678 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 679 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 680 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 681 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 682 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 683 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 684 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 685 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 686 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 687 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 688 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 689 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 690 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 691 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 692 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 693 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 694 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 695 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 696 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 697 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 698 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 699 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ
- 700 باب: الصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ

سنن النسائي

فہرست مضامین (جلد سوم)

- ۶۶- الصَّلَاةُ عَلَى مَنْ غَلَّ باب: خیانت کرنے والے کا جنازہ؟ 674
- ۶۷- الصَّلَاةُ عَلَى مَنْ عَلَيْهِ دَيْنٌ باب: مقرض شخص کا جنازہ؟ 675
- ۶۸- تَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ باب: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھنا 678
- ۶۹- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُتَنَافِقِينَ باب: منافقین کا جنازہ؟ 679
- ۷۰- الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ باب: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا 681
- ۷۱- الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِاللَّيْلِ باب: رات کو جنازہ پڑھنا 682
- ۷۲- الصُّفُوفُ عَلَى الْجَنَازَةِ باب: جنازے پر صفیں باندھنا 683
- ۷۳- الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ قَائِمًا باب: نماز جنازہ کھڑے ہو کر پڑھنا 686
- ۷۴- اجْتِمَاعُ جَنَازَةٍ صَبِيٍّ وَامْرَأَةٍ باب: بچے اور عورت کے جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟ 687
- ۷۵- بَابُ اجْتِمَاعِ جَنَازَةِ الرَّجَالِ وَالنِّسَاءِ باب: مردوں اور عورتوں کے (ایک سے زائد) جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟ 687
- ۷۶- عَدَدُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ باب: جنازے میں تکبیروں کی تعداد 689
- ۷۷- الدُّعَاءُ باب: جنازے کی دعائیں 690
- ۷۸- فَضْلُ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مَائَةٌ باب: جس شخص کے جنازے میں سو مسلمان ہوں اس کی فضیلت؟ 696
- ۷۹- بَابُ ثَوَابِ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ باب: جنازہ پڑھنے والے کا ثواب 698
- ۸۰- الْجُلُوسُ قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ الْجَنَازَةُ باب: جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا 700
- ۸۱- الْقُوفُ لِلْجَنَازَةِ باب: جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا 700
- ۸۲- مُوَارَاةُ الشَّهِيدِ فِي دَمِهِ باب: شہید کو خون سمیت (بغیر غسل دیے اور کپڑے اتارے) دفن کیا جائے 702
- ۸۳- أَيْنَ يُدْفَنُ الشَّهِيدُ باب: شہید کو کہاں دفن کیا جائے؟ 702
- ۸۴- بَابُ مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ باب: مشرک کو بھی دفن کیا جائے 704
- ۸۵- اَللَّحْدُ وَالشَّقُّ باب: لحد اور شق 705
- ۸۶- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ إِعْمَاقِ الْقَبْرِ باب: قبر کو گہرا کھودنا مستحب ہے 706
- ۸۷- بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَرْسَعِ الْقَدَمِ باب: قبر کو پیچھے سے تارسیں 707

فہرست مضامین (جلد سوم)

سنن النسائي-

- ۸۸- وَضَعَ الثُّوبَ فِي اللَّحْدِ باب: لحد میں (میت کے نیچے) الگ کپڑا رکھنا؟ 708
- ۸۹- أَلَسَّاعَاتُ اللَّيْلِ نَهْيٌ عَنْ إِفْتَارِ الْمُؤْمِنِيِّ فِيهِمْ باب: وہ اوقات جن میں میت کو دفن کرنا منع ہے 708
- ۹۰- دَفَنُ الْجَمَاعَةِ فِي الْقَبْرِ الْوَاحِدِ باب: ایک سے زیادہ افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا 710
- ۹۱- مَنْ يُقَدِّمُ باب: (ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں) کس میت کو آگے رکھا جائے؟ 711
- ۹۲- إِخْرَاجُ الْمَيِّتِ مِنَ اللَّحْدِ بَعْدَ أَنْ يُوَضَعَ فِيهِ باب: میت کو لحد میں رکھنے کے بعد (کسی وجہ سے) نکالنا 711
- ۹۳- بَابُ إِخْرَاجِ الْمَيِّتِ مِنَ الْقَبْرِ بَعْدَ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ باب: میت کو دفن کرنے کے بعد قبر سے نکالنا؟ 712
- ۹۴- الصَّلَاةُ عَلَى الْقَبْرِ باب: قبر پر نماز جنازہ پڑھنا 713
- ۹۵- الرُّكُوبُ بَعْدَ الْفَرَاحِ مِنَ الْجَنَازَةِ باب: جنازے سے فراغت کے بعد (واپسی پر) سوار ہونا 715
- ۹۶- الزِّيَادَةُ عَلَى الْقَبْرِ باب: قبر پر اضافہ کرنا 715
- ۹۷- الْبِنَاءُ عَلَى الْقَبْرِ باب: قبر پر عمارت بنانا 716
- ۹۸- تَجْصِصُ الْقُبُورِ باب: قبروں کو چونے سینٹ سے بنانا 717
- ۹۹- بَابُ تَسْوِيَةِ الْقُبُورِ إِذَا رُفِعَتْ باب: زیادہ بلند بنی ہوئی قبر کو ہموار کرنا 717
- ۱۰۰- زِيَارَةُ الْقُبُورِ باب: قبروں کی زیارت 718
- ۱۰۱- زِيَارَةُ قَبْرِ الْمُشْرِكِ باب: مشرک کی قبر پر جانا 720
- ۱۰۲- أَلْتَهْمِي عَنِ الْإِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ باب: مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت 721
- ۱۰۳- أَلْأَمْرُ بِالْإِسْتِغْفَارِ لِلْمُؤْمِنِينَ باب: مؤمنین کے لیے استغفار کرنے کا حکم ہے 723
- ۱۰۴- التَّغْلِيطُ فِي اتِّخَاذِ الشُّرْجِ عَلَى الْقُبُورِ باب: قبروں پر چراغ جلاتا خت متع ہے 728
- ۱۰۵- التَّشْدِيدُ فِي الْجُلُوسِ عَلَى الْقُبُورِ باب: قبر پر بیٹھنے کی بات تشدید 730
- ۱۰۶- إِتِّخَاذُ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ باب: قبروں کو عبادت گاہ بنانا 730
- ۱۰۷- كَرَاهِيَةُ الْمَسِيٍّ بَيْنَ الْقُبُورِ فِي الْعَالِ السَّبْيَةِ باب: قبرستان میں صاف رنگے ہوئے چمڑے کے جوتے پہن کر چلنے کی کراہت (ممانعت) 731

۱۰۸- التَّشْمِيلُ فِي غَنَةِ السَّبْيَةِ

732- حُرْمَةُ تَرْفِيفِ حُرْمَةِ الْمَسْكُونَةِ فِي الْقُبُورِ

فہرست مضامین (جلد سوم)

- 733 باب: قبر میں سوال (وجواب)
- 734 باب: کافر سے سوال کا بیان
- 735 باب: جو شخص پیت کی تکلیف سے مر جائے
- 736 باب: شہید کا بیان
- 737 باب: قبر کا میت کو بھیجنے اور زور سے دہانا
- 738 باب: عذاب قبر
- 740 باب: عذاب قبر سے بچاؤ کی دعا کرنا
- 745 باب: قبر پر شاخ رکھنا؟
- 748 باب: مومنین کی روحيں
- 755 باب: (قیامت کے دن) قبروں سے اٹھایا جانا
- 749 باب: سب سے پہلے کس کو لباس پہنایا جائے گا؟
- 760 باب: تعزیت کا بیان
- 761 باب: تعزیت کی ایک اور صورت

سنن النسائي

- ۱۰۹- الْمَسْأَلَةُ فِي الْقَبْرِ
- ۱۱۰- مَسْأَلَةُ الْكَافِرِ
- ۱۱۱- مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ
- ۱۱۲- الشَّهِيدُ
- ۱۱۳- صَمَةُ الْقَبْرِ وَضَعَتْهُ
- ۱۱۴- عَذَابُ الْقَبْرِ
- ۱۱۵- التَّعْوِذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
- ۱۱۶- وَضْعُ الْجَرِيدَةِ عَلَى الْقَبْرِ
- ۱۱۷- أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ
- ۱۱۸- أَلْبَعَثَ
- ۱۱۹- ذِكْرُ أَوَّلِ مَنْ يُكْسَى
- ۱۲۰- فِي التَّعْزِيَةِ
- ۱۲۱- نَوْعُ آخَرِ



سجود سہو سے متعلق احکام و مسائل

* سجود: یہ باب سَجَدَ یَسْجُدُ سَجْدَةً وَ سَجُودًا سے مصدر ہے جس کے لغوی معنی عاجزی و خاکساری سے جھکنا ہیں۔ اصطلاح میں انتہائی عجز و انکسار کا اظہار کرتے ہوئے اپنی پیشانی اور ناک زمین (یا اس کے قائم مقام محل) پر رکھنا سجدہ کہلاتا ہے۔

* سہو: یہ باب سَهَا یَسْهُو سَهْوًا سے مصدر ہے جس کے معنی غافل ہونا، بھولنا اور دل کا دوسری طرف پھر جانا ہیں۔ صاحب لسان العرب لکھتے ہیں: السَّهْوُ وَالسَّهْوَةُ کے معنی ہیں کسی چیز کا بھول جانا اور اس سے غافل ہو جانا اور دل کا اصل چیز سے ہٹ کر دوسری طرف چلے جانا۔

نماز میں سہو کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں کسی چیز سے غفلت ہو جانا۔

ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر سہو کے بعد ”فہی“ ہو تو اس کے معنی ہیں: بغیر علم کے کسی چیز کو چھوڑنا۔ اور اگر ”عن“ آئے تو اس کے معنی ہیں: جان بوجھ کر کسی چیز کو چھوڑنا اور غفلت کرنا، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ﴾ (الماعون ۵: ۱۰۷) ”وہ لوگ جو اپنی نماز سے غفلت اختیار کرتے ہیں۔“

* سہو اور نسیان: جمہور فقہاء اور اصولیین کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں دونوں مترادف

۱۳- کتاب السہو

تجوید ہوسے متعلق احکام ومسائل

بھول کر ظہر یا عصر کی نماز میں دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یاد کرانے پر آپ نے بقیہ نماز ادا کی اور فرمایا: [إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنَسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي] ”میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۴۰۱، وصحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۲) اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں: [إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ] ”جب تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں بھول جائے۔“ (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۳۹۸) تو ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سہو اور نسیان باہم مترادف اور ہم معنی الفاظ ہیں۔

* تجوید سہو: جب نمازی اپنی نماز میں بھول کر کسی واجب میں کمی یا بیشی کر بیٹھے اور یاد آنے یا کسی کے یاد دلانے پر سلام سے پہلے یا بعد میں زمین (یا اس کے قائم مقام جگہ) پر دو سجدے کرے تو اسے تجوید سہو اور عرف عام میں سجدہ سہو کہتے ہیں۔

* سجدہ سہو کا حکم: اس کے وجوب اور عدم وجوب کی بابت اہل علم کا اختلاف ہے۔ شوافع اسے مسنون کہتے ہیں اور احناف کے نزدیک یہ واجب ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ دیکھیے: (الہدایۃ: ۸۰/۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شوافع کے نزدیک سجدہ سہو ہر حال میں مسنون اور احناف کے نزدیک واجب ہے۔ مالکیہ کی کمی کی صورت میں واجب سمجھتے ہیں۔ اور اضافے کی صورت میں افضل۔ حنابلہ کے ہاں ارکان کے علاوہ واجبات میں قدرے تفصیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی واجب بھول کر رہ جائے تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔ اسی طرح اگر بھول کر کسی فعل کا اضافہ کر لیا مثلاً: ایک رکعت زیادہ پڑھ لی یا سجدہ زیادہ کر لیا وغیرہ یا کسی قول کا اضافہ کر لیا مثلاً: رکوع میں قراءت یا نماز میں کلام وغیرہ کا اضافہ کر لیا تو پھر بھی سجدہ سہو واجب ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ”جب آدمی (نماز میں بھول کر) کوئی کمی بیشی کر دے تو وہ دو سجدے کرے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، باب مواضع الصلاة، حدیث: ۵۷۲/۹۶)

۱۲۰/۳ تحت حدیث: (۱۲۲۳)

دلائل کی رو سے رائج موقف یہی ہے کہ بجود سہو واجب ہیں نماز میں کی ہو یا اضافہ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَذَرِيكُمْ صَلَاتِي، فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ] ”بے شک تم میں سے کوئی جب نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس پر خلط ملط کر دیتا ہے (یعنی بھلا دیتا ہے) حتیٰ کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے تو تم میں سے جب کوئی یہ کیفیت محسوس کرے تو چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“ (صحیح البخاری، السہو، حدیث: ۱۲۳۲)

وصحیح مسلم، الصلاة، حدیث: ۳۸۹، بعد حدیث: ۵۶۹)

اس حدیث میں بھول جانے کی صورت میں دو سجدے کرنے کا امر (حکم) ہے اور امر و وجوب کے لیے ہوتا ہے جبکہ کوئی ایسا قرینہ نہ پایا جائے جو امر کو وجوب سے پھیر کر کسی اور معنی کی طرف لے جائے۔

نبی اکرم ﷺ کے فعل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب بھی آپ کو نماز میں سہو ہوا تو آپ نے سہو کے سجدے کیے، نیز جس طرح نماز کی ادائیگی ضروری اور فرض ہے اسی طرح رسول اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ادا کرنا بھی ضروری اور فرض ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے: [صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي] ”تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔“ (صحیح البخاری، الاذان، حدیث: ۶۳۱) البتہ اگر کوئی رکن رہ جائے تو رکعت نہیں ہوگی بلکہ وہ رکعت دوبارہ پڑھ کر بعد میں دو سجدے کیے جائیں گے۔ جن لوگوں نے سجدہ سہو کو مسنون کہا ہے یا صرف کسی کی صورت میں واجب اور اضافے کی صورت میں افضل کہا ہے ان کے پاس کوئی صریح دلیل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

* اگر کوئی نماز میں بھول جائے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے تو؟ اگر آدمی دوران نماز میں بھول جائے اور نماز کے بعد یاد آئے یا دوران نماز یاد تو آجائے لیکن پھر سہو کے سجدے بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے اگرچہ وقت زیادہ گزر گیا ہو اور باہم بات چیت بھی ہو چکی ہو۔ امام مالک، اوزاعی، شافعی اور ابو ثور رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ حسن بصری اور ابن سیرین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ جب وہ قیلے

سے منہ پھیر لے گا تو وہ بنا نہیں کرے گا اور نہ سجدے کرے گا۔ (بلکہ نئے سرے سے دوبارہ نماز پڑھے گا۔) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سلام کے بعد کلام کر لیا تو اس سے تجوید سہو ساقط ہو جائیں گے اس لیے کہ اس نے نماز کے منافی عمل کیا ہے چنانچہ یہ اس شخص کی طرح ہے جو بے وضو ہو گیا۔ دیکھیے: (مجموع الفتاویٰ: ۳۹/۲۳ و المغنی لابن قدامة: ۲۲/۱) جبکہ جمہور اہل علم کا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی بھول گیا اور اسے بعد میں یاد آیا تو وہ سلام اور کلام کے بعد بھی دو سجدے کرے گا اگرچہ وقفہ لمبا ہو جائے جیسا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعت کے بعد سلام پھیر دیا پھر آپ گھر چلے گئے۔ ایک آدمی آپ کی طرف بڑھا جس کا نام خرباق تھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ آپ غصے میں اپنی چادر گھنٹیتے ہوئے نکلے اور فرمایا: ”کیا یہ درست کہتا ہے؟“ لوگوں نے جواب دیا: ہاں! تو آپ نے ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۴) نیز سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام اور کلام کے بعد سہو کے دو سجدے کیے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۲-۹۵)

جناب سلمہ بن عقیق کہتے ہیں کہ میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھی اور مجھے نماز میں سہو ہو گیا پھر میں ضحاک بن مزاحم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھی ہے اور نماز میں بھول گیا ہوں؟ تو انھوں نے کہا: ابھی سجدے کرو۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۵۱/۲)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جسے نماز میں سہو ہو جائے اور اسے آخر میں سجدہ سہو کرنا یاد نہ رہے تو بعد میں یاد آنے پر یا کسی کے بتلانے پر سجدہ سہو کرے گا۔ اگر رکعت رہ جائے تو اسے ادا کرنے کے بعد دو سجدے کرے گا پوری نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم۔

* تجوید سہو کے اسباب: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے نوافل اور استغفار وغیرہ کو اپنے بندوں کی عبادات میں واقع ہونے والے خلل اور نقصان کو پورا کرنے کا سبب اور ذریعہ بنایا ہے۔

نماز میں پیدا ہونے والے نقصان اور کمی کو تاہی کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سجدہ سہو مشروع

۱۳- کتاب السہو - - - - - سہو سے متعلق احکام و مسائل

تین اسباب ہیں: اضافہ، کمی اور شک۔

① اضافہ: نماز میں اضافے کی دو قسمیں ہیں: ① افعال کا اضافہ۔ ② اقوال کا اضافہ۔

* افعال کا اضافہ: اس کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت: اضافہ نماز کی جنس سے ہو جیسے قیام قعدہ رکوع اور سجدہ یا رکعت زیادہ پڑھ لینا۔ اگر نمازی جان بوجھ کر ایسا اضافہ کرتا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اور اگر بھول کر ایسا ہو جائے تو اس کی تلائی کے لیے دوسرے کرنے، اس کی نماز صحیح ہوگی۔ اگر اس نے ایک رکعت زائد پڑھ لی ہے اور نماز سے فراغت تک اسے پتہ نہیں چلا تو وہ آخر میں سجدہ سہو کرے گا۔ اس کی دلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ظہر کی (سہو) پانچ رکعات پڑھا دیں، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ نے پوچھا: ”وہ کیا ہے؟“ انھوں نے عرض کیا: آپ نے پانچ رکعات پڑھا دی ہیں۔ تو آپ نے اپنے پاؤں موڑے اور دو سجدے کیے۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۴۰۴) و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۴۲) لیکن اگر اسے رکعت کے دوران میں علم ہو جاتا ہے کہ یہ اس کی زائد رکعت ہے تو وہ فوراً بغیر تکبیر کے بیٹھ جائے، پھر تشہد پڑھے اور آخر میں سہو کے دو سجدے کرے اور سلام پھیر دے۔ اگر رکعت کے دوران میں علم ہو جاتا ہے کہ یہ اس کی زائد رکعت ہے، لیکن پھر بھی نہ بیٹھے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ اس نے نماز میں زیادتی کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے پر نماز ادا کی ہے۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ زِدٌ] ”جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ (عمل) مردود ہے۔“ (صحیح مسلم، الأقضية، حدیث: ۱۷۱۸)

جسے علم ہو جائے کہ امام نماز میں اضافہ یا کمی کر رہا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ امام کو اس پر متوجہ کرے کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أُنْسِي كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي] ”میں تو بس تمھاری طرح بشر ہوں، میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو، چنانچہ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔“

(صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۴۰۱) و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۴۲)

مرد سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیں اور عورتیں تالی بجا کر، یعنی ایک ہاتھ کا اندرونی حصہ دوسرے ہاتھ کی پشت پر مار کر۔ حضرت سہیل بن سعد ساعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِذَا نَابَحُكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ فَلْيُسَبِّحِ الرَّجُلُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ] ”جب تمہیں نماز میں کوئی معاملہ پیش آ جائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجا لیں۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۹۴۱)

امام کے لیے بھی ضروری ہے کہ اگر مقتدی اسے لقمہ دیں اور اسے بذات خود درست کی یقین نہ ہو تو وہ ان کا لقمہ قبول کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ رَأَى شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ التُّفْتُ إِلَيْهِ، وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ] ”جسے نماز میں کوئی معاملہ پیش آئے وہ سبحان اللہ کہے جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی۔ اور تالیاں عورتوں کے لیے ہیں۔“ (صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۶۸۴، و صحیح مسلم، الصلاة، حدیث: ۴۴۱)

دوسری صورت: اضافہ نماز کی جنس سے نہ ہو جیسے چلنا، خارش کرنا یا اس طرح کی کوئی اور حرکت کرنا۔ ان حرکات کی بنا پر تہجد سہو نہیں ہوں گے۔ ان حرکات کی چار قسمیں ہیں: ① وہ حرکات جو نماز کو باطل کر دیتی ہیں، مثلاً: ادھر ادھر دیکھنا اور ہنسنا وغیرہ۔ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آدمی کا نماز کے دوران میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ اچکنا ہے۔ اس طرح سے شیطان بندے کی نماز سے اچک لیتا ہے۔“ (صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۷۵۱) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور دیکھا کہ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا: ”یا تو لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آ جائیں یا ان کی نظریں ان کی طرف واپس نہیں لوٹیں گی۔“ (صحیح مسلم، الصلاة، حدیث: ۴۲۸، و سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۹۱۲ واللفظ لہ)

ہنسنا اور قہقہہ لگانا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ علامہ ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ نماز کے دوران میں ہنسنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ (الإجماع: ۴۸/۴۰) کیونکہ یہ ساری چیزیں نماز کی روح کے

تجوید سہو سے متعلق احکام و مسائل

۱۳- کتاب السہو

② مکروہ حرکات: ان سے نماز باطل نہیں ہوتی، البتہ یہ ناپسندیدہ ہیں، ان سے نمازی کے خشوع و خضوع میں فرق آتا ہے، جس سے ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے، مثلاً: نماز میں بلا ضرورت کپڑے درست کرتے رہنا اور عادتاً ڈاڑھی کو کھجلا تے رہنا وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا] ”بے شک نماز میں ایک اور ہی مشغولیت ہے۔“ (صحیح البخاری، العمل فی الصلاة، حدیث: ۱۹۹، وسنن أبی داود، الصلاة، حدیث: ۹۲۳) یعنی نماز میں قراءت قرآن اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغولیت ہوتی ہے، اس لیے کسی اور طرف متوجہ ہونا درست نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَلَا نَكْفِثُ النَّيَابَ وَالشَّعْرَ] ”ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم (نماز میں) اپنے کپڑے یا بال نہ بکھینیں۔“ (صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۸۱۲، وصحیح مسلم، الصلاة، حدیث: ۴۹۰) ہاں ناگزیر ضرورت کے پیش نظر تھوڑی بہت حرکت کی جاسکتی ہے۔

نماز میں جمائی لینا بھی مکروہ حرکت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [الْتَّشَاؤُ بَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَنَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظُمْ مَا اسْتَطَاعَ] ”جمائی آنا شیطان کی طرف سے ہے۔ جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکنے کی کوشش کرے۔“ (صحیح مسلم، الزہد، حدیث: ۲۹۹۳) ہاتھوں کی انگلیاں باہم ایک دوسری میں ڈال لینا (تشبیک) بھی مکروہات نماز میں سے ہے۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور پھر (نماز کی غرض سے) مسجد کا ارادہ کر کے نکلے تو اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں مت ڈالے کیونکہ بلاشبہ وہ نماز میں ہے۔“ (سنن أبی داود، الصلاة، حدیث: ۵۶۲، و مسند أحمد: ۲۱۳/۳)

③ جائز حرکات: (۱) ضرورت کے مطابق چلنا: رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دروازہ کھولا تھا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ (سنن أبی داود، الصلاة، حدیث: ۹۲۲) یہ اس صورت میں ہے جب دروازہ قبلہ رخ ہو، آپ ﷺ کے حجرے کا دروازہ قبلہ رخ ہی تھا) (ب) بچے کو اٹھانا: ابوقتہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بعض اوقات) نماز پڑھتے تو (اپنی نواسی) امامہ بنت زینب کو اٹھا لیتے۔ جب آپ سجدے میں جاتے تو اسے نیچے اتار دیتے اور جب

۱۳- کتاب السہو سجود سہو سے متعلق احکام و مسائل

کھڑے ہوتے تو اٹھا لیتے تھے۔ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۵۱۲، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۴۳) (ج) مہلک و موذی چیز کو ہلاک کرنے کے لیے حرکت کرنا، کوئی سانپ یا بچھو وغیرہ نماز میں نظر آئے تو اسے مار دینا چاہیے اس سے نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہ اسے نہ مارے گا تو پوری نماز میں یکسوئی نہیں رہے گی بلکہ توجہ ادھر ہی رہے گی۔ اور یہ خطرہ دامن گیر رہے گا کہ کہیں وہ مجھے نقصان نہ پہنچا دے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [اَقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْأَحْيَةَ وَالْعُقْرَبَ] ”دو سیاہ چیزوں کو دوران نماز میں بھی قتل کر ڈالو یعنی سانپ اور بچھو کو۔“ (سنن أبی داود، الصلاة، حدیث: ۹۲۱، و جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۳۹۰) سانپ اور بچھو کے علاوہ دوسرے موذی جانوروں کا بھی یہی حکم ہے۔ (۵) نماز میں ضرورت کے مطابق سمجھانے کے لیے اشارہ کرنا اور کن اکھیوں سے دیکھنا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار تھے، ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو آپ کی تکمیل سنا رہے تھے۔ آپ نے (کن اکھیوں سے) ہماری طرف جھانکا تو ہمیں کھڑے ہوئے پایا، چنانچہ آپ نے ہمیں اشارہ کیا تو ہم بھی بیٹھ گئے۔ (صحیح مسلم، الصلاة، حدیث: ۴۱۳) اس سے معلوم ہوا ایسا کرنا جائز ہے (۶) سوائے ہوئے کو چھونا: ضرورت کے تحت سوائے ہوئے کو چھونا جائز ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے سامنے قیلے کی طرف ہوتے۔ تو جب آپ سجدہ کرنے لگتے، میرا پاؤں دبا دیتے، میں پاؤں سمیٹ لیتی، پھر آپ ﷺ جب کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی۔ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۳۸۲، و صحیح مسلم، الصلاة، حدیث: ۵۱۲)

④ مشروع حرکات: وہ حرکات جنہیں کرنا ضروری ہے مثلاً: اگر امام بے وضو ہو جائے تو اس کی جگہ امام کے پیچھے والا آدمی کھڑا ہوگا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک مجوسی غلام نے ان پر حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا تو انھوں نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انھیں آگے کر دیا، پھر انھوں نے نماز پڑھائی۔ (صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبہ، حدیث: ۳۷۰۰) ۵) طرح اگر صرف میں سے کوئی آدمی نکل جائے تو صف کے غلط کو

۱۳- کتاب السہو بخود سہو سے متعلق احکام و مسائل

دور کرنے کے لیے قریب قریب ہونا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے: [..... وَ سُدُّوا اَلْخَلَلَ] ”..... اور صرف کے خلا کو پورا کرو۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۲۶۶) اسی طرح اگر امام بھول جائے تو اسے لقمہ دینا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھائی اور اس میں قراءت کی تو کچھ غلط ہو گیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ”تمہیں کس چیز نے روکا تھا (کہ مجھے بتلا دیتے)۔“ اسی طرح نماز میں آگے سے گزرنے والے کو مقدور بھر روکنا چاہیے اگر وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کرنی چاہیے جیسا کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ”آپ فرما رہے تھے: ”جب تم میں سے کوئی کسی چیز کی طرف نماز پڑھ رہا ہو جو اس کے لیے لوگوں سے سترہ ہو اور کوئی اس کے آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اس کے سینے کے آگے ہاتھ کر کے اسے روکنے کی کوشش کرے اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑائی کرے بلاشبہ وہ شیطان ہے۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۵۰۹، وصحیح مسلم، الصلاة، حدیث: ۵۰۵)

معلوم ہوا مندرجہ بالا مختلف قسم کی حرکات میں سے بعض ایسی ہیں جن کے سرزد ہونے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور بعض ایسی ہیں جن سے نماز باطل تو نہیں ہوتی، البتہ وہ مکروہ ہو جاتی ہے۔ نیز بعض حرکات جائز ہیں اور بعض مشروع۔ ان میں سے کسی بھی حرکت پر سجدہ سہو نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

تیسری صورت: نماز کے دوران میں کھانا پینا۔ علامہ ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کا اجماع ہے کہ جو شخص نماز میں جان بوجھ کر کھاتا پیتا ہے اسے نماز دہرائی ہوگی، البتہ نماز میں بھول کر کھانے پینے کے متعلق اختلاف ہے۔ عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر وہ بھول کر نماز میں کچھ پی لے تو وہ اپنی نماز مکمل کرے اور آخر میں سہو کے وجہ سے کرے اور اگر اس نے جان بوجھ کر پیا ہے تو وہ نماز دہرائے۔ امام اوزاعی اور اصحاب رائے بھول کر کھانے پینے والے کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک عطاء رحمہ اللہ کے موافق ہے۔ مزید دیکھیے: (الأوسط لابن منذر: ۳/۳۳۸)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [إِنَّ اللَّهَ وَصَّعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَا وَالنَّسِيَانَ وَمَا اسْتَكْبَرُوا] ”اللہ نے مجھ سے تمہاری امت کو خطا، بھولنا اور کبر سے روکا ہے۔“ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۵۰۰)

۱۳۔ کتاب السہو۔ جو دوسرے متعلق احکام ومسائل

زبردستی مجبور کیا گیا ہو۔“ (سنن ابن ماجہ، الطلاق، حدیث: ۲۰۴۵)

* اقوال کا اضافہ: اس کی بھی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت: اضافہ نماز کی جنس سے ہو مثلاً: رکوع یا سجدے میں قراءت کرنا، قیام میں تشہد پڑھنا وغیرہ۔ اگر جان بوجھ کر ایسا کرے گا تو یہ حرام ہے اور اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر بھول کر ایسے کر لے تو ایک رائے کے مطابق اس کے لیے سجدہ سہو کرنا ضروری ہے جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ» [جب آدمی (نماز میں) اضافہ یا کمی کر دے تو وہ دو سجدے کرے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۲) جبکہ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اس سے قدرے مختلف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ذکر اس نے کسی واجب کی جگہ پڑھا ہے اور اصل واجب کو چھوڑ دیا ہے، جیسے رکوع یا سجدے میں تسبیحات کے بجائے قراءت کر لی تو تسبیحات نہ پڑھیں تو ترک واجب کی بنا پر تجدد سہو واجب ہوں گے۔ اگر تسبیحات بھی پڑھی ہیں تو پھر تجدد سہو واجب نہیں۔ (مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعة لابن باز: ۲۷۰/۱۱)

دوسری صورت: نماز مکمل کرنے سے پہلے ہی سلام پھیر دینا۔ اگر اس نے جان بوجھ کر سلام پھیرا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر بھول کر ایسا ہوا اور بہت زیادہ دیر ہو گئی ہو مثلاً: ایک دن یا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد یاد آیا یا وضو ٹوٹ گیا تو پھر بھی نماز باطل ہو جائے گی چنانچہ وہ نماز دہرائے۔ اگر جلدی یاد آ گیا تو وہ نماز مکمل کرے اور سلام پھیرے پھر سہو کے سجدے کرے، بعد ازاں سلام پھیرے۔ (الباب في فقه السنة والكتاب، ص: ۱۹۰)

تیسری صورت: کلام نماز کی جنس سے نہ ہو۔ اگر اس نے جان بوجھ کر کلام کیا ہو اور اسے نماز میں کلام کے حرام ہونے کا علم تھا تو بالا جماع اس کی نماز باطل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: «إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ» [بے شک اس نماز میں لوگوں کی عام بات چیت جائز نہیں ہے۔ اس میں تسبیح اور تکبیر ہوتی ہے اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۳۷، سنن أبي داود، الصلاة،

تجوید ہو سے متعلق احکام و مسائل

بات یہی ہے کہ اس کی نماز صحیح ہوگی اور اس پر تجوید سہولاً لازم نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاویہ بن حکم سلمیؓ کو نماز کو دہرانے کا حکم نہیں دیا تھا جبکہ انھوں نے عدم علم کی وجہ سے نماز میں کلام کر لیا تھا۔ دیکھیے (حوالہ مذکور)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز میں بھول کر کلام کرنے والا اور وہ شخص جسے یہ گمان ہو کہ وہ نماز میں نہیں ہے اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ یہی سلف و خلف جمہور علماء کا موقف ہے۔ ابن عباسؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ، عروہ بن زبیرؓ، عطاء حسنؓ، شعیؓ، قتادہؓ، اوزاعیؓ، مالکؓ، شافعیؓ، احمد اور تمام محدثین کرام رحمہم کا بھی یہی موقف ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۹/۵، تحت حدیث: ۵۷۴)

اسی طرح بلا اختیار کلام ہو جائے یا کسی کو کلام پر مجبور کر دیا جائے اور ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے تو اس صورت میں بھی رائج بات یہی ہے کہ اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔

* کیا اصلاح نماز کے لیے کلام جائز ہے؟ نماز کی اصلاح کے لیے کلام کرنے کے بارے میں مختلف آراء و نظریات پائے جاتے ہیں۔ جمہور کہتے ہیں کہ اگر نماز میں کلام اصلاح نماز کے لیے ہو اور سبحان اللہ سے متنبہ کرنا ممکن نہ ہو تو یہ جائز ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ علامہ حلال اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ احناف کا بھی یہی موقف ہے۔ بعض کے نزدیک امام کی نماز فاسد نہیں ہوگی جبکہ مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ دلائل کی روشنی میں رائج موقف یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ یہ کلام الناس ہے۔

امام ابن منذر فرماتے ہیں: اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو آدمی نماز میں جان بوجھ کر کلام کرتا ہے جبکہ اس کا ارادہ نماز ہی کی اصلاح کیوں نہ ہو تو اس کی نماز فاسد ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ”نماز میں لوگوں کے کلام میں سے کوئی بات چیت درست نہیں ہے۔ بے شک نماز میں تسبیح اور تکبیر ہوتی ہے اور قرآن پڑھا جاتا ہے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۷) اور حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے۔ ہم میں سے ہر کوئی اپنے پہلو والے ساتھی سے کلام کر لیتا تھا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ ”اور اللہ کے لیے فرماں بردار ہو کر

۱۳- کتاب السہو سجود سے متعلق احکام و مسائل

العمل فی الصلاة، حدیث: ۱۲۰۰، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۳۹)

① کمی: نماز میں کمی کی بھی تین صورتیں ہیں، پہلی صورت: رکن کی کمی۔ اگر نمازی نے اپنی نماز میں کسی رکن کی کمی کر دی اور وہ رکن تکبیر تحریمہ ہے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوتی، عمداً چھوڑے یا بھول کر۔ اور اگر تکبیر تحریمہ کے علاوہ کوئی اور رکن ہے اور اسے جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو اس کی نماز باطل ہوگی، اگر بھول کر چھوڑا ہے تو اس کی تین حالتیں ہیں:

① اگر دوسری رکعت کی قراءت شروع کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ واپس لوٹے اور چھوڑے ہوئے رکن اور اس کے مابعد کو ادا کرے، اس لیے کہ رکن ساقط ہونے کی صورت میں سجدہ سہو کفایت نہیں کرے گا۔ اگر علم ہونے کے بعد بھی نہیں لوٹے گا تو اس کی نماز باطل ہوگی۔ دیکھیے: (حاشیۃ الروض المربع علی زاد المستقنع: ۱۲۲/۲)

علامہ عبدالرحمن بن ناصر سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر دوسری رکعت میں اسی جگہ پہنچنے سے پہلے یاد آ جائے جہاں پہلی رکعت میں بھولا تھا اور کوئی رکن چھوڑ گیا تھا، تو اسی وقت واپس پلٹ آئے اور اسے اور اس کے بعد والے رکن کو مکمل کرے، یہ ضروری ہے۔ دیکھیے: (المختارات الحلیۃ من المسائل الفقہیۃ، ص: ۳۸۴)

② اگر دوسری رکعت میں قراءت شروع کرنے کے بعد یاد آئے تو پہلی وہ رکعت باطل ہو جائے گی جس میں رکن ترک کیا ہو اور دوسری رکعت اس کے قائم مقام ہوگی۔ (حاشیۃ الروض المربع: ۱۶۹/۲)

اس کے متعلق دوسرا قول یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت میں اسی جگہ پہنچ کر اسے یاد آئے تو اس صورت میں اس کی دوسری رکعت اس رکن کے بدلے میں ہوگی جو اس نے ترک کیا تھا، لہذا دوسری رکعت شمار نہیں ہوگی۔ (إرشاد أُولی البصائر، ص: ۳۹)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی مثال یہ بنے گی کہ ایک شخص پہلی رکعت میں ایک سجدہ کرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا، نہ بیٹھا اور نہ دوسرا سجدہ کیا۔ جب قراءت شروع کی تو اسے یاد آیا کہ وہ دو سجدوں کے درمیان نہیں بیٹھا، اور نہ اس نے دوسرا سجدہ کیا ہے تو وہ اسی وقت واپس پلٹ آئے اور دو سجدوں کے

۱۳- کتاب السہو سجود سہو سے متعلق احکام و مسائل

رکعت میں اسی جگہ پہنچ کر یاد آنے والے کی مثال یہ ہے کہ پہلی رکعت میں وہ ایک سجدے کے بعد اٹھا اور دوسرا سجدہ نہ کیا اور نہ دو سجدوں کے درمیان بیٹھا لیکن اسے دوسری رکعت میں دو سجدوں کے درمیان یاد آیا یا دوسرے سجدے میں یاد آیا تو اس حالت میں اس کی دوسری رکعت پہلی شمار ہوگی اور وہ اپنی نماز میں ایک رکعت مزید پڑھے گا، پھر بعد میں سجدہ سہو کرے گا۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: (الشرح الممتع علی زاد المستقنع: ۳/۳۵۹-۵۲۳)

③ اگر کوئی رکن رہ جائے اور سلام پھیرنے کے بعد یاد آئے تو یہ مکمل رکعت چھوڑنے ہی کی طرح ہے، چنانچہ وہ ایک رکعت پڑھے اور سہو کے دو سجدے کرے۔ ہاں اگر چھوڑا ہو اور رکن آخری تشہد ہو یا سلام، تو پھر وہ اسے ہی ادا کرے اور سہو کے دو سجدے کرے۔ (حاشیۃ الروض المربع: ۱۳/۲، والأوسط لابن المنذر: ۳/۳۱۹)

دوسری صورت: اگر نماز کے واجبات میں سے اس نے کوئی واجب جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو نماز باطل ہوگی، اگر بھول کر رہ جائے اور ابھی دوسرے رکن تک نہیں پہنچا تو وہ اسے ادا کرے۔ اگر دوسرے رکن میں پہنچنے کے بعد یاد آئے تو وہ اپنی نماز جاری رکھے اور سلام پھیرنے سے قبل سجود سہو کرے، مثلاً: ایک آدمی سجدے میں [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] کہنا بھول گیا۔ اگر اسے سجدے سے سر اٹھانے سے پہلے سے یاد آجائے تو پڑھ لے اور اگر دوسرے سجدے میں یا سر اٹھانے کے بعد یاد آئے تو وہ اپنی نماز جاری رکھے اور سلام سے پہلے دو سجدے کر لے۔

تیسری صورت: اگر نمازی سے کوئی سنت رہ جائے تو اس پر سجود سہو نہیں ہوں گے اور نہ نماز باطل ہوگی۔

⑤ شک: سجود سہو کے اسباب میں سے تیسرا سبب شک ہے۔ زیادتی اور نقصان میں تردد کو شک کہتے ہیں۔ نماز میں اگر شک ہو جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں: ○ جب شک ہو اور انسان متردد ہی رہے اور کسی چیز کا ظن غالب نہ ہو۔ ○ جب کوئی شک ہو مگر کوشش اور غور و فکر کے بعد کسی صورت کا تعین اور اس کا ظن غالب حاصل ہو جائے۔

* جب کوئی شک ہو اور انسان متردد ہی رہے: اس صورت میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات یہ

ﷺ نے فرمایا: [إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى؟ ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا؟ فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ، ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلَاتَهُ وَإِنْ كَانَ صَلَّى إِتْمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتْ تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ] ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں، تین یا چار؟ تو اسے چاہیے کہ شک کو چھوڑ دے اور یقین پر انحصار کرنے پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے۔ اگر اس نے پانچ رکعت پڑھی ہیں تو یہ سجدے اس کی زائد رکعت کو دو گنا بنا دیں گے اور اگر اس نے چار پوری پڑھی ہیں تو یہ سجدے شیطان کی تدلیل و رسوائی کا باعث بنیں گے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۱، و مسند أحمد: ۷۲/۳)

* جب شک ہو جائے مگر کوشش اور غور و فکر کے بعد کسی جانب کا ظن غالب ہو جائے: جب نمازی کو شک ہو جائے اور شک کے دو پہلوؤں میں سے ایک پہلو راجح ہو جائے تو اسے چاہیے کہ غالب ظن پر عمل کرنے آخر میں سلام پھیر کر دو سجدے کرے اور پھر سلام پھیرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: [إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ، فَلْيَتِمَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو اسے چاہیے کہ صحیح صورت تلاش کرے اور اسی کے مطابق اپنی نماز مکمل کرے اور سلام پھیرے پھر دو سجدے کر لے۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۴۰۱)

علاوہ ازیں سورۃ فاتحہ کے پڑھنے یا نہ پڑھنے کے بارے میں شک ہو تو رکوع سے پہلے سورۃ فاتحہ پڑھ لی جائے۔ اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں! اگر وہ رکوع میں چلا گیا ہے یا دوسری رکعت شروع کر لی ہے اور سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کا اسے یقین ہو جائے تو وہ ایک رکعت دوبارہ پڑھے اور سلام کے بعد تجوید سہو کرے پھر سلام پھیرے۔

نماز کی ادائیگی کے بعد اگر ”التمیات“ کے متعلق شک پڑ جائے تو ادائیگی کے بعد لاحق ہونے والے شک کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ عام طور پر انسان نماز کے واجب و ارکان ان کے مقام ہی پر ادا کرتا ہے۔

گا لیکن سلام کے بعد پیدا ہونے والا شک قابل التفات نہیں۔ واللہ اعلم۔

* نماز میں شکوک و شبہات: نماز ام العبادات ہے اس میں مکمل یکسوئی ہونی چاہیے نماز پڑھنے سے پہلے دل و دماغ کو مکمل طور پر اللہ کے ساتھ ہم کلام ہونے کے لیے متوجہ کر لینا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ] ”بے شک تم میں سے کوئی ایک اپنی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ بلاشبہ اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے۔“ (صحیح البخاری، الصلاة، حدیث: ۳۰۵، وصحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۵۱) لہذا نمازی کو وسوسوں اور خیالات سے بچنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ، فَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ مُقْبِلَ عَلَيْهِمَا بَقْلَبِهِ وَ وَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ] ”جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھے اور وہ اپنے دل اور چہرے سے انھی پر متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔“ (صحیح مسلم، الطہارۃ، حدیث: ۲۳۳)

خیالات اور وسوسوں سے بچنے کی ظاہری صورت یہ ہے کہ ادھر ادھر نہ دیکھے دوران نماز میں اپنی نظر کی حفاظت کرے نماز میں نظر کو سجدے کی جگہ مرکوز رکھے آیات و اذکار کے معانی و مفاہیم پر غور کرے اور اس طرح عبادت کرے کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہے یا اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور سمجھے کہ شاید یہ میری آخری نماز ہے نیز یہ دعا اپنا معمول بنائے: [اللَّهُمَّ أَعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ] ”اے اللہ! اپنا ذکر کرنے، شکر کرنے اور بہترین عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔“ (سنن ابی داؤد، الوتر، حدیث: ۱۵۲۲) اس کے باوجود وسوسے اور خیالات آئیں تو اس کے متعلق شریعت نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے کہ [أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] پڑھ کر تین مرتبہ بائیں جانب تھو تھو کر دیں۔ (صحیح مسلم، السلام، حدیث: ۲۲۰۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنَّا نَنْزِعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (الاعراف: ۲۰۰) ”اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگو بے شک وہ سننے والا جاننے والا ہے۔“

* پہلا تشہد چھوٹ جائے تو؟ اگر نمازی درمیانی تشہد چھوڑ دے اور اسی وقت اٹھنے سے پہلے یاد

۱۳- کتاب السہو ————— سجود سہو سے متعلق احکام و مسائل

کی۔ اگر اٹھتے ہوئے یاد آیا مگر ابھی مکمل کھڑا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور اس پر سجود سہو لازم نہیں اگر وہ مکمل کھڑا ہو گیا تو واپس نہ پلٹے بلکہ اپنی نماز جاری رکھے اور آخر میں دو سجود کر لے۔

حضرت عبداللہ بن محسنہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے اور درمیانی تشہد کے لیے نہ بیٹھے جب نماز مکمل کر چکے تو آپ نے سلام سے پہلے دو سجود کیے۔ (صحیح البخاری: السہو، حدیث: ۱۲۲۳، ۱۲۲۵؛ صحیح مسلم: المساجد، حدیث: ۵۷۰) اگر اسے علم ہو کہ سیدھا کھڑا ہونے کے بعد لوٹنا حرام ہے لیکن پھر بھی لوٹ گیا تو اس کی نماز باطل ہوگی کیونکہ اس نے مفسد نماز کام کا ارتکاب کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (الأوسط لابن المنذر: ۳/۲۸۷-۲۹۱)

* سجود سہو سلام سے پہلے کیے جائیں یا بعد میں؟ اس مسئلے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق اہل علم کے آٹھ اقوال نقل کیے ہیں:

① سجود سہو ہر حال میں سلام کے بعد کیے جائیں گے۔ (یہ احناف کا موقف ہے جس پر ان کا اپنا عمل بھی نہیں ہے بلکہ ان کا موجودہ عمل [أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] تک تشہد پڑھ کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد سجود سہو کر کے از سر نو پورا تشہد یوم یَقُومُ الْحِسَابُ تک پڑھنے کا ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔)

② سلام سے پہلے کیے جائیں۔ یہ شوافع کا موقف ہے۔

③ کی اور بیٹھی میں فرق کیا جائے گا؛ اضافے کی صورت میں سجود سہو سلام کے بعد کیے جائیں گے اور کی صورت میں پہلے (یہ امام مالک کا ایک قول ہے نیز اصحاب مالک کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے۔)

④ ہر حدیث پر اسی طرح عمل کیا جائے گا جس طرح کہ نبی ﷺ سے وارد ہوئی ہے اور جس کے متعلق کچھ بھی وارد نہیں وہاں سجود سہو سلام سے پہلے کیے جائیں گے۔ (یہ حنابلہ کا موقف ہے۔)

⑤ ہر حدیث پر بعینہ عمل کیا جائے گا؛ مثلاً: آپ ﷺ نے چار کے بجائے دو یا تین رکعات کے بعد سلام پھیر دیا۔ اس حالت میں آپ نے سلام کے بعد سجود کیے۔ اور تشہد اول چھوٹنے کی صورت میں

۱۳- کتاب السہو سجود سہو سے متعلق احکام و مسائل

نبی ﷺ کی سنت سے کچھ بھی نہیں ملتا، وہاں کی صورت میں سلام سے پہلے سجدے کیے جائیں گے اور اضافے کی صورت میں سلام کے بعد۔

⑥ نمازی کو اگر شک ہو جائے اور غور و فکر کے بعد کوئی جانب قابل ترجیح نہ ہو تو سجدے سلام سے پہلے اور اگر تحرری کے بعد کوئی پہلو رائج ہو جائے تو سجدے سلام کے بعد کیے جائیں گے۔

⑦ بھولنے والے کو اختیار ہے اگر چاہے تو وہ سجدے سلام سے پہلے کر لے اور اگر چاہے تو بعد میں (امام مالک سے منقول ان کا یہ دوسرا موقف ہے۔)

⑧ دو مواقع کے علاوہ ہر جگہ سجود سہو سلام کے بعد کیے جائیں گے۔ دو موقعوں پر بھولنے والا اختیار رکھتا ہے چاہے سلام سے پہلے سجدے کر لے چاہے بعد میں۔ پہلا موقع جبکہ دو رکعتوں کے بعد تشہد نہ بیٹھے سیدھا کھڑا ہو جائے۔ اور دوسرا جبکہ اسے شک ہو دو تین یا چار کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ کم از کم پر بنا کرے۔ ان دونوں صورتوں میں وہ با اختیار ہے۔ اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے۔ (نیل الاوطار: ۱۲۶/۳) (واضح رہے اہل ظاہر صرف انہی مقامات پر سجود سہو کی مشروعیت کے قائل ہیں جہاں نبی ﷺ سے سہو ثابت ہے۔ اس کے علاوہ کسی موقع پر وہ سجود سہو کے قائل نہیں۔)

اہل علم کا یہ اختلاف صرف افضلیت میں ہے۔ ویسے کی بیشی کی صورت میں سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں یا بعد میں ہر دو صورتوں میں کفایت کر جائیں گے اور نماز فاسد نہیں ہوگی۔

البتہ رائج بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ اسی طرح عمل کیا جائے جیسا کہ نبی ﷺ کے اقوال اور افعال کا تقاضا ہے جہاں سجود سہو سلام سے پہلے کرنے کی قید ہے وہاں سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں اور جہاں سجدے سلام کے بعد کرنے کی تنبیہ ہے وہاں سلام کے بعد کیے جائیں اور جس کے متعلق کوئی قید وارد نہیں ہوئی وہاں بھولنے والے کو اختیار ہے چاہے سلام سے پہلے کر لے یا بعد میں جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ”جب آدمی نماز میں اضافہ کر دے یا کمی کر دے تو وہ دو سجدے کرے۔“ (صحیح مسلم المساجد حدیث: ۵۷۲) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (نیل الاوطار: ۱۱۶/۳-۱۱۸)

* سجود سہو کے بعد تشہد پڑھنا اور سلام پڑھنا: اگر متعلقہ اہل علم کا اختیار ہے۔

ہے کہ سجدوں کے بعد سلام تو پھیرے گا لیکن تشہد نہیں بیٹھے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے: [بَابُ مَنْ لَمْ يَتَشَهَّدْ فِي سَجْدَتَيْ السَّهْوِ] ”سہو کے سجدوں کے بعد پھر تشہد نہ پڑھے۔“ اور اس کے تحت تعلقاً یہ اثر نقل کیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ اور حسن نے سلام پھیرا (یعنی تجوّد سہو کے بعد) اور تشہد نہیں پڑھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ نے اس اثر کو موصولاً بھی بیان کیا ہے۔ دیکھیے: (عمدة القاري: ۴/۲۵۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز میں دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا، پھر ذوالیدین کے دریافت کرنے کے بعد آپ نے دو رکعتیں اور پڑھائیں اور پھر دو سجدے کیے۔ حضرت عمران بن حصین کی روایت میں ہے کہ آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔ (صحيح البخاري، الصلاة، حديث: ۲۸۲، وصحيح مسلم، المساجد، حديث: ۵۴۴) یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تجوّد سہو کے بعد سلام ہے، تشہد نہیں بلکہ کسی بھی صحیح حدیث میں تجوّد سہو کے بعد تشہد کا ذکر نہیں۔ بعض روایات میں تجوّد سہو کے بعد تشہد کا ذکر ہے لیکن وہ ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔ واللہ اعلم۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تجوّد سہو میں سلام پھیرنا تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے لیکن میرا نہیں خیال کہ ان میں تشہد بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو۔ اس کے متعلق تین احادیث مروی ہیں، ان تمام کے متعلق اہل علم نے کلام کیا ہے، ان میں سب سے اچھی سند والی روایت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی ہے۔ (اس میں صرف سلام ہی کا ذکر ہے۔) دیکھیے: (الأوسط: ۳/۳۱۶، ۳۱۷)

* ایک نماز میں کئی بار سہو ہو جائے تو؟: ایک نماز میں دو یا دو سے زیادہ مرتبہ سہو ہو جائے تو پھر بھی آخر میں صرف دو سجدے ہی کیے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [سَجَدْنَا السَّهْوِ فِي الصَّلَاةِ تَحْزِينًا مِنْ كُلِّ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ] ”نماز میں سہو کے دو سجدے ہر کسی بیشی سے کفایت کر جائیں گے۔“ (صحيح الجامع الصغير: ۱/۶۷۸، رقم: ۳۲۲۶، وسلسلة الأحاديث الصحيحة:

تجوید سہو سے متعلق احکام و مسائل

دیا ہے۔ [لُكُلٌ سَهْوٍ سَجَدَ تَانٍ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ] ”ہر سہو کے لیے سلام کے بعد (صرف) دو سجدے ہی ہیں۔“ دیکھیے: (صحیح سنن أبي داود (مفصل) ۲۰۱/۴، رقم: ۹۵۴)

ابن قدامہ فرماتے ہیں: [لُكُلٌ سَهْوٍ سَجَدَ تَانٍ] میں لفظ سہو اسم جنس ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ نماز جس میں سہو (ایک یا زیادہ دفعہ) ہو جائے تو اس میں دو ہی سجدے ہیں۔ (المغنی: ۷۲۹/۱، مسألة: ۹۲۶)

نبی ﷺ کا فرمان ہے: [إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ”جب تم میں سے کوئی (نماز میں) بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۹۲/۵۷۲)

حدیث ذوالیدین سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ سے ایک ہی نماز میں ایک سے زیادہ سہو ہوئے لیکن آپ نے صرف دو سجدے ہی کیے۔ آپ نے نماز مکمل ہونے سے پہلے ہی سلام پھیر دیا پھر آپ چلے گئے اور کلام بھی کیا۔ ایک سے زیادہ کام ہونے کے باوجود آپ نے دو سجدے ہی کیے۔

علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ حدیث ذوالیدین کی شرح میں رقمطراز ہیں: بار بار سہو ہونے کی وجہ سے سجدے مکرر نہیں کیے جائیں گے، اگرچہ سہو کی جنس مختلف ہو جائے اس لیے کہ نبی ﷺ نے کلام بھی کیا، بھول کر چلے بھی، سلام بھی پھیرا لیکن سجدے صرف دو کیے۔ امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام نخعی اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ بلاشبہ ہر سہو کے لیے صرف دو سجدے ہیں۔ دیکھیے: (مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الصلاة، باب سجود السهو: ۳۷/۲)

علامہ ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل علم کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ نمازی اپنی نماز میں بار بار بھولے تو کیا کرے؟ ایک جماعت کا قول ہے کہ تمام غلطیوں (سہو و نسیان) سے دو سجدے ہی کافی ہیں۔ یہ قول امام نخعی، امام مالک، امام لیث بن سعد، امام سفیان ثوری، امام شافعی، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اصحاب الرائے کا ہے اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

دوسری جماعت کے نزدیک جس شخص کو دو مرتبہ مختلف قسم کا سہو ہو جائے تو وہ ہر سہو کے بدلے دو دو سجدے کرے۔ یہ اوزاعی کا قول ہے۔ ابن ابی حازم فرماتے ہیں: جب آدمی کو ایک ہی نماز میں دو مرتبہ سہو ہو جائے۔ ایک وہ جس کے لیے سجدے سلام سے پہلے کیے جائیں (مثلاً: تشہد اول چھوٹ جائے یا

تجوید سہو سے متعلق احکام و مسائل

شک پڑ جائے اور انسان متردب رہے اور دوسرا وہ جس میں سجدے سلام کے بعد کیے جائیں (مثلاً: دو رکعتوں پر سلام پھیر دینا وغیرہ) تو وہ دو سجدے سلام سے پہلے کرے اور دو سجدے سلام کے بعد کرے۔ مزید دیکھیے: (الأوسط لابن المنذر: ۳/۳۱۸)

علامہ ابن عثیمین اپنے رسالہ ”فنی سجود السہو“ میں فرماتے ہیں کہ جب آدمی پر دو سہوا کٹھے ہو جائیں ان میں سے ایک کا محل سلام سے پہلے ہو اور دوسرے کا سلام کے بعد تو اہل علم فرماتے ہیں کہ وہ سلام سے پہلے ہی سجدے کرے۔ دلائل کی رو سے یہی رائج ہے کہ نماز میں اگر ایک یا زیادہ مرتبہ سہو نسیان ہو جائے تو اس کے لیے بار بار سجدے نہیں کیے جائیں گے بلکہ صرف دو سجدے کفایت کر جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ (اور یہی موقف رائج ہے۔ واللہ اعلم۔)

* امام کو لقمہ دینا: اگر امام نماز میں قراءت کرتے ہوئے بھول جائے تو اسے لقمہ دینا درست ہے، اس سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ سجود سہو کرنے پڑیں گے۔ بعض احناف لقمہ دینے کے قائل نہیں ان کے ہاں اگر امام بھول جائے تو صرف سجدہ سہو ہی کافی ہے۔ حضرت مسور بن یزید مالکی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے نماز میں قراءت فرمائی اور اس میں سے کچھ آیات چھوٹ گئیں جنہیں آپ نے تلاوت نہیں فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تو نے مجھے یاد کیوں نہ کرا دی؟“ نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نماز پڑھی اور اس میں قراءت کی تو کچھ غلط ہو گیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابی بن کعبہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ”تو تمہیں کس چیز نے روکا تھا (کہ مجھے بتا دیتے)۔“ (سنن أبی داود، الصلاة، حدیث: ۹۰۷)

بشری تقاضوں کے تحت نبی ﷺ کو بھی قراءت میں کچھ بھول ہوئی جس سے ایک تو آپ ﷺ کی بشریت کا اثبات ہوا، دوسرا آپ کا بھولنا امت کے لیے تعلیم و تشریح کا ذریعہ بن گیا۔

علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں لقمہ دینے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور جواز لقمہ کو اس شرط کے ساتھ مقید کرنا کہ امام اتنی قراءت کرتے ہوئے بھول جائے جو واجب

۱۳- کتاب السہو سجود سہو سے متعلق احکام ومسائل

ہے (تین آیات) اور رکعت آخری ہو۔ یہ قول بلا دلیل ہے۔ دلائل سے مطلقاً لقمہ دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے، خواہ بقدر واجب قراءت میں بھولے یا زیادہ میں اور لقمہ دینے کی دو صورتیں ہیں: ① جہری نماز میں اگر قراءت میں بھول جائے تو مقتدی بھولی ہوئی آیت امام کو بتلا دے۔ ② اگر قراءت کے علاوہ بھولا ہو مثلاً: سجدہ یا قعدہ وغیرہ مقتدی اگر مرد ہو تو امام کو سبحان اللہ کہہ کر اطلاع دے اور اگر عورت ہو تو تالی بجائے۔ مزید دیکھیے: (عون المعبود: ۱۷۶/۳ تحت حدیث: ۹۰۷)

بعض فقہاء کی کتب میں بھی اس کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔ شرح وقایہ میں عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ لکھتے ہیں: [وَفَتْحُهُ عَلَى غَيْرِ إِمَامِهِ إِنَّمَا قَالَ عَلَى غَيْرِ إِمَامِهِ لِأَنَّ فَتْحَهُ عَلَى إِمَامِهِ لَا يُفْسِدُ، قَالَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ: إِذَا قَرَأَ إِمَامُهُ مِقْدَارَ مَا يَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ أَوْ انْتَقَلَ إِلَى آيَةٍ أُخْرَى فَفَتَحَ تَفْسُدُ صَلَاةُ الْفَاتِحِ وَإِنْ أَخَذَ الْإِمَامُ مِنْهُ تَفْسُدُ صَلَاةُ الْإِمَامِ أَيْضًا وَبَعْضُهُمْ قَالُوا لَا تَفْسُدُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَ سَمِعْتُ أَلْفَتْوَى عَلَى ذَلِكَ] ”اور اپنے امام کے علاوہ غیر کو لقمہ دینا (صاحب وقایہ نے) اپنے امام کے علاوہ اس لیے کہا کہ اپنے امام کو لقمہ دینا نماز کو فاسد نہیں کرتا اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ جب امام اتنی قراءت کر لے جس سے نماز جائز ہے (یعنی تین آیات) یا دوسری آیت کی طرف منتقل ہو گیا اور مقتدی نے لقمہ دیا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امام نے اس کا لقمہ لیا تو امام کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی اور بعض مشائخ نے کہا کہ ان میں سے کسی شے میں بھی نماز فاسد نہیں ہوگی اور (شارح فرماتے ہیں) میں نے (اپنے مشائخ سے) سنا ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے۔“ (شرح الوقایہ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکفر فیہا: ۱۹۰/۱) شرح وقایہ کے حاشیے پر بھی مولانا عبید الحق نے سنن ابوداؤد کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام کو لقمہ دینا جائز ہے۔

جو لوگ لقمہ دینے کے قائل نہیں ان کی دلیل سنن ابی داؤد کی حدیث ہے جسے ابواسحاق نے حارث سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: [يَا عَلِيُّ! لَا تَفْتَحْ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ] ”اے علی! نماز میں امام کو لقمہ مت دو۔“ (سنن أبی داؤد، الصلاۃ، حدیث: ۹۰۸)

۱۱۰- کتاب السہو مجود ہوئے متعلق احکام ومسائل

احادیث سنی ہیں اور یہ ان میں سے نہیں ہے، نیز اس کی سند میں حارث اعمور ہے جسے اکثر ائمہ نے کذاب کہا ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی صحیح مسلم کے مقدمے میں اس پر کذب بیانی کا حکم لگایا ہے۔ مزید دیکھیے: (تہذیب التہذیب: ۱۲۶/۲) لہذا اس سخت ضعیف روایت کو لقمہ دینے کے عدم جواز پر دلیل بنانا درست نہیں۔ صحیح اور راجح بات وہی ہے جو دلائل سے ثابت شدہ ہے کہ امام کو لقمہ دینا جائز ہے۔ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

* کیا غیر نمازی نمازی کو لقمہ دے سکتا ہے؟ اس کی بابت صحیح اور درست موقف یہ ہے کہ وہ شخص جو نماز سے باہر ہے، وہ نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے سکتا ہے اور نماز پڑھنے والا بھی اس کا لقمہ قبول کر سکتا ہے۔ اس سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پہلے مدینے میں تشریف لائے تو انصار سے اپنے ننھیال یا (فرمایا) اپنے ماموں پر اتارے اور سولہ یا ستر ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا آپ کو پسند تھا، پہلی نماز جو آپ نے بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی وہ نماز ظہر ہے۔ اور آپ کے ساتھ ایک جماعت نے نماز پڑھی۔ ان میں سے ایک آدمی نماز سے فارغ ہونے کے بعد نکلا اور ایک (دوسری) مسجد والوں کے پاس سے گزرا وہ رکوع کی حالت میں تھے۔ اس نے کہا: میں اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں (اللہ کی قسم!) میں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ بیت اللہ کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی ہے، چنانچہ مسجد والے رکوع ہی کی حالت میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، ایمان، حدیث: ۴۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لقمہ دینے کے لیے نماز میں داخل ہونا شرط نہیں، جو شخص نماز میں شامل نہ ہو لقمہ دے سکتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر نمازی کا تعلیم دینا جائز ہے اور نمازی کا غیر نمازی کے کلام کو سننا اور اس پر عمل کرنا اس کی نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۱/۶۵۷، حدیث: ۴۰۳)

* اگر امام بھول جائے تو مقتدی بھی سجدہ کریں: اگر امام بھول جائے تو آخر میں سجدہ سہو کرے گا اور مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدہ کریں گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: [إِنَّمَا جُعِلَ

علامہ ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر امام بھول جائے، پھر نماز کے آخر میں سہو کے سجدے سے بھی نہ کرے تو اس کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا موقف یہ ہے کہ جب امام سجدہ نہ کرے تو مقتدی بھی سجدہ نہ کرے۔ یہ حسن بصری، عطاء بن ابورباح، نخعی، قاسم، حماد بن ابوسلیمان، سفیان ثوری، بیہقی، اور اصحاب الرائے کا قول ہے۔ دوسرے گروہ کا موقف یہ ہے کہ جب امام کو غلطی لگ جائے اور وہ سہو کے سجدہ نہ کرے تو لوگ سجدہ کریں گے۔ یہ ابن سیرین، حکم، قتادہ، اوزاعی، مالک، لیث بن سعد، شافعی اور ابو ثور کا قول ہے۔ ابو ثور فرماتے ہیں: یہ اس لیے کہ چیز (سجدہ سہو) ان پر واجب ہوگئی ہے، لہذا واجب کو ترک کرنے سے ان سے حکم زائل نہ ہوگا، اس لیے کہ فرض واجب کو ادا کرنے والے سے وہ فرض یا واجب اس وقت تک زائل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اسے ادا نہ کر لے۔ (الأوسط: ۳/۳۲۲)

(۳۲۳) لیکن راجع یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دیں۔ اگر امام کو یاد نہ آئے تو مقتدی یاد کرادیں، پھر امام اور مقتدی مل کر سہو کے دو سجدے کریں۔

* مقتدی سے غلطی ہو جائے تو تجوید سہو کا حکم: اگر مقتدی سے کوئی سہو ہو جائے تو وہ سجدے نہیں کرے گا کیونکہ وہ اپنے امام کے تابع ہے۔ اگر یہ سجدے کرے گا تو امام کی اقتدا سے نکل جائے گا جبکہ مقتدی کو امام کی پیروی کا حکم ہے جیسا کہ معاویہ بن حکم سلمیؓ نے نماز میں بھول کر یا عدم واقفیت کی بنا پر کلام کیا لیکن نبی ﷺ نے انھیں سجدے کا حکم دیا نہ نماز لوٹانے کا۔ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۷) اگر مسبوق، یعنی جو آدمی بعد میں جماعت کے ساتھ شامل ہوا اور اس کی کوئی رکعت رہ گئی، اس کی دو صورتیں ہیں: ① امام کے سلام پھیرنے سے پہلے، یعنی امام کی اقتدا کی حالت میں اگر غلطی ہو جائے تو تجوید سہو نہیں کرے گا۔ ② اگر امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق سے غلطی ہو تو اب وہ سہو کے سجدے کرے گا کیونکہ اب وہ امام کی اقتدا سے نکل چکا ہے اور منفرد آدمی کے حکم میں ہے۔

علامہ ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اکثر اہل علم کا یہی قول ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے ہے، اس سے بھول ہو جائے تو اس پر سجدہ کے سجدے نہیں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما، نخعی، شافعی، مکحول، زہری، مالک،

۱۳- کتاب السہو جو دوسرے متعلق احکام ومسائل

اس پر اہل علم کے اجماع کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن مسیب اور حسن بصری سے بھی اسی طرح مروی ہے۔
دیکھیے: (الأوسط: ۳۲۱/۳)

* اگر امام کے ذمے سہو کے سجدے ہوں تو کیا مسبوق بھی سجدے کرے گا؟ اگر امام سے سہو ہو جائے اور امام سلام سے پہلے سجدے کرے تو مسبوق بھی سجدے کرے گا۔ اگر امام نے سجدے سلام کے بعد کیے اور مسبوق بقیہ نماز کے لیے کھڑا ہو گیا تو اس کا حکم اس آدمی جیسا ہے جو پہلے تشہد سے کھڑا ہو، یعنی اگر امام نے اس کے کھڑا ہونے سے پہلے سجدہ کر لیا تو اس کے لیے لوٹنا لازم ہے اور اگر مکمل کھڑا ہو گیا اور قراءت شروع نہیں کی تو وہ لوٹے گا نہیں؛ اگر لوٹ آئے تو جائز ہے۔ اگر قراءت شروع کر لی تو اس کے لیے لوٹنا درست نہیں؛ البتہ بقیہ نماز ادا کرنے کے بعد وہ سجدے کرے گا۔ (حاشیۃ الروض المربع: ۱۴۱/۲)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلام پھیرنے کے بعد سجدے کرے گا۔ (الشرح الممتع: ۵۲۶/۳)

* مسبوق امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے اور بقیہ نماز پڑھنا بھول جائے: اگر مسبوق امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے اور بقیہ نماز پڑھنا بھول جائے تو یاد آنے پر بقیہ نماز پڑھے اور سلام کے بعد دو سجدے کرے پھر سلام پھیر دے۔ اگر اس نے فرض نماز کے بعد نفل نماز شروع کر دی تو اس کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے جسے ابن منذر نے ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کے نزدیک اس نے جو نفل نماز پڑھ لی ہے وہ لغو ہو جائے گی اور وہ اپنی نماز مکمل کر کے سہو کے دو سجدے کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرض نماز سے ایک رکعت بھول گئے اور نفل نماز شروع کر دی، دوران نماز میں یاد آیا تو انھوں نے فرض نماز سے جو باقی رہتی تھی وہ پڑھی، پھر بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔ یہ امام حکم اور اوزاعی کا قول ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک اس کی فرض نماز باطل ہو جائے گی۔ کہ وہ نفل میں داخل ہو جائے اب وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔ حسن بصری، حماد اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم سے اسی طرح مروی ہے۔ مزید دیکھیے: (الأوسط: ۳۲۲/۳)

* کیا مسبوق امام کے ساتھ زائد رکعت شمار کرے گا؟ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شامل ہو اور امام بھول کر ایک رکعت زائد ادا کر لے تو بعد میں آ کر طے والا (مسبوق) اسے

۱۳- کتاب السہو

تجوید سہو سے متعلق احکام و مسائل

زائد رکعت میں معذور ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر امام بھول کر پانچ رکعات پڑھا دے تو اس کی نماز صحیح ہے اور جہالت یا سہو کی حالت میں اس کی متابعت کرنے والے کی نماز بھی صحیح ہے۔ لیکن جسے زائد رکعت کا علم ہو اس پر بیٹھنا اور سلام پھیرنا واجب ہے کیونکہ اس حالت میں اس کا اعتقاد ہے کہ اس کے امام کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر اسے خدشہ ہو کہ اس کا امام زائد رکعت ادا کرنے کے لیے اس بنا پر کھڑا ہوا ہے کہ اس کی کسی ایک رکعت میں غلطی پیدا ہوا مثلاً: سورہ فاتحہ میں کوئی نقص واقع ہو گیا وغیرہ تو اس حالت میں امام کا انتظار کرے اور جب امام سلام پھیرے تو اس کے ساتھ ہی سلام پھیر دے۔ اگر وہ دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہوا تو اس کے لیے یہ رکعت زائد شمار ہوگی وہ امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے۔ (مجموع الفتاویٰ للشیخ ابن عثیمین: ۲۰/۱۲)

* کیا نفلی نماز میں غلطی ہو جانے پر سجود سہو کیے جائیں گے؟ فرض نمازوں کی طرح نفلی نمازوں میں بھی سجود سہو کے اسباب کی موجودگی میں سجود سہو کرنا مشروع ہیں۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان عام ہے: [إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ”جب تم میں سے کوئی (نماز میں) بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے۔“ (صحیح مسلم المساجد، حدیث: ۹۲/۵۷۲)

اور دوسری روایت میں ہے: [إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ] ”جب آدمی (اپنی نماز میں) کوئی اضافہ یا کمی کرے تو وہ دو سجدے کرے۔“ (صحیح مسلم المساجد، حدیث: ۹۲/۵۷۲)

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں عنوان قائم کیا ہے: [بَابُ السَّهْوِ فِي الْفَرَضِ وَالنَّطَوُّعِ وَ سَجْدَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ وَتَرِهِ] ”فرض اور نفلی نماز میں سہو کا بیان اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے وتر کے بعد دو سجدے کیے۔“

اس کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [إِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّيَ جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ. وَهُوَ جَالِسٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ] ”اگر کسی نے نماز میں کھڑا ہوتا ہے کہ جب تک کہ وہ جانتا ہے کہ کتنے نماز میں کھڑا ہوا ہے تو وہ دو سجدے کرے۔“ (صحیح مسلم المساجد، حدیث: ۹۲/۵۷۲)

۱۳۔ کتاب السہو۔ سجود سہو سے متعلق احکام و مسائل

ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس پر خلط کرتا ہے یہاں تک کہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے چنانچہ جب تم میں سے کوئی یہ صورت حال پائے تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔“ (صحیح البخاری، السہو، حدیث: ۱۳۳۲، و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۳۹۸، بعد حدیث: ۵۶۹) لہذا رائج یہی ہے کہ فرض نماز کی طرح نفل نماز میں بھی غلطی کی صورت میں سجود سہو کیے جائیں گے۔

علامہ ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: جب تمہیں نفل نماز میں شک پڑ جائے تو دو سجدے کرو۔ یہ قول حسن بصری، سعید بن جبیر، قتادہ، سفیان، ثوری، مالک، اوزاعی، شافعی، احمد اور اصحاب الرائے کا ہے۔ (الأوسط: ۳/۳۲۶۳۲۵)

والحمد لله على ذلك

و أسأل الله أن ينفعنا بهذا و سائر المسلمين و أن يرزقنا العمل بما يرضاه



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۳) - [کتاب السهو] (التحفة ...)

سہو (نماز میں بھولنے) سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱- جب دو رکعتوں کے بعد (تشہد

پڑھ کر) اٹھے تو اللہ اکبر کہے

۱۱۸۰- حضرت عبدالرحمن بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں تکبیروں کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: تکبیر (اللہ اکبر) کہے جب رکوع کرے جب سجدہ کرے جب سجدے سے سر اٹھائے اور جب دو رکعتوں سے کھڑا ہو۔ حلیم نے ان سے پوچھا کہ یہ بات آپ نے کس سے یاد رکھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے پھر خاموش ہو گئے۔ حلیم نے کہا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی؟ فرمایا: ”ہاں“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی۔

(المعجم ۱) - بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ

الرُّكْعَتَيْنِ (التحفة ۴۵۴)

۱۱۸۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ التَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: يُكَبَّرُ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ، فَقَالَ حُطَيْمٌ: عَمَّنْ تَحْفَظُ هَذَا؟ فَقَالَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، ثُمَّ سَكَتَ فَقَالَ لَهُ حُطَيْمٌ: وَعُثْمَانُ؟ قَالَ: وَعُثْمَانُ.

فائدہ: تکبیر تحریر متفق علیہ ہے، نیز اس میں کوئی سستی نہیں کرتا تھا، اس لیے اس کا ذکر نہیں کیا۔ باقی تکبیرات میں بعض ائمہ سستی کر جاتے تھے اس لیے ان کا ذکر فرما دیا۔

۱۱۸۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ ۱۱۸۱- حضرت مطرف بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تو وہ ہر جھکنے

۱۳- کتاب السہو تشہد کے بعد آخری رکعتوں کے لیے کھڑے ہونے سے متعلق احکام و مسائل

ابْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَكَانَ يَكْبُرُ فِي كُلِّ خَنْضٍ وَرَفَعَ يَتِمُّ التَّكْبِيرَ، فَقَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: لَقَدْ ذَكَرَنِي هَذَا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

اور اٹھنے کے وقت پوری تکبیر کہتے تھے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً انھوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد کرا دی ہے۔

🌞 فائدہ: دیکھیے حدیث: ۱۰۸۳.

(المعجم ۲) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْقِيَامِ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ (التحفة ۴۵۵)

باب: ۲- آخری دو رکعتوں کے لیے کھڑے ہوتے وقت رفع الیدین کرنا

۱۱۸۲- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِي بِهَمَا مَنْكَبَيْهِ، كَمَا صَنَعَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ.

۱۱۸۲- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے حتیٰ کہ انھیں اپنے کندھوں کے برابر کرتے تھے جیسا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت کیا تھا۔

🌞 فائدہ: یہ رفع الیدین بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے اگرچہ بعض احادیث میں اس کا ذکر نہیں ہے لیکن ہر بات کا ہر حدیث میں ذکر ہونا ضروری نہیں۔ اگر کسی بھی صحیح حدیث میں کسی بات کا ذکر ہو اور وہ اصح روایات کے منافی نہ ہو تو اس پر عمل واجب ہوتا ہے لہذا یہ رفع الیدین بھی سنت ہے اگرچہ امام شافعی رحمہ اللہ اس کے قائل نہیں۔ اگلی حدیث میں بھی اس رفع الیدین کا اثبات ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حدیث: ۸۷۷ کے فوائد و مسائل)

۱۳- کتاب السہو دوران نماز میں ہاتھ اٹھا کر حمد و ثنا کرنے کا بیان

(المعجم ۳) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلْقِيَامِ
إِلَى الرَّكَعَتَيْنِ الْأَخْرَتَيْنِ حَذْوِ الْمُنَكِبَيْنِ
(التحفة ۴۵۶)

باب: ۳- آخری دو رکعتوں کے لیے
کھڑے ہونے پر کندھوں کے برابر
رفع الیدین کرنا

۱۱۸۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى
الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ:
سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ - عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ
فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ
رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ
يَرْفَعُ يَدَيْهِ كَذَلِكَ حِذَاءَ الْمُنَكِبَيْنِ.

۱۱۸۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی
ﷺ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین فرماتے اور
جب رکوع کا ارادہ فرماتے اور جب رکوع سے سر
اٹھاتے اور جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو
اسی طرح کندھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ (یعنی
رفع الیدین فرماتے۔)

🌞 فائدہ: رفع الیدین کندھوں تک بھی ہو سکتا ہے، کانوں کے کناروں تک بھی جیسا کہ پیچھے حدیث: ۸۷۹ کے
فائدے میں ذکر ہو چکا ہے۔

(المعجم ۴) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَحَمْدِ
اللَّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ
(التحفة ۴۵۷)

باب: ۴- دوران نماز میں (کسی اہم
موقع پر) ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثنا کرنا

۱۱۸۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ
عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ -
۱۱۸۴- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بنو عمرو بن عوف (اہل
قباء) کے درمیان صلح کروانے تشریف لے گئے۔ (عصر

۱۱۸۳- [صحیح] أخرجه عبد الرزاق في المصنف: ۶۷/۲، والبخاري في جزء رفع اليدين، ح: ۷۷، من حديث
المعتمر بن سليمان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۰۵، وصححه ابن حبان (الإحسان) ۲/۳، ۲۶۰، ۲۷۰،
وأبو عوانة: ۹۱/۲، وأصله متفق عليه، تقدم، ح: ۸۷۹ وغيره.

۱۱۸۴- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم إذا تأخر الإمام... الخ، ح: ۴۲۱، عن محمد
بن عبد الله بن بزيع، والبخاري، الأذان، باب من دخل ليوم الناس فجاء الإمام... الخ، ح: ۶۸۴، من حديث أبي

(کی) نماز کا وقت ہو گیا تو مؤذن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ لوگوں کو اکٹھا کریں اور امامت فرمائیں۔ (از شروع ہوتے ہی) رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں آ کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے ابو بکر کو مطلع کرنے کے لیے تالیاں بجانا شروع کر دیں تاکہ انھیں رسول اللہ ﷺ (کی تشریف آوری) کے بارے میں مطلع کریں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں ادھر ادھر توجہ نہیں فرماتے تھے۔ جب انھوں نے زیادہ ہی تالیاں بجائیں تو ان کی سمجھ میں آیا کہ نماز میں کوئی مشکل پیش آئی ہے۔ انھوں نے توجہ کی تو وہاں رسول اللہ ﷺ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اشارہ فرمایا کہ آپ اپنی حالت میں رہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور آپ کے اس فرمان پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر اٹے پاؤں پیچھے ہٹے۔ رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”جب میں نے تمہیں اشارہ کر دیا تھا تو پھر تمہیں کس چیز نے نماز پڑھانے سے روکا؟“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یو القافہ کے بیٹے کو لائق اور مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا امام بننا۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ تم نے تالیاں بجانا شروع کر دیں تالیاں بجانے کا حکم تو عورتوں کے لیے ہے؟ جب تمہیں نماز میں کوئی مشکل پیش آئے تو سبحان اللہ کہا کرو۔“

۱۳- کتاب السہو نماز میں اختتام کے موقع پر ہاتھوں سے سلام کرنے کا بیان
رخ قبلہ کی بجائے چہرے کی طرف ہوتا ہے۔ یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے فوائد حدیث: ۷۸۵)

(المعجم ۵) - بَابُ السَّلَامِ بِالْأَيْدِي فِي
البَّابِ (التحفة ۴۵۸)
باب: ۵- نماز میں (اختتام کے موقع پر)
ہاتھوں سے سلام کرنا؟

۱۱۸۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُبَيْرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيْبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ رَافِعُو أَيْدِينَا فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: «مَا بَالُهُمْ رَافِعِينَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ كَأَنَّهُمْ أَذْنَابُ الْخَيْلِ الشُّمُسِ، أُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ».

۱۱۸۵- حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نماز (کے اختتام پر سلام) میں ہاتھ اٹھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں کیا ہوا ہے کہ نماز میں ہاتھ اٹھا رہے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دیش ہیں؟ نماز میں سکون اختیار کرو۔“

۱۱۸۶- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَبْطِيَّةِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا مُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَتَسَلَّمُ بِأَيْدِينَا فَقَالَ: «مَا بَالُ هَؤُلَاءِ يُسَلِّمُونَ بِأَيْدِيَهُمْ كَأَنَّهُمْ أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ؟ أَمَا يَخْفَى أَحَدَهُمْ أَنَّ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخْذِهِ ثُمَّ يَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَلَسَلَامُ عَلَيْكُمْ».

۱۱۸۶- حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہاتھوں سے سلام کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”انھیں کیا ہوا ہے کہ ہاتھوں سے سلام کر رہے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دیش ہیں؟ کیا انھیں کافی نہیں کہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے رہیں اور (زبان سے) کہہ دیں: [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَلَسَلَامُ عَلَيْكُمْ]

فوائد ومسائل: ① پہلی روایت مختصر ہے اس میں صرف رفع الیدین کا ذکر ہے یہ دوسری روایت اس کی تفصیل ہے۔ اس میں وضاحت ہے کہ یہ ہاتھ اٹھانا سلام کے وقت تھا۔ ابتدا میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہتے وقت ہاتھ بھی اٹھاتے جیسے کسی دور کھڑے آدمی کو زبان کے ساتھ ہاتھ سے بھی سلام کا اشارہ کر

دوران نماز میں سلام کا جواب دینے سے متعلق احکام و مسائل

② بعض احناف نے اس واضح صورت حال کو نظر انداز کر کے دونوں حدیثوں کو الگ الگ کر دیا کہ پہلی روایت

ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز کا بیان ہیں۔ ایک میں اختصار ہے، دوسری میں تفصیل۔ دونوں ایک ہی صحافی سے

سے: ”بہر حال ہاتھ اٹھانے پر آپ کا اظہار ناراضی اور سکون کا حکم دینا رکوع وغیرہ کے رفع البدن کے بھی

تکبیر تحریر قنوت وتر اور عیدین کے رفع البدن کے خلاف کوا نہیں؟ کیا وہ سکون کے منافی نہیں؟ اگر آں

فَعَالِیُّ الدِّینِ (جِن) کے آقا، پادشاہ، کو بھی منسوب کرنا تھا کہ تیرا ہوتہ ہے، رفع الہام، کلیتاً منسوب نہ

یہاں وہاں ہمارے ہیں۔ اللہ اللہ یرسلہ۔ ۵) جیسا کہ یہ ہے کہ یہ الفاظ صرف سلام کے وقت دینے

یٰۤاَہَا اَھْلَہٗ دِمَاسُورِیِّ دِمَ اَھْلَہٗ سَعَبِیَّہٗ دِیِّ یٰ ہُوَ یَمْنُکَہٗ رَوُّوْ وِیْمِرَہٗ رَسِ الْبَیْدِیْنَ لَوْ لَوْ حُوْدًا حُنَافٍ

ہو گیا۔ کیا وہ روح الیہدین جو آپ پیروی میں لیے گئے ان الفاظ کا مصداق بن سکتے ہیں؟ کیا یہی سیدنا محمدؐ اپنے ہی

مطلب سمجھ گا جو میثمن، فرقہ پرار، سک، انکار، فی ساء اس کے رفع المراء، بر ح قلا، خ نہیں، بقا، یعنی

[illegible]

(١) - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

فِي الصَّلَاةِ (التحفة ٤٥٩) سے دینا

22

دَعَانَا اللَّهُ عَنْكَ ، عَنْ نَابِیَا صَاحِبِ
ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے

الْعَبَاءُ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ صُهَيْبِ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَرَزْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَرَأَ عَلَيَّ إِشَارَةً وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ بِأُصْبِهِ.

گزارا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے مجھے انگلی کے اشارے سے جواب دیا۔

فائدہ: اس باب کی روایات کا حاصل یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں نماز میں حسب ضرورت کلام کرنے کی اجازت تھی، اس کے پیش نظر بعض صحابہ نے نبی ﷺ کو جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے سلام کیا، لیکن اس وقت نماز میں کلام کرنے سے روکا جا چکا تھا، اس لیے آپ نے لفظاً سلام کا جواب نہیں دیا، صرف اشارے سے سلام کا جواب دیا اور سلام پھرنے کے بعد آپ نے بعض صحابہ سے اعتذار بھی کیا کہ آپ نے لفظاً سلام کا جواب اس لیے نہیں دیا کہ اب نماز میں کلام کرنا ممنوع ہو چکا ہے، تاہم اس کے باوجود آپ نے اشارے سے جواب دیا۔ فقہائے محدثین اور شارحین حدیث نے ان احادیث سے یہی استدلال کیا ہے کہ نمازی کو سلام کرنا جائز ہے، اسے ممنوع قرار دینا صریح احادیث کے خلاف ہے۔ دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووی، باب تحریم الکلام: ۳۵/۵، وسبل السلام، باب شروط الصلاة: ۲۹۲/۱، وعون المعبود، باب رد السلام: ۲۹۲/۲، والسنن الکبریٰ للبیہقی، باب الإشارة برّد السلام، و باب کیفیة الإشارة بالید: ۲۵۸/۲-۲۶۰، وغیرہا) باقی رہا یہ مسئلہ کہ جواب میں اشارہ کس طرح کیا جائے گا؟ تو احادیث ہی میں اس کی چار شکلیں مذکور ہیں، پھیل کے ساتھ، ہاتھ کے ساتھ، انگلی کے ساتھ اور سر کے ساتھ اس لیے یہ ساری شکلیں جائز ہیں۔ دیکھیے: (عون المعبود، باب رد السلام: ۲۹۲/۲)

۱۱۸۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ
الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ
أَسْلَمَ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ
مَسْجِدَ بَنَاءٍ يُصَلِّي فِيهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ
يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ، فَسَأَلْتُ صُهْبَيَا وَكَانَ مَعَهُ:
كُفَّ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ؟

۱۱۸۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی
ﷺ مسجد بقاء میں نماز پڑھنے کے لیے داخل ہوئے۔
کچھ لوگ آئے، آپ کو سلام کہنے لگے۔ میں نے صہیب
رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیونکہ وہ آپ کے ساتھ تھے کہ پھر نبی
ﷺ کیا کرتے تھے؟ جب آپ کو سلام کہا جاتا تھا؟ انھوں
نے فرمایا: آپ ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے۔

١١٨٨- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامه الصلوات، باب المصلي يسلم عليه كيف يرد، ح: ١٠١٧، من حديث سفيان بن عيينه به، وهو في الكبرى، ح: ١١١٠، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان (الإحسان)، ح: ٢٣٥٨، والحاكم ١٢/٣، والذهبي، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي برقم: (١١٩٠). * زيد بن أسلم صرح بالسمع

۱۳- کتاب السہو

دوران نماز میں سلام کا جواب دینے سے متعلق احکام ومسائل

قَالَ: كَانَ يُشِيرُ بِيَدِهِ.

۱۱۸۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ - يَعْنِي ابْنَ جَرِيرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ: أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَرَدَّ عَلَيْهِ.

۱۱۸۹- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا جبکہ آپ نماز میں تھے تو آپ نے (اشارے سے) جواب دیا۔

۱۱۹۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَةٍ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِي فَقَالَ: «إِنَّكَ سَلَّمْتَ عَلَيَّ أَنَا وَأَنَا أَضَلِّي». وَإِنَّمَا هُوَ مُوجَّهٌ يَوْمَئِذٍ إِلَى الْمَشْرِقِ.

۱۱۹۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے کسی کام سے بھیجا، میں واپس آیا تو میں نے آپ کو نماز کی حالت میں پایا۔ میں نے آپ کو سلام کیا، آپ نے میری طرف اشارہ کیا۔ پھر آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا: ”تم نے ابھی مجھے سلام کیا تھا جب کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔“ اصل میں آپ اس وقت مشرق کی طرف جا رہے تھے۔

🌞 فائدہ: ”مشرق کی طرف“ سے مراد یہ ہے کہ آپ بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز نہیں پڑھ رہے تھے کیونکہ مدینے میں قبلہ تو جنوب کی طرف ہے لیکن سفر کے دوران میں نفل نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا ضروری نہیں۔ صرف آغاز میں سواری کا رخ قبلہ کی طرف کرنا ضروری ہے بعد میں چاہے سواری کا رخ جہر بھی ہو جائے نماز پڑھتے رہنا چاہیے۔ اس سے نماز کو سلام کرنے اور نماز کی اشارے سے جواب دینا بھی ثابت ہوتا ہے۔

۱۱۹۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ الدُّعَلَبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعْبَةَ

۱۱۹۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے (کسی کام سے) بھیجا۔ میں واپس آیا تو آپ

۱۱۸۹- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴/۲۶۳ من حديث محمد بن علي بن أبي طالب. وهو ابن الحنفية به، وهو في الكبرى: ح: ۱۱۱۱.

۱۱۹۰- أخرجه مسلم. المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة... الخ، ح: ۵۴۰ عن قتيبة به، وهو في الكبرى: ح: ۵۳۷، ۱۱۱۲.

۱۳- کتاب السہو نماز میں کنکریاں بٹانے کی ممانعت کا بیان

ابن شَابُورٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَسِيرُ مُشْرِقًا أَوْ مُعَرِّبًا، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ، ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ، فَأَنْصَرَفْتُ فَنَادَانِي: «يَا جَابِرُ!» فَنَادَانِي النَّاسُ: يَا جَابِرُ! فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي سَلَّمْتُ عَلَيْكَ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ قَالَ: «إِنِّي كُنْتُ أَصْلِي».

مشرق یا مغرب کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ میں نے سلام کہہ دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں نے پھر سلام کہا تو آپ نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں چلا گیا۔ (کچھ دیر بعد) آپ نے مجھے آواز دی: ”اے جابر!“ لوگوں نے بھی آوازیں دیں۔ جابر! جابر! میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو سلام کہا تھا آپ نے جواب نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں نماز پڑھ رہا تھا۔“

🌞 فائدہ: یہ روایت پہلی روایت ہی کی تفصیل ہے۔ گویا حضرت جابر یہ نہ سمجھ سکے کہ اشارہ سلام کا جواب ہے۔ کیونکہ یہ زبان کے ساتھ جواب دینے سے نبی کا ابتدائی دور تھا۔

(المعجم ۷) - النَّهْيُ عَنْ مَسْحِ الْحَصَى
فی الصَّلَاةِ (الصفحة ۴۶۰)

باب: ۷- نماز میں کنکریاں بٹانے کی ممانعت

۱۱۹۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَالْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَى، فَإِنَّ الرِّحْمَةَ تَوَاجَهُ».

۱۱۹۲- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو کنکریاں نہ چھوئے کیونکہ رحمت الہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔“

🌞 فائدہ: چونکہ نماز دراصل اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرنا ہے۔ کسی سے باتیں کرتے ہوئے ادھر ادھر متوجہ ہونا اور

۱۱۹۲- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب مسح الحصا في الصلاة، ح: ۹۴۵، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية مسح الحصى في الصلاة، ح: ۳۷۹، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: ۱۰۲۷ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۵۳۲، ۱۱۱۴، وقال الترمذي: "حديث حسن"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وابن الجارود، والحافظ ف، بلوغ المرام، وقواد البوي، وناجيد الحديث

۱۳- کتاب السہو نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت کا بیان

فضول کام کرنا اس سے بے توجہی ہے۔ ظاہر ہے جب کوئی شخص نماز میں اللہ تعالیٰ سے بے توجہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے منہ پھیر لے گا اور وہ شخص رحمت الہی سے محروم رہے گا البتہ اگر ضرورت ہو مثلاً: سجدے کے لیے جگہ ہموار کرنا مقصود ہو تو صرف ایک دفعہ کنکریاں ہموار کر سکتا ہے ورنہ وہ سارے سجدے میں بے چین رہے گا اور نماز کا خشوع خشم ہو جائے گا۔

(المعجم ۸) - بَابُ الرَّخْصَةِ فِيهِ مَرَّةٌ
(التحفة ۴۶۱)
باب: ۸- ایک دفعہ کنکریاں درست کر لینے کی رخصت

۱۱۹۳- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ [ابن المُبَارَكِ] عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَيْقِبٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَأَعْلَا فَمَرَّةً».

۱۱۹۳- حضرت معقیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تجھے ضرور کنکریوں کو ہموار کرنا پڑے تو ایک دفعہ کر لے (بار بار نہ کر)۔“

(المعجم ۹) - أَلْتَفْهِي عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۴۶۲)
باب: ۹- نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت

۱۱۹۴- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ وَشُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرَفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ فَاسْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ:

۱۱۹۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا وجہ ہے کچھ لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔“ پھر آپ نے اس کے بارے میں سخت الفاظ ارشاد فرمائے حتیٰ کہ فرمایا: ”لوگ اس کام سے باز آجائیں ورنہ ان کی نظریں اچھکی جائیں گی۔“

۱۱۹۳- أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، باب مسح الحصى في الصلاة، ح: ۱۲۰۷، ومسلم، المساجد، باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب في الصلاة، ح: ۵۴۶، من حديث ابن أبي كثير، وهو في الكبرى، ح: ۵۳۳.

۱۱۹۴- أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة، ح: ۷۵۰، من حديث يحيى القطان،

۱۳- کتاب السہو

نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی ممانعت کا بیان

«لَيْسَتْ لَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ» .

 فوائد و مسائل: ① عام طور پر لوگ دعا میں نظراو پر اٹھاتے ہیں۔ نماز سے باہر تو کوئی حرج نہیں، البتہ نماز میں چونکہ نظر کی جگہ مقرر ہے لہذا نماز میں منع ہے نیز یہ آداب نماز کے خلاف ہے کہ نظر قبلے (سامنے) سے ادھر ادھر ہے۔ ② جو بندہ منکرات کا ارتکاب کرے اسے سخت کلام کے ساتھ جبر و توتخ کی جا سکتی ہے نیز جس بندے کو تنبیہ کرنا مقصود ہو اس کا نام لیے بغیر ہی تمام لوگوں کو مخاطب کر کے مطلق بات کرنی چاہیے جیسا کہ نبی ﷺ اگر کسی میں کوئی خلاف شرع بات دیکھتے تو اس کا نام لیے بغیر یوں خطاب فرماتے: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ» "لوگوں کا کیا خیال ہے!" یہ اس لیے کہ اس کی رسوائی نہ ہو نیز اگر کسی کا نام تمام لوگوں کے سامنے لے کر اسے کسی برائی سے روکا جائے تو بے اوقات یہ انداز نصیحت اسے ہٹ دھرمی اور مزید ارتکاب گناہ پر آمادہ کرتا ہے لہذا صاحب اور داعی کو چاہیے کہ حکمت بھرے انداز اور وصف ستر (کسی کے عیب پر پردہ ڈالنے) کو اپنانے تو اس سے اس کی نصیحت مؤثر ہوگی۔

۱۱۹۵- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ۱۱۹۵- حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو اپنی نظر آسمان کی طرف نہ اٹھائے (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ اچک لی جائے۔"

۱۱۹۵- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ۱۱۹۵- حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں ہو تو اپنی نظر آسمان کی طرف نہ اٹھائے (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ اچک لی جائے۔"

الصلوة فلا يرفع بصره إلى السماء أن يلتفت بصره» .

 فائدہ: ضروری نہیں کہ دنیا ہی میں اس فعل پر نظر اچک لی جائے بلکہ آخرت میں بھی یہ سزا مل سکتی ہے بلکہ زیادہ قرین قیاس یہی ہے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي
الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۴۶۳)

۱۱۹۶- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ۱۱۹۶- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے

۱۳- کتاب السہو

نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی ممانعت کا بیان
ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کی حالت میں
اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک
وہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ جب وہ اپنا منہ ادھر ادھر کرتا ہے تو
اللہ تعالیٰ اس سے توجہ منقطع فرما لیتا ہے۔“
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ
الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَخْوَصِ
يُحَدِّثُنَا فِي مَجْلِسِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَابْنِ
الْمُسَيَّبِ جَالِسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَزَالُ اللَّهُ مُقْبِلًا
عَلَى الْعَبْدِ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ- فَإِذَا
صَرَفَ وَجْهَهُ انْصَرَفَ عَنْهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز میں ادھر ادھر جھانکنا سخت منع ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے نماز کی فضیلت و اہمیت
بھی واضح ہوتی ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر متوجہ ہونے کا سبب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر
کمال لطف و کرم ہے۔ ③ نماز میں جھانکنا اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنا ہے۔ جب بندہ اللہ کی رحمت سے خود ہی
منہ موڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اعراض فرما لیتا ہے لہذا نماز میں کسی طرف جھانکنا نہیں جا سکتا۔ ہاں نماز
میں کسی مجبوری کی وجہ سے جھانکنا پڑے تو الگ بات ہے مثلاً: امام کا کسی ضرورت کے تحت مقتدیوں کی طرف یا
مقتدیوں کا ضرورت کی بنا پر امام کی طرف جھانکنا۔ ان صورتوں میں بھی نکھیوں ہی سے کام لینا چاہیے نہ کہ پورا
منہ قبلے سے ہٹا لیا جائے، جیسا کہ اگلے باب کی حدیث میں آ رہا ہے۔

۱۱۹۷- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدٌ عَنْ
أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ
الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: «إِخْتِلَاسٌ
يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الصَّلَاةِ».

🌞 فائدہ: نماز میں ادھر ادھر دیکھنا بہت قبیح فعل ہے جس کا نماز پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ (جیسے کسی جانور سے

۱۳- کتاب السہو نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی ممانعت کا بیان

دروندہ کچھ گوشت نوچ کر لے جائے تو وہ جانور فوراً مرتا بھی نہیں، بچتا بھی نہیں، اگر بچے بھی تو وہ جانور بہت ناقص ہو جاتا ہے اس لیے اس فعل کی نسبت شیطان کی طرف کر دی گئی۔ ویسے بھی اس قسم کے افعال شیطانی وسوسے کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

۱۱۹۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۱۱۹۸- حضرت اشعث کی یہ روایت زائدہ کی بجائے ابوالاخص سے بھی ہمیں عمرو بن علی نے اسی طرح بیان فرمائی۔

۱۱۹۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۱۱۹۹- حضرت اشعث کی یہی روایت عمرو بن علی نے ہمیں اسی طرح بیان فرمائی، لیکن اس میں زائدہ اور ابوالاخص کی بجائے اسرائیل کا واسطہ ذکر کیا جب کہ ابوالشعثاء کی بجائے ابو عطیہ کا ذکر کیا۔

۱۲۰۰- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْحَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَاوِيُّ [ابْنُ سُلَيْمَانَ] قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ - وَهُوَ ابْنُ مَعْنٍ - عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةٍ قَالَتْ: عَائِشَةُ: إِنَّ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ اخْتِلَافٌ يَحْتَطِلُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الصَّلَاةِ.

۱۲۰۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا شیطان کی لوٹ کھسوٹ ہے جو وہ انسان کی نماز (میں) سے کرتا ہے۔“

(المعجم ۱۱) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ يَمِينًا وَشِمَالًا

باب ۱۱: نماز میں (بوقت ضرورت) نکلیں (سے) دائیں بائیں دیکھنے کی رخصت

(التحفة ۴۶۴)

۱۳- کتاب السہو

۱۲۰۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: إِشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا قَرَأْنَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا، فَصَلَّيْنَا بِصَلَاتِهِ فُعُودًا، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: «إِنْ كُنْتُمْ أَنْفَاءً تَفْعَلُونَ فَعَلِ الْفَارِسُ وَالرُّومُ يَقُومُونَ عَلَى مَلُوكِهِمْ وَهُمْ فُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا، إِنْ تَمُوتُوا بِأَيِّكُمْ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا فُعُودًا».

نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی ممانعت کا بیان ۱۲۰۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے۔ ہم نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ بیٹھے تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو آپ کی تکبیر سناتے تھے۔ آپ نے ہمیں کھڑے دیکھا۔ آپ نے ہمیں بیٹھے کا اشارہ فرمایا۔ ہم بیٹھ گئے اور ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ”اگلی تم فارسیوں اور رومیوں جیسا کام کر رہے تھے۔ وہ اپنے بادشاہوں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں جب کہ بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں۔ تم ایسے نہ کرو۔ اپنے اماموں کی پیروی کرو۔ اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر وہ بیٹھے کر نماز پڑھیں تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① امام کا بوقت ضرورت مقتدیوں کو نکلیوں سے دیکھنا جائز ہے۔ (تفصیل دیکھیے: حدیث: ۱۱۹۲) ② بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھیں یا کھڑے ہو کر؟ اس کی تفصیل دیکھیے: حدیث: ۸۳۳- ③ یہ واقعہ آپ کے مرض الموت کا نہیں کیونکہ اس واقعہ کے بارے میں صراحت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مقتدی سب کھڑے تھے۔ (یہ الگ مسئلہ ہے کہ امام نبی ﷺ تھے یا ابوبکر؟ اس کے لیے دیکھیے: کتاب الامامة کا ابتدائی) یہ واقعہ پہلی کسی بیماری کے دوران کا ہے۔

۱۲۰۲- أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

۱۲۰۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نماز میں دائیں بائیں دیکھ لیا کرتے تھے مگر اپنی گردن موڑ کر بچھلی طرف نہیں کرتے تھے۔

۱۲۰۱- أخرجه مسلم، الصلاة، باب اتمام المأموم بالإمام، ح: ۴۱۳ عن قتيبة به. وهو في الكبرى، ح: ۱۱۲۳.

۱۲۰۲- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما ذكر في الالتفات في الصلاة، ح: ۵۸۷ من حديث الفضل بن موسى به، وقال: "غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۲۴، وصححه الحاكم: ۲۳۶/۱، ۲۳۷، على شرط البخاري، ووافقه الذهبي، قلت هو حديث منسوخ بدليل حديث أشعث بن أبي الشعثان عن مسروق عن عائشة كما

دوران نماز میں موذی جانور کو قتل کرنے کا بیان

۱۳- کتاب السہو

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَلْتَفْتُ فِي صَلَاتِهِ يَمِينًا وَشِمَالًا، وَلَا يَلْوِي عَنْقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ.

🌞 فائدہ: یہاں تکھیوں سے دیکھنا مراد ہے جس سے چہرہ قبلہ رخ سے نہیں ہٹتا۔ اگر منہ موڑ کر دیکھنا مراد ہو تو یہ پہلے دور کی بات ہوگی اب اس کی اجازت نہیں کیونکہ «الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ» (المؤمنون ۳:۲۳) کے خلاف ہے۔ منہ موڑنے سے گردن مڑے گی جو کہ جائز نہیں۔ ضرورت کے تحت تکھیوں سے دیکھنا فرض نماز میں بھی ہو سکتا ہے اور نفل میں بھی۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعُقْرَبِ باب ۱۲- نماز میں سانپ اور بچھو کو قتل کرنا
في الصَّلَاةِ (التحفة ۴۶۵)

۱۲۰۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ وَزَيْدٍ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ضَمْصَمٍ - هُوَ ابْنُ جَوْسٍ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ.

۱۲۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دو سیاہ جانور (سانپ اور بچھو) قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

۱۲۰۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ ضَمْصَمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ.

۱۲۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دو سیاہ جانور (سانپ اور بچھو) قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

🌞 فائدہ: حکم سے مراد رخصت اور اجازت ہے کیونکہ یہ دونوں موذی جانور ہیں اور موذی جانور کو قتل کر دینا

۱۲۰۳- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في قتل الحية والعقرب في الصلاة، ح: ۱۲۴۵ من حديث سفیان بن عیینة به، وقال الترمذی، ح: ۳۹۰ "حسن صحيح"، وهو في الكبير، ح: ۱۱۲۵، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۶۹، وابن حبان، ح: ۵۲۸، والحاكم، ۲۵۶/۱، والذهبي، * يحيى بن أبي كثير صرح بالسماع عند أحمد: ۴۷۳/۲.

۱۳- کتاب السہو ————— بچہ کو اٹھا کر نماز پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

چاہیے پہلے اس سے کہ وہ نقصان پہنچائے۔ قتل نہ کرنے کی صورت میں ساری نماز کے دوران میں توجہ سانپ بچھو کی طرف ہی رہے گی اور نماز میں خلل واقع ہوگا اس لیے رخصت ہے کہ سانپ اور بچھو قتل کر دیے جائیں۔ باقی رہی یہ بات کہ اس فعل قتل سے نمازی کی نماز ٹوٹ جائے گی یا نہیں؟ تو علماء کی ایک جماعت نے الفاظ حدیث کے پیش نظر یہی کہا ہے کہ اس سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ صاحب سبل السلام کہتے ہیں: ”یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جو فعل ان کے قتل کے لیے ناگزیر ہے اس سے نماز باطل نہیں ہوگی، چاہے وہ عمل قلیل ہو یا کثیر۔ دیکھیے: (سبل السلام، باب شروط الصلاة)

(المعجم ۱۳) - حَمَلُ الصَّبِيَانِ فِي الصَّلَاةِ وَوَضْعُهُنَّ فِي الصَّلَاةِ
باب: ۱۳- نماز میں بچوں کو اٹھانا اور
(رکوع و سجدہ کے وقت) انھیں اتار دینا
(التحفة ۴۶۶)

۱۲۰۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةً، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ رَفَعَهَا.

۱۲۰۵- حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نواسی امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو اسے اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔

🌞 فائدہ: یہ امامہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی نواسی اور آپ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔ ان کے والد ابوالعاص رضی اللہ عنہ کفر کی وجہ سے مکہ میں رہ گئے تھے۔ جنگ بدر میں قیدی ہوئے تو نبی ﷺ نے انھیں اس شرط پر چھوڑ دیا کہ زینب کو بھیج دیں۔ انھوں نے جاتے ہی وعدے کے مطابق زینب رضی اللہ عنہا کو بحفاظت مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ باپ دور ہونے کی وجہ سے نبی ﷺ امامہ سے خصوصی شفقت فرماتے تھے اسی لیے کبھی کبھار وہ آپ کی گود میں مسجد میں آ جایا کرتی تھیں۔ یہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ سے پہلے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آ گئے تو آپ نے سابقہ نکاح قائم ہونے کی وجہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان کی زوجیت میں رکھا۔ آپ نے بعض اوقات اس داماد (ابوالعاص) کی برسرِ مہر تعریف بھی فرمائی۔ رضی اللہ عنہ وأرضاه۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۱۲۷)

۱۲۰۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ

۱۲۰۶- حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ لوگوں کو جماعت کروا رہے ہیں

۱۳- کتاب السہو۔ نماز میں قبلے کی جانب چلنے کا بیان

عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شَلِيمٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُؤْمُ النَّاسَ وَهُوَ حَامِلٌ أَمَامَةَ بِنْتِ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا، فَإِذَا قَرَعَ مِنْ سُجُودِهِ أَعَادَهَا.

اور آپ نے امامہ بنت ابوالعاص کو اپنے کندھے پر اٹھا رکھا ہے۔ جب رکوع فرماتے تو بچی کو اتار دیتے اور جب سجدے سے فارغ ہوتے تو دوبارہ اٹھا لیتے۔

☀ فائدہ: بعض علماء کا خیال ہے کہ بچے کو اٹھا کر نماز نہیں پڑھنی چاہیے کہ بچے کے جسم کی پاکیزگی کا یقین نہیں ہوتا۔ وہ حضرات اس اصول سے غافل ہو گئے کہ جب تک ظاہری نجاست نہ ہو تو بچے یا کسی بھی چیز کو پاک ہی تصور کیا جائے گا، نیز یہ ضرورت کی حالت میں ہے۔ ضرورت کی حالت میں ایسے امکانات مد نظر نہیں رکھے جاتے ورنہ زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ بعض افاضل نے (شاید مذاقا) کہا ہے کہ ”بچی کو اٹھانے کی صورت میں رفع الیدین کہاں گیا؟“ ہم کہتے ہیں: جہاں پہلا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ رکوع سے پہلے بچی کو اتار دیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں ذکر ہے۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْقِبْلَةِ
خَطَى بِسِيرَةٍ (التحفة ۴۶۷)

باب: ۱۴- نماز میں چند قدم قبلے کی طرف چلنے کی رخصت

۱۲۰۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بُرْدُ بْنُ سِنَانٍ أَبُو الْعَلَاءِ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ غَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَرَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْلِي تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَى الْقِبْلَةِ فَمَشَى عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ يَسَارِهِ فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ.

۱۲۰۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اللہ کے رسول ﷺ نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ دروازہ قبلے کی جانب تھا۔ آپ نے تھوڑا سا دائیں یا بائیں چل کر دروازہ کھول دیا اور پھر اپنی نماز کی جگہ پر واپس چلے گئے۔

☀ فوائد و مسائل: ① نفل نماز میں کچھ رعایت ہوتی ہے۔ ویسے بھی نبی ﷺ کا چہرہ قبلے سے تبدیل نہیں ہوا۔

۱۲۰۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب العمل في الصلاة، ح: ۹۲۲، والترمذي، الصلاة، [باب] ذكر ما يجوز من المشي والعمل... الخ، ح: ۶۰۱ من حديث أبي العلاء برد به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۲۹. * ابن شهاب الزهري مدلس، رماه الشافعي، والدارقطني وغيرهما بالتدليس، والمدلس إذا عنعن لا

۱۳- کتاب السہو

نماز میں تالی بجائے، سہمان اللہ کہنے اور کھنکارنے کا بیان

چند قدم اٹھانے کی اجازت ہے۔ فرض نماز میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیچھے آنا اور رسول اللہ ﷺ کا آگے چلنا اس کی دلیل ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ رخصت ضرورت کے وقت ہی ہے۔ بلا وجہ چلنا نماز ضائع کر دے گا۔ ① محقق کتاب نے اس روایت کو سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور انہی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن أبي داود (مفصل) للآلبانی: ۷۷/۳، حدیث: ۸۵۵، والموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد: ۳۲۰/۳۲۱) جب گھر میں اور کوئی نہ ہو اور دروازہ قبیلے کی جانب ہو تو نماز پڑھنے والا دروازہ کھول سکتا ہے۔

(المعجم ۱۵) - **بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ** باب: ۱۵- نماز میں (ضرورت کے وقت)

(التحفة ۴۶۸)

تالی بجانا

۱۲۰۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

ﷺ نے فرمایا: ”نماز میں (نام کو متوجہ کرنے کے لیے) سُبْحَانَ اللَّهِ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔“

۱۲۰۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْتَنِي - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ» - زَادَ ابْنُ الْمُنْتَنِي فِي الصَّلَاةِ.

🌞 فائدہ: دیکھیے حدیث: ۷۸۵-

۱۲۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔“

۱۲۰۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

۱۲۰۸- أخرجه البخاري، العمل في الصلاة، باب التصفيق للنساء، ح: ۱۲۰۳، ومسلم، الصلاة، باب تسبيح الرجل وتصفيق المرأة إذا ناهما شيء، في الصلاة، ح: ۱۰۶/۴۲۲ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۳۰، ۵۳۴.

۱۲۰۹- أخرجه مسلم، ح: ۱۰۶/۴۲۲ من حديث ابن وهب به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى،

... نماز میں تالی بجانے، سبحان اللہ کہنے اور کھٹکارنے کا بیان

۱۳- کتاب السہو

«التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

باب: ۱۶- نماز میں ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہنا

(المعجم ۱۶) - بَابُ التَّسْبِيحِ فِي الصَّلَاةِ

(التحفة ۴۶۹)

۱۲۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔“

۱۲۱۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

الْفَضِيلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنِ الْأَعْمَشِ، ح: وَأَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

۱۲۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی ﷺ

نے فرمایا: ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہنا مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے۔“

۱۲۱۱- أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَوْفٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ».

☀️ فائدہ: مندرجہ بالا چاروں روایات میں ہے کہ مرد سُبْحَانَ اللَّهِ کہیں اور عورتیں تالی بجا لیں۔

باب: ۱۷- نماز میں (ضرورت کے

(المعجم ۱۷) - التَّنَحُّجُ فِي الصَّلَاةِ

(التحفة ۴۷۰)

وقت) کھٹکارنا

۱۲۱۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے

لیے ایک وقت مقرر تھا جب میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا۔ جب میں آپ کے پاس آتا تو

۱۲۱۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ قَالَ:

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُغْبِرَةِ، عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْلِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ

۱۲۱۰- أخرجه مسلم، ح: ۱۰۷/۴۲۲ (انظر الحديث المتقدم: ۱۲۰۸) عن قتيبة عن الفضيل بن عياض به، وهو

في الكبرى، ح: ۱۱۳۲، ۵۴۳، وللحديث طرق عند البخاري ومسلم وغيرهما.

۱۲۱۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۳۲/۲ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۳۳.

۱۳- کتاب السہو

نماز میں تالی بجائے سبحان اللہ کہنے اور کھنکارنے کا بیان

جَرِير قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُجَيْي عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَاعَةٌ آتِيَهُ فِيهَا، فَإِذَا أَتَيْتُهُ اسْتَأْذَنْتُ إِنْ وَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَتَنَحَّحْتُ دَخَلْتُ، وَإِنْ وَجَدْتُهُ فَارِعًا أَذِنَ لِي.

۱۲۱۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے دو وقت مقرر تھے۔ ایک دن کو اور ایک رات کو۔ جب میں رات کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ کھنکار دیتے۔

۱۲۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ مَعْبُودَةَ، عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْبَلِيِّ، عَنِ ابْنِ نُجَيْي قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: كَانَ لِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَدْخَلَانِ: مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ، فَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحَّحْتُ لِي.

۱۲۱۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے نزدیک میرے لیے خصوصی مرتبہ و مقام تھا جو کسی دوسرے کا نہ تھا۔ میں ہر رات عسری کے وقت آپ کے پاس جاتا اور کہتا: [السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ] اگر آپ کھنکارتے تو میں واپس گھر آ جاتا تھا ورنہ آپ کے پاس (اندر) چلا جاتا تھا۔

۱۲۱۴- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: دِينَار قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي شُرَحْبِيلُ - يَعْنِي ابْنَ مُذْرِكٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُجَيْي عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيٌّ: كَانَتْ لِي مَنْرَلَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ، فَكُنْتُ آتِيَهُ كُلَّ سَحَرٍ فَأَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! فَإِنْ تَنَحَّحَ انْصَرَفْتُ إِلَى أَهْلِي وَإِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ.

☀ فائدہ: محقق کتاب نے پہلی دو روایتوں کو صحیح اور تیسری کو حسن قرار دیا ہے لیکن دیگر محققین کے نزدیک یہ حکم محل

۱۲۱۳- [صحیح] أخرجه ابن ماجه، الأدب، باب الاستئذان، ح: ۳۷۰۸ من حديث أبي بكر بن عباس به، وتابعه جرير كما في الحديث السابق، وهو في الكبري، ح: ۱۱۳۶، وانظر الحديث الآتي.

۱۲۱۴- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۸۵/۱ من حديث شرحبيل به، وهو في الكبري، ح: ۱۱۳۷، وصححه ابن

۱۳- کتاب السہو — نماز میں رونے، ابلیس پر لعنت کرنے اور اللہ سے پناہ مانگنے کا بیان

نظر ہے کیونکہ یہ روایات اولاً منقطع، ثانیاً سنداً ومتناً مضطرب ہیں، لہذا تینوں روایات ضعیف ہیں۔ ان روایات کا مدار عبد اللہ بن نجی پر ہے جو کہ متکلم فیراوی ہے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: عبد اللہ بن نجی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نہیں سنی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۲۲۵/۱۳)

(المعجم ۱۸) - بَابُ الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ

(التحفة ۴۷۱)

۱۲۱۵- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي وَلِجَوْفِهِ أَرِيزٌ كَأَرِيزِ الْمَرْجَلِ، يَغْنِي بِيَكِي. ۱۲۱۵- حضرت مطرف اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن شعیب رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے ہڈیا ابل رہی ہو یعنی آپ رو رہے تھے۔

🌞 فائدہ: اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا نماز کا اصل مقصود ہے۔ عبادت چشم پر ہم کی ہے۔ اصل نماز ہی یہ ہے کہ دل پر خوف باری تعالیٰ خشیت الہی ذکر آخرت اور جنت و جہنم کی یاد غالب آ جائے اور آنکھوں سے آنسو چھلکیں۔ ہاں کسی تکلیف کی بنا پر یا دنیوی نقصان یا کسی کی یاد کی بنا پر رونے تو نماز کے منافی ہے۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ لَعْنِ إِبْلِيسَ وَالتَّعَوُّذِ

بِاللَّهِ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۴۷۲)

۱۲۱۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ بَرِيدٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فَسَمِعْتَاهُ يَقُولُ: ۱۲۱۶- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ہم نے آپ کو یہ فرماتے سنا: [أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ] ”میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔“ پھر آپ نے تین دفعہ فرمایا: [الْعَنكَ بِلَعْنَةِ اللَّهِ] ”میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی

۱۳- کتاب السہو

نماز میں کلام کرنے سے متعلق احکام و مسائل

لعنت بھیجتا ہوں۔“ نیز آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا گویا کہ کوئی چیز پکڑ رہے ہیں۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آج آپ کو نماز میں ایسے الفاظ کہتے سنا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنے اور ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا ایک بھڑکتا ہوا شعلہ لے کر آیا تھا تاکہ میرے چہرے پر ڈال دے تو میں نے تین دفعہ کہا: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ“ [میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔] پھر میں نے کہا: اَللّٰهُمَّ اَعُوذُ بِكَ مِنَ اللّٰهِ“ [میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں۔] لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا۔ تین دفعہ ایسا ہوا۔ آخر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اللہ کی قسم! تو اسے ستون سے باندھ دیا جاتا اور صبح اہل مدینہ کے بچے اس سے کہتے:۔“

«أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ». ثُمَّ قَالَ: «أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللَّهِ، ثَلَاثًا، وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذَلِكَ، وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ: «إِنَّ عَدُوَّ اللَّهِ إِبْلِيسَ جَاءَ بِشَهَابٍ مِّنْ نَّارٍ لِّيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِِي فَقُلْتُ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قُلْتُ: أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللَّهِ فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَرَدْتُ أَنْ أَخْذَهُ، وَاللّٰهُ! لَوْلَا دَعْوَةُ أَحْيِنَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوثَقًا بِهَا يَلْعَبُ بِهِ وَلَدَانِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ».

🌞 نوائد و مسائل: ① اس روایت سے معلوم ہوا کہ شیطان پر لعنت بھیجتا اور اس سے تَعُوذُ خواہ صبیحہ خطاب کے ساتھ ہی ہو نماز کو باطل نہیں کرتا کیونکہ اس سے مقصود خطاب نہیں ہوتا بلکہ لعنت وغیرہ مقصود ہوتی ہے۔ ہاں اگر نماز میں جنوں سے کلام مقصود ہو تو نماز باطل ہو جائے گی۔ ② شیطان دراصل نبی ﷺ کو ڈرانا چاہتا تھا مگر اسے آپ کی روحانی قوت کا اندازہ نہ تھا۔ ③ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا کی تھی: ”اے اللہ! مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔“ (ص ۳۸: ۳۵) اس حکومت کی ایک خصوصیت جنوں پر غلبہ بھی تھا۔ اگر نبی ﷺ اس جن کو پکڑ لیتے اور اسے ستون سے باندھ دیتے تو یہ ان کے اختصاص اور دعا کے سنائی ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول فرما چکا تھا۔ ④ ممکن ہے وہ انسانی شکل میں آیا ہو اور آپ کے پکڑنے سے وہ آدمی کی صورت میں رہ جاتا۔ تبھی اسے باندھا جاتا اور بچوں کے لیے شغل کا موقع فراہم ہوتا ورنہ اصلی صورت میں تو یہ ممکن نہیں۔ ⑤ قیدی کو مسجد میں باندھنا جائز ہے۔

۱۳- کتاب السہو

نماز میں کلام کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۱۷- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَفُئِمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ - وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ - : اَللَّهُمَّ! اِرْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَعْرَابِيٍّ: «لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا» يُرِيدُ رَحْمَةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

۱۲۱۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ ایک اعرابی نے دوران نماز میں کہا: [اَللَّهُمَّ! اِرْحَمْنِي.....] ”اے اللہ! مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہمارے علاوہ کسی اور پر رحم نہ فرما۔“ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو اس اعرابی سے فرمایا: ”تو نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔“ آپ کا مقصد تھا کہ اللہ کی رحمت تو بہت وسیع ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اعرابی کا یہ کلام کسی انسان سے کلام نہیں تھا کہ اس سے نماز میں نقص پڑتا۔ یہ مسنون اور مقررہ دعاؤں میں سے نہیں ہے اسی لیے باب کے عنوان میں توسیع کے ذریعے سے وضاحت کی گئی ہے۔ باب کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کا کلام اگرچہ نماز میں مناسب نہیں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ ہی سے خطاب ہے لہذا اس سے نماز باطل نہ ہوگی۔ ویسے نماز میں مسنون اور منقول دعاؤں سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے۔ ممکن ہے اپنی طرف سے بنائی ہوئی دعا درست نہ ہو۔ ② دعا جامع اور وسعت کی حامل ہوئی چاہیے چنانچہ ایسی دعا کرنا درست نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے وسیع فضل و کرم کو محدود کر دیا جائے۔

۱۲۱۸- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شَفِيئَانُ قَالَ: أَحْقَفُطُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: اَللَّهُمَّ!

۱۲۱۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا۔ اس نے دو رکعتیں پڑھیں پھر کہنے لگا: [اَللَّهُمَّ! اِرْحَمْنِي.....] ”اے اللہ! مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما۔ ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے ایک

۱۲۱۷- [إسناده صحيح] أخرجه البخاري، الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، ح: ۶۰۱۰ من حديث الزهري به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۳۹، ۵۵۴، وقال: خالفه سفيان بن عيينة.

۱۲۱۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الأرض يصيبها البول، ح: ۳۸۰، والترمذي، الطهارة، باب ما جاء في البول يصيب الأرض، ح: ۱۴۷ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو

۱۳- کتاب السہو نماز میں کلام کرنے سے متعلق احکام و مسائل

ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَم مَعَنَا أَحَدًا، وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔“

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ تَحَجَّرَتْ

وَأَسْبَعَا».

فائدہ: ”تو نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔“ اللہ کی رحمت انسان کے وہم و گمان میں نہیں آسکتی۔ اس میں کوئی

تحدید نہیں لہذا مانگتے وقت شرمانا چاہیے نہ دل چھوٹنا کرنا چاہیے۔ امکان و عدم امکان کی بحث ہمارے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے ہر چیز حاضر اور موجود ہے۔ انسان دل کھول کر مانگے۔ اسباب کا وجود بھی حق تعالیٰ کے

ہاتھ میں ہے۔ وہ خود مہیا فرمائے گا البتہ یہ ضروری ہے کہ مسائل مانگنے والی شکل بنائے۔

۱۲۱۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ۱۲۱۹- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ:

حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مُمُونَةَ قَالَ:

حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَسَّارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ

الْحَكَمِ السَّلَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ!

إِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ فَجَاءَ اللَّهُ

بِالْإِسْلَامِ، وَإِنَّ رَجُلًا مِّنَّا يَنْطَلِقُ قَالَ:

«ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا

يَصُدُّهُمْ» وَرَجُلًا مِّنَّا يَأْتُونَ الْكُفَّانَ،

قَالَ: «فَلَا تَأْتُوهُمْ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!

وَرَجُلًا مِّنَّا يَخْطُونَ، قَالَ: «كَانَ نَبِيٌّ مِّنْ

الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ خَطُّهُ فَذَاكَ» قَالَ:

وَبَيْنَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ إِذْ

عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ

فَحَدَّثَنِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ: وَائْتَمَلَ

کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے جاہلیت

ابھی تازہ تازہ چھوڑی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسلام بھیجا

ہے۔ ہم میں سے کچھ لوگ بدشگونی پکڑتے ہیں۔ آپ

نے فرمایا: ”یہ ایک بے حقیقت چیز ہے جسے وہ اپنے

دلوں میں محسوس کرتے ہیں لہذا یہ انہیں ان کے کام کا ج

سے نہ روکے۔“ (میں نے کہا:) اور ہم میں سے کچھ

لوگ کافروں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ان

کے پاس مت جایا کرو۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے

رسول! اور ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں۔ آپ

نے فرمایا: ”نبیوں میں سے ایک نبی (ﷺ) خط کھینچا

کرتے تھے۔ جو شخص ان کے مطابق خط کھینچے وہ تو تھیک

ہے (اور باقی غلط)۔“ معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک

آدمی کو چھینک آ گئی۔ میں نے [يَرْحَمُكَ اللَّهُ] ”اللہ

تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے“ کہہ دیا۔ لوگ مجھے گھور گھور کر

۱۳- کتاب السہو

أَمِيَاءُ، مَا لَكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ قَالَ: فَضَرَبَ الْقَوْمُ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أُنْفُذِهِمْ، فَلَمَّا رَأَيْنَهُمْ يُسْكَنُونِي لِكُنِّي سَكَّتْ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَعَانِي بِأَبِي وَأُمِّي هُوَ مَا ضَرَبَنِي وَلَا كَهَرَنِي وَلَا سَبَّنِي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، قَالَ: «إِنَّ صَلَاتَنَا هَذِهِ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ». قَالَ: ثُمَّ أَطْلَعْتُ إِلَى غَنِيمَةٍ لِي تَرَعَاهَا جَارِيَةٌ لِي فِي قَبْلِ أُحُدٍ وَالْجَوَارِيَّةِ وَإِنِّي أَطْلَعْتُ فَوَجَدْتُ الذُّبَّ قَدْ ذَهَبَ مِنْهَا بِشَاءٌ وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ آسَفٌ كَمَا يَأْسَفُونَ فَصَكَّكُنْهَا صَكَّةً، ثُمَّ انْصَرَفْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَظَّمَ ذَلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَلَا أَعْرِيفُهَا؟ قَالَ: «أُذْعِمُهَا» فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَبَيْنَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ؟» قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ قَالَ: «قَمَنَ أَنَا» قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّهَا مُؤَمِّتَةٌ فَأَعْرِيفُهَا».

نماز میں کلام کرنے سے متعلق احکام و مسائل دیکھنے لگے۔ میں نے (پریشان ہو کر) کہا: ہائے! میری ماں مجھے گم کرے! (یعنی میں مرجاؤں) تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو؟ لوگ (بے بسی سے) اپنے رانوں پر ہاتھ مارنے لگے (کیونکہ وہ نماز کی وجہ سے بول نہیں سکتے تھے)۔ جب میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھے چپ کر رہے ہیں تو آخر میں چپ ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپ نے مجھے مارا نہ جھڑکا نہ برا بھلا کہا۔ واللہ! میں نے آپ سے پہلے یا بعد کوئی استاد آپ سے زیادہ اچھے انداز میں تعلیم دینے والا نہیں دیکھا۔ آپ نے (شفقت سے) فرمایا: ”ہماری اس نماز میں لوگوں کی کسی قسم کی بات کرنا جائز اور درست نہیں۔ نماز تو صرف تسبیحات، تکبیرات اور تلاوت قرآن کا نام ہے۔“ حضرت معاویہ نے کہا: پھر ایک دفعہ میں اپنی کچھ بکریاں دیکھنے گیا جنہیں میری ایک لونڈی جبل احد اور جواسیہ کی طرف چرایا کرتی تھی۔ میں نے اچھی طرح جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ ایک بکری کو بھیڑیلے گیا ہے، میں بھی اولاد آدم میں سے ایک آدمی تھا، مجھے غصہ آ گیا جس طرح لوگوں کو غصہ آتا ہے۔ میں نے اسے تھپڑ مار دیا۔ پھر (مجھے ندامت ہوئی تو) میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو سارا واقعہ بتایا۔ آپ نے اسے میری بہت بڑی غلطی قرار دیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے آراؤ ہی نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ”اسے میرے پاس بلاؤ۔“ (میں اسے لایا تو) رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟“ اس

نماز میں کلام کرنے سے متعلق احکام و مسائل
کون ہوں؟“ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔
آپ نے فرمایا: ”یہ مومنہ عورت ہے“ اسے آزاد کر دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جاہلیت سے مراد اسلام سے ما قبل کے رواج ہیں۔ عموماً ان کی بنیاد جہالت پر تھی لہذا

انہیں جاہلیت کہا گیا ہے۔ ② ”بے حقیقت چیز ہے۔“ یعنی اس کی کوئی بنیاد نہیں صرف ان کا دلی وہم ہے۔ بعض نے اس جملے کے یہ معنی بھی کیے ہیں کہ ”ایسے خیالات تو دل میں آ ہی جایا کرتے ہیں اس میں کوئی گناہ نہیں۔ ہاں ایسے خیالات کی بنا پر وہ اپنے کام کا ج سے نہ رکھیں۔“ ③ ”کاہن“ غیب کی باتیں بتانے والے کو کہا جاتا ہے خواہ وہ جنوں کی مدد سے بتائیں یا نجوم و خطوط اور لکیروں کی مدد سے یا انکل اور ظن و تخمین سے۔ چونکہ ان کی بات کی صحت یقینی نہیں ہوتی، لہذا ان سے پوچھنا اور ان کی بات پر یقین کرنا شریعت اسلامیہ میں منع ہے۔ ان کی غلط باتیں بسا اوقات باہمی تعلقات کی خرابی اور فساد کا موجب بنتی ہیں۔ عقیدہ الگ خراب ہوتا ہے البتہ کبھی فراست و ذہانت کی بنا پر صحیح نتیجہ تک پہنچ جانے والے کو بھی کاہن کہہ دیا جاتا ہے حالانکہ یہ مذموم نہیں خصوصاً جب کہ ان کی بات دوسرے دلائل سے بالکل صحیح ثابت ہو جائے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت محمد ﷺ حضرت عمرو علی رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح و ایاس رضی اللہ عنہ وغیرہ کے واقعات مشہور ہیں۔ لیکن فراست والی بات بھی اسی وقت صحیح ہوگی جب بعد میں وہ صحیح ثابت ہو جائے ورنہ کسی صاحب فراست کی بات کو آنکھیں بند کر کے تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

بہر حال کہانت حرام ہے اور اسے ماننا بھی نیز کہانت کی طرح بدشگونی لینا بھی حرام ہے۔ ④ ”ایک نبی خط کہینچا کرتے تھے۔“ واللہ اعلم وہ کیسے خط کہینچتے تھے؟ کیا حساب تھا؟ کہیں صراحت نہیں ہے لہذا شریعت اسلامیہ میں یہ قطعاً ممنوع ہے۔ ⑤ ”نماز میں لوگوں کی کسی قسم کی بات کرنا درست نہیں“ مذکورہ صحابی اس وقت اس مسئلے سے واقف نہیں تھے لہذا انہیں معذور سمجھا اور قضا کا حکم نہیں دیا ورنہ آپ کے الفاظ صراحتاً ثابت کر رہے ہیں کہ اس صورت میں نماز نہ ہوگی۔ ⑥ ”جوانیہ“ مدینہ منورہ کے شمال میں احد پہاڑ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔

⑦ ”بڑی غلطی“ کیونکہ وہ لوٹڈی بھڑیے کے سامنے بے بسی تھی اور بے قصورتھی۔ ⑧ ”آسمان میں“ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی سے پوچھا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اور جواب ہیں آسمان یا عرش کا نام لیا جاسکتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی کوئی توہین نہیں ہوگی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف اوپر کو اشارہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے عرش پر مستوی ہونے کو بیان کیا جاسکتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نہ تو کسی جگہ کا محتاج ہو جائے گا نہ اس میں

مقید۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں اس کے نظائر موجود ہیں مثلاً: ارشاد باری ہے: ﴿إِنَّمَا أَمِئْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ﴾ (الملک: ۶۷) اسی طرح ﴿أَلَمْ تَرَ حُفْنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ (طہ: ۵۰) نیز حدیث شریف میں ہے: ﴿إِزْجَحُوا أَهْلَ الْأَرْضِ يَزْجَحُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ﴾ (سنن أبی داود، الأدب: حدیث: ۲۹۴۱) بعض لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ کی فکر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے بھی بڑھ کر ہے اس قسم کی عبارات کو

۱۳۔ کتاب السہو

نماز میں کلام کرنے سے متعلق احکام و مسائل

مشرعین کا مسلک ہی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ و صحیحہ سے ثابت ہیں انہیں بلا جھجک مانا جائے، بولا جائے اور کسی قسم کی تاویل نہ کی جائے نہ ان میں بحث کی جائے کیونکہ یہ چیزیں انسان کی عقل سے ماوراء ہیں۔ ان کی حقیقت اللہ عز و جل کے سپرد کر دی جائے۔ تشبیہ دی جائے نہ انکار کیا جائے، بلکہ قیامت کا انتظار کیا جائے کہ اس دن ہر چیز واضح ہو جائے گی، آنکھوں کے سامنے ہوگی، کہیں اس دن ندامت نہ ہو۔ ④ ”یہ مومنہ عورت ہے۔“ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کفارے وغیرہ میں غلام آزاد کرنا ہو تو وہ مومن ہونا چاہیے۔ قرآن مجید میں بھی بعض مقامات پر قید ہے: ﴿تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ﴾ (النساء ۹۲) باقی مقامات پر بھی یہ قید معتبر ہوگی۔ نفل آزادی میں بھی مومن کو آزاد کرنا افضل ہے، ضروری نہیں ⑤ خادموں اور ملازموں کے ساتھ نرمی و شفقت سے پیش آنا چاہیے اگر کبھی بکھارتی ہو جائے تو ان کی دلجوئی بھی کرنی چاہیے۔

۱۲۲۰۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُكَلِّمُ صَاحِبَهُ فِي الصَّلَاةِ بِالْحَاجَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ [البقرة: ۲۳۸] فَأَمَرْنَا بِالشُّكُوتِ.

۱۲۲۰۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے (ابتدائی) دور میں لوگ نماز میں اپنے ساتھی سے ضرورت کی بات کر لیتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت اتری: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ ”تم سب نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص طور پر افضل نماز کی اور اللہ کے سامنے فرماں بردار ہو کر کھڑے رہو۔“ تو ہمیں (اس قسم کی باتوں سے) خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔

🌞 نوامد و مسائل: ① ”ضرورت کی بات“ مثلاً: سلام کا جواب، چھینک پر دعا، نماز سے متعلقہ وضاحت وغیرہ نہ کہ گھریلو باتیں یا کاروباری باتیں۔ ② ”افضل نماز“ حدیث: ۴۷۳ میں گزر چکا ہے کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے۔ اس کے متعلق اور اقوال بھی ہیں مگر راجح قول یہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۶/۱۵۷-۱۶۲) حدیث: ۴۷۳ ③ ”خاموش رہنے کا حکم“ یعنی اپنے ساتھی سے باتیں کرنے سے نہ مطلقاً کہ اذکار اور اداء یا قراءت فاتحہ بھی ممنوع ہو جائیں۔ ایسی تو کوئی نماز ہی نہیں جس میں کچھ نہ پڑھا

۱۳- کتاب السہو نماز میں کلام کرنے سے متعلق احکام و مسائل
جائے اور مکمل خاموشی ہو۔ ہاں! جماعت کی صورت میں جبر سے روکا گیا ہے۔ ⑤ شریعت میں نسخ ثابت ہے۔
⑤ کلام کی بھی قسم کا ہواس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۱۲۲۱- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي غَنِيَّةٍ - وَاسْمُهُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - وَالْقَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ الْجَرْمِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ عَنِ كُثُومٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَهَذَا حَدِيثُ الْقَاسِمِ قَالَ: كُنْتُ أَتِي النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَاسْلَمَ عَلَيْهِ فَبَرَدَ عَلَيَّ، فَأَتَيْتُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَشَارَ إِلَى الْقَوْمِ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَغْنِي أَخَذَتْ فِي الصَّلَاةِ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا إِلَّا بِذِكْرِ اللَّهِ، وَمَا يَنْبَغِي لَكُمْ، وَأَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ».

۱۲۲۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے۔ میں آپ کو سلام کہتا تو آپ مجھے سلام کا جواب دے دیا کرتے تھے۔ ایک دن میں آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کہا آپ نے مجھے جواب نہیں دیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ”(اے لوگو!) اللہ تعالیٰ نے نماز کے بارے میں ایک نیا حکم جاری کیا ہے کہ تم (نماز میں) اللہ کے ذکر اور نماز کے مناسب الفاظ کے علاوہ کوئی کلام نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور سکون سے کھڑے رہو۔“

🌞 فائدہ: اس حدیث کو امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے ان کے دو شاگرد ابن ابی غنیۃ (یحییٰ بن عبد الملک) اور قاسم بن یزید بیان کرتے ہیں لیکن اس حدیث کے الفاظ قاسم بن یزید کے ہیں ابن غنیۃ اس حدیث کو بمعنی روایت کرتے ہیں۔

۱۲۲۲- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ

۱۲۲۲- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم (پہلے پہل) نبی ﷺ کو (نماز کی حالت میں) سلام کر دیا کرتے تھے اور آپ جواب بھی دے دیا کرتے تھے

۱۲۲۱- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۵۵۸ ومن طريقه أخرجه ابن عبد البر في التمهيد: ۳۵۵/۱، وللحديث شواهد كثيرة. * سفیان الثوري عن، كُثُوم هو ابن علقمة بن ناجية بن المصطلق الخزاعي، وهو ثقة، يقال له صحبة.

۱۲۲۲- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رد السلام في الصلاة، ح: ۹۲۴ من حديث عاصم بن أبي النجود به، وهو في الكبرى، ح: ۵۵۹، وعلقه البخاري في صحيحه، التوحيد، باب (۴۲)، قبل، ح: ۷۵۲۲. *

دوران نماز میں ہوئے متعلق احکام ومسائل

۱۳- کتاب السہو

حتیٰ کہ ہم ہمیشہ کے علاقے سے واپس آئے تو میں نے آپ کو (نماز کی حالت میں) سلام کیا۔ آپ نے مجھے جواب نہ دیا۔ مجھے تو قریب اور دور کی سوچیں آنے لگیں (کہ جواب نہ دینے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟) میں بیٹھ گیا حتیٰ کہ جب آپ نے نماز پوری فرمائی تو فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے نیا حکم جاری فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ نیا حکم جاری کیا ہے کہ نماز میں بات چیت نہ کی جائے۔“

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَرَدُ عَلَيْنَا السَّلَامَ حَتَّى قَدِمْنَا مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ، فَأَخَذَنِي مَا قَرُبَ وَمَا بَعُدَ فَجَلَسْتُ، حَتَّى إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَا يُتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ».

باب ۲۱- جو آدمی بھول کر دو رکعتوں سے کھڑا ہو جائے اور تشہد نہ بیٹھے

(المعجم ۲۱) - مَا يَفْعَلُ مَنْ قَامَ مِنْ اثْنَتَيْنِ نَاسِيًا وَلَمْ يَشْهَدْ (التحفة ۴۷۴)

۱۲۲۳- حضرت عبداللہ ابن بحنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، پھر اٹھ کھڑے ہوئے، بیٹھے نہیں۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ نے نماز مکمل فرمائی اور ہم آپ کے سلام کے انتظار میں تھے تو آپ نے اللہ اکبر کہہ کر دو سجدے کیے جب کہ آپ سلام سے قبل بیٹھے تھے۔ پھر آپ نے سلام پھیرا۔

۱۲۲۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ، كَثُرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۲۲۴- حضرت عبداللہ ابن بحنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نماز میں (دو رکعتوں کے بعد) کھڑے ہو گئے حالانکہ آپ نے بیٹھنا تھا تو آپ نے (آخر میں) سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔

۱۲۲۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ قَامَ فِي الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ

۱۳- کتاب السہو

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ .

☀ فائدہ: مذکورہ احادیث میں جہود و سہو سلام سے پہلے کرنے کا ذکر ہے لیکن اہل علم کا اس مسئلے کی بابت دیگر احادیث میں مختلف طریقے بیان ہونے کی وجہ سے اختلاف ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کے متعلق اہل علم کے آٹھ اقوال نقل کیے ہیں جس کی تفصیل اسی کتاب کے ابتدائے میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ۲۲) - مَا يَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ
باب ۲۲- جو آدمی بھول کر دو رکعتوں
رَكَعَتَيْنِ نَاسِيًا وَتَكَلَّمَ (التحفة ۴۷۵)
کے بعد سلام پھیر دے اور باتیں بھی
کر لے تو کیا کرے؟

۱۲۲۵- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ : قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ ﷺ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعِشِيِّ ، قَالَ : قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : وَلَكِنِّي نَسِيتُ قَالَ : فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَأَنْطَلَقَ إِلَى خَشْبَةِ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ بَيِّدْ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضَبَانُ وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا : فَصِرَتِ الصَّلَاةُ . وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَبَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طَوْوٌ قَالَ : كَانَ يُسَمَّى ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! أُنْسِيتَ أَمْ فَصِرَتِ الصَّلَاةُ ؟ قَالَ : «لَمْ أُنْسَ وَلَمْ تُفْصِرِ الصَّلَاةُ» . قَالَ :

۱۲۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں ظہر اور عصر میں سے کوئی ایک نماز پڑھائی۔ لیکن میں بھول گیا کہ وہ کون سی تھی؟ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ مسجد میں رکھی ہوئی ایک لکڑی کی طرف گئے اور اپنا ہاتھ اس پر رکھ لیا۔ یوں لگتا تھا جیسے آپ غصے میں ہوں۔ کچھ جلد باز لوگ مسجد کر، اڑا، سے نکل بھی گئے اور کہنے لگے: نماز کم ہوگئی۔ لوگوں (نمازیوں) میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے مگر آپ سے (اس مسئلے میں) بات چیت کرنے سے وہ بھی ڈرے رہے۔ لوگوں میں ایک لمبے ہاتھوں والا شخص تھا جسے ذوالیدین (لمبے ہاتھوں والا) کہا جاتا تھا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھول گئے یا نماز کم ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: ”میں بھولا ہوں نہ نماز کم ہوئی ہے۔“ (ذوالیدین نے کہا: ایک کام تو ضرور ہوا ہے۔) آپ نے (لوگوں سے) پوچھا: ”کیا بات

۱۳- کتاب السہو

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

اسی طرح ہے جیسے ذوالیدین کہتا ہے؟ ”انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ (مصلیٰ پر) تشریف لائے اور جو نماز باقی رہ گئی تھی پڑھائی پھر سلام پھیرا اور اللہ اکبر کہا اور عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا، پھر اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ کیا، عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا، پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا۔

وَقَالَ: «أَكْمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَجَاءَ فَصَلَّى الَّذِي كَانَ تَرَكَهُ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”میں بھول گیا“ یہ بھولنے والے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں یا ان کے شاگرد محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ۔ ② ”غمے میں“ دراصل یہ آپ کی طبع لطف پر نماز کے سہو کا اثر تھا جسے غم سے خیال کیا گیا۔ ③ ”ڈرے

رہے“ اللہ! اللہ! کیا کہنے آپ کے رعب کے کہ آپ کے بے تکلف اور قریب ترین دوست بلکہ یار غار بھی آپ سے ڈر رہے ہیں۔ دراصل وہ آپ کے مقام و مرتبہ سے کما حقہ آگاہ تھے۔ اس لیے دوستی اور بے تکلفی کے باوجود بھی آپ کے احترام کو ملحوظ رکھتے تھے۔ وہ جتنے زیادہ قریبی تھے اتنا ہی زیادہ آپ کے ادب و احترام کا خیال کرتے تھے۔ ④ حضرت ذوالیدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنا جب کہ ابھی کچھ نماز باقی تھی دلیل ہے کہ نماز کو مکمل سمجھ کر کلام یا کوئی اور عمل کرنا معاف ہے۔ نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آخر میں سجود ہو کا فی ہیں۔ احناف ایسی صورت میں نماز نئے سرے سے پڑھنے کے قائل ہیں اور اس حدیث کو ابتدائی دور سے متعلق بتاتے ہیں جب کلام (نماز میں) منع نہیں تھا حالانکہ اس حدیث کے راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو اس نماز میں مقتدی بھی تھے۔ اور ان کا اسلام ۷ھ کا ہے جب کہ کلام کی حرمت تو بہت ابتدائی دور کی بات ہے۔ ⑤ انسان ہونے کے لحاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نسیان لاحق ہو سکتا ہے جس طرح دوسرے انسانی عوارض مثلاً:

بیماری وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے نہ بھولنے کی ضمانت قرآن مجید کے بارے میں دی ہے۔ ویسے وہاں بھی ﴿إِنَّمَا مَشَاءَ اللَّهُ﴾ کی صراحت ہے۔ ① یہ سجدے آپ نے سلام کے بعد ادا کیے ہیں۔ گویا سجدہ سہو سلام کے بعد بھی ہو سکتا ہے اور پہلے بھی۔ جس کی تفصیل ابتدائیہ میں گزر چکی ہے۔ ② جب واقعہ ثقات کی ایک مجلس کا ہوا اور نادان سبھی کا غافل ہونا محال ہوا اور ان میں سے ایک ثقہ دوسروں کی نسبت کچھ زیادہ بیان کرے تو اس اکیلی کی بات قبول نہیں کرنی چاہیے جب تک کہ اس کی دیگر ہم نشین تصدیق نہ کریں۔ ③ اس حدیث سے اصحاب پر عمل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اصحاب کا مطلب ہے پہلے سے موجود حکم پر ثابت رہنا تا وقتیکہ کوئی نیا حکم آ جائے جو پہلے حکم کو تبدیل یا منسوخ کر دے۔ ذوالیدین نے اسی بنا پر سوال کیا ”باوجود اس کے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

۱۳- کتاب السہو۔ دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام ومسائل

سابقہ حکم کے بارے میں متروک تھے کہ آیا وہ منسوخ ہو گیا ہے یا کہ نہیں۔ اور جو صحابہ جلدی چلے گئے انہوں نے یقینی طور پر سمجھ لیا کہ پہلا حکم منسوخ ہو گیا ہے اور نماز کم ہو گئی ہے۔ اس سے احکام شرعیہ میں اجتہاد کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ④ نماز میں کئی بار بھولنے کی وجہ سے متعدد دفعہ سجود ہو کرنے کی ضرورت نہیں، صرف ایک ہی دفعہ کافی ہیں۔ تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۲۲۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ انْصَرَفَ مِنْ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقْصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَصْدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ» فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ.

۱۲۲۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي شُعْبَانَ، - مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ - أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِي

۱۲۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیہدین نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا ذوالیہدین صحیح کہتا ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ اٹھے اور دو رکعتیں مزید پڑھائیں، پھر سلام پھیرا۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے عام سجدے کی طرح یا اس سے لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا، پھر اپنے عام سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا سجدہ فرمایا، پھر سر اٹھایا۔

۱۲۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ ذوالیہدین اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کچھ بھی نہیں

۱۲۲۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام - إذا شك - بقول الناس؟، ح: ۷۱۴ من حديث مالك، ومسلم، ح: ۵۷۳ (انظر الحديث السابق) من حديث أيوب به، وهو في الموطأ (يحيى): ۹۳/۱، والكبرى، ح: ۱۱۴۸.

۱۲۲۷- أخرجه مسلم، ح: ۵۷۳/۹۹، انظر الحديث السابق، رفق، ح: ۱۲۲۵ عن قتبة به، وهو في الموطأ

۱۳- کتاب السہو دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

رَكَعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ: أَقْصِرْتَ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ»، فَقَالَ: قَدْ كَانَ بَعْضُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟» فَقَالُوا: نَعَمْ، فَأَتَمَّ رَسُولُ اللَّهِ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ.

ہوا۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ تو ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا ذوالیدین نے درست کہا ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے باقی ماندہ نماز مکمل کی پھر سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔

۱۲۲۸- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ الظُّهْرِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَالُوا: أَقْصِرْتَ الصَّلَاةَ؟ فَقَامَ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۲۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کی دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ لوگوں نے کہا: کیا نماز کم ہوگئی؟ آپ ﷺ اٹھے اور دو رکعتیں مزید پڑھیں، پھر سلام پھیرا، پھر دو سجدے کیے۔

☀ فائدہ: پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے تھے کہ کون سی نماز تھی، ظہر یا عصر؟ اس لیے کہیں ظہر کہا، کہیں عصر۔ مگر اس سے اصل مسئلے پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ دونوں نمازیں ایک جیسی ہیں۔

۱۲۲۹- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الظُّهْرِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَالُوا: أَقْصِرْتَ الصَّلَاةَ؟ فَقَامَ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۲۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن نماز پڑھی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا اور اٹھ کر چلے گئے تو ذوالشمالین رضی اللہ عنہ آپ

۱۲۲۸- أخرجه البخاري، الأذان، باب: هل يأخذ الإمام - إذا شك - بقول الناس؟، ح: ۷۱۵ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۵۰، وله طريق آخر عند مسلم، ح: ۵۷۳ من حديث أبي سلمة به، انظر الحديث المتقدم، ح: ۱۲۲۵.

۱۲۲۹- [استانہ صحیح] أخرجه ابن أبي حاتم، ح: ۳۷/۲، والطحاوي في معاني الآثار: ۴۴۵/۱ من حديث الليث بن

۱۳- کتاب السہو

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

کو جا کر طے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ آپ نے فرمایا: ”نماز کم ہوئی ہے نہ میں بھولا ہوں۔“ اس نے کہا: کیوں نہیں (کچھ تو ہوا ہے۔) قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں سے مخاطب ہو کر) فرمایا: ”کیا ذوالیدین درست کہہ رہا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے لوگوں کو دو رکعتیں مزید پڑھائیں۔

أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى يَوْمًا فَسَلَّمَ فِي رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَذْرَكَهُ ذُو الشَّامِلَيْنِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْقَصَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ: «لَمْ تُنْقِصِ الصَّلَاةُ وَلَمْ أَنْسَ» قَالَ: بَلَى وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟» قَالُوا: نَعَمْ. فَصَلَّى بِالنَّاسِ رَكَعَتَيْنِ.

۱۲۳۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں

نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھول گئے اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالشمالین نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا: ”کیا ذوالیدین درست کہہ رہا ہے؟“ انھوں نے کہا: ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز مکمل فرمائی۔

۱۲۳۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى الْفَرَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَسِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمَ فِي سَجْدَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الشَّامِلَيْنِ: أَقْصَرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ» قَالُوا: نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَتَمَّ الصَّلَاةَ.

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: روایات کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس واقعے میں حاضر تھے جبکہ امام طحاوی رحمۃ اللہ نے اسے مجاز پر محمول کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس قول ”ہمیں نماز پڑھائی“ کا مطلب ہے کہ مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ ان کی اس توجیہ کی وجہ امام زہری رحمۃ اللہ کا یہ قول ہے کہ صاحب قصہ ذوالشمالین بدر کے دن شہید ہو گئے تھے لہذا یہ واقعہ غزوہ بدر سے پہلے کا ہے جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر کے پانچ سال بعد اسلام لائے۔ لیکن ائمہ حدیث کا اتفاق ہے کہ اگر اس میں امام زہری رحمۃ اللہ کو وہم ہوا

۱۳- کتاب السہو دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام ومسائل

ہے جیسا کہ ابن عبدالبر وغیرہ نے یہ قول نقل کیا ہے، وہ اسے ذوالشمالین کا قصہ قرار دیتے ہیں لیکن ذوالشمالین تو بدر کے دن شہید ہو گئے تھے، ان کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا اور ان کا نام عمیر بن عبد عمرو تھا اور ذوالیدین بن یوسلیم کے فرد تھے، ان کا نام خرباق تھا اور وہ نبی اکرم ﷺ کے بعد لمبا عرصہ حیات رہے۔ صحیح مسلم میں ابوسلمہ کے واسطے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات کے الفاظ اس طرح ہیں: [فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ] ”یوسلیم کا ایک آدمی کھڑا ہوا۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۳) اور زہری کے واسطے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں: [فَقَامَ ذُو الشَّمَالَيْنِ] ”ذوالشمالین کھڑا ہوا۔“ حالانکہ وہ جنگ بدر میں شہید کر دیے گئے تھے۔ اسی وجہ سے انھوں نے اسے جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ قرار دیا ہے۔

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ دو واقعات ہیں: پہلا ذوالشمالین (عمیر بن عبد عمرو) اور دوسرا ذوالیدین (خرباق) کا۔ پہلے واقعے کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرسل بیان کیا ہے اور دوسرے میں وہ خود حاضر تھے۔ جمع و تطبیق کی خاطر اس کا بھی احتمال ہے۔ اور اس کے متعلق ایک قول یہ بھی ہے کہ اس اشتباہ کی وجہ یہ ہے کہ آپ کبھی ذوالشمالین کو ذوالیدین کہہ لیتے تھے اور کبھی ذوالیدین کو ذوالشمالین کہہ لیتے تھے۔ لیکن اس قول کی بنیاد کمزور ہے، نیز امام حماد رحمہ اللہ کا اسے مجاز پر محمول کرنا درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے صریح الفاظ منقول ہیں: [يَنْمِنَا أَنَا أَصْلَىٰ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ] ”ایک دفعہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی.....“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۳) اور کبار محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ذوالشمالین رضی اللہ عنہ و ذوالیدین رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے آدمی ہیں۔ اسی بات کی صراحت امام شافعی رحمہ اللہ نے ”اختلاف الحديث“ میں کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اگرچہ الفاظ کے مختلف ہونے کی وجہ سے امام ابن خزیمہ وغیرہ کا رجحان تعدد واقعات کی طرف ہے کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرا، پھر مسجد میں ایک لکڑی کی طرف کھڑے ہو گئے اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے تین رکعتوں کے بعد سلام پھیرا، پھر آپ گھر چلے گئے۔ مزید دیکھیے:

(فتح الباری: ۱۲۹/۳، ۱۳۱/۱۳۲ تحت حدیث: ۱۲۲۷، ۱۲۲۹)

۱۲۳۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَافِعٍ قَالَ: ۱۲۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں الزَّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ کے بعد سلام پھیر دیا اور اٹھ کر چل دیے تو ذوالشمالین

۱۳- کتاب السہو

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

بن عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ذوالیدین کیا کہتا ہے؟“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بچ کہتا ہے۔ آپ نے پھر وہ دو رکعتیں مکمل فرمائیں جو رہ گئی تھیں۔

وَأَبِي بَكْرٍ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ أَوْ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَنْصَرَفَ فَقَالَ لَهُ ذُو الشَّامَلَيْنِ ابْنُ عَمْرٍو: أَنْقَضْتَ الصَّلَاةَ أَمْ نَسِيتَ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ». فَقَالُوا: صَدَقَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ! فَأَتَمَّ بِهِمُ الرُّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ نَقَصَ.

☀️ فائدہ: اس روایت میں دو غلطیاں ہیں۔ ایک تو ذوالشمالین بن عمرو ہونا چاہیے، دوسرے اس ذوالشمالین کا ذکر راوی کی غلطی اور شذوذ ہے۔ یہ تو بدر میں شہید ہونے والے ذوالشمالین ہیں جو اس واقعے سے بہت پہلے کے ہیں۔

۱۳۳۲- حضرت ابوبکر بن سلیمان بن ابوحشمہ نے ابن شہاب کو بتایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں (اور سلام پھیر دیا) تو ذوالشمالین نے آپ سے گزارش کی۔ (باقی روایت حسب سابق ہے) حضرت ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت حضرت سعید بن مسیب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرمائی، نیز مجھے یہ روایت حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث اور عبید اللہ بن عبداللہ نے بھی بیان فرمائی۔

۱۳۳۲- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بْنَ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَلَغَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الشَّامَلَيْنِ نَحْوُهُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي هَذَا الْحَدِيثُ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو بَكْرٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ.

وضاحت: مندرج بالا واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جیسا کہ سابقہ احادیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ مگر اس روایت (۱۳۳۲) میں حضرت ابوبکر بن سلیمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام صراحتاً ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا: مجھے یہ واقعہ پہنچا ہے واسطے کا ذکر نہیں کیا، جب کہ سابقہ حدیث میں انھوں نے واقعہ حضرت

۱۳- کتاب السہو دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر بیان کیا ہے۔ اس سے روایت کی اسنادی حیثیت میں فرق نہیں پڑتا کیونکہ ایک جگہ ذکر نہ کرنا دوسری جگہ ذکر کرنے کے مخالف نہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا اس روایت کو ذکر کرنے کا مقصد امام زہری پر روایت کے متصل و مرسل ہونے کے اختلاف کو بیان کرنا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۲۳) - ذُكِرَ الْاِخْتِلَافُ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فِي السَّجْدَتَيْنِ (التحفة ۴۷۶)

باب ۲۳- سجود سہوی کی ادائیگی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں

اختلاف کا ذکر

۱۲۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن نہ سلام سے پہلے سجدے کیے نہ بعد میں۔

۱۲۳۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَابْنِ أَبِي حَتْمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَسْجُدْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ السَّلَامِ وَلَا بَعْدَهُ.

۱۲۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالہدین والے واقعہ کے دن سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

۱۲۳۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرِو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَالِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَجَدَ يَوْمَ ذِي الْبَيْدَيْنِ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ.

۱۲۳۵- (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) ہمیں یہ

۱۲۳۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ بْنِ

۱۳- کتاب السہو۔ دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

الْأَسْوَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: رَوَيْتُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَوَادٍ بْنِ أَسْوَدٍ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي قَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

بن سیرین عن أبي هريرة عن رسول الله ﷺ في سندسے بھی اسی طرح بیان فرمائی۔

🌞 فائدہ: حدیث: ۱۲۳۳ جس میں عمدہ سہو نہ کرنے کا ذکر ہے، ضعیف ہے۔ ائمہ حفاظ نے اسے امام زہری رحمہ اللہ کا اپنا کلام قرار دیا ہے۔ صحیح روایات میں عمدہ سہو نہ کرنے کا ذکر ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائي: ۵/۱۵-۷)

۱۲۳۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ: وَحَدَّثَنِي ابْنُ عَوْنٍ وَخَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِي وَهْمِهِ بَعْدَ السَّلَامِ.

۱۲۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سہو کے (اس) واقعہ میں سلام کے بعد عمدہ کیے۔

۱۲۳۷- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ وَعَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُثَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى

۱۲۳۷- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی۔ آپ کو سہو ہو گیا۔ آپ نے دو سجد کیے پھر سلام پھیرا۔

۱۲۳۶- [صحیح] تقدم، ح: ۱۲۲۵، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۵۸.

۱۲۳۷- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب سجدتي السهو فيما تشهد وتسلم، ح: ۱۰۳۹، والترمذي، الصلاة، باب ما جاء في التشهد في سجدتي السهو، ح: ۳۹۵ عن محمد بن يحيى النيسابوري به: وقال: "حسن غريب صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۵۹، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۶۲، وابن حبان، ح: ۵۳۶، والحاكم على شرط الشيخين ۱/۳۲۳، ووافقه الذهبي. * أشعث هو ابن عبد الملك، وللحدث علة غدا

۱۳- کتاب السہو

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

بِهِمْ فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ.

🌞 فائدہ: اس حدیث میں سہو کی صراحت نہیں کہ کون سا تھا؟ تشہد والا یا دو رکعتوں والا؟ پہلی صورت میں دو سجدے سلام سے پہلے اور دوسری صورت میں سلام کے بعد کیے جائیں گے۔ روایات میں صراحت ہے مبہم روایت کو صریح روایات پر محمول کیا جائے گا۔

۱۳۳۸- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) عصر کی نماز میں تین رکعات پر سلام پھیر دیا۔ پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ ایک آدمی آپ کی طرف بڑھا۔ اس کا نام خرباق تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! نماز کم ہوگئی؟ آپ غصے میں اپنی اوپر والی چادر گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے اور فرمایا: ”کیا یہ درست کہتا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ہاں۔ آپ مصلے پر کھڑے ہوئے اور رہ جانے والی رکعت پڑھائی۔ پھر سلام پھیرا۔ پھر سہو کے دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا۔

۱۳۳۸- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ

ابْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُثَلِّبِ، عَنْ عَمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يَقُولُ لَهُ الْخِزْبَانِيُّ فَقَالَ: - يَعْني - نَقَصْتَ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟! فَخَرَجَ مُغَضَّبًا يَجْرُدَاءُ فَقَالَ: «أَصَدَقَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، فَقَامَ فَصَلَّى تِلْكَ الرَّكَعَةَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْهَا ثُمَّ سَلَّمَ.

🌞 فائدہ: مصنف رحمہ اللہ کا انداز ظاہر کر رہا ہے کہ وہ اس روایت کے واقعہ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت والا واقعہ ہی سمجھ رہے ہیں مگر دونوں کی تفصیلات میں کچھ اختلاف ہے۔ پہلی روایات میں دو رکعت پر سلام کا ذکر ہے۔ اس روایت میں تین رکعات پر سلام منقول ہے۔ پہلی روایت کے مطابق آپ مسجد ہی میں رہے گھر نہیں گئے۔ اس روایت کے مطابق آپ گھر چلے گئے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا حمان اس طرف ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا۔ اور ابن خزیمہ رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک یہ مختلف واقعات ہیں کیونکہ روایات کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب: ۲۴- نمازی کو شک پڑ جائے تو اپنی

یادداشت کے مطابق نماز مکمل کرے

(المعجم ۲۴) - بَابُ إِتْمَامِ الْمُصَلِّي عَلَى

مَا ذُكِرَ إِذَا شَكَّ (التحفة ۴۷۷)

۱۳- کتاب السہو

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۳۹- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ شک دور کرے اور یقین پر بنیاد رکھے (یعنی یقین کے مطابق نماز جاری رکھے۔) جب اسے نماز مکمل ہونے کا یقین ہو جائے تو بیٹھا بیٹھا دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ (رکعات) پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے اس کی نماز کو جفت بنا دیں گے۔ اور اگر اس نے چار (رکعات) پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے شیطان کو ذلیل کرنے کا سبب بنیں گے۔“

۱۲۳۹- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ عَرَبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُلْغِ الشَّكَّ وَلْيُنِمْ عَلَى الْيَقِينِ فَإِذَا اسْتَيْقَنَ بِالتَّمَامِ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعَتْ لَهُ صَلَاتُهُ وَإِنْ صَلَّى أَرْبَعًا كَانَتْ تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ».

 فوائد و مسائل: ① ”شک دور کرے۔“ اگر تین اور چار میں شک ہو تو تین سمجھے کیونکہ کم کا یقین اور زیادہ میں شک ہوتا ہے۔ ② ”جفت بنا دیں گے۔“ یعنی دو سجدے ایک رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گے اور پانچویں رکعت سے مل کر دو نفل بن جائیں گے اور پہلی چار رکعتیں فرض ہوں گی البتہ احناف کے نزدیک اس صورت میں ضروری ہے کہ ہر اس رکعت کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھے جس کا چوتھی ہونا ممکن ہو یعنی آخری اور اس سے پہلی دونوں میں بیٹھے اور تشہد پڑھے ورنہ ساری نماز نفل ہو جائے گی۔ محدثین اور جمہور اہل علم کے نزدیک یہ ضروری نہیں کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ چوتھی کو تیسری سمجھ کر سیدھا اٹھ کھڑا ہوا ہو اور شک بعد میں پڑا ہو۔ اس صورت میں آخری سے پہلی میں بیٹھنے کا امکان ہی نہیں۔ اور اکثر ایسے ہی ہوتا ہے لہذا احناف کا قول غیر ضروری تشدد ہے جس کی دلیل سنت سے نہیں ملتی، صرف قیاس کے زور سے اتنا سخت فتویٰ نہیں دینا چاہیے۔ ③ ”شیطان کی رسوائی اور ذلت“ کیونکہ سہو شیطان کی کوششوں ہی سے ہوا تھا مگر نمازی نے مزید دو سجدے کیے۔ گویا شیطان کا دوسرا نمازی کے لیے دو سجدوں کے اضافے کا ذریعہ بن گیا جب کہ سجدے کے انکار ہی سے شیطان رائدہ درگاہ ہوا تھا لہذا اس کا رسوا اور ذلیل ہونا لازمی امر ہے۔ شاید اسی نکتے کی بنا پر سہو کا تدارک سجدے سے مشروع کیا گیا ہے۔

۱۲۴۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: ۱۲۴۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

۱۳- کتاب السہو

اس نے تین (رکعات) پڑھی ہیں یا چار؟ تو وہ ایک رکعت مزید پڑھ کر بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ (رکعات) پڑھی ہوں گی تو یہ سجدے اس کی نماز کو حجت بنا دیں گے اور اگر چار پڑھی ہیں تو یہ شیطان کی ذلت کا سبب ہوں گے۔“

الْعَزِيزِ، - وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ - عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا لَمْ يَذَرِ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً ثُمَّ يَسْجُدْ بَعْدَ ذَلِكَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَا لَهُ صَلَاتَهُ وَإِنْ صَلَّى أَرْبَعًا كَانَتْ تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ».

باب: ۲۵- (شک کی صورت میں صحیح تعداد جانے کی) جستجو کرنا

(المعجم ۲۵) - بَابُ التَّحْرِیْرِ
(التحفة ۴۷۸)

۱۲۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو اسے صحیح صورت حال جاننے کی کوشش کرنی چاہیے پھر وہ اپنی نماز مکمل کرے پھر دو سجدے کرے۔“

۱۲۴۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مِفْصَلٌ - وَهُوَ ابْنُ مُهْلَهَلٍ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَوْفَعَةَ، إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ الصَّوَابُ فِيهِ فَيَمْسُكُهُ ثُمَّ - يَعْنِي - يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ»، وَلَمْ أَفْهَمْ بَعْضَ حُرُوفِهِ كَمَا أَرَدْتُ.

(امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں اس روایت کے بعض الفاظ (اپنے استاد گرامی سے) اس طرح نہیں سمجھ سکا جس طرح میری خواہش تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① گویا بعض الفاظ صحیح طرح سمجھ میں نہیں آئے، اسی لیے امام صاحب نے حدیث: ۱۲۴۲

میں یہی روایت ایک اور استاد کے واسطے سے بیان کی تاکہ وہ شک دور ہو جائے اور روایت مستند بن جائے۔

② پچھلی روایت میں مطلقاً ”أَقْلٌ“ پر اعتماد کرنے کا حکم تھا مگر اس روایت میں مزید صراحت ہے کہ وہ سوچے کون سی بات صحیح ہے؟ اگر کسی ایک بات پر یقین ہو جائے تو درست ورنہ اقل (کم) پر اعتماد کیا جائے گا کیونکہ وہ قطعاً یقینی ہے۔

۱۳- کتاب السہو

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۴۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا شَكَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَقْرَأُ».

۱۲۴۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ صحیح بات جاننے کی کوشش کرے اور فارغ ہونے کے بعد دو سجدے کرے۔“

۱۲۴۳- وَأَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَادَ أَوْ نَقَصَ، فَلَمَّا سَلَّمَ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ حَدَّثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: «لَوْ حَدَّثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ، وَلَكِنِّي إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسِي كَمَا تَنْسَوْنَ فَأَيْتُكُمْ مَا شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْظُرْ أُخْرَى ذَلِكَ إِلَى الصُّوَابِ فَلْيُتِمِّمْ عَلَيْهِ ثُمَّ لْيُسَلِّمْ وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

۱۲۴۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھی جس میں آپ سے زیادتی یا کمی ہو گئی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے پوچھا گیا: کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آیا ہوتا تو میں تمہیں بتا دیتا۔ لیکن میں بھی ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ جس آدمی کو بھی اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ دیکھے کون سی بات صحت کے زیادہ قریب ہے۔ پھر اس کے مطابق اپنی نماز مکمل کرے۔ پھر سلام پھیرے اور (سہو کے) دو سجدے کرے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① آگے آ رہا ہے کہ نماز میں آپ سے اضافہ ہو گیا تھا یعنی ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی گئی تھی۔ ② اگر سجدہ سہو سلام کے بعد ہو تو وہ سلام دونوں طرف ہونا چاہیے نہ کہ ایک طرف جیسا کہ احناف کا عمومی رواج ہے کیونکہ مطلق سلام کا لفظ و سلام پر ہی محمول ہوگا جو کہ نماز میں مشروع و معبود ہیں۔ محققین احناف اسی کے قائل ہیں۔ ③ جب لوگ کوئی نئی چیز دیکھیں تو اس کے متعلق پوچھنے میں کوئی حرج نہیں اور امام یا حاکم کو بھی اس کا برائیں منانا چاہیے بلکہ خوش دلی سے اس کا جواب دینا چاہیے۔

۱۳- کتاب السہو دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۴۴- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ
ابْنِ سُلَيْمَانَ الْمُجَالِدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا
الْفَضِيلُ - يَغْنِي ابْنَ عِيَّاضَ - عَنْ
مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ
مُبَدِّ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ
فَرَادٍ فِيهَا أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قُلْنَا: يَا نَبِيَّ
اللَّهُ! هَلْ حَدَّثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ:
«وَمَا ذَاكَ؟» فَذَكَّرْنَا لَهُ الَّذِي فَعَلَ، فَقُلِيَ
رَجُلُهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقَبِيلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتِي
السَّهْوِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «لَوْ
حَدَّثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَأَنْبَأْتُكُمْ بِهِ» ثُمَّ
قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ،
فَأَيُّكُمْ يَشْكُ فِي صَلَاتِهِ شَيْئًا فَلْيَنْحَرِّ الَّذِي
يَرَى أَنَّهُ صَوَابٌ، ثُمَّ يُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ
سَجْدَتِي السَّهْوِ».

۱۲۴۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز پڑھی۔ اس میں آپ سے زیادتی یا کمی ہو گئی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ ہم نے آپ سے پوری بات ذکر کی۔ آپ نے اپنا پاؤں موڑا اور قبلے کی طرف منہ کیا اور سہو کے دو سجدے کیے۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”مگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آ جاتا تو میں تمہیں بتا دیتا۔“ پھر فرمایا: ”میں بھی ایک انسان ہوں بھول سکتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو لہذا جس آدمی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے وہ صحیح صورت حال جاننے کی کوشش کرے۔ پھر سلام پھیر دے۔ پھر سہو کے دو سجدے کرے۔“

🌞 نوامد و مسائل: ① آپ سے دراصل نماز ظہر میں اضافہ ہو گیا تھا۔ اضافے کی صورت میں سجود سہو کی مذکورہ صورت پر عمل ہوگا۔ ② جب نماز میں شک پڑ جائے تو آدمی کو حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے غور و فکر کرنا چاہیے اس سے نماز خراب نہیں ہوتی۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے پیغامات کو مکمل طور پر پہنچا دیا ہے۔ آپ پر جب بھی کوئی نئی وحی آتی تو آپ فوراً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس سے آگاہ فرما دیتے تھے لہذا جو چیز اس وقت دین تھی آج بھی وہی دین ہے اس میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔

۱۲۴۵- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ
۱۲۴۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی

۱۲۴۴- أخرجه مسلم، من حديث الفضيل به (انظر الحديث المتقدم: ۱۲۴۱)، وهو في الكبرى، ح: ۵۸۱، ۱۱۶۶، وقال النسائي: "خالفه شقيق بن سلمة أبو وائل فجعل التحري من قول عبد الله".
۱۲۴۵- أخرجه مسلم، ح: ۵۷۲ من حديث شعبة به (انظر الحديث المتقدم: ۱۲۴۱)، وهو في الكبرى،

۱۳- کتاب السہو

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی (آپ سے ایک رکعت زائد پڑھی گئی) پھر آپ نے اپنا چہرہ لوگوں کی طرف فرمایا تو لوگوں نے کہا: کیا نماز میں کوئی تبدیلی آگئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ تو انھوں نے آپ کو پوری بات بتائی۔ آپ نے اپنا پاؤں موڑا اور قبیلے کی طرف منہ کیا اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”میں بھی ایک انسان ہوں۔ بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلادیا کرو۔ اگر نماز کے بارے میں کوئی تبدیلی ہوئی ہو تو میں تمہیں بتا دیتا۔“ نیز فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو نماز میں وہم پڑ جائے تو وہ بہت زیادہ درست بات معلوم کرے اور اس کے حساب سے نماز مکمل کرے“ پھر دو سجدے کرے۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ مَنْصُورٌ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ وَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ رَجُلًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةَ الظُّهْرِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، فَقَالُوا: أَحَدَتْ فِي الصَّلَاةِ حَدَثٌ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» فَأَخْبَرُوهُ بِصَنِيعِهِ، فَكَلَى رَجُلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسِي كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي» وَقَالَ: «لَوْ كَانَ حَدَثٌ فِي الصَّلَاةِ حَدَّثَ أَنْبَاءُكُمْ بِهِ». وَقَالَ: «إِذَا أَوْهَمَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذَلِكَ مِنَ الصَّوَابِ، ثُمَّ لِيُيَمِّمْ عَلَيْهِ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

فائدہ: ”مجھے یاد دلادیا کرو۔“ معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ پانچویں رکعت کے لیے (بھول کر) اٹھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو متنبہ نہیں کیا۔ انھوں نے خیال کیا کہ شاید نماز میں اضافے کا حکم آگیا ہے حالانکہ ایسی بات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ پہلے مطلع فرما دیتے۔

۱۲۴۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ جسے نماز میں وہم ہو جائے تو وہ درست بات تلاش کرے پھر نماز مکمل کرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔

۱۲۴۶- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: مَنْ أَوْهَمَ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابِ، ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يَفْرُغُ وَهُوَ جَالِسٌ.

۱۳- کتاب السہو دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۴۷- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ۱۲۴۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جسے (نماز میں) شک یا وہم پڑ جائے تو وہ درست بات تلاش کرے پھر دو سجدے کرے۔

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مَنْ شَكَّ أَوْ أَوْهَمَ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ لْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۴۸- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ۱۲۴۹- حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ (صحابہ کرام) کہتے تھے: جب نمازی کو وہم ہو جائے تو وہ درست بات تلاش کرے پھر دو سجدے کرے۔

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانُوا يَقُولُونَ: إِذَا أَوْهَمَ يَتَحَرَّى الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۴۹- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ۱۲۵۰- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو نماز میں شک ہو تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔“

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسَافِعٍ عَنْ عُثْبَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ شَكَّ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ».

۱۲۵۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَاشِمٍ: ۱۲۴۷- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسَافِعٍ، عَنْ عُثْبَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ

۱۲۴۷- [صحیح موقوف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۶۹.

۱۲۴۸- [إسناده صحيح مقطوع] أخرجه ابن أبي شيبة: ۲/۲۶ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۷۰ * عبدالله هو ابن المبارك.

۱۲۴۹- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من قال بعد التسليم، ح: ۱۰۳۳ من حديث ابن جريج به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۷۱، ۵۹۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۰۳۳، وقال البيهقي: ۲/۳۳۶: "هذا الإسناد لا بأس به".

۱۳- کتاب السہو۔ دوران نماز میں سو سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَكَ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ».

۱۲۵۱- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنی نماز میں شک کرے تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔“

۱۲۵۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُضْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَثْبَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَكَ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ».

۱۲۵۲- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو وہ سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔“

۱۲۵۲- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، وَرَوْحٌ - هُوَ ابْنُ عِبَادَةَ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسَافِعٍ أَنَّ مُضْعَبَ بْنَ شَيْبَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَثْبَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ شَكَ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ» قَالَ حَجَّاجٌ: «بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ» وَقَالَ رَوْحٌ: «وَهُوَ جَالِسٌ».

🌞 فائدہ: حدیث: ۱۲۳۶ سے ۱۲۵۲ تک روایات مختصر ہیں۔ ان کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے ان سے اوپر والی تفصیلی روایات سے مدد لی جائے یعنی شک کی صورت میں صحیح بات جاننے یا ”اَقْل“ پر اعتماد کرنے کے بعد نماز مکمل کرے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد سو کے دو سجدے کرے اور سلام پھیر دے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۵۷۴) نماز زیادہ پڑھی جانے کی صورت میں صرف دو سجدے کافی ہیں۔

۱۳- کتاب السہو

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آ کر اس پر اس کی نماز مشتبہ کر دیتا ہے حتیٰ کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے؟ جب تم میں سے کوئی شخص یہ صورت حال پائے تو (یقین کے مطابق نماز مکمل کر کے سلام پھیرے اور) بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔“

۱۲۵۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدَكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ».

۱۲۵۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔ جب اقامت پوری ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے حتیٰ کہ نمازی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ میں نے کتنی نماز پڑھی ہے؟ جب تم میں سے کوئی شخص یہ صورت حال دیکھے (محسوس کرے) تو (نماز یقین کے مطابق مکمل کرنے کے بعد) دو سجدے کرے۔“

۱۲۵۴- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطًا، فَإِذَا قُضِيَ التَّوْبِيعُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا رَأَى أَحَدَكُمْ ذَلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ».

 فوائد و مسائل: ① شیطان کا گوز مارتا اذان کا اثر بھی ہو سکتا ہے (جیسے گدھے پر زیادہ بوجھ لدا ہو تو وہ گوز مارتا ہے) یا اس لیے کہ اذان نسن سکے (گوز کی آواز کی وجہ سے) یا یہ کنایہ ہے کہ اذان شیطان کے لیے بہت پریشان کن ہے۔ ② دیگر روایات میں اذان کے بعد واپسی اور پھر اقامت کے موقع پر بھاگنے کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۶۰۸، و صحیح مسلم، الصلاة، حدیث: ۳۸۷) یہ روایت

۱۲۵۳- أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ۳۸۹، بعد، ح: ۵۶۹ عن قُتَيْبَةَ، والبخاري، السهو، باب السهو في الفرض والتطوع، ح: ۱۲۳۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۱۰۰، والكبرى، ح: ۱۱۷۵، ۵۹۲.

۱۲۵۴- أخرجه البخاري، السهو، باب: إذا لم يدر كم صلى ثلاثاً أو أربعاً... الخ، ح: ۱۲۳۱، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ۳۸۹/ ۸۳ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى،

۱۳- کتاب السہو دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل مختصر ہے۔

باب ۲۶: - بوجھن پانچ رکعات پڑھ بیٹھے تو کیا کرے؟

(المعجم ۲۶) - بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ صَلَّى خَمْسًا (التحفة ۴۷۹)

۱۲۵۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ آپ سے عرض کیا گیا: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ لوگوں نے عرض کیا: آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ آپ نے اپنا پاؤں موڑا (یعنی قبلہ رخ ہوئے) اور دو سجود کیے۔

۱۲۵۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَتَنَى رَجُلُهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

۱۲۵۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ لوگوں نے کہا: آپ نے پانچ پڑھی ہیں تو آپ نے سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجود کیے۔

۱۲۵۶- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ وَمُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقَالُوا: إِنَّكَ صَلَّيْتَ خَمْسًا! فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ.

۱۲۵۷- ابراہیم بن سوید سے روایت ہے کہ حضرت علقمہ نے ایک دفعہ پانچ رکعتیں پڑھا دیں۔ انھیں بتایا

۱۲۵۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ

۱۲۵۵- أخرجه البخاري، الصلاة، باب ما جاء في القبلة... الخ، ح: ۴۰۴ من حديث يحيى القطان، ومسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ۵۷۲/۹۱ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۷۷.

۱۲۵۶- [صحیح] انظر الحديث السابق، أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۰۵۷ من حديث النضر بن شميل به، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۷۸.

۱۲۵۷- أخرجه مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، ح: ۵۷۲/۹۲ من حديث الحسن بن

۱۳- کتاب السہو

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

گیا تو وہ کہنے لگے: میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ میں نے سر کے اشارے سے کہا: کیوں نہیں؟ (آپ نے کیا ہے) وہ کہنے لگے: اے اعمور! تو بھی ایسے ہی کہتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھر انھوں نے دو سجدے کیے۔ پھر انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ نبی ﷺ نے بھی (ایک دفعہ) پانچ رکعات پڑھا دی تھیں۔ لوگ ایک دوسرے سے کانٹا پھوسی کرنے لگے۔ انھوں نے آپ سے کہا: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔“ انھوں نے آپ کو بتایا تو آپ نے اپنے پاؤں سیدھے (قبلہ رخ) کیے اور دو سجدے کیے پھر فرمایا: ”میں بھی ایک انسان ہوں۔ جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔“

ابْنُ مُهْلَبٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: صَلَّى عَلَقَمَةُ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: مَا فَعَلْتُ؟ قُلْتُ بِرَأْسِي: بَلَى! قَالَ: وَأَنْتَ يَا أَعْوَرُ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى خَمْسًا، فَوَشَّشَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالُوا لَهُ: أَرِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «لَا» فَأَخْبَرُوهُ فَنُتِيَ رَجُلُهُ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسِي كَمَا تَنْسَوْنَ».

۱۲۵۸- حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علقمہ بن قیس اپنی نماز میں بھول گئے۔ ان کے کلام وغیرہ کرنے کے بعد لوگوں نے ان سے ذکر کیا تو کہنے لگے: اے اعمور! کیا ایسے ہی ہوا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے اپنی گوتھ کھولی پھر سہو کے دو سجدے کیے اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا تھا۔ (راوی حدیث) مالک بن مغول نے کہا: میں نے حضرت حکم بن عتیہ کو فرماتے سنا کہ علقمہ نے (سہو) پانچ رکعتیں پڑھ لی تھیں۔

۱۲۵۸- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: سَهَا عَلَقَمَةُ بْنُ قَيْسٍ فِي صَلَاتِهِ فَذَكَرُوا لَهُ بَعْدَ مَا تَكَلَّمَ فَقَالَ: أَكْذَلِكَ يَا أَعْوَرُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَحَلَّ حُبُوتَهُ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَقَالَ: هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَسَمِعْتُ الْحَكَمَ يَقُولُ: كَانَ عَلَقَمَةُ صَلَّى خَمْسًا.

فائدہ: اصل روایت تو مالک بن مغول نے حضرت شعبی سے بیان کی ہے جس میں صرف سہو کا ذکر ہے۔ یہ

وضاحت نہیں کہ کیا سہو ہوا تھا؟ یہ وضاحت حضرت حکم کی روایت میں ہے کہ وہ سہو پانچ رکعات پڑھ چکے تھے۔

شعبی اور حکم دونوں حضرت علقمہ کے شاگرد ہیں۔

دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۵۹- ابراہیم بن سدید سے مروی ہے کہ حضرت علقمہ نے پانچ رکعتیں پڑھ لیں۔ میں نے کہا: اے ابوشبل! (علقمہ کی کنیت ہے) آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ کہنے لگے: اے اے اور! کیا حقیقتاً ایسے ہی ہے؟ پھر انھوں نے سہو کے دو وجہ لے کیے۔ پھر کہنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

۱۲۵۹- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ الْحَسَنِ ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّ عُلَقَمَةَ صَلَّى خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُؤَيْدٍ: يَا أَبَا شَبْلٍ! صَلَّيْتَ خَمْسًا! فَقَالَ: أَتَكْذِبُ يَا أَغْوَرُ؟ فَسَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۱۲۶۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھلے پہر کی دو نمازوں (ظہر اور عصر) میں سے کوئی ایک نماز پانچ رکعت پڑھا دی۔ آپ سے پوچھا گیا: کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ انھوں نے کہا: آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں بھی ایک انسان ہوں۔ بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو اور یاد رکھتا ہوں جس طرح تم یاد رکھتے ہو۔“ پھر آپ نے دو وجہ فرمائے اور تشریف لے گئے۔

۱۲۶۰- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ التَّهْلِيلِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى إِحْدَى صَلَاتِي الْعِشِيِّ خَمْسًا، فَقِيلَ لَهُ: أَزِيدُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «وَمَا ذَاكَ؟» قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا. قَالَ: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُنْسِي كَمَا تَنْسُونَ وَأَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُونَ» فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْقَلَبَ.

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا تمام روایات میں پانچ رکعات پڑھنے کا ذکر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی پانچ پڑھیں اور علقمہ نے بھی۔ ظاہر ہے چوتھی کو تیسری سمجھ کر ہی پانچویں پڑھی ہوگی لہذا وہ (حقیقتاً) چوتھی میں نہیں بیٹھے ہوں گے۔ احناف کے نزدیک ایسی صورت میں فرضیت باطل ہو جاتی ہے مگر یہ صریح روایات ان کے موقف کی تردید کرتی ہیں۔ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں! الایہ مانا جائے کہ رسول اللہ ﷺ اور علقمہ کو دو دو بھو ہوئے۔ پہلے چوتھی کو دوسری سمجھ کر بیٹھے۔ پھر صرف ایک رکعت پڑھ کر گویا تیسری میں ہی بیٹھ گئے۔ مگر یہ بہت بعید اور محض تکلف ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو اوپر گزری۔ روایت کے ناقل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۱۳- کتاب السہو دوران نماز میں سہو سے متعلق احکام و مسائل

ہیں۔ ابن مسعود اور علامہ دونوں احناف کے لیے حجت ہیں۔ ① ان روایات میں کلام کے بعد سجدہ سہو کرنے کا ذکر ہے۔ اس کے بھی احناف قائل نہیں بلکہ یہ تو سلام سے متصل بعد سجدہ سہو کے قائل ہیں اور سلام بھی صرف ایک طرف۔ فاصلہ اور کلام کی صورت میں اعادے کے قائل ہیں مگر ان کے اپنے ائمہ کی یہ روایات ان کے خلاف ہیں۔ (دونوں مسائل کی مزید تفصیل دیکھیے حدیث: ۱۲۳۵، ۱۲۳۹)

(المعجم ۲۷) - بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ نَسِيَ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهِ - (التحفة ۴۸۰)

باب: ۲۷- جو شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھول جائے تو کیا کرے؟

۱۲۶۱- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يُونُسَ مَوْلَى عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ يُونُسَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ صَلَّى أَمَامَهُمْ فَقَامَ فِي الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ، فَسَجَّ النَّاسُ فَنَمَّ عَلَى قِيَامِهِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ أَنْ أَنْتَمَّ الصَّلَاةَ، ثُمَّ قَعَدَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ نَسِيَ شَيْئًا مِّنْ صَلَاتِهِ فَلْيَسْجُدْ مِثْلَ هَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ».

۱۲۶۱- حضرت یوسف (اموی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں امام بن کر نماز پڑھائی۔ وہ نماز میں (ایک مقام پر) کھڑے ہو گئے جبکہ انھیں بیٹھنا چاہیے تھا۔ لوگوں نے [سُبْحَانَ اللَّهِ] کہا لیکن وہ کھڑے رہے۔ پھر انھوں نے نماز پوری کرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔ پھر منبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جو شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھول جائے تو وہ ان دو سجدوں کی طرح سجدے کرے۔“

☀ فائدہ: یہ سہو دو گفتوں کے بعد تشہد بھولنے کا سہو تھا۔ اس میں یہی طریقہ ہے کہ اگر امام کھڑا ہو جائے تو [سُبْحَانَ اللَّهِ] سننے کے باوجود واپس نہ بیٹھے بلکہ نماز جاری رکھے۔ آخر میں سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کرے۔ ہر سہو میں ایسے نہیں ہوتا۔ جیسا کہ پیچھے وضاحت ہو چکی ہے۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ التَّكْبِيرِ فِي سَجْدَتَيْ السَّهْوِ - (التحفة ۴۸۱)

باب: ۲۸- سجدہ سہو میں بھی تکبیرات کہنا

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۶۲- حضرت عبداللہ ابن بھینہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی دو رکعتوں کے بعد (بیٹھے کی بجائے) سیدھے کھڑے ہو گئے۔ پھر (توجہ دلانے پر بھی) واپس نہ بیٹھے۔ جب نماز پوری فرمائی تو سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کیے۔ ہر سجدے میں اللہ اکبر کہتے تھے۔ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدے کیے۔ یہ اس تعدے کی جگہ تھے جو آپ بھول گئے تھے۔

۱۲۶۲- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٍو وَيُونُسُ وَاللِّثُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فِي الثَّلَاثِينَ مِنَ الظُّهْرِ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ كَبَّرَ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلَّمَ، وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَبِيٍّ مِنَ الْجُلُوسِ.

باب: ۲۹- جس رکعت پر نماز ختم ہوتی ہے اس میں تشہد بیٹھے کا طریقہ

(المعجم ۲۹) - بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الرَّكْعَةِ الَّتِي يَقْضِي فِيهَا الصَّلَاةَ (التحفة ۴۸۲)

۱۲۶۳- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ان دو رکعتوں کے بعد جن پر نماز ختم ہوتی ہے (تشہد میں بیٹھتے وقت) اپنا بایاں پاؤں دائیں طرف (پٹنڈی کے نیچے سے) باہر نکال لیتے اور سرین پر (زور دے کر) بیٹھے، پھر سلام پھیرتے۔

۱۲۶۳- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيِّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ بَنْدَارٌ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنُ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَنْقُضِي فِيهِمَا الصَّلَاةَ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَى شِقْوِهِ مُتَوَرِّكًا ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۳- کتاب السہو

فائدہ: اس طریقے سے بیٹھے کو شرعی اصطلاح میں تَوَرُّكُ کہتے ہیں، یعنی پاؤں پر بیٹھنے کی بجائے براہ راست نیچے بیٹھے اور بایاں پاؤں دائیں طرف نکال لے۔ سلام والے تشہد میں تَوَرُّكُ سنت ہے جیسا کہ اس روایت میں صراحت ہے مگر احناف اسے نبی ﷺ کے بڑھاپے پر محمول کرتے ہیں لیکن اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔ نبی ﷺ کے تورک کرنے کو بڑھاپے کی حالت پر محمول کرنے والے حضرات سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیا چوتھی صدی سے لے کر آج تک آپ کا کوئی بزرگ اس قدر بوڑھا نہیں ہوا کہ اسے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح تورک کرنا پڑے؟ اگر یہ وجہ ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہم سے زیادہ اس بات کا ادراک فرماتے۔ تعجب کی بات ہے یہ حدیث دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں بیان کی گئی۔ ان میں سے کسی نے یہ توجیہ نہیں کی مگر بعد والے ان کی غلطیاں نکال رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ البتہ اگر جماعت کی صورت میں جگہ تنگ ہو اور تورک سے دوسرے نمازیوں کو مشکل پیش آتی ہو تو نہ کرنے کی بھی گنجائش ہے لیکن عام حالات میں یہی سنت ہے۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ کی روایت بہت مفصل ہے۔ کسی مبہم روایت کی وجہ سے اسے چھوڑا نہیں جاسکتا۔

۱۲۶۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا جَلَسَ ضَجَعَ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى وَيَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى، وَعَقَدَ ثُنْتَيْنِ الْوُسْطَى وَالْإِبْهَامَ وَأَشَارَ.

۱۲۶۳- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب نماز شروع فرماتے، جب رکوع فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے۔ اور آپ جب بیٹھے تو بائیں پاؤں کو بچھاتے اور دایاں کھڑا کرتے اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے حلقہ بناتے اور (آگشت شہادت سے) اشارہ فرماتے۔

فائدہ: اس روایت میں بیٹھنے کا عام طریقہ بیان کیا گیا ہے مگر اوپر والی روایت میں سلام والے تشہد میں بیٹھنے کا مخصوص طریقہ بیان کیا گیا ہے اور یہ اصول ہے کہ مفصل روایت پر عمل کیا جاتا ہے اور مبہم کو مفصل پر محمول کیا جاتا ہے۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ مَوْضِعِ الذَّرَاعَتَيْنِ (باب ۳۰: تشہد میں) بازو کہاں

رکھے جائیں؟

(التحفة ۴۸۳)

۱۳- کتاب السہو۔ آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۶۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَيْمُونِ الرَّقِّي قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْفَرَّيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ ذِرَاعَهُ عَلَى فَخْذَيْهِ وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ يَدْعُو بِهَا.

۱۲۶۵- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ نماز میں بیٹھے اور اپنا بائیں پاؤں بچھایا اور اپنے دونوں بازو اپنی رانوں پر رکھے اور تشہد پڑھتے وقت انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

🌞 فائدہ: قرآن سے یہ پہلا تشہد معلوم ہوتا ہے۔ اشارے وغیرہ کی کیفیت کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث:

-۱۱۲۲/۸۹۰-

(المعجم ۳۱) - مَوْضِعُ الْمِرْقَتَيْنِ (باب: ۳۱- تشہد میں) کہنیاں کہاں رکھی جائیں؟ (التحفة ۴۸۴)

۱۲۶۶- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمَفْضَلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَا أَذُنَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا سَجَدَ

۱۲۶۶- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ واللہ! میں اللہ کے رسول ﷺ کی نماز کو بغور دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے قبلے کی طرف منہ فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ وہ کانوں کے برابر ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑ لیا۔ جب آپ نے رکوع کا ارادہ فرمایا تو انھیں پھر اسی طرح اٹھایا اور اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے چنانچہ جب رکوع سے سر اٹھایا تو دونوں ہاتھ پھر اسی طرح اٹھائے پھر جب سجدہ کیا تو اپنا

۱۳۔ کتاب السہو..... آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

سراپنے ہاتھوں کے ساتھ رفع الیدین والی کیفیت میں رکھا۔ (جہاں تک ہاتھ اٹھائے تھے وہیں تک ہاتھ بعدے میں سر کے قریب رہے) پھر آپ بیٹھ گئے اور اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور دائیں کہنی کا کنارہ اپنی دائیں ران پر رکھا۔ دو (چھنگلی اور اس کے ساتھ والی) انگلیاں بند کیں اور انگوٹھے اور درمیاں انگلی سے حلقہ بنایا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

وَضَعَ رَأْسَهُ بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ يَدَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَأَفْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى، وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ بِنَتْنَيْنِ وَحَلَّقَ وَرَأْيَتَهُ يَقُولُ: هَكَذَا، وَأَشَارَ بِشُرِّ السَّبَّابَةِ مِنَ الْيُمْنَى وَحَلَّقَ الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى.

🌞 فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۸۹۰۔

باب: ۳۲۔ (تشہد میں) ہتھیلیاں کہاں رکھی جائیں؟

(المعجم ۳۲) - بَابُ مَوْضِعِ الْكَفَّيْنِ (التحفة ۴۸۵)

۱۲۶۷۔ حضرت علی بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس نماز پڑھی۔ میں کنکریوں کو الٹ پلٹ کرنے لگا تو مجھے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: کنکریوں کو نہ چھیڑو کیونکہ کنکریوں سے کھیلنا شیطانی فعل ہے بلکہ اس طرح کرو جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا۔ میں نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کیسے کرتے دیکھا ہے؟ فرمایا: ایسے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا دایاں پاؤں کھڑا کیا اور بائیں کو بچھایا اور اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور آپ نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔

۱۲۶۷۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُسْلِمٍ بْنِ أَبِي مَرْزَمٍ - شَيْخٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - ثُمَّ لَقِيتُ الشَّيْخَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَلَّبْتُ الْحَصَى فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ: لَا تَقْلِبِ الْحَصَى، فَإِنَّ تَقْلِيبَ الْحَصَى مِنَ الشَّيْطَانِ وَافْعَلْ كَمَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ قُلْتُ: وَكَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ؟ قَالَ: هَكَذَا، وَنَصَبَ الْيُمْنَى وَأَضْجَعَ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

۱۳- کتاب السہو..... آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۳۳) - بَابُ قَبْضِ الْأَصَابِعِ مِنَ
الْيَدِ الْيُمْنَى دُونَ السَّبَابَةِ (التحفة ۴۸۶)
باب: ۳۳- انگشت شہادت کے علاوہ
دائیں ہاتھ کی انگلیاں بند کرنا

۱۲۶۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْزَمٍ، عَنْ عَلِيٍّ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَأَنَا
أَعْبَثُ بِالْحَضَى فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ
نَهَانِي وَقَالَ: اِضْغَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ يَضْغَعُ، قُلْتُ: وَكَيْفَ كَانَ يَضْغَعُ؟
قَالَ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ
الْيُمْنَى عَلَى فَخْذِهِ وَقَبَضَ يَغْنِي أَصَابِعَهُ
كُلَّهَا، وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ
وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى.

۱۲۶۸- حضرت علی بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں
کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز کے دوران میں
نکتر پوس سے کھینچے دیکھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے
تو انھوں نے مجھے روکا اور فرمایا: اس طرح کرو جیسے
رسول اللہ ﷺ کرتے تھے میں نے کہا آپ کیسے کرتے
تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ جب نماز میں بیٹھے تو اپنی
دائیں ہتھیلی کو (دائیں) ران پر رکھتے اور اپنی تمام انگلیاں
بندر کر لیتے اور اس انگلی سے اشارہ فرماتے جو انگوٹھے کے
ساتھ ملتی ہے اور اپنا بائیں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے۔

🌞 فائدہ: دائیں ہاتھ کو رکھنے کا ایک یہ بھی انداز ہے کہ سب انگلیاں بند کر لی جائیں اور انگوٹھے کا سرا شہادت
والی انگلی کی جڑ میں رکھا جائے صرف شہادت والی انگلی کھلی رکھی جائے۔

(المعجم ۳۴) - بَابُ قَبْضِ الشُّنْتَيْنِ مِنَ
أَصَابِعِ الْيَدِ الْيُمْنَى وَعَقْدِ الْوُسْطَى
وَالْإِبْهَامِ مِنْهَا (التحفة ۴۸۷)

۱۲۶۹- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَائِدَةَ
قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ قَالَ:
حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ قَالَ: قُلْتُ
لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ

۱۲۶۹- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں ضرور اللہ کے
رسول ﷺ کی نماز کو بغور دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز
پڑھتے ہیں۔ میں نے غور سے دیکھا..... پھر انھوں نے
بیان کیا کہ..... پھر آپ بیٹھے اور اپنا بائیں پاؤں بچھایا

۱۳- کتاب السہو

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

يُصَلِّي، فَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَوْصَفَ قَالَ: ثُمَّ قَعَدَ
وَأَفْتَرَسَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ كَفَّهُ
الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ وَرُكْبَتَيْهِ الْيُسْرَى وَجَعَلَ
حَدَّ مِرْقَاقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ
قَبَضَ اثْنَتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ وَحَلَقَ حَلَقَةً، ثُمَّ
رَفَعَ أَصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا.
مُخْتَصَرٌ.

اور اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھی اور اپنی
دائیں کہنی کا کنارہ اپنی دائیں ران پر رکھا۔ پھر (اپنے
دائیں ہاتھ کی) دو انگلیاں بند کیں اور (درمیانی انگلی اور
انگوٹھے سے) حلقہ بنایا۔ پھر اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا۔
میں نے آپ کو دیکھا آپ اسے حرکت دیتے تھے اور اس
کے ساتھ دعا کرتے تھے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

🌞 فائدہ: انگلی کو حرکت دینے کے بارے میں تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے حدیث: ۸۹۰ کے
فوائد و مسائل۔

باب: ۳۵- ہایاں ہاتھ گھٹنے پر کھول
کر رکھا جائے

(المعجم ۳۵) - بَابُ بَسْطِ الْيُسْرَى عَلَى
الرُّكْبَةِ. (التحفة ۴۸۸)

۱۲۷۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ
وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ أَصْبَعَهُ الَّتِي
تَلِي الْإِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا، وَيَدُّهُ الْيُسْرَى عَلَى
رُكْبَتَيْهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا.

۱۲۷۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھے تو اپنے دونوں ہاتھ
اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی
اٹھاتے اور اس کے ساتھ دعا کرتے اور بائیں ہاتھ کو
کھول کر گھٹنے پر رکھتے۔

🌞 فائدہ: بعض روایات میں ران پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے اور بعض میں گھٹنے پر۔ تطبیق یوں ممکن ہے کہ ہتھیلی ران پر
ہو اور انگلیاں گھٹنے پر۔ بعض روایات میں یہ طریقہ صراحتاً بھی منقول ہے۔ جیسا کہ حدیث: ۱۲۶۹ میں ہے۔
اگرچہ ران والی روایات کا لحاظ رکھتے ہوئے بعض حضرات نے پورا ہاتھ ران پر رکھنا بھی جائز قرار دیا ہے مگر
اولیٰ یہی ہے کہ سب روایات پر عمل کیا جائے۔

۱۳- کتاب السہو - آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۷۱- أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ
جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَجَلَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ
يُشِيرُ بِأَصْبُعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا، قَالَ
ابْنُ جُرَيْجٍ، وَزَادَ عَمْرُو قَالَ: أَخْبَرَنِي
عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ
رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَذْعُو كَذَلِكَ، وَيَتَحَامَلُ
بِيَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى.

۱۲۷۱- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
کہ نبی ﷺ جب دعا کرتے (تشہد پڑھتے) تو اپنی انگلی
سے اشارہ کرتے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔ دوسری
روایت میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے کہ
انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ اسی طرح دعا کرتے
تھے اور آپ اپنا بایاں ہاتھ (کھول کر) اپنی بائیں ٹانگ
پر رکھتے تھے اور اس پر بوجھ ڈالتے تھے۔

🌞 فائدہ: [وَلَا يُحَرِّكُهَا] ”اور اسے حرکت نہ دیتے تھے“ کے اضافے کے ساتھ یہ روایت شاذ ہے۔ شیخ
البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند حسن ہے لیکن [وَلَا يُحَرِّكُهَا] کا اضافہ شاذ ہے۔ اسے ابن عجلان
سے بیان کرنے میں زیاد بن سعد متفقہ ہے۔ اور ثقات کی ایک جماعت نے اس کی مخالفت کی ہے وہ اس طرح
کہ جب انھوں نے ابن عجلان سے یہ حدیث بیان کی ہے تو اس اضافے کے بغیر نقل کی ہے اور ابن عجلان کی دو
ثقات نے متابعت کی ہے۔ انھوں نے بھی عامر بن عبداللہ سے اس زیادتی کے بغیر یہ روایت بیان کی ہے اس
لیے ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اس کی صحت محل نظر ہے۔“ مزید برآں یہ کہ اس اضافے کی مخالفت واکل بن حجر
رحمہ اللہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلی اٹھائی۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ
آپ اسے حرکت دے رہے تھے اور اس کے ساتھ دعا کرتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن أبي
داود (مفصل) للآلباني، حدیث: ۱۷۵۵) الغرض مذکورہ زیادتی ضعیف اور شاذ ہے جبکہ باقی حدیث درجہ قبول
کو پہنچتی ہے۔ اگرچہ محقق کتاب نے پوری روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۳۶) - بَابُ الْإِشَارَةِ بِالْأَصْبَعِ
فِي التَّشْهِيدِ (التحفة ۴۸۹)
باب: ۳۶- تشہد میں انگشت شہادت
سے اشارہ کرنا

۱۳- کتاب السہو آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۷۲- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمُؤَصِّلِيُّ عَنِ الْمُعَافِيِّ، عَنْ عَصَامِ بْنِ قَدَامَةَ، عَنْ مَالِكٍ، - وَهُوَ ابْنُ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيُّ - عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى فِي الصَّلَاةِ وَيُسَبِّحُ بِأُصْبُعِهِ.

۱۲۷۳- حضرت نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوران نماز میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھے ہوئے دیکھا۔ آپ اپنی انگلی سے اشارہ فرما رہے تھے۔

فائدہ: تشہد پہلا ہوا آخری اس میں دایاں ہاتھ شروع ہی سے اس طرح رکھا جاتا ہے کہ تین انگلیاں اور انگوٹھا بند اور انگشت شہادت کھلی ہوتی ہے۔ اور یہ کیفیت تکبیر یا سلام تک قائم رہتی ہے۔ انگشت شہادت کو شروع تشہد سے آخر تک بغیر خم کے اشارے کے انداز میں سیدھا کھڑا بھی کر سکتے ہیں اور مسلسل حرکت بھی دے سکتے ہیں۔ دونوں طریقے جائز اور ثابت ہیں۔ بلکہ حرکت الگ چیز ہے اور اشارہ الگ، لہذا اکثر اشارہ (کیونکہ زیادہ روایات میں اشارے کا ذکر ہے) اور کبھی بکھار مسلسل حرکت دے لینی چاہیے جیسا کہ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۸۹۰ کے فوائد و مسائل۔

(المعجم ۳۸) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِأُصْبُعَيْنِ وَبِأَيِّ أُصْبَعٍ يُسَبِّحُ (التحفة ۴۹۰)

باب ۳۷- دوا انگلیوں سے اشارہ کرنے کی ممانعت، نیز کس انگلی سے

اشارہ کیا جائے؟

۱۲۷۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجَلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَذْغُو بِأُصْبُعَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَحْذَ أَحْذَ».

۱۲۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ایک آدمی اپنی دوا انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک انگلی سے اشارہ کر۔ ایک انگلی سے اشارہ کر۔“

فائدہ: دوا انگلیوں سے اشارہ یا تو دائیں ہاتھ ہی کی دوا انگلیوں سے ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں ہاتھوں کی

۱۲۷۲- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الإشارة في التشهد، ح: ۹۹۱ من حديث عصام بن قدامة، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۹۴، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

۱۲۷۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب [إن الله حيي كريم...، ح: ۳۵۵۷ عن منحن بن بشار، وقال: "حسن صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۱۱۹۵، وصححه الحاكم، والذهبي. * ابن عجلان

۱۳- کتاب السہو

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

السَّابَّةُ، قَدْ أَخْنَاهَا شَيْئًا وَهُوَ يَذْعُو.

🌞 فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کو سنداً حسن کہا ہے جبکہ دیگر محققین نے [قَدْ أَخْنَاهَا شَيْئًا] کے علاوہ باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کو منکر کہا ہے اور موسوعۃ الحدیثیہ کے محققین نے ان الفاظ کے علاوہ باقی روایت کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ ہنا بریں مذکورہ روایت ان الفاظ کے علاوہ قابل عمل ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن أبي داود (مفصل): ۳۷۱/۹، رقم: ۱۷۶۱، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۵/۳۰۰-۲۰۱، رقم: ۱۵۸۶۶)

باب: ۳۹- اشارے کے وقت نظر

(المعجم ۳۹) - مَوْضِعُ الْبَصَرِ عِنْدَ

کس جگہ ہونی چاہیے؟ اور کیا انگلی کو

الْإِشَارَةُ وَتَحْرِيكُ السَّابَّةِ (التحفة ۴۹۲)

حرکت دی جائے گی؟

۱۲۷۶- حضرت عبداللہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت

۱۲۷۶- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھے تو اپنی بائیں ہتھیلی اپنی بائیں ران پر رکھتے اور (دائیں ہاتھ کی) انگشت شہادت سے اشارہ فرماتے۔ آپ کی نظر اشارے سے آگے نہیں جاتی تھی۔

قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ هَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِالسَّابَّةِ لَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① دوسری روایات جن کے مطابق نظر سجدہ گاہ میں رہنی چاہیے وہ قیام و رکوع کے بارے

میں ہیں اور یہ روایت تشہد کے بارے میں ہے لہذا ان میں کوئی تعارض نہیں یعنی دوایں قیام و رکوع نظر سجدہ گاہ میں ہونی چاہیے اور دوران تشہد اشارے پر۔ ② اشارے اور حرکت کی بحث حدیث ۸۹۰ میں گزر چکی ہے۔

باب: ۴۰- نماز میں دعا کے وقت آسان

(المعجم ۴۰) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ

کی طرف نظر اٹھانے کی ممانعت

الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي

الصَّلَاةِ (التحفة ۴۹۳)

۱۲۷۷- حضرت ابوہریرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے

۱۲۷۷- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ نماز کے دوران میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نظریں اٹھانے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔“

۱۳- کتاب السہو ... السَّرْحُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَيْتَنِي هَيَّئَ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصَارُهُمْ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى السَّمَاءِ أَوْ لَتُحْطَفْنَ أَبْصَارُهُمْ».

🌞 فائدہ: فوائد و مسائل کے لیے دیکھیے احادیث: ۱۱۹۳، ۱۱۹۵۔

باب: ۳۱- (نماز میں) تشہد واجب

(المعجم ۴۱) - بَابُ إِيْجَابِ التَّشَهُّدِ

(فرض) ہے

(التحفة ۴۹۴)

۱۲۷۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ تشہد فرض ہونے سے پہلے ہم کہا کرتے تھے: [السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَ ميکائیل] ”اللہ پر سلام ہو۔ جبریل و میکائیل پر سلام ہو“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے نہ کہو کیونکہ اللہ عزوجل خود سلام ہے لیکن یوں کہو: اَلتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَرَسُولُهُ“ ”تمام آداب (یا قولی عبادات) اور تمام دعائیں اور نمازیں (یا بدنی عبادات) اور پاکیزہ کلمات (یا مالی عبادات) اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔“

۱۲۷۸- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - أَبُو عُبَيْدِ اللَّهِ الْمَخْزُومِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٌ عَنْ شَقِيقِ ابْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ التَّشَهُّدُ: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَ ميکائیل، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقُولُوا هَكَذَا، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ السَّلَامُ، وَلَكِنْ قُولُوا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

۱۳- کتاب السہو -

🌞 فائدہ: مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۱۰۶۵۔

باب ۴۲- تشہد قرآن مجید کی سورت

(المعجم ۴۲) - تَعْلِيمُ التَّشْهَدِ كَتَعْلِيمِ

کی طرح سکھایا جائے

السُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ (التحفة ۴۹۵)

۱۲۷۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا

طرح قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشْهَدَ

كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ.

🌞 فائدہ: معین اور مسنون اوراد و وظائف میں حتی الامکان کی پیشی اور تہذیبی سے اجتناب کرنا چاہیے حتی کہ

لفظ ”نبی“ کی جگہ لفظ ”رسول“ بھی نہ کہا جائے۔ قرآن مجید کی طرح تعلیم دینے کا یہی مطلب ہے۔ اسی طرح

اذان اور اذعیر مسنونہ بعین پڑھنی چاہئیں ورنہ تحریف کا الزام آئے گا، البتہ مطلق دعائیں اپنی پسند کے مطابق

کی جاسکتی ہیں اگرچہ قرآن و حدیث میں منقول دعائیں بہر حال جامع مبارک اور بہتر ہیں۔

باب ۴۳- تشہد کیسے پڑھا جائے؟

(المعجم ۴۳) - بَابُ: كَيْفَ التَّشْهَدُ

(التحفة ۴۹۶)

۱۲۸۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت

۱۲۸۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ خود

الْفَضِيلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَّاضٍ - عَنْ

السلام ہے (لہذا السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ نہ کہو بلکہ) جب تم

الْأَعْمَشِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:

میں سے کوئی (قعدے میں) بیٹھے تو یوں کہے: التَّحِيَّاتُ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ

لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ» تمام آداب

السَّلَامِ، فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ:

سب دعائیں اور سارے پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ کے لیے

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ،

ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکات

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ

۱۳۔ کتاب السہو — آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

وَبَرَّكَاتُهُ، أَلَسَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لَيَنْخَبِرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ.

نازل ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ پھر اس کے بعد وہ اپنی پسند کے مطابق دعا کرے۔“

☀ فائدہ: تشہد کی بحث کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۱۷۶۔

(المعجم ۴۴) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ (التحفة ۴۹۷)

باب: ۴۴۔ ایک اور قسم کا تشہد

۱۲۸۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا، ہمیں ہمارے طریقے سکھائے اور ہمارے لیے ہماری نماز بیان فرمائی اور فرمایا: ”جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفیں سیدھی کرو۔ پھر تم میں سے کوئی شخص تمہارا امام بنے۔ جب بھی وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے تو تم آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔ پھر جب وہ اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع کو جاتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ سبقت اس سبقت کے مقابلے میں ہے۔ اور جب وہ [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ] کہے تو تم [رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ] کہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی بات سنتا ہے جو اس کی حمد کرے۔ پھر جب وہ

۱۲۸۱۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ جَطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ الْأَشْعَرِيَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَطَبَنَا فَعَلَمْنَا سُنَّتَنَا وَبَيَّنَّ لَنَا صَلَاتَنَا. فَقَالَ: «إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاِقِمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيُؤَمِّكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ: وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا: آمِينَ يُجِبُكُمُ اللَّهُ، ثُمَّ إِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ» قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «قِتْلِكَ يِتْلِكَ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اَللَّهُمَّ! رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ،

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور سجدہ کرو۔ امام تم سے پہلے سجدے کو جاتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ سبقت اس سبقت کے مقابلے میں ہے۔ (تمہارے اور امام کے سجدے کی مقدار میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔) اور جب امام قعدے میں بیٹھے تو تمہیں یوں کہنا چاہیے: [التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ”تمام آداب پاکیزہ کلمات اور دعائیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔“

باب ۴۵: ایک اور قسم کا تشہد

۱۲۸۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں اس طرح تشہد سکھاتے تھے جیسے ہمیں قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے: بِسْمِ اللَّهِ وَ بِاللَّهِ التَّحِيَّاتُ وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ ”اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ۔ تمام آداب دعائیں اور پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام رحمت اور برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام

۱۳- کتاب السہو

فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ إِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبَّرُوا وَاسْجُدُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «فَتِلْكَ بَيْتُكَ، وَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقُعُودَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ قَوْلِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ».

(المعجم ۴۵) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ التَّشْهُدِ

(التحفة ۴۹۸)

۱۲۸۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّمُنُ بْنُ نَابِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشْهَدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: «بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ، اَلتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى

۱۳۔ کتاب السہو۔ آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

عِبَادَ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ»۔
نیک بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ چاہتا ہوں۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ أَيَمَنُ بْنُ نَابِلٍ عَلَى هَذِهِ الرِّوَايَةِ، وَأَيَمَنُ عِنْدَنَا لَا بَأْسَ بِهِ، وَالْحَدِيثُ خَطَأٌ وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ۔
امام ابو عبد الرحمن نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی دوسرے راوی نے اس روایت میں ایمن بن نابل کی موافقت کی ہو۔ ایمن ہمارے نزدیک معتبر راوی ہے، لیکن یہ روایت درست نہیں۔ اور توفیق اللہ تعالیٰ کی مدد ہی سے ملتی ہے۔

🌞 فائدہ: اس روایت میں تشہد کے آغاز میں [بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ] کا اضافہ ہے جو کسی اور راوی نے بیان نہیں کیا۔ اسی طرح آخر میں جنت و جہنم والے جملے بھی صرف اسی روایت میں ہیں اور کوئی راوی اس میں موافقت نہیں کرتا لہذا یہ اضافہ غریب اور شاذ ہیں اس لیے معتبر نہیں، اگرچہ ایمن بن نابل ثقہ راوی ہے۔ ثقہ راوی کی روایت بھی اسی وقت معتبر ہوگی جب وہ کثیر ثقات یا اپنے سے اوثق (زیادہ ثقہ) راوی کے خلاف نہ ہو۔ بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔ (دیکھیے بیہدہ بی حدیث نمبر ۱۷۶۷ میں)

(المعجم ۴۶) - بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۴۹۹)

۱۲۸۳۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْوَرَّاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَادَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:

۱۲۸۳۔ [استادہ صحیح] أخرجه أحمد: ۱/ ۵۰۲ عن معاذ بن معاذ به، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۰۵، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۲۳۹۲. * سفیان الثوری، صححہ بالسماع عند اسماعیل القاضی۔ فضل الصلاة على النبي

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

۱۳- کتاب السہو

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز میں آپ پر سلام پڑھنا فرض ہے، آگے پیچھے بھی آپ پر سلام پڑھنا ایک بہت بڑی فضیلت ہے اور یہی مرتبہ آپ پر صلاۃ (درود) کا ہے کیونکہ یہ قرآنی حکم ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الأحزاب: ۵۶: ۳۳) صلی اللہ علیہ وسلم. ② نبی اکرم ﷺ پر درود کے علاوہ اکیلا سلام پڑھنا بھی درست ہے، یعنی اگر کوئی شخص صلی اللہ علیہ یا علیہ السلام اکیلا اکیلا کہہ دے تو جائز ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے سلام پڑھنے کی ترغیب ہے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے نبی اکرم ﷺ کا بلند مرتبہ اور عزت و عظمت واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ جو آپ پر سلام پڑھے، فرشتے اس کا سلام آپ تک پہنچائیں۔ ⑤ اس شخص کی فضیلت بھی اس سے ثابت ہوتی ہے جو آپ ﷺ پر سلام پڑھتا ہے اور اس کا سلام نبی اکرم ﷺ تک پہنچایا جاتا ہے، پھر آپ ﷺ بنفس نفیس اس کا جواب دیتے ہیں جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مجھے سلام کہتا ہے اللہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“ (سنن ابی داؤد، المناسک، حدیث: ۲۰۴۱) یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ ”روح لوٹانے“ کی کئی ایک تاویلات کی گئی ہیں مگر اول و آخر یہی ہے کہ یہ عالم برزخ کا معاملہ ہے اسے دنیا کی زندگی پر قیاس کرنا درست نہیں، علاوہ ازیں یہ تشابہات میں سے ہے۔ ہم کوئی طہیمان بخش تفصیل و توجیہ کرنے سے قاصر ہیں۔ واللہ اعلم.

باب: ۴۷- نبی ﷺ پر سلام پڑھنے

(المعجم ۴۷) - فَضْلُ التَّسْلِيمِ عَلَى

کی فضیلت

النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۵۰۰)

۱۲۸۴- حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول

۱۲۸۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ

اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے جب کہ آپ کے چہرہ انور پر سرور و جھلک رہا تھا۔ ہم نے کہا: ہم آپ کے چہرہ اقدس پر خوشی کے آثار دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے کہا:

الْكُؤْسُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ زَمَنَ الْحَجَّاجِ فَحَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

۱۳- کتاب السہو

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

”اے محمد! تحقیق آپ کا رب تعالیٰ فرماتا ہے: کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ جو شخص بھی آپ پر درود پڑھے گا میں اس پر دس دفعہ رحمت کروں گا؟ اور جو بھی آپ پر سلام کہے گا میں اس پر دس بار سلام نازل کروں گا۔“

طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبَشُرُ فِي وَجْهِهِ، فَقُلْنَا: إِنَّا لَنَرَى الْبُشْرَى فِي وَجْهِكَ، فَقَالَ: «إِنَّهُ أَتَانِي الْمَلَكُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ: أَمَّا يُرْضِيكَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ أَحَدٌ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

☀️ فوائد و مسائل: ① اللہ! اللہ! کس قدر رضیلت ہے نبی پاک ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کی کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر اس بندے پر اپنی شان کے مطابق دس رحمتیں اور دس بار سلام نازل فرماتا ہے۔ نبی ﷺ کی رضامندی اور شفاعت مستزاد ہے۔ درود سے مراد نبی کامل کے لیے رحمت کی دعا کرنا اور سلام سے مراد آپ پر سلامتی کی دعا کرنا ہے۔ خصوصی مرتبے کی وجہ سے مخصوص نام درود و سلام رکھ دیا گیا۔ یہ دعائیں بھی نتیجتاً اپنے لیے ہی ہیں کیونکہ آپ کے لیے دعا و راسل امت کے لیے ہے۔ امت کی شان بڑھے گی..... ﷺ..... ② اس حدیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے اس امت پر عظیم احسان کا تذکرہ ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ نبی ﷺ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور جو ایک مرتبہ آپ پر سلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہے۔ ③ اللہ کا انعام اور فضل پاکر خوش ہونا چاہیے اور چہرے پر خوشی کے واضح آثار نظر آنے چاہئیں۔

(المعجم ۴۸) - بَابُ التَّحْمِيدِ وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ (التحفة ۵۰۱)

باب: ۳۸- نماز میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرنا اور نبی ﷺ پر درود پڑھنا

۱۲۸۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ أَبِي هَانِيءٍ، أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْجَنْبِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَ بْنَ عُبَيْدٍ يَقُولُ: سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا ۱۲۸۵- حضرت فضالہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں دعا کرتے بنا جس نے نہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور نہ نبی ﷺ پر درود پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے نمازی! تو نے

۱۳۔ کتاب السہو۔ آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

يَذْعُو فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَمَجِّدِ اللَّهَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَجَلْتُ أَيْهَا الْمُصَلِّي» ثُمَّ عَلَّمَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَسَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي فَمَجَّدَ اللَّهَ وَحَمِدَهُ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَدْعُ تُجِبْ، وَاسْأَلْ تُعْطَ».

جلدی کی ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دعا کا طریقہ سکھایا پھر آپ نے ایک آدمی کو دعا کرتے ہوئے سنا، اس نے پہلے اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور تعریف بیان کی، پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اب تو دعا کر قبول ہوگی اور مانگ تجھے دیا جائے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنے پر توبہ امت کا اتفاق ہے، البتہ وجوب و استحباب میں اختلاف ہے۔ محدثین (عمومی طور پر) نماز میں درود کو واجب سمجھتے ہیں کیونکہ صلاۃ کا ساتھی سلام سب کے نزدیک واجب ہے تو درود بھی واجب ہوگا کیونکہ دونوں کا حکم اکٹھا ہے۔ ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الأحزاب ۵۶: ۳۳) نیز آپ نے اسے تشہد کی طرح سکھلایا ہے جیسے کہ اگلی روایت میں صراحت ہے: [أَمَرَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ] نیز مطلقاً صلاۃ و سلام تو سب کے نزدیک فرض ہے کیونکہ یہ قرآنی حکم ہے۔ نماز کے علاوہ اس فرض کے لیے کون سا موقع مناسب ہوگا؟ احناف اور کچھ ممالک اسے فرض اور واجب نہیں سمجھتے۔ یہ موقف مرجوح ہے۔ احتیاط پہلے مسلک ہی میں ہے کہ اسے کسی حال میں چھوڑا نہ جائے۔ ② نماز کے علاوہ عام دعا میں بھی پہلے حمد و ثنا کی جائے پھر درود پڑھا جائے اور پھر دعا کی جائے۔ ③ مذکورہ آیت قرآنی ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ﴾ کے عموم سے علماء کے ایک گروہ نے یہ بھی استدلال کیا ہے کہ تشہد اول میں بھی درود شریف پڑھا جائے اور سنن نسائی کی ایک روایت میں بھی نفلی نماز کے تشہد اول میں نبی ﷺ سے درود پڑھنے کا ثبوت موجود ہے۔ (سنن النسائي مع التعليقات السلفية، قيام الليل، كيف الوتر يتسبح، حديث: ۱۷۲۱/ ۲۰۲۱۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ”احسن البیان“ مطبوعہ الرياض، سعودی عرب، سورة الاحزاب ۵۶: ۳۳ کے ذیل میں) ④ نماز میں دعا کرنا مشروع ہے۔ ⑤ دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنا اور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا قبولیت دعا کے اسباب میں سے ہے لہذا دعا کرنے والے کو چاہیے کہ اپنی حاجت برآری کے لیے پہلے اللہ کی حمد بیان کرے پھر نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھے پھر جو چاہے مانگے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا۔ إن شاء الله تعالى.

باب: ۳۹۔ نبی ﷺ پر درود پڑھنے

کا حکم ہے

(المعجم ۴۹)۔ بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عَلَى

النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۵۰۲)

۱۳- کتاب السہو

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۸۶- حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیٹھک میں تشریف لائے۔ بشر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے تنہا کی کہ وہ آپ سے نہ پوچھتے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا: ”تم یوں کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ.....“
 علی آلِ اِبْرٰہِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ، اِنَّكَ حَمِیدٌ مُّجِیدٌ
 ”اے اللہ! محمد ﷺ اور ان کی آل پر خصوصی رحمت فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم ؑ کی آل پر خصوصی رحمت فرمائی۔ اور محمد ﷺ اور آپ کی آل پر برکات نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم ؑ کی آل پر تمام جہانوں میں برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو ہی قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔“ اور سلام اس طرح پڑھو جیسے تمہیں سکھایا گیا ہے۔“

۱۲۸۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجَمَّرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ - الَّذِي أَرَى النَّدَاءَ بِالصَّلَاةِ - أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی آلِ اِبْرٰہِیْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی آلِ اِبْرٰہِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیدٌ مُّجِیدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ».

فوائد و مسائل: ① ”حکم دیا گیا ہے۔“ صحابہ کا آپ سے درود کے بارے میں اس طرح سوال کرنا اور سوال و جواب میں سلام کا حوالہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سوال نماز کے بارے میں تھا کیونکہ سلام تو نماز ہی میں واجب ہے۔ ② آل سے مراد آپ کے مسلم قریبی رشتہ دار یا تبعین، یعنی صحابہ یا کل امت ہے۔ یہ لفظ ان تینوں معانی میں استعمال ہوا ہے۔ ③ درود میں حضرت ابراہیم ؑ کا حوالہ یا تو اس لیے ہے کہ وہ آپ کے جد امجد ہیں یا اس لیے کہ تمام آسمانی مذاہب (اسلام، یہودیت، عیسائیت) انہیں اپنا امام مانتے ہیں۔ ④ آپ نے

۱۳- کتاب السہو

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

جو بھی درود سکھایا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حوالہ ضرور ہے اس لیے جمیع امت کا اتفاق ہے کہ ہر قسم کی نماز میں درود ابراہیمی ہی پڑھا جائے گا۔ نماز کے علاوہ بھی ابراہیمی درود ہی بہتر ہے اگرچہ کوئی اور درود بھی جو حدیث سے ثابت ہو پڑھا جاسکتا ہے۔ ⑤ تمام جہانوں سے مراد دنیا و آخرت دونوں ہیں۔ ⑥ اس حدیث مبارکہ سے نبی ﷺ کے عجز و انکسار اور خصال حمیدہ کا پتہ چلتا ہے آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام کرتے تھے اور ان سے اپنائیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ ⑦ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اگر کوئی شرعی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ اپنی طرف سے شریعت سازی نہیں کرتے تھے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرتے تھے اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ اگر ہمیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو قرآن و سنت سے رہنمائی لیں اپنے اجتہادات اور قیاس آرائیوں کی طرف سبقت نہ کریں۔ ⑧ نبی اکرم ﷺ سے اگر کوئی سائل سوال کرتا اور اس کا جواب ابھی تک اللہ نے آپ کو بتایا نہ ہوتا تو آپ وحی کا انتظار کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم ۵۳: ۳) ”اور وہ (اپنی) خواہش سے نہیں بولتا۔ وہ وحی ہی تو ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔“ ⑨ اس حدیث مبارکہ سے دوسرے انبیاء پر صلاۃ (درود) پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

باب: ۵۰- نبی ﷺ پر درود کیسے

(المعجم ۵۰) - بَابُ: كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَى

پڑھا جائے؟

النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۵۰۳)

۱۲۸۷- حضرت ابوسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے کہا گیا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم آپ پر درود و سلام پڑھیں سلام تو ہم جان چکے ہیں درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ..... عَلَى آلِ اِبْرَاهِيمَ“ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر خصوصی رحمتیں فرما جیسے تو نے آل ابراہیم پر رحمتیں فرمائیں۔ اے اللہ! محمد (ﷺ) پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔“

۱۲۸۷- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمُجِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسْبَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَمْرُنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ وَنُسَلِّمَ أَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ اِبْرَاهِيمَ، اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ كَمَا

۱۳- کتاب السہو آخری تہجد سے متعلق احکام و مسائل
بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ».

(المعجم ۵۱) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ۵۰۴)

باب: ۵۱- ایک اور قسم کا درود

۱۲۸۸- حضرت کعب بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! (تسبیح میں) آپ پر سلام پڑھنا تو ہم جان چکے ہیں، لیکن درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم یوں کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ“ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر رحمتیں نازل فرمائی ہیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

۱۲۸۸- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ ذَكْرِيَّا بْنِ دِينَارٍ مِّنْ كِتَابِهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ».

(راوی) ابن ابی لیلیٰ نے کہا: ہم ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے: ان کے ساتھ ساتھ ہم پر بھی (رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔)

قَالَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى: وَنَحْنُ نَقُولُ: وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث بھی ہمارے استاد گرامی (قاسم بن ذکریا) نے اپنی کتاب سے دیکھ کر بیان کی تھی مگر اس کی سند غلط ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا بِهِ مِنْ كِتَابِهِ وَهَذَا خَطَأً.

 فوائد و مسائل: ① اس غلطی کی وضاحت آئندہ روایت میں آ رہی ہے کہ سلیمان کے استاد عمرو بن مَرْثَہ نہیں بلکہ حکم ہیں جیسا کہ حدیث: ۱۲۸۹ کی سند سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ لطیفہ یہ ہے کہ یہ روایت بھی قاسم بن ذکریا ہی سے ہے۔ گویا انھوں نے ایک دفعہ سلیمان کے استاد کا نام عمرو بن مَرْثَہ بتایا، ایک دفعہ حکم، لیکن پہلی سند غلط ہے دوسری صحیح

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

۱۳- کتاب السہو

ہے کیونکہ اس کی تائید دوسرے راوی بھی کرتے ہیں مثلاً: (دیکھیے حدیث: ۱۲۹۰ کی سند) واللہ اعلم۔ ⑤ یہ آخری الفاظ انھوں نے بطور دعا مزید کہے جن کا اصل حدیث سے کوئی تعلق نہیں، یعنی یہ درود کا حصہ نہیں۔

۱۲۸۹- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ الْحَكِيمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَسَلَامٌ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللَّهُمَّ! صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ»

۱۲۸۹- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام تو ہم جان چکے ہیں لیکن آپ پر درود کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تم کہو: اَللَّهُمَّ! صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ حَمِيدٌ مُجِيدٌ“ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر خصوصی رحمت نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

(راوی) عبدالرحمن نے کہا: ہم یہ بھی کہتے تھے: اور ان کے ساتھ ساتھ ہم پر بھی (رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔)

امام ابو عبد الرحمن (نسائی رحمۃ اللہ علیہ) بیان کرتے ہیں کہ یہ سند پہلی سند کے مقابلے میں زیادہ درست ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ حضرت قاسم کے علاوہ کسی نے اس حدیث میں عمرو بن مڑہ کا ذکر کیا ہو۔ واللہ اعلم۔

۱۲۹۰- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَهَذَا أَوَّلِي بِالصَّوَابِ مِنَ الَّذِي قَبْلَهُ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ فِيهِ عَمَرُو بْنُ مُرَّةٍ غَيْرَ هَذَا، وَاللَّهُ أَغْلَمُ.

۱۲۹۰- حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے انھوں نے

۱۲۸۹- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۱۱، وأخرجه مسلم، ح: ۶۸/۴۰۶ من حديث سليمان الأعمش، والبخاري، ح: ۴۷۹۷ من حديث الحكم به. ۱۲۹۰- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۱۲، وأخرجه البخاري، ح: ۶۳۵۷،

۱۳- کتاب السہو

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

نے کہا کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: میں تجھے تحفہ نہ دوں؟ (اور وہ یہ ہے کہ) ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام پڑھنا تو ہم جان چکے ہیں لیکن آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم کہو: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ“ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر خصوصی رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

باب: ۵۲- ایک اور قسم کا درود

۱۳۹۱- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر درود کیسے پڑھا جائے؟ آپ نے فرمایا: ”تم کہو: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ“ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر خصوصی رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: قَالَ لِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ السَّلَامِ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ! بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی آلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

(المعجم ۵۲) - نَوَافِذُ آخِرُ (التحفة ۵۰۵)

۱۲۹۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُجَمِّعُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَآلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَآلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

۱۳- کتاب السہو

۱۲۹۲- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی (ﷺ) کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ“ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر خصوصی رحمت نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت نازل فرمائی۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اور محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

۱۲۹۳- حضرت موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ (ﷺ) سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: ”مجھ پر درود پڑھو اور خوب کوشش سے دعا کرو اور کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ“ اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آل محمد پر خصوصی رحمتیں نازل فرما۔“

باب: ۵۳- ایک اور قسم کا درود

۱۲۹۴- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

۱۲۹۲- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ».

۱۲۹۳- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ قَالَ: أَنَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «صَلُّوا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ وَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ».

(المعجم ۵۳) - نَوَافِعُ آخَرُ (التحفة ۵۰۶)

۱۲۹۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ

۱۲۹۲- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وأخرجه البزار في البحر الزخار: ۱۵۵/۳، ح: ۹۴۲ عن عبيد الله بن سعد بن إبراهيم، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۱۴.

۱۲۹۳- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/۱۹۹ من حديث عثمان بن حكيم به مختصراً بطرف منه، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۱۵.

۱۲۹۴- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "إن الله وملائكته يصلون على النبي"، ح: ۴۷۹۸، ۶۳۵۸ من

۱۳- کتاب السہو

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

وہ فرماتے ہیں: ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام پڑھنا تو ہم نے جان لیا ہے مگر آپ پر درود کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تم کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ عَلٰی اٰیْرَاهِيْمَ“ [اے اللہ! اپنے بندے اور رسول محمد (ﷺ) پر خصوصی رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (ﷺ) پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم (ﷺ) پر برکت نازل فرمائی۔“

- وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ [الْهَادِ]، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا التَّسْلِيمُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰیْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰیْرَاهِيْمَ».

باب: ۵۴- ایک اور قسم کا درود

(المعجم ۵۴) - نَفْعٌ آخَرُ (التحفة ۵۰۷)

۱۲۹۵- حضرت ابو حمید ساعدی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے

لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ تو رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: ”تم یوں کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ“ [اے اللہ! محمد (ﷺ) آپ کی بیویوں اور آپ کی نسل پر رحمتیں نازل فرما۔“ حارث کی حدیث میں یہ لفظ بھی ہیں: [كَمَا صَلَّيْتَ وَذُرِّيَّتِهِ] [جس طرح تو نے ابراہیم (ﷺ) کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ اور محمد (ﷺ) آپ کی بیویوں اور آپ کی نسل پر برکتیں نازل فرما۔“ یہاں سے پھر دونوں راوی متفق ہیں: [كَمَا بَارَكْتَ حَمِيدٌ مَّحْمِدٌ] [جس طرح تو نے ابراہیم (ﷺ) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

۱۲۹۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ وَالْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ عَمْرِو بْنِ خَزَمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ» - فِي حَدِيثِ الْحَارِثِ - : «كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی آلِ اٰیْرَاهِيْمَ وَبَارَكْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ»، قَالَ جَمِيعًا، «كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی آلِ اٰیْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ

۱۳- کتاب السہو آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل مجید۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ
بِهَذَا الْحَدِيثِ مَرَّتَيْنِ وَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ قَدْ
سَقَطَ عَلَيْهِ مِنْهُ سَطْرٌ.
امام ابو عبد الرحمن نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں
یہ حدیث حضرت قتیبہ نے دو دفعہ بیان فرمائی۔ معلوم
یوں ہوتا ہے کہ ان سے ایک سطر رہ گئی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت میں امام صاحب کے دو استاد ہیں۔ قتیبہ اور حارث بن مسکین۔ قتیبہ کی
روایت میں بعض الفاظ رہ گئے ہیں جو حارث بن مسکین نے بیان کیے ہیں۔ امام صاحب نے اس کی صراحت کی
ہے۔ روایت کے الفاظ پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قتیبہ سے پڑھتے وقت ایک سطر چھوٹ گئی
ہے کیونکہ [اللَّهُمَّ صَلِّ] کے بعد [كَمَا بَارَكْتَ] تو نہیں آ سکتا بلکہ [كَمَا صَلَّيْتَ] ہی آ سکتا ہے۔
② مندرجہ بالا احادیث میں درود کے جو الفاظ بیان کیے گئے ہیں ان میں معمولی لفظی فرق ہے جس کی کوئی
حیثیت نہیں۔ ان میں سے کوئی سے الفاظ بھی پڑھ لیے جائیں، کوئی حرج نہیں البتہ درود ابراہیمی ہو جیسا کہ
روایات سے ظاہر ہے۔

(المعجم ۵۵) - بَابُ الْفَضْلِ فِي الصَّلَاةِ
عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۵۰۸)
باب: ۵۵- نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے
کی فضیلت

۱۲۹۶- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ - يَغْنِي ابْنُ الْمُبَارَكِ -
قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ،
عَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبُشَيْرُ يُرَى
فِي وَجْهِهِ فَقَالَ: «إِنَّهُ جَاءَنِي جِبْرِيلُ ﷺ
فَقَالَ: أَمَا يُرْضِيكَ يَا مُحَمَّدٌ أَنْ لَا يُصَلِّيَ
عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ
عَشْرًا، وَلَا يُسَلِّمَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ
۱۲۹۶- حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن آئے تو آپ کے چہرے پر
خوشی کے آثار نظر آرہے تھے۔ (ہمارے استفسار پر)
آپ نے فرمایا: ”جبریل میرے پاس آئے اور کہنے
لگے: اے محمد! کیا آپ کے لیے یہ بات خوش کن نہیں
ہے کہ آپ کی امت میں سے جو شخص بھی آپ پر درود
پڑھے گا میں اس پر دس بار رحمت اتاروں گا اور آپ کی
امت میں سے جو شخص بھی آپ پر سلام پڑھے گا میں
اس پر دس دفعہ سلام نازل کروں گا۔“

۱۳- کتاب السهو
إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

🌞 فائدہ: دیکھیے حدیث: ۱۲۸۳.

۱۲۹۷- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: ۱۲۹۷- حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے نبی ﷺ
أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ، نے فرمایا: ”جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اس پر دس دفعہ رحمت نازل فرمائے گا۔“
قَالَ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا».

۱۲۹۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ۱۲۹۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود
حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور
أَبِي مَرْثَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اس کی دس غلطیاں معاف کر دی جائیں گی اور اس کے
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ دس درجے بلند کیے جائیں گے۔“
صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ،
وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ».

🌞 فائدہ: اس حدیث میں ساتھ احادیث سے زائد فضیلت اور ثواب کا بیان ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔
اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ پر درود پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ کیوں نہ ہو؟ حَبِيبُ الْحَبِيبِ
حَبِيبٌ. درود پڑھنا عَظُمَ الْقُرْبَانِ ”نیک کاموں میں سب سے عظیم“ ہے اور افضل دعا ہے۔

(المعجم ۵۶) - بَابُ تَخْيِيرِ الدُّعَاءِ بَعْدَ باب: ۵۶- نبی ﷺ پر درود پڑھنے کے
الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (التحفة ۵۰۹) بعد اختیار ہے کہ کوئی (منقول) دعا پڑھ

لی جائے

۱۳- کتاب السہو

۱۲۹۹- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الدَّوْرَقِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ - وَاللَّفْظُ لَهُ -
قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ
الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي
الصَّلَاةِ قُلْنَا: أَلَسَّلَامُ عَلَى اللَّهِ عَنْ عِبَادِ
اللَّهِ، أَلَسَّلَامُ عَلَى فَلَانٍ وَفُلَانٍ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقُولُوا: أَلَسَّلَامُ عَلَى
اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ وَلَكِنْ إِذَا جَلَسَ
أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: أَلْتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ
وَالطَّيِّبَاتُ، أَلَسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَلَسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى
عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذَلِكَ
أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيَسْتَخَيَّرَ مِنَ
الدُّعَاءِ بَعْدَ، أَعَجَبَهُ إِلَهُ يَدْعُو بِهِ».

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

۱۲۹۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (تشہد میں) بیٹھتے تھے تو ہم کہتے تھے: اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر سلام ہو، فلاں پر سلام اور فلاں پر سلام۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم [اَلَسَّلَامُ عَلَى اللَّهِ] نہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے بلکہ جب تم میں سے کوئی شخص (قعدے میں) بیٹھتے تو وہ کہے: [اَلْتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَرَسُولُهُ] ”تمام آداب (قولی عبادات) اور تمام دعائیں (فعلی عبادات) اور تمام اچھے کلمات (مالی عبادات) اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات ہوں۔ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ جب تم یہ الفاظ کہو گے تو یہ سلام اور دعا آسان و زمین میں اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائیں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔“ پھر اس کے بعد (درود پڑھ کر) جو (منقول) دعا اسے زیادہ پسند ہو، منتخب کرے اور پڑھے۔“

فوائد و مسائل: ① اگرچہ حدیث میں مطلق دعا کا ذکر ہے مگر بعض چیزیں خود بخود مفہوم ہوتی ہیں، یعنی دعا

سے پہلے درود پڑھا جائے گا جیسا کہ گزشتہ روایات سے واضح ہے مثلاً: حدیث نمبر ۱۳۸۵۔ اسی طرح دعا سے مراد بھی منقول اور ماثور دعا ہے نہ کہ ہر آدمی اپنی مرضی کے مطابق دعائیں بناتا رہے۔ جب نماز کے ہر رکن کے لیے منقول ذکر ہونا ضروری ہے تو یہاں کیسے غیر منقول دعا مراد ہوگی؟ ویسے بھی اپنی طرف سے بنائی ہوئی دعا کی صحت کا یقین نہیں ہوتا اور نماز میں مشکوک چیز نہیں ہونی چاہیے۔ واللہ اعلم۔ ② درود شریف پڑھنے سے اللہ کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ پر صلاۃ پڑھنے میں بندہ اپنے رب کی موافقت کرتا ہے اگرچہ اللہ کا

۱۳- کتاب السہو _____ آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

آپ پر صلاۃ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ہاں آپ کی تعریف و توصیف کرتا ہے اور ہمارے اور فرشتوں کے صلاۃ پڑھنے سے مراد دعا ہے۔ ① جو بندہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے دس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ دس درجے بلند ہو جاتے ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔ ② جب بندہ اللہ کے حضور دعا مانگتا اور اس سے پہلے درود پڑھتا ہے تو اس کی دعا قبول ہونے کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ ③ درود شریف قیامت والے دن نبی رحمت ﷺ کی شفاعت آپ کی رفاقت اور گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہوگا۔ ④ اس کے نہ پڑھنے سے آدمی قیامت کے دن حسرت اور افسوس کرے گا۔ ⑤ اس کے پڑھنے سے فاقوں اور مصیبتوں سے نجات ملتی ہے۔ ⑥ اس کے پڑھنے سے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے۔ ⑦ آپ پر درود نہ بھیجنے والا بخیل ہے۔ ⑧ آپ کا نام سن کر درود نہ پڑھنے والے کے لیے جبریل علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ نے بددعا فرمائی۔ ⑨ اس کے پڑھنے سے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ ⑩ اس کے پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔

(المعجم ۵۷) - اَلَّذِكْرُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ

(التحفة ۵۱۰)

۱۳۰۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انھوں نے فرمایا: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ ایسے کلمات سکھا دیجیے جن کے ساتھ میں نماز میں دعا کیا کروں۔ آپ نے فرمایا: ”دس دفعہ سُبْحَانَ اللہ پڑھا کر اور دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھا کر اور دس دفعہ اَللّٰہُ اَكْبَرُ پڑھا کر۔ پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کر۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں! ہاں! (میں نے تیری حاجت قبول کی)۔“

۱۳۰۰- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ وَكَيْعٍ بْنُ الْجَرَّاحِ أَخُو سُفْيَانَ بْنِ وَكَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عِكْرَمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَلَّمْنِي كَلِمَاتٍ أَذْعُو بِهِنَّ فِي صَلَاتِي. قَالَ: «سُبْحِي اللَّهَ عَشْرًا، وَاحْمَدِيهِ عَشْرًا، وَكَبِّرِيهِ عَشْرًا، ثُمَّ سَلِيهِ حَاجَتَكَ يَقُلْ: نَعَمْ نَعَمْ».

🌞 فائدہ: حدیث مذکور میں یہ کہیں نہیں کہ یہ ذکر تشہد کے بعد کیا جائے گا، دیگر روایات میں صراحت ہے کہ یہ

۱۳- کتاب السہو آخری تشہد متعلق احکام و مسائل

ذکر سلام کے بعد کیا جائے گا۔ (دیکھیے حدیث ۱۳۳۹) یا اس جملہ (نماز میں دعا کیا کروں۔ فی صلا تہی) میں صلاۃ سے مراد دعا لی جائے۔ مطلب یہ ہوگا کہ مجھے ایسے کلمات سکھا دیجیے جو میں اپنی دعا میں پڑھا کروں۔ رسول اللہ ﷺ کا جواب اس معنی کی تائید کرتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا استنباط محل نظر ہے (کہ یہ ذکر سلام سے پہلے ہے) بلکہ یہ ذکر بھی نماز کے بعد ہے اور ذکر کے بعد دعا بھی نماز کے بعد ہے۔ واللہ اعلم۔

باب: ۵۸- ذکر کے بعد دعا (المعجم ۵۸) - بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الذِّكْرِ

(التحفة ۵۱۱)

۱۳۰۱- حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا اور ایک آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے رکوع اور سجدہ کر لیا اور تشہد بھی پڑھ لیا تو اس نے دعا کی اور اپنی دعا میں کہا: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ..... الخ] ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ تیرے لیے ہی تعریف ہے۔ تیرے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ تو بہت احسان کرنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کو بلا مادہ پیدا کرنے والا ہے۔ اے بزرگی و عزت والے! اے زندہ و جاوید! اے سب کو قائم رکھنے والے! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔“ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ”تم جانتے ہو اس نے کن لفظوں سے دعا کی؟“ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بخوبی جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس کے ساتھ اللہ کو پکارا جائے تو وہ ضرور جواب دیتا ہے اور

۱۳۰۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ خَلِيفَةَ عَنْ حَفْصِ بْنِ أَخِي أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا - يَعْنِي - وَرَجُلٌ قَائِمٌ يُصَلِّي فَلَمَّا رَكَعَ وَسَجَدَ وَتَشَهَّدَ دَعَا فَقَالَ فِي دُعَائِهِ: اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! إِنِّي أَسْأَلُكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «اتَذَرُونِ بِمَا دَعَا؟» قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَدْ دَعَا اللَّهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أُعْطِيَ».

۱۳- کتاب السہو

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

جب اس کے ساتھ کچھ مانگا جائے تو ضرور عطا فرماتا ہے۔“

۱۳۰۲- حضرت محجن بن ادرع بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے جب کہ ایک آدمی اپنی نماز مکمل کر چکا تھا اور تشہد کی حالت میں تھا۔ اس نے کہا: [اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَسْئَلُكَ یَا اللّٰهُ! الْغُفُوْرَ الرَّحِیْمَ] ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ تو واحد ہے۔ کیسا اور بے نیاز ہے جس نے نہ کسی کو جتنا اور نہ وہ جتنا گیا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے کہ تو میرے گناہ معاف فرما دے۔ بلاشبہ تو ہی بہت زیادہ بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ”تحقیق اسے معاف کر دیا گیا۔“

۱۳۰۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ - أَبُو

بُرَيْدٍ الْبَصْرِيُّ - عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلَّمِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي حَنْظَلَةُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ مِجْحَنَ بْنَ الْأَدْرَعِ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ إِذَا رَجُلٌ قَدْ قَضَى صَلَاتَهُ وَهُوَ يَتَشَهَّدُ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَسْأَلُكَ یَا اللّٰهُ بِاَنَّكَ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ، اَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغُفُوْرُ الرَّحِیْمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ غُفِرَ لَهٗ» ثَلَاثًا.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ عظیم خوش خبری نہ صرف حضرت محجن رضی اللہ عنہ کے لیے تھی بلکہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو اس انداز سے دعا کرے۔ یہ دعا بھی اسم اعظم کے ساتھ ہی ہے کیونکہ

مذکورہ اوصاف باری تعالیٰ کی ذات بے مثال کے ساتھ خاص ہیں۔ کسی میں ان کا شرمہ بھی نہیں پایا جاتا۔ ② نماز سے فارغ ہو کر اذکار کرنے کے بعد دعا کرنا مستحسن امر ہے۔ ③ اپنی حاجت کا مطالبہ کرنے سے پہلے مذکورہ الفاظ کہنے سے اللہ تعالیٰ بندے کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے بشرطیکہ اس میں بقیہ شرائط موجود ہوں مثلاً: اس کا کھانا پینا اور لباس حلال کا ہو۔ ④ اللہ تعالیٰ کے تمام نام ہی مقدس و بابرکت ہیں لیکن ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کی تاثیر باقی سے بڑھ کر ہے۔ واللہ اعلم۔

باب: ۵۹- ایک اور قسم کی دعا

(المعجم ۵۹) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاِ

(التحفة ۵۱۲)

۱۳- کتاب السہو - آخری شہد سے متعلق احکام و مسائل

۱۳۰۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: عَلَّمَنِي دُعَاءَ أَذْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ: «قُلْ: اللَّهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ».

۱۳۰۴- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجیے جو میں اپنی نماز میں کروں۔ آپ نے فرمایا: ”یوں کہا کرو: [اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ الرَّحِيمِ] ”اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا لہذا میرے لیے اپنی طرف سے بخشش فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بلاشبہ تو ہی بہت زیادہ معاف کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① ہر انسان پر تقصیر ہے لہذا اپنے قصور کا اعتراف کرتے رہنا چاہیے خواہ علم ہو یا نہ۔ بندے کی شان یہی ہے خواہ صدیق ہی ہو نیز یہ دعا تو ہر امتی کے لیے ہے۔ ظلم کثیر سے مراد گناہوں اور غلطیوں کی کثرت ہے جس سے کوئی امتی محفوظ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ ② اس حدیث مبارکہ سے اس موقف کی تردید ہوتی ہے کہ مومن کا لفظ صرف اسی شخص پر بولا جاسکتا ہے جس کے ذمے کوئی گناہ نہ ہو۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس امت میں سب سے بڑے مومن تھے لیکن نبی اکرم ﷺ نے انھیں یہ دعا سکھائی۔

(المعجم ۶۰) - نَوَحٌ آخَرُ مِنَ الدُّعَاءِ

(التحفة ۵۱۳)

۱۳۰۴- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَيَّوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُبَلِيِّ، عَنْ الصَّنَابِجِيِّ،

۱۳۰۴- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ”اے معاذ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔“ میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔“

۱۳۰۳- أخرجه البخاري، الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح: ۸۳۴، ومسلم، الذكر والدعاء، باب الدعوات والتعوذ، ح: ۲۷۰۵ عن قتية به، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۲۵.

۱۳۰۴- [صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح: ۱۵۲۲ من حديث حيوة بن شريح به، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۲۶، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۵۱، وابن حبان، ح: ۲۴۵۰، والحاكم على شرط الشيخين: ۱/

۱۳- کتاب السہو

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي لَأُجِبُّكَ يَا مُعَاذُ!»، فَقُلْتُ: وَأَنَا أُجِبُّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَلَا تَدْعُ أَنْ تَقُولَ فِي كُلِّ صَلَاةٍ: رَبِّ أَعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تو کسی نماز میں یہ دعا کرنا نہ چھوڑ: رَبِّ أَعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ.....“ اے میرے رب! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری عبادت اچھی طرح بنا سنوار کے کروں۔“

 فوائد و مسائل: ① مذکورہ الفاظ کے ساتھ نماز میں دعا کرنا مشروع ہے۔ ② اس حدیث میں [فِي كُلِّ صَلَاةٍ] ”ہر نماز میں“ کے الفاظ ہیں دیگر روایات میں [فِي ذُبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ] ”ہر نماز کے بعد“ کے الفاظ ہیں۔ دونوں روایتوں میں تعارض نہیں بلکہ اس میں وسعت ہے کہ بندہ سلام کے بعد بھی یہ دعا پڑھ سکتا ہے اور سلام سے پہلے بھی اس لیے کہ دبر کے معنی ”ہر چیز کا آخر“ بھی ہیں اور ”بعد“ بھی ہیں۔ واللہ اعلم۔ ③ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ نبی ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔ ④ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی بندے کو دوسرے سے محبت ہو تو اسے بتا دینا چاہیے اس سے محبت میں پائیداری اور دوام ہو جاتا ہے۔ ⑤ بندہ ہر وقت اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کے لیے اس سے مدد مانگتا رہے کیونکہ گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اس کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔

(المعجم ۶۱) - نَوَيْحٌ آخَرٌ مِنَ الدُّعَاءِ

(التحفة ۵۱۴)

۱۳۰۵- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَعْلَاءِ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ التَّثَبُّتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيمَةِ عَلَى

۱۳۰۵- حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ التَّثَبُّتَ لِمَا تَعَلَّمُ»

”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میں دین کے معاملے میں ثابت قدم رہوں اور ہدایت کے حصول میں پرعزم رہوں اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تیری

۱۳- کتاب السہو

آخری شہدے متعلق احکام ومسائل

الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيمًا وَلِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ.

نعمتوں کا شکر ادا کروں اور تیری عبادت اچھے طریقے سے کروں اور میں تجھ سے قلب سلیم اور سچی زبان مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے میں ہر اس چیز کی خیر مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے اور ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو تو جانتا ہے اور تجھ سے ہر اس گناہ کی معافی مانگتا ہوں جو تو جانتا ہے۔“

🌞 فائدہ: ”قلب سلیم“ سے مراد وہ دل ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق میں شرک و نفاق اور ریاء سے محفوظ ہو اور بندوں کے حق میں حد کیے بغیر حرص اور ہوس سے پاک ہو اور نیکی کی طرف راغب ہو۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۶۲) - نَوَوعُ آخَرُ (التحفة ۵۱۵)

باب: ۶۲- ایک اور قسم کی دعا

۱۳۰۶- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى بِنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ صَلَاةً فَأَوْجَزَ فِيهَا، فَقَالَ لَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ: لَقَدْ خَفَفْتَ أَوْ أَوْجَزْتَ الصَّلَاةَ! فَقَالَ: أَمَّا عَلَى ذَلِكَ فَقَدْ دَعَوْتُ فِيهَا دَعَوَاتٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا قَامَ تَبِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ - هُوَ أَبِي غَيْرَ أَنَّهُ كُنِيَ عَنْ نَفْسِهِ - فَسَأَلَهُ عَنِ الدُّعَاءِ ثُمَّ جَاءَ فَأَخْبَرَ بِهِ الْقَوْمَ: «اللَّهُمَّ! بَعِّلْكَ الْغَيْبَ وَقُدِّرْكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيَيْنَا مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِي، اللَّهُمَّ! وَأَسْأَلُكَ

۱۳۰۶- حضرت سائب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک نماز پڑھائی اور بڑی مختصر پڑھائی۔ کچھ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ نے بڑی ہلکی اور مختصر نماز پڑھائی ہے۔ آپ کہنے لگے: اس کے باوجود میں نے نماز میں بہت سی دعائیں پڑھی ہیں جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنیں۔ جب وہ اٹھے تو ایک آدمی ان کے پیچھے چلا..... وہ خود حضرت سائب ہی تھے لیکن انھوں نے اپنا نام پوشیدہ رکھا..... اور ان سے وہ دعائیں پوچھیں۔ پھر واپس آ کر اس نے لوگوں کو بتائیں۔ (ایک دعا یہ تھی:) «اللَّهُمَّ! بَعِّلْكَ الْغَيْبَ وَاجْعَلْنَا هَذَاهُ مُهْتَدِينَ» اے اللہ! چونکہ تو علم غیب جانتا ہے اور تمام مخلوقات پر قدرت رکھتا ہے اس لیے (میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ) تو مجھے اس

۱۳- کتاب السہو

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندہ رہنا بہتر ہے اور مجھے اس وقت فوت کروینا جب میرے لیے وفات بہتر سمجھ۔ اور اے اللہ! میں تجھ سے باطنی اور ظاہری تیرے ڈر کا سوال کرتا ہوں اور رضا مندی و ناراضی ہر حال میں تجی اور حکمت بھری بات کہنے کا سوال کرتا ہوں۔ اور فقیری و امیری میں میانہ روی اختیار کرنے کی توفیق مانگتا ہوں اور تجھ سے ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں۔ اور ایسی آگہی کی ٹھنڈک (خوشی و لذت) مانگتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور راضی برضا و قضا رہنے کا سوال کرتا ہوں۔ اور موت کے بعد لذیذ زندگی مانگتا ہوں۔ اور تیرے روئے اقدس کے دیدار کے مزے اور تیری ملاقات کے شوق کا طلب گار ہوں، بغیر اس کے کہ کسی نقصان دہ مصیبت میں پھنسون یا کسی گمراہ کن فتنے میں مبتلا ہوں۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے آراستہ فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ (اور گمراہوں کو) راہ دکھلانے والے بنادے۔“

حَشِيَّتِكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ، وَأَسْأَلُكَ الْقَضَدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْقُذُ وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْغَيْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ فِي غَيْرِ ضَرَاءٍ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ! زَيِّنَا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هَذِهِ مُهْتَدِينَ“.

۱۳۰۷- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ

۱۳۰۷- حضرت قیس بن عباد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ہلکی نماز پڑھائی۔ گویا کہ لوگوں نے اسے عجیب سمجھا۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے رکوع اور سجدے مکمل نہیں کیے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں (وہ تو ٹھیک ہیں)۔ آپ نے فرمایا: میں نے نماز میں وہ دعا پڑھی ہے جو رسول اللہ ﷺ نماز میں پڑھا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبِ.....

۱۳۰۷- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ النَّوَاسِطِيِّ، عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ: صَلَّى عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ بِالْقَوْمِ صَلَاةً فَأَخْفَفَهَا، فَكَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوهَا فَقَالَ: أَلَمْ أُنِّمِ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: أَمَّا

۱۳- کتاب السہو

آخری شہدے متعلق احکام و مسائل

هَذِهِ مُهْتَدِينَ [اے اللہ! چونکہ تو غیب جانتا ہے اور مخلوق پر قدرت کاملہ رکھتا ہے، لہذا (میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ) تو مجھے اتنی دیر تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور اس وقت فوت کرو یا جب تو میرے لیے وفات بہتر سمجھے۔ میں تجھ سے غلوت و جلوت میں تیرا ڈر مانگتا ہوں اور رضا مندی و ناراضی میں کلمہ حق کہنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ اور تجھ سے وہ نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو اور آکھ کی وہ ٹھنڈک (لذت و سرور) جو کبھی منقطع نہ ہو اور تقدیر پر راضی رہنے، موت کے بعد پر سرور زندگی اور تیرے روئے اقدس کی زیارت کی لذت اور تیری ملاقات کا شوق مانگتا ہوں اور ہر نقصان وہ مصیبت اور ہر گمراہ کن فتنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ (اور گمراہوں کے لیے) راہ دکھانے والا (راہنما) بنا دے۔“

إِنِّي دَعَوْتُ فِيهَا بِدُعَاءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُو بِهِ: «اللَّهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبِ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَخْبِي مَا عِلِمَتُ الْحَيَاةِ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا عِلِمَتُ الْوَفَاةِ خَيْرًا لِي وَأَسْأَلُكَ حَشِيَّتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، وَكَلِمَةَ الْإِخْلَاصِ فِي الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ، وَأَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْقُذُ وَقَرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقُطُ، وَأَسْأَلُكَ الرِّضَا بِالْقَضَاءِ، وَبِرِّدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَلَذَّةَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلَى لِقَائِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَرَاءٍ مُضِرَّةٍ وَفِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ، اللَّهُمَّ زَيِّنَا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ وَاجْعَلْنَا هَذِهِ مُهْتَدِينَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① دونوں روایات میں معمولی لفظی فرق ہے، معنی دونوں کے ایک ہیں۔ یہ انتہائی جامع دعا ہے۔ ② بعض روایات میں موت کی خواہش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، التعمین) حدیث: (۲۳۳-۲۳۴) اور ان روایات میں موت کی دعا مذکور ہے۔ ان دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ بیماری وغیرہ یا دوسرے دنیوی مصائب کی وجہ سے موت کی خواہش کرنا منع ہے اگر آدمی کو دین میں خرابی یا فتنے کا ڈر ہو تو ایسے حالات میں مذکورہ الفاظ کے ساتھ دعا کر سکتا ہے۔ ③ جب تک انسان زندہ رہے اپنی خیر و بھلائی کی دعا کرتا رہے۔ ④ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا اور وہ اللہ کو بغیر کسی رکاوٹ کے دیکھیں گے۔

باب: ۶۳- نماز میں (اللہ تعالیٰ سے)

(المعجم ۶۳) - بَابُ التَّعَوُّدِ فِي الصَّلَاةِ

پناہ طلب کرنا

((التحفة ۵۱۶))

۱۳۰۸- حضرت فروہ بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ

۱۳۰۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۱۳- کتاب السہو

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ ابْنِ يَسَافٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: حَدِّثِي بَشِيءَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِهِ. قَالَتْ: نَعَمْ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ».

میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے کوئی ایسی چیز بیان کیجیے جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں دعا فرمایا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا: ضرور رسول اللہ ﷺ یوں پڑھا کرتے تھے: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ» "اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان برے کاموں کے شر سے جو میں نے کیے اور جو ابھی نہیں کیے۔"

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ برے کام کرنے اور نیک کام نہ کرنے کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ میں اپنے کاموں کے شر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں اور ان کاموں اور چیزوں کے شر سے بھی جن کا میرے عمل سے تعلق نہیں۔ وہ دوسرے لوگوں کا فعل ہو یا اللہ تعالیٰ کا، یعنی قضا و قدر۔ دوسرے لوگوں کے فعل (مثلاً: ان کے حد بغض، معصیت وغیرہ) سے بھی تو انسان کو شریعت پہنچا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

② نبی ﷺ اکثر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے رہتے تھے۔ آپ نے اس سے امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہمہ وقت اللہ کی پناہ طلب کرتے رہا کرو کیونکہ اللہ کی پکڑ سے صرف غائب و خاسر لوگ ہی بے خوف ہوتے ہیں۔

(المعجم ۶۴) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ۵۱۷) باب ۶۴- ایک اور قسم کا تعوذ

۱۳۰۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ: «نَعَمْ، عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ». قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةً بَعْدَ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ

۱۳۰۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قبر کے عذاب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "ہاں عذاب قبر برحق ہے۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو جو بھی نماز پڑھتے دیکھا، آپ اس میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

۱۳- کتاب السہو آخری تشہد سے متعلق احکام ومسائل

الْقَبْرِ .

فوائد ومسائل: ① عذاب قبر سے مراد قبر کا جہنم سے کچھ حد تک متعلق ہو جانا ہے جس کی بنا پر قبر کی زندگی اجیرن ہو جائے گی، نیز جوابات نہ آنے پر فرشتوں کی طرف سے سزا اور بعض اعمال کی جزوی سزا مثلاً: پیشاب کے پھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا اور چغلیاں کرنا قبر میں بھی سزا کا مستوجب بناتا ہے۔ اس قسم کا عذاب سب کو نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس سے محفوظ رہیں گے۔ بلکہ اس کے مقابل انھیں ثواب قبر ہوگا۔ واللہ اعلم۔ ② نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگنا مشروع ہے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب قبر برحق ہے۔ ④ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی اگلی کچھلی ساری لغزشیں معاف کر دیں تھیں: [قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَ مَا تَأَخَّرَ] اس کے باوجود آپ کس قدر اللہ کے عذاب سے ڈرتے تھے اور استغفار کرتے رہتے تھے جبکہ ہم گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، ہمیں تو بالاولیٰ کثرت سے استغفار اور توبہ کرتے رہنا چاہیے اور اللہ کی پکڑ سے پناہ مانگنی چاہیے۔

۱۳۱۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَذْغُو فِي الصَّلَاةِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ وَالذَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْتَمِ وَالْمُغْرَمِ»، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرُ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ! فَقَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَّبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ».

۱۳۱۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَالْمَغْرَمِ» اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ و آزمائش سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور زندقہ اور موسیٰ کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اے اللہ! میں گناہ اور قرض (یا گناہوں کے بوجھ) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ کسی کہنے والے نے آپ سے کہا: آپ قرض سے کس قدر زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں! آپ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی مقرض ہو جاتا ہے، پھر بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① ”مسح دجال“ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے قبل ایک شخص دنیا پر غلبہ حاصل کر لے گا۔ وہ دنیوی طور پر ترقی یافتہ ہوگا اور لوگوں کو اپنے سائنسی و دیگر کمالات سے مرعوب کرے گا۔

۱۳- کتاب السہو آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

دینی طور پر وہ رب ہونے کا دعویٰ کرے گا اور سب لوگوں کو اپنا کلمہ پڑھوانے کی کوشش کرے گا۔ سخت دعا باز اور دھوکے باز ہوگا۔ یہ دجال کے معنی ہیں۔ مسیح اسے لیے کہا گیا ہے کہ وہ مسوح العین (کانا) ہوگا۔ یہودی اسے اپنا نجات دہندہ قرار دیں گے۔ وہ اسی کے انتظار میں ہیں ورنہ حقیقی مسیح تو کب کا آچکا جسے انھوں نے نہ مانا۔ اس جعلی مسیح کو مائیں گے جو ان میں سے ہوگا۔ دونوں آنکھوں سے عیب ناک ہوگا۔ یہودیوں نے حقیقی مسیح عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے کی ناپاک جسارت کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں یہودیوں کے شر سے بچانے کے لیے زندہ آسمان پر اٹھالیا اور قیامت کے نزدیک اللہ تعالیٰ انھیں پھر زمین پر اتارے گا، وہ اس جعلی دھوکے باز مسیح کو قتل کر کے اس کی سیاحت کا بھانڈا پھوڑ دیں گے اور دنیا کو اس کے ظلم و ستم سے نجات دلانے گے۔ اس کے قتل سے یہودیت کا خاتمہ ہو جائے گا اور عیسائیت کو عیسیٰ علیہ السلام اپنی زبانی اور اپنے ہاتھوں سے ختم کر دیں گے۔ عیسائیت کے نشان صلیب اور خنزیر کا نام و نشان مٹائیں گے۔ خالص اسلام کا بول بالا ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ ① ”زندگی کا فتنہ“ یہ ہے کہ انسان زندگی میں رب تعالیٰ کا نافرمان رہے۔ دین حق سے برگشتہ رہے۔ زندگی کی خوش نمایاںیوں میں کھو کر حق تعالیٰ سے غافل رہے۔ اور ”موت کا فتنہ“ یہ ہے کہ مرتے وقت شیطان گمراہ کر دے۔ کلمہ توحید نصیب نہ ہو۔ بری حالت پر موت آئے۔ اَلْعَبَادُ بِاللّٰهِ مِمکن ہے اس سے عذاب قبر، یعنی سوال و جواب میں ناکامی مراد ہو۔ يَا مُقَابِلَ الْقُلُوبِ ثَبَّتْ قُلُوبَنَا عَلٰی دِينِكَ ② اپنے وسائل سے بڑھ کر قرض اٹھانا کہ بعد میں اسے ادا نہ کیا جاسکے درست نہیں ہے۔ ③ وعدہ خلافی کرنا اور جھوٹ بولنا حرام ہے۔ ④ مذکورہ اشیاء سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔

۱۳۱۱- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمُوصِلِيُّ عَنِ الْمُعَاذِيِّ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، ح: وَأَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيشَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَفِتْنَةِ

۱۳۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نمازی تشہد پڑھ چکے تو ان چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے: جہنم کے عذاب، قبر کے عذاب، زندگی اور موت کی آزمائش اور مسیح و دجال کے شر سے، پھر اس کے بعد“ (منقول دعاؤں میں سے) اپنے لیے اپنی پسندیدہ دعا کرے۔“

۱۳- کتاب السہو آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، ثُمَّ يَدْعُو لِنَفْسِهِ بِمَا بَدَأَ لَهُ.

☀ فائدہ: بعض حضرات نے ظاہر الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے اس تعوذ کو واجب قرار دیا ہے ابن حزم اور امام طاووس رحمہما کا یہی موقف ہے۔ شیخ البانی رحمہما بھی اس کے قائل ہیں۔ دیکھیے: (اصل صفة الصلاة: ۹۹۸/۳) جبکہ جمہور اہل علم کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں ہے کہ آپ نے اس کے بغیر نماز پڑھی یا سکھائی ہے یا اسے کامل قرار دیا ہے۔ اس ایک روایت کے ایسے معنی مراد میں لیے جاسکتے جو باقی تمام احادیث کے خلاف ہوں لہذا جمہور اہل علم کے نزدیک اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے۔ اس قسم کے (امر و حکم کے) الفاظ استحباب و تاکید کے لیے بھی آجایا کرتے ہیں۔ باقی احادیث کے پیش نظر یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۶۵) - نَوُحٌ آخَرُ مِنَ الذَّخْرِ بَعْدَ الشَّهْدِ (التحفة ۵۱۸)

۱۳۱۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ بَعْدَ الشَّهْدِ: «أَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللَّهِ، وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ» [سب سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب سے اچھا طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔]

☀ فائدہ: خطبہ و عظمیٰ میں تشہد کے بعد تو یہ الفاظ بہت چچے ہیں کیونکہ یہ عظمیٰ کی تہدید ہیں مگر نماز کے تشہد کے بعد ان الفاظ کی مناسبت معلوم نہیں ہوتی۔ امام نسائی رحمہما اس حدیث سے نماز والے تشہد کے بعد اس ذکر کے پڑھنے کا استدلال کرنا مکمل نظر ہے۔ اس سے مراد خطبہ کا تشہد (شہادتین) ہے جیسا کہ مسند احمد کی روایت سے صراحت ہوتی ہے: [كَانَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ بَعْدَ الشَّهْدِ: إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ.....] ”نبی ﷺ اپنے خطبے میں شہادتین کے بعد یہ الفاظ: [إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ.....] پڑھا کرتے تھے۔“ (مسند أحمد: ۳/۳۱۹) نیز یہاں ”الصلاة“ سے مراد خطبہ ہے جیسا کہ مندرج بالا حدیث سے ظاہر ہوا۔ اور خطبہ کو صلاۃ اس لیے کہا کہ یہ اس کے مقدمات اور مبادیات میں سے ہے، جیسا کہ خطبہ مجعہ ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبی شرح النسائی: ۲۶۲/۱۵)

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۶۶- ناقص نماز پڑھنے کا بیان

(المعجم ۶۶) - بَابُ تَطْفِيفِ الصَّلَاةِ

(التحفة ۵۱۹)

۱۳۱۳- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے ایک آدمی کو ناقص نماز پڑھتے دیکھا۔ حضرت حذیفہ نے اس سے پوچھا: تو کتنے عرصے سے ایسی نماز پڑھ رہا ہے؟ اس نے کہا: چالیس سال سے۔ آپ نے فرمایا: یقین کر چالیس سال سے تو نے نماز پڑھی ہی نہیں اور اگر تو اسی قسم کی نماز پڑھتا پڑھتا مر جاتا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر فوت نہ ہوتا۔ پھر آپ کہنے لگے: بلاشبہ انسان ہلکی نماز پڑھنے کے باوجود مکمل اور اچھے طریقے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

۱۳۱۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، - وَهُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ - عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي فَطَفَّفَ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: مُنْذُ كَمْ تُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: مُنْذُ أَرْبَعِينَ عَامًا، قَالَ: مَا صَلَّيْتَ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَلَوْ مِتَّ وَأَنْتَ تُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ لَمِتَّ عَلَى غَيْرِ فِطْرَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ لَيُخَفِّفُ وَيُحْسِنُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① وہ شخص نماز تیز پڑھتا تھا اور اطمینان و سکون نہیں کرتا تھا۔ بخاری میں ہے: [لَا يُسَمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ] ”وہ رکوع و سجود مکمل نہیں کر رہا تھا“ (صحیح البخاری: الأذان، حدیث: ۷۹۱) یہ روایت مصنف عبدالرزاق (حدیث: ۳۷۳۲، ۳۷۳۳) میں بھی ہے۔ اس میں ہے کہ وہ ٹھوٹکیں مار رہا تھا۔ ”يُنْقَرُ فِيهَا“ ایک اور روایت میں اس قسم کی نماز کو ”ٹھوٹکے مارنے“ سے تشبیہ دی گئی ہے اور اسے منافق کی نماز بھی کہا گیا ہے۔ (صحیح مسلم: المساجد، حدیث: ۶۲۳) اس لیے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس نماز کو کالعدم قرار دیا ہے اور جب نماز ہی نہ ہوئی تو اس کی موت اسلام کی موت نہیں کیونکہ نماز کے بغیر دین نہیں۔ ممکن ہے آپ نے زجر کے طور پر سخت الفاظ استعمال کیے ہوں تاکہ وہ کامل نماز پڑھے۔ ② ہلکی نماز سے مراد قراءات میں تخفیف ہے۔ ”رکوع“ قومہ سجدہ اور جلسہ مکمل ہونے چاہئیں، یعنی تمام ارکان میں سکون و اطمینان اختیار کیا جائے۔ ③ نماز میں کمی کرنا یا ناقص ادا کرنا حرام ہے۔ ④ جو شخص نماز کے ارکان و واجبات مکمل نہ کرے اسے بے نماز ہی شمار کیا جائے گا۔ ⑤ جب صحابی سُنَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ بافطرۃ مُحَمَّدٍ کے تو وہ حدیث مرفوعہ کے حکم میں ہوتی ہے۔

آخری تشہد سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۶۷- وہ کم از کم ارکان جن کے

ساتھ نماز کافی ہوتی ہے

۱۳۱۴- ایک ہادی صحابی (حضرت رافعہ بن رافع)

ﷺ نے بیان کیا کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے لگا اور رسول اللہ ﷺ اسے بغور دیکھنے لگے۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا اور سلام کہا۔ آپ نے فرمایا: ”واپس جا“ دوبارہ نماز پڑھ“ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ وہ واپس گیا اور دوبارہ نماز پڑھی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے پھر فرمایا: ”واپس جا“ پھر نماز پڑھ“ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ دو تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر وہ آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو عزت بخشی! میں تو (بار بار نماز پڑھ کر) تھک گیا ہوں لہذا مجھے سکھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو نماز کے ارادے سے کھڑا ہو تو وضو کر اور اچھی طرح وضو کر پھر قبلہ کی طرف منہ کر اور اللہ اکبر کہہ پھر قراءت کر پھر رکوع کر اور اطمینان سے رکوع کر پھر سر اٹھا حتیٰ کہ سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کر حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرے پھر سر اٹھا حتیٰ کہ تو اطمینان سے بیٹھ جائے پھر سجدہ کر حتیٰ کہ اطمینان سے سجدہ کرے پھر سر اٹھا پھر (ہر رکعت میں) ایسے ہی کر حتیٰ کہ تو اپنی نماز سے فارغ ہو جائے۔“

(المعجم ۶۷) - بَابُ أَقْلٍ مَا تُخْرِىءُ بِهِ

الصَّلَاةُ (التحفة ۵۲۰)

۱۳۱۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ عَلِيٍّ - وَهُوَ ابْنُ يَحْيَى - عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّ لَهْ بَدْرِي أَنَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرُمُّهُ وَنَحْنُ لَا نَشْعُرُ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِزْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تَصَلِّ». فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِزْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تَصَلِّ»، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ جِهَدْتُ فَعَلَمْنِي فَقَالَ: «إِذَا قُمْتَ تُرِيدُ الصَّلَاةَ فَتَوَضَّأْ فَأَحْسِنْ وَضُوءَكَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ، ثُمَّ ارْجِعْ فَاطْمِئِنَّ رَاجِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ، ثُمَّ افْعَلْ كَذَلِكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِكَ».

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے نماز کے فرض کام بیان کیے ہیں یا وہ کام جن میں وہ صحابی سستی

۱۳- کتاب السہو

کرتا تھا۔ دونوں صورتوں میں ان کاموں کے بغیر نماز نہیں ہوتی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا: ”تیری نماز نہیں ہوتی۔“ (باقی مباحث کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۰۵۳)

۱۳۱۵- ایک بدری صحابی (حضرت رفاعہ بن رافع)

ﷺ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی داخل ہوا اور اس نے دو رکعتیں پڑھیں پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کہا جب کہ نبی ﷺ اسے نماز میں دیکھتے رہے تھے۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ”واپس جا دو بارہ نماز پڑھ‘ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ وہ واپس گیا پھر نماز پڑھی پھر نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام کہا۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: ”واپس جا پھر نماز پڑھ‘ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ حتیٰ کہ تیسری یا چوتھی دفعہ ہوئی تو اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب اتاری! میں تو (بار بار نماز پڑھ کر) تھک گیا ہوں۔ میری حواس ہے کہ آپ مجھے (نماز پڑھ کر) دکھائیں اور مجھے سکھادیں۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو نماز کا ارادہ کرے تو وضو کر اور بہترین وضو کر پھر قبیلے کی طرف منہ کر اور اللہ اکبر کہہ پھر قرآن (کم از کم فاتحہ) پڑھ پھر رکوع کرتی کہ تجھے رکوع میں اطمینان حاصل ہو پھر سر اٹھا حتیٰ کہ سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کر حتیٰ کہ تجھے سجدے میں اطمینان حاصل ہو پھر سر اٹھا حتیٰ کہ تو اطمینان سے بیٹھ جائے پھر دوسرا سجدہ کر حتیٰ کہ تجھے سجدے میں اطمینان حاصل ہو پھر سر اٹھا پھر جب تو اس

۱۳۱۵- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ بْنُ رَافِعٍ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمِّ لَهْ بِذَرِيٍّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْمُقُهُ فِي صَلَاتِهِ، فَوَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: «إِزْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ». فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ: «إِزْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، حَتَّى كَانَ عِنْدَ الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ فَقَالَ: وَاللَّذِي! أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَهِدْتَ وَحَرَضْتَ فَأَرِنِي وَعَلِّمْنِي قَالَ: «إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تُصَلِّيَ فَتَوَضَّأْ فَأَخْسِنْ وَضُوءَكَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَأْسَكَ، ثُمَّ ارْزُقْ حَتَّى تَغْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْزُقْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ قَائِدًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى

۱۳- کتاب السہو آخری تشہد سے متعلق احکام ومسائل
تَطْمِئِنُّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ فَإِذَا أَتَمَمْتَ طریقے سے نماز مکمل کر لے تو تیری نماز مکمل اور صحیح ہو
صَلَاتِكَ عَلَى هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ، وَمَا جائے گی۔ اور جو تو ان کاموں میں کی کرے گا تو یقیناً
انْتَقَضَتْ مِنْ هَذَا فَإِنَّمَا تَنْقُضُهُ مِنْ اپنی نماز ہی میں نقص ڈالے گا۔
صَلَاتِكَ۔

🌞 فائدہ: بعض روایات میں صراحت ہے کہ اس نے تین دفعہ نماز پڑھی تھی۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے)

حدیث: (۱۰۵۴)

۱۳۱۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: قُلْتُ يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئْنِي عَنْ وَتَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: كُنَّا نَعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ لِمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ثَمَّانِ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ فَيَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَذْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا۔

۱۳۱۶- حضرت سعد بن ہشام بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتر (رات کی نفل نماز) کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: ہم آپ کے لیے آپ کی سواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا آپ کو جگاتا۔ آپ اٹھ کر سواک کرتے، وضو فرماتے اور آٹھ رکعات پڑھتے۔ ان میں آپ تشہد کے لیے نہیں بیٹھتے تھے مگر آٹھویں رکعت کے بعد۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں پڑھتے۔ پھر اتنی آواز سے سلام کہتے کہ ہم سن لیتے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① ”میں بیٹھتے تھے“ گویا نفل نماز میں اگر ہر دو رکعت کے بعد نہ بیٹھے صرف آخری رکعت کے بعد بیٹھ جائے اور تشہد وغیرہ پڑھ لے تو کافی ہے نماز ہو جائے گی البتہ فرض نماز میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد بیٹھنا چاہیے۔ اگر بھول جائے تو نماز ہو جائے گی مگر سجدہ سہو ضروری ہے۔ قصداً چھوڑے تو نماز دہرائے۔ ② ”آٹھ رکعات پڑھتے“ وتر اس کے علاوہ پڑھتے۔ وتر (طاق نماز) پڑھنے کے بعد پہلے پڑھے ہوئے سب نوافل بھی وتر میں شامل ہو جائیں گے کیونکہ نماز ایک ہی ہے۔ صرف رکعات کی تعداد (طاق) کے مد نظر اسے وتر کہہ دیتے ہیں ورنہ یہ سب صلاۃ اللیل ہے تاہم خالی وتر کے لیے بعض نے کم از کم تین کی حد مقرر

۱۳- کتاب السہو سلام سے متعلق احکام و مسائل

کی ہے مگر آپ ﷺ اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صرف ایک رکعت بھی ثابت ہے لہذا ایک رکعت پڑھنا بھی جائز ہے۔ لیکن اس پر بھی اسوۂ رسول ﷺ نہیں۔

(المعجم ۶۸) - بَابُ السَّلَامِ
(التحفة ۵۲۱)

۱۳۱۷- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے آخر میں) دائیں بائیں (منہ موڑتے تھے اور) سلام کہتے تھے۔

۱۳۱۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - يَغْنِي ابْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ - وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُسَوِّدِ الْمَخْرَمِيُّ - عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ.

۱۳۱۸- حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تھا کہ آپ (نماز کے اختتام پر) دائیں اور بائیں سلام کہتے تھے اور اس قدر منہ موڑتے تھے کہ آپ کے رخسار اطہر کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔

۱۳۱۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ (راوی حدیث) عبد اللہ بن جعفر معتبر راوی ہیں البتہ

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ هَذَا لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ

۱۳- کتاب السہو

جَعْفَرُ بْنُ نَجِيجٍ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِينِيِّ عَلِي بن مدینی کے والد عبداللہ بن جعفر بن نجیح مَنَرُوْكَ الْحَدِیْثُ . متروک ہیں۔ (ان کی حدیث معتبر نہیں ہے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث کے راوی عبداللہ بن جعفر مخرمی ہیں جو ثقہ ہیں۔ ایک دوسرے عبداللہ بن جعفر ہیں جو مشہور محدث اور نقاد حضرت علی بن مدینی کے والد محترم ہیں لیکن وہ اپنے کمزور حافظے کی وجہ سے علم حدیث میں قابل اعتبار نہیں۔ چونکہ اشتباہ کا خطرہ تھا اس لیے امام صاحب نے وضاحت فرمائی۔ جزاء اللہ خیرًا۔ ② سلام دونوں جانب کہنا چاہیے۔ کثیر روایات اسی پر دل ہیں۔ لیکن نماز کے آخر میں صرف ایک طرف سلام کہنا بھی جائز ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ایک طرف سلام کہنا بھی ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلة الأحادیث الصحيحة: ۱/۶۲۸، حدیث: ۳۱۶) جب ایک سلام کہنا ہو تو سامنے کی طرف منہ کر کے سلام کہا جائے پھر چہرے کو دائیں جانب مائل کر لیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۶۹) - بَابُ مَوْضِعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ السَّلَامِ (التحفة ۵۲۲)

باب: ۶۹- سلام کہتے وقت ہاتھ کس جگہ ہوں؟

۱۳۱۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْقَيْطِیَّةِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمْرَةَ يَقُولُ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَلَسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، وَأَشَارَ مِسْعَرٌ بِيَدِهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَقَالَ: «مَا بَالُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَرْمُونَ بِأَيْدِيهِمْ كَأَنَّهُمَا أَذْنَابُ الْخَيْلِ الشَّمْسُ، أَمَا يَخْفَى أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخْذِهِ ثُمَّ يَسْلُمُ عَلَى أَخِيهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ».

۱۳۱۹- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ابتداء میں) جب ہم نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَلَسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَلَسَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہتے اور ساتھ ہاتھوں کو بھی دائیں بائیں اٹھاتے تھے۔ (یعنی دائیں طرف سلام کے وقت دائیں طرف اور بائیں طرف سلام کے وقت بائیں طرف ہاتھ اٹھاتے۔) آپ نے (دیکھا تو) فرمایا: ”انھیں کیا ہے کہ اپنے ہاتھوں سے (دائیں بائیں) اشارے کرتے ہیں جیسے سرکش گھوڑوں کی دیں ہیں۔ کیا یہ کافی نہیں کہ نمازی اپنے ہاتھ اپنی ران ہی پر رکھے اور زبان سے اپنے دائیں اور بائیں اپنے ساتھیوں کو سلام کہہ دے۔“

🌞 فائدہ: اس حدیث سے واضح ہے کہ نبی ﷺ کا رفع الیدین کو سرکش گھوڑوں کی دمنوں سے تعبیر کرنا سلام کے

۱۳- کتاب السہو _____ سلام سے متعلق احکام و مسائل

وقت ہاتھوں سے سلام کرنے سے متعلق ہے۔ اس کا اس رفع الیدین سے کوئی تعلق نہیں ہے جو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کیا جاتا ہے۔ اسے اس رفع الیدین سے جوڑ کر یہ کہنا کہ اس سے نبی ﷺ نے روک دیا تھا علمی خیانت ہے۔ أعاذنا اللہ منه۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۱۸۵، ۱۱۸۶)

(المعجم ۷۰) - كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى
الْيَمِينِ (التحفة ۵۲۳)
باب: ۷۰- دائیں طرف سلام کیسے
کہا جائے؟

۱۳۲۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ہر جھکتے اٹھتے اور کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے اور اپنے دائیں اور بائیں سلام کہتے: [السلام علیکم ورحمة اللہ، السلام علیکم ورحمة اللہ] ”تم پر اللہ تعالیٰ کا سلام اور رحمت ہو۔“ (اور منہ بھی موڑتے تھے) حتیٰ کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی تھی اور میں نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بھی ایسے کرتے دیکھا ہے۔

۱۳۲۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفَعٍ وَوَيْتَامٍ وَقُعُودٍ وَيُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ» حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَفْعَلَانِ ذَلِكَ.

۱۳۲۱- حضرت واسع بن حبان نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ جب جھکتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب سر اٹھاتے تھے تب بھی اللہ اکبر کہتے تھے۔ پھر (نماز کے اختتام پر) دائیں طرف منہ کر کے کہتے: [السلام علیکم ورحمة اللہ]

۱۳۲۱- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّعْفَرَانِيُّ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ: أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ كُلَّمَا

۱۳- کتاب السہو سلام سے متعلق احکام و مسائل

وَضَعَ، اللَّهُ أَكْبَرُ كُلَّمَا رَفَعَ، ثُمَّ يَقُولُ: اور بائیں طرف منہ کر کے کہتے: [السلام علیکم
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ عَنْ يَمِينِهِ، وَرَحْمَةُ اللَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ عَنْ يَسَارِهِ.]

فائدہ: شریعت اسلامیہ نے جس طرح نماز کا آغاز اللہ اکبر جیسے بارعب جملے سے کیا تھا جو کہ نمازی کو
لوگوں سے منقطع کرنے اور اللہ تعالیٰ سے جوڑنے پر دلالت کرتا ہے اس طرح اس کے مقابلے میں نماز کا اختتام
[السلام علیکم ورحمة اللہ] جیسے پر لطف جملے سے کیا جو نمازی کا تعلق پھر سے لوگوں کے ساتھ بطریق احسن
جوڑ دیتا ہے۔ یہ نماز کے اختتام کا اعلان بھی ہے اور لوگوں کے ساتھ کلام کا آغاز بھی اور وہ بھی بہترین انداز میں
یعنی دعائیہ کلمات کے ساتھ۔ چونکہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا منع ہے لہذا نماز کے اختتام پر سلام پھیرنا مشروع ہے۔

(المعجم ۷۱) - بَابُ: كَيْفَ السَّلَامُ عَلَى بَاب: بائیں طرف کیسے سلام کہا جائے؟

الشَّمَالِ (التحفة ۵۲۴)

۱۳۲۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ - يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِي - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: أَخْبِرْنِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ كَانَتْ؟ قَالَ: فَذَكَرَ التَّكْبِيرَ قَالَ: - يَعْنِي - وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا وَذَكَرَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ عَنْ يَمِينِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَسَارِهِ.

۱۳۲۳- حضرت واسع بن حبان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: مجھے بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسے ہوتی تھی؟ آپ نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ اکبر کہتے تھے اور (نماز کے اختتام پر) بائیں طرف السلام علیکم ورحمة اللہ کہتے تھے اور بائیں طرف السلام علیکم کہتے تھے۔

۱۳۲۲- أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ عَنْ ابْنِ ۱۳۲۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۱۳۲۲- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۷۱/۲ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وهو في الكبرى،

ح: ۱۲۴۴، وانظر الحديث السابق.

۱۳۲۳- [صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في السلام، ح: ۹۹۶، والترمذي، الصلاة، باب ما جاء في التسليم في الصلاة، ح: ۲۹۵، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب التسليم، ح: ۹۱۴ من حديث أبي إسحاق به،

۱۳- کتاب السہو

سلام سے متعلق احکام و مسائل

ہیں کہ گویا میں نبی ﷺ کے رخسار کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں، آپ اپنی دائیں طرف فرماتے: [السلام علیکم ورحمة اللہ] اور بائیں طرف فرماتے: [السلام علیکم ورحمة اللہ]

دَاوُدُ - يَغْنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ الْخُرَيْبِيُّ - عَنْ عَلِيٍّ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ خَدِّهِ، عَنْ يَمِينِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

۱۳۲۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سلام پھیرتے حتیٰ کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی، پھر بائیں طرف حتیٰ کہ آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی۔

۱۳۲۴- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ خَدِّهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ خَدِّهِ.

۱۳۲۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے (اور کہتے: [السلام علیکم ورحمة اللہ، السلام علیکم ورحمة اللہ] حتیٰ کہ دائیں طرف بھی آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی اور بائیں طرف بھی آپ کے رخسار کی سفیدی نظر آتی۔

۱۳۲۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ مِنْ هَهُنَا.

۱۳۲۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے (اور کہتے: [السلام علیکم ورحمة اللہ] حتیٰ کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی نظر آتی، پھر بائیں طرف

۱۳۲۶- أَخْبَرَنَا [إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ] قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ [الْحَسَنِ] بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ

۱۳- کتاب السنہو سلام سے متعلق احکام و مسائل

وَأَبِي الْأَحْصَى قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ، وَعَنْ يَسَارِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْسَرِ.

🌞 فائدہ: روایات کے تتبع سے سلام کہنے کے چار طریقے ملتے ہیں ان میں سے کسی ایک پر بھی عمل کر لیا جائے تو درست ہے: ① دائیں اور بائیں دونوں جانب [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ] کہنا اور یہ طریقہ زیادہ مشہور اور معمول بہ ہے کیونکہ اکثر روایات میں یہی طریقہ مروی ہے۔ ② دائیں اور بائیں دونوں جانب [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ] کہنا۔ ③ دائیں جانب [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ] اور بائیں جانب [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ] ④ صرف سامنے کی طرف منہ کر کے [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ] کہنا اور چہرے کا میلان تھوڑا سا دائیں جانب ہو۔ بعض علماء دائیں جانب [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ] اور بائیں جانب [السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ] کہنے کے قائل ہیں لیکن ان کا یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ سنن ابی داؤد کی جس روایت سے صرف دائیں جانب [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ ثابت ہے علمائے محققین اس کی بابت فرماتے ہیں کہ سنن ابی داؤد کے صحیح اور معتمد نسخوں میں دونوں طرف [وَبَرَكَاتُهُ] کا اضافہ منقول ہے۔ بنا بریں دائیں اور بائیں دونوں جانب [وَبَرَكَاتُهُ] کہنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (أصل صفة صلاة النبي ﷺ للالباني: ص: ۱۰۲۳-۱۰۳۶، وذخيرة العقبي شرح سنن النسائي: ۱۵/۲۹۶-۳۰۶)

(المعجم ۷۲) - بَابُ السَّلَامِ بِالْيَدَيْنِ باب: ۷۲- دونوں ہاتھوں سے سلام کہنا

(التحفة ۵۲۵)

۱۳۲۷- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ فُرَاتِ الْقَزَّازِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ الْفَيْبِطِيَّةِ - عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ۱۳۲۷- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب ہم سلام پھیرتے تھے تو ہاتھوں کے ساتھ بھی اشارہ کرتے اور کہتے [السلام علیکم، السلام علیکم] ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھ لیا تو آپ نے فرمایا: ”تمہیں

۱۳- کتاب السہو۔ سلام سے متعلق احکام و مسائل

کیا ہوا کہ تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو جیسے یہ سرکش گھوڑوں کی دہیں ہیں۔ جب تم میں سے کوئی آدمی (نماز کے آخر میں) سلام کہے تو اپنے ساتھی کی طرف منہ موڑے۔ ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: فَتَنَظَرُ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «مَا بِالْكُفْمِ تُبَيِّرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسِ! إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَقِ إِلَى صَاحِبِهِ وَلَا يَوْمِيءَ بِيَدِهِ».

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۱۳۱۹/۱۱۸۶.

باب: ۷۳- جب امام سلام کہے تو مقتدی بھی سلام کہہ دے

(المعجم ۷۳) - تَسْلِيمُ الْمَأْمُومِ حِينَ يُسَلِّمُ الْإِمَامُ (التحفة ۵۲۶)

۱۳۲۸- حضرت عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم بنو سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں تقریباً تائینا ہو چکا ہوں۔ (موسم برسات میں) بارشی اور سیلابی پانی میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز ادا فرمائیں جسے میں (گھر یلو) مسجد بنالوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ان شاء اللہ میں عنقریب آؤں گا۔“ اگلے دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ دن کافی اونچا آ چکا تھا نبی ﷺ نے اجازت طلب کی۔ میں نے اجازت دے دی۔ آپ بیٹھے نہیں بلکہ فرمایا: ”تم کس جگہ چاہتے ہو کہ

۱۳۲۸- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كُنْتُ أَصَلِّي بِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ بَصْرِي وَإِنَّ السُّبُولَ تَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي، فَلَوَدِدْتُ أَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِي بَنِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مَسْجِدًا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ» فَعَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ الْهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ: «أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ

۱۳- کتاب السہو..... نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنے کا بیان

أَصْلِي مِنْ بَيْتِكَ؟ فَأَشْرُتْ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَحْبَبْتُ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَفَّقْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ.

میں نماز پڑھوں؟“ میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں میں چاہتا تھا کہ آپ نماز پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صف بندی کی (آپ نے نماز ادا کی) پھر آپ نے سلام پھیرا اور آپ کے سلام پھیرتے ہی ہم نے بھی سلام پھیر دیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جب امام سلام کہے تو اگر مقتدی کی نماز مکمل ہوگئی ہے تو وہ بھی سلام کہہ دے۔ اگر اس کی نماز مکمل نہیں ہوئی تو وہ نماز مکمل کرنے کے بعد سلام پھیرے۔ ② آدمی کو اگر کوئی تکلیف ہو تو وہ اس کے متعلق بتلا سکتا ہے یہ شکوہ نہیں سمجھا جائے گا۔ ③ مدینہ منورہ میں نبی ﷺ کی مسجد کے علاوہ بھی مسجدیں تھیں ④ اگر بارش وغیرہ جیسے شرعی عذر کی بنا پر جماعت رہ جائے تو گناہ نہیں۔ ⑤ شرعی عذر کی وجہ سے گھر میں نماز کے لیے جگہ متعین کر لینا جائز ہے۔ ⑥ نماز کے لیے صف درست کرنا لازم ہے۔ ⑦ اس حدیث مبارکہ سے وعدہ وفا کرنے کی حیثیت نمایاں ہوتی ہے۔ ⑧ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے بغیر اجازت کوئی بھی کسی کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے گھر میں بھی بغیر اجازت داخل نہیں ہوئے تھے۔ اگر صاحب خانہ اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دیں تو برا محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ ⑨ نفل نماز میں جماعت کرنا مشروع ہے۔

باب: ۷۴- نماز سے فارغ ہونے

کے بعد سجدہ کرنا

(المعجم ۷۴) - بَابُ السُّجُودِ بَعْدَ الْفَرَاحِ

مِنْ الصَّلَاةِ (التحفة ۵۲۷)

۱۳۲۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر کے طلوع ہونے تک گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت الگ (سلام سے) پڑھتے اور اتنا لمبا سجدہ کرتے کہ آپ کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص پچاس (۵۰) آیات پڑھ سکتا تھا۔

۱۳۲۹- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ حَمَّادٍ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُمْ عَنْ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يُفْرَغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

۱۳۔ کتاب السہو۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنے کا بیان
وَيُؤَيِّرُ بِوَاحِدَةٍ، وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدَّرَ مَا
يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ
رَأْسَهُ. وَيَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ فِي
الْحَدِيثِ. مُخْتَصَرٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① امام صاحب رحمہ اللہ کا اس روایت سے نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنے پر استدلال کرنا محل نظر ہے کیونکہ اس روایت میں جو سجدے کا ذکر ہے اس سے مراد نماز سے فراغت کے بعد کا سجدہ نہیں بلکہ نماز میں کیے جانے والے سجدے کی طوالت کا بیان ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز (تہجد) گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ رات کے وقت آپ کی یہی نماز ہوتی تھی اس نماز میں سجدہ اس قدر طویل کرتے کہ آپ کے سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات تلاوت کر سکتا تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوتر، حدیث: ۹۹۳) ② اس روایت میں عشاء کی مابعد ستوں کو عشاء ہی میں شمار کیا گیا ہے، یعنی یہ گیارہ رکعات عشاء کی ستوں کے علاوہ تھیں۔ ③ اگر صرف تین وتر پڑھنے ہوں تو پھر دو رکعت نماز الگ اور ایک رکعت الگ پڑھنا بہتر اور افضل ہے۔ احادیث کی روٹی میں اسی طریقے کی فضیلت ملتی ہے۔ احناف کسی حال میں ایک رکعت الگ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ صحیح، کثیر اور صریح احادیث کی موجودگی میں ان کا ایک وتر سے انحراف قابل افسوس ہے۔ ④ رات کی نماز لمبی پڑھنا مستحب ہے۔

(المعجم ۷۵)۔ بَابُ سَجْدَةِ السَّهْوِ بَعْدَ
السَّلَامِ وَالْكَلامِ (التحفة ۵۲۸)

۱۳۳۰۔ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ
حَفْصِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ
عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ،
سَلَّمَ ثُمَّ تَكَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ.

۱۳۳۰۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے (بھول کر) سلام پھیر دیا پھر کچھ باتیں کیں پھر آپ نے سہو کے دو سجدے کیے۔

🌞 فائدہ: جب امام یہ سمجھتا ہو کہ میں نماز مکمل کر چکا ہوں اور نماز سے فارغ ہوں اس حالت میں اگر وہ کوئی کلام کر لے یا مقتدی ہونے کی صورت میں امام کو متنبہ کرے اور اس سے کچھ کلام کرنا پڑے یا تحقیق کی غرض

۱۳- کتاب السہو سجدہ سہو سے متعلق احکام و مسائل

سے آپس میں بات چیت ہو جائے تو معلوم ہو جانے کے بعد سلام اور کلام نماز کے لیے قاطع نہیں ہوں گے۔
بقیہ نماز پڑھ کر جود سہو کر لیے جائیں تو نماز بلا ریب درست ہے۔ یہ بات احادیث سے صاف سمجھ میں آتی ہے
البتہ احناف اور حنابلہ کلام کی صورت میں نئے سرے سے نماز پڑھنے کے قائل ہیں۔ لیکن احادیث سے ان کے
موقف کی تائید نہیں ہوتی۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۲۲۵، ۱۲۳۰)

(المعجم ۷۶) - أَلَسَلَامُ بَعْدَ سَجْدَتِي
باب: ۷۶- سجود سہو کے بعد سلام پھیرنا
السَّهْوِ (التحفة ۵۲۹)

۱۳۳۱- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا ضَمْضَمُ بْنُ جَوْسٍ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ
سَجْدَتِي السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ سَلَّمَ.
قَالَ: ذَكَرَهُ فِي حَدِيثٍ ذِي الْيَدَيْنِ.

۱۳۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا پھر بیٹھے بیٹھے سہو کے دو
سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔ (امام نسائی رحمہ اللہ نے)
فرمایا: ذوالیدین کی حدیث میں بھی اس کا ذکر ہے۔

🌞 فائدہ: دیکھیے حدیث: ۱۲۲۵.

۱۳۳۲- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ عَنْ
عَرَبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا
خَالِدٌ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ،
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
صَلَّى ثَلَاثًا ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَالَ الْخَزْبَاقِيُّ: إِنَّكَ
صَلَّيْتَ ثَلَاثًا فَصَلِّ بِهِمُ الرُّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ
سَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْوِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۳۳۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ نبی ﷺ نے تین رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا۔
حضرت خرباقی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے تین رکعتیں پڑھی
ہیں۔ آپ نے انھیں بقیہ رکعت پڑھائی پھر سلام پھیرا
پھر سہو کے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① سجود سہو کے بعد سلام اتفاق مسئلہ ہے البتہ تشہد میں اختلاف ہے۔ تشہد کی روایات

۱۳- کتاب السہو سلام پھیرنے کے بعد ذکر واذکار اور دیگر احکام و مسائل
ضعیف ہیں۔ عام روایات میں تشہد کا ذکر نہیں ہے اس لیے راجح اور صحیح موقف یہی ہے کہ تشہد نہیں ہے۔
احناف لازمی سمجھتے ہیں۔ ⑤ ”خرباق“ کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۳۳۰ کا فائدہ۔

(المعجم ۷۷) - جَلَسَةُ الْإِمَامِ بَيْنَ
التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ (التحفة ۵۳۰)
باب: ۷۷- سلام پھیرنے اور مقتدیوں
کی طرف منہ موڑنے کے درمیان
امام کا (کچھ دیر قبلہ رخ) بیٹھنا

۱۳۳۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
أَبِي لَيْلَى، عَنْ الْهَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ:
رَمَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاتِهِ فَوَجَدْتُ
قِيَامَهُ وَرُكْعَتَهُ وَاعْتِدَالَهُ بَعْدَ الرَّكْعَةِ،
فَسَجَدَتُهُ فَجَلَسَتُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ،
فَسَجَدَتُهُ فَجَلَسَتُهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ
قَرِيبًا مِّنَ السَّوَاءِ.

فائدہ: سلام پھیرنے کے بعد امام کو کچھ دیر قبلہ رخ بیٹھے رہنا چاہیے۔ اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم
ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا قیام رکوع اور سجود دوسرے ارکان مثلاً: قومہ جلسہ وغیرہ کے برابر ہوتے تھے۔ بہت سی
روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام کافی لمبا ہوتا تھا۔ اسی طرح رات کی نماز میں رکوع و سجود بھی طویل ہوتے
تھے۔ ممکن ہے کبھی کبھار سب ارکان برابر بھی ہوتے ہوں۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ آپ سب ارکان میں
تناسب رکھتے تھے۔ اگر قیام لمبا ہوتا تو باقی ارکان میں بھی اسی تناسب سے اضافہ ہوتا تھا اور اگر اختصار ہوتا تو
دیگر ارکان میں بھی اسی تناسب سے اختصار ہوتا تھا۔

۱۳۳۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: ۱۳۳۳- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ

۱۳۳۳- أخرجه مسلم، الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة وتخفيفها في تمام، ح: ۴۷۱ من حديث أبي عوانة
الوضاح بن عبد الله به، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۵۵.

۱۳۳۴- أخرجه البخاري، الأذان، باب مكث الإمام في مصلاه بعد السلام، ح: ۸۵۰ من حديث ابن وهب به

۱۳- کتاب السہو سلام پھیرنے کے بعد ذکر اذکار اور دیگر احکام و مسائل

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شَيْهَابٍ: أَخْبَرَنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفَرَّاسِيَّةُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا: أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الصَّلَاةِ قُمْنَ وَنَبَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللَّهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ.

میں نے کہا کہ سلام پھیرنے کے بعد ذکر اذکار اور دیگر احکام و مسائل

ابن شہاب: أخبرني هند بنت الحارث الفراسية أن أُمّ سلمة أخبرتها: أن النساء في عهد رسول الله ﷺ كنّ إذا سلمن من الصلاة قمن ونبت رسول الله ﷺ ومن صلى من الرجال ما شاء الله، فإذا قام رسول الله ﷺ قام الرجال.

فوائد و مسائل ① اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ باب کا مقصد یہ ہے کہ سلام پھیرنے اور اٹھ کر جانے کے درمیان کچھ دیر تک ذکر اذکار کے لیے بیٹھنا چاہیے۔ ممکن ہے دونوں جگہ بیٹھنا مراد ہو۔ مقتدیوں کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے قبلہ رخ بیٹھنا اور اٹھ کر چلے جانے سے پہلے ذکر اذکار کے لیے مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا دونوں مسنون ہیں۔ جماعت ختم ہونے کے فوراً بعد اٹھ جانا معیوب اور سنت کے خلاف ہے الایہ کہ کوئی عذر ہو بلکہ نماز کے اختتام کے بعد قبلہ رخ بیٹھ کر ذکر اذکار اور اوعیہ ماثورہ پڑھنا مستحب و مسنون ہے علاوہ امام کے کہ وہ مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے گا۔ ② امام کو مقتدیوں کے احوال کا خیال رکھنا چاہیے۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ان اسباب سے بھی بچنا چاہیے جو ممنوعات تک پہنچانے والے ہوں۔ ④ تہمت والے مقامات سے بچنا چاہیے۔ ⑤ عورتیں مسجد میں نماز باجماعت کے ساتھ شامل ہو سکتی ہیں۔

(المعجم ۷۸) - بَابُ الْأَنْحِرَافِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ۵۳۱)

باب: ۷۸- (امام کا) سلام کے بعد انحراف (قبلہ سے) رخ کرنا

۱۳۳۵- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ ابْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا صَلَّى انْحَرَفَ.

۱۳۳۵- حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے تو آپ نے اپنا رخ (قبلہ سے) موڑ لیا۔

۱۳- کتاب السہو سلام پھیرنے کے بعد ذکر ادا کرنا اور دیگر احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① قبلے سے رخ موڑنا شاید اس لیے ہے کہ دور سے دیکھنے والے کو بھی نماز کے ختم ہونے کا علم ہو جائے۔ ویسے بھی امام کا مقتدیوں کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا نماز کی حد تک تو مجبوری تھی؛ نماز کے بعد مناسب ہے کہ وہ لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے جیسے سردار لوگوں کے ساتھ بیٹھتا ہے اس لیے امام کو اپنا رخ قبلے کی طرف سے بدل لینا چاہیے۔ پھر چاہے تو بالکل مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے، خصوصاً اگر کوئی خطاب کرنا ہو اور چاہے تو دائیں یا بائیں منہ کر کے بیٹھ جائے۔ دائیں کو ترجیح دینا مستحسن ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ عموماً دائیں جانب کو ترجیح دیتے تھے۔ ② اس حدیث کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جب آپ نماز پڑھ چکے تو اٹھ کر گھر چلے گئے مگر نماز کے بعد یہ تک ذکر ادا کر آپ کا معمول تھا؛ خصوصاً صبح کی نماز کے بعد۔ احادیث میں اس کی فضیلت بھی وارد ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی کام ہو اس لیے فوراً چلے گئے لیکن یہ معنی مراد لینے بعید ہیں کیونکہ یہ حجۃ الوداع کے موقع پر مسجد خیف کی بات ہے جیسا کہ حدیث: ۸۵۹ میں گزر چکا ہے۔ اور مسند احمد کے الفاظ ہیں: [ثُمَّ انْخَرَفَ جَالِسًا] ”پھر آپ بیٹھے بیٹھے مڑے۔“ (مسند أحمد: ۱۶۱/۳) لہذا پہلی بات ہی زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ تاہم ضرورت کے پیش نظر امام فوراً اٹھ کر بھی جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷۹) - التَّكْبِيرُ بَعْدَ تَسْلِيمِ الْإِمَامِ
باب: ۷۹- امام کے سلام پھیرنے کے بعد (بلند آواز سے) اللہ اکبر کہنا (التحفة ۵۳۲)

۱۳۳۶- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ
العسکریُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ
[شَفِيَّانَ] بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ
عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا
كُنْتُ أَعْلَمُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
بِالتَّكْبِيرِ.

۱۳۳۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ
میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا اختتام لوگوں کے اللہ
اکبر کہنے سے معلوم کرتا تھا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① نماز سے فراغت کے بعد ذکر مسنون ہے۔ اس کی ابتدا اللہ اکبر سے کی جائے۔

آواز درمیانی ہو نہ بہت بلند ہو اور نہ بالکل آہستہ تاکہ سب مقتدیوں کی آواز مل کر ایک گونج سی پیدا ہو جائے۔
باقی ذکر آہستہ کیا جائے۔ ② حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نا بالغ ہونے کی وجہ سے پچھلی صفوں میں کھڑے ہوتے
تھے اس لیے ان تک سلام کی آواز نہیں پہنچتی تھی۔ سلام کے بعد جب تکبیر کی آواز گونجی تو انھیں نماز کے ختم

۱۳- کتاب السہو
سلام پھیرنے کے بعد ذکر و اذکار اور دیگر احکام و مسائل ہونے کا پتہ چلتا۔ ممکن ہے تکبیر بلند آواز سے کہنے میں یہ حکمت بھی ہو کہ لوگوں کو نماز ختم ہونے کا پتہ چل جائے جیسے نماز میں تکبیرات انتقال بلند آواز سے کہی جاتی ہیں، اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے وغیرہ لہذا یہ بات کمزور ہے کہ ذکر میں اخفا مناسب ہے اس لیے سلام کے بعد تکبیر آہستہ کہی جائے جیسا کہ یہ جمہور اہل علم کا موقف ہے۔

(المعجم ۸۰) - بَابُ الْأَمْرِ بِقِرَاءَةِ
الْمُعَوَّذَاتِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ مِنَ الصَّلَاةِ
(التحفة ۵۳۳)
باب: ۸۰- نماز سے سلام پھیرنے
کے بعد معوذات پڑھنے کا حکم

۱۳۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ حُنَيْنِ ابْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ الْمُعَوَّذَاتِ فِي ذُبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ.

۱۳۳۷- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں ہر (فرض) نماز کے بعد معوذات پڑھوں۔

فائدہ: بعض روایات میں ”معوذتین“ کا ذکر ہے یعنی قرآن مجید کی آخری دو سورتیں: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ معوذات کا مطلب ہے کہ یہ کلمات اپنے پڑھنے والے کو ہر شر سے بچاتے ہیں یا ان کے ذریعے اللہ کی پناہ طلب کی جاتی ہے۔ یہ سورتیں بھی اسی لیے نازل ہوئیں کہ لوگوں کے حسد، جادو، شر اور شیطانوں سے ان کے ذریعے سے بچا جائے یا پناہ طلب کی جائے۔

(المعجم ۸۱) - بَابُ الْإِسْتِغْفَارِ بَعْدَ
التَّسْلِيمِ
(التحفة ۵۳۴)
باب: ۸۱- سلام کے بعد استغفار کرنا

۱۳۳۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو - يَعْنِي ثُوبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانُ كَرْتِهِ هِيَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَبَّ ابْنِي

۱۳۳۸- رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی

۱۳۳۷- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في الاستغفار، ح: ۱۵۲۳ عن محمد بن سلمة المرادي به، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۵۹، وقال الترمذي، ح: ۲۹۰۳ "حسن غريب"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۵۵، وابن حبان، ح: ۲۴۴۷، والحاكم، ح: ۲۵۳/۱ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي. * الليث هو ابن سعد.

۱۳۳۸- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة وبينان صفته، ح: ۵۹۱ من حديث الوليد بن

۱۳- کتاب السہو سلام پھیرنے کے بعد ذکر و اذکار اور دیگر احکام و مسائل
الْأَوْزَاعِي - قَالَ : حَدَّثَنِي شَدَّادُ أَبُو عَمَّارٍ
أَنَّ أَبَا أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ نُبَّانَ
مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُ : أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ
اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ : «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ
وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ
وَالْإِكْرَامِ!».

🌞 فوائد و مسائل: ① سلام پھیرنے کے بعد استغفار کرنا مستحب ہے۔ ② اس حدیث مبارکہ سے نبی اکرم
ﷺ کی اپنے رب کے سامنے کمال عاجزی اور اظہار بندگی کا اثبات ہوتا ہے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کی تمام غزشتیں معاف کر دی تھیں۔ ③ بندے کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ میں اطاعت میں کامل ہوں بلکہ اسے
یہی سمجھنا چاہیے کہ میرے اطاعت کرنے میں نقص ہے میں نے عبادت کا حق ادا نہیں کیا اسے استغفار کے
ساتھ اس کی کوپورا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ ④ ”با برکت ہے“ یعنی تیرے پاس کسی چیز کی نہیں
کثرت ہی کثرت ہے۔ یا جہاں تیرا ذکر ہو وہاں برکت ہوتی ہے۔

(المعجم ۸۲) - اَلَّذِكْرُ بَعْدَ الْاِسْتِغْفَارِ

(التحفة ۵۳۵)

۱۳۳۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى
وَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صُدْرَانَ عَنْ خَالِدِ
قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ قَالَ : «اللَّهُمَّ أَنْتَ
السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا
ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ!».

🌞 فائدہ: ”تو سلام ہے“ یعنی تو ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے یا تو لوگوں کو سلامتی دینے والا ہے۔

۱۳- کتاب السہو سلام پھیرنے کے بعد ذکر اور دیگر احکام و مسائل

(المعجم ۸۳) - بَابُ التَّهْلِيلِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

(التحفة ۵۳۶)

باب: ۸۳- سلام کے بعد لا اِلهَ

إِلَّا اللَّهُ پڑھنا

۱۳۴۰- حضرت ابو زبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس منبر (منبر کعبہ) پر بیان کرتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو یوں فرماتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے کل حمد ہے۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ کی مدد کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اے نعمت، فضل اور اچھی تعریف والے! اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں۔ چاہے کافر برا ہی سمجھیں۔"

۱۳۴۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعْبَاعٍ

[الْمُرُوذِيُّ] قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَلَى هَذَا الْمُنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ يَقُولُ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، أَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ».

🌞 فائدہ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ [جامع کلمہ ہے۔ حول سے مراد ہر نقصان اور خرابی سے بچنے کی طاقت اور قوت سے مراد ہر اچھی چیز حاصل کرنے کی قوت ہے۔ ظاہر ہے ہر چیز ان میں آ جاتی ہے۔ شاید اسی لیے اس کلمے کو جنت کا خزانہ کہا گیا ہے۔

باب: ۸۴- سلام کے بعد ذکر اور لَا إِلَهَ

إِلَّا اللَّهُ پڑھنے کی تعداد

(المعجم ۸۴) - عَدَدُ التَّهْلِيلِ وَالذِّكْرِ بَعْدَ

التَّسْلِيمِ (التحفة ۵۳۷)

۱۳۴۱- حضرت ابو زبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت

۱۳۴۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۱۳- کتاب السہو

سلام پھرنے کے بعد ذکر واذکار اور دیگر احکام و مسائل

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (فرض) نماز کے بعد اس طرح تہلیل پڑھتے تھے: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ] ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے حکومت اور بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ہر تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ اسی کی ہیں سب نعمتیں اور اسی کے ہیں سب احسان و فضل اور اسی کے لیے ہیں اچھی تعریفیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ ہم خالص اسی کی اطاعت کرتے ہیں، خواہ کافر برا ہی سمجھیں۔“ پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ تہلیل پڑھتے تھے۔

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يُهْلِلُ فِي ذُبْرِ الصَّلَاةِ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ثُمَّ يَقُولُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُهْلِلُ بِهِمْ فِي ذُبْرِ الصَّلَاةِ.

باب: ۸۵- نماز کے ختم ہونے کے

وقت ایک اور تہم کا ذکر

۱۳۳۲- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب حضرت وراو نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا: مجھے کسی ایسی چیز کی خبر دیجیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز مکمل فرما لیتے تو یوں پڑھتے: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْكَ الْحَدُّ]

(المعجم ۸۵) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الْقَوْلِ عِنْدَ

انْقِضَاءِ الصَّلَاةِ (التحفة ۵۳۸)

۱۳۴۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُهَيْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ لُبَابَةَ وَسَمِعْتُهُ مِنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنٍ وَكَلاَهُمَا سَمِعَهُ مِنْ وَرَادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۱۳- کتاب السہو..... سلام پھیرنے کے بعد ذکر واذکار اور دیگر احکام و مسائل

فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيٍّ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ».

”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی اور تمام تعریفیں اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! نہیں کوئی روکنے والا اس چیز کو جو تو دے اور نہ کوئی اس چیز کو عطا کرنے والا ہے جو تو نہ دے اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں مفید نہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① نماز کے بعد یہ ذکر کرنا مستحسن ہے کیونکہ اس میں خالص توحید اور اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کا بیان ہے۔ ② کسی کو حدیث لکھ کر بھیجنا اور اسے آگے بیان کرنا درست ہے۔ ③ ایک آدمی کی خبر بھی حجت ہے جبکہ وہ ثقہ ہو۔ ④ ”تیرے مقابلے میں“ یعنی اگر تو پکڑنا چاہے تو کسی کی حیثیت یا اس کا مال اسے کوئی فائدہ دے سکتا ہے نہ بچا سکتا ہے۔ یا تیرے ہاں کسی مال والے کو اس کا مال فائدہ نہیں دیتا۔

۱۳۴۳ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ وَرَادٍ قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ إِلَى مُعَاوِيَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ ذُبُرَ الصَّلَاةِ إِذَا سَلَّمَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيٍّ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ».

۱۳۴۳- حضرت وراذ سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیر کر یوں پڑھتے: وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْكَ الْجَدُّ ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! کوئی اس چیز کو روکنے والا نہیں جو تو دے اور نہ کوئی وہ چیز دینے والا ہے جو تو روک دے اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے مقابلے میں مفید نہیں۔“

باب: ۸۶- یہ ذکر کتنی دفعہ کرے؟

(المعجم ۸۶) - كَمْ مَرَّةً يَقُولُ ذَلِكَ

۱۳- کتاب السہو سلام پھیرنے کے بعد ذکر واذکار اور دیگر احکام و مسائل

۱۳۴۳- حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب و راد سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے ایک ایسی حدیث لکھ دیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں لکھا: تحقیق میں نے نبی ﷺ کو نماز سے فارغ ہونے کے وقت یہ پڑھتے سنا ہے: [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (حقیقی) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔“ آپ یہ ذکر تین دفعہ پڑھتے۔

۱۳۴۴- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمُجَالِدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ وَذَكَرَ آخَرُ، ح: وَأَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْرٌ وَاحِدٌ مِنْهُمْ الْمُغِيرَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ وَرَادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَى الْمُغِيرَةِ أَنْ أَكْتُبَ إِلَيْهِ بِحَدِيثِ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيرَةُ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کے آخری الفاظ [ثلاث مرات] کی بابت محقق کتاب اور شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یہ الفاظ شاذ ہیں جبکہ بعض علمائے محققین کے نزدیک [ثلاث مرات] والے الفاظ صحیح ثابت ہیں۔ صرف نسخوں میں اختلاف ہے۔ صحیح بخاری کے صحیح اور معتد نسخوں میں یہ الفاظ ثابت ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سلسلۃ الأحادیث الضعیفہ للألبانی: ۱۳/۲۰۹-۲۲۰ و ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائي: ۱۵/۳۶۲-۳۶۳)

(المعجم ۸۷) - نَوَحٌ آخَرُ مِنَ الذِّكْرِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ۵۴۰) باب: ۸۷- سلام کے بعد ایک اور قسم کا ذکر

۱۳۴۵- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّاعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخَزَاعِيُّ مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ۱۳۴۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھے یا نماز سے فارغ ہوتے تو کچھ کلمات پڑھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۳۔ کتاب السہو

سلام پھرنے کے بعد ذکر واذکار اور دیگر احکام و مسائل

نے آپ سے ان کلمات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اگر کسی شخص نے (اس مجلس میں) اچھی باتیں کی ہوں گی تو یہ کلمات قیامت تک کے لیے ان باتوں کے لیے مہربن جائیں گے اور اگر اس نے اور قسم کی (غلط یا فضول) باتیں کی ہوں گی تو یہ اس کے لیے کفارہ (گناہ مٹانے والے) بن جائیں گے۔ (اور وہ کلمات یہ ہیں: [سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ! وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ] ”اے اللہ! تو ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک ہے اور تمام تعریفوں اور خوبیوں والا ہے۔ میں تجھ سے معافی طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔“ (یعنی ہر قسم کی غلطی سے توبہ کرتا ہوں۔)

خَلَّادُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: - وَكَانَ مِنَ الْخَائِفِينَ - عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا أَوْ صَلَّى تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَأَلَتْهُ عَائِشَةُ عَنِ الْكَلِمَاتِ فَقَالَ: «إِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَائِعًا عَلَيْهِنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ تَكَلَّمَ بِغَيْرِ ذَلِكَ كَانَ كَفَّارَةً لَهُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ! وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس دعا کو ”کفارہ مجلس“ کہا جاتا ہے، لہذا ہر مجلس کے بعد پڑھنی چاہیے۔ ② ”مہربن جائیں گے“، یعنی ان اچھی باتوں کے ثواب کو قائم رکھیں گے اور ان کی قبولیت کی ضمانت ہوں گے اور انھیں رد نہیں ہونے دیں گے۔

باب: ۸۸۔ سلام کے بعد ایک اور قسم کا ذکر اور دعا

(المعجم ۸۸) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الذَّكْرِ وَالِدُّعَاءِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ۵۴۱)

۱۳۳۶ھ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ پیشاب کے چھینے پڑنے سے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ میں نے کہا: تو غلط کہتی ہے۔ اس نے کہا: نہیں بلکہ سچ ہے۔ ہم پیشاب کے چھینے پڑنے سے چمڑا اور کپڑا کاٹتے تھے۔

۱۳۴۶ھ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا قُذَامَةُ عَنْ جَسْرَةَ قَالَتْ: حَدَّثَنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَتْ: إِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ،

۱۳- کتاب السہو

سلام پھیرنے کے بعد ذکر واذکار اور دیگر احکام و مسائل

(اسی دوران میں) رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے نکلے تو ہم اونچی اونچی بول رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا ہوا؟“ میں نے آپ سے بات بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ”یہ صحیح کہتی ہے۔“ اس دن کے بعد آپ نے جب بھی نماز پڑھی تو نماز کے بعد یہ دعا ضرور پڑھی: [رَبِّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَاسْرَافِيلَ اَعِدْنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ] ”اے جبریل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! مجھے آگ کی تپش اور قبر کے عذاب سے بچا۔“

فَقُلْتُ: كَذَبْتَ. فَقَالَتْ: بَلَى اِنَّا لَنَنْفَرُضُ مِنْهُ الْجِلْدَ وَالْثُوبَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِلَى الصَّلَاةِ وَقَدْ ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا، فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَتْ، فَقَالَ: «صَدَقْتَ» فَمَا صَلَّيْ بَعْدَ يَوْمَيْنِ صَلَاةً اِلَّا قَالَ فِي ذُبْرِ الصَّلَاةِ: «رَبِّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَاسْرَافِيلَ اَعِدْنِي مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① پیشاب کے جھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا عذاب قبر کا سبب ہے۔ یہ بات دیگر روایات میں بھی بیان کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کا علم نہ ہو گا یا یہ واقعہ پہلے کا ہے جیسا کہ حدیث کے آخر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس کے بعد ہمیشہ عذاب قبر سے پناہ مانگتے رہے۔ ② ”چمڑا اور کپڑا کاٹنے تھے۔“ چمڑے سے مراد بھی پہنا ہوا چمڑا ہے جسے پیشاب لگتا تھا نہ کہ اپنے جسم کا چمڑا کیونکہ پیشاب تو نکلتا ہی جسم سے ہے اور اس کا جسم کو لگنا لازمی ہے، تبھی تو استنجاء ضروری ہے۔ اگر وہاں دھونا کفایت کرتا تھا تو جسم کے دیگر حصوں کو بھی کاٹنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہاں لمبوس کپڑا چمڑا چونکہ جسم سے جدا ہے اسے پیشاب کے قطرے لگنا انسان کی غلطی اور سستی کا نتیجہ ہے لہذا انھیں کاٹنے کی سزا دی جاسکتی ہے۔ بعض علماء نے اس سے جسم کا چمڑا بھی مراد لیا ہے مگر یہ درست نہیں۔ ویسے بھی یہ تکلیف مالا یطاق ہے یعنی اس پر عمل ناممکن ہے۔ بعض روایات میں [جَسَدٌ] کا لفظ بھی آیا ہے لیکن یہ عام بن بھدلہ کا وہم ہے کہ اس نے سُن سے جسم کا چمڑا سمجھا اور پھر اس کی جگہ لفظ [جسد] (جسم) بول دیا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ”جَسَدٌ اَحَدُهُمْ“ کو منکر کہا ہے۔ دیکھیے: (ضعیف سنن أبي داود (مفصل) للالبانی، رقم الحديث: ۵) شاذ (بات) کی تاویل کی جانی چاہیے عقلاً شاذ ہو یا نقلاً وہ غیر معتبر ہے۔ (مزید دیکھیے حدیث: ۳۰ کا فائدہ نمبر: ۳) ③ ”جبریل، میکائیل، اسرافیل کے رب!“ اس قسم کے الفاظ سے مقصود رب تعالیٰ کی عظمت کا اظہار ہے یعنی اتنی عظیم الشان مخلوق کو پیدا کرنے والا۔ اسی طرح آسمانوں زمینوں کے رب برحق مغرب کے رب وغیرہ۔

باب: ۸۹- نماز سے فراغت کے وقت

(المعجم ۸۹) - نَوَعٌ آخَرُ مِنَ الذُّخْرِ عِنْدَ

الْانْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ۵۴۲)

۱۳- کتاب السہو

سلام پھرنے کے بعد ذکر واذکار اور دیگر احکام و مسائل

۱۳۴۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَرْوَانَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ كَعْبًا حَلَفَ لَهُ: بِاللَّهِ الَّذِي فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوسَى إِنَّا لَنَجِدُ فِي التَّوْرَةِ أَنَّ دَاوُدَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! اَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي جَعَلْتَهُ لِي عِصْمَةً، وَاصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي جَعَلْتَ فِيهَا مَعَاشِي، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي اَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نَقْمَتِكَ وَاعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيٍّ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ قَالَ: وَحَدَّثَنِي كَعْبٌ: أَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَانَ يَقُولُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنْ صَلَاتِهِ.

۱۳۴۷- حضرت ابو مروان سے روایت ہے کہ حضرت کعب نے مجھ سے حلفاً کہا: قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر کو بھاڑ کر راستے بنائے! ہم تو رات میں یہ لکھا پاتے ہیں کہ اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو یوں کہتے تھے: اَللّٰهُمَّ! اَصْلِحْ لِي مِنْكَ الْجَدُّ "اے اللہ! میرے لیے میرے دین کو درست فرما جسے تو نے میرے لیے (دنیا و آخرت میں رسوائی سے) بچاؤ کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور میرے لیے میری دنیا کو درست فرما جسے تو نے میرے لیے زندگی گزارنے کا سبب بنایا ہے۔ اے اللہ! میں تیری ناراضی سے بچنے کے لیے تیری رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری سزا سے بچنے کے لیے تیری معافی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیرے غضب سے بچنے کے لیے تیری (رحمت کی) پناہ چاہتا ہوں۔ جو چیز تو دے اے کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے اے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مال والے کو تیرے ہاں مال فائدہ نہیں دیتا (بلکہ عمل فائدہ دیتا ہے)۔" حضرت کعب نے کہا: مجھے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت محمد ﷺ بھی نماز سے فراغت کے وقت یہ کلمات کہا کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہاں "تورات" سے مراد وہ کتاب نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی کیونکہ وہ کتاب تو حضرت داود علیہ السلام سے بہت پہلے کی ہے۔ اس میں ان کا تذکرہ (مندرجہ بالا صورت میں) کیسے آ سکتا ہے؟ یہاں تورات سے صحف مراد ہیں جو بہت سے انبیاء پر اترے اور ان میں "زبور" بھی شامل ہے جو خود حضرت

۱۳- کتاب السہو سلام پھیرنے کے بعد ذکر واذکار اور دیگر احکام و مسائل

داود علیہ السلام پر اتری۔ آج کل ان تمام محقق کے مجموعہ کو بائبل کہتے ہیں۔ اس میں تورات بھی آ جاتی ہے بلکہ اس میں ان انبیاء علیہم السلام کے شاگردوں کی باتیں بھی داخل ہیں حتیٰ کہ یہ تعین مشکل ہے کہ اس میں کون سا کلام اللہ تعالیٰ کا ہے اور کون سا انبیاء کا یا ان کے شاگردوں کا؟ یہ امتیاز صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ اللہ کی کتاب کلیتہً ممتاز ہے کسی دوسرے کا ایک لفظ بھی اس میں شامل نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی باتیں (اقوال و افعال) اپنی جگہ الگ ممتاز اور واضح ہیں۔ آپ کے شاگردان رشید کے فتاویٰ و بیانات بالکل الگ ہیں۔ کوئی کسی سے غلط ملط نہیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ داود علیہ السلام کی شریعت میں بھی نماز مشروع تھی۔ ⑥ ”دین“ انسان کے لیے بچاؤ کا ذریعہ ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت کی تمام کمزوریاں سے بچاتا ہے لہذا بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کے سامنے آہ و زاری کرتا رہے اور اپنے دین کی درستی کے لیے دعا مانگتا رہے۔ ⑦ دنیا انسان کے زندگی گزارنے کا سبب ہے اور پاکیزہ معاش انسان کو جنت میں لے جانے کا سبب ہے اس لیے اپنی دنیا کی اصلاح کے لیے بھی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

(المعجم ۹۰) - بَابُ التَّعَوُّذِ فِي دُبْرِ

باب ۹۰- نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی

الصَّلَاةِ (التحفة ۵۴۳)

پناہ طلب کرنا

۱۳۴۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَامِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كَانَ أَبِي يَقُولُ فِي دُبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ: اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ” اے اللہ! میں کفر، فقر اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ تو میں بھی یہ کلمات کہنے لگا۔ والد محترم پوچھنے لگے: بیٹا یہ کلمات کس سے سیکھے ہیں؟ میں نے کہا: آپ سے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی نماز کے بعد یہ کلمات کہا کرتے تھے۔

فائدہ: اس روایت میں فقر کو کفر کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مشہور روایت ہے: كَذَابُ الْفَقْرِ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا (كشف الخفاء: ۱۰۸/۲) حدیث: (۱۹۱۹) ”قریب ہے فقر کفر ہو۔“ یہ روایت ضعیف ہے لیکن فقر سے بچنے کی دعا ضرور کرنی چاہیے۔ فضیلت اس فقر کی ہے جس میں دل غنی ہو۔ اس کے باوجود فقر کی دعا درست

۱۳- کتاب السہو

سلام پھرنے کے بعد ذکر کا رواج اور دیگر احکام و مسائل

نہیں۔ اگر فحری حالت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے فقر کا ثواب مانگا جائے اور غمی کی دعا کی جائے۔ مصیبت مانگنا جائز نہیں۔ ہاں اگر منجانب اللہ فقر آ جائے پھر انسان دل غمی رکھے اور شکوہ شکایت سے اجتناب کرے تو اجر عظیم کا مستحق ہوگا، جیسے فقراء مہاجرین۔

باب: ۹۱- سلام کے بعد تسبیح کی تعداد

(المعجم ۹۱) - عَدَدُ التَّسْبِيحِ بَعْدَ

التَّسْلِيمِ (التحفة ۵۴۴)

۱۳۴۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو کام ایسے ہیں کہ جو مسلمان بھی ان پر پابندی کرے وہ جنت میں داخل ہو گا۔ یہ دونوں کام بہت آسان ہیں اور ان پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(دو دو کام یہ ہیں:) پانچ فرض نمازوں میں سے ہر فرض نماز کے بعد دس دفعہ سُبْحَانَ اللہ پڑھے۔ دس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھے اور دس دفعہ اَللّٰہُ اَكْبَرُ پڑھے۔ اس طرح زبان پر (پڑھنے میں) یہ کل ڈیڑھ سو کلمات ہیں مگر میزان میں (ثواب کے لحاظ سے) ڈیڑھ ہزار ہیں۔“ (کیونکہ ہر نیکی کے بدلے میں اللہ تعالیٰ دس گنا جزا دیتا ہے۔) میں نے دیکھا اللہ کے رسول ﷺ ان کلمات کو ہاتھ سے شمار کرتے تھے۔ (دوسرا کام یہ ہے کہ) ”جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بستر یا چارپائی پر لیٹے تو تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللہ پڑھے، تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھے اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَكْبَرُ پڑھے۔ یہ زبان پر (پڑھنے کے لحاظ سے) سو کلمات ہیں اور

۱۳۴۹- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «حَلَّتَانِ لَا يُخَصِّيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُمَا يَسِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلْ بِهِمَا قَلِيلٌ»، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ يُسَبِّحُ اللَّهُ أَحَدُكُمْ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيَكْبُرُ عَشْرًا، فَبِهِنَّ خَمْسُونَ وَمِائَةً عَلَى اللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيزَانِ» وَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَغْفِدُهُنَّ بِيَدِهِ وَإِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ أَوْ مَضْجَعِهِ يُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيَكْبُرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَبِهِنَّ مِائَةً عَلَى اللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيزَانِ» قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَلْفَيْنِ وَخَمْسِمِائَةٍ

۱۳۔ کتاب السہو۔ سلام پھرنے کے بعد ذکر و اذکار اور دیگر احکام و مسائل

سَيِّئَةٌ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ لَا يُحْصِيهِمَا؟ فَقَالَ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، أَوْ يَأْتِيهِ عِنْدَ مَنَامِهِ فَيَنِيْمُهُ».

میزان میں (ثواب کے لحاظ سے) ایک ہزار ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو ہر دن رات میں دو ہزار پانچ سو گناہ کرتا ہے؟“ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی ان دو کاموں کی پابندی کیسے نہیں کر سکتا؟ آپ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی نماز میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آ کر کہتا ہے ”فلاں چیز یاد کر فلاں چیز یاد کر۔ (اس طرح اس کی توجہ ادھر ادھر ہو جاتی ہے اور وہ نماز کے فوراً بعد اٹھ کر چلا جاتا ہے۔) اسی طرح سوتے وقت بھی شیطان آ کر (ادھر ادھر کے خیالات میں پھنسا دیتا ہے اور) اسے سلا دیتا ہے۔ (اسے اس ذکر کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی)۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس قدر آسان کام جو چند منٹوں میں مکمل ہو جاتا ہے شیطان کی کوشش سے شاذ و نادر لوگ ہی اس پر عمل کرتے ہیں ﴿وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾ (سبا: ۳۳) ② اس حدیث مبارکہ میں ان اذکار کی اور اس امت کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ معمولی سے کام پر کس قدر عظیم ثواب ہے۔ ③ اس میں ان اذکار پر پابندی کرنے زیادہ سے زیادہ نیکیاں اکٹھی کرنے اور سستی ترک کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ ④ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہاتھوں کی انگلیوں پر تسبیح شمار کرنا مستحب ہے۔ ⑤ شیطان ہر وقت انسان کو بھلائی کے کاموں سے روکنے میں مصروف عمل ہے وہ انسان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر کے اس پر اپنے داؤ پیچ لڑاتا ہے۔ جو بھی اس کی پیروی کر لے وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو گیا۔

(المعجم ۹۲) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ

باب ۹۲۔ تسبیح کی ایک اور تعداد

التَّسْبِيحِ (التحفة ۵۴۵)

۱۳۵۰۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ أَشْبَاطَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”فرض نمازوں کے بعد پڑھے جانے والے کچھ ایسے کلمات ہیں جنہیں پڑھنے

سلام پھیرنے کے بعد ذکر واذکار اور دیگر احکام و مسائل

والا کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ
سُبْحَانَ اللَّهِ تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اور چونتیس
دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھے۔“

۱۳- کتاب السہو
أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مُعَقَّاتٌ لَا يَخِيبُ
قَائِلُهُنَّ: يُسَبِّحُ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا
وَتَلَاثِينَ، وَيَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَتَلَاثِينَ وَيُكَبِّرُهُ
أَرْبَعًا وَتَلَاثِينَ».

🌅 فائدہ: ”ناکام نہیں ہوتا“، یعنی جس طرح بھی پڑھے ثواب ضرور ملتا ہے خواہ کچھ غفلت بھی ہو جائے۔
یاجنت میں ضرور داخل ہوگا۔

باب: ۹۳- تسبیح کی ایک اور تعداد

(المعجم ۹۳) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدِ

التَّسْبِيحِ (التحفة ۵۴۶)

۱۳۵۱- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
لوگوں کو حکم دیا گیا (استحباباً) کہ ہر فرض نماز کے بعد
تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللَّهِ تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ
اور چونتیس دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہیں۔ ایک انصاری صحابی کو
خواب آیا۔ اسے کہا گیا: تمہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا
ہے کہ تم ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللَّهِ،
تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اور چونتیس دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو؟
اس نے کہا: ہاں۔ خواب میں نظر آنے والے شخص نے
کہا: تم انھیں سچیں دفعہ کر لو اور ان میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
کا اضافہ کر لو۔ جب صبح ہوئی تو وہ انصاری صحابی نبی
ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور پورا خواب بیان کیا۔ آپ
نے فرمایا: ”ایسے کر لو۔“

۱۳۵۱- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ حِرَازٍ
التِّرْمِذِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنِ
أَبْنِ إِدْرِيسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ
زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: أُمِرُوا أَنْ يُسَبِّحُوا دُبُرَ
كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَتَلَاثِينَ، وَيَحْمَدُوا ثَلَاثًا
وَتَلَاثِينَ، وَيُكَبِّرُوا أَرْبَعًا وَتَلَاثِينَ فَأَتَى
رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي مَنَامِهِ فَقِيلَ لَهُ:
أَمَرَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوا دُبُرَ كُلِّ
صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَتَلَاثِينَ، وَتَحْمَدُوا ثَلَاثًا
وَتَلَاثِينَ، وَتُكَبِّرُوا أَرْبَعًا وَتَلَاثِينَ؟ قَالَ:
نَعَمْ، قَالَ فَاجْعَلُوهَا خَمْسًا وَعِشْرِينَ
وَاجْعَلُوهَا فِيهَا التَّهْلِيلَ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى

۱۳- کتاب السہو
السَّيِّئِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ:
«اجْعَلُوهَا كَذَلِكَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① خواب حجت نہیں ہوگا کیونکہ یقین نہیں ہوتا کہ وہ منجانب اللہ ہے یا منجانب شیطان یا اپنے دماغی خیالات البتہ رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کے بعد خواب حجت ہے کیونکہ اس کا منجانب اللہ ہونا یقینی ہو گیا، لہذا اب یہ بھی امر رسول ہی ہے۔ ② لوگوں کا عام عمل تینتیس والی تعداد پر ہے کیونکہ وہ روایات بہت زیادہ مشہور ہیں جب کہ پچیس والی روایات اس قدر معروف نہیں ہیں البتہ یہ بھی بلاشبہ جائز اور درست ہے۔ اسی طرح کبھی کبھی دس والی روایات پر بھی عمل کر لینا چاہیے۔ ③ جب صحابی کہے: ”ہمیں حکم دیا گیا“ یا ”لوگوں کو حکم دیا گیا“ تو وہ حدیث مرفوعہ کے حکم میں ہوتی ہے۔ جمہور محدثین اسی کے قائل ہیں۔

۱۳۵۲- أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ
الْكُرَيْمِ أَبُو زُرْعَةَ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا
أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنِي
عَلِيُّ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ عِصَاضٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ
ابْنِ أَبِي زَوَادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ:
أَنَّ رَجُلًا رَأَى فِيمَا يَرَى النَّائِمَ قِيلَ لَهُ:
بِأَيِّ شَيْءٍ أَمَرَكُمُ نَبِيُّكُمْ ﷺ؟ قَالَ: أَمَرَنَا
أَنْ نُسَبِّحَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَنَحْمَدَ ثَلَاثًا
وَوَثَلَاثِينَ وَنُكَبِّرَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَنِلْكَ مِائَةً
قَالَ: سَبَّحُوا خَمْسًا وَعِشْرِينَ، وَاحْمَدُوا
خَمْسًا وَعِشْرِينَ، وَكَبَّرُوا خَمْسًا
وَعِشْرِينَ، وَهَلَّلُوا خَمْسًا وَعِشْرِينَ، فَنِلْكَ
مِائَةً. فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «افْعَلُوا كَمَا قَا
الْأَنْصَارِيُّ».

۱۳۵۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
ایک صحابی نے خواب میں دیکھا۔ ان سے پوچھا گیا:
تمہارے نبی ﷺ نے تمہیں کس چیز کا حکم دیا ہے؟ انھوں
نے کہا: آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم (فرض نماز کے
بعد) تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللَّهِ، تینتیس دفعہ
الْحَمْدُ لِلَّهِ اور چونتیس دفعہ اللَّهُ أَكْبَرُ کہیں۔ یہ ایک
سو ہو جائیں گے۔ اس نے کہا: تم پچیس دفعہ سُبْحَانَ
اللَّهِ، پچیس دفعہ الْحَمْدُ لِلَّهِ، پچیس دفعہ اللَّهُ أَكْبَرُ اور
پچیس دفعہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ لیا کرو۔ یہ بھی ایک سو
ہو جائیں گے۔ جب صبح ہوئی تو اس صحابی نے یہ خواب
نبی ﷺ سے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیسے
یہ انصاری کہتا ہے اسی طرح کر لو۔“

(المعجم ۹۴) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ عَدَدٍ باب: ۹۴- تسبیح کی ایک اور تعداد

التَّسْبِيحُ (التحفة ٥٤٧)

١٣٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ قَالَ:
سَمِعْتُ كُرَيْبًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ جُورِيَّةَ
بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهَا
وَهِيَ فِي الْمَسْجِدِ تَدْعُو ثُمَّ مَرَّ بِهَا قَرِيبًا
مِنْ يَصْفِ التَّهَارِ فَقَالَ لَهَا: «مَا زِلْتُ عَلَى
حَالِكٍ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: «أَلَا أَعْلَمُكَ
- يَعْنِي - كَلِمَاتٍ تَقُولِينَهِنَّ: سُبْحَانَ اللَّهِ
عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ سُبْحَانَ
اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ
سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا
نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زُتَّةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ
زُتَّةَ عَرْشِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ زُتَّةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ
اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ
كَلِمَاتِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ».

 فوائد و مسائل: ① صحیح مسلم کی حدیث میں یہ بھی صراحت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آج جو کچھ تم نے

کہا ہے یہ کلمات ان سے وزن کیے جائیں تو وزن میں ان (تحرارے کہے ہوئے) کلمات سے بڑھ جائیں گے۔“ اور وہ کلمات اس طرح مذکور ہیں (سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ) (صحیح مسلم، الذکر والدعاء، حدیث: ۲۷۶۲) ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انتہائی تسبیحات کا مستحق ہے اور ان مذکورہ چیزوں کی تعداد اور مقدار و وزن کو کوئی نہیں جانتا۔

۱۳- کتاب السہو سلام پھیرنے کے بعد ذکر و اذکار اور دیگر احکام و مسائل

وہ انتہائی وزنی اور بے انتہا ہیں۔ ① یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض ذکر، بعض سے افضل ہوتے ہیں اور ان کا ثواب زیادہ ہوتا ہے کیونکہ سب کلام برابر نہیں ہوتے۔ ② اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ کے عہد میں عورتیں بہت زیادہ ذکر و اذکار اور عبادت کرتی تھیں۔ ③ نماز فجر سے لے کر دن چڑھنے تک ذکر و اذکار کرنا متحسن امر ہے۔

(المعجم ۹۵) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ۵۴۸) باب: ۹۵- ایک اور قسم کا ذکر

۱۳۵۴- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَتَّابٌ - هُوَ ابْنُ بَشِيرٍ - عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عِكْرِمَةَ وَمُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ الْفَقْرَاءُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْأَغْنِيَاءَ يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَلَهُمْ أَمْوَالٌ يَتَصَدَّقُونَ بِهَا وَيَعْتِقُونَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا صَلَّيْتُمْ فَقُولُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَشْرًا، فَإِنَّكُمْ تُذَرِّحُونَ بِذَلِكَ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ مَنْ بَعْدَكُمْ».

۱۳۵۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فقیر صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مالدار لوگ ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں، لیکن ان کے پاس مال ہے جس سے وہ صدقہ کرتے ہیں اور غلام آزاد کرتے ہیں۔ (ہم ان کے درجے کو کیسے پہنچ سکتے ہیں؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز پڑھ چکو تو تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ تینتیس مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّهِ، تینتیس مرتبہ اللَّهُ أَكْبَرُ اور دس دفعہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ لیا کرو۔ تم اس عمل کی بدولت اپنے سے آگے بڑھ جانے والے لوگوں کو جالوگے اور ان لوگوں سے بہت آگے بڑھ جاؤ گے جو تم سے پیچھے ہیں۔“ (یاجو یہ عمل نہیں کرتے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو متفق کتاب نے سندا ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ دس دفعہ لا إله إلا الله والے الفاظ کے علاوہ باقی روایت کی اصل صحیح ہے کیونکہ مذکورہ روایت اس اضافے کے بغیر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے نیز اس اضافے کو شیخ البانی رحمہ اللہ اور شارح سنن النسائي علامہ اتیوبی نے منکر قرار دیا ہے۔ ہنا بریں مذکورہ روایت ”دس دفعہ لا إله إلا الله“ کے اضافے کے علاوہ صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبی شرح سنن النسائي: ۱۵/۳۳۱-۳۳۲، و ضعیف سنن النسائي رقم: ۱۳۵۳)

۱۳- کتاب السہو

سلام پھیرنے کے بعد ذکر اذکار اور دیگر احکام و مسائل

① غُٹّی اور فقرا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں مگر مالدار کو اپنا مال خرچ کرنے کا ثواب تو ملے گا جس سے فقیر شخص خرچ نہ کرنے کی وجہ سے محروم رہے گا جیسے لکڑا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے مگر وہ بہت سارے ان مفادات و منافع سے محروم رہتا ہے جن سے دو ٹانگوں والے بہرہ ور ہوتے ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس اعتبار سے یہ روایت معنا صحیح ہے البتہ اس روایت میں دس مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ والے الفاظ کا اضافہ منکر ہے۔ ② بندی و درجات کے لیے نیک اعمال میں مقابلہ کرنا جائز ہے۔ ③ کسی پر اللہ کے انعامات دیکھ کر رشک کرنا اور اس جیسی نعمتوں کی خواہش کرنا درست ہے۔ ④ کبھی چھوٹے سے عمل کی بنا پر بہت بڑے عمل کی فضیلت اور ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

(المعجم ۹۶) - نَوَوعٌ آخَرُ (التحفة ۵۴۹) باب: ۹۶- ایک اور قسم کا ذکر

۱۳۵۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ - يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ - عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي عُلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَبَّحَ فِي ذُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ وَهَلَّلَ مِائَةَ تَهْلِيلَةٍ غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ».

۱۳۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص صبح کی نماز کے بعد سو دفعہ سبحان اللہ اور سو دفعہ لا إله إلا اللہ پڑھے اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سند ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے نیز شارح سنن النسائي نے اس پر تفصیلی کلام کرتے ہوئے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ان کے کلام سے یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت صحیح اور قابل حجت ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحيح سنن النسائي: ۴۳۵/۱، رقم: ۱۳۵۳، ذخيرة العقبی شرح سنن النسائي: ۴۲۶/۱۵)

② یہ رب کریم کا کرم ہے کہ چھوٹے سے کام پر عظیم جزا سے سرفراز فرماتا ہے۔ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ یہ عظیم خوشخبری اس شخص کے لیے ہے جو اس عمل پر پہنچتی کرتا ہے۔ اور اس پر پہنچتی خوش بخت مومن ہی کر سکتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ ③ سمندر کی جھاگ کنیا ہے بے انتہا سے۔ ہمارے علم کے لحاظ سے سمندر کی جھاگ بے انتہا ہی ہے۔ اسے کثرت بھی کہا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳- کتاب السہو سلام پھیرنے کے بعد ذکر و اذکار اور دیگر احکام و مسائل

(المعجم ۹۷) - بَابُ عَقْدِ التَّسْبِيحِ باب: ۹۷- تسبیحات کو شمار کرنا

(التحفة ۵۵۰)

۱۳۵۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى ۱۳۵۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے
الصَّنْعَانِيُّ وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ [الدَّارِعُ] ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تسبیحات شمار کرتے
- وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَثْمُ بْنُ عَلِيٍّ دیکھا۔
قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ
السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَعْقِدُ التَّسْبِيحَ.

فائدہ: مذکورہ احادیث میں میں مقدار میں ذکر کرنے کا حکم ہے لہذا تسبیحات اور دیگر اذکار کو شمار کرنا مشروع
عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کا طریقہ بھی منقول ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں
نے رسول اللہ ﷺ کو داکیں ہاتھ کے ساتھ تسبیحات شمار کرتے دیکھا۔ (سنن أبي داود، الترمذی، حديث: ۱۵۰۳)
البتہ جس شخص کے لیے داکیں ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیحات شمار کرنا واقعی مشکل اور دشوار ہو تو اس کے لیے اس مقصد
کی خاطر بایاں ہاتھ یا کوئی دوسرا ذریعہ استعمال کرنا ان شاء اللہ جائز ہوگا۔ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا
وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲۸۶) واللہ اعلم.

(المعجم ۹۸) - بَابُ تَرْكِ مَسْحِ الْجَبْهَةِ باب: ۹۸- سلام کے بعد ماتھانہ پونچھنا

بَعْدَ التَّسْلِيمِ (التحفة ۵۵۱)

۱۳۵۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: ۱۳۵۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
حَدَّثَنَا بَكْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرٍّ - عَنْ ابْنِ کہ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان المبارک کے درمیان
الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي والے دس دنوں میں احکاف بیٹھتے تھے۔ پھر جب میں
سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ راتیں گزر جاتیں اور اکیسویں رات آ جاتی تو آپ اور
الْخُدْرِيُّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ آپ کے ساتھ احکاف بیٹھنے والے گھروں کو چلے

۱۳۵۶- [صحیح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب منه [في فضل التسبيح والتحميد... الخ]، ح: ۳۴۱۱ عن
محمد بن عبد الأعلى به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۷۸، ورواه شعبة عند الحاكم: ۱/۵۴۷،
وغيره، وقال الذهبي: "صحيح"، وهو في نيل المصنوع، ح: ۱۵۰۲.

۱۳- کتاب السہو سلام پھیرنے کے بعد ذکر اذکار اور دیگر احکام و مسائل

۱۳۵۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

۱۳۵۸- حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو سورج طلوع ہونے تک اپنی نماز والی جگہ میں بیٹھے رہتے۔

۱۳۵۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلَمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، وَذَكَرَ آخَرُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: قُلْتُ لِيَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ كُنْتُ تُجَالِسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَيَتَحَدَّثُ أَصْحَابُهُ يَذْكُرُونَ حَدِيثَ الْجَاهِلِيَّةِ وَيُنْشِدُونَ الشَّعْرَ وَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُونَ.

۱۳۵۹- حضرت سماک بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو سورج طلوع ہونے تک اپنی نماز والی جگہ میں بیٹھے رہتے۔ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے سامنے باتیں کرتے رہتے۔ کبھی جاہلیت کی باتیں ذکر کرتے، کبھی شعر پڑھتے اور ہنستے۔ اللہ کے رسول ﷺ مسکراتے رہتے۔

🌞 فائدہ: نماز کے بعد مننون ذکر اذکار کے لیے بیٹھنا تو متفق علیہ چیز ہے۔ امام کو دوسروں کی نسبت زیادہ پابندی کرنی چاہیے۔ ذکر اذکار کے علاوہ جن نمازوں کے بعد مکہ مکرمہ میں نہیں مثلاً: فجر اور عصر تو مناسب ہے کہ امام بیٹھا رہے تاکہ لوگ اپنے مسائل پیش کریں۔ اس طرح عوام الناس سے امام کا رابطہ قائم ہوگا۔ معلومات عامہ سے واقفیت رہے گی۔ لوگوں کے ساتھ خوش طبعی کے ساتھ میل جول رکھنا بھی نیکی ہے۔ فرض نماز کے بعد ذکر اذکار مکہ مکرمہ سنتوں سے پہلے پڑھنے چاہئیں۔ عام احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ باقی رہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث کہ آپ سلام کے بعد صرف [اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ..... الخ] والی دعا پڑھنے کے برابر ہی بیٹھتے تھے تو اس سے مراد قبلہ رخ بیٹھنا ہے نہ کہ مطلقاً، یعنی اتنی دیر آپ قبلہ رخ بیٹھے، پھر مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ صحابہ آپ کے پاس ایسے شعر ہی پڑھتے ہوں گے جو شاعرانہ یا وہ گوئی سے پاک ہوں گے۔ اچھے

۱۳- کتاب السہو۔ سلام پھیرنے کے بعد کرواؤ کا روادیر اور دیگر احکام و مسائل

اشعار تھوڑی مقدار میں باقاعدہ مجلس قائم کیے بغیر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ مساجد میں باقاعدہ شعر گوئی کی مجالس منعقد کرنا درست نہیں۔ شعروں سے زیادہ دلچسپی قرآن مجید سے دور کرتی ہے۔

(المعجم ۱۰۰) - بَابُ الْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ (التحفة ۵۵۳)
باب: ۱۰۰- نماز کے بعد کس طرف سے اٹھ کر جائے؟

۱۳۶۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الشَّاذِلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَيْفَ أَنْصَرَفَ إِذَا صَلَّيْتُ عَنْ يَمِينِي أَوْ عَنْ يَسَارِي؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ.

۱۳۶۰- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب میں نماز سے فارغ ہو جاؤں تو کیسے اٹھوں؟ دائیں جانب سے یا بائیں جانب سے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو عمومی طور پر دائیں جانب مڑ کر اٹھتے دیکھا ہے۔

🌞 فائدہ: باب کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ فراغت کے بعد گھر جاتے وقت کس طرف سے مڑنا چاہیے دائیں سے یا بائیں سے؟ ظاہر ہے جس طرف کو حاجت ہو اٹھ کر جاسکتا ہے مگر دائیں جانب کو ترجیح دینا اچھی بات ہے۔ پھر جس طرف جی چاہے چلا جائے، البتہ دائیں جانب کو لازم نہ سمجھے۔ رسول اکرم ﷺ نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھتے تھے۔ اس طرح آپ کا گھر دائیں جانب بن جاتا تھا تو آپ عموماً دائیں جانب کو ہی اٹھ کر تشریف لے جاتے تھے۔ کبھی گھر نہ جانا ہوتا تو دوسری جانب بھی اٹھتے تھے۔ اگر آپ قبلہ رخ بیٹھے ہوتے تو آپ کا گھر بائیں جانب تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دائیں جانب سے اٹھنے کو لازم قرار دینا برا سمجھا ہے۔ باب کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف کس جانب سے مڑے؟ دونوں طرف سے مڑ سکتا ہے مگر دائیں جانب افضل ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ ہر کام میں دائیں جانب کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قصداً دائیں جانب گھرے ہوتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا رخ انور پہلے ہماری طرف ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۱۳۶۱- أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ پر شیطان کا حصہ نہ

۱۳۶۰- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، ح: ۷۰۸ عن

قتيبة، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۸۲.

۱۳۶۱- أخرجه البخاري، الأذان، باب الانتقال والانصراف عن اليمين والشمال، ح: ۸۵۲، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال، ح: ۷۰۷ من حديث الأعمش، وهو في

سلام پھیرنے کے بعد ذکر و اذکار اور دیگر احکام و مسائل

☀️ **فائدہ:** ”اچھے آپ پر شیطان کا حصہ نہ رکھے۔“، یعنی غیر واجب کو خود ہی واجب کر لینا شریعت میں مداخلت ہے شیطان کی بیروی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کی مخالفت ہے۔ گویا دائیں جانب سے مڑنے کو ضروری سمجھنا درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی دائیں جانب سے مڑنے کو ناجائز سمجھ کر دائیں جانب کو ترجیح دے تو کوئی حرج نہیں۔

🌞 **فائدہ:** بلاوجہ تشدد درست نہیں۔ جب دونوں طرف دلائل ہوں تو بجائے جھگڑنے اور بات کو طول دینے کے وجہ ترجیح دھونڈنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بلاوجہ کسی ایک بات پر جم جانا مناسب نہیں۔ اسی طرح وہ مسائل جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں مختلف فیہ رہے اور ان پر اتفاق نہ ہو سکا ان میں دونوں صورتوں کے جواز کا فتویٰ دیا جائے بشرطیکہ معاملہ جواز و استحباب کا ہو ورنہ بصورت تعارض جواز و اباحت پر حرمت و ممانعت کو مقدم کرنا ہی مختار راستہ ہے، البتہ جو مسئلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں متفق علیہ ہو اسے مضبوطی سے پکڑا جائے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غلطی پر متفق نہیں ہو سکتے تھے۔

(المعجم ١٠١) - بَابُ الْوَقْتِ الَّذِي
يَنْصَرَفُ فِيهِ النِّسَاءُ مِنَ الصَّلَاةِ

(التحفة ٥٥٤)

۱۳- کتاب السہو

سلام پھیرنے کے بعد ذکر و اذکار اور دیگر احکام و مسائل

۱۳۶۳- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورتیں
أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھتی تھیں۔ جب
عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، آپ سلام پھیرتے تو وہ فوراً اٹھ کر چلی جاتیں۔ انھوں
قَالَتْ: كَانَ النَّسَاءُ يُصَلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ نے بڑی چادریں لپیٹی ہوتی تھیں اور اندھیرے کی وجہ
ﷺ الْفَجْرَ، فَكَانَ إِذَا سَلَّمَ انْصَرَفْنَ سے انھیں پہچانا نہیں جاسکتا تھا۔
مُتَلَفَعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ فَلَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغُلَسِ.

☀ فائدہ: عورتوں کو سلام پھیرتے ہی اٹھ جانا چاہیے۔ مرد بیٹھے رہیں۔ مردوں کو ذکر اذکار اور سنن مؤکدہ کی
ادائیگی کے بعد گھر جانا چاہیے تاکہ عورتیں ان سے پہلے گھروں میں پہنچ جائیں اور اختلاط نہ ہو۔ چادر میں لپٹی
ہونے کے باوجود عورت کی چال و حال سے اسے پہچانا جاسکتا ہے مگر اندھیرے میں یہ چیز بھی ممکن نہ ہوتی تھی۔
معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی نماز سے فراغت غلَس (اندھیرے) ہی میں ہو جاتی تھی۔

(المعجم ۱۰۲) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُبَادَرَةِ
الإمام بِالْإِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلَاةِ
باب: ۱۰۲- سلام پھیرنے میں امام سے
پہل کرنے کی ممانعت
(التحفة ۵۵۵)

۱۳۶۴- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر
فُلَيْلٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”میں تمہارا امام ہوں
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا لہذا رکوع“ سجدے اٹھنے اور سلام پھیرنے میں مجھ سے
بَوَّحِهِ فَقَالَ: «إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تُبَادِرُونِي جلدی نہ کیا کرو۔ میں تمہیں ہر حال میں دیکھتا ہوں، تم
بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا آگے ہو یا پیچھے۔“ پھر فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس
بِالْإِنْصِرَافِ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ أَمَامِي وَمِنْ کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم وہ چیزیں دیکھ لو

۱۳۶۳- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر، ح: ۵۷۸، ومسلم، المساجد، باب استحباب
التكبير بالصبح في أول وقتها... الخ، ح: ۶۴۵/۲۳۰ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۱۲۸۵.

۱۳۶۴- أخرجه مسلم، الصلاة، باب تحريم سبق الإمام بركوع أو سجود ونحوهما، ح: ۴۲۶ عن علي بن حجر.

۱۳- کتاب السہو ————— سلام پھرنے کے بعد ذکر واذکار اور دیگر احکام و مسائل

سَبْعَ مِنَ الشَّهْرِ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ نَحْنُ مِنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ كَانَتْ سَادِسَةٌ فَلَمْ يَقُمْ فَلَمَّا كَانَتْ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ نَحْنُ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ نَقَلْتَنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حَسِبَ لَهُ قِيَامَ لَيْلَةٍ» قَالَ: ثُمَّ كَانَتْ الرَّابِعَةُ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا بَقِيَ ثُلُثٌ مِنَ الشَّهْرِ أَرْسَلَ إِلَى بَنَاتِهِ وَنِسَائِهِ وَحَشَدَ النَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتَّى حَسِبْنَا أَنْ يَقُوتَنَا الْفَلَاخُ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ، قَالَ دَاوُدُ: قُلْتُ: مَا الْفَلَاخُ؟ قَالَ: أَلَسَّحُورُ.

چوبیسویں رات ہوئی تو ہمیں نماز نہیں پڑھائی۔ جب پچیسویں رات ہوئی تو پھر ہمیں نماز پڑھائی حتیٰ کہ تقریباً نصف رات گزر گئی۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ساری رات ہمیں نفل نماز پڑھاتے رہتے تو کیا ہی خوب ہوتا۔ آپ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھے اور امام کے واپس جانے تک ساتھ رہے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام شمار کیا جاتا ہے۔“ پھر چھبیسویں رات ہوئی تو آپ نے ہمیں نفل نماز نہ پڑھائی۔ جب ماہ مقدس کے تین دن باقی رہ گئے (یعنی ستائیسویں رات کو) تو آپ نے اپنی بیٹیوں اور بیویوں کو بھی بلا بھیجا اور بہت لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ہمیں نفل نماز پڑھائی حتیٰ کہ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ”فلاح“ رہ جائے گی۔ پھر اس کے بعد اس ماہ مقدس کی کسی رات کو ہمیں نفل نماز (تراویح) نہیں پڑھائی۔

(راوی حدیث) داود (بن ابو ہند) نے کہا: میں

نے (اپنے استاد ولید سے) پوچھا: ”فلاح“ کیا ہے؟

انھوں نے کہا: محری ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نبی ﷺ کا بعد کی راتوں میں تراویح نہ پڑھانا فرضیت کے ڈر سے تھا جیسا کہ آپ نے

خود فرمایا ہے۔ آپ کی وفات کے بعد یہ ڈر نہ رہا لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مستقل جماعت شروع کرادی جس پر

آج تک امت متفق ہے۔ سواب یہی سنت ہے۔ خصوصاً جب کہ قراء اور حفاظ کی کثرت نہیں رہی اور لمبی نماز کا

شوق بھی عفا ہے۔ ② عہد رسالت اور عہد صحابہ و تابعین میں رات کے قیام یعنی تہجد کو قیام اللیل یا تہجد کہا جاتا

تھا اس حدیث میں بھی اس کے لیے قیام ہی کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ بعد میں رمضان کے قیام کو ”تراویح“ کہا

جانے لگا جو ترویجی جمع ہے تاہم تہجد قیام اللیل اور تراویح ایک ہی نماز (تہجد) کا نام ہے البتہ رمضان کے قیام

کے لیے تراویح کا لفظ معروف ہو گیا ہے علاوہ ازیں عوام کی سہولت کے پیش نظر اسے عشاء کی نماز کے فوراً بعد

پڑھ لیا جاتا ہے کیونکہ تہجد کے وقت کا آغاز نماز عشاء کے بعد شروع ہو جاتا اور طلوع فجر تک رہتا ہے۔ گو اس کا

۱۳- کتاب السہو سلام پھرنے کے بعد کرواؤ کا راز اور دیگر احکام و مسائل

باجاماعت پڑھنا افضل ہے۔ ⑤ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں قیام کا خاص اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ لیلۃ القدر انھی میں سے ایک رات ہوتی ہے۔

(المعجم ۱۰۴) - بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْإِمَامِ
فی تَخْطِي رِقَابِ النَّاسِ (التحفة ۵۵۷)
باب: ۱۰۴- امام کے لیے لوگوں کی گردنیں
پھلانگنے کی رخصت

۱۳۶۶- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ
الْحَرَاثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ
عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ التَّوْقَلِيِّ،
عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ
قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَصْرَ
بِالْمَدِينَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ
سَرِيعًا حَتَّى تَعَجَّبَ النَّاسُ لِسُرْعَتِهِ، فَتَبِعَهُ
بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَدَخَلَ عَلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ
ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: «إِنِّي ذَكَرْتُ وَأَنَا فِي
الْعَصْرِ شَيْئًا مِنْ تَبَرُّكَ كَانَ عِنْدَنَا، فَكِرِهْتُ
أَنْ يَبَيِّتَ عِنْدَنَا فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ».

۱۳۶۶- حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں میں نے ایک دفعہ مدینہ منورہ میں نبی ﷺ کے
ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی آپ
جلدی سے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے گھر چلے
گئے حتیٰ کہ لوگوں نے آپ کی جلدی پر تعجب کیا۔ کچھ
صحابہ آپ کے پیچھے گئے۔ آپ اپنی کسی بیوی کے گھر
داخل ہوئے پھر باہر تشریف لائے اور فرمایا: ”مجھے عصر
کی نماز کے دوران میں یاد آیا کہ کچھ سونا ہمارے گھر پڑا
ہے۔ میں نے پسند نہ کیا کہ وہ رات کو ہمارے گھر رہے
اس لیے میں نے وہ تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اللہ! اللہ! نبی ﷺ کی بے نقسی کہ اللہ کے مال کو ایک رات کے لیے بھی اپنے گھر رکھنے کو
تیار نہیں۔ ﷺ - فَحَزَّاهُ اللَّهُ عَنَّا خَيْرَ الْحَزَاءِ. ② معلوم ہوا کہ نماز کے اندر اتفاقاً کسی خیال کا آ جانا نماز کو ختم
نہیں کرتا۔ ③ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی عادت مبارکہ نماز کے بعد کچھ دیر بیٹھنے ہی کی
تھی ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعجب نہ ہوتا نیز کسی عذر کی بنا پر ایسے کر سکتے ہیں اسے عادت نہیں بنانا چاہیے۔
④ امام جب کوئی خلاف معمول کام کرے تو اسے اپنے ساتھیوں کے سامنے اس کی وضاحت کر دینی چاہیے تاکہ
ان کے دلوں میں شکوک و شبہات جنم نہ لیں۔

۱۳- کتاب السہو

(المعجم ۱۰۵) - بَابُ: إِذَا قِيلَ لِلرَّجُلِ
هَلْ صَلَّيْتَ هَلْ يَقُولُ لَا؟ (التحفة ۵۵۸)

سلام پھیرنے کے بعد ذکرِ اذان کا اور دیگر احکام و مسائل

باب: ۱۰۵- جب کسی آدمی سے پوچھا
جائے: تو نے نماز پڑھ لی؟ تو کیا وہ

کہہ سکتا ہے: نہیں؟

۱۳۶۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جنگِ خندق کے دن
سورج غروب ہونے کے بعد کفار قریش کو برا بھلا کہنے
لگے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو بڑی مشکل سے
عین غروبِ شمس کے قریب نماز عصر پڑھ سکا۔ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں نے تو ابھی تک نماز نہیں
پڑھی۔“ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وادیِ بھطان
میں گئے۔ آپ نے بھی وضو کیا اور ہم نے بھی۔ پھر
غروبِ شمس کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھی، پھر مغرب کی۔

۱۳۶۷- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَنْصُودٍ
وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا: حَدَّثَنَا
خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ هِشَامٍ،
عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا
غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ
وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا كَذْتُ أَنْ أَصَلِّيَ
حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ، فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: «قُولُوا! مَا صَلَّيْتُمَا» فَتَرَنَّا مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ
وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ
الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① باب کا مقصد دراصل کچھ فقہاء کے اس خیال کی تردید ہے کہ اگر نماز نہ پڑھی ہو تو یوں نہ
کہے: ”میں نے نماز نہیں پڑھی۔“ بلکہ یوں کہے: ”ابھی پڑھنی ہے۔“ کیونکہ پہلے جملے میں کچھ بے نیازی سی
جھلکتی ہے جب کہ دوسرے جملے میں اپنی کوتاہی کا اعتراف اور تلافی کا عزم ہے۔ امام صاحب کا خیال ہے کہ
اس طرح بھی کہہ سکتا ہے۔ یہ حدیث دلیل ہے۔ ② فوت شدہ نمازوں کی جماعت کرنا مشروع ہے نیز اگر
فوت شدہ نمازیں ایک سے زیادہ ہوں تو انھیں ترتیب کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

www.minhajusunat.com

جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

امت محمدیہ تمام امتوں سے افضل امت ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعام و اکرام ہیں۔ یہ انعامات ربانیہ کا خصوصی محور ہے۔ جمعۃ المبارک کا دن بھی انہی انعامات جلیلہ میں سے ایک ہے۔ جس طرح تمام مہینوں میں سے رمضان المبارک تمام دنوں میں سے یوم عرفہ اور یوم نحر تمام راتوں میں سے لیلة القدر اور تمام اوقات میں سے رات کا آخری حصہ افضل ہے اور ان میں اللہ رب العزت کی خصوصی رحمت اور برکت بندوں پر نازل ہوتی ہے اسی طرح ہفتے کے دنوں میں سے جمعۃ المبارک کا دن افضل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات اور لطف و کرم کا دن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے اہم واقعات رونما ہوئے اور ہونے والے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَ فِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَ فِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ] ”سب سے اچھا دن جس میں سورج طلوع ہوا ہے، جمعہ کا دن ہے، اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن وہ جنت سے نکالے گئے اور قیامت بھی جمعہ کے دن ہی آئے گی۔“ (صحیح مسلم، الجمعة)

* لغوی معنی: یہ جمع سے مشتق ہے۔ اجتماع کے معنی میں ہے۔ اس کی جمع جمع اور جمعات آتی ہے۔

* اصطلاحی معنی: نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ایک جگہ جمع ہونا۔

= * وجہ تسمیہ: اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ راجح ترین قول کے مطابق اس کا نام ”جمہ“ اس لیے رکھا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے اجزاء اس دن جمع کیے گئے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اسی قول کو صراحۃً الاقوال قرار دیا ہے۔ (دیکھیے: (فتح الباری ۲/۳۵۳)

ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام ”جمعہ“ اس لیے رکھا گیا ہے کہ لوگ اس دن میں نماز (جمعہ) کی ادائیگی کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم (۱۸۶/۶) میں یہی وجہ نقل کی ہے۔

*** جمعے کے دن کی فضیلت:** صحیح مسلم کی حدیث: (۸۵۴) جو پہچھے گزر چکی ہے اس کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔

✽ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [الْيَوْمُ الْمَوْعُودُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، وَالْيَوْمُ الْمَشْهُودُ يَوْمُ عَرَفَةَ، وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ] ”(اللہ رب العزت کے فرمان میں) یوم موعود سے مراد قیامت کا دن، مشہود سے مراد عرفے کا دن اور شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے۔“ (جامع الترمذی، تفسیر القرآن، حدیث: ۳۳۹) اس حدیث سے بھی جمعے کے دن کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت نے جمعے کے دن کی قسم کھائی۔

✽ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے دن دوران وعظ فرمایا: ”اس دن میں

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور عطا کرتا ہے۔“ اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ وہ گھڑی تھوڑی سی ہے۔ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۳۵، و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۵۴)

یہ گھڑی کون سی ہے؟ اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تینتالیس اقوال نقل کیے ہیں۔ صحیح ترین مندرجہ ذیل دو قول ہیں: ① یہ گھڑی امام کے منبر پر جلوہ افروز ہونے سے لے کر نماز کے اختتام تک ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: [ہی مَائِنَ أَنْ يَحْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ] (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۵۳) ② یہ گھڑی عصر کے بعد ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں تلاش کرو۔“ (سنن أبی داود، الصلاة، حدیث: ۱۰۳۸، و سنن النسائی، الجمعة، حدیث: ۱۳۹۰)

امام ابن قیم رحمہ اللہ زاد المعاد میں فرماتے ہیں: یہ قول حضرت عبد اللہ بن سلام، حضرت ابو ہریرہ اور جمہور صحابہ و تابعین کا ہے۔ انھوں نے اس قول کو راجح قرار دیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ اگرچہ قبولیت کی خاص گھڑی عصر کے بعد ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماع، ان کے تضرع اور گریہ زاری کی قبولیت دعا میں اپنی تاثیر ہوتی ہے اس لیے میرے نزدیک دونوں گھڑیاں ہی قبولیت کی ہیں۔ نبی ﷺ نے دونوں گھڑیوں میں دعا کی ترغیب دی ہے۔ اس طرح دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (زاد المعاد: ۱/۳۸۹-۳۹۶)

③ حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص غسل کر کے جمعے کے لیے آئے، پھر نماز پڑھے، یعنی اس کے مقدر میں ہو، پھر خاموشی سے بیٹھا رہے یہاں تک کہ امام خطبہ جمعہ سے فارغ ہو جائے، پھر امام کے ساتھ فرض نماز ادا کرے تو اس کے دو جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں بلکہ مزید تین دنوں کے بھی۔“ (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۵۷)

④ حضرت اوس بن اوس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (اپنے سر یا

۱۴۔ کتاب الجمعة

جمعة المبارک سے متعلق احکام و مسائل

کے قریب بیٹھا اور کوئی فضول کام نہ کیا تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے صیام و قیام کا ثواب ملے گا۔“ (جامع الترمذی، الجمعة، حدیث: ۳۹۶، و سنن النسائي، الجمعة، حدیث: ۱۳۸۲، و صحیح الترغیب و الترہیب للآلبانی: ۶۹۳)

✽ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی نے جمعۃ المبارک کے دن غسل جنابت کی طرح (اچھی طرح) غسل کیا، پھر پہلے وقت میں (جمعے کے لیے) چل پڑا تو یوں سمجھو کہ اس نے اونٹ صدقہ کیا اور جو شخص دوسری گھڑی میں چلا، گویا اس نے گائے صدقہ کی اور جو تیسری گھڑی میں چلا، گویا اس نے مینڈھا صدقہ کیا۔ اور جو آدمی چوتھی گھڑی میں چلا، گویا اس نے مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا، گویا اس نے اٹھہ صدقہ کیا۔ پھر جب امام (خطبے کے لیے) نکلتا ہے تو (خصوصی درجات لکھنے والے) فرشتے بھی مسجد میں آکر وعظ سننے لگتے ہیں۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۸۸۱، و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۵۰)

✽ فرضیت: نماز جمعہ فرض عین ہے۔ فرمان الہی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (الجمعة: ۹: ۶۲) ”اے ایمان والو! جب جمعے کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو سب اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔“ اس میں ﴿فَاسْعَوْا﴾ امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کر رہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بابُ فَرَضِ الْجُمُعَةِ کے تحت اس آیت سے فرضیت جمعہ کا استدلال کیا ہے۔

حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ.....] ”جمعہ باجماعت ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے.....“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۱۰۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم (زمانے کے لحاظ سے) سب سے پیچھے ہیں (مگر مرتبے کے لحاظ سے) سب سے آگے ہیں۔ علاوہ اس بات کے کہ ان (یہود و

۱۴- کتاب الجمعة جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

اختلاف کیا (یہود نے ہفتے کا اور نصاریٰ نے اتوار کا دن اختیار کیا) اللہ تعالیٰ نے اس (جمعے کے) دن کے لیے ہماری رہنمائی فرمائی۔ اب وہ لوگ (عبادت والے دن کے لحاظ سے) ہم سے پیچھے ہیں۔ یہودی ہم سے اگلے دن اور عیسائی اس سے اگلے دن (خصوصی عبادت کرتے ہیں)۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۸۷۶)

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اس کے وجوب پر امت مسلمہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ دیکھیے: (المغنی: ۱۴۳/۲) ﴿ترک جمعہ پر وعید: جس کام کی فضیلت بہت زیادہ ہو اس کے ترک پر وعید بھی بہت سخت ہوتی ہے۔ یہی معاملہ نماز جمعہ کا بھی ہے۔ زبان نبوت سے اس کے تارکین کے لیے سخت وعید صادر ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ یقینی طور پر غافلین میں سے ہو جائیں گے۔“ (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۱۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلَى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ يُبَوِّتُهُمْ] ”میں نے ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو حکم دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں پر ان کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ کی نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔“ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۲۵۲)

حضرت ابو جعفر ضمری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمُعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ] ”جو شخص غفلت اور سستی سے تین جمعے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۱۰۵۲ و سنن النسائي، الجمعة، حدیث: ۱۳۷۰)

﴿نماز جمعہ کا آغاز: جمہور کے نزدیک نماز جمعہ ہجرت کے بعد فرض ہوئی۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب سے پہلا جمعہ ہجرت سے قبل پڑھایا گیا جو صحابی رسول حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر ”حرہ بنی یاسہ“ میں پڑھایا۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۰۸۲) اس سے ثابت ہوا کہ اگرچہ اس کی باقاعدہ فرضیت ہجرت کے بعد ہوئی لیکن یہ ہجرت

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

فرمایا کرتے تھے۔ بعد ازاں ہجرت کے دور ہی میں اسے فرض قرار دے دیا گیا..... مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۲/۳۵۵، ۳۵۶)

❖ فرضیت جمعہ کی شرائط: فرضیت جمعہ کی پانچ شرائط ہیں: ① آزادی۔ ② بلوغت۔ ③ ذکوریت (مرد ہونا)۔ ④ اقامت۔ ⑤ ادائیگی پر قدرت۔ غلام، بچے، عورت، مسافر اور معذور پر جمعہ فرض نہیں۔ عذر میں بیماری، شدید بڑھاپا، دشمن کا خوف، شدید بارش اور جسم یا منہ سے بو کا آنا وغیرہ ہے۔ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ لازماً فرض ہے“ سوائے چار قسم کے لوگوں، یعنی غلام، عورت، بچے اور مریض کے۔“ (سنن ابی داؤد، الصلاة، حدیث: ۱۰۶۷) مسافر پر بھی جمعہ فرض نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے دوران حج جمعہ ادا نہیں کیا۔

جمعے کے دن کرنے والے کام

❖ نماز فجر میں سورہ سجدہ اور سورہ دھر کی قراءت: جمعے کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورہ سجدہ اور دوسری میں سورہ دھر پڑھنا مسنون ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جمعے کے دن فجر کی نماز میں ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي﴾ اور ﴿هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۸۹۱، و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۸۰)

❖ سورہ کہف کی تلاوت کرنا: جمعے کے دن سورہ کہف کی تلاوت کرنا مستحب ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ] ”جس نے جمعے کے دن سورہ کہف کی تلاوت کی، اس کے لیے اگلے جمعے تک کا وقفہ نور سے روشن ہو جاتا ہے۔“ (المستدرک للحاکم: ۲/۳۶۸)

❖ کثرت سے درود پڑھنا: جمعے کے دن نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا مستحب ہے۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن صور پھونکا جائے گا۔“

۱۴- کتاب الجمعة جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل
ہے۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۱۰۴۷، و سنن النسائي، الجمعة، حدیث: ۱۳۷۵)

جمعۃ المبارک کے سنن و آداب

❖ مسواک کرنا: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر ضروری ہے اسی طرح مسواک کرنا بھی اور جو خوشبو اسے مل سکے لگائے خواہ وہ خوشبو عورت (اس کی بیوی) کی ہو۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۸۸۰، و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: (۴)۔ ۸۴۶)

❖ غسل کرنا: جمعۃ المبارک کے دن غسل واجب ہے۔ اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۸۷۹، و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۴۶) ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جمعے کے لیے آئے تو وہ غسل کرے۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۸۷۷، و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۴۳) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (احکام الأحکام شرح عمدة الأحکام، مع حاشیة: العدة، حدیث: ۱۳۱) جہور اسے مستحب کہتے ہیں۔ ان کے مجملہ دلائل میں سے مضبوط ترین دلیل یہ ہے:

سیدنا سرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔“ (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۳۵۴، و سنن النسائي، الجمعة، حدیث: ۱۳۸۱) ان کے بقول یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ غسل جمعہ کا حکم استحبابی ہے نیز پہلی حدیث میں وجوب سے مراد تاکید ہے وجوب نہیں۔ جہور علمائے کرام کا مذکورہ حدیث سے استدلال محل نظر ہے کیونکہ (وَمَنْ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ) ”جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔“ کے الفاظ وجوب کے منافی نہیں کسی چیز کی افضلیت سے اس کے وجوب کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ حدیث کے معنی جیسا کہ بیان ہوا یہ ہیں: ”جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کام کیا اور جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے۔“

۱۴- کتاب الجمعة جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

اس میں کوئی شک نہیں یہ دونوں عمل ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ نے پہلے وضو کے بارے میں فرمایا کہ وہ اچھا اور بہتر کام ہے، کیا ان الفاظ سے وضو کی عدم فریضیت کی دلیل نہیں لی جاسکتی ہے؟ جیسے اس کی فریضیت بلکہ شرطیت دیگر دلائل سے اخذ کی گئی ہے، یہی معاملہ غسل کا ہے۔ دوسرے اہل کتاب کے بارے میں کہا گیا ہے: ﴿وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ﴾ ”اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔“ کیا اہل کتاب ایمان لانے کے پابند اور مکلف نہ تھے یا صرف ان کے لیے قبول اسلام اور ایمان لانا ایک ترجیح یا ترغیبی امر تھا جیسا کہ ﴿لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ﴾ کے الفاظ سے متبادر ہے؟ یقیناً ان کے لیے قبول اسلام ایک امر لابدی تھا۔ بنا بریں اس حدیث سے حکم انتخابی یا تاکیدی امر مراد لینا محل نظر ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (محلی ابن حزم: ۱۴/۲، و سنن النسائی اردو الغسل و التیمم: ۳۹۳/۱، طبع دار السلام)

⊗ عمدہ لباس پہننا اور خوشبو لگانا: حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جمعے کے روز غسل کیا اور بہترین کپڑے زیب تن کیے اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائی، پھر جمعے کے لیے آیا اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں، پھر نفل نماز پڑھی جو اس کے لیے مقدر کی گئی، پھر خاموش رہا جب امام (خطبے کے لیے) نکلا حتیٰ کہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو یہ اس کے لیے اس جمعے اور سابقہ جمعے کے مابین (صادر ہونے والے گناہوں) کا کفارہ ہے۔“ (سنن أبی داود، الطہارۃ: حدیث: ۳۳۳)

نبی اکرم ﷺ نے ایک خاص لباس رکھا ہوا تھا جو آپ جمعۃ المبارک کے دن اور وفود کی آمد کے موقع پر پہنتے تھے۔ دیکھیے: (الادب المفرد، حدیث: ۳۳۸)

⊗ جلد از جلد مسجد میں جانا: جمعۃ المبارک کے دن مسجد میں جلدی جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کی بڑی فضیلت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ”جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور یکے بعد دیگرے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ سب سے پہلے داخل ہونے والے (کے ثواب) کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اونٹ کی قربانی دی دوسرے کی

اسے جس کے لیے گائے کی قربانی دی، پھر مینٹھا، پھر مرغی، اور پھر انڈا صدقہ کرنے کے برابر۔ اگر اس کے

۱۴- کتاب الجمعة

بعد جب امام آجاتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور خطبہ سننے لگ جاتے ہیں۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۲۹، و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: (۲۳)۔ (۸۵۰))

⊗ پیدل چل کر جانا: نماز جمعے کے لیے پیدل چل کر جانا نہایت فضیلت والا عمل ہے۔ عباہ بن رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کے لیے جا رہا تھا کہ (راستے میں) مجھے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ملے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے اللہ اس کو آگ پر حرام کر دے گا۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۰۷)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور اپنے جسم وغیرہ کو اچھی طرح دھوئے اور اول وقت جائے خطبہ شروع سے سنے پیدل جائے سوار نہ ہو امام کے قریب بیٹھے خاموش رہے اور فضول بات نہ کرے تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے عمل (صیام و قیام) کا ثواب ملے گا۔“ (سنن النسائي، الجمعة، حدیث: ۱۳۸۵)

حدیث میں بیان کردہ فضیلت صرف پیدل چل کر جانے کی نہیں بلکہ ان تمام کاموں کی ہے جن کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ اور ان کاموں میں ایک پیدل چل کر جانا بھی ہے لہذا اس کی بھی فضیلت معلوم ہوئی۔
⊗ جمعہ کے لیے دور دراز سے آنا: اگر آدمی کے قرب و جوار میں کوئی مسجد نہ ہو بلکہ کافی دور ہو تو پھر بھی جمعے کی ادائیگی کے لیے حاضر ہونا چاہیے۔ اگر زیادہ سفر ہے تو اجز بھی زیادہ ہی طے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دور دراز سے جمعے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ یہ باعث فضیلت عمل ہے لیکن ایسے شخص پر جمعے کے لیے حاضر ہونا وجوب کی حیثیت نہیں رکھتا۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۰۲ اور اس کا باب)
⊗ امام کے قریب بیٹھنا: امام کے قریب بیٹھنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے دیکھیے: مذکورہ حدیث نیز امام کے قریب بیٹھنے والے شخص کی توجہ و غلطی کی طرف زیادہ ہوگی اور وہ دور بیٹھنے والے کی نسبت زیادہ مستفید ہوگا۔ اور یہ جمعہ کا بنیادی مقصد بھی ہے۔

⊗ بیٹھنے کا انداز: مقتدیوں کو امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنا چاہیے۔ بالکل سیدھا قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ صف کی دائیں بائیں جانب والے جو حضرات امام سے دور ہوں وہ امام کی طرف منہ کر کے بیٹھیں جائے قبلے سے منہ ہٹ بھی جائے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: [إِنَّ النَّبِيَّ

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

﴿جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَ جَلَسْنَا حَوْلَهُ﴾ ”نبی اکرم ﷺ ایک دن منبر پر (وعظ و نصیحت کے لیے) بیٹھے تو ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۲۱)
امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: (بَابُ اسْتِقْبَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ إِذَا خَطَبَ) ”جب امام خطبہ دے رہا ہو تو لوگ اس کی طرف منہ کر کے بیٹھیں۔“

⊗ خاموشی سے خطبہ سننا: خطبہ جمعہ نہایت توجہ اور انہماک سے سننا چاہیے۔ کسی قسم کی ناروا حرکت نہیں کرنی چاہیے یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی بولتا بھی ہے تو اسے منع نہیں کرنا چاہیے پوری توجہ خطبے کے مضامین کی طرف ہونی چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تو نے اپنے ساتھی سے جمعے کے دن کہا کہ چپ رہ جبکہ امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو کام کیا۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۳۳، و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۵۱)

چند اہم مسائل

⊗ بارش کے دن جمعے کی رخصت: بارش، طوفان، آندھی یا اس کے علاوہ کسی اور عذر کی وجہ سے جمعے کے لیے حاضر ہونا نہایت مشکل ہو تو نماز جمعہ کی رخصت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک بارش والے دن اپنے مؤذن سے کہا: جب تَوَاشَّهْدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ کہہ لے تو اس کے بعد حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ نہ کہنا بلکہ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ کہنا لوگوں نے اسے کچھ عجیب محسوس کیا تو فرمایا: یہ کام اس عظیم ہستی (رسول اللہ ﷺ) نے بھی کیا جو مجھ سے بہتر تھی۔ بلاشبہ جمعہ ایک عظیم الشان کام ہے لیکن میں ناپسند سمجھتا ہوں کہ تم کو حرج میں مبتلا کروں اور تم مٹی اور کچھڑ میں چل کر جمعے کے لیے آؤ۔ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۰۱، و صحیح مسلم، صلاة المسافرين.....، حدیث: ۶۹۹)

⊗ شدید گرمی میں جمعہ کچھ تاخیر سے پڑھنا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سردی زیادہ ہوتی تو نبی اکرم ﷺ (جمعے کی) نماز جلدی پڑھتے اور جب گرمی زیادہ ہوتی تو آپ نماز

جمعہ کچھ تاخیر سے پڑھتے (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۰۶)

۱۴۔ کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

⊗ نماز جمعہ سے قبل سنتیں: نماز جمعہ سے قبل نوافل کی تعداد متعین نہیں۔ جو چار رکعات والی روایت ہے وہ ضعیف ہے، اس لیے جتنی توفیق ملے اتنے پڑھ لیے جائیں۔ اگر وقت زیادہ ہو تو زیادہ پڑھ جاسکتے ہیں۔ اگر وقت کم ہو یا امام خطبہ دے رہا ہو تو کم از کم دو رکعت پڑھ کر بیٹھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۱۱۶۶ و ۸۸۳) و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۵۷ و ۸۵۸)

⊗ اذان کا وقت: جمعہ کے لیے اذان اس وقت دی جاتی ہے جب خطیب صاحب منبر پر تشریف فرما ہو جائیں۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جمعہ کے دن اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۱۵) یہ جمعہ کی وہ اذان ہے جو دور نبوی میں ہوا کرتی تھی۔ ایک اذان اس سے پہلے ہوتی ہے جس کا آغاز دور عثمانی میں ہوا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔

⊗ دوران خطبہ آنے والا کیا کرے؟: جو شخص دوران خطبہ آئے وہ دو رکعت پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور بیٹھ گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”تو نے (دو رکعت) نماز پڑھی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کھڑا ہو اور دو رکعتیں پڑھ۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۳۱) و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۷۵)

ثابت ہوا کہ اگرچہ امام خطبہ دے رہا ہو، دو رکعتیں پڑھے بغیر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اس وقت بیٹھ جانا اور خطبے کے بعد سنتوں کا وقفہ دینا خلاف سنت ہے۔

⊗ دوران خطبہ اوگھ آنے تو؟: اگر دوران خطبہ اوگھ آجائے تو جگہ بدل لینی چاہیے، خطبے کو توجہ اور انتہاک سے سننا ضروری ہے، ورنہ جمعہ کی روح فوت ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کسی کو جمعہ کے دن (دوران خطبہ) اوگھ آنے لگے تو اپنی جگہ بدل لے۔“ (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۱۱۱۹) و جامع الترمذی، الجمعة، حدیث: ۵۲۶)

⊗ خطیب سے ہم کلام ہونا: کسی ضرورت کے پیش نظر سامعین میں سے کوئی بھی امام سے مخاطب نہ کرے۔ بلکہ اگر خطیب سے کوئی بات کہنی ہو تو اس کے بعد امام سے کہنے والے کے لیے سے کیونکہ

۱۴۔ کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ دوران جمعہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے کلام کیا تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے خط سالی کی شکایت کی تھی تو آپ نے خطبے کے دوران میں دعا کی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۳۲، و صحیح مسلم، صلاة الاستسقاء، حدیث: ۸۹۷)

⊗ رکعات جمعہ کی تعداد: جمعے کی نماز دو رکعت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعے کی رکعات رسول اللہ ﷺ کی زبانی دو ہیں۔ (سنن النسائي، الجمعة، حدیث: ۱۱۳۲۱)

⊗ نماز جمعہ میں قراءت: نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون پڑھنا مسنون عمل ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۷۹)

اسی طرح سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ کی قراءت بھی ایک حدیث سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (سنن النسائي، الجمعة، حدیث: ۱۱۳۲۳) اس لیے دونوں احادیث پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۷۷۷-۸۸۱)

⊗ جمعے کے بعد سنتیں: جمعے کے بعد کی سنتوں کے بارے میں دو احادیث مروی ہیں۔ ایک حدیث میں چار اور ایک میں دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے۔ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۳۷، و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۸۲) بنا بریں دونوں طرح درست ہے اور وقتاً فوقتاً دونوں پر عمل کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

⊗ اگر نماز جمعہ کی ایک رکعت ملے تو؟ اگر کوئی آدمی کسی وجہ سے دیر سے پہنچا اور اسے امام کے ساتھ ایک رکعت مل گئی تو اس کی وہ نماز جمعے کی نماز شمار ہوگی اس لیے اسے صرف ایک رکعت مزید پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [مَنْ أَذْرَكَ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ رُكْعَةً فَقَدْ أَذْرَكَ] ”جس نے نماز جمعہ کی ایک رکعت پالی تو اس نے (نماز جمعہ) پالی۔“ (سنن النسائي، الجمعة، حدیث: ۱۱۳۲۶)

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت کے الفاظ ہیں: [فَلْيَصِلْ إِلَيْهَا أُخْرَى] ”وہ دوسری رکعت ساتھ ملائے۔“ (سنن ابن ماجہ، الجمعة، حدیث: ۱۱۳۲۱) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اسے ایک رکعت سے کم جماعت کے ساتھ نماز ملے تو اس کی نماز نماز جمعہ شمار نہیں ہوگی بلکہ اسے ظہر کی نماز چار

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

رکعت ہی پڑھنی چاہیے۔

❖ اگر نماز جمعہ فوت ہو جائے تو؟ اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر نماز جمعہ فوت ہو جائے تو پھر نماز ظہر ادا کی جائے گی کیونکہ نماز جمعہ ایک اجتماعی عبادت ہے، فروا فروا انہیں کی جاسکتی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس سے جمعے کی دو رکعتیں فوت ہو جائیں تو وہ چار رکعتیں پڑھے۔ (مجمع الزوائد ۱۹۲/۲، والأجوبة النافعة للألبانی؛ ص: ۸۳) کسی صحابی سے اس کی مخالفت ثابت نہیں۔ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک یہ اتفاقی مسئلہ ہے۔

❖ نماز جمعہ کا وقت: نماز جمعہ نماز ظہر کی قائم مقام ہے، اس لیے اس کا وقت بھی نماز ظہر والا یعنی زوال شمس ہی ہے۔ جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ کرام کا یہی موقف ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جمعہ پڑھاتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۰۳)

❖ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے جب سورج ڈھل جاتا، پھر واپس ہوتے تو بڑی جستجو سے سایہ تلاش کرتے۔ (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: (۳۱)۔ (۸۶۰)

بعض کے نزدیک زوال شمس سے قبل بھی جمعہ پڑھا جاسکتا ہے۔ یہ رائے امام احمد اور اسحاق رضی اللہ عنہما کی ہے۔ (المغنی لابن قدامہ ۲۰۹/۲، رقم المسئلة: ۱۳۸۰، وسبل السلام ۱۳۹/۲ بتعلیق الألبانی) تاہم رائج موقف یہی ہے کہ اس کا وقت زوال شمس کے بعد ہے۔ اس موقف کے دلائل واضح اور بے غبار ہیں۔ واللہ اعلم۔

❖ جمعے کی اذان: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بعد ازاں حضرت ابو بکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں نماز جمعہ کے لیے ایک ہی اذان دی جاتی تھی۔ دور عثمانی میں اہل مدینہ کی تعداد کافی زیادہ ہو چکی تھی۔ خرید و فروخت کے سلسلے میں وہ بازاروں میں زیادہ مصروف ہو گئے اور نماز جمعہ کے وقت پر نہ پہنچ پاتے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ والی اذان سے کچھ دیر پہلے ایک اذان کہلاوانا شروع کر دی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو یہ چل جائے کہ نماز جمعہ کا وقت قریب

آگیا ہے، لہذا وہ جلدی جلدی اپنے کاروبار سمیٹ کر نماز کی تیاری کریں اور بروقت پہنچ سکیں۔ یہ اذان مدینہ منورہ کے بازار میں واقع ایک مقام زوراء پر دی جاتی تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۱۲) اس وقت لاؤڈ سپیکر وغیرہ نہیں تھے بازار میں شور و غل کی وجہ سے مسجد میں دی جانے والی اذان سنائی نہ دیتی تھی اس لیے یہ اذان شروع کی گئی۔ آج لاؤڈ سپیکر کی آواز دور دراز تک پہنچ جاتی ہے لہذا جس غرض سے حضرت عثمان نے اس کا آغاز کیا، وہ غرض بھی اس سے پوری ہو جاتی ہے، اس لیے آج کل اس اذان کی ضرورت نہیں، اس لیے افضل یہی ہے کہ آج کل خطبے والی اذان ہی پر اکتفا کیا جائے۔ اگر کہیں اس قسم کی ضرورت ہو تو وہاں یہ اذان دی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

⊗ نمازیوں کی تعداد کتنی ہو؟ نماز جمعہ کے لیے نمازیوں کی کوئی متعین تعداد شرط نہیں۔ بلکہ جتنے لوگوں کی باجماعت نماز ہو سکتی ہے اتنے لوگوں پر جمعہ کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ بعض حضرات نے چالیس افراد کی قید لگائی ہے جو کہ درست نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بارہ افراد کو بھی جمعہ پڑھایا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کھڑے مجمعے کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ شام سے ایک تجارتی قافلہ آگیا۔ سب لوگ جلدی سے قافلے کی طرف کھسک گئے اور صرف بارہ آدمی (خطبہ سننے کے لیے) باقی رہ گئے۔ (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۶۳) نیز سورۃ جمعہ کی آخری آیت: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَاعًا﴾ میں بھی اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ ثابت ہوا چالیس افراد کی قید درست نہیں۔

⊗ دیہات میں جمعہ: شریعت محمدی میں نماز جمعہ کے لیے دیہات اور شہر کا کوئی فرق نہیں۔ حدیث سے بستیوں میں جمعہ پڑھنا ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد (مسجد نبوی) میں مجمعے کے بعد سب سے پہلا جمعہ بحرین کے علاقے میں قبیلہ عبد القیس کی مسجد میں ان کی بستی جوائی میں پڑھایا گیا۔ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۸۹۲)

سنن ابوداؤد کی روایت میں واضح طور پر [قَرِيَّةً] ”بستی“ کے الفاظ ہیں۔ علاوہ ازیں مدینہ منورہ خود بھی اس وقت ایک بستی ہی تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیہات میں نماز جمعہ بلاشبہ جائز ہے۔ بعض حضرات نے نماز جمعہ کے لیے شہر تجارتی منڈی اور شرعی حج وغیرہ کی قید لگائی ہے جن کا نماز جمعہ سے دور کا بھی

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

تعلق نہیں۔ ایسی قیود خود ساختہ اور شریعت میں اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں۔

⊗ احتیاطی ظہر: جن لوگوں نے نماز جمعہ کے لیے شہر کی شرط لگائی ہے وہ دیہات میں جمعے کے بعد احتیاطی ظہر بھی پڑھتے ہیں کہ جمعہ تو ہمارا ہوا نہیں! لہذا ظہر پڑھ لیتے ہیں۔ یہ موقف متاخرین احناف کا ہے۔ ان سے سوال ہے کہ اگر دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا تو پڑھاتے کیوں ہیں؟ اور اگر ہو جاتا ہے تو احتیاطی ظہر کے کیا معنی؟ دراصل یہ تقلید شخصی کا کرشمہ ہے جس کی وجہ سے انسان ایک خاص اور محدود نظر و فکر کا پابند ہوتا ہے اور براہ راست قرآن وحدیث پر غور نہیں کرتا! اگر غور و تحقیق کرنے سے مسئلہ امام ومقتدی کے خلاف ہی جاتا ہو تب بھی امام کے قول پر چلنا اس کی مجبوری ہوتی ہے جس کے نتیجے میں اس طرح کے عجیب وغریب مسائل جنم لیتے ہیں۔ اس مذکورہ تردد و تذبذب اور تقلید کی روش پر کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ع

تقلید کی روش سے بہتر ہے خود کشی!

رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

⊗ نماز جمعہ اور نماز عید اکٹھے ہو جائیں تو؟ اگر نماز جمعہ اور نماز عید اکٹھے ہو جائیں تو عید پڑھنے کے بعد نماز جمعہ کی رخصت ہے جو پڑھنا چاہے پڑھ لے یعنی جمعہ پڑھنا مستحب ہوگا۔ اور جو نہ پڑھے وہ ظہر کی نماز ادا کرے تاہم امام کو چاہیے کہ وہ رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کرے تا کہ جمعہ ادا کرنے والوں کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ جناب ایاس بن ابورملہ شامی کہتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا اور وہ حضرت زید بن ارقم سے دریافت کر رہے تھے کہ کیا تمھارے ہوتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دور میں کبھی دو عیدیں (جمعہ اور عید) ایک ہی دن میں اکٹھی ہوتی ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں اس نے پوچھا تو تب آپ نے کیا کیا؟ انھوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے عید کی نماز پڑھی پھر جمعے کے بارے میں رخصت دے دی اور فرمایا: ”جو پڑھنا چاہتا ہے پڑھ لے۔“

خطیب کے لیے چند آداب و احکام

⊗ خطیب کی جگہ: خطبہ جمعہ منبر یا کسی بلند جگہ کھڑے ہو کر دینا چاہیے جیسا کہ آج کل خطیب مساجد میں منبر پر خطبہ دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ پہلے منبر کے بغیر ہی ایک تنے کے ساتھ یک لگا کر خطبہ دیتے تھے۔ بعد میں آپ کے حکم سے آپ کے لیے منبر بنوایا گیا۔ اس کی تین میڑھیاں تھیں۔ آپ آخری میڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

⊗ منبر پر چڑھ کر سلام کہنا: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو سلام کہتے۔ (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۱۰۹ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔)

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عمل تھا۔ دیکھیے: (شرح السنة: ۲۳۲/۳، ۲۳۳)

⊗ اذان کا جواب دینا: امام کو بھی منبر پر اذان کا جواب دینا چاہیے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے تو مؤذن نے اذان شروع کی۔ آپ نے اذان کا جواب دیا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ (منبر پر) اسی طرح اذان کا جواب دیتے سنا۔ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۱۴)

⊗ کھڑے ہو کر خطبہ دینا: خطبہ کھڑے ہو کر دینا مستنون ہے۔ بلا وجہ بیٹھ کر خطبہ دینا درست نہیں۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے اور (دوسرا) خطبہ ارشاد فرماتے۔ (پھر فرماتے ہیں) جس نے تجھے یہ خبر دی کہ نبی ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے، اس نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار

۱۴۔ کتاب الجمعة

تہجد المبارک سے متعلق احکام ومسائل

البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۲۰، و سنن النسائي، حدیث: ۱۳۹۸

⊗ عصا کا سہارا لینا: خطیب کو چاہیے کہ وہ خطبہ دیتے وقت عصا وغیرہ کا سہارا لے کر کھڑا ہو۔
 نبی ﷺ خطبہ دیتے وقت عصا کا سہارا لیتے تھے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، الطهارة، حدیث: ۱۰۹۶)
 ⊗ خطبے دو یا تین؟: نبی اکرم ﷺ سے دو خطبے ہی ثابت ہیں۔ تیسرا خطبہ آپ سے ثابت نہیں۔ یہ سراسر بدعت ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے اور ان دونوں کے درمیان کچھ دیر بیٹھتے تھے، نیز اور خطبوں میں قرآن کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے۔ (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۶۲-۸۶۳)

⊗ غیر عربی میں خطبہ جائز ہے؟: تیسرے خطبے کے جواز کے لیے یہ عذر بیان کیا جاتا ہے کہ دو خطبے عربی میں دینا لازمی ہیں تیسرا خطبہ ہم عوام کی زبان میں مسائل سمجھانے کے لیے دیتے ہیں۔ لیکن یہ عذر درست نہیں کیونکہ عربی میں خطبہ دینا ضروری نہیں بلکہ دونوں خطبے اسی زبان میں دیے جائیں جسے عوام سمجھتے ہوں، وہ زبان خواہ اردو ہو یا ہندی پشتو ہو یا پنجابی اور فارسی ہو یا انگلش وغیرہ۔ نبی اکرم ﷺ عربی میں خطبے اس لیے دیتے تھے کہ عوام کی زبان عربی تھی۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے ”تہجد المبارک کے مسائل“ از منیر قمر دیکھی جاسکتی ہے۔

⊗ اجزائے خطبہ: خطبہ جمعہ عموماً مندرجہ ذیل اجزاء پر مشتمل ہونا چاہیے: ① حمد وثنائے باری تعالیٰ۔
 ② ذکر شہادتین۔ ③ امان بعد کہنا۔ ④ قرآن کریم کی بعض آیات کی تلاوت۔ ⑤ لوگوں کو وعظ و نصیحت۔
 ⑥ مسلمانوں کے لیے دعا۔ نبی اکرم ﷺ کا خطبہ عموماً انہی امور پر مشتمل ہوتا تھا۔

⊗ کیفیت اشارہ: خطبہ جمعہ کے دوران میں بات سمجھانے کے لیے با مقصد اشارہ کیا جاسکتا ہے۔
 نبی اکرم ﷺ کا اشارہ کرنے کا انداز یہ تھا کہ آپ صرف اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے تھے۔ بلا ضرورت دونوں ہاتھ ہوا میں لہراتے رہنا مناسب نہیں۔ حضرت عمارہ بن رؤبہ رضی اللہ عنہ نے بشر بن مروان کو منبر پر خطبے کے دوران میں دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے دیکھا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ان ہاتھوں کو بھلائی سے دور کرے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ صرف شہادت کی انگلی سے اشارہ

۱۴- کتاب الجمعة جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

❖ کسی عارضے کے باعث خطبے کا تسلسل توڑ دینا: کسی شدید ضرورت کے پیش نظر خطبے کا تسلسل توڑ دینا منبر سے نیچے اتر جانا، موضوع سے ہٹ کر کوئی اور بات کر لینا اور پھر جہاں سے چھوڑا وہیں سے خطبہ شروع کر لینا جائز ہے۔ کئی ایک احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے مثلاً: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے۔ وہ سرخ قمیص پہنے ہوئے تھے اور اس میں لڑکھڑاتے ہوئے آ رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ روک دیا، نیچے اترے، انھیں اٹھایا اور پھر منبر پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا: ”اللہ رب العزت نے سچ فرمایا: ”بلاشبہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔“ میں نے انھیں قمیصوں میں لڑکھڑاتے دیکھا تو صبر نہ کر سکا، یہاں تک کہ میں نے خطبہ روکا اور انھیں اٹھایا۔“ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۱۱۰۹ و سنن النسائي، الجمعة، حدیث: ۱۳۱۳)

❖ خطبے کا دورانیہ: خطبے کا دورانیہ مختصر ہونا چاہیے۔ لہذا خطبہ دینا درست نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِنَّ طَوْلَ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَ قِصَرَ خُطْبَتِهِ، مِثْنَةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَأَطِيلُوا الصَّلَاةَ وَ اقْصُرُوا الْخُطْبَةَ] ”نماز کا لمبا ہونا اور خطبے کا مختصر ہونا آدمی کی فقاہت (سمجھداری) کی علامت ہے، لہذا نماز لمبی پڑھو اور خطبہ مختصر دو۔“ (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۶۹-۳۷۷)

اس بات کا خیال رہے کہ یہاں خطبے اور نماز کا آپس میں تقابل نہیں بلکہ مطلق نماز لمبی اور خطبہ مختصر دینے کا حکم ہے۔

❖ دوران خطبہ دعا کرنا: اگر کوئی آدمی دوران خطبہ دعا کی درخواست کر دے تو دعا کی جاسکتی ہے جیسا کہ نبی ﷺ سے ایک اعرابی نے دوران خطبہ قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے اسی وقت دعا فرمائی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۳۳، ۹۳۴ و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۹۷)

❖ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا: دو خطبوں کے درمیان کچھ دیر کے لیے بیٹھنا سنت ہے، یعنی خطیب ایک خطبے کے بعد کچھ دیر کے لیے بیٹھ جائے، پھر اٹھ کر دوسرا خطبہ دے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۶۲-۳۵)

ممنوعہ اعمال و حرکات

❖ گردنیں پھلانگ کر آگے جانا: جب اگلی صفوں میں جگہ نہ ہو تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر پہلی صفوں میں آنا ممنوع ہے۔ جسے پہلی صف میں اور امام کے قریب ہونے کا زیادہ شوق ہو وہ جلدی آئے ورنہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔ دیر سے آنا اور پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو پریشان کرنا غیر مہذب حرکت ہے۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ کے دور میں) ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”او! بیٹھ جاؤ“ تم نے لوگوں کو اذیت دی ہے۔“ (سنن النسائي، الجمعة، حدیث: ۱۲۰۰)

❖ دو آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنا: دو آدمی بیٹھے ہیں۔ ان کے درمیان تیسرے آدمی کی جگہ نہیں لیکن بعد میں کوئی آدمی آئے اور ان دونوں کے درمیان جگہ بنانے کی کوشش کرے۔ یہ ممنوع ہے اور بد تہذیبی ہے کیونکہ اس سے دونوں آدمیوں کو تکلیف ہوگی۔ عبادت اس طرح کرنی چاہیے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ زیادہ ثواب کی کوشش میں آدمی کم ثواب سے بھی محروم ہو جائے اور الٹا گناہ لے کر واپس لوٹے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۱۰)

❖ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا: کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھ جانا درست نہیں ہے خطبہ جمعہ ہو یا کوئی اور مجلس۔ اگر شاگرد یا کوئی بچہ بزرگ یا استاد کو احتراماً اپنی جگہ دے دے تو اور بات ہے۔ لیکن بزرگ اس وجہ سے لیٹ آنے کو اپنا شیوہ نہ بنالے کہ مجھے کوئی نہ کوئی آگے جگہ دے ہی دے گا۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھ جائے۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے نافع رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جمعے کے دن (خطبہ کے موقع پر؟) تو انھوں نے کہا: جمعہ اور غیر جمعہ سب میں۔

(صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۱۱، وصحیح مسلم، السلام، حدیث: (۲۵)۔ (۲۱۷۷)

❖ نماز جمعہ سے قبل حلقہ بنانا: نماز جمعہ سے قبل حلقہ بنانا منع ہے۔ حلقوں سے مراد یا تو تعلیمی و تبلیغی

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

حلقے ہیں کیونکہ اس سے خطبہ جمعہ کی اہمیت کم ہو جاتی ہے یا باتیں یا اجتماعی ذکر وغیرہ کے حلقے مراد ہو سکتے ہیں۔ یا یہ مراد ہے کہ جمعے سے قبل خطبہ سننے کے لیے مختلف حلقوں میں نہ بیٹھیں بلکہ ایک ہی حلقہ امام کے گرد بنائیں۔ یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ خطبہ کے لیے حلقہ نہ بنایا جائے بلکہ صفوں میں بیٹھ کر امام کی طرف منہ کیا جائے، بہر حال جمعے سے قبل حلقے بنانا درست نہیں۔ دیکھیے: (سنن النسائي، المساجد، حدیث: ۷۱۵)

⊗ گوٹھ مار کر بیٹھنا: خطبہ جمعہ کے دوران میں گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے۔ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعے کے دن، جب امام خطبہ دے رہا ہو، گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۱۱۱۰) اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی گھٹنے کھڑے کر کے سینے کے قریب کر لے اور ہاتھوں سے ان کے گرد حلقہ بنا لے۔ اس طرح بیٹھنا غفلت اور بے پروائی کی علامت ہے، نیز اس طرح نیند بہت جلد آتی ہے نتیجتاً خطبہ فوت ہو جاتا ہے۔ اگر تہیند باندھا ہو تو ستر کھلنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔

⊗ لغو حرکات: خطبہ جمعہ کے دوران میں کسی قسم کی بے فائدہ حرکت، مثلاً: ڈاڑھی یا کپڑوں کے ساتھ کھیلنا، انگلیاں چنچنا، تنکوں سے کھیلنے رہنا، درست نہیں ہے۔ خطبہ جمعہ نہایت توجہ اور انتہاک سے سننا ضروری ہے، یہاں تک کہ بولنے والے کو چپ کرانا بھی درست نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تو کسی (بولنے والے) کو کہے کہ چپ ہو جا! تو تو نے لغو حرکت کی۔“ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۳۳، و صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۵۱) کیونکہ اگر توجہ خطبے کی طرف نہیں ہوگی تو کچھ حاصل نہیں ہوگا اور خطبہ جمعہ کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

⊗ نماز جمعہ کے متصل بعد نوافل پڑھنا: نماز جمعہ سے فراغت کے فوراً بعد اسی جگہ سنتیں نہیں پڑھنی چاہئیں۔ جگہ تبدیل کر لی جائے یا کسی سے بات چیت کر لی جائے، بعد ازاں سنتیں ادا کی جائیں دیگر نمازوں کا بھی یہی حکم ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۸۳)

⊗ خاص اس دن کا روزہ رکھنا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَا

۱۴- کتاب الجمعة جمعة المبارک سے متعلق احکام و مسائل

نہ رکھے الا یہ کہ وہ اس سے ایک دن پہلے یا بعد کا روزہ بھی ساتھ رکھے۔“ (صحیح البخاری)

الصوم، حدیث: ۱۹۸۵، و صحیح مسلم، الصیام، حدیث: (۱۳۷)۔ (۱۱۴۳)

✽ خرید و فروخت: جمعے کی اذان کے بعد خرید و فروخت منع ہے۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَ

ذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (الجمعة: ۶۲: ۹) ”اے ایمان والو! جب

جمعے کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو سب اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ

دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔“



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۴) - كِتَابُ الْجُمُعَةِ (التحفة ...)

جمعة المبارک سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱- جمعے کا واجب ہونا

(المعجم ۱) - إِيْجَابُ الْجُمُعَةِ

(التحفة ۵۵۹)

۱۳۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہم (زمانے کے لحاظ سے) سب سے پیچھے ہیں (مگر مرتبے کے لحاظ سے) سب سے آگے ہیں۔ علاوہ اس بات کے کہ ان (یہود و نصاریٰ) کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ اور یہ (خصوصی عبادت والا) دن ان پر بھی اللہ تعالیٰ نے فرض کیا تھا لیکن انھوں نے اس میں اختلاف کیا (یہود نے ہتے کا دن تجویز کیا اور نصاریٰ نے اتوار کا۔) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دن یعنی جمعے کے دن تک پہنچایا۔ اب وہ لوگ (عبادت والے دن کے لحاظ سے) ہم سے پیچھے ہیں۔ یہودی ہم سے (یعنی جمعے کے دن سے) اگلے دن اور عیسائی اس سے اگلے دن (خصوصی عبادت کرتے ہیں)۔“

۱۳۶۸- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، ح: وَابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ بَيَدَ أَنَّهُمْ أَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأَوْتَيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، وَهَذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَتَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَذَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ - يَعْنِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ - فَالْإِنْسَانُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ، الْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارَى بَعْدَ غَدٍ».

فوائد و مسائل: ① امت مسلمہ سب سے آخری امت ہے اور اس کے نبی آخری نبی ہیں۔ زمانے کے لحاظ

۱۳۶۹- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فَضَالٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاحٍ، عَنْ

۱۴- کتاب الجمعة جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

حَدِیْقَةُ قَالَا : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « أَضَلَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا ، فَكَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمَ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارَى يَوْمَ الْأَحَدِ فَجَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِنَا فَهَذَا نَا لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذَلِكَ هُمْ لَنَا تَبِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَنَحْنُ الْأَحْيَاءُ مِنَ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَمْوَاتُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ » .

دن مقرر ہوا اور عیسائیوں کے لیے اتوار کا دن۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا تو اس نے ہمیں جمعے کا دن اختیار کرنے کی توفیق دی۔ اور عبادت کے لیے جمعہ ہفتہ اور اتوار مقرر کر دیے (اس لحاظ سے وہ ہم سے پیچھے ہیں) اسی طرح قیامت کے دن بھی وہ (یہود و نصاریٰ) ہم سے پیچھے ہوں گے۔ ہم دنیا میں آنے کے لحاظ سے تو سب سے بعد میں ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے آگے اور پہلے ہوں گے۔ تمام لوگوں سے پہلے ہمارے لیے (جنت میں جانے کا) فیصلہ کیا جائے گا۔“

🌞 فائدہ: ”دور رکھا“ اللہ تعالیٰ نے انھیں زبردستی دور نہیں رکھا بلکہ انھیں اس فیصلے کی توفیق نہیں دی اور توفیق دینا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس پر فرض نہیں اس کو ”دور رکھنے“ سے بیان فرمایا، ورنہ انھوں نے اپنی مرضی سے جمعے کے خلاف اور ہفتہ یا اتوار کے حق میں فیصلہ کیا تھا۔ ہمیں صحیح فیصلے کی توفیق دینا اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ.

۱۳۶۹ ب- [أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ عَمَّارٍ قَالَ : حَدَّثَنَا الْمُعَاوِيَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ ، بَعْدَ جُمُعَةِ جُمِعَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، بِمَكَّةَ ، جُمُعَةُ بَجَوَانَا بِالْبُحْرَيْنِ قَرِيَةَ لِعَبْدِ الْقَيْسِ] .

۱۳۶۹- (C) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کیے جانے والے مکہ مکرمہ کے جمعے کے بعد سب سے پہلا جمعہ جو پڑھایا گیا، وہ بحرین کے علاقے میں عبدالقیس کی بستی حِوْائِی کا جمعہ تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① روایت میں ”مکہ“ کی بجائے ”مدینہ منورہ“ ہونا چاہیے کیونکہ محقق قول کے مطابق جمعے کی ابتدا مدینہ منورہ میں ہوئی۔ شارح نسائی علامہ محمد اتوی نے ”مکہ“ کے ذکر کو بلا اثر و دھوا قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (شرح سنن النسائي: ۶۹/۱۶) نیز قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تھا۔

۱۴۔ کتاب الجمعة

جمعة المبارک سے متعلق احکام و مسائل

ظاہر ہے جمعہ اس کے بعد ہی شروع ہوا ہوگا اور اس وقت مدینہ منورہ میں جمعہ ہوتا تھا۔ مکہ میں جمعہ و جماعت مشکل امر تھا۔ ① جو اٹلی بحرین کی ایک بستی تھی۔ معلوم ہوا بستی میں بھی جمعہ ہو سکتا ہے خواہ لوگوں کی تعداد کم ہو یا زیادہ۔ احناف نے جو قیود لگائی ہیں کہ شہر ہو، حدود کا نفاذ ہوتا ہو یا قاعدہ حاکم اور قاضی ہو وغیرہ ان کی کوئی دلیل نہیں۔ اگر کہیں ”مصر“ کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد بھی آبادی ہی ہے جہاں لوگ اکٹھے رہتے ہوں۔ مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

باب ۲۔ جمعے سے پیچھے رہنے

(المعجم ۲) - التَّشْدِيدُ فِي التَّخْلُفِ عَنْ

(جمعہ چھوڑنے پر تشدید)

الْجُمُعَةِ (التحفة ۵۶۰)

۱۳۷۰۔ حضرت ابو الجعد ضمری سے روایت ہے

۱۳۷۰۔ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

..... اور انھیں شرف صحابیت حاصل تھا رضی اللہ عنہ..... کہ نبی

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جس آدمی نے سستی کرتے ہوئے اور

عَمْرُو، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيِّ،

معمولی سمجھتے ہوئے تین جمعے چھوڑ دیئے تو اللہ تعالیٰ اس

عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمَرِيِّ - وَكَانَتْ لَهُ

کے دل پر (نفاق کی) مہر لگا دیتا ہے۔“

صُحْبَةٌ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ

ثَلَاثَ جُمُعٍ تَهَاوَنَّا بِهَا طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”مہر لگانا“ ایک محاورہ ہے جس سے مراد کسی چیز کو یقینی بنانا اور ناقابل تنسیخ کر دینا ہے۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بلا عذر شرعی تین جمعے چھوڑنے والا شخص قطعاً منافق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

(الآیہ کہ توہر لے)۔ ② جمعہ ادا کرنا واجب ہے کیونکہ اس قسم کی وعید ترک واجب ہی پر ہوتی ہے۔ ③ واجب

اعمال کی ادائیگی میں سستی بہت بڑا جرم ہے۔ ترک واجب پر دوام سے نیکی کی توفیق سلب ہو جاتی ہے آدمی کے

دل پر غفلت کے پردے چڑھ جاتے ہیں اور آدمی نیکی کو نیکی اور برائی کو برائی نہیں سمجھتا۔ اعاذنا اللہ منہ۔

۱۳۷۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے

۱۳۷۰۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ

مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بغیر کسی

قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ

۱۳۷۰۔ الف - [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجمعة، ح: ۱۰۵۲ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۶۵۶، وقال الترمذي، ح: ۵۰۰ "حسن"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۵۷، وابن حبان، ح: ۵۵۴، ۵۵۳، ۶۵، والحاكم، ح: ۲۸۰/۱ على شرط مسلم، ووافقه الذهبي.

۱۳۷۰۔ ب - [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب فمن ترك الجمعة من غير عذر، ح: ۱۱۲۶ من

۱۴- کتاب الجمعة

حجۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ، طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قَلْبِهِ».

مجبوری (شرعی عذر) کے تین جمعے (مسل) چھوڑ دئے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔“

۱۳۷۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ الْحَضَرَمِيِّ بْنِ لَاحِظٍ، عَنْ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثَانِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: وَهُوَ عَلَى أَغْوَادٍ مِنْبَرِهِ: «لَيْسَتْ هُنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيْخَتِمَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَلَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ».

۱۳۷۱- حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”لوگ جمعے چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ یقینی طور پر غافلین میں سے ہو جائیں گے۔“

🌞 فائدہ: جو شخص جمعے جیسی اہم عبادت کو چھوڑتا ہے اور بار بار چھوڑتا ہے وہ دوسری عبادات کو بھی اہمیت نہ دے گا اور ایک ایک کر کے دیگر عبادات بھی اس سے چھوٹ جائیں گی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ شخص عملاً منافق بن جائے گا اور اس کے دل پر رنگ لگ جائے گا جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت مغلوب ہو جائے گی۔ مہر لگنے سے مراد یہی کچھ ہے۔ واللہ اعلم.

۱۳۷۲- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ غِبْلَانَ ۱۳۷۲- نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے لیے جانا ہر

۱۳۷۱- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۵۴/۱ من حديث يحيى بن أبي كثير، وهو في الكبرى، ح: ۱۶۵۸، وأخرجه مسلم، الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة، ح: ۸۶۵ من حديث زيد عن أبي سلام عن الحكم بن مينا عن عبد الله بن عمر وأبي هريرة به.

۱۳۷۲- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الغسل للجمعة، ح: ۳۴۲ من حديث المفضل بن فضالة به،

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

المُفَضَّلُ بْنُ فَصَّالَةَ عَنْ عِيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ ،
عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَّجِ عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ
عُمَرَ ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : « رَوَّاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ
عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ » .

(المعجم ۳) - بَابُ كَفَّارَةِ مَنْ تَرَكَ
الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ (التحفة ۵۶۱)

۱۳۷۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلِيمَانَ
قَالَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ : حَدَّثَنَا
هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ قُدَّامَةَ بْنِ وَبَرَةَ ، عَنْ
سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :
« مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ فَلْيَتَصَدَّقْ
بِدِينَارٍ ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَيَنْصِفْ دِينَارٍ » .

۱۳۷۳ب- [أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ :
أَنْبَأَنَا نُوحٌ عَنْ خَالِدٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ
الْحَسَنِ ، عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :
« مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعَمِّدًا فَعَلَيْهِ دِينَارٌ ، فَإِنْ
لَمْ يَجِدْ فَيَنْصِفْ دِينَارٍ » وَفِي مَوْضِعٍ آخَرَ ،
لَيْسَ فِيهِ : « مُتَعَمِّدًا »] .

۱۳۷۳- الف - [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب كفارة من تركها، ح: ۱۰۵۳ من حديث يزيد بن
هارون به، وهو في الكبرى، ح: ۱۶۶۱، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۶۱، وابن حبان، ح: ۵۸۲، والحاكم: ۱/
۱۸۰، والذهبي. * قتادة عن، تقدم، ح: ۳۴، وقدامة لم يصح سماعه من سمرة، وله شاهد ضعيف، انظر
الحديث الآتي.

۱۳۷۳ب- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر، ح: ۱۱۲۸

۱۴- کتاب الجمعة

فائدہ: مذکورہ دونوں روایات سنداً ضعیف ہیں اس لیے جمعہ چھوڑنے کی اصل تلافی خالص توبہ ہی ہے تاہم صدقہ خیرات بھی معافی کا ذریعہ ہے۔ لیکن جمعہ چھوڑنے سے وہ کفارہ ثابت نہیں ہوتا جو اس میں بیان ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴) - بَابُ ذِكْرِ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (التحفة ۵۶۲)

۱۳۷۴- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُوسُفَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَفِيهِ أَدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا».

۱۳۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے۔“

فوائد ومسائل: ① بعض روایات میں مزید ذکر ہے کہ اسی دن آدم علیہ السلام فوت ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ کیا ان واقعات کا تعلق بھی جمعے کی فضیلت سے ہے یا انھیں ویسے ذکر کر دیا گیا ہے؟ علماء نے دونوں پہلو اختیار کیے ہیں۔ اگر یہ واقعات فضیلت سے متعلق ہیں تو اخراج آدم اس لیے فضیلت کا سبب ہے کہ ان کا اخراج انبیاء و رسل علیہم السلام کی بعثت کا سبب بنا اور ان کا وجود انسانی فضیلت کا باعث ہے۔ اسی طرح وفات آدم اور قیامت کا واقعہ ہونا اللہ تعالیٰ کی ملاقات، دخول جنت اور حصول کرامت کا سبب ہیں۔ ② ”جمعے کا دن افضل ہے یا عرفے کا دن؟“ علماء کرام اس کی بابت فرماتے ہیں کہ ہفتے کے دنوں میں سے جمعہ افضل ہے اور سال کے دنوں میں سے عرفے کا دن افضل ہے۔ اس لحاظ سے عرفہ جمعے سے افضل ہے کیونکہ جمعہ بھی تو سبیل کے دنوں میں شامل ہے علاوہ ازیں عرفے کا اجتماع جمعے کے اجتماع سے بہت بڑا ہوتا ہے اور مؤمنین کا اجتماع جتنا بڑا ہو ثواب اور فضیلت اسی قدر زائد ہوتی ہے البتہ جمعے کے دن سب اجتماعات جمعہ کو ملایا جائے تو وہ یقیناً عرفے سے بہت بڑھ جاتے ہیں۔ اس دن میں ہونے والے اہم واقعات مثلاً: خلق آدم وغیرہ مزید فضیلت کا تقاضا کرتے ہیں لہذا قطعیت سے کوئی ایک بات کہنا مشکل ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۴- کتاب الجمعة - جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۵) - إِثْنَا ثَارُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ

ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۵۶۳)

باب ۵- جمعے کے دن نبی ﷺ پر کثرت

سے درود پڑھنا

۱۳۷۵- حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تحقیق تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن بے ہوشی ہوگی۔ پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ یقیناً تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (وفات کے بعد) آپ پر درود کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء ﷺ کے جسموں کو کھائے۔“

۱۳۷۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَفِيهِ قُبُضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَإِنْ صَلَّاتَكُمْ مَعْرُوضَةً عَلَيَّ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ نَعْرِضُ صَلَّاتِنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ؟ أَنَّى يَقُولُونَ! قَدْ بَلَيْتُ؟ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ».

🌞 نوادہ و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے سنداً صحیح قرار دیا ہے۔ اور دلائل کی رو سے ہمیں کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۸۲/۲۲-۸۶، و إرواء الغلیل: ۳۵، ۳۲/۱) رقم الحديث: (۴) ② چونکہ جمعہ افضل دن ہے لہذا اس دن کی نیکی بھی افضل ہے اور درود جو کہ قربت الہی کا عظیم ذریعہ ہے اس دن مزید افضل ہو جائے گا نیز درود رسول اللہ ﷺ کے لیے تحفے کی طرح ہے جو آپ کو پیش کیا جاتا ہے۔ تو اس کی فضیلت کے کیا کہنے! ③ ”زمین پر حرام کر دیا ہے“ سائلین کا مطلب یہ ہے کہ وفات کے بعد تو

۱۳۷۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ح: ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸،

وابن ماجه، ح: ۱۶۳۶ من حديث حسين بن علي الجعفي به، وهو في الكبرى، ح: ۱۶۶۶، وصححه ابن خزيمة،

وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم، وضعفه أبو حاتم الرازي وغيره، وفيه علة قاذبة. * عبد الرحمن بن يزيد

هذا ان تسمي كما حققه البخاري، وأما داود وغيرهما، وهو ضعيف جداً، وأخطأ من قال: ابن جابر، راجع نيل

۱۴- کتاب الجمعة جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

جسم باقی نہیں رہتا، لہذا اسلام کس پر پیش کیا جائے گا؟ آپ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ میرے جسم پر پیش کیا جائے گا کیونکہ انبیاء کے جسم مٹی نہیں بنتے۔ ﷺ۔ ⑤ صلاۃ و سلام کا آپ پر پیش کیا جانا برزخی معاملہ ہے نہ کہ آپ براہ راست سننے یا محسوس فرماتے ہیں بلکہ فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ قریب سے سننے کی روایت سنداً صحیح نہیں۔ انبیاء و شہداء کی مابعد الموت زندگی بھی برزخی زندگی ہے۔ اور ان کی برزخی زندگی سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔ ویسے تو برزخی زندگی ہر میت کو حاصل ہوتی ہے مگر ”چہ نسبت خاک را با عالم پاک“۔ انبیاء و شہداء کے جسم بھی سلامت رہتے ہیں اور شہداء کو بعضی جسم مل جاتے ہیں لیکن وہ زندگی بہر صورت برزخی ہوتی ہے نہ کہ دنیوی کیونکہ وہ دنیا میں نہیں رہے۔

(المعجم ۶) - بَابُ الْأَمْرِ بِالسَّوَاكِ يَوْمَ

باب ۶- جمعے کے دن مسواک کرنے کا حکم

الْجُمُعَةِ (التحفة ۵۶۴)

۱۳۷۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ أَبِي هِلَالٍ وَبُكَيْرَ بْنَ الْأَشَّجِ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ الْمُتَكِدِرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِيمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْتَّغَسِلْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَالسَّوَاكُ، وَيَمْسَسُ مِنَ الطَّيِّبِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ»، إِلَّا أَنْ بُكَيْرًا لَمْ يَذْكُرْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَقَالَ فِي الطَّيِّبِ: «وَلَوْ مِنْ طَيِّبِ الْمَرْأَةِ».

۱۳۷۶- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر ضروری ہے۔ اسی طرح مسواک کرنا بھی۔ اور جو خوشبو اسے مل سکے لگائے خواہ وہ خوشبو عورت (اس کی بیوی) کی ہو۔“

فوائد و مسائل: ① ”واجب ہے“ اس روایت اور حدیث نمبر ۱۳۷۷، ۱۳۷۸ اور ۱۳۷۹ کے بموجب اہل علم کا ایک طبقہ جمعے کے دن غسل کے واجب ہونے کا قائل ہے جب کہ ایک بڑا طبقہ اس کے وجوب کا قائل نہیں لیکن پہلے طبقے کے اہل علم کی رائے نصوص صریحہ کے قریب تر ہے۔ واللہ اعلم۔ جیسا کہ تفصیل ابتدائیے میں

۱۴- کتاب الجمعة

جمعة المبارک سے متعلق احکام و مسائل

گزر چکی ہے۔ ① مسواک عام حالت میں بھی مؤکد چیز ہے، جمعة المبارک کے لیے تو خصوصاً، خوشبو لگانا تو مؤکد بھی نہیں صرف مستحب ہے۔ ② عورتوں کی خوشبو (جس میں رنگ ہو) مردوں کے لیے جائز نہیں مگر مجبوری کی حالت میں گنجائش ہے، مثلاً: شادی کے موقع پر یا جمعة المبارک کے لیے۔ ③ صفائی ایمان کا حصہ ہے۔ اسلام نے نظافت پر بہت زور دیا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا جسم، لباس اور مکان وغیرہ صاف ستھرا رکھے اور اگر کسی ایسی جگہ جائے جہاں لوگ اکٹھے ہوں تو بالخصوص صفائی کا اہتمام کرے اور حسب استطاعت خوشبو وغیرہ کا استعمال کرے تاکہ لوگ اذیت محسوس نہ کریں۔

(المعجم ۷) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (النخفة ۵۶۵)

باب: ۷- جمعة المبارک کے دن غسل کا حکم

۱۳۷۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةُ فَلْيَغْتَسِلْ».

۱۳۷۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نافع، عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: «إذا جاء أحدكم الجمعة فليغتسل».

۱۳۷۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نافع، عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: «إذا جاء أحدكم الجمعة فليغتسل».

🌞 فوائد و مسائل: ① غسل کے وجوب کی بحث سابقہ حدیث کے تحت گزر چکی ہے۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعے کا غسل جمعة المبارک کو آتے وقت کرنا چاہیے نہ کہ بہت پہلے کیونکہ غسل کا مقصد میل کچیل اور پسینے کی صفائی ہے، اگر بہت پہلے غسل کر لیا جائے تو میل کچیل بھر جمع ہو سکتا ہے اور پسینہ بھی آ سکتا ہے۔ اجتماع میں بدبو پھیلنے کا امکان ہے، لہذا غسل جمعة المبارک کے لیے آتے وقت کرنا چاہیے، یعنی اس غسل کے ساتھ جمعہ پڑھنا چاہیے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ جمعے کے دن کا غسل ہے اس لیے کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے مگر جمعے سے پہلے پہلے اہل ظاہر تو جمعے کے بعد بھی غسل کو کافی سمجھتے ہیں۔ مگر علت و سبب یاد دیگر احادیث پر غور کیا جائے تو یہ موقف عمل نظر لگتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ غسل جمعہ غسل جنابت کی طرح ہونا چاہیے۔ غسل جنابت کی تفصیل پیچھے متعلقہ باب میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ۸) - بَابُ إِيْجَابِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (النخفة ۵۶۶)

باب: ۸- جمعة المبارک کے دن غسل کا واجب ہونا

۱۴- کتاب الجمعة جمعة المبارک سے متعلق احکام و مسائل

۱۳۷۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ».

۱۳۷۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کے دن کا غسل ہر بالغ پر ضروری ہے۔“

۱۳۷۹- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَلَى كُلِّ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةٍ أَيَّامٍ غُسْلُ يَوْمٍ، وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ».

۱۳۷۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان آدمی کے لیے ہر سات دنوں میں ایک دن غسل کرنا ضروری ہے اور وہ دن جمعة المبارک ہے۔“

☀ فائدہ: غسل جمعہ کی بحث کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ۱۳۷۶ اور ۱۳۷۷.

(المعجم ۹) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۵۶۷)

باب ۹- جمعة المبارک کے دن غسل نہ کرنے کی رخصت

۱۳۸۰- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّهُ

۱۳۸۰- حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

۱۳۷۸- أخرجه البخاري، الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة... الخ، ح: ۸۷۹، ومسلم، الجمعة، باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ... الخ، ح: ۸۴۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۰۲، والکبرى، ح: ۱۶۶۸.

۱۳۷۹- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۳۰۴ عن بشر بن المفضل به، وهو في الكبرى، ح: ۱۶۶۹، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۷۴۷، وابن حبان، ح: ۵۵۸. * أبو الزبير عنعن، وللحديث شواهد كثيرة جدًا عند البخاري، ح: ۸۹۷، ومسلم، ح: ۸۴۹ وغيره.

۱۳۸۰- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ۱/۴۳۸، ح: ۷۷۲ من حديث الوليد بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح: ۱۶۸۳، ورواه شبابة بن سوار وغيره عن عبدالله بن العلاء بن زبر به، وله طرق كثيرة عند

۱۴- کتاب الجمعة - جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُمْ ذَكَرُوا غُسْلَ يَوْمِ الْجُمُعَةِ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ النَّاسُ يَسْكُنُونَ الْعَالِيَةَ فَيَحْضُرُونَ الْجُمُعَةَ وَبِهِمْ وَسَخٌ، فَإِذَا أَصَابَهُمُ الرُّوحُ سَطَعَتْ أَرْوَاحُهُمْ فَيَتَأَذَى بِهَا النَّاسُ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَوْ لَا تَغْتَسِلُونَ؟»

غسل جمعہ کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: دراصل کچھ لوگ مدینہ منورہ کی بالائی بستیوں میں رہتے تھے (جو کئی کئی میل دور تھیں)۔ وہ جمعہ کے لیے (مسجد نبوی میں) آتے تھے۔ انھیں میل کچیل لگا ہوتا۔ جب ہوا چلتی تو ان سے بدبو پھیلتی۔ دوسرے لوگ اس سے تکلیف محسوس کرتے۔ اس بات کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”تم غسل کر کے نہیں آتے؟“

☀ فائدہ: باب کا مقصد واضح ہے کہ غسل جمعہ مندرجہ بالا مجبوری کی بنا پر تھا۔ جمہور کی یہ دوسری دلیل ہے کہ اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو غسل ضروری نہیں کیونکہ وہ لوگ کئی کئی میل سے آتے تھے۔ کام کاج کرنے کی وجہ سے جسم پر میل کچیل ہوتا تھا آتے ہوئے پسینہ آ جاتا تھا، کپڑے بھی اون وغیرہ کے ہوتے تھے رش ہو جاتا تو اس سے ناگوار بو پھیل جاتی، اس لیے غسل کا حکم دیا گیا، لیکن دلائل کی رو سے یہ دلیل بھی زیر بحث مسئلے میں فیصلہ کن نہیں، علت اور سبب کے زائل ہونے سے اصل حکم کا زائل ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی کوئی عام قاعدہ کلیہ ہے اگرچہ آغاز میں یہی وجہ تھی لیکن بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے انھیں اس پر برقرار رکھا اور اس کے متعلق مزید احکام صادر فرما کر اسے لازمی قرار دے دیا۔ طواف قدوم کے ابتدائی تین چکروں میں ریل کا بھی تو آغاز میں ایک سبب اور وجہ تھی لیکن زوال علت کے باوجود یہ عمل تا حال مشروع مطلوب ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے کتاب الغسل کا ابتدائیہ دیکھیے۔

۱۳۸۱- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ سُمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَهَا وَيَغْتَسِلُ، وَمَنِ اغْتَسَلَ فَأَلْغُسَلَ أَفْضَلُ».

۱۳۸۱- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے جمعہ کے دن وضو کیا تو یہ کافی ہے اور اچھی بات ہے اور جو شخص غسل کرے تو غسل افضل ہے۔“

۱۳۸۱- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الوضوء يوم الجمعة، ح: ۴۹۷ من حديث شعبه به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ۱۶۸۴، وصححه ابن خزيمة. * الحسن عن سمره صحيح، لأنه رواية كتاب، والرواية عن الكتاب صحيحة كما حققته في نيل المقصود، ح: ۳۵۴ ثم وجدت تصريح سماع الحسن البصري من سمره في هذا الحديث، وأخرجه أبو علي الحسن بن علي بن نصر الطوسي في مختصر الأحكام،

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: الْحَسَنُ عَنْ سَمُرَةَ (كِتَابًا)، وَلَمْ يَسْمَعْ الْحَسَنُ مِنْ سَمُرَةَ إِلَّا حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ، وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

ابو عبد الرحمن (امام نسائی) بیان کرتے ہیں کہ حسن بصریؒ سمرہ بن جندب کی کتاب سے بیان کرتے ہیں اور انھوں نے سمرہؓ سے عقیقہ والی حدیث کے علاوہ کوئی روایت نہیں سنی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ یہ روایت حسن بصری نے حضرت سرہ بن جندب رحمہ اللہ سے براہ راست نہیں سنی بلکہ ان کی کتاب سے بیان کی ہے اس میں وہ سماع کی تصریح نہیں کرتے۔ حسن کی حضرت سرہ سے روایت کے بارے میں محدثین کی تین آراء ہیں: ○ حسن کا سرہ سے علی الاطلاق سماع ثابت ہے۔ گو یا اس طرح ان کی تمام مرویات سماع پر محمول ہوں گی۔ یہ موقف امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد علی بن مدینی رحمہ اللہ کا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ اوسط میں ذکر کیا ہے نیز امام ترمذی اور امام حاکم رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ ○ حسن نے سرہ رحمہ اللہ سے کچھ بھی نہیں سنا یعنی سرے سے ان کا حضرت سرہ سے سماع ہی ثابت نہیں۔ یہ رائے امام ابن حبان رحمہ اللہ کی ہے۔ امام یحییٰ بن معین اور امام شعبہ رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں لیکن اس دعوے کی کوئی دلیل نہیں۔ ○ امام حسن کا حضرت سرہ سے صرف حدیث عقیقہ میں سماع ثابت ہے اور بس۔ یہ موقف امام نسائی رحمہ اللہ کا ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ کا بھی اپنی سنی میں اسی طرف رجحان ہے۔ امام عبدالحق اور امام بزار وغیرہ بھی اس کے قائل ہیں۔ تاہم دلائل کی رو سے راجح موقف امام نسائی وغیرہ ہی کا ہے یا جس روایت میں وہ خود حضرت سرہ سے سماع کی تصریح فرمادیں یا شواہد کی روشنی میں اسے تقویت ملتی ہو تو وہی روایت قابل حجت ہوگی وگرنہ نہیں۔ حدیث عقیقہ میں امام حسن نے حضرت سرہ رحمہ اللہ سے خود سماع کی تصریح فرمائی ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۱/۱۲، ۱۳، ۱۴)

② جمہور علماء اس حدیث کے پیش نظر غسل جمعہ کو مستحب قرار دیتے ہیں لیکن ان کی رائے محل نظر ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ: ”جس نے غسل کیا تو یہ افضل ہے“، وجوب کے منافی نہیں، کسی چیز کی افضلیت سے اس کے وجوب کی نفی نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔ اس حدیث کے مفہوم کو مزید سمجھنے کے لیے اسی کتاب کا ابتدائہ دیکھیے۔

(المعجم ۱۰) - فَضْلُ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ باب: ۱۰- جمعے کے دن کے غسل

(التحفة ٥٦٨)

۱۳۸۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنصُورٍ - حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

١٣٨٢- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في فضل الغسل يوم الجمعة، ح: ٤٩٦ من حديث

عن أبي جعفر بن محمد عن علي بن الحسين، قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: «العلماء هم الأئمة».

۱۴- کتاب الجمعة - محمد المبارک سے متعلق احکام و مسائل

وَهَارُونَ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ بَكَّارٍ بْنِ بِلَالٍ - حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهَرٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَسَلَ وَاعْتَسَلَ وَغَدَا وَابْتَكَرَ وَدَنَا مِنْ الْإِمَامِ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلٌ سَنَةٍ صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا».

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (اپنے سر یا کپڑوں کو) اچھی طرح دھویا اور غسل کیا اور اول وقت مسجد میں گیا۔ اور خطبے کو شروع سے سنا اور امام کے قریب بیٹھا اور کوئی فضول کام نہ کیا“ تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے صیام و قیام کا ثواب ملے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث میں بیان شدہ ثواب صرف غسل کی بنا پر نہیں بلکہ بہت سے کاموں پر ہے۔ مگر ان کاموں میں چونکہ غسل بھی شامل ہے لہذا اس فضیلت میں غسل کا بھی دخل ہے۔ ② ”سر یا کپڑوں کو دھویا“ یہ عربی لفظ [غَسَلَ] کا ترجمہ ہے۔ بعض لوگوں نے اس کے معنی یہ کیے ہیں کہ اپنی بیوی کو بھی غسل کرائے، یعنی اس سے جماع کرے تاکہ وہ بھی غسل کرے، تاہم ہمارے نزدیک پہلا معنی رائج ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ ”فضول کام“ مثلاً: باتیں کرنا، کپڑوں، صفوں کے ٹکوں یا دریوں وغیرہ کے دھاگوں سے کھینا۔ ④ ”ایک سال کے صیام و قیام“، یعنی دن کو روزہ اور رات کو مسلسل قیام کرنا۔ ان میں کبھی ناغہ ہونہ سستی۔ یہ اس قدر مشکل کام ہے کہ کوئی انسان اسے نہیں کر سکتا۔ لیکن مذکورہ اعمال کرنے والا اس عظیم اجر کا مستحق قرار پائے گا۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ الْهَيَاةِ لِلْجُمُعَةِ

(التحفة ۵۶۹)

۱۳۸۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِستَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۱۳۸۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک (ریشمی) جوڑا (فروخت ہوتے) دیکھا تو کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اگر آپ یہ جوڑا خرید لیں اور جمعے کے دن پہنا

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

وَلْيُؤَدِّ إِذَا قُدمُوا عَلَيْكَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ»، ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْهَا فَأَعْطَى عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَسَوْنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عَطَارِدٍ مَا قُلْتَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَمْ أَكْسُهَا لِيَلْبَسَهَا» فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخَا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

کریں اور جب وفد آئیں تب بھی پہنیں (تو کیا ہی خوب ہو۔) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے (یعنی ریشمی کپڑے کو) تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“ پھر (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی قسم کے جوڑے آئے تو آپ نے ان میں سے ایک جوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ یہ جوڑا مجھے پہناتے ہیں جب کہ آپ نے عطارد کے لئے ہئے جوڑے کے بارے میں جو الفاظ ارشاد فرمائے تھے (وہ تو اس کے برعکس حرمت پر دلالت کرنے والے تھے؟) آپ نے فرمایا: ”میں نے تجھے پہننے کے لیے نہیں دیا۔“ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا مکہ مکرمہ میں رہنے والے اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے بالواسطہ یہ پہلو نکلتا ہے کہ جمعہ کے دن اچھا لباس (طاعت کے مطابق)

پہننا چاہیے اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو مذکورہ مشورہ دیا تھا آپ نے اس کی نفی نہیں فرمائی بلکہ اس لباس کو نہ خریدنے کی وجہ یہ بتلائی کہ وہ ریشمی ہے اور ریشمی لباس مردوں کے لیے حرام ہے۔ ② ”جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کا لباس کافر لوگ پہنتے ہیں، مسلمان نہیں پہنتے، یعنی مسلمانوں کو ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے کیونکہ انھیں ریشمی لباس آخرت میں ملے گا۔ ③ ”مشرک بھائی“ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ماں کی طرف سے یارضا بھائی تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۳۸۴- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ الْمُثَنَّدِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ سُلَيْمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ

۱۳۸۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ مرد پر ضروری ہے نیز وہ مسواک کرے اور جو خوشبو حاصل کر سکے لگائے۔“

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَالسَّوَاكِ، وَأَنْ يَمَسَّ مِنَ الطَّيِّبِ مَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ».

(المعجم ۱۲) - فَضْلُ الْمَشْيِ إِلَى الْجُمُعَةِ (التحفة ۵۷۰)

باب: ۱۲- جمع کے لیے پیدل جانے کی فضیلت

۱۳۸۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا الْأَسْعَدِ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَوْسَ بْنَ أَوْسٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَغَسَلَ وَغَدَا وَابْتَكَرَ وَمَشَى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَأَنْصَتَ وَلَمْ يُلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلٌ سَنَةٍ».

۱۳۸۵- رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی جمعے کے دن غسل کرے اور اپنے جسم وغیرہ کو اچھی طرح دھوئے اور اول وقت جائے خطبہ شروع سے سنے پیدل جائے سوار نہ ہو امام کے قریب بیٹھے خاموش رہے اور فضول بات نہ کرے تو اسے ہر قدم کے عوض ایک سال کے عمل (صیام و قیام) کا ثواب ملے گا۔“

(المعجم ۱۳) - بَابُ التَّبَكُّيرِ إِلَى الْجُمُعَةِ (التحفة ۵۷۱)

۱۳۸۶- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ نَصْرِ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ الْأَعْرَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَعَدَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى أَبْوَابِ

۱۳۸۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور جمعہ المبارک کے لیے آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ جب امام خطبے کے لیے نکلتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں۔“

۱۴- کتاب الجمعة

جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

الرَّسُولُ فَكُنُوا مَن جَاءَ إِلَى الْجُمُعَةِ، (راوی حدیث) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کے لیے سب سے پہلے آنے والا (کعبہ کی طرف) قربانی کے لیے اونٹ بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبہ کی طرف) قربانی کے لیے گائے بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبہ کی طرف) قربانی کے لیے بکری بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبہ کی طرف) قربانی کے لیے بٹخ بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبہ کی طرف) قربانی کے لیے مرغی بھیجنے والے کی طرح ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والا (کعبہ کی طرف) قربانی کے لیے اٹھ بھیجنے والے کی طرح ہے۔“

فوائد و مسائل: ① ”فرشتے“ یہ مخصوص فرشتے ہیں جو صرف جمعے سے قبل آنے والوں کے نام اور ثواب لکھنے کے لیے مقرر ہیں۔ (عموماً اعمال لکھنے والے فرشتے تو ہر وقت لکھتے رہتے ہیں۔) پھر یہ خطبہ بھی سنتے ہیں۔ اس سے جمعۃ المبارک کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اسی لیے اس دن کو قرآن مجید میں ”شہد“ کہا گیا ہے اور اگر اس سے عام ”کراما کا تبین“ مراد ہوں تو پھر جمعۃ المبارک کے لیے خطبے سے پہلے آنے والوں کے لیے مخصوص رجسٹر ہوں گے جنہیں خطبہ شروع ہونے سے قبل بند کر دیا جاتا ہے۔ اس میں پہلے آنے والوں کی عظیم فضیلت ہے کہ ان کی حاضری کے لیے فرشتے دروازوں پر آ کر بیٹھتے ہیں۔ ذَلِك فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ② ”سب سے پہلے آنے والا“، بعض علماء کا خیال ہے کہ فرشتوں نے خطبے سے پہلے کچھ اوقات مقرر کر رکھے ہوں گے۔ ان اوقات کے لحاظ سے لوگوں کے درجات بنتے ہوں گے ورنہ ظاہر اتویہ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے آنے والے صرف چھ سات افراد کے نام لکھے جاتے ہیں مگر یہ درست نہیں کیونکہ ممکن ہے بیک وقت کئی افراد داخل ہوں لہذا اوقات کا تقرر ہوگا مگر ان اوقات کی تفصیل کسی حدیث میں نہیں آئی۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کے مابین اس بارے میں اختلاف ہے۔ جمعے کے لیے جلدی لکھنا بالاتفاق مستحب ہے لیکن اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ حدیث میں وارد پانچ گھنٹوں سے مراد کیا ہے؟ کیا پانچ یا چھ گھنٹوں سے مقصود صرف وقت کے چند

۱۴۔ کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

وغیرہ کی یہی رائے ہے۔ ایک دن میں بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں جیسا کہ اس کی تائید حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے کہ جمعے کے دن کی بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔ (سنن أبی داود، الصلاة، حدیث: ۱۰۳۸، وصحیح سنن أبی داود (مفصل) للآلبانی، حدیث: ۹۶۳) اس لحاظ سے ان کے ہاں سورج کے بلند ہونے سے پہلی گھڑی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس طرح زوالِ شمس تک وقت کے اس دورے کو پانچ گھڑیوں میں تقسیم کر لیا جائے، خواہ پہلی گھڑی گھنٹے پر مشتمل ہو یا سوایا ڈیڑھ گھنٹے پر کیونکہ گرمی سردی کے اعتبار سے وقت کے لحاظ سے گھڑیوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن دن کبھی بارہ گھڑیوں سے کم نہیں ہوتا۔ اس طرح پہلی گھڑی میں آنے والے افراد خواہ تعداد میں زیادہ ہی ہوں، وہ اونٹ کی قربانی کا ثواب پائیں گے۔ اسی طرح ترتیب وار دیگر گھڑیوں میں آنے والے حضرات بھی اسی حساب سے ثواب میں شریک ہوں گے۔ ”الساعة“ کے عرف میں بھی یہی معنی متبادر ہیں۔ دوسرا موقف امام مالک رحمہ اللہ اور بعض شوافع کا ہے۔ ان کے نزدیک احادیث میں وارد ساعات سے مراد معروف گھڑیاں نہیں بلکہ زوال کے بعد چند لحظات یا لمحات ہیں، یعنی زوال کے بعد چھٹی گھڑی کے یہ چند اجزاء یا لمحات ہوتے ہیں جن میں فرشتے آنے والوں کے ترتیب وار نام لکھتے ہیں۔ اس دعوے کی ان کے پاس چند دلیلیں ہیں:

○ پہلی دلیل: حدیث میں لفظ [رَاحَ] (فعل ماضی) استعمال ہوا ہے جس کے معنی بعد از زوال جانے یا روانہ ہونے کے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد از زوال جلدی نکلنے کی ترغیب ہے نہ کہ دن کے آغاز میں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ رَاحَ صرف بعد از زوال جانے پر نہیں بولا جاتا بلکہ مطلق جانے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، خواہ جانا کسی وقت بھی ہو، اہل حجاز کی لغت ہے، جیسا کہ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا ہے، لہذا سفر دن کے آغاز میں یا آخر میں یا رات کے وقت ہو، اس پر یہ لفظ بولا جاتا ہے اس کی بعد از زوال وقت کے ساتھ تخصیص درست نہیں۔

○ دوسری دلیل: حدیث میں وارد لفظ [الْمُهَجَّر] ہے نیز اس حدیث میں بجائے ساعات کے لفظ [ثَمَّ] استعمال ہوا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ لوگ ایک دوسرے کے بعد آئیں اور آس میں گھڑیوں کا ذکر نہیں ہے۔ اور [الْمُهَجَّر، تَهَجَّر] سے مشتق ہے جس کے معنی عین دوپہر کا وقت ہیں جسے عربی میں اَلْهَاجِرَة کہتے ہیں۔ اس سے بھی پتہ چلا کہ آغاز دن مراد نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جن روایات میں ساعات کا ذکر ہے وہ مفصل ہیں اور لفظ [ثَمَّ] کے ساتھ منقول حدیث مبہم ہے۔ قاعدے کی رو سے جمل کو مفصل پر محمول کیا جاتا ہے، یعنی جو وضاحت مفصل میں ہوتی ہے اسے ہی لینا ضروری ہے اس لیے الساعات کی تصریح سے منقول روایات مقدم ہیں نیز سب طرق و روایات میں صرف لفظ [الْمُهَجَّر] ہی نہیں آتا بلکہ ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بعض میں لفظ [عَدَا] اور بعض میں [الْمُنْتَعَجَا] (جلدی کرنے والے) کے الفاظ وغیرہ بھی ہیں، اس

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

سے لفظ [الْمُهَجَّر] کے معنی متعین ہو جاتے ہیں، نیز لغت میں یہ لفظ تکبیر و تقبیل کے معنی میں بھی آتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ اس کے معنی میں مین دو پہر یا شدید دھوپ میں نکلنے کے بھی آتے ہیں لیکن لغت کی روشنی میں تکبیر و تقبیل کے معنی سے بھی مفر نہیں بلکہ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہاں اسی مؤخر الذکر معنی میں استعمال ہوا ہے۔

○ تیسری دلیل: لفظ [السَّاعَة] معروف گھنٹے کے معنی میں نہیں بلکہ زمانے یا وقت کے ایک جز یا حصے پر بولا جاتا ہے۔ اردو میں اس کے معنی ”گھڑی“ کے کیے جاتے ہیں یہ عام ہے خواہ تھوڑے وقت کو محیط ہو یا زیادہ کو اسی لیے اس کے معنی لمبے یا لمحات کیے جاتے ہیں۔ اس کا جواب تین طرح دیا جاسکتا ہے: ① شرعاً ایک دن کے بارہ گھڑیوں میں تقسیم ہونے کا ذکر ملتا ہے جیسا کہ سنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے۔ زیر بحث مسئلے میں اس سے تائید ملی جاسکتی ہے۔ ② عرف میں بھی السَّاعَة کے متبادر معنی یہی ہیں جو جمہور مراد لیتے ہیں۔ ③ اگر السَّاعات سے مراد چھٹی گھڑی کے چند لمحات یا لمبے ہی ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کے پانچ گھڑیوں کے ذکر کے کیا معنی ہیں؟ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مراد وہی پانچ گھڑیاں ہیں جو بارہ گھڑیوں کا حصہ ہیں۔ جن پر گرمی ہو یا سردی ایک دن محیط ہوتا ہے۔

○ چوتھی دلیل: اگر احادیث میں وارد سَاعَات سے مراد چند لمبے یا لمحات مراد نہ ہوں تو اس سے ان گھڑیوں کی طوالت لازم آتی ہے، یعنی ان گھڑیوں کا دورانیہ لمبا ٹھہرتا ہے جس سے سابق اور لاحق، یعنی پہلے اور بعد میں آنے والوں کا فرق ختم ہو جاتا ہے اور ان گھڑیوں میں کیے بعد دیگرے آنے والوں کی فضیلت میں برابری اور یکسانیت لازم آتی ہے، مثلاً: پہلی گھڑی اگر ایک یا سو گھنٹے پر مشتمل ہو تو ممکن ہے اس گھڑی میں دو چار یا آٹھ دس آدمی کیے بعد دیگرے آئیں۔ اسی طرح باقی گھڑیوں میں بھی یہ ہوتا ہے یا اس کا قوی امکان ہے۔ کیا اس گھڑی میں آنے والے ان تمام افراد کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے یا صرف ان کو جو ان میں سے پہلے آئے اور بس؟ اسی اعتراض سے بچنے کے لیے امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ ان سے مراد چند لمحات یا لمبے لیتے ہیں۔ اس اشکال کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اگرچہ پہلی گھڑی میں کیے بعد دیگرے آنے والے تمام افراد نفس اونٹ کی قربانی کا ثواب تو پاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے، لیکن اس سے ہر لحاظ سے اونٹ کی قربانی میں تمام افراد کی برابری اور یکسانیت لازم نہیں آتی، وہ اس طرح کہ جو بس سے پہلے آئے اسے خوب موٹے تازے فربے اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہو جو اس کے بعد آئے اس سے کم تر اور جو اس کے بعد آئے اسے کم تر یا کم تر اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہو یعنی مذکورہ تفاوت اور فرق یا اختلاف مراتب نفس اونٹ وغیرہ کی ذات کی بنا پر تو نہ ہو بلکہ ان کی صفات میں ہو اور برابری صرف اونٹ وغیرہ کی ذات کی حد تک ہو جیسا کہ ذکر ہوا اور یہی بات درست ہے۔ حدیث کو اس طرح سمجھنے سے اشکال و اعتراض رفع ہو جاتا ہے۔

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

واللہ اعلم۔

○ پانچویں دلیل: اہل مدینہ کا عمل اس کے برعکس تھا۔ وہ آغاز دن ہی سے نہیں آتے تھے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہ عمل نہ تھا، اس لیے اگر حدیث میں وارد لفظ الساعات سے جمہور والی گھڑیاں مراد لی جائیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکی کی شدید رغبت و حرص کے باوجود اول النہار حاضر نہ ہوتے تھے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں ساعات سے مراد زوال کے بعد چھٹی گھڑی کے چند مختصر لمحے یا کھلے ہی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل مدینہ کل امت نہیں کہ ان کا اتفاق یا عدم عمل قابل حجت اور اجماع کی حیثیت کا حامل ہو۔ پھر اول النہار مسجد کی طرف جانا بھی تو کوئی واجب عمل نہیں، بلکہ بعض دیگر امور دینی یا دیگر مصالح اس عمل سے کہیں زیادہ اہمیت و فضیلت کے حامل ہوتے ہیں، اس لیے اسے ترک کیا جاسکتا ہے اور یہ جائز ہے۔ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ اس درجہ تعیل ان کے ہاں کردہ یا ناجائز تھی۔ یقیناً جو آدمی نماز فجر پڑھ کر اسی جگہ ذکر اذکار میں مشغول رہے اور سورج طلوع ہونے کے بعد دو رکعت پڑھ لے وہ اس آدمی سے جو صرف اشراق ہی پڑھتا ہے، کہیں زیادہ فضیلت اور ثواب کا حامل ہے۔ اسی طرح وہ آدمی جو نماز فجر کی ادائیگی کے بعد غسل وغیرہ کرے اور تیار ہوا اور اشراق پڑھ کر نماز جمعہ کے انتظار میں بیٹھا رہے، یقیناً اس شخص کی نسبت یہ کہیں زیادہ فضیلت پاتا ہے جو خطیب کے آنے سے صرف چند لمحے قبل مسجد میں پہنچتا ہے جبکہ احادیث کی روشنی میں اس طرح انتظار کرنے والے کو بدستور نماز کی حالت میں شمار کیا گیا ہے۔ بلاشبہ ایسے آدمی کی فضیلت کا کسی کو انکار نہیں اور نہ ہونا چاہیے۔ اس قسم کے اعمال کی شریعت عمومی دلائل و احادیث سے اخذ ہوتی ہے۔ کسی صحابی یا تابعی کے عدم عمل یا ان کے متعلق عدم نقل کی بنا پر اسے رو نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم۔

○ چھٹی دلیل: اگر حدیث میں موجود الساعات کو فلکی ساعات، یعنی گھنٹوں کے معنی میں لیا جائے تو اس صورت میں خطیب کا قبل از زوال نکلتا لازم آتا ہے۔ وہ اس طرح کہ آفتاب کے بلند ہونے سے امام کے خروج سے قبل تک، وقت کے دورانیہ کو پانچ گھنٹیوں میں تقسیم کیا جائے تو پانچویں گھڑی کے بعد خروج امام کا ذکر ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ یہ چھٹی گھڑی کا ابتدائی اور قبل از زوال کا وقت ہوتا ہے۔ اور جمہور کے نزدیک قبل از زوال نماز جمعہ درست نہیں۔ لیکن جن کے نزدیک یہ جائز ہے ان کے لیے یہ حدیث قابل اعتراض نہیں بلکہ ان کے حق میں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث کے کسی طریق میں امام کے اول النہار نکلنے کا ذکر نہیں ہے ہو سکتا ہے پہلی گھڑی نہانے اور جمعے کی تیاری وغیرہ کے لیے ہو۔ اور مسجد میں آنا دوسری گھڑی کے آغاز میں ہو۔ اس طرح دن کے اعتبار سے یہ دوسری گھڑی ہوگی اور جانے کے اعتبار سے پہلی۔ بنا بریں پانچویں گھڑی کے آخری کھلے زوال کے ابتدائی لمحات ہوں

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

الغرض مذکورہ معروضات سے واضح ہوتا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا موقف مرجوح ہے۔ جمہور علماء کے دلائل قوی اور قرین قیاس ہیں۔ اگرچہ قرآن و حدیث کی روشنی میں حدیث میں منقول ساعات کی واضح طور پر تجدید مشکل ہے لیکن فریق مخالف کے مقابلے میں جمہور کی رائے ہی مضبوط ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (احکام الاحکام شرح عمدة الأحکام لابن دقیق العید، مع حاشیة العدة: ۵۲۲/۲-۵۳۱، وزاد المعاد: ۱/۳۹۹-۴۰۷ بتحقیق شعيب الأرنؤوط، وفتح الباری: ۳/۳۶۶-۳۷۰ رقم الحديث: ۸۸۱، ومرعاة المفاتيح: ۲/۲۹۳-۲۹۵، طبعہ اولی، و موسوعہ فقہیہ از حسین بن عودہ: ۳۶۲/۲)

⑤ رجسٹر بند ہونے کے بعد آنے والے سبقت کے ثواب سے محروم رہتے ہیں مگر انھیں جمعے کی حاضری خطبے کے سامع نماز میں شرکت اور ذکر و دعا وغیرہ کا ثواب ملتا ہے لیکن درجات میں فرق پڑ جاتا ہے۔ ⑥ بعض لوگ اس حدیث سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ مرغی کی قربانی بھی جائز ہے لیکن اگر اس استدلال کو درست سمجھ لیا جائے تو پھر اٹھنے کی قربانی کا جواز بھی تسلیم کرنا پڑے گا جسے یہ خود بھی تسلیم نہیں کرتے۔ بنا بریں یہ استدلال درست نہیں۔ اس حدیث میں مذکورہ چیزوں کی قربانی سے مراد وہ اجر و ثواب ہے جو ان چیزوں کے صدقہ کرنے سے مل سکتا ہے اسی لیے بعض لوگ [مہدی] کے معنی ہی ”صدقہ کرنے والا“ کرتے ہیں۔ بہر حال جو معنی بھی کیے جائیں اس سے مرغی یا اٹھنے کی قربانی کا جواز کشید کرنا یکسر غلط ہے۔ ⑦ ادنیٰ اسی چیز بھی اللہ کی راہ میں دینے سے چھپکانا نہیں چاہیے۔ اخلاص کے ساتھ دی ہوئی معمولی سی چیز بھی عند اللہ بہت زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”آگ سے بچو چاہے کھجور کے ایک کلو (کے صدقہ) کے ساتھ ہی۔“ (صحیح البخاری، الزکاة، حدیث: ۱۴۱۷)

۱۳۸۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ ۱۳۸۷- حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے اور قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: وہ اسے نبی ﷺ تک پہنچاتے ہیں (یعنی مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ”جب جمعے کا دن ہوتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو لوگوں کے نام ان کے (جمعہ المبارک کے لیے آنے کے لحاظ سے) مراتب کے مطابق لکھتے ہیں، یعنی سب سے پہلے آنے والے پھر ان کے بعد پہلے آنے والے (کا نام لکھتے

۱۴- کتاب الجمعة

تمتع المبارک سے متعلق احکام و مسائل

ہیں) پھر جب امام (خطبہ دینے کے لیے) نکلتا ہے تو وہ اپنے رجسٹرنڈ کر کے خطبہ جمعہ سنتے ہیں لہذا سب سے پہلے نماز جمعہ کے لیے آنے والا (کعبہ کی طرف) قربانی کے لیے اونٹ بھیجنے والے کی طرح ہے پھر اس کے بعد آنے والا (کعبہ کی طرف) قربانی کے لیے گائے بھیجنے والے کی طرح ہے پھر اس کے بعد آنے والا (کعبہ کی طرف) قربانی کے لیے مینڈھا بھیجنے والے کی طرح ہے۔“ حتیٰ کہ آپ نے مرغی اور اناڑے کا بھی ذکر فرمایا۔

الْخُطْبَةُ، فَالْمُهْجَرُ إِلَى الصَّلَاةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي بَقَرَةً، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي كَنْبَسًا حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ.

۱۳۸۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمتع المبارک کے دن فرشتے مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کے نام ان کے آنے کی ترتیب کے مطابق لکھتے ہیں۔ ان میں سے کوئی تو اس آدمی کی طرح ہوں گے جس نے اعلیٰ درجے کا اونٹ صدقہ کیا۔ اور کچھ اس آدمی کی طرح جس نے کم درجے کا اونٹ صدقہ کیا۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے اعلیٰ درجے کی گائے صدقہ کی اور کچھ اس کی طرح جس نے کم درجے کی گائے صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے اعلیٰ درجے کی بکری صدقہ کی کچھ اس آدمی کی طرح جس نے کم درجے کی بکری صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے بہترین مرغی صدقہ کی اور کچھ اس آدمی کی طرح جس نے کم درجے کی مرغی صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے قیمتی چڑیا صدقہ کی اور کچھ اس آدمی کی

۱۳۸۸- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَمِيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «تَقْعُدُ الْمَلَائِكَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلَى مَنْزِلِهِمْ، فَالنَّاسُ فِيهِ كَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَدَنَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَقَرَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ شَاةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ دَجَاجَةً وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ دَجَاجَةً، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ عُصْفُورًا، وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ عُصْفُورًا وَكَرَجُلٍ قَدَّمَ بَيْضَةً.»

۱۴- کتاب الجمعة

طرح جس نے عام چڑیا صدقہ کی۔ کچھ اس آدمی کی طرح جس نے بہترین انڈہ صدقہ کیا اور کچھ اس آدمی کی طرح جس نے عام انڈہ صدقہ کیا۔

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مقصد یہ ہے کہ آنے والوں کے اجروں میں فرق اوقات و ساعات کے لحاظ سے ہے، یعنی اونٹ کے ثواب کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ اس دوران میں جتنے لوگ بھی آئیں گے سب کو اونٹ کا ثواب ملے گا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت کے دوران میں بھی پہلے آنے والے اعلیٰ اونٹ کے صدقے کے ثواب کے مستحق قرار پائیں اور آخر میں آنے والے ادنیٰ اونٹ کے۔ درمیان میں آنے والے درمیانے درجے کے اونٹ کا۔ اسی طرح باقی جانوروں کا حساب ہے۔ جوں جوں تاخیر ہوتی جائے گی ثواب کم ہوتا جائے گا۔ واللہ اعلم۔ ② مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سداضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین اس کی بابت لکھتے ہیں کہ اس میں [عَصْفُورٌ] (چڑیا کا ذکر) منکر ہے۔ محفوظ [دَجَاحَةٌ] (مرغی) کا لفظ ہے۔ باقی روایت قابل حجت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے عصفور کو منکر اور دجاجة کے لفظ کو محفوظ قرار دیتے ہوئے باقی روایت کو حسن صحیح کہا ہے۔ بنا بریں دلائل کی رو سے یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن النسائي للألباني، رقم: ۱۳۸۶) وذخيرة العقبی شرح سنن النسائي:

(۱۲۳-۱۲۲/۱۲)

باب ۱۳- جمعہ کا وقت

(المنعم ۱۴) - وَقْتُ الْجُمُعَةِ

(التحفة ۵۷۲)

۱۳۸۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی نے جمعہ المبارک کے دن غسل جنابت کی طرح (اچھی طرح) غسل کیا، پھر پہلے وقت میں (جمعے کے لیے) چل پڑا تو یوں سمجھو کہ اس نے اونٹ صدقہ کیا اور جو شخص دوسرے وقت میں چلا گویا اس نے گائے صدقہ کی اور جو تیسرے وقت میں چلا گویا اس نے مینڈھا صدقہ کیا اور جو آدمی چوتھے وقت میں چلا گویا اس نے مرغی صدقہ کی اور جو

۱۳۸۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَمِيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غَسَلَ الْجَنَابَةَ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَهُ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام ومسائل

فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّهَا قَرَّبَ بَيْضَةً، پانچویں وقت میں گیا گویا اس نے اندھہ صدقہ کیا۔ پھر جب فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ امام (خطبے کے لیے) نکلتا ہے تو (خصوصی درجات لکھنے والے) فرشتے بھی مسجد میں آکر ذکر سننے لگتے ہیں۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① ان ساعات یا اوقات سے مراد قبل از زوال کی وہ گھڑیاں ہیں جن کا آغاز سورج چڑھنے کے بعد ہوتا ہے جیسا کہ جمہور کا موقف ہے۔ اور یہی موقف دلائل کی رو سے درست ہے۔ واللہ اعلم۔ جس کی تفصیل گزشتہ حدیث (۳۸۶) کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ ② باب کے عنوان سے لگتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کا موقف ممکن ہے یہ ہو کہ نماز جمعہ کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ سمیت اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے اس مسئلے کا استنباط محل نظر ہے کیونکہ اس حدیث میں پانچ گھڑیوں کا ذکر ہے اور پانچویں کے اختتام اور چھٹی گھڑی کے آغاز میں خروج امام کا ذکر ہے اور یہ قبل از زوال کا وقت ہے اس طرح یہ حدیث ان اہل علم کی دلیل بنتی ہے جو قبل از زوال بھی نماز جمعہ کے قائل ہیں۔ ہاں اگر ان پانچ گھڑیوں کا شمار دوسری گھڑی سے ہوا اور پہلی گھڑی غسل اور جمعے کی تیاری کے لیے ہو جیسا کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے توجیہ کی ہے تو پھر یہ حدیث قبل از زوال جمعہ کے موقف کے حاملین کی دلیل نہیں بنتی۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا مذکورہ حدیث سے استدلال تب محل نظر ہوگا جب احادیث میں [بَطْلُ] بطلخ اور [مُضْضَفُور] ”چڑیا“ کا ذکر شاذ اور ضعیف تصور کیا جائے اور حق بھی یہی ہے کہ یہ دونوں اضافے ضعیف ہیں لیکن اگر انہیں صحیح سمجھا جائے تو پھر مذکورہ اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں کل چھ گھڑیاں بنتی ہیں جس سے خطیب کا نکلنا ساتویں گھڑی کے آغاز میں لازم ٹھہرتا ہے اور یہ وقت بعد از زوال کا ہوتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا یہ ذہن ہو سکتا ہے کیونکہ انھوں نے مذکورہ اضافات والی روایات کے بعد یہ عنوان قائم کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۳۹۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرِو وَالْحَارِثِ بْنِ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْجَلَّاحِ مَوْلَى عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ۱۳۹۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جمعے کا دن بارہ گھنٹے ہے۔ (ان میں سے ایک وقت ایسا ہے کہ) اس میں جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا پایا جائے اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ چیز دے دیتا ہے۔ تو تم اس وقت کو عصر کے بعد آخری گھنٹے میں تلاش کرو۔“

۱۴- کتاب الجمعة - جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يَوْمُ الْجُمُعَةِ اثْنَا عَشْرَةَ سَاعَةً لَا يُوْجَدُ فِيهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ إِيَّاهُ فَالْتَمِسُوهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ».

🌞 فائدہ و مسائل: ① اس روایت میں ساعات سے مراد معروف (ساعات نجومیہ) گھنٹے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ چند گھنٹیاں ہیں جو فضیلت رکھتی ہیں اور ان میں سے سب سے افضل وہ گھنٹی ہے جس میں کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔ ② محقق روایات کے مطابق وہ وقت یا گھنٹی عصر کے بعد کسی وقت ہے۔ اگرچہ اس بارے میں اور اقوال بھی ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۳۹۱- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عِيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَرِيحُ نَوَاضِحَنَا. قُلْتُ: آيَةُ سَاعَةٍ؟ قَالَ: زَوَالُ الشَّمْسِ.

۱۳۹۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھتے، پھر واپس آ کر اپنے پانی ڈھونے والے اونٹوں کو آرام کا موقع دیتے۔ حضرت محمد باقر نے (حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے) پوچھا: کس وقت؟ انھوں نے فرمایا: زوال کے وقت۔

🌞 فائدہ: یہ سوال وجواب نماز جمعہ پڑھنے کے بارے میں بھی ہو سکتا ہے اور واپس لوٹنے اور اونٹوں کو آرام دینے کے بارے میں بھی۔ گویا روایت مبہم ہے لہذا اس سے قبل از زوال جمعہ پڑھنے پر استدلال درست نہیں بلکہ اسے مشہور روایات پر محمول کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

۱۳۹۲- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ يَعْلَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَمَكَةَ بْنِ

۱۳۹۲- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھ کر واپس لوٹے تھے تو دیواروں کا سایہ اتنا نہیں ہوتا تھا کہ ان سے

۱۳۹۱- أخرجه مسلم، الجمعة، باب صلاة الجمعة حين نزول الشمس، ح: ۸۵۸ من حديث يحيى بن آدم به، وهو في الكبرى، ح: ۱۶۹۹.

۱۳۹۲- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ۴۱۶۸، ومسلم، ح: ۸۶۰ (انظر الحديث السابق)

۱۴- کتاب الجمعة جمع المبارک سے متعلق احکام و مسائل

الْأَكْوَاعُ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نَصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ وَلَيْسَ لِلْحَيْطَانِ فِيهِ يُسْتَظَلُّ بِهِ.

(اپنے آپ کو) سایہ مہیا کیا جاسکے۔

☀ فائدہ: اس روایت سے بھی قبل از زوال جمعہ پڑھنے پر استدلال کیا جاتا ہے حالانکہ اس روایت میں کوئی لفظ اس معنی پر دلالت نہیں کرتا۔ صرف اتنا سمجھ میں آتا ہے کہ جمعہ ختم ہونے تک اتنا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ جسم دھوپ سے بچ سکے۔ ظاہر ہے زوال کے بعد جمعہ پڑھنے سے قطعاً اتنا سایہ نہیں بنتا جو جسم کو دھوپ سے بچائے ہاں اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جمعہ زوال کے بعد جلدی پڑھ لیا جائے اور خطبہ لمبا نہ ہو۔ سخت گرمیوں میں کچھ تاخیر بھی کی جاسکتی ہے جیسے کہ پیچھے گزر رہا۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ الْأَذَانِ لِلْجُمُعَةِ باب: ۱۵- جمعہ کے لیے اذان

(التحفة ۵۷۳)

۱۳۹۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ: أَنَّ الْأَذَانَ كَانَ أَوَّلَ جِئِنٍ يَجْلِسُ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَلَمَّا كَانَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَكَثُرَ النَّاسُ، أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ فَأَذَنَ بِهِ عَلَى الزُّوَرَاءِ فَتَبَتِ الْأُمُورُ عَلَى ذَلِكَ.

۱۳۹۳- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں پہلی اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا، لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن تیسری اذان کا حکم دیا جو زوراء (مقام) پر کہی جاتی تھی۔ پھر (جمعہ کی اذان کا) معاملہ اسی کے مطابق جاری ہو گیا۔

☀ فوائد و مسائل: ① اس روایت میں پہلی اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبہ جمعہ کے آغاز میں کہی جاتی ہے۔ آج کل اسے دوسری اذان کہا جاتا ہے۔ حدیث میں مذکور تیسری اذان سے مراد وہ اذان ہے جو خطبے کی

۱۳۹۳- أخرجه البخاري، الجمعة، باب التأذين عند الخطبة، ح: ۹۱۶ من حديث يونس به، وهو في الكبرى، ح: ۱۷، وأخرج الطبراني في الكبير ۱۴۷/۷ بإسناد صحيح عن سليمان التيمي عن الزهري به، وفيه: "كان النداء على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما عند المنبر" الخ، وهذا يدل على ضعف حديث أبي

۱۴۔ کتاب الجمعة - جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

اذان سے کچھ دیر قبل کہی جاتی ہے تاکہ لوگ جمعے کی تیاری کر لیں۔ آج کل اسے پہلی اذان کہا جاتا ہے۔ اس روایت میں اقامت کو بھی اذان کہا گیا ہے تبھی خطبے کی اذان کو پہلی اذان کہا گیا ہے۔ گویا اقامت دوسری اذان تھی۔ ⑤ ”لوگ زیادہ ہو گئے“ مدینہ منورہ کی آبادی آہستہ آہستہ بڑھ گئی اور مسلمانوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا تھا جب کہ خطبہ جمعہ صرف مسجد نبوی ہی میں ہوتا تھا۔ اگر ایک ہی اذان (اذان خطبہ) ہوتی تو شہر کے اطراف سے آنے والے نمازی خطبہ جمعہ بلکہ نماز جمعہ سے بھی محروم رہ جاتے۔ پھر جمعے کے دن بازار لگتا تھا، لوگ خرید و فروخت میں مشغول ہوتے۔ گھڑیاں تھی نہیں۔ جمعے کے وقت کا محض اندازہ کرتے تھے، اس میں غلطی اور تاخیر کے قوی امکانات تھے لہذا وہیں بازار میں زوراء پر وقت سے اتنی دیر پہلے اذان کہی جاتی تھی کہ اس سے کر خریدار جلدی جلدی ضرورت کی چیز خرید کر اور دکاندار سامان سمیٹ کر گھر واپس جائیں۔ پھر غسل اور وضو کریں، کپڑے بدلیں، خوشبو لگائیں اور خطبے سے پہلے پہلے مسجد نبوی میں آکر حسبِ توفیق نماز پڑھیں۔ ان تفصیلات کو سامنے رکھتے ہوئے آج کل خطبے کی اذان سے صرف ۲۰۱۵ منٹ پہلے وہ بھی مسجد کے اندر کہی جاتی ہے اس کے بارے میں غور کریں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اذان سے اس کا کیا تعلق ہے؟ اور دونوں میں کون سی مناسبت ہے؟ مزید یہ کہ آج کل گھڑیوں وغیرہ سے یہ ضرورت پوری ہوتی ہے۔ بہر حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مذکورہ ضرورت کے تحت ایک اذان کا اضافہ فرمایا اور ان کے پاس اس اذان کی نظیر موجود تھی۔ رسول اکرم ﷺ کے دور مبارک میں صبح کی دو اذانیں ہوتی تھیں۔ ایک وقت پر اور ایک وقت سے پہلے تاکہ زیادہ مصروفیت والے لوگ پہلی اذان پر اٹھ کھڑے ہوں اور جماعت کے ساتھ مل سکیں۔ ایک اذان کی صورت میں بہت سے لوگ جماعت سے رہ جاتے، لہذا ایک اذان وقت سے کچھ دیر قبل کہی جاتی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی کو مدنظر رکھ کر خطبے سے پہلے ایک اذان کا اضافہ فرمایا جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبول فرمایا اور آہستہ آہستہ یہ تمام عالم اسلام میں رائج ہو گئی۔ اور یہ سنت المسلمین بن گئی جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ہر دور کے مجتہدین اور ائمہ کا اجماع میسر رہا ہے۔ گویا یہ اذان ضرورت ہے خلیفہ راشد کی سنت ہے اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اب تک اجماع ہے، لہذا مذکورہ بالا پس منظر مدنظر رکھ کر اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ [فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ] (سنن أبي داود، السنن، حدیث: ۳۶۰۷) البتہ اگر کہیں ضرورت محسوس نہ ہو تو ایک ہی اذان پر اکتفا کرنا بہتر ہے کیونکہ سنت رسول ﷺ اور خلیفہ اول و ثانی، ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا عمل بھی یہی تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اس (پہلی اذان) کو بدعت کہنا لغوی معنی کے لحاظ سے ہے، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت کو بدعت کہا تھا حالانکہ انھوں نے خود اس کو مستقلاً رائج کیا تھا۔ واللہ اعلم۔ ⑥ ”زوراء“ بازار میں ایک بلند مکان تھا۔ وہاں یہ اذان کہی جاتی تھی تاکہ بلندی کی وجہ سے سارے مدینہ منورہ میں اذان سنائی دے کیونکہ اس (جمعہ) میں سب اہل مدینہ کی شمولیت ضروری تھی بخلاف دیگر نمازوں کے کہ وہ ہر محلے کی

۱۴۔ کتاب الجمعة جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

اسے قبول کر لیا۔ بعض روایات کے مطابق مکہ مکرمہ میں حجاج کے دور میں شروع ہوئی اور بصرہ میں زیادہ کے دور میں۔ واللہ اعلم۔

۱۳۹۴۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ قَالَ: إِنَّمَا أَمَرَ بِالتَّائِبِينَ الثَّلَاثِ عُثْمَانَ حِينَ كَثُرَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، وَلَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَيْرَ أَذَانٍ وَاحِدٍ وَكَانَ الثَّانِيانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ.

۱۳۹۴۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیسری اذان کا حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس وقت دیا جب مدینے والے زیادہ ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایک اذان ہی تھی (اذان خطبہ)۔ اور جمعے کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا تھا۔

۱۳۹۵۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَإِذَا نَزَلَ أَقَامَ ثُمَّ كَانَ كَذَلِكَ فِي زَمَنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

۱۳۹۵۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن منبر پر بیٹھتے تھے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے، پھر جب (دو خطبوں کے بعد) آپ منبر سے اترتے تو بلال اقامت کہتے۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں بھی ایسے ہی رہا۔

🌞 فائدہ: ان دونوں روایات میں جمعے کی صرف ایک ہی اذان کو عہد رسالت و شیخین کا معمول بتلایا گیا ہے اس لیے جہاں ضرورت نہ ہو اور درحقیقت فی زمانہ غالباً اس کی ضرورت بھی نہیں ہے وہاں اس کے مطابق ایک ہی اذان کا اہتمام کرنا چاہیے البتہ جہاں اس کی ضرورت ہو وہاں جمعے کی پہلی اذان دی جا سکتی ہے۔

(المنعم ۱۶) - بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِمَنْ جَاءَ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ (التحفة ۵۷۴) باب: ۱۶۔ جب کوئی شخص جمعے کے لیے آئے اور امام (خطبے کے لیے) نکل چکا ہو تو

بھی وہ دو رکعت نماز پڑھے

۱۴- کتاب الجمعة

جمعة المبارک سے متعلق احکام و مسائل

۱۳۹۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ رُعَتَيْنِ» قَالَ شُعْبَةُ: يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۱۳۹۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص (جمعے کے لیے) آئے جب کہ امام (خطبے کے لیے) نکل چکا ہو تو وہ (مختصری) دو رکعتیں پڑھے۔“

فوائد و مسائل: ① ان دو رکعتوں کو تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے بعض اسے سنت جمعہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ② ”امام (خطبے کے لیے) نکل چکا ہو۔“ یعنی امام صاحب خطبہ شروع کر چکے ہوں تب بھی یہ دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں کیونکہ بہت سی صحیح روایات میں ان کے پڑھنے کا خصوصی حکم ہے لہذا احناف کا یہ کہنا کہ ”خطبہ شروع ہونے کے بعد نماز شروع نہیں کی جاسکتی“ صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص بغیر دو رکعت پڑھے بیٹھ گیا تو آپ نے اسے اٹھنے اور دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا۔ (صحیح البخاری، الجمعة، حدیث: ۹۳۰/۹۳۱، وصحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۷۵) البتہ دو رکعت ہلکی پڑھنی چاہئیں۔ ③ خطیب دوران خطبہ مقتدیوں سے کوئی بات پوچھ سکتا ہے اور وہ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ اس سے مقتدیوں کے استماع پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن مقتدی آپس میں ایک دوسرے سے بات نہیں کر سکتے۔ یہ آداب خطبہ کے منافی ہے۔

(المعجم ۱۷) - مَقَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ۵۷۵)

باب: ۱۷- خطبے میں امام کے کھڑا ہونے کی جگہ

۱۳۹۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ

۱۳۹۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو مسجد کے ستونوں میں سے ایک کھجور کے تنے کے ساتھ سہارا لیا کرتے تھے۔ جب منبر تیار ہو اور آپ (خطبے کے لیے)

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

اللَّهُ ﷻ إِذَا خَطَبَ يَسْتَنِدُ إِلَى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا صُنِعَ الْمُنْبَرُ وَاسْتَوَى، عَلَيْهِ اضْطَرَبَتْ تِلْكَ السَّارِيَةُ كَحَنِينِ النَّاقَةِ حَتَّى سَمِعَهَا أَهْلَ الْمَسْجِدِ، حَتَّى نَزَلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَعْتَقَهَا فَسَكَنَتْ.

اس پر تشریف فرما ہوئے تو وہ ستون بے چین ہو کر اونٹنی کی طرح رونے لگا حتیٰ کہ سب مسجد والوں نے اس کی آواز سنی۔ رسول اللہ ﷺ منبر سے اتر کر اس کی طرف آئے اور اسے گلے سے لگایا، پھر وہ (آہستہ آہستہ) چپ ہو گیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے دور میں مسجد نبوی کے تمام ستون بکھور کے تنے کے تھے۔ مذکورہ تنے پر نبی ﷺ ٹیک لگاتے تھے اس لیے جب آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو وہ غم جدائی میں رونے لگا۔ ② ”رونے لگا“ یہ نبی ﷺ کا ظاہر معجزہ تھا کہ خشک تنے سے قریب ولادات اونٹنی کی آواز جیسی آواز آنے لگی۔ سب موجود لوگوں نے سنا، پھر آپ کے اس کے ساتھ پیار کرنے پر اس کا چپ ہونا دوسرا معجزہ ہے۔ ﷺ۔ دیگر روایات میں صراحت ہے کہ وہ تنے آپ کے فراق میں روبا تھا۔ ③ حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو خطبہ جمعہ کے دوران میں منبر پر کھڑا ہونا چاہیے کیونکہ آپ کی آخری سنت یہی ہے۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے۔ ④ منبر پر کھڑے ہونے میں امام کی فضیلت ہے نیز وہ سب کو نظر آئے گا۔ سب اس کی آوازیں سنیں گے۔ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے میں سہولت ہوگی۔ ⑤ امام اپنے پاؤں منبر پر رکھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر کی پہلی سیڑھی پر، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسری پر اور رسول اللہ ﷺ تیسری پر پاؤں رکھتے تھے۔ بعد میں احتراماً تیسری اور دوسری سیڑھی کو چھوڑ دیا گیا۔

(المعجم ۱۸) - قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ

(التحفة ۵۷۶)

۱۳۹۸- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعًا، فَقَالَ: أَنْظَرُوا إِلَيَّ

۱۳۹۸- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو عبدالرحمن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا۔ وہ فرمانے لگے: اسے دیکھو بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ ”جب وہ کوئی تجارت یا کوئی تماشا دیکھتے ہیں تو

۱۴- کتاب الجمعة - جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

هَذَا يَخْطُبُ قَاعِدًا؟ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَصَوْا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ [الجمعة: ۱۱].

🌞 فائدہ: یہ سورہ جمعہ کی آخری آیت ہے۔ اس میں جمعے ہی کا ذکر ہے۔ ایک دفعہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ تجارتی قافلے کی گھنٹیاں بجنے لگیں، لوگ غلہ حاصل کرنے کے لیے آہستہ آہستہ کھسک گئے، چند ایک باقی رہ گئے تھے۔ آپ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ اسی سے استدلال ہے، آپ کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ آپ خطبہ ہمیشہ کھڑے ہو کر دیا کرتے تھے۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ الْفَضْلِ فِي الدُّنُوِّ
مِنَ الْإِمَامِ (التحفة ۵۷۷)

باب: ۱۹- امام کے قریب بیٹھنے کی فضیلت

۱۳۹۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسِ الثَّقَفِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ غَسَلَ وَاعْتَسَلَ وَابْتَكَّرَ وَغَدَا وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَأَنْصَتَ ثُمَّ لَمْ يَلْعَ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ كَأَجْرِ سَنَةِ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا».

۱۳۹۹- حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے جسم اور کپڑوں کو دھوئے اور غسل کرے اور اول وقت (مسجد میں) جائے اور شروع خطبہ کو پائے، امام کے قریب بیٹھے اور خاموش رہے، پھر کوئی لغو بات یا کام نہ کرے، اس کے لیے ہر قدم کے عوض ایک سال کے صیام و قیام کا ثواب ہے۔“

🌞 فائدہ: دیکھیے، حدیث: ۱۳۸۲.

(المعجم ۲۰) - النَّهْيُ عَنْ تَخْطِي رِقَابِ النَّاسِ وَالْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۵۷۸)

باب: ۲۰- امام جمعے کے دن منبر پر خطبہ دے رہا ہو تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے جانے کی ممانعت

۱۴۰۰- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَّانٍ قَالَ: ۱۳۰۰- حضرت ابو زاہرہ بیان کرتے ہیں کہ میں

۱۴- کتاب الجمعة

جمعة المبارک سے متعلق احکام و مسائل

جمعے کے دن حضرت عبداللہ بن بسرؓ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا تو انھوں نے کہا: (رسول اللہ ﷺ کے دور میں) ایک آدمی لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”او! بیٹھ جاؤ۔ تم نے لوگوں کو تکلیف دی ہے۔“

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الرَّاهِرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا إِلَى جَانِبِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَسْخَطِي رِقَابَ النَّاسِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَيُّ الْجُلُوسِ، فَقَدْ أَذَيْتَ».

🌞 فائدہ: یہ تب ہے جب آگے مفلوں میں جگہ خالی نہ ہو۔ اگر آگے جگہ خالی ہے مگر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے بغیر وہاں پہنچا نہیں جاسکتا تو گردنیں پھلانگنا جائز ہے کیونکہ اس میں ان لوگوں کا قصور ہے کہ خالی جگہ چھوڑ کر پیچھے بیٹھے۔ اسی طرح امام بھی لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر منبر تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔

(المعجم ۲۱) - بَابُ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
لِمَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ (التحفة ۵۷۹)
باب ۲۱- جو شخص جمعے کے دن دوران خطبہ آئے تب بھی وہ (دور کعت) نماز پڑھے

۱۴۰۱- حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا جب کہ نبی ﷺ جمعے کے دن منبر پر (خطبہ دے رہے) تھے۔ آپ نے اس سے فرمایا: ”تو نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر پڑھ۔“

۱۴۰۱- أَخْبَرَنَا إِبرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمُنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ لَهُ: «أَرَكَعْتَ رَعَتَيْنِ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَارْكَعْ».

🌞 فائدہ: دیگر روایات میں صراحت ہے کہ آپ خطبہ دے رہے تھے لہذا احناف کا یہ کہنا کہ ابھی آپ نے خطبہ شروع نہیں کیا تھا احادیث سے اعراض کی دلیل ہے نیز صحیح مسلم کی صریح قوی روایت کہ رسول اللہ ﷺ

﴿معاویہ بن صالح بہ، وهو فی الکبری، ح: ۱۷۰۶، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۸۱۱، وابن حبان، ح: ۵۷۲، والحاكم علی شرط مسلم ۲۸۸/۱، ووافقه الذهبي.﴾

۱۴۰۱- أخرجه مسلم، الجمعة، باب التحية والإمام يخطب، ح: ۵۶/۸۷۵ من حديث ابن جريج، والبخاري، الجمعة، باب: إذا رأى الإمام رجلاً... إلخ، ح: ۹۳۰ من حديث عمرو بن دينار، وهو في الكبرى،

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: ”جب کوئی آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ مختصر سی دو رکعت نماز پڑھے۔“ (صحیح مسلم
الجمعة، حدیث: ۸۷۵) ہر قسم کی تاویل کو رد کرتی ہے، لہذا آنے والے کو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنا لازم
ہے۔ (مزید دیکھیے: حدیث: ۱۳۹۶)

(المعجم ۲۲) - بَابُ الْإِنْصَاتِ لِلْخُطْبَةِ
یَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۵۸۰)
باب: ۲۲- جمعہ کے دن خطبہ
کے لیے خاموشی

۱۴۰۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
اللِّثْنُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ: أَنْصِتْ، فَقَدْ لَغَا».

۱۴۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ
نے فرمایا: ”جس شخص نے جمعہ کے دن خطبے کی حالت میں
اپنے ساتھی سے کہا: ”چپ رہ“ اس نے بھی لغو بات کی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جمعہ میں کثیر تعداد ہوتی ہے۔ اگر معمولی بات کرنے کی بھی اجازت ہوتی تب بھی شور و شغب
پڑ جاتا اس لیے مطلقاً کلام سے روک دیا گیا حتیٰ کہ زبان سے کسی کو چپ بھی نہ کرائے کیونکہ بسا اوقات چپ
کرانے والوں کا شور باتیں کرنے والوں سے بڑھ جاتا ہے اور ”یک نہ شد و شد“ والا معاملہ بن جاتا ہے۔ ہاں
بامر مجبوری اشارے سے چپ کر سکتا ہے۔ ② احناف اس سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر ”چپ رہ“ نہیں کہہ
سکتا تو دوران خطبہ نماز کیسے پڑھ سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لغو کام ہے۔ کیا نماز بھی لغو ہے؟ (نعوذ باللہ)
پھر نماز تو آہستہ پڑھی جاتی ہے شور نہیں ہوتا۔ بات کرنے سے شور ہوتا ہے نیز نماز کی روایت صریح حکم والی
ہیں۔ کیا ان صریح روایات کو ایسے عمومی دلائل سے رد کیا جاسکتا ہے؟ ③ ”لغو بات کی“ لہذا اس کا اجر ضائع ہو
گیا، یعنی فرض تو ادا ہو گیا البتہ جمعہ کی فضیلت حاصل نہ ہوئی۔ گویا ظہر پڑھ لی۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا فرض بھی
ادانہ ہوا کیونکہ خطبہ عین نماز نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۴۰۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ
۱۴۰۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں

۱۴۰۲- أخرجه مسلم، الجمعة، باب في الإنصات يوم الجمعة في الخطبة، ح: ۸۵۱، عن قتبية، والبخاري،
الجمعة، باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب، ح: ۹۳۴ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى،
ح: ۱۷۲۸.

۱۴۰۳- أخرجه مسلم، ح: ۱۱/۸۵۱، عن عبد الملك بن شعيب به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى،

۱۴- کتاب الجمعة ————— جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

ابن اللیث بن سعد قال: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ، وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ».

ابن اللیث بن سعد قال: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ، وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ».

باب: ۲۳- جمعے کے دن خاموش رہنے اور فضول کام نہ کرنے کی فضیلت

(المعجم ۲۳) - بَابُ فَضْلِ الْإِنْصَاتِ وَتَرْكِ اللَّغْوِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۵۸۱)

۱۴۰۴- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ زِيَادِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ الْقُرْنَعِ الضَّبِّيِّ - وَكَانَ مِنَ الْقُرَاءِ الْأَوَّلِينَ - عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَمَا أُمِرَ ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ حَتَّى يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ، وَيُنْصِتَ حَتَّى يَقْضِيَ صَلَاتَهُ إِلَّا كَانَ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ».

۱۴۰۴- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی شخص جمعے کے دن اس طرح طہارت کرے جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے پھر اپنے گھر سے نکلے حتیٰ کہ جمعے میں حاضر ہوا اور خاموش رہے یہاں تک کہ نماز پوری کرے تو یہ گزشتہ جمعے سے اب تک ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے“ سے مراد وضو ہو یا غسل ہر دو صورت میں مسنون طریقے سے ہی مذکورہ فضیلت کا حامل ہوگا۔ ② مندرجہ بالا فضیلت ان تمام کاموں کی بنا پر ہے جن کا حدیث میں ذکر ہے۔ چونکہ ان میں خاموش رہنا بھی داخل ہے لہذا فضیلت کی نسبت اس کی طرف بھی کی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ كَيْفِيَّةِ الْخُطْبَةِ

(التحفة ۵۸۲)

باب ۲۴- خطبے کی کیفیت

۱۴۰۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول

ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں ضرورت کے موقع پر (یوں) خطبہ سکھایا: [الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ..... وَرَسُولُهُ] ہر تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ ہم اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور اس سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اور اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، کوئی اسے گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ پھر آپ تین آیات پڑھتے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا..... وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں جب بھی موت آئے اسلام ہی کی حالت میں آئے۔“ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا..... إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ ”اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (حضرت آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی (حضرت حوا علیہا السلام) کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلنا دیے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک

۱۴۰۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: عَلَّمَنَا خُطْبَةَ الْحَاجَةِ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا مُهْدِيَّ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَفْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ۱۰۲] ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء: ۱] ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ [الأحزاب: ۷۰].

جمعۃ المبارک سے متعلق احکام ومسائل
دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتے توڑنے سے
ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر مہمان ہے۔“ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَفُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ ”اے ایمان
والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سچی بات کرو۔“

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ
حضرت عبیدہ نے اپنے والد محترم (حضرت عبد اللہ بن
مسعود رحمۃ اللہ علیہ) سے کوئی روایت نہیں سنی اور اسی طرح
حضرت عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود نے بھی اپنے
والد محترم سے کوئی روایت نہیں سنی۔ اسی طرح عبد الجبار
بن وائل نے بھی اپنے والد محترم (حضرت وائل بن حجر
رحمۃ اللہ علیہ) سے کوئی روایت نہیں سنی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَمْ
يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيْئًا، وَلَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، وَلَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ
وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سند کے لحاظ سے منقطع ہے۔ محقق کتاب نے بھی اسے سندا ضعیف قرار دیا
ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ دلائل کی رو سے راجح اور درست بات یہی ہے
کہ مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (خطبۃ
الحاجۃ لشیخ ناصر الدین الالبانی، وذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۱/۲۳۴، ۲۳۵) ② متعلقہ
حدیث میں تو صرف ابو عبیدہ کا ذکر ہے۔ باقی دو حضرات کا ذکر بالتحیح کر دیا گیا ہے کیونکہ تینوں بزرگ اس بات
میں شریک ہیں کہ انھوں نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا۔ تینوں کے والد صحابی ہیں۔ ③ ”ضرورت کے موقع پر“
یعنی جب بھی خطبے کی ضرورت ہو خواہ وعظ ہو یا نکاح یا کچھ اور۔ اسی وجہ سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو
خطبہ جمعہ میں لائے ہیں کیونکہ یہ بھی ایک حاجت اور ضرورت ہے۔ بعض حضرات نے مذکورہ آیات کی مناسبت
سے یہاں حاجت نکاح مراد لی ہے۔ استاد محترم حضرت الحافظ محمد گوندلوی محدث رحمۃ اللہ علیہ درس بخاری کے آغاز میں
یہی خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ ان آیات میں تقویٰ کا حکم ہے اور تقویٰ ہر کام میں ضروری ہے نہ کہ صرف نکاح
میں۔ واللہ اعلم۔ ④ ”جسے وہ گمراہ کر دے“ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی طرف سے گمراہ نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے گمراہ
کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گمراہ کو گمراہی سے زبردستی نہیں روکتا بلکہ وہ اپنی مرضی سے جس طرف جاتا
ہے جانے دیتا ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اسی لیے اس کا انتساب بھی اسی کی طرف کر دیا جاتا ہے
ورنہ درحقیقت اس میں انسان کے اپنے اُس ارادے و اختیار کا دخل ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے بطور امتحان

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۲۵) - بَابُ حَضِّ الْإِمَامِ فِي

خُطْبَتِهِ عَلَى الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

(التحفة ۵۸۳)

باب: ۲۵- امام کا اپنے خطبے میں

لوگوں کو جمعے کے دن غسل کرنے

کی ترغیب دینا

۱۴۰۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:

خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِذَا رَأَى

أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ».

۱۳۰۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، اس میں فرمایا: ”جب تم

میں سے کوئی شخص جمعے کے لیے جائے تو وہ غسل کرے۔“

۱۴۰۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ ابْنِ رَافِعٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ

أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْغُسْلِ يَوْمَ

الْجُمُعَةِ فَقَالَ: سُنَّةٌ، وَقَدْ حَدَّثَنِي بِهِ سَالِمٌ

ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

تَكَلَّمَ بِهَا عَلَى الْمِنْبَرِ.

۱۳۰۷- ابراہیم بن حنبل نے حضرت ابن شہاب زہری

سے جمعے کے دن غسل کرنے کے بارے میں پوچھا تو

انھوں نے کہا: سنت ہے اور مجھے یہ بات حضرت سالم

نے اپنے والد محترم سے بیان کی کہ اللہ کے رسول ﷺ

نے یہ بات منبر پر ارشاد فرمائی۔

۱۴۰۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عَبْدِ اللَّهِ [عَنْ عَبْدِ اللَّهِ] بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ

اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ:

«مَنْ جَاءَ مِنْكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ».

۱۳۰۸- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمایا: ”تم میں سے

جو شخص جمعے کے دن آئے وہ غسل کرے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: مَا أَغْلَمَ أَحَدًا

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

۱۴۰۶- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۱۶۷۷، وأخرجه البخاري، ح: ۸۷۷، ومسلم، ح: ۸۴۴ من حديث نافع

به، وله طرق متواترة.

۱۴۰۷- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۱۷۱۳، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ۸۹۴، ومسلم،

ح: ۸۴۴.

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

تَابَعَ اللَّيْثُ عَلَى هَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرُ ابْنِ جُرَيْجٍ وَأَصْحَابُ الزُّهْرِيِّ يَقُولُونَ: عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ بَدَلُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو. میں نہیں جانتا کہ حضرت ابن جریج کے علاوہ کسی راوی نے اس سند کے بیان میں حضرت لیث کی متابعت (موافقت) کی ہو۔ امام زہری کے دوسرے شاگرد عبداللہ بن عمر کی بجائے سالم بن عبداللہ عن ابیہ کہتے ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت امام زہری سے بیان کرنے والے بہت سے راوی ہیں جیسے ابراہیم بن شیبہ، محمد بن ولید زبیدی، سفیان بن عیینہ اور ابن جریج۔ یہ سب امام زہری کا استاد حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بتاتے ہیں۔ صرف حضرت لیث اور ابن جریج نے ان کا استاد عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بتایا ہے۔ دیگر شاگردان کی طرح ابن جریج امام زہری کا استاد سالم بھی بتاتے ہیں۔ اس طرح وہ جمہور تلامذہ کی موافقت بھی کرتے ہیں۔ غرضیکہ مذکورہ کلام سے امام نسائی رحمہ اللہ امام لیث کی جن پر ابن جریج نے بھی ان کی موافقت کی ہے روایت کی تضعیف نہیں فرما رہے، بلکہ ان کا مقصد صرف ذکر اختلاف ہے کیونکہ امام لیث رحمہ اللہ ثقہ اور مثبت (انتہائی قابل اعتماد) ہیں۔ گویا یہ اختلاف ثقہ راوی کی زیادتی کے قبیل سے ہے جو کہ محدثین کے نزدیک سبب ضعف میں سے نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ روایت میں امام زہری کے دو شیخ ہیں سالم اور عبداللہ بن عبداللہ۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی اپنی صحیح میں دونوں شیوخ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائي ۲/۲۲۲) الحاصل: یہاں کثرت رواۃ کی بنا پر ترجیح نہیں بلکہ تطبیق ہی درست ہے۔ واللہ اعلم۔ ② جمعے کے دن غسل کی بحث کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۳۷۶، ۱۳۷۷ اور اس کتاب کا ابتدائیہ۔

باب: ۲۶- جمعے کے دن امام کا اپنے

الْصَّلَاةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي خُطْبَتِهِ

(التحفة ۵۸۴)

۱۴۰۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ يَوْمَ ۱۴۰۹- حضرت ابو سعید خدری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جمعے کے دن ایک آدمی فقیرانہ حالت میں آیا جب کہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے اس سے پوچھا: ”تو نے نماز پڑھی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں آپ

۱۴۰۹- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام بخطب، ح: ۵۱۱، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في من دخل المسجد والإمام يخطب، ح: ۱۱۱۳ من حديث سفیان بن عیینة، وصرح بالسماع، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۱۷۱۹. * وابن عجلان صرح به،

جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: ”دور کعتیں پڑھ۔“ پھر آپ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی رغبت دلائی۔ لوگوں نے (صدقے میں) کپڑے دینے شروع کیے تو آپ نے اسے ان میں سے دو کپڑے دیے۔ جب دوسرا جمعہ ہوا تو وہ پھر آیا۔ اس وقت بھی آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے پھر لوگوں کو صدقہ کی طرف رغبت دلائی تو اس نے بھی اپنا ایک کپڑا اتار دیا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ پچھلے جمعے کو پرانہ حالت میں آیا تھا تو میں نے لوگوں کو صدقہ کا حکم دیا۔ لوگوں نے اپنے (زائد) کپڑے صدقے میں دیے۔ میں نے اسے دو کپڑے دینے کا حکم دیا۔ اب یہ پھر آیا تو میں نے لوگوں کو پھر صدقہ کا حکم دیا تو اس نے بھی اُنھی دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا اتار کر دے دیا۔ پھر آپ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: ”اٹھالے اپنا کپڑا۔“

الْجُمُعَةُ - وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ - بِهَيْئَةِ بَذُو، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَصَلَّيْتَ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «أَصَلَّ رَكْعَتَيْنِ» وَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَأَلْقُوا ثِيَابًا فَأَعْطَاهُ مِنْهَا ثَوْبَيْنِ فَلَمَّا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الثَّانِيَةُ جَاءَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ قَالَ: فَأَلْفَى أَحَدَ ثَوْبَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جَاءَ هَذَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِهَيْئَةِ بَذُو فَأَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ فَأَلْقُوا ثِيَابًا، فَأَمَرْتُ لَهُ مِنْهَا بِثَوْبَيْنِ، ثُمَّ جَاءَ الْآنَ فَأَمَرْتُ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ فَأَلْفَى أَحَدَهُمَا» فَانْتَهَرَهُ وَقَالَ: «خُذْ ثَوْبَكَ».

فوائد و مسائل: ① آپ نے خطبے میں صدقہ کی رغبت اس آنے والے شخص کی وجہ سے نہیں دلائی تھی بلکہ یہ تو آپ کے خطبے کا حصہ تھا۔ بعد میں اس کی فقیرانہ حالت کے پیش نظر اس کو بھی دوسرے فقراء کے ساتھ دو کپڑے دے دیے گئے۔ احناف کہتے ہیں: ”آپ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ لوگ اس کی خستہ حالت دیکھ کر اس پر صدقہ کریں لہذا دو رکعت پڑھنے کا حکم عام نہیں بلکہ اس کے ساتھ خاص تھا“ حالانکہ اگر ایسے ہوتا تو پھر سب کپڑے اور صدقہ اسی کو ملنا چاہیے تھا نیز الگ سے بھی ان دو رکعتوں کا حکم آیا ہے۔ ② امام کو اپنے مقتدیوں کے حال احوال کا خیال رکھنا چاہیے۔ ③ جس چیز کی آدمی کو خود شدید ضرورت ہو اس کا صدقہ نہیں کرنا چاہیے۔

باب: ۲۷- (دوران خطبہ) امام کا

منبر پر اپنے عوام سے خطاب کرنا

(المعجم ۲۷) - مُحَاظَبَةُ الْإِمَامِ رَعِيَّتَهُ

وَهُوَ عَلَى الْمُنْبَرِ (التحفة ۵۸۵)

۱۴۱۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۱۴۱۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۴- کتاب الجمعة

جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

کہ ایک دفعہ نبی ﷺ جمعے کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”تو نے نماز پڑھی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اٹھ اور (دور کعتیں) پڑھ۔“

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلَّيْتَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَمَازَعْتَ».

۱۴۱۱- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر (خطبہ دیتے) دیکھا جب کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی اس کی طرف۔ آپ فرما رہے تھے: ”یقیناً میرا یہ بیٹا سردار ہوگا“ قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کر دے گا۔“

۱۴۱۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى إِسْرَائِيلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْحَبَشَنَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَبَشَنُ مَعَهُ وَهُوَ يَقْبَلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ مَرَّةً وَيَقُولُ: «إِنَّ أَنْبِيَ هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَظِيمَتَيْنِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ.

حضرت حسن، حضرت علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد غلیفہ (سردار) بنائے گئے۔ آپ نصف اسلامی مملکت کے سربراہ تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں فوج آپ کے ساتھ تھی۔ چالیس ہزار افراد آپ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر چکے تھے۔ دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خون ریزی کو اچھا نہ سمجھا اور صلح کا عندیہ دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی سفید کاغذ بھیج دیا کہ جو شرائط آپ طے فرمائیں، لکھ دیں۔ میرے دستخط پہلے ہی ہو چکے ہیں۔ اس طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حکومت کی قربانی دے کر امت کے ان دو عظیم گروہوں کو لڑائی سے بچالیا۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔ ورنہ کشتوں کے پستے لگ جاتے اور معاملہ پھر بھی حل نہ ہوتا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا امت پر یہ عظیم احسان ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی انھیں دے گا کہ وہ جنت میں نوجوانوں

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

کے سردار ہوں گے۔ صحابہ کے درمیان ہونے والی لڑائیوں کے بارے میں اہل علم نے خاموشی اختیار فرمائی ہے کہ ہمیں بزرگوں کے بکھڑے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ کسی میں غلطی اور نقص نکال کر اپنی زبانوں کو گستاخی اور گناہ سے آلودہ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ مَغْفُورٌ لَهُمْ لوگ تھے۔ انھیں جنت کی خوش خبری سچے رسول ﷺ کی زبان سے مل چکی ہے۔ ہم کون ہیں ان کی عیب جوئی کرنے والے۔ پھر اس دور کی صحیح تاریخ کا ملنا بھی یقینی نہیں لہذا یہ معاملات اللہ خبیر و بصیر پر چھوڑ دیے جائیں۔ یہی بات برحق ہے۔ ① خوارج کا رد ہے جو کہ دونوں گروہوں کو کافر کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دونوں گروہوں کے مسلمان ہونے کی گواہی دی ہے۔ ② لوگوں کے درمیان اصلاح بہت فضیلت والا کام ہے خصوصاً جب خون خرابہ ہونے کا خطرہ ہو۔ ③ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا رعبا پر بہت شیفق اور مہربان تھے نیز امور مملکت میں بڑی کڑی نظر رکھتے تھے۔ آپ کا صلح کا غیر مشروط مطالبہ اس بات کی بین دلیل ہے۔ ④ کم مرتبے والا شخص زیادہ فضیلت والے کی موجودگی میں حکمران بن سکتا ہے۔ حضرت حسن اور معاویہ رضی اللہ عنہما حکمران بنے جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما بدری صحابہ موجود تھے۔ ⑤ خلیفہ بذات خود دستبردار ہو سکتا ہے خصوصاً جبکہ یہ استعفیٰ وسیع تر قومی و ملی مفاد میں ہو۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ الْفَرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ باب: ۲۸- خطبے میں (قرآن مجید کی) قراءت (التحفة ۵۸۶)

۱۴۱۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ۱۳۱۲- حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام ہشام قَال: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے سورۃ ھُود ۵ وَالْفُرَّانَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ الْمُجَبِّدِ جمعے کے دن منبر پر رسول اللہ ﷺ کی زبان یَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ ابْنَةِ حَارِثَةَ بْنِ الثُّعْمَانِ قَالَتْ: حَفِظْتُ ﴿ق﴾ ۵ وَالْفُرَّانِ الْمُجَبِّدِ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمُنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① یعنی رسول اللہ ﷺ ہمیشہ یا اکثر جمعے کے دن خطبے میں یہ سورت مکمل پڑھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں بعث بعد الموت ذکر موت اور وعظ و زجر بڑے مؤثر میرائے میں بیان کیے گئے ہیں۔ صوتی آہنگ اس پر مسترد ہے۔ چھوٹی چھوٹی آیات ہیں۔ توجہ سے پڑھی جائیں تو دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

① امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جمعے کے ہر خطبے میں پانچ چیزیں ضرور ہونی چاہئیں: حمد باری تعالیٰ، نبی ﷺ پر درود قراءت قرآن، وعظ اور دعا، ورنہ خطبہ ناقص ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا عمل اس کی تائید کرتا ہے۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الْخُطْبَةِ
(التحفة ۵۸۷)

۱۴۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُصَيْنٍ: أَنَّ يَشَرَ بْنَ مَرْوَانَ رَفَعَ يَدَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَسَبَّهَ عُمَارَةَ بْنَ رُوْبَيَّةَ الثَّقَفِيَّ وَقَالَ: مَا زَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى هَذَا، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَابَةِ.

۱۴۱۳- حضرت حصین سے روایت ہے کہ بشر بن مروان نے جمعے کے دن منبر پر (جوش خطابت میں) دونوں ہاتھ اٹھائے تو حضرت عمارہ بن روبیہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس سے زائد اشارہ نہیں کرتے تھے پھر انھوں نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① جمعہ کا خطبہ عبادت ہے اس میں سنجیدگی ضروری ہے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا سنجیدگی کے خلاف ہے، تقریر میں ایک ہاتھ یا انگلی سے اشارہ کافی ہے۔ بعض نے اس سے دوران خطبہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مراد لیا ہے حالانکہ بعض روایات میں خطبہ جمعہ کے دوران میں بارش کی دعا کے لیے نبی ﷺ کا ہاتھ اٹھا کر اور آپ کے ساتھ سامعین کا ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا منقول ہے۔ (صحیح البخاری الاستسقاء، حدیث: ۱۰۲۹) ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ معمول نہ بنایا جائے۔ کبھی کبھار اہم موقع پر ہاتھ اٹھا لیے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ ② خلاف سنت کام کرنے والے کو روکنا چاہیے اگرچہ وہ بڑی جاہت والا اور چودھری یا ڈیرا آدمی ہو۔ ایک مسلمان کے اوصاف میں سے ہے کہ وہ اللہ کے احکام کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔

(المعجم ۳۰) - بَابُ تَرْوُلِ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ فَرَاعِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ وَقَطْعِهِ كَلَامَهُ وَرُجُوعِهِ إِلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
(التحفة ۵۸۸)

باب: ۳۰- جمعے کے دن خطبے سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے نیچے اترنا اپنا کلام روک لینا اور پھر دوبارہ منبر پر چڑھنا اور خطبہ مکمل کرنا

۱۴۱۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ۱۴۱۳- حضرت بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک

۱۴۱۳- أخرجه مسلم، ح: ۸۷۴ (انظر الحديث السابق) من حديث حصين به، وهو في الكبرى، ح: ۱۷۱۵،

وأخرجه أحمد: ۱۳۶/۴ عن وكيع به،

۴۴- أخرجه أحمد: ۱۳۶/۴ عن وكيع به،

۱۴- کتاب الجمعة

جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

دفعہ نبی ﷺ (بروز جمعہ) خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما آگئے۔ انھوں نے سرخ رنگ کی (لمبی) قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ وہ ان میں لڑکھڑا رہے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنا خطبہ روک دیا اور منبر سے نیچے اتر کر ان دونوں کو اٹھایا، پھر منبر پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ ” بلاشبہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں۔“ میں نے انھیں دیکھا کہ قمیصوں میں لڑکھڑاتے (گرتے پڑتے) آ رہے ہیں۔ میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں نے خطبہ روکا اور انھیں اٹھایا۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ حُسَيْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَعْثُرَانِ فِيهِمَا، فَتَزَلَّ النَّبِيُّ ﷺ [فَقَطَعَ] كَلَامَهُ، فَحَمَلَهُمَا ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمَنْبَرِ ثُمَّ قَالَ: «صَدَقَ اللَّهُ ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن: ۱۵] رَأَيْتُ هَذَيْنِ يَعْثُرَانِ فِي قَمِيصَيْهِمَا فَلَمْ أَصْبِرْ حَتَّى قَطَعْتُ كَلَامِي فَحَمَلْتُهُمَا».

🌞 فوائد و مسائل: ① انصاف کا حکم مقتدیوں کے لیے ہے۔ امام صاحب خطبہ جمعہ کے دوران میں کسی کے ساتھ بات چیت بھی کر سکتے ہیں اور کوئی ضروری کام بھی کر سکتے ہیں۔ اگر نبی ﷺ انھیں نہ اٹھاتے تو آپ کی توجہ انھی کی طرف مبذول رہتی۔ خطبہ تو پھر بھی منقطع ہونا ہی تھا، اس لیے آپ نے مناسب نہ سمجھا کہ وہ بار بار گرتے اٹھتے رہیں۔ آپ نے نبوی شفقت اور اپنی شان رحیمی کو عمل میں لاتے ہوئے خطبہ منقطع فرمایا، انھیں اٹھایا اور پھر خطبہ شروع کر دیا۔ آپ کا اس آیت کریمہ کا تلاوت فرمانا یہ معنی نہیں رکھتا کہ میں نے جو بچوں کو اٹھایا ہے وہ غلط کام کیا ہے کیونکہ یہ کام تو عین تقاضائے شفقت و رحمت ہے۔ اگر نہ اٹھاتے تو مناسب نہ ہوتا، بلکہ اس آیت کریمہ کو تلاوت فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ انسان اس آزمائش میں پورا اترے اور اس کے ساتھ ساتھ گمراہ بھی نہ ہو، حقوق اللہ میں کوتاہی نہ کرے اور ان کے حقوق میں بھی سستی نہ کرے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر بہترین نمونہ پیش فرمایا۔ ﷺ۔ ② کسی شدید ضرورت کے پیش نظر خطبے کا تسلسل توڑ دینا، منبر سے اترنا موضوع سے ہٹ کر کوئی اور بات کر لینا اور پھر جہاں سے چھوڑا وہیں سے خطبہ شروع کر لینا جائز ہے۔

(المعجم ۳۱) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ تَقْصِيرِ الْخُطْبَةِ (التحفة ۵۸۹)

۱۴- کتاب الجمعة

محرم المبارک سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۱۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنُ عَزْوَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ عَقِيلٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكْثِرُ الذِّكْرَ، وَيَقِلُّ اللَّغْوَ، وَيُطِيلُ الصَّلَاةَ، وَيَقْصُرُ الْخُطْبَةَ، وَلَا يَأْتِفُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَ الْأَزْمَلَةِ وَالْمُسْكِينِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ.

۱۳۱۵- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے ذکر کرتے تھے اور ضرورت سے زائد کلام کم ہی کرتے تھے۔ نماز لمبی پڑھتے تھے اور خطبہ مختصر رکھتے تھے۔ اور اس بات میں کوئی بے عزتی محسوس نہ فرماتے تھے کہ کسی بے سہارا اور بیوہ خاتون اور مسکین شخص کے ساتھ جا کر اس کا کام کر دیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”کم ہی کرتے تھے“ کہا گیا ہے کہ اس سے نفی مراد ہے، یعنی آپ بلا ضرورت کلام نہیں کرتے تھے۔ عربی کا لفظ لغو استعمال ہوا ہے لغو کے کئی معانی ہیں: گناہ والے کلام کو لغو کہتے ہیں اور بلا ضرورت کلام کو بھی لغو کہتے ہیں۔ آخری معنی ہوں تو ”کم“ والے معنی بھی صحیح ہیں۔ پہلے معنی کے لحاظ سے نفی والے معنی ہی صحیح ہیں۔ ② نماز اور خطبہ کا آپس میں تقابل نہیں بلکہ نمازوں سے لمبی نماز اور خطبوں میں سے مختصر خطبہ مراد ہے۔ خطبہ ایسا نہ ہو جو سامعین کے لیے آکٹاہٹ اور دل کی تنگی کا سبب ہو۔ ③ آزمائش محتاج اور بے سہارا بیوہ ہی کو کہا جاتا ہے۔ مالدار بیوہ کو آزمائش نہیں کہا جاتا۔

(المعجم ۳۲) - بَابُ كَمْ يَخْطُبُ
(التحفة ۵۹۰)

۱۴۱۶- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا [إِسْرَائِيلُ] عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ: جَالَسْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَا رَأَيْتُهُ يَخْطُبُ إِلَّا قَائِمًا وَيَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَيَخْطُبُ الْخُطْبَةَ الْآخِرَةَ.

۱۳۱۶- حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھا رہا ہوں۔ میں نے کبھی آپ کو خطبہ دیتے نہیں دیکھا مگر کھڑے ہو کر ہی۔ آپ درمیان میں بیٹھتے پھر دوبارہ کھڑے ہوتے اور دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے۔

۱۴۱۵- [إسناده حسن] أخرجه الدارمي: ۳۵/۷، ح: ۷۵ من حديث الفضل بن موسى به، وهو في الكبرى، ح: ۱۷۱۶، وصححه ابن حبان، ح: ۲۱۳۰ و ۲۱۳۹، والحاكم على شرط الشيخين: ۶۱۴/۲، ووافقه الذهبي، وللحديث شواهد.

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① جمعہ میں دو خطبے مسنون ہیں اور یہ متفقہ بات ہے۔ بعض نے عیدین کو بھی جمعے پر قیاس کیا ہے لیکن راجح بات یہی ہے کہ عیدین کا ایک ہی خطبہ ہے عام روایات سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ دو خطبوں کی روایات ضعیف ہیں نیز احادیث کے عموم کی روشنی میں عیدین کا جمعے پر قیاس درست نہیں۔ واللہ اعلم۔ ② ثابت ہوا کہ خطبہ کھڑے ہو کر دینا سنت ہے۔ کسی شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر خطبہ دینا درست نہیں۔ ③ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا مسنون ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ ④ خطبہ مختصر ہونا چاہیے جیسے کہ پیچھے گزرا۔

(المعجم ۳۳) - بَابُ الْفَضْلِ بَيْنَ
الْخُطْبَتَيْنِ بِالْجُلُوسِ (التحفة ۵۹۱)
باب: ۳۳- دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر
فصل کرنا

۱۴۱۷- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا
عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ الْخُطْبَتَيْنِ وَهُوَ
قَائِمٌ وَكَانَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِجُلُوسٍ.

۱۴۱۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر دو خطبے ارشاد فرماتے
تھے اور درمیان میں بیٹھتے تھے۔

(المعجم ۳۴) - بَابُ الشُّكُوتِ فِي الْقَعْدَةِ
بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ (التحفة ۵۹۲)
باب: ۳۴- دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے
کے دوران میں خاموش رہنا

۱۴۱۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
بَرْبَعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ -
قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا سِمَاكُ
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا، ثُمَّ يَقْعُدُ
قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيَخْطُبُ خُطْبَةً
أُخْرَى، فَمَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۱۴۱۸- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن
کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے۔ پھر کچھ دیر کے لیے
بیٹھ جاتے۔ اس دوران میں کلام نہ فرماتے۔ پھر کھڑے
ہو کر دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے۔ جو شخص تمہیں یہ بیان
کرے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے
وہ قطعاً جھوٹا ہے۔

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

كَانَ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَدْ كَذَبَ .

🌞 فوائد و مسائل: ① ”کلام نہ فرماتے“ یعنی تقریر نہ فرماتے تھے۔ اس میں آہستہ ذکر کی نفی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: [كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ] (صحيح البخاري، الحيض، باب: ۷، صحيح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۷۳) ”نبی ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے۔“ لہذا اس دوران میں اگر کوئی دل میں ذکر کرے تو کوئی حرج نہیں۔ ② دوسرا خطبہ الگ سے شروع کرنا چاہیے، یعنی حمد و ثنا درود اور قراءت قرآن سے ابتدا کی جائے پھر ذکر اور دعا۔

(المعجم ۳۵) - بَابُ الْفِرَاءَةِ فِي الْخُطْبَةِ
باب: ۳۵- دوسرے خطبے میں قرآن
الثَّانِيَةِ وَالذِّكْرِ فِيهَا (التحفة ۵۹۳)
پڑھنا اور اللہ کا ذکر کرنا

۱۴۱۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
سَيْمَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ
النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَجْلِسُ، ثُمَّ
يَقُومُ وَيَقْرَأُ آيَاتٍ وَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ،
وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا وَصَلَاتُهُ قَصْدًا .

۱۳۱۹- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے پھر
بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو جاتے اور قرآن مجید کی چند
آیات تلاوت فرماتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ آپ
کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا اور نماز بھی درمیانی۔“

🌞 فائدہ: دونوں (نماز اور خطبے) کے درمیانے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دونوں برابر ہوتے تھے بلکہ نماز
نمازوں کے لحاظ سے درمیانی ہوتی اور خطبے خطیوں کے لحاظ سے درمیانہ ہوتا کیونکہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

(المعجم ۳۶) - الْكَلَامُ وَالْقِيَامُ بَعْدَ
النُّزُولِ عَنِ الْمُنْبَرِ (التحفة ۵۹۴)
باب: ۳۶- منبر سے اترنے کے بعد
کھڑے ہو کر باتیں کرنا

۱۴۲۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بِنِ
۱۳۲۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۱۴۱۹- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب سجداء في الخطبة يوم الجمعة، ح: ۱۱۰۶ من حديث
عبد الرحمن بن مهدي به، وانظر الحديث المتقدم: (۱۴۱۶) .

۱۴۲۰- [ضعيف] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الإمام يتكلم بعد ما ينزل من المنبر، ح: ۱۱۲۰، والترمذي،
ح: ۵۱۷، وابن ماجه، ح: ۱۱۱۷ من حديث جرير بن حازم به، وصرح بالسماع عند البيهقي ۲۲۴/۳، وهو في
الکبری، ح: ۱۷۳۲، ومال العراقي إلى تصحيحه، وضعفه البخاري، وأبوداود وغيرهما، والقول قولهم، وله شاهد

۱۴- کتاب الجمعة

جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

مَيِّمُونُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَرَيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَارِثٍ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ، فَيَعْرِضُ لَهُ الرَّجُلُ فَيَكَلِّمُهُ، فَيَقُومُ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ، ثُمَّ يَتَقَدَّمُ إِلَى مَصَلَاةٍ فَيُصَلِّي.

رسول اللہ ﷺ (دو خطبوں کے بعد) منبر سے اترتے تو کبھی کوئی آدمی آپ کے سامنے آ کر آپ سے باتیں شروع کر دیتا۔ نبی ﷺ اس کے ساتھ کھڑے رہتے حتیٰ کہ وہ بات چیت مکمل کرتا۔ پھر آپ اپنی مخصوص جائے نماز کی طرف بڑھتے اور نماز پڑھتے، یعنی پڑھاتے۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم اس قسم کا ایک واقعہ صحیح مسلم میں ہے جس میں دوران خطبہ میں خطبہ چھوڑ کر مسائل سے گفتگو کرنے کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۷۶) علاوہ ازیں اس قسم کا واقعہ کسی نماز کے موقع پر بھی پیش آیا تھا جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے کہ نماز کی اقامت کہہ دی گئی تو ایک شخص نے نبی ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا حتیٰ کہ کچھ لوگوں کو اونگھ آنے لگی۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الجمعة، حدیث: ۵۱۸) نیز محققین علماء کے نزدیک مذکورہ روایت میں جمعے کا ذکر شاذ ہے یعنی یہ واقعہ جمعے کا نہیں بلکہ عشاء کی نماز کا ہے۔ ہمارے اگر کوئی شخص یا امام کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں مگر دیگر لوگوں کی مصروفیت اور اذیت کا خیال رکھنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن النسائي للألباني، رقم: ۱۲۱۸، وذخيرة العقيلي شرح سنن النسائي، ۲۷۷/۱۲)

(المعجم ۳۷) - عَدَدُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ

باب: ۳۷- نماز جمعہ کی رکعات

(التحفة ۵۹۵)

کی تعداد

۱۴۲۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: قَالَ عُمَرُ: صَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْأَضْحَى رَكْعَتَانِ، وَصَلَاةُ السَّعْرِ رَكْعَتَانِ، تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرِ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

۱۳۲۱- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ عید الفطر، عید الاضحیٰ اور سفر کی (رباعی) نماز رسول اللہ ﷺ کی رباعی دو دو رکعت ہے اور یہ مکمل نماز ہے۔ اس میں کوئی کمی نہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) بیان کرتے ہیں کہ

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل
أَبِي لَيْثٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُمَرَ .
حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں سنی۔ (لہذا اس روایت کی سند منقطع ہے۔)

🌞 فوائد و مسائل: ① سفر کی نماز ان دوسری نمازوں کے ساتھ اس لیے شامل ہے کہ یہ بھی اگر رباعی (چار رکعت والی) ہوں تو دو رکعت ہے، سوائے مغرب کی نماز کے، مغرب کی نماز تین رکعت ہی ہے چاہے سفر ہو یا حضر، جب کہ باقی مذکورہ نمازیں ہیں ہی دو رکعت۔ ② مذکورہ روایت کی بابت امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہی نہیں بلکہ کوئی روایت نہیں سنی۔ علمائے محققین اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت دیگر اسناد اور طرق سے بھی مروی ہے اور ان طرق کو محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ بنا بریں مذکورہ روایت منقطع ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائي: ۲۸۰/۱۲)

(المعجم ۳۸) - أَلْقَرَاءُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ
بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ (التحفة ۵۹۶)
۱۴۲۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى
الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ
قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ
قَالَ: سَمِعْتُ مُسْلِمًا الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
كَانَ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ
﴿الْأَمَّ ۝ تَنْزِيلُ﴾ اور سورہ ﴿هَلْ أَتَى عَلَى
الْإِنْسَانِ﴾ اور جمعے کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ
منافقون پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ۳۹) - أَلْقَرَاءُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ
بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِينَ (التحفة ۵۹۷)
۱۴۲۲- أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ، باب مَا يَقْرَأُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ، ح: ۸۷۹ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى،
باب: ۳۹- جمعے کی نماز میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور سورہ ﴿هَلْ أَتَى أَنْتَكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھنا

۱۴- کتاب الجمعة - جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۲۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْبُدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقَبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ.

۱۴۲۳- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی نماز (کی پہلی رکعت) میں سورہ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور (دوسری رکعت میں) ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ۴۰) - ذُكِرَ الْأَخْتِلَافُ عَلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ (الحفۃ ۵۹۷) - ألف

باب: ۴۰- نماز جمعہ کی قراءت کی بابت
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایات
میں اختلاف کا ذکر

۱۴۲۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ: مَاذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِمْرِ سُورَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: كَانَ يَقْرَأُ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾.

۱۴۲۴- حضرت ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن سورہ جمعہ کے بعد (دوسری رکعت میں) کون سی سورت پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾

۱۴۲۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنِّشِرِ أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ

۱۴۲۵- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی نماز میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھا کرتے تھے۔ کبھی عید اور جمعہ ایک دن آجاتے تو یہی دو

۱۴۲۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب ما يقرأ به في الجمعة، ح: ۱۱۲۵ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۷۳۹.

۱۴۲۴- أخرجه مسلم، الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ۶۳ / ۸۷۸ من حديث ضمرة بن سعيد به، وهو في الموطأ (بهي): ۱/ ۱۱۱، والكبرى، ح: ۱۷۳۷.

۱۴۲۵- أخرجه مسلم، ح: ۶۲ / ۸۷۸ من حديث إبراهيم بن محمد بن المنتشر به، انظر الحديث السابق، وهو في

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتْلُو فِي الْجُمُعَةِ ﴿سُورَةَ الْأَنْكَاثِ﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَدِيَّةِ﴾ وَرُبَّمَا اجْتَمَعَ الْعَبْدُ وَالْجُمُعَةُ فَيَتْلُو بِهِمَا فِيهِمَا جَمِيعًا.

🌞 فوائد و مسائل: ① اگرچہ نماز جمعہ میں کوئی سی سورت بھی پڑھی جاسکتی ہے مگر مندرجہ بالا چار سورتیں مسنون و مستحب ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے نماز جمعہ کی قراءت کے متعلق حضرت نعمان بن بشیر رحمہ اللہ سے مروی روایات میں راویوں کے اختلاف کو ذکر کیا ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ غاشیہ پڑھا کرتے تھے اور حبیب بن سالم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ اور دوسری میں سورہ غاشیہ پڑھا کرتے تھے۔ لیکن یہ اختلاف حدیث کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا کیونکہ یہ اختلاف صرف سورتوں کی تعیین میں ہے جس کی بابت علماء نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی نماز جمعہ میں سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ اور کبھی سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھتے ہوں اور کبھی سورہ جمعہ اور سورہ غاشیہ۔ بنا بریں کبھی سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ پڑھ لی جائیں اور کبھی جمعہ اور منافقون۔ انھیں آپس میں ملایا بھی جاسکتا ہے مثلاً: سورہ جمعہ اور سورہ غاشیہ جیسا کہ حدیث نمبر ۱۴۲۳ میں بیان ہے۔ ② اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جمعے کے دن عید آجائے تو عید بھی پڑھی جائے اور جمعہ بھی خطیب اور قرب و جوار کے لوگوں کے لیے یہی افضل ہے اگر وہ جمعے کی بجائے ظہر پڑھ لیں تو بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴۱) - مَنْ أَذْرَكَ رَكْعَةً مِنْ

صَلَاةِ الْجُمُعَةِ (النحفة ۵۹۸)

۱۴۲۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ

مَنْصُورٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سَفْيَانَ، عَنْ

الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَذْرَكَ مِنْ صَلَاةِ

باب: ۴۱- جو شخص جمعے کی نماز سے

ایک رکعت باجماعت پالے

۱۴۲۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعے کی نماز سے ایک رکعت

(باجماعت) پالے تو اسے جملہ گیا۔“

۱۴- کتاب الجمعة جمعہ المبارک سے متعلق احکام و مسائل
الْجُمُعَةُ رَكْعَةٌ فَقَدْ أَذْرَكَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کو ایک رکعت سے کم ملے، یعنی وہ مجدد اور تشہد میں ملے تو وہ جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز پڑھے۔ جمہور اہل علم یعنی امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق حتیٰ کہ احناف میں سے امام محمد رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ صحابہ سے بھی یہی ملتا ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ سلام سے پہلے جب بھی مل جائے تو جمعہ ہی پڑھے کیونکہ ایک حدیث ہے: [مَا أَذْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا] حالانکہ یہ حدیث خاص جمعے کے بارے میں نہیں جب کہ باب کی روایت خاص جمعے کے بارے میں ہے۔ عام و خاص کے تعارض کے وقت دلیل خاص کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ② "اس کو جعل کیا" یعنی وہ ایک اور رکعت ملا لے تو اس کا جمعہ ہو گیا۔ سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں صراحت ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۱۲۱، و إرواء الغلیل، حدیث: ۶۲۲)

(المعجم ۴۲) - عَدَدُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ
باب ۳۲- جمعے کے بعد مسجد میں
فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۵۹۹)
کتنی سنتیں پڑھی جائیں؟

۱۴۲۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ سَهْلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا».

۱۴۲۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت (سنت) پڑھے۔"

🌞 فائدہ: حدیث میں مسجد میں پڑھنے کا ذکر نہیں۔ دراصل امام نسائی رحمہ اللہ احادیث میں تطبیق دے رہے ہیں کیونکہ ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کے دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الجمعة، حدیث: ۹۳۷، و صحيح مسلم، الجمعة، حدیث: ۸۸۳) مصنف رحمہ اللہ نے چار رکعت والی روایت کو مسجد سے خاص کر دیا اور دو رکعت والی کو گھر کے ساتھ کیونکہ اس میں گھر کا ذکر ہے، یعنی گھر میں آکر پڑھے تو دو رکعتیں اور مسجد میں پڑھے تو چار رکعتیں لیکن راجح بات یہ ہے کہ دو رکعت بھی پڑھی جاسکتی ہیں اور چار بھی۔ واللہ اعلم۔ جبکہ بعض لوگ قویٰ فعلی دونوں روایات پر عمل کے قائل ہیں، یعنی چار بھی پڑھ لے اور دو بھی، کل چھ ہو گئیں، لیکن یہ بات بلا دلیل ہے۔

۱۴- کتاب الجمعة
(المعجم ۴۳) - صَلَاةُ الْإِمَامِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ
باب ۳۳- جمعے کے بعد امام کئی رکعت (سنت) پڑھے؟
(التحفة ۶۰۰)

۱۴۲۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ.
۱۳۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے بعد نماز (نوافل) نہیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ گھر تشریف لے جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔

۱۴۲۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ.
۱۳۲۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے کے بعد اپنے گھر میں دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

🌞 فائدہ: یہ ایک اور تطبیق ہے جو امام نسائی رحمہ اللہ نے ان دو روایات (چار رکعت اور دو رکعت والی) میں اختیار کی ہے کہ چار پڑھنے کا حکم مقتدیوں کو ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم 'الجمعة' حدیث: ۸۸۱) اور دو رکعت پڑھنے کا ذکر آپ کے ساتھ خاص ہے۔ گویا امام دو رکعت پڑھے اور مقتدی چار رکعت پڑھیں۔ لیکن امام صاحب کا یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ہر فرمان ہمارے لیے اسوۂ اور نمونہ ہے اس لیے دو رکعت آپ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں لہذا دو بھی پڑھی جاسکتی ہیں اور چار بھی کسی حدیث پر بھی عمل کر لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴۴) - بَابُ إِطَالَةِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ (التحفة ۶۰۱)
باب ۳۴- جمعے کے بعد دو رکعتیں لمبی پڑھی جائیں

۱۴۳۰- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
۱۳۳۰- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جمعے کے بعد دو رکعتیں

۱۴۲۸- [صحیح] تقدم، ح: ۸۷۴، وهو في الكبرى، ح: ۱۷۴۵.

۱۴۲۹- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ۱۱۳۲ من حديث عبد الرزاق به، وأخرجه البخاري، ومسلم وغيرهما من طرق عن الزهري به، مطولاً ومختصراً، * والزهري صرح بالسماع، وللحديث طرق كثيرة جداً.

۱۴۳۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الصلاة بعد الجمعة، ح: ۱۱۲۸ من حديث أبوب

جمعة المبارک سے متعلق احکام و مسائل

پڑھتے تھے اور انھیں لبا کرتے تھے، نیز وہ فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

(المعجم ۴۵) - ذِكْرُ السَّاعَةِ النَّبِي
يُستَجَابُ فِيهَا الدُّعَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ
باب: ۴۵- جمع کے دن وہ کون سی
گھڑی ہے جس میں دعا ضرور قبول

ہوتی ہے؟

۱۳۳۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کوہ طور پر گیا۔ وہاں میں نے کعب احبار کو پایا۔ ہم دونوں ایک دن اکٹھے رہے۔ میں انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرتا تھا اور وہ مجھے تورات کی باتیں بتاتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

١٤٣١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ح: ١٠٤٦، من حديث يزيد بن عبد الله بن الهادي، وهو في الكبرى، ح: ١٧٥٤، وقال الترمذي، ح: ٤٩١: "حسن صحيح"، وصححه ابن

۱۴- کتاب الجمعة

حمد المبارک سے متعلق احکام و مسائل

فرمایا: ”بہترین دن جس میں سورج طلوع ہو جیسے کا دن ہے۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن وہ زمین پر اتارے گئے۔ اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ ابن آدم (انسان) کے سوا زمین پر جو بھی حرکت کرنے والا جانور ہے وہ جیسے کے دن صبح سے لے کر سورج طلوع ہونے تک قیامت کے ڈر سے چپ چاپ کان لگائے رکھتا ہے (کہ کہیں صور نہ پھونک دیا جائے) مگر انسان (بے خوف رہتا ہے۔) اور اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے جسے کوئی مومن نماز کی حالت میں پالے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس وقت کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور دے دیتا ہے۔“ کعب کہنے لگے: ایسا دن ہر سال میں ایک ہوتا ہے۔ میں نے کہا: نہیں وہ گھڑی ہر جمعے میں ہوتی ہے۔ پھر کعب نے تورات پر بھی تو کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ یہ ہر جمعے کے دن ہوتا ہے۔ میں ان کے پاس سے لکھا کہ میں بصرہ بن ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کو ملا۔ وہ کہنے لگے: کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: کوہ طور سے۔ وہ کہنے لگے: اگر تمہارے طور پر جانے سے پہلے میری اور تمہاری ملاقات ہو جاتی تو تم وہاں نہ جاتے۔ میں نے کہا: کیوں؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”سوار یوں کو کام میں نہ لایا جائے مگر ان تین مساجد کی طرف جانے کے لیے: مسجد حرام، میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور بیت المقدس کی مسجد۔“ پھر میں

يَوْمًا أَحَدُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيُحَدِّثُنِي عَنْ التَّوْرَةِ فَقُلْتُ لَهُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أَهْبَطَ، وَفِيهِ تَبَّ عَلَيْهِ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ، مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ ذَاتِيهِ إِلَّا وَهِيَ تُضْبِحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُصْبِحَةً حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا ابْنَ آدَمَ؛ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُؤْمِنٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» فَقَالَ كَعْبٌ: ذَلِكَ يَوْمٌ فِي كُلِّ سَنَةٍ؟ فَقُلْتُ: بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ، فَقَرَأَ كَعْبُ التَّوْرَةَ ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ فِي كُلِّ يَوْمٍ جُمُعَةٍ. فَخَرَجْتُ فَلَقِيْتُ بَصْرَةَ بْنَ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ؟ قُلْتُ مِنَ الطُّورِ قَالَ: لَوْ لَقِيتُكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَهُ لَمْ تَأْتِيَهُ، قُلْتُ لَهُ: وَلَمْ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَعْمَلُ الْمُطْعِي إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي، وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمُقَدِّسِ». فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ فَقُلْتُ: لَوْ رَأَيْتَنِي خَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ فَلَقِيْتُ كَعْبًا فَمَكَثْتُ أَنَا وَهُوَ يَوْمًا أَحَدُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيُحَدِّثُنِي عَنْ التَّوْرَةِ،

۱۴- کتاب الجمعة

جمعۃ المبارک سے متعلق احکام و مسائل

آپ میرے ساتھ گزرنے والا واقعہ دیکھتے (تو محفوظ ہوتے۔) میں طور پہاڑ کی زیارت کے لیے گیا۔ وہاں میں کعب احبار کو ملا۔ میں اور وہ ایک دن اکٹھے رہے۔ میں انھیں رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرتا تھا اور وہ مجھے تورات سے بیان کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، جمعے کا دن ہے۔ اس دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن جنت سے نکالے گئے۔ اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی دن فوت ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ انسان کے سواروئے ارض پر جو بھی حرکت کرنے والا جانور ہے، وہ جمعے کے دن قیامت کے ڈر سے صبح سے لے کر طلوع شمس تک کان لگائے رکھتا ہے (کہ کہیں صور نہ پھونک دیا جائے) نیز اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو بھی مومن بندہ اسے نماز کی حالت میں پائے پھر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اسے ضرور دے دیتا ہے۔“ کعب کہنے لگے: ایسا تو سال میں ایک دن ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کعب نے غلط کہا۔ میں نے کہا: پھر کعب نے تورات پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ یہ ہر جمعے کو ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کعب نے سچ کہا۔ میں یقیناً اس گھڑی کو جانتا ہوں۔ میں نے کہا: برادر محترم! مجھے ضرور بتائیے۔ انھوں نے کہا: یہ جمعے کے دن غروب شمس سے پہلے آخری گھڑی ہے۔ میں نے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا: ”مومن اسے نماز کی حالت

طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أَهْطَ وَفِيهِ رَيْبٌ عَلَيْهِ وَفِيهِ قُضِيَ وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ؛ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ تُصْبِحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُصْبِحَةً حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا ابْنَ آدَمَ؛ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» قَالَ كَعْبٌ: ذَلِكَ يَوْمٌ فِي كُلِّ سَنَةٍ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبَ كَعْبٌ، قُلْتُ: ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ فَقَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: صَدَقَ كَعْبٌ، إِنِّي لَا أَعْلَمُ تِلْكَ السَّاعَةَ فَقُلْتُ: يَا أَخِي! حَدِّثْنِي بِهَا قَالَ: هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ، فَقُلْتُ: أَلَيْسَ قَدْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُصَادِفُهَا مُؤْمِنٌ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ» وَلَيْسَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ صَلَاةً قَالَ: أَلَيْسَ قَدْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى وَجَلَسَ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى تَأْتِيَهُ الصَّلَاةُ الْيَتِي تَلِيهَا؟» قُلْتُ: بَلَى! قَالَ: فَهُوَ كَذَلِكَ.

محرم المبارک سے متعلق احکام ومسائل

میں پائے۔“ جب کہ یہ گھڑی (دن کی آخری گھڑی) تو نماز کا وقت ہی نہیں۔ وہ کہنے لگے: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا: ”جو آدمی نماز پڑھ کر اگلی نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے حتیٰ کہ بعد والی نماز کا وقت ہو جائے۔“ میں نے کہا: کیوں نہیں (بلکہ سنا ہے۔) انھوں نے کہا: یہاں بھی یہی مراد ہے۔ (یعنی نماز کے انتظار میں ہو۔)

☀️ ”فوائد ومسائل: ① ”کوہ طور“ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ قرآن میں اسے ”وادی مقدس“ کہا گیا ہے۔ ② ”کان لگائے رکھتا ہے“ یعنی توجہ رکھتا ہے اور منتظر رہتا ہے۔ شاید جانوروں کو جمعے کے دن کا علم ہو جاتا ہو گا یا ان میں یہ چیز طبعی ہوگی کہ ہر جمعے کے دن وہ خوف زدہ رہتے ہوں گے اور یہی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ جانوروں کے سب کام طبعاً اور فطرتاً ہوتے ہیں جب کہ انسان فطرت کے خلاف بھی کام کر لیتا ہے۔ ③ ”ایسی گھڑی ہے“ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت کے مطابق عصر کے بعد آخری گھڑی ہے۔ بعض روایات کے مطابق وہ گھڑی امام کے منبر پر چڑھنے سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے یوں تطبیق دی ہے کہ ساعت یومی تو عصر کے بعد ہی ہے مگر جمعہ میں اجتماع مومنین کی برکت سے خطبہ و نماز کا وقت بھی افضل ہو جاتا ہے لہذا وہ بھی قبولیت کا وقت بن جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ کبھی یہ گھڑی ہوتی ہے کبھی وہ۔ اکثر اہل علم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ ④ ”سوار یوں کو کام میں نہ لایا جائے“ یعنی قربت و ثواب کے حصول کے لیے لمبا سفر نہ کیا جائے یہ سمجھ کر کہ فلاں جگہ مقدس ہے۔ وہاں قرب و ثواب زیادہ ہوگا سوائے ان تین مساجد کے۔ راوی حدیث حضرت بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کسی بھی مقدس مقام (خواہ وہ مسجد ہو یا کوئی اور مقام) کی طرف قربت اور ثواب کی نیت سے لمبا سفر کرنا درست نہیں سمجھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مفہوم درست سمجھا۔ تبھی تو ان کی بات کا انکار نہیں کیا۔ اور یہی مفہوم درست ہے۔ یہ بحث تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۷۰: ۷۔ ⑤ بیت المقدس کی مسجد سے مراد بیت المقدس ہی ہے کیونکہ جو جگہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے خاص کی گئی ہے وہ مسجد ہے۔ اور بیت المقدس بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنایا گیا تھا۔ ⑥ ”وہ نماز ہی میں ہے“ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل ایک فقیہ صحابی کی تاویل ہے جو معتبر ہے لیکن درج ذیل روایت (۱۳۳۳) میں یہ الفاظ ہیں: [قَابِتْ مُصَلِّي] ”یعنی وہ کھڑا نماز پڑھتا ہو۔“ حالانکہ نماز کا انتظار عموماً بیٹھ کر ہوتا ہے۔ تو علماء نے ان کے

جمعة المبارک سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۳۲- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ رَبَاحٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُؤَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ فِيهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ».

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَا نَعْلَمُ أَحَدًا حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ غَيْرَ رَبَاحٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ إِلَّا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ فَإِنَّهُ حَدَّثَ بِهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ. وَأَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) بڑھ بیان کرتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ حضرت رباح کے علاوہ کسی نے یہ روایت عن معمر عن الزہری کی سند سے اس طرح بیان کی ہو البتہ حضرت ایوب بن سوید نے یہ روایت عن یونس عن الزہری عن سعید و ابی سلمة کی سند سے بیان کی ہے۔ لیکن ایوب بن سوید (کی حدیث معتبر نہیں وہ) متروک الحدیث ہے۔

۱۴۳۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ: ۱۳۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”یقیناً مجھے کے دن

١٤٣٢- [إسناده صحيح] وهو في مسند الإمام أحمد بن حنبل ٢/ ٢٨٤، والسنن الكبرى للنسائي، ح: ١٧٤٩. *
 رباح بن يزيد القرشي ثقة فاضل كما في التقريب وغيره.

١٤٣٣- أخذه البخاري، الدعوات، باب الدعاء في الساعة - في يوم الجمعة، ٦٤٠٠، رقم الحديث.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُؤَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ» يَقْلِلُهَا: يَزْهَدُهَا
ایک ایسا مخصوص وقت ہے جسے جو بھی مسلمان شخص کھڑا نماز پڑھتا ہوا پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور وہ چیز دے دیتا ہے۔
آپ ﷺ (ہاتھ کے اشارے سے) اس وقت کو بہت قلیل بتاتے تھے۔

🌅 فائدہ: جو چیز جتنی زیادہ قیمتی باند مرتبہ اور افضل ہوتی ہی کم ہوتی ہے۔ یہ فطری اصول ہے۔ یہ وقت بھی بہت فضیلت والا ہے اس لیے قلیل ہے نیز ایسی چیز بڑی چھپا کر رکھی جاتی ہے اور اس کے حصول میں بڑی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے لہذا اس وقت کو ہم رکھا گیا تاکہ اس کی خصوصی شان ظاہر ہو۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ایسی ساعات لطیفہ سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ لِمَثَلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ. وَفَقْنَا اللَّهَ لِمَا يُحِبُّهُ وَيَرْضَى.



www.minhajusunat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۵) - كِتَابُ تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ فِي الشَّفَرِ (التحفة ...)

سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

باب ۱:.....

(المعجم ۱) - [بَابُ] (التحفة ۶۰۳)

۱۳۳۴ھ - حضرت یحییٰ بن امیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ (قرآن کی آیت) ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ”تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم نماز قصر کر لو بشرطیکہ تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔“ (سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر نماز خوف ہی کی حالت کے ساتھ خاص ہے) اب تو لوگ امن کی حالت میں ہیں۔ (لہذا نماز قصر نہیں کرنی چاہیے۔) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بھی اس بات پر تعجب ہوا تھا جس پر تجھے تعجب ہوا ہے تو میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے تو تم اللہ تعالیٰ کا صدقہ قبول کرو۔“

۱۴۳۴ھ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابِيهِ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [النساء: ۱۰۱] فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: «صَدَقَ تَصَدَّقَ اللَّهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَأَقْبِلُوا صَدَقَتَهُ».

 فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا آیت میں بظاہر سفر اور خوف دونوں کو قصر کے لیے شرط قرار دیا گیا ہے لہذا یہ سوال بجائے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب قصر کا حکم نازل ہوا اس وقت تو واقعاً

۱۵۔ کتاب تقصیر الصلاة في السفر

سفر بھی تھا اور خوف بھی مگر بعد میں خوف کی شرط ساقط کر دی گئی۔ لفظ ”صدقہ“ بھی اس سقوط پر دلالت کرتا ہے۔ مگر اس سقوط کا ذکر قرآن میں نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی زبانی معلوم ہوا۔ اس بات کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ قصر کے لیے صرف سفر ہی شرط تھا، خوف کا ذکر درپیش صورت حال کے طور پر تھا کیونکہ اس وقت خوف کی حالت بھی تھی۔ بعد میں وضاحت کر دی گئی کہ خوف قصر کے لیے شرط نہیں لہذا ”صدقہ“ قصر کے حکم کو کہا جائے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن مجید میں ذکر قصر خوف کا ہے نہ کہ قصر سفر کا۔ اور قصر خوف سے مراد طریقہ جماعت میں سہولت کے مطابق تبدیلی ہے جیسا کہ آیت کے مابعد الفاظ اور احادیث میں اس کی تفصیل وارد ہے۔ گویا قصر بیت مراد ہے۔ قصر سفر کا ذکر صرف احادیث میں ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک ﴿إِنْ خِفْتُمْ﴾ یعنی خوف کی قید قصر کی بجائے مابعد کلام سے متعلق ہے، یعنی اگر تمہیں خوف ہو تو نماز کی ادائیگی کے وقت دو گروپ بنالو۔ اور ﴿إِنْ خِفْتُمْ﴾ سے پہلے الگ جملہ ہے، یعنی جب تم سفر میں ہو تو قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ بہر صورت صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر اب تک اتفاق ہے کہ قصر کے لیے خوف کی شرط نہیں۔ ① ”قصر“ سے مراد یہ ہے کہ رباعی نماز (یعنی ظہر، عصر اور عشاء) کو دو رکعت پڑھ لیا جائے۔ مغرب اور فجر اپنی اصلی حالت پر رہیں گی۔ ② ”قبول کر دو“ اس لفظ سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ قصر واجب ہے، حالانکہ قرآن مجید کے صریح الفاظ وجوب کی نفی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی قصر کے لیے ”صدقہ“ کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ صحیح بات یہی ہے کہ قصر رخصت ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصت کو قبول کیا جائے۔ اس بنا پر ہمارے نزدیک یہی افضل ہے کہ دوران سفر نماز قصر پڑھی جائے، لیکن اگر کوئی رخصت سے فائدہ نہ اٹھائے ہوئے نماز پوری ادا کرتا ہے تو اس کا جواز ہے جیسا کہ حضرت عائشہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے صراحۃً مکمل نماز (یعنی چار رکعت) پڑھنے کی صحیح روایات مذکور ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، التقصیر، حدیث: ۱۰۹۰، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين و قصرها، حدیث: ۶۸۵، ۶۹۳) جبکہ احناف قصر کو واجب اور چار رکعت پڑھنے کو ممنوع سمجھتے ہیں، مگر اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کی جاسکتی۔ ③ مقام و مرتبے میں کم شخص اپنے سے افضل شخصیت سے قابل اشکال چیز کی وضاحت طلب کر سکتا ہے۔

۱۴۳۵ھ۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَرَ: إِنَّا

۱۴۳۵ھ۔ حضرت امیہ بن عبد اللہ بن خالد نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ہم قرآن مجید میں گھر کی نماز اور خوف کی نماز پاتے ہیں لیکن سفر کی نماز قرآن مجید میں نہیں پاتے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا:

۱۵- کتاب تقصیر الصلاة في السفر سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِ وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ فِي الْقُرْآنِ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَمَرَ: يَا ابْنَ آجِي! إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا وَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا ﷺ يَفْعَلُ.

اے میرے بھتیجے! تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ہماری طرف (نبی بنا کر) بھیجا جب کہ ہم کچھ نہیں جانتے تھے۔ ہم تو صرف اس طرح کریں گے جس طرح ہم نے محمد ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔

☀️ فائدہ: قرآن مجید کو بھی ہم رسول اللہ ﷺ ہی کی تصدیق سے مانتے ہیں لہذا اصل حیثیت تو رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ آپ جو فرمائیں گے وہ ہمارے لیے حجت ہے قرآن مجید میں ہو یا نہ ہو۔ قرآن مجید میں تو نماز کا طریقہ بھی ذکر نہیں اور نہ ان کی تعداد وغیرہ ہی کا ذکر ہے۔ جب ان باتوں کو ہم قرآن مجید میں نہ ہونے کے باوجود مانتے ہیں تو قصر سفر کو بھی ماننا چاہیے کیونکہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً ثابت ہے۔ تو لا بھی فعلاً بھی۔ مزید تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

۱۴۳۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَادَانَ، عَنْ ابْنِ سَبْرِينَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ لَا يَخَافُ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ.

۱۳۳۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف نکلے (اور چار رکعت والی نمازیں) دو رکعت ہی پڑھتے رہے حالانکہ رب العالمین کے سوا آپ کو کسی کا ڈرنہ تھا۔

☀️ فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اشارہ وجہ الوداع کے سفر کی طرف تھا۔ اس وقت سب دشمن مغلوب ہو چکے تھے بلکہ ختم ہو چکے تھے۔ خوف کا امکان بھی نہیں تھا۔

۱۴۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ لَا نَخَافُ إِلَّا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ نُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ.

۱۳۳۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا مگر ہم (رباعی نماز) دو رکعت پڑھتے تھے۔

۱۵- کتاب تقصیر الصلاة في السفر

۱۴۳۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنَ عُبَيْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ ابْنِ السَّمِطِ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُصَلِّي بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكَعَتَيْنِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ.

..... سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل
۱۴۳۸- حضرت ابن سبط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ذوالحلیفہ کے مقام پر (کوئی رباعی نماز) دو رکعت پڑھتے دیکھا۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں تو اسی طرح کرتا ہوں جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔

۱۴۳۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَلَمْ يَزَلْ يَقْصُرُ حَتَّى رَجَعَ فَأَقَامَ بِهَا عَشْرًا.

۱۴۳۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ گیا۔ آپ واپس مدینہ منورہ آنے تک نماز قصر کرتے رہے۔ آپ کے میں دس دن ٹھہرے تھے۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① یہ حجۃ الوداع کی بات ہے اور یہ دس دن صرف مکہ میں نہیں ٹھہرے تھے بلکہ مقامات حج منیٰ، عرفہ و اعرافات بھی اسی میں شامل ہیں۔ چار ذوالحجہ کو آپ مکہ مکرمہ پہنچے تھے۔ حج و عمرہ کے تمام ارکان ادا کرنے کے بعد چودہ ذوالحجہ کو آپ واپس مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ کسی بھی جگہ آپ کا قیام چار دن سے زائد نہ تھا۔ اور چوتھا دن بھی دخول یا خروج کو شامل کر کے ہے اسی لیے راجح بات یہ ہے کہ اگر قیام کی نیت تین (یا چار) دن کی ہے تو پھر وہ مسافر قصر نماز پڑھے ورنہ شروع دن ہی سے پوری نماز پڑھے وہ اپنے آپ کو مسافر نہ سمجھے۔ ② کم از کم وہ کتنی مسافت ہے جس کا ارادہ ہو تو انسان اس دوران میں نماز قصر کر سکتا ہے؟ اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ مختلف آراء ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ اگر کسی کا اڑتالیس میل سفر کا قصد ہو تو وہ اپنے شہر یا بستی کی حدود سے نکلنے کے بعد قصر کر سکتا ہے۔ بطور دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث پیش کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اہل مکہ! چار برید (اڑتالیس میل) سے کم سفر میں نماز قصر نہ کرو جیسے مکہ سے عسفاں تک۔“

۱۴۳۸- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين وقصرها، ح: ۶۹۲ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۹۵.

۱۴۳۹- أخرجه مسلم، ح: ۶۹۳/۱۵ عن قتيبة (انظر الحديث السابق)، والبخاري، التقصير، باب ما جاء في التقصير... الخ، ح: ۱۰۸۱ من حديث بحر، ح: ۱۰۸۱. إسحاق، ح: ۱۸۹۶.

۱۵- کتاب تقصیر الصلاة في السفر

(سنن الدارقطني مع التعليق المغني: ۲/۳۸۷، و السنن الكبرى للبيهقي: ۳/۱۳۸، ۱۳۹) لیکن یہ روایت ضعیف اور ناقابل حجت ہے۔ اس کی سند میں ایک تو اسماعیل بن عیاش ہیں غیر شامیوں سے ان کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ دوسرے عبدالوہاب بن مجاہد ہیں۔ یہ بھی ضعیف ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (ارواء الغلیل، حدیث: ۵۶۵) لہذا قصر کے لیے کم از کم اڑتالیس میل کی شرط درست نہیں، نیز کسی اور مستند دلیل سے بھی اس کی تائید نہیں ہوتی۔ اس کے متعلق صحیح اور صریح ترین جو حدیث منقول ہے وہ حضرت انس بن مالک کی حدیث ہے۔ یحییٰ بن یزید ہنائی کہتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کرنے کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر جاتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ یہ شک وشبہ کو ہوا ہے۔ تین میل کی مسافت کو فرسخ (فارسی میں فرسنگ) کہتے ہیں۔ اس طرح قصر کے لیے کم از کم مسافت نو میل ہوئی۔ تین میل کی بات چونکہ مشکوک ہے اس لیے حجت نہیں اور تین فرسخ کی مسافت احتیاط و یقین پر مبنی ہے اس لیے سفر کی مسافت (اپنے شہر کی حد چھوڑ کر) کم از کم نو میل، یعنی تقریباً ۲۲ کلومیٹر ہوگی کیونکہ عربی میل کی مسافت انگریزی میل کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ اور یہی موقف راجح ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۴۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ الْحَسَنِ بْنُ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْرَةَ - وَهُوَ السُّكْرِيُّ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

۱۴۴۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں (چار رکعت والی نماز) دو رکعت پڑھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھی۔

۱۴۴۱- أَخْبَرَنَا حَمِيدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ شَفِيَّانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عُمَرَ قَالَ: صَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَالنَّحْرِ رَكْعَتَانِ وَالسَّفَرِ رَكْعَتَانِ

۱۴۴۱- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعے کی نماز عید الفطر کی نماز قربانی (عید الاضحیٰ) کی نماز اور سفر کی نماز نبی ﷺ کی زبانی دو دو رکعت ہے اور یہ مکمل ہے۔ اس میں کوئی نقص اور کمی نہیں۔

۱۵- کتاب تقصیر الصلاة في السفر سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل
تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرِ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ.

🌞 فائدہ: ”نقص اور کمی نہیں“ کا مطلب ہے کہ یہ نمازیں مکمل ہیں اس لیے کہ اللہ کی طرف سے یہ اتنی ہی تعداد میں مقرر ہیں۔ اسی طرح سفر میں دو رکعتیں بھی ثواب میں چار رکعتوں سے کم نہیں اس لیے کہ یہ رخصت بھی اللہ کی طرف سے ہے۔

۱۴۴۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهَبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ أَيُّوبَ - وَهُوَ ابْنُ عَائِدٍ - عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ أَبِي الْحَجَّاجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فُرِضَتْ صَلَاةُ الْحَضَرِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ أَرْبَعًا وَصَلَاةُ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَاةُ الْخَوْفِ رَكْعَةً.

۱۴۴۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ گھر کی نماز تمہارے نبی ﷺ کی زبانی چار رکعت، سفر کی نماز دو رکعت اور خوف کی نماز ایک رکعت فرض کی گئی ہے۔

🌞 فائدہ و مسائل: ① بظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر کی نماز ہے ہی دو رکعت، چار نہیں پڑھی جاسکتیں مگر یہ مفہوم قرآن کی آیت کریمہ اور دیگر احادیث کے صراحۃً خلاف ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اسے تصریح کہا جاتا لہذا یہ مفہوم غیر معتبر ہے۔ ② ”خوف کی نماز ایک رکعت۔“ جمہور اہل علم نے اس بات کو قبول نہیں کیا، وہ اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ ایک رکعت سے مراد امام کے ساتھ ایک رکعت ہے نہ کہ فی الواقع ایک رکعت کہ دوسری رکعت پڑھی نہ جائے۔ بلکہ وہ دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھے۔ لیکن جمہور اہل علم کا یہ موقف دلائل کی روشنی میں محل نظر ہے۔ ایک رکعت نماز خوف بھی متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے لہذا موقع و محل کی مناسبت سے ایک رکعت بھی بلا تاویل پڑھی جاسکتی ہے۔ نماز خوف کی تقریباً چھ صورتیں احادیث میں وارد ہیں۔ تو خوف کی صورت حال کو مد نظر رکھ کر کسی بھی صورت پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ان میں کوئی تعارض نہیں۔ تمام واقعات اور طریقوں کو ایک ثابت کرنے کی کوشش کرنا غیر ضروری تکلیف ہے۔ موقع و محل اور ضرورت کے مطابق کسی بھی طریقے پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی، کتاب الخوف)

۱۵- کتاب تقصیر الصلاة في السفر سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۴۳- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مَاهَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَيُّوبَ ابْنِ عَائِذٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

۱۴۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبانی گھر کی نماز چار رکعت، سفر میں دو رکعت اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی ہے۔

(المعجم ۲) - بَابُ الصَّلَاةِ بِمَكَّةَ (التحفة ۶۰۴)

باب ۲- مکہ مکرمہ میں (مسافر) نماز (کیسے پڑھے؟)

۱۴۴۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى فِي حَدِيثِهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى - وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ - قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ كَيْفَ أَصَلَّى بِمَكَّةَ إِذَا لَمْ أَصَلِّ فِي جَمَاعَةٍ؟ قَالَ: رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ.

۱۴۴۴- حضرت موسیٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر میں باجماعت نماز نہ پاسکوں تو مکہ مکرمہ میں نماز کیسے پڑھوں؟ انھوں نے فرمایا: دو رکعتیں۔ یہ ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔

🌞 فائدہ: مطلب یہ ہے کہ مسافر اگر باجماعت نماز پڑھے تو ظاہر ہے امام کے مطابق ہی پڑھے گا۔ امام حرم چونکہ مقیم ہوتے ہیں لہذا وہ جاری رکھیں ہی پڑھیں گے لیکن اگر جماعت چھوٹ جائے تو مسافر دو رکعت پڑھے گا بشرطیکہ وہ مدت اقامت سے کم ٹھہرا ہو۔ اگر اسے مدت اقامت سے زائد ٹھہرنا ہے تو وہ نماز پوری پڑھے گا۔ اس حکم میں مکہ اور غیر مکہ کا کوئی فرق نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۴۴۵- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْعُودٍ ۱۴۴۳- حضرت موسیٰ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ

۱۵۔ کتاب تقصیر الصلاة فی السفر۔ سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: مجھ سے نماز باجماعت رہ جائے جب کہ میں وادی مکہ میں ہوں تو آپ کے خیال کے مطابق میں کتنی رکعت نماز پڑھوں؟ انھوں نے فرمایا: دو رکعت۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

(المعجم ۳) - بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنِي
(التحفة ۶۰۵)

۱۴۴۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْىَ آمَنَ مَا كَانَ النَّاسُ وَأُخْفِرُهُ، رَعَّتَيْنِ.

۱۳۲۶- حضرت حارث بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں حالانکہ آپ انتہائی امن کی حالت میں تھے اور آپ کے ساتھی بھی بہت زیادہ تھے۔

فائدہ: منیٰ میں چونکہ سب حاجی مسافر ہی ہوتے ہیں، لہذا منیٰ میں سب حاجی قصر کریں گے۔ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ قصر حج کی بنا پر ہے سفر کی بنا پر نہیں۔ اتحاف کے نزدیک جو لوگ منیٰ سے مسافت قصر کے اندر اندر رہتے ہیں وہ پوری نماز پڑھیں گے، مگر یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ کسی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرنے والوں میں کوئی ایسی تفریق کی گئی ہو مثلاً: یہ نہیں کہا گیا کہ مکہ والے قصر نہ کریں وغیرہ۔ صحیح بات یہی ہے کہ سب حاجی منیٰ میں قصر کریں گے۔ (قصر کے لیے خوف کی بحث پیچھے گزر چکی ہے۔)

۱۴۴۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۱۳۳۷- حضرت حارث بن وہب فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مکی میں دو رکعتیں پڑھائیں حالانکہ لوگ بہت زیادہ تھے اور انتہائی امن کی حالت میں تھے۔

۱۵۔ کتاب تقصیر الصلاة في السفر ... سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَنْىَ أَكْثَرَ مَا كَانَ النَّاسُ وَآمَنَهُ، رَكَعَتَيْنِ.

۱۴۴۸۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَكْرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي [سُلَيْمٍ] عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَنْىَ وَمَعَ أَبِي يَكْرَ وَعُمَرَ رَكَعَتَيْنِ وَمَعَ عُثْمَانَ رَكَعَتَيْنِ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ.

۱۴۳۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان کی امارت کے ابتدائی زمانے میں دو رکعتیں ہی پڑھیں۔

🌞 فائدہ: ”ابتدائی زمانے میں“ یعنی بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں پوری نماز شروع کر دی تھی؟ کیوں؟ اس کی مختلف وجوہات بیان کی جاتی ہیں: ❶ ایک یہ کہ پوری پڑھنا بھی جائز ہے۔ ❷ لوگوں کو غلط فہمی ہونے لگی تھی کہ نماز ہر حال میں دو رکعت ہی ہے کیونکہ خلیفہ جب بھی آتا ہے دو رکعت پڑھاتا ہے ہمارے ائمہ خواہ مخواہ چار پڑھاتے ہیں۔ یہ غلط فہمی دور کرنے کے لیے نماز مکمل پڑھائی۔ ❸ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ قصر صرف سفر کی حالت میں ہوتی ہے۔ جب آدمی کسی جگہ ٹھہر جائے اور اسے سفر کی مشکلات درپیش نہ ہوں تو قصر نہ کرے خواہ تھوڑے دن ہی ٹھہرے۔ چونکہ منیٰ میں تین دن (یا چار دن) آرام و سکون سے رہائش ہوتی ہے لہذا پوری نماز پڑھنی چاہیے۔ ❹ آپ نے مکہ مکرمہ میں شادی کر لی تھی۔ ان کے علاوہ اور بھی وجوہات بیان کی گئی ہیں لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان تمام کاردر کرتے ہوئے لکھا ہے یہ وجوہات درست نہیں۔ بتائیں سنت یہی ہے کہ سفر میں دو رکعت نماز ادا کی جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔ وخیر الہدیٰ ہدیٰ محمد ﷺ۔ نیز حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا بھی اسی پر عمل تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پوری نماز پڑھنا ان کا ذاتی اجتہاد تھا وہ شاید اس لیے پڑھتے ہوں کہ سفر میں پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح منہن النسائی ۱/۱۶: ۳۵۸-۳۵۹)

۱۴۴۹۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ۱۴۳۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول

۱۵- کتاب تقصیر الصلاة في السفر _____ سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُالْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ
يَزِيدَ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ
قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ بِمَنْى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ رَكَعَتَيْنِ.

۱۴۵۰- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ،
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: صَلَّى
عُمَانُ بِمَنْى أَرْبَعًا حَتَّى بَلَغَ ذَلِكَ عَبْدَ اللَّهِ
فَقَالَ: لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
رَكَعَتَيْنِ.

۱۴۵۱- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ
قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ
نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ
ﷺ بِمَنْى رَكَعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ رَكَعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
رَكَعَتَيْنِ.

۱۳۵۰- حضرت عبدالرحمن بن یزید سے مروی ہے
کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھیں حتیٰ
کہ یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انھوں
نے فرمایا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں
ہی پڑھی ہیں۔

۱۳۵۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں
نے نبی ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دو رکعتیں پڑھیں۔

۱۴۵۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَنْى رُكْعَتَيْنِ، وَصَلَّاهَا أَبُو بَكْرٍ رُكْعَتَيْنِ، وَصَلَّاهَا عُمَرُ رُكْعَتَيْنِ، وَصَلَّاهَا عُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ.

۱۴۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی یہاں دو رکعتیں ہی پڑھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دو ہی پڑھیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت کی ابتدا میں دو رکعتیں ہی پڑھیں۔

سوال و مسائل: ① بعد میں کسی وجہ سے اجتہادی طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر منیٰ میں چار رکعتیں شروع کر دی تھیں۔ اور محدثین نے اس کی متعدد وجوہ بیان فرمائی ہیں جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ اور اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بابت بھی مروی ہے کہ وہ بھی دوران سفر میں پوری نماز پڑھ لیتی تھیں۔ ان احادیث کے پیش نظر علمائے محققین نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیے، نیز فرمان نبوی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصت کو قبول کیا جائے۔ تاہم ہمارے نزدیک افضل یہ ہے کہ دوران سفر نماز قصر پڑھی جائے، لیکن اگر کوئی رخصت سے فائدہ نہ اٹھائے اور پوری نماز پڑھے تو اس کی بھی گنجائش ہے اسے بدعت وغیرہ نہیں کہنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

② مندرجہ بالا تمام روایات میں دو رکعت سے مراد صرف وہ نماز ہے جو دراصل رباعی، یعنی چار رکعت والی ہے، ورنہ مغرب ہر حال میں تین رکعت سے اور فجر ہر حال میں دو رکعت۔ اور یہ متفقہ بات ہے۔

(المعجم ۴) - بَابُ الْمَقَامِ الَّذِي يَقْصُرُ باب: ۴- کتنی دیر تک ٹھہرے تو قصر

بِمِثْلِهِ الصَّلَاةَ (التحفة ٦٠٦)

۱۴۵۳- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ :
 أَخْبَرَنَا يَزِيدُ قَالَ : أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي
 إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : حَرَّجْنَا
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ ،
 ۱۴۵۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
 فرماتے ہیں : ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ
 سے مکہ مکرمہ کو نکلے۔ آپ واپس مدینہ تشریف لانے
 تک ہمیں دو رکعت ہی پڑھاتے رہے۔ (شاکر ادبواصلح)

۱۵- کتاب تصحیر الصلاة فی السفر سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

فَكَانَ يُصَلِّي بِنَا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا بِيَانِ كَرْتَيْ هِيَا (میں نے کہا: کیا آپ مکہ میں ٹھہرے قُلْتُ: هَلْ أَقَامَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: نَعَمْ أَقَمْنَا بِهَا تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! ہم مکہ میں دس دن ٹھہرے عَشْرًا۔

فائدہ: یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔ لیکن آپ دس دن صرف مکہ میں نہیں بلکہ منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں مجموعی طور پر دس دن ٹھہرے تھے۔ مکہ میں آپ کی مسلسل رہائش پورے چار دن رہی ہے۔ چار دن الحجہ کی صبح کو مکہ میں داخل ہوئے اور آٹھ کی صبح کو منیٰ روانہ ہو گئے۔ اسی بنا پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہ خیال ہے کہ انیس نمازیں ایک جگہ ٹھہر کر پڑھنی ہوں تو قصر کرے زیادہ ٹھہرنا ہو تو شروع سے مکمل پڑھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ آنے جانے کا دن نکال کر تین دن ٹھہرنا ہو تو قصر کرے اور اگر اس سے زائد ٹھہرنا ہو تو شروع دن سے پوری پڑھے۔ یہ دونوں اقوال ملتے جلتے ہیں اور ان کا نتیجہ ایک ہی ہے۔ اور یہی صحیح اور راجح موقف ہے۔ واللہ اعلم۔ احناف پندرہ دن کے قیام میں قصر کے قائل ہیں؛ اور زائد کی صورت میں پوری نماز پڑھنے کے قائل ہیں۔ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

۱۴۵۴- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَشْوَدِ الْبُصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رِبْعَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَقَامَ بِمَكَّةَ [خَمْسَةَ عَشَرَ] يَصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ۔

۱۳۵۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرے۔ دودو رکعت پڑھتے رہے۔

فائدہ: یہ فتح مکہ کی بات ہے جو سنہ ۸ ہجری میں ہوا تھا۔ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انیس دن ٹھہرنے کی روایت ہے۔ اور ان کا قول بھی یہی ہے کہ جب ہم انیس دن سے زائد ٹھہریں گے تو نماز پوری پڑھیں گے۔ بعض روایات میں کہ میں آپ کی اقامت اٹھارہ یا سترہ دن بھی ہے، یعنی آنے جانے کا دن شامل کر کے انیس دن، خالص اقامت سترہ دن۔ کسی ایک دن کو نکال لیں تو اٹھارہ دن۔ گو یا کوئی اختلاف نہیں البتہ پندرہ دن کی روایت صحیح نہیں کیونکہ یہ احادیث کے خلاف ہے بلکہ یہ کسی راوی کا تصرف ہے۔ محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ نے

۱۵- کتاب تقصیر الصلاة فی السفر سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

بھی خمسة عشر ”پندرہ دن“ کے الفاظ کو صحیح قرار نہیں دیا۔ دیکھیے: (صحیح سنن النسائي، رقم: ۱۳۵۲) احتاف نے پندرہ دن کو ”قل“ ہونے کی وجہ سے ترجیح دی ہے تاکہ شک و شبہ نہ رہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم نے اس روایت کو تردد پر محمول کیا ہے، یعنی آپ اتنے دن اس لیے قصر کرتے رہے کہ آپ کا ارادہ اتنے دن ٹھہرنے کا نہیں تھا، بلکہ آپ مزدود تھے کہ آج واپس جاؤں یا کل یا پرسوں، لیکن حالات کے تحت دیر ہوتی گئی کیونکہ خطرہ تھا کہ کوئی بغاوت یا شورش نہ کھڑی ہو جائے، لہذا ان کے نزدیک مزدود آدھے تین دن سے زائد بھی قصر کر سکتا ہے مگر پختہ نیت والا اگر آنے جانے کا دن نکال کر تین دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو قصر کرے اور اگر زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو پوری پڑھے۔ دلائل کی رو سے یہی موقف راجح اور درست ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۵۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابن زَنْجَوِيَه عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ الْغَلَاءَ بْنَ الْخَضَرَمِيِّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثًا».

۱۳۵۵- حضرت علاء بن حضری رحمہ اللہ سے منقول ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہاجر شخص اپنا حج و عمرہ پورا کرنے کے بعد صرف تین دن کے میں رہ سکتا ہے۔“

🌞 فائدہ: یہ حدیث امہ مملاشہ (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم) کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ نے مہاجرین کو تین دن سے زائد مکہ میں ٹھہرنے سے اسی لیے روکا ہے کہ اگر ان میں سے کوئی تین دن سے زائد ٹھہرنا تو وہ مقیم بن جاتا اور مہاجر کو اپنی ہجرت والی جگہ میں مقیم ہونا جائز نہیں، ورنہ ہجرت ختم ہو جائے گی۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی جگہ میں تین دن تک ٹھہرنے والا تو مسافر ہے مگر زائد ٹھہرنے والا مقیم ہے، لہذا وہ نماز پوری پڑھے گا۔ باقی رہا رسول اللہ ﷺ کا کہہ کر مد میں فتح کے موقع پر تین دن سے زائد ٹھہرنا، تو وہ فتح کی تکمیل کے لیے تھا نہ کہ زائد از شرعی ضرورت یا وہ بلا قصد، یعنی تردد کی صورت میں تھا۔

۱۴۵۶- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ ۱۳۵۶- حضرت علاء بن حضری رحمہ اللہ سے روایت

۱۵- کتاب تقصیر الصلاة فی السفر۔ سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، فِي حَدِيثِهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ [بْنِ] الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بَعْدَ - يَنْعِي - نُسُكِهِ ثَلَاثًا».

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”(کے سے) ہجرت کرنے والا اپنا حج و عمرہ پورا کرنے کے بعد تین دن (کے میں) ٹھہر سکتا ہے۔“

۱۴۵۷- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ زُهَيْرٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا: إِعْتَمَرَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ حَتَّى إِذَا قَدِمَتْ مَكَّةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بِأَيِّ أَنْتَ وَأُمِّي قَصَرْتَ وَأَنْتَمَنْتُمْ، وَأَفْطَرْتَ وَصُمْتَ، قَالَ: «أَحْسَنْتِ يَا عَائِشَةُ!» وَمَا غَابَ عَلَيَّ.

۱۳۵۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عمرہ کرنے گئی تھی کہ جب میں مکہ آئی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپ نماز قصر کرتے رہے میں پوری پڑھتی رہی۔ آپ روزہ چھوڑتے رہے میں رکھتی رہی۔ آپ نے فرمایا: ”عائشہ! تو نے ٹھیک کیا۔“ آپ نے مجھ پر اس بات کا عیب نہیں لگایا۔

🌞 فائدہ: اس حدیث کا باب سے تعلق یہ ہے کہ سفر کتنا بھی لمبا ہو اور اس میں کتنا عرصہ بھی لگے نماز قصر کی جا سکتی ہے۔ سفر کے دوران میں کوئی حد نہیں۔

باب: ۵- سفر میں نفل نہ پڑھنا (المعجم ۵) - بَابُ تَرْكِ النَّطْوُعِ فِي السَّفَرِ (التحفة ۶۰۷)

۱۴۵۸- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ يَزِيدٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ [بْنِ] الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَمْكُثُ الْمُهَاجِرُ بَعْدَ - يَنْعِي - نُسُكِهِ ثَلَاثًا».

۱۳۵۸- حضرت وبراہ بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں دو رکعتوں سے زائد

۱۵- کتاب تقصیر الصلاة في السفر سفر میں نماز قصر کرنے سے متعلق احکام و مسائل

زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا وَبَرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَرِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى
رُكْعَتَيْنِ لَا يُصَلِّي قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا فَيَقِيلُ
لَهُ: مَا هَذَا؟ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَصْنَعُ.

☀️ **فائدہ:** فرض نمازوں کی تمام سنن رواتب کے سوا سفر میں نفل پڑھنا قطعاً منع نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے مطلق نوافل پڑھنا ثابت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں سواری پر نفل نماز (دور وغیرہ) پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس میں وہ استقبال قبلہ (قبلہ رخ ہونے) کا بھی سوائے وقت آغاز کے کوئی اہتمام نہیں کرتے تھے بلکہ سواری کا رخ اور منہ جس طرف بھی ہوتا ہی طرف نماز پڑھ لیتے۔ اس طرح صرف نوافل میں کرتے فرض نماز سواری سے اتر کر اور قبلہ رخ ہو کر پڑھا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سفر میں یہ عام معمول تھا۔ صحیحین کی احادیث میں اس کی مکمل صراحت موجود ہے۔ دیکھیے:

(صحيح البخاري، التقصير، حديث: ١٠٩٣-١١٠٠ وصحيح مسلم، صلاة المسافرين.....، حديث: ٤٠٠-٤٠٣)

رسول اللہ ﷺ نے صبح کی سنتوں کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ خود بھی صبح کی سنتوں کا خاص اہتمام والترام فرمایا کرتے تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ عقیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جس قدر صبح کی سنتوں کا التزام و اہتمام اور ان پر محافظت و مداومت فرماتے تھے اس قدر کسی اور نفل نماز پر نہیں فرماتے تھے۔ (صحیح البخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۲۹) نبی ﷺ نے صبح کی سنتوں کی بابت فرمایا ہے: ”فجر کی دو

رکعت (سنتیں) دینا و ما فیہا، یعنی جو کچھ دینا میں ہے اس سب سے بہتر ہیں۔“ (صحیح مسلم، صلاة المسافرین، حدیث: ۷۲۵) نیز یہ سنتیں نبی ﷺ کا واذ محبوب اور پیاری محبتیں۔ رسول اللہ ﷺ صبح کی سنتوں کا کس قدر التزام فرماتے تھے؟ اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر سے واپس آتے ہوئے رات کے پچھلے پہر سو گئے اور آپ ﷺ سمیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی طلوع آفتاب سے پہلے نہ اٹھ سکا تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”اے سواریاں! لے کر اس وادی سے نکل جاؤ اس جگہ شیطان رہتا ہے۔“ پھر آپ نے وضو کیا اس کے بعد صبح کی دو سنتیں پڑھیں اور پھر صبح کے فرض باجماعت ادا کیے۔ (صحیح مسلم، المساجد، حدیث: ۶۸۰) البتہ جو نماز قصر کی جانی ہے، یعنی ظہر، عصر اور عشاء ان میں آپ سے سنتیں پڑھنے کا ذکر نہیں ملتا، لہذا قصر کی جائے تو سنتیں نہ پڑھی جائیں کیونکہ قصر تو تحفیف کے لیے ہے۔ سنتیں پڑھنے سے تحفیف ختم ہو جاتی ہے۔ مغرب و عشاء جمع کر کے وقت مغرب کی سنتیں نہیں پڑھی جائیں گی۔ سفر کے دوران میں تھوڑا غمیرہ بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ دلائل کے عموماً سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۔ کتاب تقصیر الصلاة فی السفر

۱۴۵۹۔ أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى طِنْفَسَةٍ لَهُ فَرَأَى قَوْمًا يُسَبِّحُونَ قَالَ: مَا يَصْنَعُ هَؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ، قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُصَلِّيًا قَبْلَهَا أَوْ بَعْدَهَا لَأَتَمَمْتُهَا، صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلَى الرَّكَعَتَيْنِ، وَأَبَا بَكْرٍ حَتَّى قُبِضَ، وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ كَذَلِكَ.

۱۴۵۹۔ حضرت حفص بن عاصم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ انھوں نے ظہر اور عصر دو رکعت پڑھیں۔ پھر اپنی کچھی ہوئی چٹائی کی طرف گئے۔ انھوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ نفل (سنتیں) پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے پوچھا: یہ لوگ کیا پڑھ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: نفل پڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے فرمایا: اگر میں فرضوں سے پہلے یا بعد میں سنتیں پڑھتا تو میں فرض ہی مکمل پڑھ لیتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں آپ تو سفر میں دو رکعتوں سے زائد نہ پڑھتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا۔ حتیٰ کہ وہ فوت ہو گئے۔ اسی طرح حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے ساتھ۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سنتیں پڑھنے پر انکار کیا کہ اگر سنتیں ہی پڑھنی ہیں تو اس کی بجائے بہتر تھا کہ فرض چار پڑھ لیے جاتے کیونکہ فرض نوافل سے زیادہ ثواب رکھتے ہیں جب کہ شریعت کا مقصد مسافر سے تخفیف کرنا ہے۔



کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کائنات کے نظام کو بڑا مستحکم بنایا ہے۔ زمین و آسمان اس وسیع کائنات کا ایک اہم حصہ ہیں۔ عالم بالا یعنی آسمانوں میں فرشتوں کا تقرر ہوا جبکہ دیگر تمام مخلوقات زمین میں بسائی گئیں۔ اسی میں سمندر اور دریا وغیرہ ہیں نیز ان کے اندر بہت سی آبی مخلوقات ہیں۔ اللہ رب العزت نے ہر کسی کے لیے اس کی ضروریات زندگی کا بڑا اعلیٰ اور بے مثال انتظام فرمایا ہے۔ یہی حال انسانوں کا ہے لیکن انھیں مزید احسانات سے نوازا گیا ہے جیسے رات کہ یہ ان کے لیے باعثِ راحت و سکون اور نیند کا سبب ہے تو اس کے لیے مناسب اندھیرا پیدا فرمایا اور دن کسبِ معاش کا۔ اور اس کے لیے اجالا ضروری ہے لہذا سورج پیدا فرمایا جو روشنی کا بہت بڑا منبع ہے۔ اس سے جہاں مختلف قسم کے اشجار و نباتات پرورش پاتے ہیں وہاں سیکڑوں انسانی اعمال و افعال کا تعلق بھی اس کی روشنی سے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا﴾ (الفرقان: ۲۵) ”اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات کو لباس بنایا نیند کو آرام اور دن کو اٹھ کھڑا ہونے کا وقت بنایا۔“ غرض آفتاب و ماہتاب کی روشنی میں بہت سی حکمتیں پنہاں ہیں جن کا ادراک انسان کے بس کی بات نہیں۔ ان میں سے چند ایک اہم حکمتوں کا بیان قرآن مجید میں بایں الفاظ ملتا ہے: ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ مَنَازِلَ لِيَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾

۱۶۔ کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

(یونس ۵۱:۵) ”وہی ہے (اللہ) جس نے سورج کو تیز روشنی والا اور چاند کو نور بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کر سکو۔ اللہ نے یہ (سب کچھ) حق ہی کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ وہ اپنی آیات کو ان لوگوں کے لیے تفصیل سے بیان کرتا ہے جو جانتے ہیں۔“ نیز فرمایا: ﴿فَالْيَوْمِ الْاِضْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلُ سَكَنًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ حُسْبَانًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾ (الانعام: ۹۶:۹۷) ”وہ صبح کی سپیدی نمودار کرنے والا ہے اور اس نے رات کو آرام کا باعث بنایا اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنایا۔ یہ اس زبردست غالب سب کچھ جاننے والے کا مقرر کردہ اندازہ ہے۔“ امام ابن کثیر رحمہ اللہ: ﴿وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ حُسْبَانًا﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ”یعنی وہ دونوں ایک طے شدہ اور مقررہ حساب کے مطابق چلتے ہیں اور اس میں کوئی تغیر و تبدل رونما نہیں ہوتا بلکہ ان میں سے ہر ایک کی موسم سرما اور گرما میں منزلیں مقرر ہیں جن کے مطابق یہ چلتے ہیں اور اسی پر رات دن کا ایک دوسرے کے بعد آنا جانا اور رات دن کا چھوٹا بڑا ہونا موقوف ہے۔“ (المصباح المنیر (مترجم)

تہذیب و تحقیق تفسیر ابن کثیر: ۴/۳۹۸ طبع دارالسلام)

شیخ عبدالرحمن بن ناصر رحمہ اللہ اپنی تفسیر السعدی میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند بنائے جن کے ذریعے سے زمان و اوقات کی پہچان کی جاتی ہے، ان کے ذریعے سے عبادات کے اوقات منضبط ہوتے ہیں معاملات کی مدت مقرر ہوتی ہے، اور سورج اور چاند کے وجود ہی سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ کتنا وقت گزر گیا ہے۔ اگر سورج اور چاند کا وجود اور ان کا باری باری ایک دوسرے کے پیچھے آنا نہ ہوتا تو عامۃ الناس ان تمام امور کو معلوم کر کے علم میں اشتراک نہ کر سکتے بلکہ چند افراد کے سوا کوئی بھی ان امور کی معرفت حاصل نہ کر پاتا اور وہ بھی نہایت کوشش اور اجتہاد کے بعد اور اس طرح تمام ضروری مصالح فوت ہو جاتے۔ (تفسیر السعدی (اردو) مطبوعہ دارالسلام: ۱/۸۰۰، ۸۰۱)

پھر آفتاب و مانتاب کا یہ نظام بڑا منظم و مرتب ہے۔ جس غرض کے لیے ان کی تخلیق ہوئی دونوں اس کے لیے رواں دواں ہیں اور بلا تھقل و توقف اللہ کی مشیت کے مطابق اپنے اپنے مدار میں گھوم رہے ہیں۔ ارشاد باری ہے: ﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ﴾ (یس: ۳۶:۳۷) ”نہ تو سورج ہی سے ہو سکتا ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

ندرات ہی دن سے پہلے آ سکتی ہے اور سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔“
یہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ تکوینیہ کے پابند ہیں۔ اس میں ان کی اپنی مرضی یا منشا کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مُسْحَرَاتٌ بَأْمْرِهِ﴾ (الأعراف: ۵۴) ”اور اسی نے سورج، چاند اور ستاروں کو (پیدا کیا) سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں۔“ معلوم ہوا آفتاب و مہتاب کی یہ روشنی اور چمک دیک اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے۔ جب اس کا ارادہ ہوگا تو انھیں مکمل بے نور کر دے گا۔ اس کے بعد ان کی آفتابی و مہتابی کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا لیکن یہ روز قیامت ہوگا۔ بعد ازاں انھیں لپیٹ کر جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (سلسلة الأحادیث الصحيحة:

۱/۲۳۲، رقم: ۱۲۳۲)

سورۃ قیامہ میں ہے: ﴿فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾ (القیامۃ: ۷-۹) ”پھر جب آنکھ پتھرا جائے گی۔ اور چاند گھٹنا جائے گا۔ اور سورج اور چاند اکٹھے کر دیے جائیں گے۔“ یعنی اس وقت چاند بے نور ہو جائے گا، پھر سورج اور چاند جو کبھی اکٹھے نہ ہوئے تھے انھیں اکٹھا کر دیا جائے گا۔ یہ اصل میں دنیا اور اس کے اعتقاد اور تباہی کا اشارہ ہوگا۔ اور یہ مالک کل کی قدرت کاملہ و شاملہ کا نتیجہ ہوگا۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی اور سورج اور چاند کو جو اس سے قبل کبھی اکٹھے نہ ہوئے تھے اکٹھا کر دیا جائے گا۔“ (الضوء

المنیر: ۶/۲۳۷)

جونہی آفتاب و مہتاب کا نظام منعدم ہوگا اسی وقت ان سے وابستہ تمام دنیوی مفادات و اغراض بھی اختتام پذیر ہو جائیں گے۔ اگلے جہاں، یعنی قیامت کی آمد اور اس کی ہولناکیوں کا آغاز اور نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ واللہ المستعان۔ گویا شمس و قمر کا بے نور ہونا پیغام امن و امان اور راحت و تفرقہ کا سامان نہیں بلکہ ایک درجہ قیامت کی نشانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے تحریف عباد کا ایک سبب ٹھہرایا ہے۔ آپ کے عہد مبارک میں ایک دفعہ سورج گھٹنا گیا۔ آپ بہت خوف زدہ ہوئے، سخت گھبرائے اور اتنے ڈرے کہ فوراً نماز کسوف کی ادائیگی کے لیے لپکے۔ جلدی میں کندھے مبارک سے چادر گر گئی۔ یہ سب اس

خوف و کرم نظر کا ہولناک رکنا نتیجہ تھا۔

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

لیکن افسوس! اکثریت اس فکر و تاثر سے عاری ہے۔ انھوں نے اسے بجائے سبق آموزی اور عبرت و نصیحت کے سیر و تفریح کا ایک ذریعہ سمجھ لیا۔ مختلف پارکوں، سیرگاہوں، ہوٹلوں اور بلند و بالا عمارتوں یا پہاڑوں کا رخ کرتے ہیں اور بزمِ خویش اس منظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ کیمرے اور دوربینیں ہمراہ ہوتی ہیں۔ تصویر کشی کے علاوہ اور کئی قباحتوں، غیر شرعی اعمال اور نازیبا حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ سب اسلام و دشمنوں کی کارستانیوں ہیں اور دین سے دوری، مطلق العنانی اور شتر بے مہاری کا نتیجہ ہے۔ والعیاذ باللہ۔

نبی اکرم ﷺ نے اس حساس موقع پر بھی کچھ نصیحتیں فرمائی ہیں، امت کی درست سمت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے اور جاہلیت کے توہمات کی تیغ کشی کی ہے۔ یہ سب کچھ تفصیل کے ساتھ متعلقہ ابواب میں موجود ہے لیکن اسے سبکا کرنے کا ہمارا مقصد اولاً موضوع کی تسہیل، مسئلے کا درست فہم و ادراک اور عوام الناس کے لیے متعلقہ مسائل کی تلخیص و تحقیق ہے تاکہ ہمارا یہ عمل بھی عین سنت کے موافق ہو۔ ذیل میں اس کے کچھ مسائل و احکام کا بالا اختصار تذکرہ کیا جاتا ہے۔

* کسوف و خسوف کا لغوی مفہوم: لفظ کسوف یا اُکساف کے لغوی معنی، آفتاب و ماہتاب کا سیاہ یعنی بے نور اور گرہن زدہ ہونا ہے۔ خسوف یا اُخساف بھی اسی معنی میں مستعمل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَالْكَسُوفُ لُغَةً: التَّغْيِيرُ إِلَى سَوَادٍ، وَمِنْهُ كَسَفَ وَجْهُهُ وَحَالَهُ، وَكَسَفَتِ الشَّمْسُ: اِسْوَدَّتْ وَ ذَهَبَ شُعَاعُهَا.....] ”کسوف کے لغوی معنی کسی چیز کے سیاہی مائل ہونا ہیں۔ اسی سے (مجاورہ) كَسَفَ وَجْهُهُ وَحَالَهُ ”اس کا چہرہ سیاہ اور اس کی حالت پراگندہ ہو گئی“ ماخوذ ہے۔ اور كَسَفَتِ الشَّمْسُ تب استعمال ہوتا ہے جب سورج سیاہ ہو جائے اور اس کی روشنی ختم ہو جائے۔“ (فتح الباری: ۵۲۶/۲)

جبکہ فقہاء کے نزدیک لفظ کسوف ”سورج گرہن“ اور خسوف ”چاند گرہن“ کے لیے خاص ہے۔ امام ثعلب کا مختار موقف بھی یہی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۵۳۵/۲) حدیث: ۱۰۴۷، والفقہ الاسلامی وأدلته: ۳۹۵/۲) غرض اگرچہ کسوف و خسوف اپنی وضع اور مدلول کے اعتبار سے مختلف نظر آتے ہیں لیکن اگرچہ اس کا اطلاق جائز اور استعمال جائز ہے، مگر حجتاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ

۱۶- کتاب الکسوف - کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

ہے جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی تصریح ملتی ہے، مثلاً: (صحیح بخاری، حدیث: ۱۰۴۷) میں سورج گرہن کے لیے خَسَفَتِ الشَّمْسُ لفظ خسوف استعمال ہوا ہے۔

* گرہن کیوں لگتا ہے؟: حدیث میں اس کی وجہ موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنَ اللَّهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَكِنْ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِمَا عِبَادَهُ [”یقیناً سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ دونوں کسی کی موت (یا زندگی) کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔“ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۴۸)]

* سائنسی توجیہ و تحقیق: ماہرین فلکیات کے نزدیک سورج یا چاند کا گہنا جانا ایک طبعی چیز اور معمول کی بات ہے۔ جب چاند گردش کرتا ہوا زمین اور سورج کے درمیان حائل ہو جائے تو سورج کی روشنی بالکل ختم یا کم ہو جاتی ہے اسے سورج گرہن کہتے ہیں۔ اور جب سورج اور چاند کے درمیان زمین حائل ہوتی ہے تو چاند بے نور ہو جاتا ہے اور اس مظہر کو چاند گرہن کہا جاتا ہے۔

سائنس دانوں کا اس کی بابت مزید یہ کہنا ہے کہ زمین اور چاند ٹھوس چٹانوں سے بنے ہوئے ہیں۔ روشنی کی شعاعیں ان کے آر پار نہیں ہو سکتیں۔ یہ اس وقت روشن ہوتے ہیں جب سورج کی شعاعیں ان پر پڑتی ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چاند گردش کرتا ہوا زمین اور سورج کے بیچ میں آ جاتا ہے۔ اس طرح سورج کی شعاعیں زمین پر نہیں پہنچ پاتیں۔ ایسی حالت کو سورج گرہن کہتے ہیں۔ گرہن کے دوران سورج کا رنگ تانبے کی مانند نظر آتا ہے۔ ان کے مشاہدے کے مطابق دیکھا گیا ہے کہ سورج گرہن صرف اس دن لگتا ہے جس سے ایک دن بعد چاند کی پہلی تاریخ ہونے والی ہو یعنی چاند نیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت چاند گردش کرتا ہوا زمین کے اس نصف کرے کے سامنے آ جاتا ہے جس کا رخ سورج کی طرف ہوتا ہے۔ سورج گرہن مکمل ہوتا ہے اور جزوی بھی۔ اگر چاند سورج کو مکمل طور پر چھپا لے تو گرہن مکمل ہوگا۔ لیکن چاند ہمیشہ زمین سے یکساں فاصلے پر نہیں رہتا۔ اکثر زمین سے اتنی دوری پر ہوتا ہے کہ پورے سورج کو چھپا لیتا ہے اور یوں مکمل سورج گرہن لگ جاتا ہے۔ بعض اوقات چاند زمین سے اتنی دوری پر نہیں ہوتا کہ مکمل سورج گرہن لگ سکے۔ اس لیے سورج کی کچھ شعاعیں زمین پر پہنچتی ہیں۔

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

رہتی ہیں اور کچھ نہیں پہنچ پاتیں۔ یوں جزوی سورج گرہن لگ جاتا ہے۔

چاند گرہن اس وقت لگتا ہے جب زمین کے گرد گھومتا ہوا چاند اس فرضی خط پر آجائے جو سورج کو زمین سے ملتا رہا ہو۔ اس صورت میں چاند کو زمین کے سائے میں سے گزرنا پڑتا ہے اور اسے گرہن لگ جاتا ہے، کبھی ایک حصے کو اور کبھی پورے چاند کو۔ اگر چاند اپنی حرکت کے دوران پورے کا پورا سائے میں آجائے تو مکمل چاند گرہن لگتا ہے لیکن اگر چاند کا کچھ حصہ سائے میں آئے تو جزوی چاند گرہن لگتا ہے۔ چاند گرہن صرف چودھویں کے چاند یا پورے چاند ہی کو لگتا ہے کیونکہ اس وقت یہ زمین کے اس رخ پر ہوتا ہے جو سورج کی طرف نہیں ہوتا۔ (سوال یہ ہے، ص: ۲۰، ۲۱، اردو سائنس بورڈ)

مذکورہ تفصیل سے ماہرین فلکیات کی رائے بالکل واضح ہے۔ ان کے ہاں شمس و قمر کا گہنا جانا ایک معمول کا کائناتی نظام ہے جو وقتاً فوقتاً رونما ہوتا رہتا ہے۔ یہ ایک ظاہری کیفیت اور سبب ہے جس پر ماہرین فلکیات نے روشنی ڈالی ہے۔ عین ممکن ہے کہ ظاہری سبب یہی ہو لیکن اسلام نے اس کا شرعی سبب تحریف عباد بیان کیا ہے۔ اللہ رب العزت نے اس قسم کے واقعات کو انسانوں کے لیے باعث عبرت اور نصیحت بنایا ہے اگرچہ ان کے پیچھے کچھ ظاہری اسباب ضرور کارفرما ہوتے ہیں۔ اور انسان اس قسم کے واقعات سے واقعی خوفزدہ ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ مسلمان جن کے اندر ایمان کی رفق ہوتی ہے ایسے حالات میں سنہلنے کی کوشش کرتے ہیں جیسے زلزلہ اگرچہ اس کا وقوع زیر زمین کسی سبب یا تبدیلی سے ہوتا ہے لیکن انسان دہل جاتا ہے۔ بارش کے وقت شدید گرج چمک سے انسان سخت خوف محسوس کرتا ہے اگرچہ گرج چمک کے کچھ اسباب ہوں گے۔ اسی طرح شدید آندھی یا طوفان کے وقت بھی خوف محسوس ہوتا ہے یہ اسباب جو بھی ہوں رسول اللہ ﷺ اس وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَ خَيْرَ مَا فِیْهَا وَ خَيْرَ مَا اُرْسِلْتُ بِہِ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِیْهَا وَ شَرِّ مَا اُرْسِلْتُ بِہِ [۱] ”اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی کا جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔ اور میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے اور اس چیز کے شر سے جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے۔“ (صحیح مسلم، صلاة الاستسقاء، حدیث: ۸۹۹) نیز آپ ﷺ سے بارش کے نزول کے

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

وقت [اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا] ”اللہ اے نفع بخش بارش بنا دے۔“ (صحیح البخاری، الاستسقاء، حدیث: ۱۰۳۲) کی دعا منقول ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے حالات میں انسان طبعاً گھبرا جاتا ہے، لہذا اسباب کے ادراک یا عدم ادراک یا ان کے تعدد سے نفس مسئلے کی حیثیت میں فرق نہیں آتا، اسی لیے بعض علماء نے کسوف کے اسباب کی دو قسمیں بنائی ہیں:

① حسی (ظاہری) سبب جیسا کہ سائنس دانوں کی رائے ہے۔

② شرعی سبب، یعنی تخویف عباد (بندوں کو ڈرانا)۔ حدیث میں یہ وجہ بالوضاحت موجود ہے۔

غرض ماہرین فلکیات کی تحقیق فی الواقع درست بھی ہو تو تخویف، یعنی ڈرانے کے منافی نہیں، اللہ والے جن کی اسلام سے سچی وابستگی ہوتی ہے اس قسم کے مناظر سے دہل جاتے ہیں۔ انھیں یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ملکہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے انھیں بلا اسباب بھی بے نور کر سکتا ہے اور ان کا یہ عارضی بے نور ہونا مستقل بے نور ہونے میں بھی بدل سکتا ہے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلٰی اللّٰهِ بِعَزِيزٍ۔

عظیم محقق و محدث، فقیہ اور اصولی امام ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اہل حساب (ماہرین فلکیات) جو (اس حوالے سے) ذکر کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان:

[يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ] ”ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔“ کے منافی ہے تو یہ بات درست نہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کچھ مظاہر حسب عادت، یعنی معمول کے مطابق ہوتے ہیں اور کچھ اس سے خارج، یعنی خلاف عادت ہوتے ہیں اور اس کی قدرت ہر سبب پر

حاکم (حادی) ہے، لہذا وہ اختیار رکھتا ہے کہ حسب منشا کچھ اسباب کو مسببات (اشیاء) سے جدا کرے، یعنی بلا سبب کوئی چیز وقوع پذیر ہو جائے، لہذا جب یہ بات (درست) ثابت ہوئی تو وہ علماء جو اللہ تعالیٰ اور اس

کے افعال کی معرفت رکھتے ہیں، جن کے دلوں میں توحید راسخ ہے اور انھیں یقین کامل ہے کہ خرق عادت اور بلا اسباب وقوع پذیر ہونے والے واقعات اللہ تعالیٰ کی قدرت مطلقہ و کاملہ کے تحت ہیں اور وہ جو

چاہتا ہے کرتا ہے، جب کوئی عجیب و غریب واقعہ رونما ہوتا دیکھتے ہیں تو ان پر اس قوی اعتقاد کی بنا پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس بات سے مانع نہیں کہ وہاں کچھ اسباب حسب عادت کارفرما ہوں، الا یہ کہ

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

الْعُدَّة: ۳/۱۳، وفتح الباری: ۵۳۷/۲، شرح حدیث: (۱۰۲۸)

الحاصل: اہل حساب جو کچھ (اس حوالے سے) ذکر کرتے ہیں اگر فی الحقیقت برحق بھی ہو تو یہ تحریف عباد کے منافی نہیں۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ ان کی اس تحقیق پر تعلق لگاتے ہوئے لکھتے ہیں: ابن دقیق العید نے یہاں جو بات کہی ہے عمدہ تحقیق ہے۔ بہت سے محققین نے یہی بات کہی ہے جس سے اس کی موافقت ہوتی ہے، جیسے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید امام ابن قیم رحمہ اللہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے آفتاب و مانتاب کے گہنانے کو حسب معمول کچھ اسباب کے ساتھ جنھیں ماہرین فلکیات سمجھتے ہیں، مربوط کیا ہے۔ واقعاتی صورت حال بھی ایسی ہی ہے۔ لیکن اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اہل حساب اپنی ہر بات میں درست ہوں بلکہ کبھی کبھار اپنے حساب میں وہ غلطی کرتے ہیں لہذا ان کی تصدیق یا تکذیب درست نہیں۔ جبکہ شمس و قمر کے بے نور ہونے سے اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کے لیے تحویل ہر صورت میں حاصل ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے نماز کسوف کی ادائیگی اور دیگر تنبیہات کے ساتھ ساتھ عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حکم بھی دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۵۰) تا کہ فکر آخرت و امن گیر ہو کہ جس کی ہولناکیاں اس منظر سے کہیں زیادہ ڈراؤنی اور بھیانک ہوں گی۔ غرض اس قسم کے احکام و ترغیبات سے مقصود صرف رجوع الی اللہ گناہوں سے معافی چاہنا اور اس طرح کے مناظر سے سبق آموزی ہے۔ وباللہ التوفیق۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَحْذِيفًا﴾ (بنی اسرائیل ۱۷: ۵۹) ”اور ہم تو صرف ڈرانے کے لیے نشانیاں بھیجتے ہیں۔“

* نماز کسوف کا حکم: نماز کسوف کی مشروعیت میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف اس میں ہے کہ آیا یہ واجب ہے یا سنت؟ جمہور اسے سنت مؤکدہ قرار دیتے ہیں۔ (فتح الباری: ۵۳۷/۲، والفقہ الاسلامی وأدلہ: ۳/۳۹۶۔ مؤخر الذکر کتاب میں اسی پر فقہاء کا اتفاق منقول ہے۔)

امام نووی رحمہ اللہ نے اس کی سنیت پر اجماع کا دعوٰی کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: [وَأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهَا سُنَّةٌ] ”علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ سنت ہے۔“ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۲۸۲)

۱۶۔ کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل
حدیث: (۹۰۱)

علامہ ابن رشد رحمہ اللہ بھی اس کی سنیت پر اتفاق کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں: [اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ صَلَاةَ الْكُسُوفِ سُنَّةٌ] ”تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صلاۃ کسوف سنت ہے۔“ (بدایۃ المجتہد: ۳۸۱/۱) نیز سید سابق رحمہ اللہ نے فقہ السنہ میں اسے سنت مؤکدہ قرار دیا ہے۔ (فقہ السنہ: ۲۷۸/۱ طبعہ دارالفتح)

مذکورہ تصریحات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ صلاۃ کسوف کے سنت مؤکدہ ہونے پر اتفاق ہے۔ لیکن حقیقت ایسے نہیں کیونکہ امام ابو عوانہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اس کے وجوب کی تصریح فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں: [بَيَّنَّ وَجُوبَ صَلَاةِ الْكُسُوفِ] ”نماز کسوف کے وجوب کا بیان۔“ (مسند أبي عوانة: ۹۲/۲ طبعہ دارالمعرفة) اس کے بعد امام ابو عوانہ رحمہ اللہ نے اس کے تحت صیغہ امر کے ساتھ مروی روایات درج فرمائی ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے جمہور کا موقف تو قرار دیا ہے لیکن مذکورہ اجماع کا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ لکھتے ہیں: [فَالْجُمْهُورُ عَلَى أَنَّهَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ، وَصَرَّحَ أَبُو عَوَانَةَ فِي صَحِيحِهِ بِوُجُوبِهَا، وَلَمْ أَرَهُ لغيره إِلَّا مَا حَكِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ أَجْرَاهَا مَجْرَى الْجُمُعَةِ، وَنَقَلَ الزَّيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ أَوْجِبَهَا، وَكَذَا نَقَلَ بَعْضُ مُصَنِّفِي الْحَنْبَلِيَّةِ أَنَّهَا وَاجِبَةٌ] ”جمہور اس کے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں جبکہ امام ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اس کے وجوب کی صراحت کی ہے۔ میری نظر سے کسی اور کی یہ رائے نہیں گزری، ہاں امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے اسے جمعے کے قائم مقام قرار دیا ہے۔ زین بن منیر نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اسے واجب کہا ہے۔ اسی طرح احناف کے بعض مصنفین نے بھی نقل کیا ہے کہ یہ واجب ہے۔“ (فتح الباری: ۵۷۷/۲)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کی تبویب (عنوان) سے بھی بظاہر لگتا ہے کہ وہ اس کے وجوب کے قائل ہیں، وہ لکھتے ہیں: [بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ.....] ”سورج اور چاند

کے گرہن زدہ ہونے کے وقت نماز کا حکم۔“ (صحیح ابن خزیمہ: ۳۰۸/۲، قبل حدیث: ۱۳۷۰)

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن خزیمہ کا اپنی صحیح میں یہ اسلوب معلوم ہے کہ جب ان کے ہاں امر عدم

۱۶۔ کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

وجوب کے لیے ہوتا ہے تو اپنی کتاب کے ابواب میں بیان کر دیتے ہیں۔ (تمام المنہ، ص: ۲۶۱)
 امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی الفاظ حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے [بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ] کا عنوان قائم کیا ہے۔ (سنن النسائي، الکسوف، حدیث: ۱۳۶۲)
 امام شوکانی رحمہ اللہ کا رجحان بھی وجوب کا ہے۔ دو ٹوک بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں: [ثُمَّ اعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ اجْتَمَعَ هَاهُنَا فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ الْفِعْلُ وَالْقَوْلُ، وَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ ﷺ: إِنْ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آتَيْنَا مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا كَذَلِكَ فافزعوا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَفِي رِوَايَةٍ: فَصَلُّوا وَادْعُوا وَالظَّاهِرُ الْوُجُوبُ، فَإِنْ صَحَّ مَا قِيلَ مِنْ (وُقُوعِ) الْإِجْمَاعِ عَلَى عَدَمِ الْوُجُوبِ كَانَ صَارِفًا وَإِلَّا فَلَا] ”پھر آپ کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہاں نماز کسوف میں (رسول اللہ ﷺ کا) فعل اور قول دونوں جمع ہو گئے ہیں۔ (نماز کسوف پڑھی بھی ہے اور حکم بھی دیا ہے۔) ان احکام میں سے آپ کا یہ قول بھی ہے: ”بے شک شمس و قمر اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے“ لہذا تم انہیں جب اس حالت میں دیکھو تو فوراً مساجد کی طرف لپکو۔ ایک روایت میں ہے: ”نماز پڑھو اور دعائیں کرو۔“ (ان دلائل سے) بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کسوف واجب ہے لیکن اس کے عدم وجوب پر جو اجماع کا دعویٰ کیا گیا ہے اگر درست ہے تو وجوب سے یہ قرینہ صاف ہوگا وگرنہ نہیں۔ (السیل الجرار: ۶۳۹/۱، بتحقیق محمد صبحی)

معلومہ: یاد رہے! امام شوکانی رحمہ اللہ کا شروع میں موقف اس کی سیف کا تھا جیسا کہ الدرر البہیہ اور اس کی شرح الدراري المضیة (ص: ۹۷) میں ہے۔

الدراري المضیة میں وہی سنۃ کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس وجہ سے کہ کوئی ایسی دلیل منقول نہیں جو وجوب کا فائدہ دیتی ہو اور مجرد فعل کسی مفعول (عمل) کے مسنون ہونے کے سوا مزید کسی چیز کا فائدہ نہیں دیتا۔ دیکھیے: (الروضة الندية: ۴۱۰/۱ بتعلیق الألبانی، والدراري المضیة: ص: ۹۷) جبکہ بعد میں اس موقف سے رجوع کر لیا، اسی لیے اپنی مایہ ناز کتاب السیل الجرار المتدفق علی حدائثہ الأہل ہا میں نماز کسوف کے وجہ کا رجحان اعلیٰ مقام پر کر دیا۔ (الدراري المضیة: ص: ۹۷)

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

محدث العصر علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: [أَنَّ الْقَوْلَ بِالسُّنَّةِ فَقَطْ فِيهِ إِهْدَارٌ لِلْأَوَامِرِ الْكَثِيرَةِ الَّتِي جَاءَتْ عَنْهُ ﷺ فِي هَذِهِ الصَّلَاةِ دُونَ أَيِّ صَارِفٍ لَهَا عَنْ ذِلَّالَتِهَا الْأَصْلِيَّةِ، أَلَا وَهُوَ الْوَجُوبُ.....] [”فقط سنیت کے قول سے بہت سے ایسے اوامر کا ترک لازم آتا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے اس نماز کے متعلق وارد ہیں جبکہ ان اوامر کی اصلی دلائل، یعنی وجوب سے پھرنے والا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں.....“] (تمام العنة، ص: ۲۶۲)

* رائج موقف: جہاں تک تمام ائمہ و علماء کے اجماع کی بات ہے تو یہ قول عمل نظر ہے، مگر نہ ان سے اختلاف کسی صورت جائز نہ ہوتا، لہذا فریق ثانی کو دلائل کی روشنی میں اختلاف کا حق ہے جیسا کہ گزشتہ نقول سے ظاہر ہوتا ہے۔ بہر حال اگر علماء کی اس کثیر تعداد کی رائے کے مطابق اسے واجب نہ بھی کہا جائے تب بھی اس سے عملی بے اعتنائی درست نہیں، جیسے رائج موقف کے مطابق نماز وتر اور فجر کی دو سنتیں مؤکدہ ہیں۔ اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ سے زندگی بھر ان کا ترک ثابت نہیں، سفر میں نہ حضر میں۔ اور نہ عموماً علمائے کرام ان کے ترک کی اجازت ہی دیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب سنن کی حیثیت یکساں نہیں ہوتی۔ اسی طرح نماز کسوف کو یہ اہتمام دینا چاہیے۔

غور فرمائیں! اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کی شدید گھبراہٹ اور خوف، پھر یہ منظر دیکھتے ہی فوراً الصَّلَاةَ جَامِعَةً کا اعلان، پھر اسی لمحے مسجد کی طرف جانا، بلا امتیاز ہر مرد و عورت کو اس نماز کا حکم دینا، اس موقع پر خصوصیت کے ساتھ تکبیر و تہلیل، توبہ و استغفار ذکر اذکار غلام آزاد کرنے اور صدقے کا حکم دینا، نیز نماز میں اتنا طویل قیام و سجود وغیرہ کہ بعض کا غشی کھا کر گر جانا، بعد ازاں رقت آمیز خطبہ اور وعظ و نصیحت، پھر نماز میں پیش آمدہ جنت کے پُر لطف اور دوزخ کے بھیانک مناظر کا تذکرہ اور اس موقع پر ترغیب و ترہیب کا خاص اہتمام، غرض یہ سب قرائن اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ اس نماز کا حکم عام تا کیدی سنن و فرائض کا نہیں بلکہ اسے مرید اہتمام حاصل ہے۔ واللہ اعلم۔

* نماز کسوف کا طریقہ: رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف دو رکعت پڑھی ہے۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ (صحیح فقہ السنۃ از ابو مالک کمال: ۱/۳۳۵) لیکن کیفیت میں اختلاف ہے۔ اس کے متعلق

۱۶۔ کتاب الکسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ وغیرہ کی ہے۔ صحیح احادیث کی رو سے یہ رائے مرجوح اور ناقابل عمل ہے۔ اس کی قدرے تفصیل کچھ اس طرح ہے:

① حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں سورج کو گرہن لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز (پاجماعت) پڑھی۔ آپ نے سورۃ بقرہ کے برابر لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر (اپنا سر) اٹھایا اور لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا، پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا، پھر لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا، پھر لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پہلے قیام کی نسبت کم لیکن لمبا قیام کیا، پھر آپ نے لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ نے سجدے کیے اور سلام پھیرا، جبکہ سورج صاف ہو چکا تھا۔ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۵۲) و صحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ۹۰۷۰) پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا جس میں ذکر الہی کا حکم دیا، جنت و جہنم کا تذکرہ کیا اور اس کے مناظر بیان فرمائے۔ (حوالہ مذکور)

② حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس روز سورج گرہن لگا رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ آپ کھڑے ہوئے اور تکبیر تحریمہ کہی، پھر آپ نے لمبی قراءت کی، پھر لمبا رکوع کیا، پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللہُ لَعْنُ حِمْدُہُ کہا، پھر پہلے کی طرح لمبا قیام کیا اور لمبی قراءت کی لیکن پہلی قراءت سے کم تھی، پھر لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ نے لمبے سجدے کیے، پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا، بعد ازاں سلام پھیرا.....“ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۴۷) و صحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ۹۰۱)

③ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز کسوف کا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے دور میں شدید گرمی کے موسم میں سورج گہنا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا۔ آپ نے (تکبیر تحریمہ کے بعد) لمبا قیام کیا حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (طویل قیام اور شدید گرمی کی وجہ سے) گرنے لگے، پھر آپ نے لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر آپ نے دو سجدے کیے، پھر کھڑے ہوئے

۱۶- کتاب الکسوف

اور (اس دوسری رکعت میں بھی) اسی طرح کیا، لہذا اس طرح (دو رکعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے ہوئے..... (صحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ۹۰۳)

مذکورہ بالا اور اس مفہوم کی دیگر احادیث کی روشنی میں اس نماز کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے: ① سب سے پہلے تکبیر تحریمہ کہنا، پھر دعائے استفتاح، اس کے بعد تعوذ و تسبیح، پھر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا اور اس کے بعد لمبی جہری قراءت۔ ② پھر لمبارکوع کرنا۔ ③ بعد ازاں رکوع سے سر اٹھا کر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا۔ ④ اس کے بعد سجدہ نہیں بلکہ دوبارہ حالت قیام میں جہری قراءت کرنا لیکن پہلی قراءت سے کم ہو۔ ⑤ پھر دوسرا رکوع کرنا لیکن پہلے رکوع سے کم ہو۔ ⑥ اس کے بعد رکوع سے سر اٹھانا اور سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا۔ ⑦ پھر سجدہ کرنا، اور بین السجدتین اعتدال کے بعد دوسرا سجدہ کرنا۔ ⑧ پھر دوسری رکعت کے لیے اٹھنا اور اس میں وہی اعمال کرنا جو پہلی رکعت کے تحت بیان ہوئے۔ (مزید تحقیق و تفصیل کے لیے صفة صلاة النبي لصلاة الکسوف للألبانی، کا مطالعہ از حد مناسب ہے۔)

تنبیہ: کچھ علماء دوسرے قیام میں بھی فاتحہ کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ سے اس کی تصریح نہیں ملتی بلکہ صرف قراءت ہی کا ذکر ملتا ہے کیونکہ یہ ایک ہی رکعت کا تسلسل ہے اس لیے دوسرے قیام میں قراءت قرآن ہی کافی ہے از سر نو فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم۔

نماز کسوف کا مذکورہ طریقہ (ایک رکعت میں دو رکوعوں کے ساتھ) ہی اصح ہے۔ اسے ابن عباسؓ عائشہ اور جابر رضی اللہ عنہ کے علاوہ بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نقل کرتے ہیں جن میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص بھی ہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے شیخ البانی رحمہ اللہ کی صفة صلاة النبي لصلاة الکسوف دیکھ لی جائے۔)

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَهَذَا أَصَحُّ مَا فِي هَذَا الْبَابِ] ”اس مسئلے میں یہ طریقہ صحیح ترین ہے۔“ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۲۸۳) مزید لکھتے ہیں: [وَبَاقِي الرِّوَايَاتِ الْمُحَالِفَةُ مُعَلَّلَةٌ ضَعِيفَةٌ] ”اور باقی (تمام) مخالف روایات ضعیف اور معلول ہیں۔“ (حوالہ مذکور) اس کی مزید

وضاحت آئندہ سطور میں آئے گی۔ واللہ التوفیق۔

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

* دوسری رائے: یہ نماز دو رکعت ہے اور عام نوافل کی طرح اس کی ادائیگی ہوگی۔ یہ رائے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی ہے۔ ان کی رائے کے مطابق ہر رکعت میں ایک رکوع اور عام معمول کی قراءت ہوگی۔ یہ موقف مذکورہ اور اس مفہوم کی دیگر صحیح روایات کے برعکس ہے۔ اس موقف کے حاملین کے دلائل درج ذیل ہیں:

① نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورج گرہن لگا تو آپ دو دو رکعتیں پڑھنے لگے اور سورج کے متعلق بھی دریافت فرماتے جاتے تھے حتیٰ کہ وہ صاف ہو گیا۔

وضاحت: مذکورہ روایت سندا ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوقلابہ ہیں جن کا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [هَذَا مُرْسَلٌ، أَبُو قَلَابَةَ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنَ النَّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ، إِنَّمَا رَوَاهُ عَنْ رَجُلٍ عَنِ النَّعْمَانِ] ”یہ حدیث مرسل ہے۔ ابوقلابہ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نہیں سنی۔ انھوں نے یہ روایت کسی آدمی کے واسطے سے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔“ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳/۳۳۳)

یہ روایت سنن نسائی وغیرہ میں بھی آتی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں: [فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا كَمَا حَدَّثَ صَلَاةٌ صَلَّيْتُمُوهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ] ”جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اس قریب ترین فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے (اب سے پہلے) پڑھی ہے (یعنی فجر کی نماز)۔“ (سنن النسائی، الکسوف، حدیث: ۱۳۸۶، و سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۲۶۲) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (صفة صلاة النبي لصلاة الكسوف، ص: ۷۶-۸۶)

② دوسری دلیل ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، فرماتے ہیں: [خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ يَحْرُ رِدَاءَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْمَسْجِدِ، وَثَابَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَصَلَّى بِهِمْ رُكْعَتَيْنِ.....] ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں سورج گرہن لگا تو آپ اپنی چادر مبارک کھینٹے ہوئے نکلے یہاں تک کہ مسجد میں پہنچ گئے۔ لوگ بھی آپ کی طرف امنڈ آئے اور آپ نے

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

سنن نسائی میں مزید یہ اضافہ ہے: [فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلُّونَ] ”تو آپ نے اس طرح دو رکعات ادا فرمائیں جیسے وہ پڑھتے تھے۔“ (سنن النسائي، الکسوف، حدیث: ۱۵۰۳) ان کا کہنا ہے کہ یہاں مطلق نماز کا ذکر ہے۔ اس میں دیگر روایات کی طرح دو رکعوں وغیرہ کا ذکر نہیں۔ جس سے پتا چلا کہ یہ عام دو رکعت نماز کی طرح ہے۔ لیکن یہ استدلال درست نہیں کیونکہ یہ حدیث مجمل ہے۔ باقی کثیر روایات صریح ہیں۔ اصولی طور پر مجمل روایت کو مفصل پر محمول کیا جاتا ہے نہ کہ اسے دیگر احادیث صریحہ کے معارض بنایا جاتا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ اس کی توضیح یوں کرتے ہیں: [فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، يُرِيدُ بِهِ رَكْعَتَيْنِ، فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوعًا] ”یعنی ان کا مقصد دو ایسی رکعتیں ہیں جن میں ہر رکعت میں دو رکوع ہیں۔“ (السنن الكبرى للبيهقي: ۳/۳۳۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ابن حبان اور امام بیہقی نے اسے اس معنی پر محمول کیا ہے کہ جیسے تم نماز کسوف پڑھتے ہو کیونکہ ابوبکرہ رحمہ اللہ نے اپنے اس کلام سے اہل بصرہ سے خطاب کیا ہے۔ جبکہ قبل ازیں ابن عباس رحمہ اللہ انھیں یہ تعلیم دے چکے تھے کہ اس کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں دو رکوع ہوتے ہیں جیسا کہ امام شافعی اور امام ابن ابی شیبہ وغیرہ نے یہ نقل کیا ہے۔ (فتح الباری: ۲/۵۷۷)

شیخ البانی رحمہ اللہ اس کے متبادر اور سیاق کے مطابق درست معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [فَإِنَّ الْمَعْنَى أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا تُصَلُّونَ أَنْتُمْ - أَهْلَ الْبَصْرَةِ - فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ] ”کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے اس طرح دو رکعتیں ادا کیں جیسے تم (اہل بصرہ) سورج اور چاند گرہن میں پڑھتے ہو۔“ (صفة صلاة الكسوف، ص: ۷۳)

غرض بالکل واضح اور صریح روایات کی موجودگی میں مجمل اور غیر صریح روایت کو بنیاد بنانا یقیناً قیاس اور اصول کے خلاف ہے۔ اس طرح سے تفصیلی احادیث کا ترک لازم آتا ہے جس کا سبب کچھ مخصوص خود ساختہ فقہی اصول و ضوابط ہیں۔ مزید یہ کہ اسی حدیث میں ایک ایسا اشارہ بھی ملتا ہے جس سے جمہور کے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ جس گرن کا اس حدیث میں ذکر ہے وہ وہی ہے جو آپ کے بیٹے ابراہیم رحمہ اللہ کی وفات پر لگا۔ حدیث میں ہے: [وَذَلِكَ أَنَّ ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ مَاتَ يُقَالُ لَهُ: إِنِّرَاهِيمُ] ”ابن، کہی، وجہ تھی کہ نبی ﷺ کا بیٹا جسے ابراہیم کہا جاتا تھا وہ فوت ہوا تھا۔“ (صحیح البخاری،

۱۶۔ کتاب الکسوف : کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

الکسوف، حدیث: (۱۰۶۳) اور آپ کے بیٹے کی وفات کے وقت گربہ کی جو نماز ادا کی گئی، اس کی بابت اکثر اوصاح روایات میں صرف دو رکعوں کا ذکر ہے۔ اور اس حدیث میں بھی اسی نماز کا ذکر ہے لیکن یہاں وہ مجمل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ سے متعلق مختلف روایات ہیں۔ کچھ مجمل اور مختصر ہیں جبکہ اکثر مفصل اور صریح۔

③ تیسری دلیل سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو ثعلبہ بن عباد العبدی کے واسطے سے مروی ہے۔ اس میں ہر ایک رکعت میں ایک رکوع کا ذکر ہے اور یہ کہ قراءت بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (سنن أبي داود، الکسوف، حدیث: ۱۱۸۳) اگرچہ بعض نے اس کی سند حسن قرار دی ہے لیکن یہ ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ثعلبہ بن عباد مجہول راوی ہے۔ اس سے صرف اسود بن قیس ہی روایت کرتا ہے۔ علی بن مدینی کے بقول اسود مجہول راویوں سے روایت کرتا ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے بھی ثعلبہ کو مجہول کہا ہے۔ دیکھیے: (میزان الاعتدال: ۱/۳۷۱) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ثعلبہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ (ضعیف سنن أبي داود (مفصل)، حدیث: ۲۱۶، وصفة صلاة النبي لصلاة الکسوف، ص: ۸۷-۹۲، لألبانی، مزید دیکھیے: التلخیص الحبيب: ۱/۹۳، مؤسسة قرطبة)

بالفرض اگر اس روایت کو قابل حجت مان بھی لیا جائے تب بھی فریق مخالف کے لیے قابل استناد نہیں بنتی کیونکہ دیگر احادیث کی روشنی میں اس کی درست توجیہ ممکن ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت سرہ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ ”ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے“ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے بلند آواز سے قراءت نہیں کی بلکہ اپنے سماع کی نفی کی ہے کہ اجتماع اتنا زیادہ تھا اور ہم اتنی دور تھے کہ ہمیں آپ کی آواز سنائی نہ دیتی تھی لہذا اس سے جہری قراءت کی نفی نہیں ہوتی بلکہ غور کیا جائے تو جہری قراءت کا اثبات ہوتا ہے۔ ثانیاً: اس روایت میں جو صرف ایک رکوع اور ایک سجدے کا ذکر ہے وہ اس لیے کہ یہ روایت مختصر ہے۔ مقصد رکوع اور سجدے کی طوالت کا اظہار ہے نہ کہ تعداد کا بیان، حقیقتاً دو رکوع اور دو سجدے تھے جیسا کہ دوسری مشہور روایات میں صراحتاً ذکر ہے۔ ورنہ ایک سجدے کا تو کوئی بھی قائل نہیں۔ واللہ اعلم۔ (مزید دیکھیے: فوائد سنن النسائی، حدیث: ۱۳۸۵) بہر حال اس مفہوم کی دیگر روایات کی بھی یہی توجیہ و تطبیق ہوگی۔

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

کا طریقہ عام نمازوں کا طریقہ نہیں بلکہ اس میں مزید اضافہ بھی ہے۔ اس کی دو رکعات ہیں۔ ہر ایک رکعت میں دو رکوع اور لمبی قراءت ہے۔ دوسری رکعت میں بھی دو رکوع لیکن نسبتاً پہلے رکوعوں سے کم۔ اور یہی حال دوسری رکعت کی قراءت کا ہے۔ واللہ اعلم:

* احادیث میں مذکور نماز کسوف کی دیگر کیفیات: احادیث میں نماز کسوف کی مذکورہ دو کیفیات کے علاوہ کچھ اور کیفیات بھی ملتی ہیں ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں ان پر بحث کر کے رائج پہلو کی نشاندہی کی جائے گی۔

① ہر رکعت میں تین رکوع اور لمبی قراءت۔ یہ روایت صحیح مسلم (الکسوف، حدیث: ۹۰۱) وغیرہ میں ہے۔

مزید دیکھیے: (سنن أبی داود، الکسوف، حدیث: ۱۱۷۷)

② ہر ایک رکعت میں چار چار رکوع اور لمبی قراءت۔ یہ روایت بھی صحیح مسلم (الکسوف، حدیث: ۹۰۸،

۹۰۹) میں ہے۔ سنن ابوداؤد میں بھی آتی ہے۔ دیکھیے کتاب الکسوف، حدیث: ۱۱۸۳۔

③ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جو حدیث مروی ہے اس میں ہر رکعت میں پانچ پانچ رکوعوں کا ذکر ہے۔ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ابو جعفر سیب الحفظ ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ”منکر خبر“ قرار دیا ہے نیز اس کی سند میں موجود ابو جعفر کو ”دلیل“ کہا ہے۔ (المستدرک

للحاکم مع التلخیص: ۲۸۱/۱، وسبل السلام بتعلیق الألبانی: ۲۳۳/۳)

④ یہ بھی ہے کہ پہلے دو رکعتیں پڑھی جائیں پھر سلام پھیر لیا جائے پھر اور دو رکعتیں پڑھی جائیں یہاں تک کہ سورج صاف ہو جائے۔ (مرعاة المفاتیح: ۳۷۲/۲، حدیث: ۱۲۹۹)

* مسئلے کا حل: نماز کسوف کے مذکورہ طریقے جو احادیث میں مذکور ہیں ان کی بابت پہلی رائے جمع و تلیق کی ہے یعنی تعدد روایات کو تعدد واقعہ پر محمول کیا جائے۔ خصوصاً تین تین اور چار چار رکوع والی روایات جو کہ مسلم وغیرہ میں ہیں۔ ان کے پیش نظر یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف متعدد بار پڑھی ہو۔ کبھی دو کبھی تین کبھی چار اور کبھی پانچ رکوعوں کے ساتھ لہذا حاملین موقف ہذا کے نزدیک تعدد کسوف کی وجہ سے یہ سب طریقے جائز ہیں۔

۱۶۔ کتاب النکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

بن اسحاق ضعیفی، امام خطابی، ابن جریر اور ابن منذر رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ امام نووی نے اسی موقف کو قوی قرار دیا ہے۔ (زاد المعاد: ۱/۳۵۵؛ وفتح الباری: ۲/۵۳۲؛ وشرح صحیح مسلم للنووی، حدیث: ۹۰۱؛ وسبل السلام: ۲/۲۳۳) ابن رشد نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے۔ (بدایۃ المجتہد: ۱/۳۸۳) امام ابن حزم نے بھی اسی کا اثبات کیا ہے۔ (محلّی ابن حزم: ۵/۹۵-۱۰۵؛ ومرعات المفاتیح: ۲/۳۷۲)

* دوسری رائے: جمہور اہل علم کی رائے ترجیح کی ہے کیونکہ بیشتر اور اصح روایات میں نماز کسوف کی ہر ایک رکعت میں دو رکوعوں کا ذکر ہے۔ گویا دو رکعات کل چار رکوعوں کے ساتھ ادا کی جائیں گی کیونکہ اس مفہوم کی روایات متفق علیہ ہیں۔ اور جن روایات میں تین اور چار رکوعوں کا ذکر ہے، ان میں بعض رواد کو وہم لاحق ہوا ہے، لہذا زیادہ محفوظ دو رکوعوں والی روایات ہی ہیں۔ اور پانچ اور ایک رکوع والی روایات ضعیف ہیں، لہذا نماز کسوف کی ان مختلف کیفیات کو تعدد واقعہ پر محمول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس مسئلے کی بابت منقول اکثر اور اصح روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے یہ نماز اپنے تحت جگر ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے موقع پر ادا فرمائی تھی اور اسی دن سورج کو گرہن لگا تھا۔ جب یہ تمام روایات ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں تو تعدد کسوف کا وقوع کیسے؟

امام ابن عبدالبر جمہور کے موقف کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں: [وَأَصَحُّ شَيْئٌ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَغَائِشَةُ أَرْبَعٍ رُكْعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ] "اس مسئلے میں صحیح ترین حدیث ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی ہے جس میں چار رکوعوں اور چار سجدوں کا ذکر ہے۔" یعنی ہر رکعت میں دو رکوعوں والی احادیث۔ (التمہید: ۳/۳۱۲) ابن عبدالبر رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ دیگر مخالف روایات معلول اور ضعیف ہیں۔ (شرح صحیح مسلم للنووی، شرح حدیث: ۹۰۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تین تین اور چار چار رکوعوں والی روایات کے متعلق لکھتے ہیں: [فَإِنْ هَذَا ضَعُفَهُ حَذَاقُ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَالُوا: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ الْكُسُوفَ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً يَوْمَ مَاتَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَفِي نَفْسِ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ الَّتِي فِيهَا الصَّلَاةُ بِثَلَاثِ رُكُوعَاتٍ وَ أَرْبَعِ رُكُوعَاتٍ أَنَّهُ إِنَّمَا صَلَّى ذَلِكَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمَ، وَمَعْلُومٌ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ لَمْ

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز کسوف صرف ایک دفعہ پڑھی ہے اور یہ وہ دن تھا جب آپ کا تخت جگر ابراہیم فوت ہوا۔ اور نفس انھی احادیث میں جن میں تین اور چار رکوعوں کا ذکر ہے یہ بات بھی موجود ہے کہ آپ نے یہ نماز اس دن پڑھی تھی جس دن آپ کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا۔ اور یہ معلوم ہے کہ ابراہیم کو دو دفعہ موت نہیں آئی اور نہ آپ کے دو ابراہیم تھے (کہ جس سے تعدد کسوف کا استدلال ممکن ہو)۔ (مجموع الفتاویٰ: ۱۸/۱۹۱۸)

مزید فرماتے ہیں کہ دو رکوعوں والی احادیث تو اثر سے ثابت ہیں۔ ان کے بقول امام شافعی وغیرہ نے تین اور چار رکوعوں والی روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا صحیح قول بھی یہی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ مختلف کیفیات والی روایات کے قائل تھے لیکن جب ان کا ضعف واضح ہو گیا تو سابقہ موقف سے رجوع فرمایا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مجموع الفتاویٰ: ۱۸/۱۸)

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَلَكِنْ كِبَارُ الْأَيْمَةِ لَا يُصَحِّحُونَ ذَلِكَ، كَمَا لِمَامِ أَحْمَدَ، وَالْبُخَارِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ وَيَرَوْنَهُ غَلَطًا] ”امام احمد، امام بخاری اور امام شافعی رحمہم جیسے کبار ائمہ ان روایات کی جن میں ہر دو رکعت میں دو سے زیادہ رکوع کرنے کا ذکر ہے تصحیح نہیں کرتے اور اسے (بعض راویوں کی) غلطی قرار دیتے ہیں۔“ (زاد المعاد: ۱/۳۵۳) مزید دیکھیے: (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳/۳۲۷، ۳۲۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دو سے زائد رکوعوں کی روایات بھی دوسرے طرق سے منقول ہیں۔ مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک طریق میں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرے طریق میں منقول ہے کہ ہر رکعت میں تین رکوع ہیں۔ مسلم ہی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طریق میں ہر رکعت میں چار رکوعوں کا ذکر ہے۔ ابو داؤد میں ابی بن کعب اور مسند بزار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہر رکعت میں پانچ رکوعوں کا ذکر ہے لیکن ان میں سے کوئی سند بھی علت سے خالی نہیں۔ امام بیہقی اور ابن عبدالبر نے اس کی توضیح فرمائی ہے۔ ابن قیم نے امام شافعی، امام احمد اور امام بخاری رحمہم سے نقل کیا ہے کہ یہ ائمہ ہر رکعت میں دو رکوعوں والی روایات پر اضافے کو بعض راویوں کی غلطی تصور کرتے تھے کیونکہ اکثر طرق حدیث کو ایک دوسرے کی طرف لوٹانا ممکن ہے۔ اور یہ سب طرق اس بات پر مجتمع ہو

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

سکتے ہیں کہ یہ واقعہ اس دن پیش آیا جب آپ کے بیٹے ابراہیم کی وفات ہوئی لہذا جب قصہ ایک ہے تو رائج بات کو اختیار کرنا ضروری ہے۔“ (فتح الباری: ۵۳۲/۲ شرح حدیث: ۱۰۴۳)

صاحب سبل السلام علامہ صنعانی فرماتے ہیں: [وَلَكِنَّ التَّحْقِيقَ أَنَّ كُلَّ الرِّوَايَاتِ حِكَايَةٌ عَنْ وَاقِعَةٍ وَاحِدَةٍ، هِيَ صَلَاتُهُ ﷺ يَوْمَ وَفَاتِ إِبْرَاهِيمَ] ”لیکن تحقیق یہ ہے کہ تمام روایات ایک ہی واقعے کی حکایت کرتی ہے اور وہ نبی ﷺ کا ابراہیم کے یوم وفات کے موقع پر نماز کسوف پڑھنا ہے۔“ (سبل السلام بتعلیق الألبانی: ۲۳۵/۲)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: [وَإِذَا تَقَرَّرَ لَكَ أَنَّ مَخْرَجَ هَذِهِ الْأَحَادِيثِ مُتَّفَقٌ وَأَنَّ الْقِصَّةَ وَاحِدَةً عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ هَاهُنَا أَنْ يُقَالَ كَمَا قِيلَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ أَنَّهُ يَأْخُذُ بِأَيِّ الصَّفَاتِ شَاءَ، بَلِ الَّذِي يَنْبَغِي هَاهُنَا أَنْ يَأْخُذَ بِأَصَحِّ مَا وَرَدَ، وَهُوَ رَكُوعَانِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ لِمَا فِي الْجَمْعِ بَيْنَ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ مِنَ التَّكْلِيفِ الْبَالِغِ] ”جب آپ کے لیے یہ ثابت ہو چکا کہ ان احادیث کا مخرج متفق ہے اور قصہ بھی ایک ہے تو آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں وہ بات کہنا درست نہیں جو نماز خوف کے متعلق کہی گئی ہے کہ نماز خوف کی مختلف کیفیات میں سے جسے بھی چاہے اختیار کر لے۔ بلکہ یہاں جو لائق عمل چیز ہے وہ یہ ہے کہ جو صحیح ترین حدیث وارد ہے اسے اختیار کیا جائے اور وہ ہر رکعت میں دو رکوعوں والی حدیث ہے کیونکہ اس قسم کی روایات کے مابین جمع و تطبیق بے حد تکلف ہے۔“ (السیل الجرار: ۱/۶۲۸، بتحقیق محمد صبحی)

انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں اس موقف کو ترجیح دی ہے۔ (مرعاة المفاتیح: ۳۷۲/۲)

شیخ احمد شاکر مصری رحمہ اللہ کی بھی یہی تحقیق ہے۔ یہاں ان کا کچھ کلام نقل کرنا موزوں معلوم ہوتا ہے وہ محلی ابن حزم کے حاشیے میں لکھتے ہیں: میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ ماہرین فلکیات میں سے کوئی ہمارے سامنے دقیق حساب و کتاب سے ان کسوفات کو پیش کرے جو رسول اللہ ﷺ کی مدینے میں مدت قیام کے دوران میں پیش آئے اور مدینے میں ان کی رویت بھی ممکن ہو۔ میں نے بعض حضرات سے اس کا بار بار مطالبہ بھی کیا لیکن اس میں میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ ہاں مجھے مرحوم محمود باشا فلکی کا ایک چھوٹا سا رسالہ ملا جس کا نام ”نتائج الأحكام في تقويم العرب قبل الإسلام“ تھا۔ انھوں نے یہ

۱۶۔ کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام ومسائل

فرانسیسی زبان میں تالیف کیا تھا۔ علامہ احمد ذکی پاشا نے اس کا عربی میں ترجمہ کر دیا جو ۱۳۰۵ھ میں بولاق کے تحت طبع ہوا۔ انھوں نے اس میں اس سورج گرہن کا بڑی باریک بینی سے حساب لگایا جو ۱۰ ہجری میں پیش آیا۔ یہ وہی دن ہے جس میں آپ کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام وفات پائے تھے۔

اس سے واضح ہوا کہ مدینہ منورہ میں بروز سوموار ۲۹ شوال ۱۰ ہجری بمطابق ۲۷ جنوری ۶۳۲ م کو صبح ساڑھے آٹھ بجے سورج کو گرہن لگا..... شاید اس بحث و تحقیق سے کسی ماہر فلکیات کو اس بات کی رہنمائی ملے کہ ابتدائی دس سالوں میں یعنی ۱ ہجری سے لے کر آپ کی وفات تک کتنی دفعہ مدینے میں کسوف پیش آیا.....

جب حساب و کتاب سے اس مدت کے دوران میں واقع ہونے والے کسوفات کی گنتی معلوم ہو جائے گی تو دونوں مسلکوں میں سے کسی ایک مسلک کی صحت کی تحقیق بھی ممکن ہوگی کہ روایات کو تعدد واقعات پر محمول کیا جائے یا اس روایت کو ترجیح دی جائے جس میں ہر رکعت میں دو رکعوں کا ذکر ہے۔ جبکہ میرا اس طرف شدید رجحان ہے کہ نماز کسوف صرف ایک دفعہ پڑھی گئی ہے۔ محمود پاشا فلکی کے رسالے سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینے میں بروز بدھ ۱۴ جمادی ثانیہ ۴ ہجری بمطابق ۲۰ نومبر ۶۲۵ م کو چاند گرہن بھی لگا ہے لیکن کوئی ایسی دلیل منقول نہیں جس سے یہ پتا چلتا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو چاند گرہن کی نماز کے لیے جمع کیا تھا۔

اس کی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جو احادیث نماز کسوف کے بارے میں منقول ہیں ان کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نماز پہلی دفعہ ہی پڑھی گئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ اس موقع پر آپ ﷺ کیا کریں گے۔ ان کا گمان یہ تھا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام کی وفات کی وجہ سے ہوا۔ ابراہیم اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دورانیہ تقریباً ساڑھے چار ماہ کا دورانیہ ہے۔ اگر اس کے بعد بھی کسوف کا واقعہ پیش آیا ہوتا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ نماز پڑھی ہوتی تو بالکل واضح طور پر یہ واقعہ اور خبر نقل ہوتی کیونکہ نقل و روایت کے اسباب بھی بکثرت تھے جیسا کہ انھوں نے اس سے قبل اس واقعہ کو کثیر اسانید سے نقل فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (محلّی ابن حزم: ۵/۱۰۳، ۵/۱۰۵، طبعہ دار الحیئل) صاحب مرعاة المفاتیح نے بھی اس موقف کو ترجیح دی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (مرعاة المفاتیح: ۳/۳۷۲)

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

محدث العصر علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تحقیق کا خلاصہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [وَحُلَاصَةُ الْقَوْلِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ أَنَّ الصَّحِيحَ الثَّابِتَ فِيهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا هُوَ رُكُوعَانِ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ جَاءَ ذَلِكَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فِي أَصَحِّ الْكُتُبِ وَالطَّرِيقِ وَالرَّوَايَاتِ، وَمَا سِوَى ذَلِكَ إِمَّا ضَعِيفٌ أَوْ شَاذٌ لَا يُحْتَجُّ بِهِ.....] ”نماز کسوف کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق صحیح اور ثابت صرف ہر رکعت میں دو رکوع ہیں۔ یہی اصح الکتاب یعنی صحیح بخاری اور صحیح ترین طرق و روایات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ اس کے سوا جو کچھ منقول ہے وہ یا تو ضعیف ہے یا شاذ اور ناقابل حجت۔“ (ارواء الغلیل ۱۳۲/۳) نیز اپنی کتاب صفة صلاة النبي لصلاة الكسوف، ص: ۱۰۴ میں لکھتے ہیں: [قُلْتُ وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهُ الْمُحَقِّقُونَ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَالْمُحَدِّثِينَ قَدِيمًا وَحَدِيثًا.....] ”(کسوف کی نماز کا واقعہ ایک ہی ہے) میں کہتا ہوں اسی موقف کو متقدمین اور دور حاضر کے فقہاء و محدثین نے اختیار کیا ہے.....“

* خلاصہ بحث: اس موضوع سے متعلق حسب امکان تمام روایات کا جائزہ لینے سے یہی ظاہر ہوا کہ نماز کسوف کا واقعہ ایک ہی دفعہ پیش آیا ہے۔ جس کی تفصیل مریہ العصر شیخ رحمۃ اللہ علیہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صفة صلاة النبي لصلاة الكسوف میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے جس میں انھوں نے اس موضوع سے متعلق تمام روایات جمع کر کے ان پر ناقدانہ بحث کی ہے۔ یہ متعدد روایات ۲۱ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں:

- ① ابوبکرہ - ② ابوسعود انصاری - ③ ابوموسیٰ اشعری - ④ ابو ہریرہ - ⑤ ابی بن کعب - ⑥ اسماء بنت ابی بکر - ⑦ ام سفیان - ⑧ بلال - ⑨ جابر بن عبد اللہ - ⑩ حذیفہ بن یمان - ⑪ سمیرہ بن جندب - ⑫ عائشہ - ⑬ عبد اللہ بن عباس - ⑭ عبد اللہ بن عمر - ⑮ عبد اللہ بن عمرو - ⑯ عبد اللہ بن مسعود - ⑰ عبد الرحمن بن سمیرہ - ⑱ علی بن ابی طالب - ⑲ محمود بن لبید - ⑳ مغیرہ بن شعبہ - ㉑ نعمان بن بشیر..... رضی اللہ عنہم

* اشکال: اگر تاریخی طور پر عہد نبوی میں متعدد بار کسوف کا اثبات ہوتا جیسا کہ بقول محمود پاشا لکھی مدینہ میں بروز بدھ ۱۲ جمادی ثانیہ ۴ ہجری بمطابق ۲۰ نومبر ۶۲۵ء کو بھی چاند بے نور ہوا اور بروز سوموار

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

۲۹ شوال سن ۴ ہجری ۲۷ جنوری ۶۳۲ م کو بھی، اور سید سلیمان منصور پوری کی تحقیق کے پیش نظر عہد نبوت، یعنی عرصہ ۲۳ سال میں ۱۹ مرتبہ کسوف کا واقعہ پیش آیا (رحمة للعالمین: ۹۷/۲) تو کیا یہ تطبیق دینا مناسب نہیں کہ تعدد کسوف کی وجہ سے نماز کسوف پڑھنے کا واقعہ بھی بار بار پیش آیا ہو؟ تاکہ تمام روایات معمول بہ رہیں، یقیناً بہ نسبت ترجیح و تقدیم کے تمام روایات کو عمل میں لانا ہی اولیٰ ہے۔ بلکہ حتی الامکان تطبیق ہی کی کوشش کی جانی چاہیے جیسا کہ اصول کی کتابوں میں مذکور ہے۔

تحقیق کی رو سے عہد نبوی میں تعدد کسوف کا وقوع تو ثابت ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آیا ان تمام مواقع پر آپ کا نماز پڑھنا بھی ثابت ہے؟ کیا کوئی مستند دلیل منقول ہے؟ کیونکہ ناممکن ہے کہ متعدد دفعہ آپ ﷺ نے کسوف کے موقع پر نماز پڑھی ہو، اور ایک جم غفیر نے آپ کی اقتدا کی ہو، پھر کسی روایت میں اس کا ذکر تک نہ ملے۔ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی ہر نقل و حرکت کا دقت سے جائزہ لیتے تھے۔ مدینے میں ۲۸ یا ۲۹ شوال سن ۱۰ ہجری میں کسوف کے موقع پر انھوں نے اس سے متعلقہ ہر چھوٹی بڑی بات نقل کی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ ماہرین فلکیات کی تحقیقات کے مطابق متعدد بار کسوف کا واقعہ پیش آیا لیکن کیا مکہ اور مدینہ میں دیکھا بھی گیا؟ یا بالفرض آپ ﷺ کے دیکھنے کی تصریح ہو بھی تو کیا اس کے بعد آپ ﷺ نے نماز کا اہتمام کیا؟ اگر اس کا ثبوت مہیا ہوتا ہے تو یقیناً متعدد روکوعات والی مختلف روایات کو تعدد واقعہ پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ایسا ثبوت مشکل ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے ۲۳ سالہ عرصے میں کسوف کے وقوع کی گنتی، تاریخ، مہینے اور سال تک کا تو تعین کیا ہے لیکن نہ تو ان کے اوقات کا ذکر فرمایا ہے اور نہ ان جگہوں اور علاقوں کو بیان کیا جہاں یہ واقعات ہوئے ہیں تاکہ مدینہ منورہ میں جو سورج گرہن ملاحظہ کیا گیا اس سورج گرہن سے میسر ہو جاتا جو وہاں ملاحظہ نہیں کیا گیا۔ بہر حال حساب و کتاب سے کسوف کا پتا تو لگایا جاسکتا ہے لیکن اس سے آپ کی رویت اور پھر نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کا اثبات نہیں ہو سکتا۔ غرض تعدد کسوف سے آپ کا متعدد بار نماز پڑھنا لازم نہیں آتا۔ مزید تسلی کے لیے کسوف کا جدول ملاحظہ فرمالیا جائے۔ (رحمة للعالمین: ۹۷/۲) اس موضوع سے متعلقہ بعض روایات کے سیاق سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

آپ کیا حکم فرماتے ہیں یا کیا عمل بجالاتے ہیں جیسا کہ عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے واضح ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ۹۱۳)

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق دیگر احکام و مسائل

* ذکر اذکار، توبہ و استغفار، صدقہ اور غلام آزاد کرنے کا اہتمام کرنا، سورج یا چاند گرہن کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بطور خاص توبہ و استغفار، ذکر صدقہ خیرات اور غلام آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ] ”جب تم یہ کچھ دیکھو تو فوراً اللہ کے ذکر، دعا اور اس کی بخشش طلب کے لیے جلدی کرو۔“ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۵۹)

اگر نماز کسوف پڑھ لینے کے بعد بھی گرہن بدستور لگا رہے یا ابھی باقی ہو تو دعا، ذکر اذکار اور توبہ و استغفار میں مصروف رہنا چاہیے۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [وَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتَّى يَنْكَشِفَ مَا بَيْنَكُمْ] ”جب دونوں میں سے کسی ایک کا وقوع ہو جائے تو نماز پڑھو اور اس وقت تک دعائیں کرتے رہو جب تک کہ تم سے یہ کیفیت ختم نہ ہو جائے۔“ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۶۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا: [فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْكُرُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوا، وَصَلُّوا وَاصْطَفُوا] ”جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اس کی کبریائی بیان کرو نماز پڑھو اور صدقہ و خیرات کرو۔“ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۴۳) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: [لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ] (صحیح البخاری، الکسوف، باب من أحب العتاقة في كسوف الشمس، حدیث: ۱۰۵۴) و العتق، باب ما يستحب من العتاقة في الكسوف، حدیث: ۲۵۱۹) اسی مؤخر الذکر عنوان کے تحت یہ الفاظ بھی ہیں: [كُنَّا نُبْزُ مَرُّ عِنْدَ الْخُسُوفِ بِالْعَتَاقَةِ] ”خسوف و کسوف کے موقع پر ہمیں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔“

۱۶۔ کتاب الکسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

اور دعا وغیرہ کا خاص اہتمام ہونا چاہیے۔

* نماز کسوف و خسوف کے لیے اذان و اقامت: نماز کسوف کے لیے اذان و اقامت مشروع نہیں بلکہ صرف اجتماع کا اعلان کیا جائے۔ عہد رسالت میں ایسے مواقع پر الصَّلَاةَ جَامِعَةً کے الفاظ استعمال ہوتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۶۶) و صحیح مسلم، الکسوف، حدیث: (۳)۔ (۹۰۱) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ بایں الفاظ عنوان تحریر فرماتے ہیں: باب النداء بِـ"الصَّلَاةَ جَامِعَةً" فِي الْكُسُوفِ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۴۵، رقم الترجمة: ۳)

* نماز کسوف میں قراءت کا بیان: دن ہو یا رات سورج یا چاند گرہن کی نماز میں بصورت جماعت جبری قراءت ہی سنت ہے۔ اس کی دلیل حدیث عائشہ و اسماء ہے..... رحمہما..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: [جَهَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ] ”نبی اکرم ﷺ نے نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت فرمائی۔“ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۶۵)

اسماعیلی اور مسند احمد کی روایت میں مزید تصریح ہے۔ اس میں سورج گرہن کا ذکر ہے اور یہ کہ قراءت بھی اونچی آواز سے کی گئی۔ (مسند أحمد: ۷/۶، والموسوعة الحديثية، مسند الإمام أحمد: ۲۲/۳۱ وفتح الباری: ۵۳۹/۲) حدیث عائشہ میں [صَلَاةِ الْكُسُوفِ] سے مراد سورج گرہن کی نماز ہی ہے۔ اس کی مزید وضاحت از ادعیٰ رحمہ اللہ کے طریق سے منقول روایت سے بھی ہوتی ہے۔ اس میں [إِنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ] کے الفاظ آتے ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۶۶ و صحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ۹۰۱)

ائمہ میں سے یہی موقف امام ابو یوسف، محمد، امام احمد، اسحاق، ابن خزیمہ، ابن منذر اور ابن العربی رحمہم کا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۵۵۰/۲) امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی رجحان ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام مالک کا بھی یہی موقف ذکر کیا ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۵۶۰-۵۶۳) بتا بریں احادیث و آثار کی روشنی میں یہی موقف رائج ہے۔ دن یا رات کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس سے عدم جہر کے قائلین استدلال کرتے ہیں۔ اس میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی صراحت ہے کہ ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ [لَا نَسْمَعُ لَكَ صَوْتًا] (سنن أبی داود، الکسوف، حدیث: ۱۱۸۳، و جامع الترمذی، الصلاة، حدیث: ۵۶۲)

یہ استدلال چند وجوہ سے کمزور ہے۔ اولاً: یہ روایت ثعلبہ بن عباد کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ یہ مجہول ہے۔ دیکھیے: (میزان الاعتدال: ۳۷۱/۱)

ثانیاً: اس میں نفی ہے جبکہ حضرت عائشہ و اسماء رضی اللہ عنہما کی احادیث میں اثبات ہے، یعنی جہری قراءت کا ثبوت ہے۔ اصولی طور پر اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔

ثالثاً: ممکن ہے سمرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہوں جس وجہ سے آپ کی قراءت نہ سن سکے، گویا اس میں اپنے سماع کی نفی کی گئی ہے نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہر کی۔

رابعاً: جہری قراءت کا ذکر صحیحین میں ملتا ہے جبکہ نفی والی روایت دیگر کتب میں ہے اس لیے تعارض کے وقت صحیحین کی روایت کو تقدیم و ترجیح حاصل ہوگی۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباری: ۵۵۰/۲، و نیل الأوطار: ۳/۳۷۷، و السیال الجرار: ۱/۲۵۰ مطبوعہ دار ابن کثیر، و فتاویٰ الدین الخالص: ۶۰/۵۳۹)

⑦ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تعلقاً روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: سورج گرہن کی نماز میں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حرف بھی نہ سنا۔ (کتاب الام للشافعی: ۷۵/۲، طبعہ دار احیاء التراث العربی، و مسند احمد: ۲۹۳/۲، و التلخیص الحبیبر: ۱۹۲/۲) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اثر فتح الباری میں بھی نقل کیا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں: ”امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تین طرق سے موصول ذکر کیا ہے ان طرق کی سندیں سخت ضعیف ہیں۔ بالفرض اگر انھیں صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی جہر کا اثبات کرنے والا ایک زائد چیز بیان کر رہا ہے لہذا اسے اختیار کرنا اولیٰ ہے۔ اور اگر تعدد واقعہ ثابت ہو جائے تو اس صورت میں سری اور مخفی قراءت کرنا بیان جواز کے لیے ہو گی۔“ (فتح الباری: ۵۵۰/۲)

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

(صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۵۲) سے بھی سورج گرہن کے موقع پر مخفی قراءت کا استدلال کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قراءت سنی ہوتی تو انھیں مذکورہ اندازے کی ضرورت نہ تھی۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے پوشیدہ قراءت کی تھی۔ ملاحظہ فرمائیے: (کتاب الأم: ۷/۲، و السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۳۵/۳) لیکن امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ بھیڑ اور رش کی وجہ سے وہ آپ سے دور ہوں گے جس سے انھیں اس اندازے کی ضرورت پڑی۔ نیز یہ توجیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول روایت کہ میں سورج گرہن کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑا تھا، کے خلاف نہیں کیونکہ وہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ وضاحت اوپر نظر چکی ہے۔ بالفرض اگر اسے صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے قریب ہی کھڑے تھے پھر بھی اس کا احتمال ہے کہ جو تلاوت آپ ﷺ نے فرمائی، وہ اسے بیچنہ یاد نہ رکھ سکے ہوں اور اس کی مقدار کو یاد رکھ لیا ہو اس وجہ سے انھیں اندازے اور تخمینے کی ضرورت پیش آئی اور انھوں نے سورۃ بقرہ کی قراءت کا اندازہ لگایا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباری: ۵۵۰/۲)

امام ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک جبری قراءت زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ نماز باجماعت ادا ہوتی ہے اس کے لیے منادی کی جاتی ہے اور خطبہ دیا جاتا ہے، لہذا یہ نماز عید اور نماز استسقا کے مشابہ ہے۔ (فتح الباری: ۵۵۰/۲)

الحاصل: نماز کسوف و خسوف دونوں میں جبری قراءت کرنا ہی مسنون ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے مذکورۃ الصدر سمرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی احادیث سے مخفی قراءت کا استدلال کیا ہے اور اسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مستدل قرار دیا ہے۔ (شرح معانی الآثار: ۳۳۳/۱) لیکن مذکورہ بحث و تحقیق کی روشنی میں ان سے استدلال محل نظر ہے۔ واللہ اعلم۔

* سورج اور چاند گرہن کے موقع پر خطبہ: رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب بھی کوئی حادثہ یا اہم واقعہ رونما ہوتا تو آپ موقع کی مناسبت سے خطبہ ارشاد فرماتے۔ اسی طرح جب سورج گرہن لگتا تو آپ نے نماز کے بعد موقع کی مناسبت سے نہایت اہم خطبہ دیا۔ اس میں ترغیب و ترہیب کا پہلو

۱۶۔ کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ واللہ اعلم۔ امام شافعی، امام اسحاق اور اکثر اصحاب الحدیث اسے مستحب کہتے ہیں۔ (فتح الباری: ۵۳۳/۲)

بعض اہل علم اس کی سنیت کے قائل نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ نے جو خطبہ دیا تھا یہ اس وقت کے حالات کا تقاضا تھا کیونکہ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ سورج اور چاند کسی عظیم انسان کی پیدائش یا وفات پر بے نور ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے خطبہ میں اس اعتقاد باطل کی نفی فرمادی اور بس۔ لیکن یہ توجیہ محل نظر ہے۔

اولاً: اس لیے کہ یہاں صرف اسی بات کا ذکر یا اس کی تردید مقصود نہیں تھی بلکہ کچھ اور امور بھی مذکور ہیں جن کا ذکر واقعی اس موقع کی مناسبت سے پرتا شیر تھا۔

ثانیاً: اتباع کا تقاضا یہی ہے کہ جب نبی ﷺ نے خطبہ دیا ہے تو بعد والے بھی خطبہ دیں۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ”تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ (کی ذات گرامی) میں اچھا نمونہ ہے“ کا بھی یہی تقاضا ہے، الا کہ تخصیص کی کوئی واضح دلیل یا قرینہ ہو۔

ثالثاً: لوگ دین سے دور ہیں۔ خصوصاً آج کل بدعتیہ کی اس قدر عام ہے کہ کثیر دینی اور دعوتی سرگرمیوں کے باوجود لوگ عموماً دینی تعلیمات سے یکسر عاری ہیں۔ وعظ و نصیحت، فکر آخرت اور اصلاح احوال کے یہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت کہیں زیادہ مستحق اور ضرورت مند ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباری: ۵۳۳/۲) رسول اللہ ﷺ کے خطبے کا لب لباب بھی یہی تھا۔ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اس کی مشروعیت کی بابت حضرت عائشہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہما کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کی احادیث میں اس موقع پر خطبے کی صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الکسوف، باب الصدقة في الكسوف، حدیث: ۹۰۳۳ و الوضوء، باب من لم يتوضأ إلا من الغشي المثلث، حدیث: ۱۸۴)

ملحوظہ: بڑی تعجب خیز بات ہے کہ احناف میں سے صاحب ہدایہ نماز کسوف کے بعد خطبے کی مشروعیت

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

حالانکہ اس بارے میں کئی احادیث منقول ہیں۔ یہ سب کچھ احادیث سے عدم شغف کی وجہ سے ہے۔

ملاحظہ فرمائیے: (الہدایۃ، ص: ۱۳۳، درسی نسخہ، وفتح الباری: ۵۳۲/۲)

* خطبے کے اہم نکات: ① سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیاں ہیں، کسی کی موت و حیات کا ان کے بے نور ہونے میں قطعاً کوئی دخل نہیں۔

② ان کا بے نور ہونا بندوں کے لیے باعث عبرت و نصیحت ہے۔ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بندوں کو ڈراتا ہے۔ گویا جب اتنی بڑی مخلوقات اس کے قبضہ قدرت اور تصرف میں ہیں تو انسان کی کیا حیثیت؟

③ نبی ﷺ نے اس موقع پر بطور خاص عذاب قبر سے ڈرایا فرمایا: ”مجھے جی کی گئی ہے کہ تمہیں قبروں میں آزمایا جاتا ہے۔“ یعنی تمہارا امتحان ہوتا ہے، پھر آپ ﷺ نے قبر میں سوال و جواب کا ذکر فرمایا۔

④ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ذکر اذکار، تکبیر و تہلیل، توبہ و استغفار، صدقہ و خیرات اور غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔

⑤ لوگوں کو متنبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں وہ کسی صورت بھی برداشت نہیں کرتا کہ اس کا بندہ یا بندی بدکاری کا ارتکاب کریں۔

⑥ مزید فرمایا: ”جس حقیقت سے میں آگاہ ہوں اگر تمہیں بھی اس کا یقین ہو جائے تو تم کم ہنسو اور زیادہ روو۔“ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (مختصر صحیح البخاری للالبانی، حدیث: ۵۲۶ و ۱۱۲)

خطبہ نبوی کا مذکورہ خلاصہ واضح ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے شمس و قمر کے متعلق مزعومہ عقیدے ہی کی تردید نہیں فرمائی بلکہ موقع و محل کے مطابق اور بھی عمدہ نصیحتیں اور تنبیہات فرمائیں اور چند مشاہدات کا تذکرہ بھی کیا۔ غرض اصلاح احوال اور فکر آخرت کے لیے ان کی افادیت سے کوئی مفرت نہیں۔ ان تنبیہات کی ضرورت تھی، فی الحال ہے اور رہے گی۔

* عورتوں کی نماز کسوف میں شرکت: نماز کسوف میں عورتیں بھی شریک ہو سکتی ہیں بشرطیکہ مناسب انتظام ہو اور کسی قسم کا اختلاط نہ ہو جیسا کہ حضرت عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما دیگر خواتین کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں تھیں۔ (صحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ۹۰۳) امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کی

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

في الكسوف ”نماز کسوف میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی نماز کی مشروعیت۔“ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۵۳) تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباری: ۲/۵۴۳)

چونکہ یہ موقع اجتماعیت کا ہوتا ہے اس میں اجتماعیت مستحب ہے اس لیے اس اجتماع عام میں عورتوں کی شرکت بھی مطلوب و مندوب ہے تاکہ ہر کس و ناقص اللہ کی بارگاہ میں تائب ہو گناہوں کی بخشش مانگے، صدقہ و خیرات کرے اور باجماعت لمبی نماز کسوف ادا کر کے اللہ رب العزب کو خوش کرنے کی کوشش کرے تاکہ یہ پریشان کن کیفیت زائل ہو جائے۔

* نماز کسوف کی مسجد میں ادائیگی: سورج یا چاند گرہن کی نماز اجتماعی طور پر مسجد میں مسنون ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہی عمل تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ فرماتی ہیں: [فَخَرَجْتُ فِي نِسْوَةٍ بَيْنَ ظَهْرِي الْحَجَرِ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مُصَلَّاهُ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ] ”تو میں کچھ عورتوں کے ساتھ حجرود کے درمیان سے ہوتی ہوئی مسجد کی طرف نکلی۔ (اس دوران) رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے اتر کر سیدھے اس طرف گئے جہاں آپ عام طور پر نماز پڑھایا کرتے تھے۔“ (صحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ۹۰۳) غرض مسجد ہی میں نماز کسوف سنت ہے۔ مزید دیکھیے: (شرح صحیح مسلم للنووي ۲/۲۹۲ وفتح الباری: ۲/۵۴۳) واللہ اعلم۔

* اوقات مکروہہ میں ادائیگی؟: نماز کسوف ممنوعہ اوقات میں (سورج چڑھتے یا عین زوال کے وقت یا غروب ہوتے ہوئے) پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اس سے قبل یہ سمجھنا ضروری ہے کہ احادیث میں ان اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف اسی دن کی نماز عصر ادا کی جاسکتی ہے کہ اگر کوئی بھول گیا ہے اور اس وقت یاد آیا جب سورج غروب ہو رہا تھا تو وہ اس وقت اسے ادا کر سکتا ہے باقی کوئی نماز ان اوقات میں جائز نہیں۔ امام مالک اور شافعی رحمہ اللہ اس حد تک متفق ہیں کہ فوت شدہ کوئی بھی فرض نماز ممنوعہ اوقات میں ادا کی جاسکتی ہے۔ مزید یہ کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ان اوقات مکروہہ میں مطلقاً نماز پڑھنی جائز نہیں، سبھی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ (بداية المجتهد:

۱۶۔ کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

ہو جیسے تحیۃ المسجد کہ اگر مسجد میں پہنچ کر بیٹھنا ہو تو تب ان کی ادائیگی مطلوب ہے، سجدہ تلاوت کہ یہ تلاوت سے معلق ہے، نیز فجر کی سنتیں کہ جب کسی وجہ سے فرض نماز سے قبل ادا نہ کی جاسکیں تو بعد میں پڑھی جاسکتی ہیں بلکہ آپ ﷺ نے خود بھی ایک دفعہ ظہر کی دو رکعتیں جو مصروفیت کی وجہ سے رہ گئی تھیں، عصر کے بعد ادا فرمائیں۔ اسی طرح فجر اور عصر کے بعد نماز جنازہ بالاتفاق جائز ہے۔ یہ امام ابن منذر کی رائے ہے۔ دیکھیے: (فتاویٰ ابن تیمیہ: ۱۹۱/۲۳)

جب اس قسم کی صورتوں کو دیگر دلائل یا اضطرار کی وجہ سے مستثنیٰ کر لیا گیا ہے اور عام ممانعت کی احادیث انھیں شامل نہیں تو ممنوع اوقات میں نماز کسوف کی ادائیگی بھی درست بلکہ مطلوب ہے۔ نماز کسوف کے لیے کسی وقت کا تعین درست نہیں کیونکہ اس کا دار و مدار گرہن لگنے پر ہے۔ اور جو غمی گرہن دیکھا جائے یا اس کی اطلاع موصول ہو تو فوراً نماز کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ سورج کے مکمل طلوع یا غروب ہونے سے سبب زائل بھی ہو سکتا ہے۔ تب اس کی ادائیگی نہ مطلوب ہے نہ ممکن، اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا: [فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا] ”تم جب بھی انھیں گرہن زدہ دیکھو تو نماز پڑھو۔“ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۴۰)

یقیناً آپ ﷺ کا یہ حکم عام ہے۔ کسی وقت سے نہیں بلکہ سبب اور علت سے معلق ہے۔ اس کا عموم ممانعت والی احادیث کے عموم سے اقویٰ محفوظ اور غیر مخصوص ہے جبکہ ان کا عموم اس پائے کا نہیں بلکہ اس میں مانعین کے نزدیک بھی کچھ تخصیصات ہوئی ہیں جیسا کہ مذکورہ مثالوں سے واضح ہے۔ غرض اصولاً اگرچہ دونوں قسم کے عموم آپس میں متعارض ہیں، غیر مخصوص عموم کو تقدیم و ترجیح ہوگی۔ جس سے پتا چلتا ہے کہ نماز کسوف کی حیثیت عام مطلق نوافل وغیرہ کی نہیں بلکہ اسے ایک درجہ تخصیص حاصل ہے، اس لیے بالفرض اگر سورج چڑھتے ہی گرہن زدہ ہو تو تاخیر کی ضرورت نہیں جیسا کہ نبی کی احادیث کا تقاضا ہے بلکہ اس موضوع سے متعلق روایات کی روشنی میں وجود سبب کی بنا پر فوراً نماز کا اہتمام کرنا چاہیے۔ جمہور کا یہی موقف ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اوقات کراہت کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے

۱۶۔ کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب سورج گرہن زدہ ہو، خواہ نصف النہار ہو یا بعد العصر یا اس سے قبل، امام لوگوں کو نماز کسوف پڑھائے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے نماز کا حکم سورج گرہن کی وجہ سے دیا ہے لہذا جس وقت میں رسول اللہ ﷺ نے نماز کا حکم دیا ہے اس وقت میں نماز حرام نہیں ہو سکتی جیسے فوت شدہ نماز کا وقت، نماز جنازہ اور اسی طرح اگر کوئی انسان کسی نماز کو اپنے اوپر پختہ کر لے یعنی اس کی نذر مان لے پھر مصروف ہو جائے یا اسے بھول جائے (تو یقیناً جب بھی فرصت ملے یا یاد آئے اسی وقت پڑھنا ضروری ہے۔) (کتاب الأم: ۲/۴۶۷۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ [فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَتَمُوتُوا فَصَلُّوا] کی شرح میں لکھتے ہیں: اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز کسوف کا وقت معین نہیں کیونکہ اس کا تعلق کسوف سے ہے اور یہ دن میں کسی بھی وقت ممکن ہے۔ امام شافعی اور ان کے تبعین اسی کے قائل ہیں۔ احناف کا موقف یہ ہے کہ جن اوقات میں نوافل پڑھنے مکروہ ہیں ان میں نماز کسوف پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا مشہور موقف بھی یہی ہے۔ مالکیہ کے نزدیک اس نماز کا وقت چاشت سے شروع ہو کر زوال آفتاب یا ایک روایت کے مطابق عصر تک ہے۔ تاہم امام شافعی کا موقف ہی رائج ہے کیونکہ مقصود یہ ہے کہ یہ نماز گرہن ختم ہونے سے قبل ہی ادا کی جائے۔ گرہن زائل ہونے کے بعد بالاتفاق اس کی ادائیگی کی ضرورت نہیں۔ اگر نماز کسوف کسی وقت میں منحصر ہو تو اس سے قبل بھی گرہن کا ختم ہونا ممکن ہے جس سے نماز کا مقصود فوت ہو جاتا ہے۔ اور جہاں تک چاشت کے وقت آپ ﷺ کے نماز ادا کرنے کا تعلق ہے تو کثرت طرق کے باوجود میں کسی ایسے طریق پر مطلع نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے قصداً چاشت کے وقت یہ نماز پڑھی ہو اور (جو اس بارے میں منقول ہے) وہ اتفاقی واقعہ ہے جو اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں ادائیگی کی ممانعت پر دلالت نہیں کرتا۔ تمام طرق میں یہی ہے کہ آپ نے کسوف کا علم ہونے کے بعد فوراً اس نماز کا اہتمام کیا ہے۔ (فتح الباری: ۲/۵۲۸، ونیل الأوطار: ۳/۳۷۱، ۳۷۲ و مرعات المفاتیح: ۲/۳۸۰)

امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَفِيهِ ذَلِيلٌ عَلَى أَنْ فَعَلَهَا يَتَقَيَّدُ بِحُصُولِ السَّبَبِ فِي أَهْلِ وَقْتُ سَكَانٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ وَ إِلَيْهِ ذَهَبَ الْجُمْهُورُ] ”اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

کہ اس کی ادائیگی حصول سبب کے ساتھ مقید ہے۔ یہ جس وقت بھی ہو۔ جمہور نے یہی رائے اختیار کی ہے۔ ”معلوم ہوا یہ نماز بھی دیگر خصوصیات کی طرح ہے اور عام احادیث نبی کے عموم سے خارج ہے۔ واللہ المستعان۔

* چاند گرہن کے وقت نماز کا طریقہ: چاند گرہن کے وقت بھی نماز کا وہی طریقہ ہے جو سورج گرہن کے وقت اختیار کیا جاتا ہے، یعنی اس میں بھی نماز باجماعت ہی مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم دونوں مواقع پر یکساں ہے۔ فرمایا: [إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتُ اللَّهِ، وَإِنْهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَصَلُّوا.....] ”یقیناً سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ یہ دونوں کسی کی موت (اور زندگی) کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔ جب اس طرح ہو (کسی ایک کو گرہن لگ جائے) تو تم نماز پڑھو.....“ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۲۳) ایک دوسرے طریق سے ابن حبان میں یہ الفاظ ہیں: [فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا.....] ”جب ان میں سے کسی ایک کو کچھ ہوتا دیکھو.....“ (صحیح ابن حبان، حدیث: ۲۸۳۵، بتحقیق الشیخ شعیب أرنؤاط عبد اللہ بن عمرو رحمہ اللہ کی حدیث میں: [فَإِذَا انْكَسَفَا] ”جب یہ دونوں بے نور ہوں“ کے الفاظ ہیں۔ (صحیح ابن حبان، حدیث: ۲۸۳۸، تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۵۴۸/۲)

رسول اللہ ﷺ سے اگرچہ سند صحیح چاند گرہن کی نماز کا اثبات مشکل ہے لیکن آپ ﷺ کے قول سے اس کی باجماعت ادائیگی کی مشروعیت ثابت ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام ابن قیم رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ سے چاند گرہن کے وقت باجماعت نماز پڑھنا منقول نہیں لیکن امام ابن حبان نے اپنی کتاب السیرۃ میں بیان کیا ہے کہ ۵ ہجری کو چاند گرہنا گیا۔ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رحمہ اللہ کو نماز پڑھائی۔ اسلام میں یہ پہلی نماز کسوف تھی۔“ لیکن یہ سند اکزود ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری: ۵۴۸/۲)

مذکورہ بالا روایات وطرق کی روشنی میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [وَفِي ذَلِكَ رَدٌّ عَلَى مَنْ قَالَ لَا تَتَذَبُّ الْجَمَاعَةُ فِي كُسُوفِ الْقَمَرِ] ”ان روایات سے اس شخص کی تردید ہوتی ہے جو یہ کہتا ہے کہ چاند گرہن کی نماز میں جماعت مستحب نہیں۔“ (فتح الباری: ۵۴۸/۲)

۱۶۔ کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

ملاحظہ: صحیح ابن حبان میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند گرہن کی نماز بھی پڑھی ہے وہ فرماتے ہیں: [أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ مِثْلَ صَلَاتِهِمْ] ”رسول اللہ ﷺ نے سورج اور چاند کے گرہن کے وقت تمھاری نماز جیسی نماز پڑھائی۔“ (صحیح ابن حبان، حدیث: ۲۸۳۷، وفتح البازی: ۵۴۸/۲) شیخ شعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے رجال ثقات ہیں سوائے عبد الکریم بن عبد اللہ سمری کے کہ مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔ (ابن حبان بتحقیق الشیخ شعب أرناؤط: ۷۹/۷)

معلوم ہوا یہ روایت اس اضافے سے ضعیف ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی بابت مفصل تحقیق کی ہے۔ ان کے نزدیک وَالْقَمَرِ کا اضافہ شاذ (ضعیف) ہے۔ ملاحظہ فرمائیے: (صفة صلاة النبي ﷺ لصلاة الكسوف: ۲۲-۲۷)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان بھی یہی لگتا ہے کہ وہ چاند گرہن کی نماز باجماعت کی مشروعیت کے قائل ہیں کیونکہ ان کے سامنے ابوبکرہ کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں: [وَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَصَلُّوا] اس حدیث پر انھوں نے ہاں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: بَابُ الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الْقَمَرِ ”چاند گرہن کے موقع پر نماز (کی مشروعیت)۔“ (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۲۳، رقم الترجمة: ۱۷)

ائمہ ثلاثہ (امام مالک، شافعی اور احمد رحمۃ اللہ علیہم) بھی اسی کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک اس کی جماعت مستنون ہے۔ احناف اس کی نماز کے تو قائل ہیں لیکن اکیلے اکیلے باجماعت نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الفقه الإسلامي و أدلته: ۳/۴۰۹) احناف کا موقف دلائل کی رو سے مرجوح ہے۔ واللہ اعلم۔

مزید برآں یہ کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سورج اور چاند گرہن کے وقت جماعت شرط ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (نیل الأوطار: ۳/۳۷۹)

تنبیہ: چاند گرہن کی نماز باجماعت کے لیے اس موقف کے بعض حاملین بطور حجت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اثر بھی پیش کرتے ہیں لیکن سند ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل حجت ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ چاند گہنا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس وقت بصرہ میں تھے۔ حسن بصری فرماتے ہیں: وہ وہاں سے نکلے اور ہمیں دور کعت نماز پڑھائی۔ ہر رکعت میں دو رکوع تھے پھر سوار ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: میں

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

نے اسی طرح نماز پڑھی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (کتاب الأم، رقم الأثر: ۵۰۵، مطبوعة دار إحياء التراث العربي، ومسند الشافعي، ملحقة كتاب الأم: ۳۶۵/۱۰، رقم الأثر: ۳۲۸) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص میں اسے ابراہیم بن محمد وغیرہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (التلخیص الحبی: ۱۹۱/۲، مطبوعہ، مؤسسہ قرطبہ) ہابریں اس بحث و تحقیق سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے چاند گرہن کی نماز فعلاً ثابت نہیں، تاہم آپ کے قول سے نماز باجماعت کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات.



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۶) - كِتَابُ الْكُشُوفِ (التحفة ...)

گرہن سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - كُشُوفُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

(التحفة ۶۰۸)

۱۴۶۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
حَمَّادٌ عَنْ يُوسُفَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي
بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ تَعَالَى
لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ،
وَلَكِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ».

۱۳۶۰- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت اور پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”دو نشانیاں“ یعنی بذات خود سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا پتہ چلتا ہے۔ یا انھیں گرہن لگتا اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ جب یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ و قدرت اور تصرف میں ہیں تو کسی کی موت اور پیدائش ان میں کیا اثر کر سکتی ہے؟ ② اور کے لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ کوئی بڑا شخص فوت یا پیدا ہو تو سورج یا چاند گرہن لگتا ہے۔ مذکورہ گرہن نبی اکرم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر لگا تھا۔ لوگوں نے اسے ان کی وفات سے متعلق کیا تو رسول اللہ ﷺ نے تردید فرمائی۔ (صحیح البخاری) الکسوف حدیث: ۱۰۴۳، وصحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ۹۱۵) ③ ماہرین فلکیات کے نزدیک چاند کی روشنی اپنی نہیں بلکہ سورج کی روشنی اس پر پڑنے سے یہ روشن نظر آتا ہے۔ جب سورج کی روشنی اس پر نہیں پڑتی تو یہ نظر نہیں آتا، لہذا جب زمین سورج اور چاند کے درمیان میں

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

آجائے تو زمین کی رکاوٹ کی وجہ سے چاند پر روشنی نہیں پڑتی۔ اسے چاند گرہن کہتے ہیں۔ اور یہ قمری مہینے کی تیرہ یا چودہ تاریخ کو ہو سکتا ہے آگے پیچھے نہیں۔ اور جب زمین اور سورج کے درمیان چاند آجائے تو سورج کے چٹنے حصے کے سامنے چاند آجائے گا وہ زمین پر نظر نہیں آئے گا۔ اسے سورج گرہن کہتے ہیں اور یہ قمری مہینے کے آخری ایک دو دنوں میں ہو سکتا ہے آگے پیچھے نہیں۔ سورج اور چاند کا گہنا زمین اور چاند کی رفتار کے حساب سے ہے لہذا وقت سے پہلے ان کا ٹھیک ٹھیک حساب لگا کر بتایا جاسکتا ہے۔ ﴿ذُرَاتَا بَعِ﴾ ویسے سورج کا غروب ہونا اور مہینے کے شروع اور آخر میں پورے چاند کا نظر نہ آنا بھی گرہن کے مثل ہی ہے مگر چونکہ یہ روز مرہ ہیں اس لیے ان پر کوئی حیرت یا اچنبھا نہیں ہوتا مگر گرہن کبھی کبھار ہوتا ہے اس لیے اس پر حیرت ہوتی ہے اور انسان خوف زدہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے نصیحت حاصل کرنے کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ اور ایسے موقع پر حکم بھی یہی ہے کہ توبہ واستغفار اور اللہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

باب ۲- سورج گرہن کے وقت

تسبیحات و تکبیرات کہنا اور دعا مانگنا

(المعجم ۲) - التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَالِدُعَاءُ

عِنْدَ كُسُوفِ الشَّمْسِ (التحفة ۶۰۹)

۱۴۶۱- حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تیر اندازی کر رہا تھا کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ میں نے اپنے تیرا کٹھے کیے اور دل میں عزم کیا کہ میں ضرور جا کر دیکھوں گا کہ اللہ کے رسول ﷺ اس موقع پر کیا طریقہ اختیار فرماتے ہیں۔ میں آپ کی بچھلی جانب سے آپ کے قریب آیا۔ اس وقت آپ مسجد میں تھے۔ آپ تسبیح و تکبیر پڑھنے لگے اور دعا کرنے لگے حتیٰ کہ گرہن ختم ہو گیا، پھر آپ اٹھے اور آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور چار سجدے کیے۔

۱۴۶۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ - هُوَ الْمُعْبِرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ حَبَّانَ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُمْرَةَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَتْرَامِي بِأَنْشُمٍ لِي بِالْمَدِينَةِ إِذْ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَجَمَعْتُ أَشْهُمِي وَقُلْتُ: لَا نَظَرَنَّ مَا أَخَذَتْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ، فَأَتَيْتُهُ مِمَّا يَلِي ظَهْرَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَدْعُو حَتَّى حُسِرَ عَنْهَا، قَالَ: ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

☀️ فوائد و مسائل: ① سورج یا چاند گرہن لگنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھی جائیں گی، جس قدر لمبی پڑھی جائیں۔ پھر تسبیحات، تکبیرات پڑھی اور دعائیں مانگی جائیں گی تا آنکہ گرہن ختم ہو جائے۔ ② مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید تسبیحات، تکبیرات اور دعائیں پہلے ہیں اور نماز بعد میں۔ لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ اس موضوع سے متعلق جمع روایات اس کے خلاف ہیں بلکہ صحیح مسلم میں عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب مسجد میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نماز میں تھے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الکسوف، حدیث: ۹۱۲) بنا بریں اگرچہ بعض ائمہ و محققین نے اس کی مختلف تاویلیں کی ہیں لیکن دلائل کی رو سے اور جمع روایات کو جمع کرنے سے یہی موقف راجح معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت میں نماز سے پہلے تسبیح و تکبیر اور دعا کا ذکر کرنا کسی راوی کی غلطی اور وہم ہے۔ واللہ اعلم۔ نیز شیخ البانی رحمہ اللہ بھی اس حدیث کی تحقیق میں یہی کچھ لکھتے ہیں فرماتے ہیں: [أما نحن فمراها خطأ من بعض الرواة عن الحریری، واللہ اعلم۔] مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صفة صلاة النبي ﷺ لصلاة الكسوف، ص: ۶۸-۷۴، رقم الحديث: ۱۴۰۰ و ذخيرة العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۳۸۹/۱۲، ۳۹۱) ③ گرہن کے موقع پر نماز توبہ اور تسبیحات کا حکم ہے۔ گویا مظاہر قدرت میں کسی قسم کی تہدیل سے ہم میں بھی عبرت پذیری آنی چاہیے اور دنیا سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

باب ۳- سورج گرہن کے وقت

نماز کا حکم

(المنعجم ۳) - الْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ

كُسُوفِ الشَّمْسِ (التحفة ۶۱۰)

۱۳۶۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند کسی کی موت و حیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم انھیں گرہن کی حالت میں دیکھو تو نماز پڑھو۔“

۱۴۶۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلِكَيْتَهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ تَعَالَى فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا».

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۴) - بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ

كُسُوفِ الْقَمَرِ (التحفة ۶۱۱)

۱۴۶۳- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند کسی کی موت کی بنا پر بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ جب تم انھیں (اس حال میں) دیکھو تو نماز پڑھو۔“

۱۴۶۳- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ:

حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا

يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَكِنَّهُمَا آيَاتَانِ مِنْ

آيَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا

فَصَلُّوا».

باب: ۵- گرہن کے موقع پر سورج

اور چاند کے روشن ہونے تک نماز

پڑھنے کا حکم

(المعجم ۵) - بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عِنْدَ

الْكُسُوفِ حَتَّى تَنْجَلِيَ (التحفة ۶۱۲)

۱۴۶۴- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت و حیات کی بنا پر گرہن نہیں لگتا۔ جب تم انھیں گرہن کی حالت میں دیکھو تو نماز پڑھو حتیٰ کہ یہ حالت ختم ہو جائے۔“

۱۴۶۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلٍ

الْمَرْوَزِيُّ عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ

الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ

آيَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ

لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا

فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ».

۱۴۶۳- أخرجه البخاري، الكسوف، باب لا تنكس الشمس لموت أحد ولا لحياته، ح: ۱۰۵۷ من حديث يحيى القطان، ومسلم، ح: ۹۱۱ (انظر الحديث السابق) من حديث إسماعيل بن أبي خالد عن قيس بن أبي حازم، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۵۰.

۱۴۶۴- أخرجه البخاري، الكسوف، باب الصلاة في كسوف الشمس، ح: ۱۰۴۰ من حديث يونس بن عبد بن،

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۶۵- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ اپنا کپڑا اٹھینے ہوئے اٹھے پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں حتیٰ کہ سورج صاف روشن ہو گیا۔

۱۴۶۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَوَقَبَ يَجْرُ ثَوْبُهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتْ.

باب ۶: گرہن کی نماز کے لیے اعلان کرنے کا حکم

(المعجم ۶) - بَابُ الْأَمْرِ بِالنَّدَاءِ لِصَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ۶۱۳)

۱۴۶۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ تو آپ نے ایک اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے کہ نماز (نماز کسوف) کے لیے جمع ہو جائیں۔ لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے صف بندی کی تو آپ نے انھیں دو رکعتیں چار رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھائیں۔

۱۴۶۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مُنَادِيًا يُنَادِي أُنِ الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَاجْتَمَعُوا وَاضْطَفُوا فَصَلَّى بِهِمْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اذان کے رائج ہونے سے پہلے فرض نماز کے لیے انھی لفظوں [الصَّلَاةَ جَامِعَةً] سے بلایا جاتا تھا۔ اب اگر کسی نفل نماز کے لیے بلانا ہو تو ان لفظوں سے اعلان کیا جاسکتا ہے۔ اذان صرف فرض نماز کے لیے ہے۔ ② ”چار رکوع“ نماز کسوف کے بارے میں زیادہ معتبر اور اوثق روایات ایک رکعت کے اندر دو رکوع کی ہیں۔ بعض محدثین نے تین چار اور پانچ رکوع کی روایات کو بھی صحیح مان کر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ کسوف کے وقت کے حساب سے رکوع کم و بیش کیے جاسکتے ہیں۔ دو سے پانچ تک۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ احادیث میں صرف ایک کسوف کا ذکر ہے اور وہ کسوف ۲۸ شوال ۱۰ھ کا ہے جس دن آپ کے فرزند ارجمند

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

ابراہیمؒ فوت ہوئے تھے کیونکہ ہر روایت میں موت و حیات کا ذکر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک نماز کسوف میں آپ ﷺ ایک ہی طریقہ اختیار فرما سکتے تھے اور وہ معتبر روایات کے مطابق دو رکوع والا ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل پیچھے ابتدائیے میں گزر چکی ہے۔ تفصیل کے لیے ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔ ۵۰ احتلاف عام نماز کی طرح نماز کسوف میں بھی ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کے قائل ہیں مگر اس طرح صحیح اور صریح کثیر روایات، یعنی بخاری و مسلم کی اعلیٰ پایے کی روایات عمل سے رہ جائیں گی اور نماز کسوف کی خصوصی علامت ختم ہو جائے گی۔ اگر عیدین میں زائد تکبیرات، جنازے میں قیام کی زائد تکبیرات اور نماز وتر میں دعائے قنوت کا اضافہ احادیث کی بنا پر ہو سکتا ہے تو صلاۃ کسوف میں انتہائی معتبر اور صحیح روایات کی بنا پر ایک رکوع کا اضافہ کیوں قابل تسلیم نہیں؟ سوچیے! ہر صحیح حدیث واجب العمل ہے۔

(المعجم ۷) - بَابُ الصُّفُوفِ فِي صَلَاةِ

باب: ۷- نماز کسوف میں صف بندی

الْكُفُوفِ (التحفة ۶۱۴)

کا اہتمام کرنا

۱۳۶۷- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ ﷺ مسجد کی طرف نکلے۔ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ اس طرح آپ نے (دو رکعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے مکمل کیے۔ اور پلٹنے (فارغ ہونے) سے پہلے سورج روشن ہو گیا (گرہن ختم ہو گیا)۔

۱۴۶۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ بْنُ

خَلِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْرَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسَ وَرَاءَهُ فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَأَنْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ.

باب: ۸- نماز کسوف کیسے پڑھی جائے؟

(المعجم ۸) - بَابُ: كَيْفَ صَلَاةِ

الْكُفُوفِ (التحفة ۶۱۵)

۱۳۶۸- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے

۱۴۶۸- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
الْثَّوْرِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ
طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ صَلَّى لِكُسُوفِ الشَّمْسِ ثَمَانِي زَكَعَاتٍ
وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. وَعَنْ عَطَاءٍ مِثْلَ ذَلِكَ.

☀️ **فائدہ:** اس (مذکورہ) روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد و تابع ہیں۔ امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ یہی روایت حضرت عطاء بھی حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں۔ منجلی سند وہی ہے۔

۱۴۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ
يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبِيبُ بْنُ
أَبِي ثَابِتٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ فَقَرَأَ ثُمَّ
رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ
ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ وَالْآخِرَى مِثْلَهَا.

۱۴۶۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
نبی ﷺ نے گرہن کے وقت نماز پڑھی۔ پہلے قراءت
کی پھر رکوع کیا پھر قراءت کی پھر رکوع کیا پھر قراءت
کی پھر رکوع کیا پھر قراءت کی پھر رکوع کیا پھر سجدہ کیا
پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔ (یعنی ہر رکعت
میں چار رکوع کیے۔)

باب: ۹- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نماز کسوف کی
 (المعجم ۹) - نَوْعٌ آخَرُ مِنْ صَلَاةِ
 الْكُسُوفِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ (التحفة ۶۱۶)
 ایک اور صورت

۱۴۷۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ ابْنِ نُمَيْرٍ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبَّاسٍ، ح: وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسٍ

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكَعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

(المعجم ۱۰) - نَوَعٌ آخَرُ مِنْ صَلَاةِ

الْكُسُوفِ (التحفة ۶۱۷)

۱۳۷۱- حضرت عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبید بن عمیر کو کہتے سنا کہ مجھے اس شخصیت نے بیان کیا جنہیں میں قطعاً سچا سمجھتا ہوں۔ میرا خیال ہے ان کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ نے لوگوں کو بڑا لمبا قیام کروایا۔ قیام فرماتے تھے پھر رکوع کرتے تھے پھر قیام فرماتے تھے پھر رکوع کرتے تھے پھر قیام فرماتے تھے پھر رکوع کرتے تھے۔ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت میں تین رکوع تھے۔ تیسرا رکوع کرنے کے بعد سجدہ کیا حتیٰ کہ اتنے لمبے قیام کی وجہ سے اس دن کچھ لوگوں پر غشی کی حالت طاری ہو گئی اور ان پر پانی کے ڈول بہائے گئے۔ جب آپ رکوع کو جاتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر اٹھاتے تو سميع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ آپ نماز سے اس وقت فارغ ہوئے جب سورج بالکل روشن ہو گیا۔ آپ (تقریر کے لیے) کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: ”سورج اور چاند کسی کی موت و

۱۴۷۱- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُثَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ يَحْدُثُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ أَصَدَّقُ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ النَّاسُ قِيَامًا شَدِيدًا يَقُومُ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُومُ ثُمَّ يَرْكَعُ، فَرَكَعَ رَكَعَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، رَكَعَ الثَّالِثَةِ ثُمَّ سَجَدَ حَتَّى إِنَّ رَجُلًا يَوْمِئِذٍ يُغْشَى عَلَيْهِمْ، حَتَّى إِنَّ سِجَالَ الْمَاءِ لَتُصَبَّ عَلَيْهِمْ مِمَّا قَامَ بِهِمْ يَقُولُ إِذَا رَكَعَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَلَمْ يَنْصَرِفْ حَتَّى تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنْ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

حیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے ذریعے سے ڈراتا ہے لہذا جب وہ بے نور ہو جائیں تو خوف زدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائیں۔“

۱۴۷۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چار سجدوں میں (یعنی دو رکعتوں میں) چھ رکوع کیے۔ (راوی حدیث اسحاق کہتے ہیں کہ) میں نے معاذ (ابن ہشام) سے کہا: یہ نبی ﷺ سے ہے؟ انھوں نے کہا: کوئی شک و شبہ نہیں۔

۱۶- کتاب الکسوف ... يُخَوِّفُكُمْ بِهِمَا، فَإِذَا كَسَفَا فَأَفْزَعُوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّىٰ يَنْجَلِيَا. .

۱۴۷۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ فِي صَلَاةِ الْآيَاتِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُثَيْبِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ قُلْتُ لِمُعَاذٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: لَا شَكَّ وَلَا مِرْيَةَ.

🌞 فائدہ: حدیث نمبر ۱۴۷۲ سے یہاں تک ہر رکعت کے رکوعوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ دو تین اور چار۔ تین اور چار رکوع کی روایات قلیل ہیں۔ کثیر روایات (سابقہ اور آئندہ) دو رکوع کے بارے میں ہیں۔ بعض محدثین نے یہ موقف اختیار فرمایا ہے کہ کسوف کے مختلف واقعات میں رسول اللہ ﷺ نے مختلف رکوع فرمائے۔ یہ تطبیق بہت مناسب تھی اگر واقعات احادیث میں مختلف کسوفوں کا ذکر ہوتا مگر تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ احادیث میں صرف ایک سورج گرہن کا ذکر ہے۔ اگرچہ آپ کی زندگی میں بہت سی دفعہ گرہن لگا ہوگا۔ (اس کی تفصیل بحث پیچھے حدیث نمبر ۱۳۶۶ اور ابتدائیے میں گزر چکی ہے)۔ اسی طرح آپ کی زندگی میں کئی دفعہ چاند گرہن کا وقوع ہوا ہوگا مگر احادیث میں کسی بھی چاند گرہن کا ذکر نہیں آیا لہذا صحیح بات یہی ہے کہ احادیث میں سے دو رکوع والی احادیث صحیح و اکثر ہیں۔ انھی کو ترجیح ہوگی۔ باقی میں وہم ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمائیں۔

باب ۱۱- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی نماز کسوف کی ایک اور صورت

(المعجم ۱۱) - نَوُحٌ آخَرُ مِنْهُ عَنْ عَائِشَةَ (التحفة ۶۱۸)

۱۶- کتاب الکسوف

۱۴۷۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَأَاهُ فَأَقْرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ قَامَ فَأَقْرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَذْلَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَذْلَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرُّكُوعَةِ الْآخَرَى مِثْلَ ذَلِكَ فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَأَنَّنِي عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ تَعَالَى لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا حَتَّى يَفْرَجَ عَنْكُمُ» وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وَعِدْتُمْ، لَقَدْ رَأَيْتُمُونِي أَرَدْتُ أَنْ أَخَذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام ومسائل ۱۴۷۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ (نماز کے لیے) اٹھے۔ اللہ اکبر کہا۔ لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لمبی قراءت فرمائی پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا پھر قیام شروع کر دیا اور لمبی قراءت کی جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا پھر سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا۔ اور چار رکوع اور چار سجدے مکمل کیے۔ آپ کے (نماز سے) فارغ ہونے سے پہلے سورج مکمل روشن ہو چکا تھا پھر آپ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کا وہ اہل ہے پھر فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم انھیں (گرہن لگا ہوا) دیکھو تو نماز کسوف شروع کر دو حتیٰ کہ گرہن کی حالت ختم ہو جائے۔“ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اس (نماز کے) قیام کے دوران میں ہر چیز دیکھ لی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تھا تو دراصل میں نے جنت سے ایک خوشہ توڑنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے

۱۶۔ کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

جِئْنَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ، وَلَقَدْ رَأَيْتَ جَهَنَّمَ يَنْحَطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا جِئْنَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ، وَرَأَيْتُ فِيهَا ابْنَ لَحِيٍّ وَهُوَ الَّذِي سَبَّ السَّوْأَبَ.

ہوئے دیکھا تھا تو دراصل میں نے جہنم کو دیکھا تھا کہ اس کے مختلف حصے ایک دوسرے کو توڑ رہے تھے نیز میں نے جہنم میں عمرو بن لُحیؓ کو دیکھا اور یہ وہ شخص ہے جس نے بتوں کے نام پر جانور کھلے چھوڑنے کی رسم ڈالی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت میں نماز کسوف کے دوران جنت و جہنم اور دوسری پوشیدہ چیزیں دیکھنے کا بھی ذکر ہے۔ آپ کا یہ دیکھنا بیداری میں تھا۔ اور صرف آپ کے ساتھ خاص تھا یعنی صحابہ کو وہ چیزیں نظر نہ آتی تھیں۔ اس قسم کے دیکھنے کو کسوف کی اصطلاح میں کشف کہا جاتا ہے۔ انبیاء علیہ السلام کو یہ اکثر ہوتا تھا۔ کبھی کبھار غیر انبیاء کے ساتھ بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ معتبر روایت کی صورت میں ایسا واقعہ تسلیم کیا جائے گا۔ یہ ان کی کرامت اور اس کا شمار اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں ہوگا۔ اس صورت میں صاحب کشف کے علاوہ باقی لوگوں کو وہ چیزیں نظر نہیں آ رہی ہوتیں اس لیے انھیں تعجب ہوتا ہے جیسے صحابہ کرام علیہم السلام کو آپ کے آگے بڑھنے اور پیچھے ہٹنے پر تعجب ہوا۔ ان کے لیے آپ نے وضاحت فرمائی۔ ② ”ہر چیز“ بعض شارحین نے اس میں اللہ تعالیٰ کو بھی داخل سمجھا ہے مگر صراحت کے بغیر اتنی بڑی بات کہنا بہت بڑی جسارت ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَنْ تَرَانِي﴾ (الأعراف: ۱۴۳) اور ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْبَصَارُ﴾ (الأنعام: ۱۰۳) یعنی اللہ تعالیٰ کو ان آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ ہاں اگلے جہاں مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان میں شامل فرمائے۔

۱۴۷۴۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنُودِيَ: أَلَصَّلَاةُ جَامِعَةً، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

۱۳۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہ بن لگ گیا تو اعلان کیا گیا: نماز کی جماعت ہونی ہے۔ لوگ اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی۔ اور (دور کعتوں میں) چار رکوع اور چار سجدے کیے۔

۱۴۷۵۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۱۳۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کسوف پڑھائی۔ آپ نے قیام فرمایا اور بہت لمبا قیام فرمایا، پھر رکوع فرمایا اور بہت لمبا رکوع فرمایا، پھر قیام فرمایا اور لمبا قیام فرمایا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا، پھر فارغ ہوئے تو سورج پوری طرح روشن ہو چکا تھا، پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا: ”بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دونائیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرو اور صدقات کرو۔“ پھر فرمایا: ”اے امت محمدی! کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس بات پر غیرت نہیں کرتا کہ اس کا کوئی غلام یا لونڈی زنا کرے۔ اے امت محمدی! اللہ کی قسم! اگر تم وہ چیزیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنسوا اور بہت زیادہ روتے۔“

هَشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ فِي الرُّكُوعَةِ الْآخَرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَأَدْعُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبِّرُوا وَتَضَعُوا» ثُمَّ قَالَ: «يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللَّهِ لَا تَعْلَمُونَ مَا أَغْلَمَ لَصَحْحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَّيْتُمْ كَثِيرًا».

۱۴۷۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی: اللہ تعالیٰ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

۱۴۷۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عُمَرُو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عَمْرَةَ حَدَّثَتْهُ، أَنَّ

«الکسوف، ح: ۱۰۴۴ من حدیث مالک به، وهو فی الکبریٰ، ح: ۱۸۵۹، والموطأ (یحیی) ۱/۱۸۶.

۱۴۷۶- أخرجه البخاري، الكسوف، باب التعوذ من عذاب القبر في الكسوف، ح: ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ومسلم، الكسوف، باب ذكر عذاب القبر في صلاة الكسوف، ح: ۹۰۳ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

عَائِشَةُ حَدَّثَتْهَا: أَنَّ يَهُودِيَّةً أَتَتْهَا فَقَالَتْ: أَجَارَكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ النَّاسَ لَيُعَذَّبُونَ فِي الْقُبُورِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَائِذَا بِاللَّهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مَخْرَجًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَخَرَجْنَا إِلَى الْحُمْرَةِ فَاجْتَمَعَ إِلَيْنَا نِسَاءُ، وَأَقْبَلَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَذَلِكَ صَحْوَةٌ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ دُونَ رُكُوعِهِ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَصَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّ رُكُوعَهُ وَقِيَامَهُ دُونَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى، ثُمَّ سَجَدَ وَتَحَلَّتِ الشَّمْسُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَعَدَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ فِيمَا يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ كَفَيْتَنِي الدَّجَالَ» قَالَتْ عَائِشَةُ: كُنَّا نَسْمَعُهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

اے اللہ کے رسول! کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ ایک دفعہ نکلے۔ اسنے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ ہم سب حجرے میں چلے آئے۔ ہمارے پاس بہت سی عورتیں اکٹھی ہو گئیں۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ یہ چاشت (دن چڑھنے) کے وقت کی بات ہے، پھر آپ نے لمبا قیام فرمایا، پھر لمبا رکوع فرمایا، پھر سراٹھا کر دوبارہ قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر پہلے رکوع سے کم رکوع کیا، پھر سجدہ کیا، پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور اس میں بھی اسی طرح کیا مگر اس رکعت کے قیام و رکوع پہلی رکعت کے مقابلے میں کم تھے، پھر سجدے کیے اور سورج بھی پورا روشن ہو گیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو منبر پر بیٹھ گئے اور (تقریر کے دوران میں) فرمایا: ”بلاشبہ لوگوں کو قبروں میں فتنہ و دجال کی طرح آزمایا جائے گا۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ہم آپ کو اکثر عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنتے تھے۔

 فائدہ: عذاب قبر کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال کا جواب مبہم ہے۔ ممکن ہے اس وقت تک رسول اللہ ﷺ کو عذاب قبر کی تفصیل نہ بتلائی گئی ہو اور نماز کسوف کے دوران میں دوسرے انکشافات کی طرح عذاب قبر کا بھی انکشاف کیا گیا ہو۔ فتنہ و دجال چونکہ بہت بڑی آزمائش ہے اس لیے عذاب قبر یعنی قبر کے سوال و جواب کو اس سے تشبیہ دی گئی۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۱۲) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ۶۱۹) باب: ۱۲- نماز کسوف کی ایک اور صورت
۱۴۷۷ھ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک

۱۶- کتاب الکسوف

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى
ابْنُ سَعِيدٍ - هُوَ الْأَنْصَارِيُّ - قَالَ:
سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ
تَقُولُ: جَاءَنِي يَهُودِيَّةٌ تَسْأَلُنِي فَقَالَتْ:
أَعَادَكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَلَمَّا جَاءَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!
أَيُعَذِّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُورِ؟ قَالَ: غَايِذَا
بِاللَّهِ، فَرَكِبَ مَرْكَبًا - يَعْنِي -
السُّنْسُ فَكُنْتُ بَيْنَ الْحَجَرِ مَعَ نِسْوَةِ فَجَاءَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَرْكَبِهِ، فَأَتَنِي مُصَلِّيًا
فَضَلَّنِي بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ
فَأَطَالَ الرَّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ
الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرَّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ
رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ
السُّجُودَ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا أَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ
الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ أَيْسَرَ مِنْ رُكُوعِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ
رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ أَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ
رَكَعَ أَيْسَرَ مِنْ رُكُوعِهِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ
رَأْسَهُ فَقَامَ أَيْسَرَ مِنْ قِيَامِهِ الْأَوَّلِ فَكَانَتْ
أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتْ
السُّنْسُ فَقَالَ: «إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ
كَفِتْنَةِ الدَّجَالِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُهُ بَعْدَ
ذَلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام ومسائل
یہودی عورت میرے پاس کچھ مانگنے آئی۔ وہ کہنے لگی:
اللہ تعالیٰ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔ جب رسول اللہ
ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!
کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جائے گا؟ آپ نے
فرمایا: ”میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔“ پھر آپ سواری پر
سوار ہو کر کہیں گئے۔ ادھر سورج کو گرہن لگ گیا۔ میں
دوسری عورتوں کے ساتھ حجروں کے درمیان کھڑی تھی
کہ رسول اللہ ﷺ سواری سے اتر کر تشریف لائے اپنی
نماز کی جگہ میں پہنچے پھر لوگوں کو نماز پڑھانا شروع کی
چنانچہ آپ نے قیام کیا اور بہت لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا
اور لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع
کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے
رہے، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر (دوسرے سجدے
کے بعد) کھڑے ہوئے اور پہلے قیام سے ہلکا قیام کیا،
پھر پہلے رکوع سے ہلکا رکوع کیا، پھر اپنے پہلے رکوع سے ہلکا رکوع
کیا، پھر سر اٹھایا اور پہلے سے کچھ کم دیر کھڑے رہے اس
طرح چار رکوع اور چار سجدے ہوئے۔ ادھر سورج بھی
روشن ہو گیا، پھر آپ نے (خطبہ کے دوران میں) فرمایا:
”تمہیں قبروں میں فتنہ دجال کی طرح آزمایا جائے گا۔“
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اس کے بعد میں نے
آپ ﷺ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا۔

۱۶- کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فِي كُسُوفٍ فِي صُفَّةٍ زَمَزَمَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ.

رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر زم زم کے چبوترے پر نماز پڑھی اس میں چار رکوع کیے اور چار رکوع کیے۔

☀ فائدہ: اس حدیث میں "زم زم" کا ذکر کسی راوی کا وہم ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے نماز کسوف مدینہ منورہ ہی میں ثابت ہے اور محقق قول کے مطابق وہ بھی صرف ایک دفعہ لہذا یہ لفظ لازماً راوی کا وہم ہے۔ واللہ اعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائي: ۴۳۳/۱۶، ۴۳۵، و صبیح سنن النسائي للألبانی، رقم: ۱۴۷۶)

۱۴۷۹- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَتَّافِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ صَاحِبُ الدَّسْتَوَائِي عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي يَوْمٍ شَدِيدٍ الْحَرِّ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ، فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتَّى جَعَلُوا يَخِرُّونَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِنْ ذَلِكَ، وَجَعَلَ يَتَقَدَّمُ ثُمَّ جَعَلَ يَتَأَخَّرُ فَكَانَتْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ، كَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنْ

۱۴۷۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک سخت گرم دن میں سورج گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز کسوف پڑھائی۔ آپ نے بہت لمبا قیام فرمایا حتیٰ کہ لوگ گرنے لگے پھر آپ نے رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا پھر آپ نے سر اٹھایا تو لمبا قیام فرمایا پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا پھر سر اٹھایا تو کافی دیر کھڑے رہے پھر دو سجدے کیے پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔ (قیام کے دوران میں) آپ آگے بڑھتے تھے پھر پیچھے ہٹتے تھے۔ تو اس طرح یہ چار رکوع اور چار سجدے ہوئے لوگ کہا کرتے تھے کہ سورج اور چاند کو کسی عظیم سردار کی وفات پر ہی گرہن لگتا ہے۔ (آپ نے فرمایا: "یہ دونوں اللہ تعالیٰ

﴿عینہ بہ مطلقاً بدون ذکر "صفة زمزم" وهو في الكبرى، ح: ۱۸۶۲، ابن عینہ صرح بالسماع عند الحميدي في رواية مسلم، ولم أجد تصريح سماعه في رواية "صفة زمزم"، وهو مدلس كما قال النسائي، (سير اعلام النبلاء: ۷/۷۴) وغيره.

۱۴۷۹- أخرجه مسلم، الكسوف، باب ما عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف... الخ، ح: ۹۰۴ من حديث

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

عُظَمَاءُ فِيهِمْ وَإِنْهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ يُرِيكُمُوهُمَا، فَإِذَا انْخَسَفَتْ فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ.

کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ تمہیں دکھاتا ہے۔ تو جب ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو نماز پڑھو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائے۔“

☀ فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے روایت: ۱۴۷۳.

(المعجم ۱۳) - نَوْعُ آخَرُ (التحفة ۶۲۰) باب: ۱۳- نماز کسوف کی ایک اور صورت

۱۴۸۰- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ فَنُودِيَ: الصَّلَاةُ جَامِعَةً، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ رَكَعَتَيْنِ وَسُجْدَةً، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَسُجْدَةً. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا رَكَعَتْ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجْدَتٌ سُجُودًا. قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ.

۱۴۸۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ کے حکم سے اعلان کیا گیا کہ نماز کی جماعت ہونی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو رکوع کے ساتھ ایک رکعت پڑھائی پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکوع کے ساتھ ایک رکعت پڑھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس سے زیادہ لمبا رکوع اور سجدہ میں نے کبھی نہیں کیا۔

خَالَفَهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَمِيرٍ. محمد بن جَمِير نے (اس روایت کے بیان میں)

مروان کی مخالفت کی ہے۔

☀ فائدہ: یہ مخالفت سند میں بھی ہے اور متن میں بھی جیسا کہ آئندہ حدیث سے واضح ہو رہا ہے۔ سند میں مخالفت یہ ہے کہ مروان نے یحییٰ بن ابی کثیر کا استاد ابوسلمہ بتایا ہے جبکہ ابن جَمِير نے ابوطعمہ۔ اور متن میں مروان نے سجدہ کہا ہے جب کہ محمد بن جمیر نے سجدتین (دو سجدے) کہا ہے۔

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

۱۴۸۱- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُمَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي طَعْمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رُكْعَتَيْنِ وَسَجَدَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رُكْعَتَيْنِ وَسَجَدَتَيْنِ، ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: مَا سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سُجُودًا وَلَا رَكَعَ رُكُوعًا أَطْوَلَ مِنْهُ.

۱۴۸۱- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے (پہلی رکعت میں) دو رکوع اور دو سجدے فرمائے پھر آپ کھڑے ہوئے اور (دوسری رکعت میں بھی) دو رکوع اور دو سجدے فرمائے۔ اتنے میں سورج روشن ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: رسول اللہ ﷺ نے اس سے لمبا رکوع اور سجدہ کبھی نہیں کیا۔

خالفہ علی بن المبارک۔ علی بن مبارک نے معاویہ بن سلام کی مخالفت کی ہے۔

🌞 فائدہ: اس مخالفت کی وضاحت آئندہ حدیث میں ہو رہی ہے کہ علی بن مبارک نے یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کی ہے جبکہ معاویہ بن سلام نے اسے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

۱۴۸۲- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَفْصَةَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهُ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَأَمَرَ فَنُودِيَ: أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ فِي صَلَاتِهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَبِثْتُ قَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ،

۱۴۸۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج کو گرہن لگا تو آپ نے وضو فرمایا اور حکم دیا تو اعلان کیا گیا کہ نماز کی جماعت ہونی ہے پھر آپ نے قیام شروع فرمایا اور نماز میں بہت لمبا قیام فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرا اندازہ ہے کہ آپ نے سورۃ البقرہ پڑھی پھر آپ نے رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا پھر فرمایا: سمع اللہ لمن حمدہ، پھر قیام کیا جس طرح پہلا قیام فرمایا تھا۔ سجدہ نہیں کیا پھر رکوع میں گئے پھر سجدہ کیا پھر کھڑے

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ قَامَ مِثْلَ مَا قَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ ثُمَّ رَكَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعَ، رَكَعَتَيْنِ وَسَجْدَةً ثُمَّ جَلَسَ وَجَلَّى عَنِ الشَّمْسِ.

ہوئے اور اس رکعت میں بھی پہلی رکعت کی طرح دو رکوع اور دو سجدے کیے پھر (تشہد میں) بیٹھے۔ اتنے میں سورج بھی روشن ہو گیا۔

🌅 فوائد و مسائل: ① ”میرا اندازہ ہے۔“ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز کسوف میں قراءت آہستہ ہونی چاہیے۔ اگر آپ جہر فرماتے تو اندازہ لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ حالانکہ آگے صریح روایت (۱۳۹۵) آ رہی ہے کہ آپ نے بلند آواز سے قراءت کی اور وہ روایت بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے ہے۔ اور وہ صحیحین کی روایت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الکسوف، حدیث: ۱۰۶۵، وصحیح مسلم، الکسوف، حدیث: (۵)۔ (۹۰) صریح روایت کے مقابلے میں جو اصح بھی ہے ایک مبہم روایت کو ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ بلکہ صریح روایت کو ترجیح ہوگی یا تطبیق دی جائے گی کہ آپ نے قراءت جہراً کی تھی مگر جمع زیادہ دور ہونے کی وجہ سے قراءت سنائی نہیں دے سکتی تھی۔ یا دور والوں کو آواز تو سنائی دیتی تھی مگر سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ تبھی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جہر کی روایت بھی بیان فرماتی ہیں اور اندازہ بھی لگا رہی ہیں۔ بعض اہل علم نے یہ تطبیق بیان کی ہے کہ طویل زمانہ کی وجہ سے آپ کو یاد نہ رہا کہ نبی ﷺ نے کیا قراءت کی تھی اس لیے تخمینہ بیان کیا لیکن پہلی بات ہی درست ہے۔ ② اس روایت اور روایت نمبر ۱۳۸۰ میں اختصار ہے کہ دو سجدوں کی تفصیل نہیں صرف سجدے کا ذکر ہے کیونکہ نماز کسوف عام نماز سے صرف رکوع میں مختلف ہے اس لیے رکوع کی تفصیل بیان کر دی کہ وہ ایک رکعت میں دو تھے مگر سجدے تو اتفاقاً ہر نماز میں ایک رکعت میں دو ہی ہیں لہذا اسے مبہم ذکر کر دیا۔ کوئی شخص بھی ایک سجدے کا قائل نہیں۔ امام صاحب نے شاید ظاہر الفاظ کے پیش نظر اسے ”ایک اور صورت“ بنا دیا ورنہ یہ کوئی صورت نہیں نیز ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں تعیف واقع ہوئی ہے۔ اصل میں فی سَجْدَةٍ تھا غلطی سے وَ سَجْدَةٍ ہو گیا یا وَ سَجْدَتَيْنِ سے وَ سَجْدَةٍ ہو گیا جو یقیناً غلطی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائي: ۴۳۳/۲)

باب ۱۴- ایک اور صورت

(المعجم ۱۴) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ۶۲۱)

۱۴۸۳- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرِ قَالَ: ۱۳۸۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ هِیْزَلٍ قَالَ: ۱۳۸۳- رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے اٹھے۔ جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ بھی اٹھے۔ آپ نے قیام فرمایا اور بڑا لمبا قیام فرمایا پھر رکوع فرمایا تو بہت لمبا رکوع فرمایا پھر اپنا سر اٹھایا اور بیٹھ گئے۔ بہت دیر بیٹھے رہے پھر دوسرا سجدہ کیا اور بہت لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا اور کھڑے ہو گئے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح قیام رکوع سجدہ اور جلسہ کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔ دوسری رکعت کے آخری سجدے میں آپ آہیں بھرنے اور رونے لگے۔ آپ فرماتے تھے: ”اے اللہ! تیرا مجھ سے وعدہ ہے کہ جب تک تو ان کے اندر موجود ہے میں عذاب نہیں بھیجوں گا۔ اے اللہ! تیرا مجھ سے وعدہ ہے کہ جب تک ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے تو عذاب نازل نہیں کرے گا۔“ پھر آپ نے سر اٹھایا تو سورج روشن ہو پاتا تھا پھر اللہ کے رسول ﷺ اٹھے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیاں فرمائی پھر فرمایا: ”بلاشبہ سورج اور چاند اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم ان میں سے کسی کا گرہن دیکھو تو جلدی سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف چلو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! جنت میرے اتنی قریب کی گئی کہ اگر میں اپنا ہاتھ بڑھاتا تو اس کے (پھلوں کے) کچھ خوشے توڑ لیتا۔ اور آگ میرے اس قدر قریب کی گئی کہ میں اس سے بچنے لگا۔ مجھے خطرہ محسوس ہونے لگا تھا کہ کہیں وہ تم پر نہ چھا جائے نیز میں نے اس میں بنو حمر کی ایک

عطاء بن السائب قال: حَدَّثَنِي أَبِي السَّائِبُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو حَدَّثَهُ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَامَ الَّذِينَ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرَّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَجَلَسَ فَأَطَالَ الْجُلُوسَ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَامَ، فَصَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ مَا صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الْقِيَامِ وَالرَّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ، فَجَعَلَ يَنْفُخُ فِي آخِرِ سُجُودِهِ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَيَبْكِي وَيَقُولُ: لَمْ تَعِدْنِي هَذَا وَأَنَا فِيهِمْ، لَمْ تَعِدْنِي هَذَا وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَانْجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِذَا رَأَيْتُمُ كُسُوفَ أَحَدِهِمَا فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَقَدْ أُذْنِبْتُ الْجَنَّةَ مِنِّي حَتَّى لَوْ بَسَطْتُ يَدَيَّ لَتَعَاطَيْتُ مِنْ قُطُوفِهَا، وَلَقَدْ أُذْنِبْتُ النَّارَ مِنِّي حَتَّى لَقَدْ جَعَلْتُ أَتَقَبُّهَا خَشْيَةً أَنْ تَغْشَاكُمْ، حَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا أَمَةً مِنْ حَمَمٍ يُقَذَّبُ فِيهَا هَذِهِ

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

تھا جسے اس نے باندھے رکھا۔ نہ تو اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھاتی اور نہ اسے خود کھلایا پلایا حتیٰ کہ وہ (بلی بھوک پیاس سے) مر گئی۔ واللہ! میں نے اسے (بلی کو) دیکھا کہ وہ عورت جب اس کی طرف منہ کرتی تھی تو وہ اسے نوچتی تھی اور جب وہ پیٹھ کرتی تھی تو اس کے سر میں کوکانٹ تھی۔ اور حتیٰ کہ میں نے آگ میں بنو دعدع کے ایک جوتا چور کو دیکھا جسے ایک دو شاخہ لکڑی کے ساتھ آگ میں دھکیلا جا رہا تھا۔ اور میں نے آگ میں اس چھڑی والے کو دیکھا جو اپنی چھڑی سے حاجیوں کا سامان چرا یا کرتا تھا۔ وہ آگ میں اپنی چھڑی کے سہارے کھڑا کہہ رہا تھا۔ (اے لوگو!) میں ہور چھڑی سے چوری کرنے والا۔“

رَبَطْنَهَا، فَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ فَلَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ سَقَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا تَنْهَشُهَا إِذَا أَقْبَلَتْ وَإِذَا وَلَّتْ تَنْهَشُ أَلْيَتَهَا، وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ السَّبْيَيْنِ أَخَا بَنِي الدَّعْدَعِ، يُدْفَعُ بِعَصَا ذَاتِ شُعْبَتَيْنِ فِي النَّارِ، وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمُحْجَنِ الَّذِي كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمُحْجَبِهِ مُتَكَبِّئًا عَلَى مُحْجَبِهِ فِي النَّارِ يَقُولُ: أَنَا سَارِقُ الْمُحْجَنِ“.

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت بھی مختصر ہے۔ اس میں دو رکوع کی تفصیل نہیں۔ راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے حدیث نمبر ۱۲۸۰ میں صراحتاً مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف میں ہر رکعت میں دو رکوع کیے، لہذا یہی معتبر ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے شاید ظاہر الفاظ کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے بھی ”ایک اور صورت“ بنا دیا۔ حقیقتاً کوئی الگ صورت نہیں۔ یا صورت سے مراد نماز کسوف کی اور صورت نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے اس واقعہ کی تفصیل ایک اور انداز میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم۔ ② ”تیرا مجھ سے وعدہ ہے۔“ اس جملے سے قرآنی آیت: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ (الأنفال: ۳۳) ”جب تک تو ان میں موجود ہے“ اللہ تعالیٰ انھیں عذاب نہیں دے گا۔“ کی طرف اشارہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز کسوف میں جہنم کی آمد کو عذاب کی تمہید خیال فرمایا ہوگا ورنہ کسوف بذات خود عذاب نہیں۔ ③ ”خوشے توڑ لیتا“ معلوم ہوا حقیقی جنت آپ کو دکھائی گئی اسی طرح جہنم بھی۔ ④ ”چھڑی والا“ اصل لفظ مُحْجَن ہے۔ وہ عصا جو آگ سے مڑا ہوا ہو۔

۱۲۸۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا گیا۔ آپ

۱۴۸۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ سَبْكَانُ

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

اٹھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا مگر یہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا، پھر دوسرا سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا لیکن یہ پہلے سجدے سے کم تھا، پھر کھڑے ہوئے اور دو رکوع کیے۔ دونوں میں ایسے ہی کیا، پھر دو سجدے کیے۔ دونوں میں ایسے ہی کیا، حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو گئے، پھر فرمایا: ”یقیناً سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں میں سے دو نشانیاں ہیں اور یہ کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں گہناتے۔ جب تم ان کی یہ حالت دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نماز شروع کر دو۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ بَنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ وَهُوَ دُونَ السُّجُودِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَفَعَلَ فِيهِمَا مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يَتَعَلَّ فِيهِمَا مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَإِنْهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُ ذَلِكَ فَافْرِعُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى الصَّلَاةِ».

(المعجم ۱۵) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة: ۶۲۲)

باب: ۱۵- ایک اور صورت

۱۳۸۵- حضرت ثعلبہ بن عباد عبدی سے روایت ہے.... وہ بصرہ کے رہنے والے تھے.... انھوں نے ایک دفعہ حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے خطبہ سنا۔ انھوں نے اپنے خطبے میں رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث

۱۴۸۵- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَعْلَبَةُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَدَنِيُّ

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

بیان فرمائی۔ فرمایا: ایک دن میں اور انصار کا ایک لڑکا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (اپنے مقرر کردہ نشانوں پر) تیر اندازی کر رہے تھے۔ جب سورج دیکھنے والے کی نظر میں افق سے دو تین نیزے اونچا آ گیا تو بے نور ہو گیا۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: اؤ مسجد چلیں۔ اللہ کی قسم! سورج کی یہ حالت رسول اللہ ﷺ کے لیے آپ کی امت میں کسی نئے حکم کا سبب بنے گی۔ ہم مسجد کی طرف چلے تو رسول اللہ ﷺ ہمیں لوگوں کی طرف نکلتے ہوئے ملے۔ آپ آگے بڑھے اور نماز شروع کر دی۔ آپ نے اتنا لمبا قیام فرمایا کہ کبھی کسی نماز میں اتنا لمبا قیام نہیں فرمایا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے پھر آپ نے ہمارے ساتھ رکوع کیا اور اتنا لمبا رکوع کہ کبھی کسی نماز میں اتنا لمبا رکوع نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے پھر آپ سجدہ کیا۔ اتنا لمبا سجدہ کہ کبھی کسی نماز میں اتنا لمبا سجدہ نہیں کیا تھا۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کیا۔ جب آپ دوسری رکعت کے آخر میں بیٹھے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔ آپ نے سلام پھیرا پھر اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس بات کی شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی (حقیقی اور سچا) معبود نہیں اور اس بات کی شہادت دی کہ وہ (آپ) اللہ کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں ﷺ یہ روایت مختصر ہے۔

مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ: أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةً يَوْمًا لِسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ: بَيْنَا أَنَا يَوْمًا وَعَلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ نَزَمِي غَرَضَيْنِ لَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قَبْدَ رُمُحَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فِي عَيْنِ النَّاطِلِ مِنَ الْأَفْقِ اسْوَدَّتْ فَقَالَ أَحَدُنَا لِصَاحِبِهِ: ائْطَلِقْ بِنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَاللَّهِ! لَيُخْبِرَنَّ شَأْنُ هَذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي أُمَّتِهِ حَدَّثَنَا قَالَ: فَدَفَعْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ: فَوَافَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ قَالَ: فَاسْتَقْدَمَ فَصَلَّى فَقَامَ كَأَطْوَلِ قِيَامٍ مَا قَامَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ، مَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَأَطْوَلِ رُكُوعٍ مَا رَكَعَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ مَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَأَطْوَلِ سُجُودِهِ مَا سَجَدَ بِنَا فِي صَلَاةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ فِي الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، قَالَ: فَوَافَقَ تَجَلَّى الشَّمْسُ جُلُوسَهُ فِي الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، فَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَشَهِدَ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَشَهِدَ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ. مُخْتَصَرٌ.

فوائد و مسائل: ① ”ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔“ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نے بلند آواز سے قراءت

۱۶- کتاب الکسوف

دیتی تھی۔ حقیقتاً یہ الفاظ آپ کے جہر پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ کی آواز تو تھی مگر ہمیں سنائی نہیں دیتی تھی۔
 ⑤ اس روایت میں صرف ایک رکوع اور ایک سجدے کا ذکر ہے۔ دراصل یہ روایت مختصر ہے۔ مقصد رکوع اور سجدے کی طوالت کا اظہار ہے نہ کہ تعداد کا بیان۔ حقیقتاً دو رکوع تھے اور دو سجدے جیسا کہ دوسری مشہور روایت میں صراحتاً ذکر ہے، ورنہ ایک سجدے کا تو کوئی بھی قائل نہیں، نیز بعض محققین کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔
 اس صورت میں مذکورہ بالا تطبیق کی ضرورت نہیں رہتی۔ مزید دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۵/۹۰، ۵/۱۷، وضعیف سنن النسائی، رقم: ۱۸۳۳، و سنن ابن ماجہ بتحقیق الدكتور بشار عواد، حدیث: ۱۲۶۳)

(المعجم ۱۶) - نَوْعٌ آخَرُ (التحفة ۶۲۳) باب: ۱۶- ایک اور صورت

۱۴۸۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَخَرَجَ يَجُزُّ نُورُهُ فِرْعَا حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي بِنَا حَتَّى انْجَلَتْ، فَلَمَّا انْجَلَتْ قَالَ: «إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنَ الْعُظَمَاءِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ، إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا بَدَأَ لَشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا كَأَخَذْتُمْ صَلَاةَ صَلَاتِيئُهَا مِنَ الْمَكْتُوبَةِ».

۱۴۸۶- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گہنا گیا۔ آپ گہرا کر اپنا کپڑا (بالائی چادر) گھینٹتے ہوئے گھر سے نکلے حتیٰ کہ مسجد میں آئے اور ہمیں نماز پڑھائی حتیٰ کہ سورج صاف ہو گیا۔ جب سورج صاف ہو گیا تو فرمایا: ”لوگ کہتے ہیں کہ سورج اور چاند کسی بڑے سردار کی موت ہی پر گہناتے ہیں حالانکہ یہ حقیقت نہیں۔ سورج اور چاند کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں گہناتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی (عظمت و توحید کی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب اللہ عز و جل اپنی کسی مخلوق پر تجلایا فرماتا ہے تو وہ مخلوق فوراً اس کی اطاعت کرتی ہے۔ جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اس قریب ترین فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے (اب سے پہلے) پڑھی ہے (یعنی فجر کی طرح۔“)

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: ”قرب ترین نماز کی طرح“ احتاف نے ان الفاظ سے استدلال کیا ہے کہ نماز کسوف میں ایک رکوع ہی کرنا چاہیے حالانکہ دو رکوع والی روایات اقویٰ اور بالکل صریح ہیں جبکہ اس روایت میں رکوع کا ذکر ہی نہیں۔ باقی رہی تشبیہ تو وہ تو رکعات کی تعداد میں بھی ہو سکتی ہے، یعنی دو رکعات پڑھو۔ کیا ہم روایت کی وجہ سے بہت سی صریح اور قوی روایات کو چھوڑا جاسکتا ہے؟ پھر لطیفہ یہ ہے کہ صبح کی نماز تو جہراً ہوتی ہے۔ اس تشبیہ کے مطابق تو نماز کسوف جہراً ہونی چاہیے مگر احتاف اس کے قائل نہیں جبکہ جہر کا ذکر صحیح حدیث میں ہے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ صحیح حدیث کے موافق تو استدلال نہ کیا جائے لیکن دوسری صحیح احادیث کے خلاف استدلال کیا جائے؟ واللہ ہوا الموفق۔ علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو محققین نے ضعیف قرار دیا ہے، تاہم حدیث کے پہلے حصے: [إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتٍ عَظِيمٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ] کو صحیح قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ اس کا مجموعی مضمون دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے، البتہ اس سے اگلا حصہ محققین کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبی شرح سنن النسائي: ۱۳۹/۱۷ و ضعیف سنن النسائي للألبانی، رقم: ۱۳۸۴)

۱۳۸۷- حضرت قیسہ بن مخارق ہلانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینے میں تھے کہ سورج گہنا گیا۔ آپ گھبرا کر اپنا کپڑا اٹھیتے ہوئے نکلے پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور خوب لمبی پڑھیں۔ ادھر آپ نماز سے فارغ ہوئے، ادھر سورج بھی روشن ہو گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور انھیں کسی کی موت و حیات کی بنا پر گرہن نہیں لگتا۔ جب تم اس قسم کی کوئی چیز دیکھو تو اس قریب ترین فرض نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے پڑھی ہے۔“

۱۴۸۷- وَأَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ أَنَّ جَدَّهُ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ الْوَزَائِعِ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنَا أُيُوبُ السَّخْتِيَانِيُّ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُحَارِقِ الْهَلَالِيِّ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ إِذْ ذَاكَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، فَخَرَجَ فَرَعًا يَجْرُ تَوْبُهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَطْلَاهُمَا فَوَاقِفَ انْصِرَافَهُ انْجِلَاءَ الشَّمْسِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَصَلُّوا كَمَا حَدَّثَ صَلَاةً

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل مکتوبہ صَلَّيْتُمُوهَا۔

۱۴۸۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ - وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ قَبِيصَةَ الْهَلَالِيِّ: أَنَّ الشَّمْسَ انْخَسَفَتْ فَصَلَّى نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلِكِلَيْهِمَا خَلْقَانِ مِنْ خَلْقِهِ، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُحْدِثُ فِي خَلْقِهِ مَا شَاءَ، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا تَجَلَّى لِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ يَخْشَعُ لَهُ، فَأَيُّهُمَا حَدَّثَ فَصَلُّوا حَتَّى يَنْجَلِيَ أَوْ يُحْدِثِ اللَّهُ أَمْرًا»۔

۱۴۸۸- حضرت قبیصہ ہلالیؒ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ سورج گہنا گیا تو نبی ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا پھر آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ سورج اور چاند کی موت کی بنا پر نہیں گہنا تے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے تبدیلی لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب اپنی کسی مخلوق پر تجلی فرماتا ہے تو وہ فوراً اس کی اطاعت کرتی ہے۔ تو جب ان دونوں میں سے کسی میں کوئی تبدیلی واقع ہو (سورج یا چاند کو گرہن لگے) تو نماز پڑھو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی اور امر صادر فرمادے۔“

۱۴۸۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ التَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ فَصَلُّوا كَمَا حَدَّثَ صَلَّيْتُمُوهَا»۔

۱۴۸۹- حضرت نعمان بن بشیرؒ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب سورج یا چاند کو گرہن لگ جائے تو اس قریب ترین نماز کی طرح نماز پڑھو جو تم نے پڑھی ہے (یعنی فجر کی نماز)۔“

۱۴۹۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي

۱۴۹۰- حضرت نعمان بن بشیرؒ سے مروی ہے کہ جب سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی۔ آپ رکوع اور سجدہ کرتے تھے۔

۱۴۸۸- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۴۰۲ من حديث معاذ بن هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۷۲، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۳۳۳/۱، ووافقه الذهبي، وانظر الحديث السابق لعلته.

۱۴۸۹- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ۱۴۸۶، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۷۳.

۱۶۔ کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

قَلَابَةٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى جِبِينَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ صَلَاتِنَا يَوْمَ كَعُ وَيَسْجُدُ.

☀ فائدہ: ہماری عام نماز کی طرح اس میں بھی رکوع سجدے تھے۔ وہ صرف قیام ہی پر مشتمل نہ تھی یا جس طرح ہم نماز کسوف پڑھتے ہیں اسی طرح آپ ﷺ نے پڑھی تھی۔ اس روایت میں رکوع کی تعداد کی بحث نہیں۔

۱۶۹۱۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا مُسْتَعْجِلًا إِلَى الْمَسْجِدِ وَقَدْ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى حَتَّى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَقُولُونَ: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنْ عَظَمَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ، وَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّهُمَا خَلِيقَتَانِ مِنْ خَلْقِهِ يُحَدِّثُ اللَّهُ فِي خَلْقِهِ مَا يَشَاءُ، فَأَيُّهُمَا انْخَسَفَ فَصَلُّوا حَتَّى يَنْجَلِيَ أَوْ يُحَدِّثَ اللَّهُ أَمْرًا».

۱۳۹۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن نبی ﷺ مسجد کی طرف تیزی سے نکلے کیونکہ سورج کو گرہن لگ گیا تھا۔ آپ نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ سورج روشن ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”جاہلیت والے لوگ کہتے تھے کہ سورج اور چاند کو کسی بڑے زہنی سردار کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سورج اور چاند کو کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا بلکہ یہ دونوں تو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوقیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہے تبدیلی لاسکتا ہے لہذا ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو نماز پڑھو حتیٰ کہ وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی نیا امر جاری فرمادے۔“

☀ فائدہ: ۱۳۸۵ تا ۱۳۹۱ تک تمام روایات ضعیف ہیں لہذا ان سے استدلال درست نہیں۔ کسوف کا اصح طریقہ اور تفصیل گزشتہ صحیح احادیث میں گزر چکی ہے۔

۱۶۹۲۔ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى ۱۳۹۲۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم

۱۶- کتاب الکسوف

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْرُ رِدَاءُهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْمَسْجِدِ وَثَابَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ فَلَمَّا انْكَسَفَتْ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنَ آيَاتِ اللَّهِ يُخَوِّفُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِمَا عِبَادَهُ، وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى يُكْشَفَ مَا بَكُمْ» وَذَلِكَ أَنَّ ابْنًا لَهُ مَاتَ يُقَالُ لَهُ: إِبرَاهِيمُ، فَقَالَ لَهُ نَاسٌ فِي ذَلِكَ.

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ اپنی بالائی چادر کو گھٹیے ہوئے لٹکے حتیٰ کہ مسجد میں پہنچے۔ لوگ بھی آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ جب گرہن ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان (کے گرہن) کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ انھیں کسی کی موت و حیات کی بنا پر گرہن نہیں لگتا چنانچہ جب تم ایسی صورت حال دیکھو تو نماز شروع کر دو حتیٰ کہ گرہن ختم ہو جائے۔“ یہ آپ نے اس لیے ارشاد فرمایا کہ اس دن آپ کا بیٹا (حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ) فوت ہو گیا تھا تو لوگوں نے اس بارے میں یہ کہنا شروع کر دیا تھا (کہ گرہن ان کی وفات کی وجہ سے لگا ہے)۔

۱۴۹۳- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ مِثْلَ صَلَاتِكُمْ هَذِهِ وَذَكَرَ كُسُوفَ الشَّمْسِ.

۱۴۹۳- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھاری اس نماز (نماز کسوف) کی طرح دو رکعتیں پڑھی تھیں اور انھوں نے سورج گرہن کا ذکر کیا تھا۔

☀ فائدہ: بعض حضرات نے ”اس نماز“ سے مراد عام نماز لی ہے اور پھر نماز کسوف میں ایک رکوع پر استدلال کیا ہے حالانکہ یہ استدلال صریح اور اقویٰ روایات کے خلاف ہے۔ عمل صریح پر ہوتا ہے نہ کہ اس قسم کے مبہم الفاظ پر۔

(المعجم ۱۷) - قَدَرُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ۲۲۴)

باب: ۱۷- نماز کسوف میں قراءت کی مقدار؟

۱۴۹۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

۱۴۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

ہیں کہ سورج کو گرہ بن لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی جبکہ لوگ بھی آپ کے ساتھ (نماز میں شامل) تھے۔ آپ نے لمبا قیام فرمایا اور سورۃ بقرہ کے برابر قراءت کی پھر آپ نے لمبا رکوع فرمایا پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا جبکہ یہ پہلے قیام سے کم تھا پھر لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدے کیے پھر لمبا قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا پھر لمبا رکوع فرمایا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام فرمایا مگر یہ پہلے قیام سے کم تھا پھر لمبا رکوع فرمایا مگر یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔ اس وقت تک سورج روشن ہو چکا تھا پھر آپ نے فرمایا: ”بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دونائیاں ہیں۔ انھیں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، لہذا جب تم یہ صورت حال دیکھو تو اللہ عزوجل کو یاد کیا کرو۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ نے اپنے قیام کے دوران میں کسی چیز کو پکڑنے کی کوشش کی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے آپ نے فرمایا: ”میں نے جنت دیکھی“ یا فرمایا: ”مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے اس سے ایک خوشہ لینے کی کوشش کی تھی اور اگر میں اسے لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے“ نیز میں نے آگ دیکھی۔ میں نے اس جیسا خوف ناک منظر کبھی نہیں دیکھا اور میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں کو دیکھا۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے

حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَشْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا قَرَأَ نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتٍ أَوْ حَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِزَّ وَجَلَّ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَأَيْنَاكَ تَنَازَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعُّبْتَ؟ قَالَ: «إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ، أَوْ أَرَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَّاوَلْتُ مِنْهَا عُنْفُوًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيََتِ الدُّنْيَا، وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ».

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

قَالُوا: لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «يَكْفُرُ هَـ»
قِيلَ: يَكْفُرُنَ بِاللَّهِ؟ قَالَ: «يَكْفُرُنَ الْعَشِيرَ
وَيَكْفُرُنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى
إِحْدَاهُمُ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا،
قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ خَيْرًا مِنْكَ قَطُّ».

رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ”اپنے کفر کی وجہ سے۔“
کہا گیا: وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا:
”نہیں، وہ خاندان کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش
ہیں۔ اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ ساری زندگی حسن
سلوک کرے پھر وہ تجھ سے کوئی ناگوار چیز دیکھے تو کہے
گی: میں نے تجھ سے کبھی کوئی اچھا سلوک نہیں دیکھا۔“



فوائد و مسائل: ① نماز کسوف میں لمبا قیام وغیرہ سورج کو روشن کرنے کے لیے نہیں اس نے اپنے معمول
کے مطابق روشن ہوئی جانا ہوتا ہے، کوئی نماز پڑھے یا نہ پڑھے یا گالیاں دے کیونکہ وہ نیکوئی چیز ہے۔ یہ تو
صرف وقتی فریضہ ادا کرنے کے لیے ہے، صبح کی نماز لمبی پڑھی جاتی ہے۔ عموماً کسوف کا وقت طویل ہوتا
ہے۔ خصوصاً آپ کے دور کا کسوف مکمل سورج گرہن تھا اور مکمل سورج گرہن ختم ہونے میں کافی وقت لگتا ہے
لہذا اس نماز میں طوالت مستحب اور وقتی تقاضا ہے۔ ② کفر کے معنی انکار کرنا بھی ہیں، ناشکری کرنا بھی۔ یہاں
دوسرے معنی مراد ہیں۔ اور جہنم میں یہ دخول عارضی ہے کیونکہ گناہ گار مومنوں کا اصل اور مستقل ٹھکانا جنت ہے
ہاں حقیقی کافر دائمی جہنمی ہیں اور جہنم ان کا مستقل ٹھکانا ہے۔

(المعجم ۱۸) - بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي

صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ۶۲۵)

باب: ۱۸- نماز کسوف میں بلند آواز

سے قراءت کرنا

۱۳۹۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے چار سجدوں (یعنی دو رکعتوں) میں چار
رکوع کیے۔ اور نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت
فرمائی۔ جب بھی رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو کہتے:
[سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ]

۱۴۹۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو لَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ
يُحَدِّثُ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ
سَجَدَاتٍ وَجَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ كُلَّمَا رَفَعَ
رَأْسَهُ قَالَ: «سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا
وَلَكَ الْحَمْدُ».

۱۶- کتاب الکسوف کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

☀ فائدہ: گویا دونوں رکوعوں سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ہی کہنا ہے۔ امام شافعی سے پہلے رکوع کے بعد اللہ اکبر منقول ہے مگر یہ درست نہیں۔ صریح روایت کے مقابلے میں قیاس معتبر نہیں۔

(المعجم ۱۹) - تَرَكَ الْجَهْرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ
(التحفة ۶۲۶)
باب: ۱۹- نماز کسوف میں بلند آواز سے قراءت نہ کرنا

۱۴۹۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّادٍ، رَجُلٍ مِنْ [ابن] عَبْدِ الْقَيْسِ عَنْ سَمُرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ لَا نَسْمَعُ لَهُ صَوْتًا.

۱۳۹۶- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں نماز کسوف پڑھائی۔ ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔

☀ فائدہ: اس مسئلے کی تفصیلی بحث کے لیے حدیث نمبر: ۱۳۸۲ و ۱۳۸۵ کے فوائد و مسائل دیکھیے۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ الْقَوْلِ فِي السُّجُودِ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ۶۲۷)
باب: ۲۰- نماز کسوف کے سجدے میں کیا پڑھا جائے؟

۱۴۹۷- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُسَوِّرِ الرَّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَرُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ. قَالَ شُعْبَةُ: وَأَخْسَبُهُ قَالَ فِي السُّجُودِ نَحْوَ ذَلِكَ، وَجَعَلَ يَبْكِي فِي

۱۳۹۷- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہ بن گیا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ قیام بہت لمبا کیا پھر رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا پھر سراٹھایا تو بہت دیر کھڑے رہے۔ اسی طرح سجدہ بھی خوب لمبا کیا۔ آپ ﷺ سجدے میں روتے تھے! آئیں بھرتے تھے اور فرماتے تھے: ”اے میرے رب! تو نے مجھ سے اس (عذاب) کا وعدہ نہیں کیا تھا جبکہ میں تو تجھ سے بخشش طلب کر رہا ہوں۔ تو نے مجھ سے اس (عذاب) کا وعدہ

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

نہیں کیا تھا جبکہ میں ان میں موجود ہوں۔“ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”مجھ پر جنت پیش کی گئی“ حتیٰ کہ اگر میں اپنا ہاتھ بڑھاتا تو میں اس کے کچھ خوشے لے لیتا، نیز مجھ پر آگ پیش کی گئی تو میں اس میں پھونکیں مارنے لگا کہ کہیں تمہیں اس کی پیش نہ آ لے۔ اور میں نے اس میں اپنی دواؤں وغنیوں کا چور بھی دیکھا، نیز میں نے اس میں بنو عدس کا وہ شخص دیکھا جو حاجیوں کی چیزیں چرایا کرتا تھا۔ اور اگر پتا چل جاتا تو وہ کہتا کہ یہ چھڑی کی کارستانی ہے۔ اور میں نے اس میں ایک لمبی کالی عورت دیکھی جسے ایک بلی کے بارے میں عذاب دیا جا رہا تھا جسے اس نے باندھ دیا تھا۔ نہ تو اسے کھلایا پلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیرے کوڑے کھا لیتی حتیٰ کہ وہ مر گئی۔ اور (یاد رکھو!) سورج اور چاند کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں گہناتے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دونشائیاں ہیں۔ جب ان میں سے کسی کو گرہن لگ جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو۔“

سُجُودِهِ وَيَنْفُخُ وَيَقُولُ: «رَبِّ! لَمْ تَعَذِّبْنِي هَذَا وَأَنَا أَسْتَغْفِرُكَ، لَمْ تَعَذِّبْنِي هَذَا وَأَنَا فِيهِمْ» فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: «عَرَضْتُ عَلَيْكَ الْجَنَّةَ حَتَّى لَوْ مَدَدْتُ يَدَيَّ تَنَاوَلْتُ مِنْ قُطُوفِهَا، وَعَرَضْتُ عَلَيْكَ النَّارَ فَجَعَلْتُ أَنْفُخُ خَشْيَةً أَنْ يَغْشَاكُمْ حَرُّهَا، وَرَأَيْتُ فِيهَا سَارِقَ بَدَنَتْنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَرَأَيْتُ فِيهَا أَخَا بَنِي الدُّدْعُ سَارِقُ الْحَبِيبِ فَإِذَا فُطِنَ لَهُ قَالَ: هَذَا عَمَلُ الْمُحْجَنِّ، وَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً طَوِيلَةَ سَوْدَاءٍ تَعْدُبُ فِي هِرَّةٍ رَبِطَتْهَا، فَلَمْ تُطْعِمَهَا وَلَمْ تَسْقِهَا وَلَمْ تَدْعَهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ، وَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا انْكَسَفَا إِحْدَاهُمَا أَوْ قَالَ: فَعَلَّ أَحَدُهُمَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَايْتَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ».

🌞 فائدہ: یہ حدیث تفصیل کے ساتھ پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر ۱۲۸۳، لہذا اسے اس کی روشنی میں سمجھا جائے، البتہ اس میں بنو عدس کے شخص کو چوراہا کہا گیا تھا اور یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ حاجیوں کی چیزیں چرایا کرتا تھا۔ گویا وہ حاجیوں کے جوتے چھڑی میں پھنسا کر لے بھاگتا تھا۔ (مزید تفصیلات کے لیے حدیث نمبر ۱۲۸۳ کے فوائد دیکھیے۔)

باب: ۲۱- نماز کسوف میں تشہد پڑھنا

اور سلام پھیرنا

۱۴۹۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ

(المعجم ۲۱) - بَابُ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ

فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ (الصحفة ۶۲۸)

۱۴۹۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ نماز کی جماعت ہونے والی ہے۔ لوگ اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی۔ آپ نے اللہ اکبر کہا، پھر لمبی قراءت کی، پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا، اپنے قیام جتنا یا اس سے بھی لمبا، پھر اپنا سر اٹھایا اور سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا، پھر طویل قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم تھی، پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر سر اٹھایا اور سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا، پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا سجدہ کیا، رکوع جتنا یا اس سے بھی لمبا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھایا اور پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہہ کر اٹھے اور لمبی قراءت کی جو پہلی قراءت سے کم تھی، پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سر اٹھایا اور سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا اور پھر لمبی قراءت کی جو دوسرے قیام کی پہلی قراءت سے کم تھی، پھر اللہ اکبر کہا اور لمبا لیکن پہلے رکوع سے کم لمبا رکوع کیا، پھر اٹھایا اور سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا، پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے سجدوں سے کم لمبے سجدے کیے۔ پھر تشہد پڑھا، پھر سلام پھیرا۔ پھر آپ (تقریر کے لیے) کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا: ”سورج اور چاند کسی کی موت و حیات کی بنا پر بے نور نہیں ہوتے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دونائیاں ہیں۔ ان میں سے جسے گرہن لگ جائے تو گھبرا کر (فوراً) نماز کی صورت

سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَهُ، عَنْ ابْنِ کَثِيرٍ، عَنْ ابْنِ نَجْرِ أَنَّ سَأَلَ الرَّهْرِيَّ عَنْ سُنَّةِ صَلَاةِ الْكُسُوفِ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الرُّبَيْعِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا فَنَادَى: أَيْنَ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا مِثْلَ قِيَامِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ: «سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَذْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَذْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا مِثْلَ رُكُوعِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَذْنَى مِنَ الْأُولَى، ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا هُوَ أَذْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً وَهِيَ أَذْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى فِي الْيَتَامِ الثَّانِي، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَهُ» ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ أَذْنَى مِنْ سُجُودِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ فِيهِمْ فَحَمَدَ اللہ

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

میں اللہ کا ذکر شروع کر دو۔“

وَأَنْتَنِي عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَأُبَيِّنُ خُفْيَ بِهِ أَوْ بِأَحَدِهِمَا فَافْرَعُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ بِذِكْرِ الصَّلَاةِ».

۱۴۹۹- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن میں نماز پڑھی۔ قیام کیا اور بہت لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر کھڑے ہوئے اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا اور لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا (اور تشہد و درود وغیرہ پڑھا)۔ پھر سلام پھیرا۔

١٤٩٩- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عَمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَشْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْكُشُوفِ، فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ انْصَرَفَ.

باب: ۲۲- نماز کسوف کے بعد منبر پر

(المعجم ٢٢) - بَابُ الْقُعودِ عَلَى الْمَنبرِ

بیٹھنا (یعنی خطاب کرنا)

بَعْدَ صَلَاةِ الْكُسُوفِ (التحفة ٦٢٩)

۱۵۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ

١٥٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ

١٤٩٩- أخرجه البخاري، الأذان، باب: (٩٠)، ح: ٧٤٥ من حديث نافع بن عمر به مطولاً، وهو في الكبرى،

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مَخْرَجًا فَخُصِفَ بِالشَّمْسِ، فَخَرَجْنَا إِلَى الْحُجْرَةِ فَاجْتَمَعَ إِلَيْنَا نِسَاءُ وَأَقْبَلَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَذَلِكَ ضَحْوَةٌ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ دُونَ رُكُوعِهِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَصَنَعَ مِثْلَ ذَلِكَ إِلَّا أَنَّ قِيَامَهُ وَرُكُوعَهُ دُونَ الرُّكُوعَةِ الْأُولَى، ثُمَّ سَجَدَ وَتَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَعَدَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ فِيمَا يَقُولُ: «إِنَّ النَّاسَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ كَفِتْنَةِ الدَّجَالِ». مُخْتَصَرٌ.

سورج بھی روشن ہو گیا۔ جب سلام پھیرا تو منبر پر تشریف فرما ہوئے (اور بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔) ان میں یہ بھی فرمایا: ”بلاشبہ لوگ قبروں میں فتنہ دجال کی طرح آزمائے جائیں گے۔“ یہ روایت مختصر ہے۔

🌞 فائدہ: قبروں میں آزمائش سے مراد فرشتوں کا سوال و جواب ہے جو ایک بہت مشکل مرحلہ ہے اور اسی پر نجات کا دار و مدار ہے۔ حشر کے بعد تو اسی کی تفصیل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

(المعجم ۲۳) - بَابُ: كَيْفَ الْخُطْبَةُ فِي الْكُسُوفِ (التحفة ۶۳۰)

باب: ۲۳- گرہن کے موقع پر (نماز کے بعد) خطبہ کیسے ہوگا؟

۱۵۰۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَسَفَتْ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَامَ فَصَلَّى فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ

۱۵۰۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز شروع کر دی تو بہت ہی لمبا قیام فرمایا پھر رکوع فرمایا تو بہت ہی لمبا رکوع فرمایا پھر سر اٹھایا تو بہت لمبا قیام فرمایا مگر یہ پہلے قیام سے کم لمبا تھا

۱۶- کتاب الکسوف

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام ومسائل

پھر دوسرا رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا مگر یہ پہلے رکوع سے کم لمبا تھا پھر سجدہ فرمایا (دودفعہ) پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا جو پہلے قیام سے کم لمبا تھا اور پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم لمبا تھا پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام فرمایا جو پہلے قیام سے کم لمبا تھا پھر رکوع فرمایا اور لمبا رکوع فرمایا جو پہلے رکوع سے کم لمبا تھا پھر سجدہ فرمائے اور نماز سے فارغ ہوئے تو گرہن ختم ہو چکا تھا پھر آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی پھر فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی عظمت کی دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی کی موت و حیات کی بنا پر بے نور نہیں ہوتے، لہذا جب تم یہ حالت دیکھو تو نماز پڑھو صدقات کرو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔“ اور فرمایا: ”اے امت محمد! کسی کو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیرت نہیں آتی اس بات پر کہ اس کا غلام یا لونڈی زنا کرے۔ اے امت محمد! اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ رو۔“

الرُّكُوعُ جَدًّا ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جَدًّا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ فَفَرَّغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَقَدْ جَلَّى عَنِ الشَّمْسِ، فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا وَادْكُرُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ» وَقَالَ: «يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَصَحَحْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا».

۱۵۰۲- حضرت سرہ جلیلو سے روایت ہے کہ جب

سورج کو گرہن لگا تھا تو نبی ﷺ نے خطبہ دیا تھا اور فرمایا تھا: اَمَّا بَعْدُ!

۱۵۰۲- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ سُمَرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ جَبِينَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: «أَمَّا بَعْدُ».

فائدہ: خطبہ میں حمد و صلاۃ کے بعد کہا جاتا ہے: اَمَّا بَعْدُ! یعنی حمد و صلاۃ کے بعد میرا مقصود یہ ہے۔ اور اس کے بعد مقصد بیان کیا جاتا ہے۔ یہ حدیث گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۱۳۸۵.

کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۲۴- گرہن کے موقع پر دعا

مانگنے کا حکم

۱۵۰۳- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔ آپ جلدی سے اپنی بالائی چادر گھسیٹے ہوئے مسجد کی طرف چلے۔ لوگ بھی آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی جیسے وہ (اہل مدینہ نماز کسوف) پڑھتے تھے۔ جب سورج روشن ہو گیا تو آپ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ”بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیاں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور انھیں کسی کی موت کی بنا پر گرہن نہیں لگتا۔ جب تم ان میں سے کسی کو گرہن لگتا دیکھو تو نماز پڑھو اور دعائیں کرو حتیٰ کہ گرہن ختم ہو جائے۔“

☀ فائدہ: دعا نماز کسوف کے اندر بھی ہو سکتی ہے آگے پیچھے بھی انفرادی بھی اور اجتماعی بھی۔

باب: ۲۵- گرہن کے موقع پر بخشش طلب

کرنے کا حکم

۱۵۰۴- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سورج گہنا گیا تو نبی ﷺ گھبرا کر اٹھے۔ آپ کو خطرہ ہوا کہ قیامت نہ آ جائے۔ آپ اٹھے حتیٰ کہ مسجد میں آئے اور کھڑے ہو کر اتنے لمبے قیام رکوع اور

۱۶- کتاب الکسوف

(المعجم ۲۴) - الْأَمْرُ بِالِدُّعَاءِ فِي

الْكُسُوفِ (التحفة ۶۳۱)

۱۵۰۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ إِلَى الْمَسْجِدِ يَجُرُّ رِدَاءَهُ مِنَ الْعَجَلَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلُّوا رَكَعَتَيْنِ كَمَا يَصِلُونَ، فَلَمَّا انْجَلَتْ حَظَبَتَا فَقَالَ: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ يُخَوِّفُ بِهِمَا عِبَادَهُ، وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ فَإِذَا رَأَيْتُمُ كُسُوفَ أَحَدِهِمَا فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتَّى يَنْكَسِفَ مَا بِكُمْ».

(المعجم ۲۵) - الْأَمْرُ بِالِاسْتِغْفَارِ فِي

الْكُسُوفِ (التحفة ۶۳۲)

۱۵۰۴- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَسْرُوقِيُّ عَنْ أَبِي أَسَمَةَ، عَنْ يَزِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: خَسَفَتْ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِرْعَا يَخْشَى أَنْ

۱۶۔ کتاب الکسوف _____ کسوف اور نماز کسوف سے متعلق احکام و مسائل

تَكُونُ السَّاعَةُ، فَقَامَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَقَامَ يُصَلِّي بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِي صَلَاةٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللَّهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلَكِنَّ اللَّهَ يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَافْزِعُوا إِلَى ذِكْرِهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ»۔

سجدے کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی آپ کو کسی نماز میں اتنے لمبے قیام رکوع اور سجدے کرتے نہیں دیکھا، پھر آپ نے فرمایا: ”تحقیق یہ نشانیاں جو اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کسی کی موت و حیات کی بنا پر نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ انھیں اس لیے ظاہر فرماتا ہے کہ اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی بنا پر اپنا خوف پیدا فرمائے۔ جب تم کوئی ایسی چیز دیکھو تو فوراً اللہ کا ذکر کرو دعا کی کرو اور اس سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① راوی حدیث نے نبی ﷺ کی گھبراہٹ اور جلدی سے اندازہ لگایا کہ شاید آپ کو قیامت

کا خطرہ محسوس ہوا ہے یہ نہیں کہ آپ کو واقعی قیامت کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا کیونکہ قیامت کی بہت سی نشانیاں آپ نے بیان فرمائی ہیں جن میں سے سوائے آپ کی بعثت کے اور کوئی نشانی بھی پوری نہ ہوئی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ممکن ہے گھبراہٹ کی بنا پر آپ کا ذہن ان نشانیوں کی طرف متوجہ نہ ہو سکا یا اس وقت تک ابھی آپ کو دوسری نشانیاں بتلائی ہی نہ تھیں حالانکہ یہ واقعہ آپ کی وفات سے صرف چار ساڑھے چار ماہ قبل ہوا ہے۔ آخری دونوں وجوہ کمزور ہیں۔ ② چاند گرہن کا کوئی واقعہ احادیث میں منقول نہیں مگر تمام احادیث میں سورج اور چاند کو اکٹھا ہی ذکر کیا گیا ہے اور احکام بھی مشترک ہی دیے گئے ہیں لہذا چاند گرہن کے موقع پر بھی نماز کسوف اسی طرح پڑھی جائے گی اور دیگر احکام بھی لاگو ہوں گے۔ احناف نے بعض مصالح کی بنا پر چاند گرہن میں جماعت کو مناسب نہیں سمجھا مگر روایات صراحۃً ان کے خلاف ہیں۔ ③ نماز کسوف کے بارے میں پینتالیس (۳۵) روایات ذکر کی گئی ہیں جن کا تعلق ایک ہی واقعے سے ہے۔ کچھ مفصل ہیں کچھ مجمل، پھر بعض میں وہم اور غلط فہمی بھی ہے لہذا تمام روایات کو ملا کر مجموعی طور پر جو واقعے کی کیفیت سمجھ میں آتی ہے وہ معتبر ہوگی، نیز اکا دکا روایات میں اگر کوئی بات کثیر روایات کے خلاف آگئی ہے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، بلکہ اسے وہم قرار دیا جائے گا، خواہ راوی ثقہ ہی ہوں کیونکہ کسی واقعے کی تحقیق کا یہی طریقہ ہے۔ واللہ اعلم۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۷) - كِتَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ (التحفة . . .)

بارش کی دعا کرنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - مَتَى يَسْتَسْقِي الْاِمَامُ
باب ۱- امام بارش کی دعا کب کرے؟
(التحفة ۱۳۳)

۱۵۰۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَطَرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَهَلَّكَتِ النَّبُوتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! عَلَى رُؤُوسِ الْجِبَالِ وَالْأَكَامِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَتَابِ الشَّجَرِ»، فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثُّوْبِ.

۱۵۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور (قطہ سالی کی بنا پر) ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے اللہ تعالیٰ سے (بارش کی) دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تو اس جگہ سے اگلے جگہ تک (مسل) بارش ہوتی رہی۔ تو (وہی) آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! (زیادہ بارش کی وجہ سے) گھر گر گئے اور راستے منقطع ہو گئے اور جانور مرنے لگے ہیں۔ تو آپ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ! پہاڑوں کی چوٹیوں پر ٹیلوں پر وادیوں کے نشیب (نالوں) اور جنگلات میں بارش برسا۔“ تو بادل مدینہ منورہ سے اس طرح چھٹ گئے جس طرح درمیان سے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① قطہ سالی کی بنا پر جانوروں کو چارہ نہ ملنے سے ان کی ہلاکت واضح ہے۔ راستے منقطع

۱۷- کتاب الاستسقاء بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

ہونے کی وجہ یا تو گھاس وغیرہ کا ختم ہونا ہے کہ جب گھاس نہ ہوگی تو جانوروں کا گزارا کیسے ہوگا؟ اور سفر جانوروں کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ یا جب کچھ ہے ہی نہیں تو سفر کس لیے کرنا ہے؟ تجارتی منڈیاں بھی تبھی چلیں گی جب کوئی فصل ہو، قحط سالی کی وجہ سے فصلیں نہ رہیں تو تجارت بھی ختم۔ ① بارش کے بعد بھی جانوروں کی ہلاکت یا تسردی زیادہ ہونے کی وجہ سے تھی یا اس لیے کہ بارش ختم ہو تو کچھ اگے۔ ہلاکت سے مراد انتہائی کمزوری بھی ہو سکتی ہے، یعنی ہلاکت کے قریب ہو گئے۔ راستے منقطع ہونا تو واضح ہے کہ پانی کی کثرت کی بنا پر چلنا ممکن نہیں رہا، نیز سابقہ وجوہات بھی قائم ہیں۔ بارش رکے تو وہ وجوہات ختم ہوں۔ ② ”جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے،“ یعنی مدینہ منورہ کے اوپر سے بادل بٹ گئے اور ارد گرد بادل ہی بادل تھے تو دیکھنے سے ایسے لگتا تھا جیسے درمیان سے کپڑا پھٹ گیا ہے اور جگہ خالی ہو گئی ہے۔ بادل کو کپڑے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ③ دونوں دعاؤں کی فوری قبولیت علامات نبوت سے ہے..... ﷺ، ④ باب کا مقصد یہ ہے کہ بارش کی دعا اس وقت کی جائے جب بارش نہ ہونے سے نقصان ہو، ورنہ ہر وقت تو بارش نہیں ہوتی اور نہ ہر وقت دعا ہی کی جاتی ہے۔ ⑤ قحط سالی کے موقع پر لوگ امام سے بارش کی دعا کے لیے درخواست کر سکتے ہیں۔ ⑥ ایک آذنی پوری جماعت کی طرف سے نمائندگی کر سکتا ہے۔ ⑦ نیک بزرگوں سے دعا کروانی چاہیے۔ ⑧ دعائیں تمام لوگوں کے احوال کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے مطلق بارش رکنے کی دعا نہیں بلکہ صرف مدینے میں بارش رکنے کی دعا کی۔ اس غرض سے کہ ممکن ہے دوسرے علاقوں میں ابھی بارش کی ضرورت ہو۔ ⑨ کسی مصیبت آور آرزائش کے خاتمے کی دعا کرنا توکل کے معنی نہیں ہے۔ ⑩ اس حدیث سے نماز استسقاء کی نفی نہیں ہوتی بلکہ وہ صحیح احادیث سے ثابت ہے، لہذا اس حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے لیے اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ نماز استسقاء غیر مشروع ہے۔

باب: ۲- (نماز) استسقاء کے لیے

امام کا عید گاہ کی طرف نکلنا

۱۵۰۶- حضرت عبداللہ بن زید رحمہ اللہ..... جنہیں خواب میں اذان سکھائی گئی تھی..... بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے عید گاہ کی طرف نکلے۔ آپ قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی چادر الٹائی اور دو رکعتیں پڑھیں۔

(المعجم ۲) - خُرُوجُ الْإِمَامِ إِلَى الْمُصَلَّى

لِلْإِسْتِسْقَاءِ (التحفة ۶۳۴)

۱۵۰۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، قَالَ سُفْيَانُ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ

۱۷- کتاب الاستسقاء - بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

يُحَدِّثُ [عَنْ] أَبِي، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ
الَّذِي أُرِيَ النَّدَاءَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فَاسْتَقْبَلَ
الْقَيْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا غَلَطٌ مِنْ
ابْنِ عُيَيْنَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ الَّذِي أُرِيَ
النَّدَاءَ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ،
وَهَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ بْنِ عَاصِمٍ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ
یہ ابن عیینہ کی غلطی ہے کیونکہ جس عبد اللہ بن زید کو خواب
میں اذان دکھائی گئی تھی وہ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ
ہیں جب کہ مذکورہ حدیث بیان کرنے والے عبد اللہ بن
زید بن عاصم مازنی ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① عبد اللہ بن زید نامی دو صحابی ہیں۔ ایک عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی اور دوسرے
عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ۔ صرف عبد اللہ بن زید کہا جائے تو شبہ ہو سکتا ہے کہ کون سے مراد ہیں؟ جیسا کہ
حضرت سفیان بن عیینہ کو غلطی لگی اس لیے امام صاحب نے وضاحت فرمائی کہ راوی حدیث اذان والے عبد اللہ
بن زید بن عبد ربہ نہیں بلکہ یہ عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں۔ ② بارش کی دعا یعنی صلاۃ استسقاء کے لیے
بستی سے باہر نکلنا سنت ہے تاہم ہمارے مجبوری مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ ”چادر اٹانا“ یہ
عمل بھی مستنون ہے۔ دراصل فعلی دعا ہے کہ یا اللہ! جس طرح ہم نے اپنی چادروں کو پلٹ لیا ہے تو بھی موجودہ
صورت کو اسی طرح بدل دے۔ بارش برسا کر قحط سالی ختم کر دے اور خشکی کو خوش حالی میں بدل دے۔ چادر کا
دایاں کنارہ بائیں جانب اور بائیں کنارہ دائیں جانب ڈال لیا جائے نیز نمچا کنارہ اوپر اور پر والا کنارہ نیچے کر
لیا جائے۔

(المعجم ۳) - بَابُ الْحَالِ الَّتِي يُسْتَحَبُّ
لِلْإِمَامِ أَنْ يَكُونَ عَلَيْهَا إِذَا خَرَجَ

باب ۳۰- امام دعا کے لیے باہر جائے
تو اس کی کیا حالت ہونی چاہیے؟

(التحفة ۶۳۵)

۱۵۰۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ۱۵۰۷- حضرت اسحاق بن عبد اللہ بن کنانہ رحمہ اللہ

۱۵۰۷- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، ح: ۱۲۶۶ من
حديث سفیان الثوري، وأبو داود، ح: ۱۱۶۵، والترمذي، ح: ۵۵۸، ۵۵۹ من حديث هشام بن إسحاق به، وهو

۱۷- کتاب الاستسقاء

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ كِنَانَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَنِي فَلَانٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَصَرِّعًا مُتَوَاضِعًا مُتَبَدِّلًا، فَلَمْ يَخْطُبْ نَحْوَ خُطْبَيْكُم هَذِهِ فَصَلُّ رَكْعَتَيْنِ.

سے روایت ہے کہ مجھے فلاں شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا کہ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے بارے میں پوچھوں تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ گڑگڑاتے ہوئے عاجزی کے ساتھ سادہ کپڑوں میں (آرائش اور زینت کے بغیر) نکلے۔ آپ نے تمہارے اس خطبے کی طرح خطبہ نہیں دیا، پھر دو رکعات پڑھیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ سے دعا کے وقت عاجزی، خشوع اور سادگی بڑی مؤثر چیز ہے۔

② ”تمہارے اس خطبے کی طرح“، یعنی آپ نے خطبہ تو دیا تھا مگر وہ تمہارے خطبوں کی طرح نہیں تھا بلکہ اس میں دعائے استسقاء اور عاجزی کا اظہار تھا، کوئی تقریر نہ تھی۔ ③ جمہور علماء کے نزدیک امام نماز پڑھا کر خطبہ دے تاہم قبل از نماز بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۰۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَوَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اسْتَسْقَى وَعَلَيْهِ خِمِيصَةٌ سَوْدَاءُ.

۱۵۰۸- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز استسقاء پڑھائی تو آپ پر سیاہ اونی چادر تھی۔

🌞 فائدہ: سیاہ اونی چادر بھی سادگی کے ذیل میں آتی ہے۔ یہ قیمت میں بھی معمولی ہوتی ہے۔

(المعجم ۴) - بَابُ جُلُوسِ الْإِمَامِ عَلَى الْمُنْبَرِ لِلْإِسْتِسْقَاءِ (التحفة ۶۳۶)

باب: ۴- دعائے استسقاء کے لیے امام کا منبر پر بیٹھنا

۱۵۰۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ابْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ كِنَانَةَ،

۱۵۰۹- حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کی نماز استسقاء کے بارے میں پوچھا تو

۱۵۰۸- [سنادہ صحیح] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب جماع أبواب صلاة الاستسقاء، ونفر بها، ح: ۱۱۶۴ عن قتية به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۰۹، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۷۳۴، والحاكم على شرط مسلم: ۳۲۷/۱، ووافقه الذهبي.

۱۷- کتاب الاستسقاء _____ بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَبَدِّلًا مُتَوَاضِعًا مُتَضَرِّعًا، فَجَلَسَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هَذِهِ وَلَكِنْ لَمْ يَزَلْ فِي الدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالتَّكْبِيرِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا كَانَ يُصَلِّي فِي الْعِيدَيْنِ.

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سادہ کپڑوں میں عاجزی کے ساتھ گزر گزرتے ہوئے نکلے پھر آپ منبر پر بیٹھے لیکن تمہارے خطبے کی طرح خطبہ نہیں دیا بلکہ آپ دعا کرتے رہے، گزر گزرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرتے رہے پھر آپ نے عیدین کی نماز کی طرح دو رکعات پڑھیں۔

🌞 فائدہ: عیدین کی نماز کے ساتھ مشابہت رکعات کی تعداد وقت یعنی اس کا وقت بھی سورج نکلنے کے بعد کا ہے نیز جگہ یعنی یہ نماز بھی باہر کھلے میدان میں ادا کی جاتی ہے اور جماعت میں ہے، مکمل طور پر مشابہت نہیں کیونکہ اس میں عیدین کی نماز کی طرح زائد تکبیرات نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵) - تَحْوِيلُ الْإِمَامِ ظَهْرُهُ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ الدُّعَاءِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ
باب: ۵- دعائے استسقاء میں امام کا لوگوں کی طرف اپنی پشت کرنا
(التحفة ۱۳۷)

۱۵۱۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَسْتَسْقِي فَحَوَّلَ رِدَاءَهُ وَحَوَّلَ لِلنَّاسِ ظَهْرَهُ وَدَعَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقَرَأَ فَجَهَرَ.

۱۵۱۰- حضرت عباد بن تیمم کے چچا (حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں بھی دعائے استسقاء کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا تھا۔ آپ نے اپنی چادر الٹائی اور لوگوں کی طرف پشت کر لی اور دعا کرنے لگے پھر دو رکعتیں پڑھائیں اور ان میں بلند آواز سے قراءت کی۔

🌞 فائدہ: دعائے استسقاء میں امام کو بھی قبلہ رخ ہونا چاہیے۔ باقی لوگ تو عام دعا میں بھی قبلہ رخ ہوتے ہیں تاکہ ایک دوسرے کی طرف منہ نہ ہو۔ اس طرح خشوع خضوع اعلیٰ رہے گا ہوگا۔ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے سے خشوع خضوع میں فرق آ سکتا ہے۔

۱۷- کتاب الاستسقاء

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

باب ۶- دعائے استسقاء کے وقت

امام کا چادر اٹھانا

(المعجم ۶) - بَابُ تَقْلِيْبِ الْإِمَامِ الرِّدَاءَ

عِنْدَ الْإِسْتِسْقَاءِ (التحفة ۶۳۸)

۱۵۱۱- حضرت عباد بن تمیم کے چچا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بارش کی دعا فرمائی اور دو رکعتیں پڑھیں اور اپنی چادر اٹھائی۔

۱۵۱۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ.

باب ۷- امام اپنی چادر کب اٹھائے؟

(المعجم ۷) - مَتَى يُحَوِّلُ الْإِمَامُ رِدَاءَهُ

(التحفة ۶۳۹)

۱۵۱۲- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ منورہ سے) باہر نکلے اور بارش کی دعا کی اور جب (دعا کے لیے) قبلہ رخ ہوئے تو آپ نے اپنی چادر اٹھائی۔

۱۵۱۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَادَ بْنَ تَمِيمٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَسْقَى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

باب ۸- امام کا (دعا کے وقت) اپنے

(المعجم ۸) - رَفَعَ الْإِمَامُ يَدَهُ

(التحفة ۶۴۰)

ہاتھ اٹھانا

۱۵۱۳- حضرت عباد بن تمیم کے چچا سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعائے استسقاء میں دیکھا۔ آپ نے قبلہ کی طرف منہ فرمایا چادر کو اٹھایا اور (دعا کے لیے) اپنے ہاتھ اٹھائے۔

۱۵۱۳- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبُو تَقِيٍّ الْجُمَيْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي

۱۵۱۱- [صحیح] تقدم، ح: ۱۵۰۶، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۱۳.

۱۵۱۲- [صحیح] تقدم، ح: ۱۵۰۶، وهو في الموطأ (يحيى)، ۱/۱۹۰، والكبرى، ح: ۱۸۱۵.

۱۵۱۳- أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء قائماً، ح: ۱۰۲۳ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب: كتاب صلاة الاستسقاء، ح: ۸۹۴/۴ من حديث الزهري به، وهو في

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

۱۷- کتاب الاستسقاء

الْإِسْتِسْقَاءُ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَّبَ الرَّدَاءَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ.

باب: ۹- (امام) ہاتھ کیسے اٹھائے؟

(المعجم ۹) - كَيْفَ يَرْفَعُ (التحفة ۶۴۱)

۱۵۱۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی بھی دعا میں اتنے بلند ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جتنے دعائے استسقاء میں۔ آپ اس میں ہاتھ اتنے بلند اٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔

۱۵۱۴- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ إِلَّا فِي الْإِسْتِسْقَاءِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

🌞 فائدہ: عام دعا میں سینے یا چہرے کے برابر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ دعائے استسقاء میں کثرت تضرع و تضرع کی بنا پر ہاتھ مزید اونچے فرماتے۔

۱۵۱۵- حضرت آبی اللحم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ کو احجار الزیت کے مقام پر بارش کی دعا کرتے دیکھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور دعا فرما رہے تھے۔

۱۵۱۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عُمَيْرِ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ، عَنْ أَبِي اللَّحْمِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ أَحْجَارِ الزَّيْتِ يَسْتَسْقِي وَهُوَ مُقْبِعٌ بِكَفَيْهِ يَدْعُو.

🌞 نوادہ و مسائل: ① آبی اللحم نام نہیں لقب ہے کیونکہ یہ جاہلیت میں بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ ان کے نام کی بابت اختلاف ہے۔ بعض نے عبد اللہ بن عبد الملک، بعض نے خلف

۱۵۱۴- أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب رفع الإمام يده في الاستسقاء، ح: ۱۰۳۱، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، ح: ۷/۸۹۶ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۱۷.

۱۵۱۵- [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، ح: ۵۵۷ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۲۰، وصححه الحاكم ۵۳۵/۱، والذهبي، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۱۱۶۸، ۱۱۷۲، وابن

۱۷- کتاب الاستسقاء بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

اور حویرث بتایا ہے۔ جنگ حنین میں شہید ہوئے۔ ﷺ ۱۵ احجار الزیت مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے کیونکہ وہاں کے پتھر سیاہ چمکدار تھے جیسے انھیں تیل ملا گیا ہو۔

۱۵۱۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جمعے کے دن مسجد میں تھے اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! راستے منقطع ہو گئے اور جانور ہلاک ہونے لگے اور شہروں میں قحط پڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے ہمیں بارش عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے چہرہ مبارک کے برابر اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: (اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا) ”اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما۔“ اللہ کی قسم! ابھی اللہ کے رسول ﷺ منبر سے نہیں اترے تھے کہ ہم پر خوب زور سے بارش برسنے لگی بلکہ اس دن سے اگلے جمعے تک بارش برتی رہی۔ تو ایک آدمی کھڑا ہوا..... میں نہیں جانتا یہ وہی شخص تھا جس نے رسول اللہ ﷺ سے بارش کی دعا کرنے کو کہا تھا یا کوئی اور..... اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! پانی کی زیادتی کی وجہ سے راستے منقطع ہو گئے اور جانور مرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بارش روک لے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: (اَللّٰهُمَّ! حَوِّلَيْنَا.....) ”اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش فرما، ہم پر نہ فرما بلکہ پہاڑوں اور جنگلات پر بارش فرما۔“ اللہ کی قسم! جو نبی رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات کہے بادل چھٹنے لگے حتیٰ کہ ہمیں ایک کھوا بھی نظر نہ آتا تھا۔

۱۵۱۶- اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ - وَهُوَ الْمُقْبَرِيُّ - عَنْ شَرِيكَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَقَطَّعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَأَجَذَبَ الْبِلَادُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِنَنَا فَوَقَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ حِذَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! اسْقِنَا» فَوَاللَّهِ! مَا نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتَّى أَوْسِعْنَا مَطَرًا وَأَمْطَرْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، فَقَامَ رَجُلٌ، لَا أَدْرِي هُوَ الَّذِي قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ اسْتَسْقِ لَنَا أَمْ لَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! انْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْأَمْوَالُ مِنْ كَثْرَةِ الْمَاءِ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يُسَبِّحَ عَنَّا الْمَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! حَوِّلَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، وَلَكِنْ عَلَى الْجِبَالِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ» قَالَ: وَاللَّهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ تَكَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذَلِكَ تَمَزَّقَ السَّحَابُ حَتَّى مَا نَرَى مِنْهُ شَيْئًا.

۱۷- کتاب الاستسقاء

فوائد ومسائل: ① ”چہرہ مبارک کے برابر“ یہ مسجد نبوی کے اندر کی بات ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت: (۱۵۱۳) شہر سے باہر کے بارے میں تھی لہذا کوئی تعارض نہیں۔ عام دعا میں ہاتھ سینے یا چہرے کے برابر ہی اٹھائے جاتے ہیں۔ ② امام صاحب نے ہاتھ اٹھانے کی کیفیت کا باب نہیں باندھا۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعائے استسقاء میں آپ کے ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف تھی اور ہتھیلیاں زمین کے رخ تھیں۔ اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی واقعہ مصیبت کے رفع کی دعا ہو تو ہاتھ اٹھے ہوں یعنی ان کی پشت آسمان کی طرف ہو اور اگر کسی چیز کا سوال ہو تو ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں۔ شاید دعائے استسقاء میں ہاتھوں کو الٹنا چادر الثانی کی طرح بطور فال ہو کہ اللہ تعالیٰ ہماری حالت بدل دے۔ ③ آپ کی دونوں دعاؤں کی فوری قبولیت علامات نبوت میں سے ہے۔

(المعجم ۱۰) - ذُكِرَ الدُّعَاءُ (النحفة ۶۴۲) باب: ۱۰- (نماز کی بجائے صرف) دعا

کا ذکر

۱۵۱۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هِشَامٍ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي وَهْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اللَّهُمَّ! اسْقِنَا».

۱۵۱۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُيَيْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، - وَهُوَ الْعُمَرِيُّ - عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَاحُوا، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! قَحَطَتْ

۱۵۱۷- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۴۱۷ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۲۳، وأصله في صحيح البخاري، ح: ۱۰۲۹ وغيره.

۱۵۱۸- أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الدعاء إذا كثر المطر: حوالينا ولا علينا، ح: ۱۰۲۱، ومسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، ح: ۱۰/۸۹۷ من حديث المعتمر بن سليمان به، وهو في الكبرى،

۱۷- کتاب الاستسقاء بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

اللہ! ہمیں پانی پلا۔ اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔“ اللہ کی قسم! ہم آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دیکھتے تھے پھر ایک چھوٹا سا بادل پیدا ہوا، پھر اس نے پھیلنا شروع کیا، پھر وہ برسنے لگا اور اللہ کے رسول ﷺ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی۔ لوگ (بارش میں) گھروں کو گئے۔ اگلے جمعے تک (مسل) بارش ہوتی رہی۔ تو جب اللہ کے رسول ﷺ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے پھر بلند آواز سے کہا: اے اللہ کے نبی! گھر گر گئے اور راستے منقطع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے اللہ تعالیٰ بارش روک لے۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ”اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش فرما“ ہم پر نہ فرما۔“ بادل مدینہ منورہ سے چھٹ گئے۔ مدینے کے اردگرد بارش ہوتی تھی اور مدینے میں ایک قطرہ بھی نہیں برستا تھا۔ میں نے مدینہ منورہ کو دیکھا ایسے لگتا تھا جیسے اس پر تاج ہو۔

الْمَطَرُ وَهَلَكْتَ الْبَهَائِمُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِيَنَا، قَالَ: «اللَّهُمَّ! اسْقِنَا، اللَّهُمَّ! اسْقِنَا»، قَالَ: وَآيُمُ اللَّهِ! مَا تَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً مِنْ سَحَابٍ، قَالَ: فَأَنْشَأَتْ سَحَابَةٌ فَانْتَشَرَتْ ثُمَّ أَتَتْهَا أَمْطِرَتْ، وَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى وَانْصَرَفَ النَّاسُ فَلَمْ تَزَلْ تَمْطُرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ صَاحُوا بِأَيْهِ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَتَقَطَّعَتِ الشُّبُلُ فَادْعُ اللَّهَ يَخْسِبَهَا عَنَّا فِتْسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «اللَّهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا. فَتَقَشَّعَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ فَجَعَلَتْ تَمْطُرُ حَوْلَهَا وَمَا تَمْطُرُ بِالْمَدِينَةِ. قَطْرَةٌ فَتَنْظُرُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ.

ﷺ فائدہ: مدینہ منورہ کے اوپر بالکل بادل نہیں تھے اردگرد بادل تھے۔ درمیان میں گولائی کی صورت میں نیلگوں آسمان نظر آتا تھا۔ تاج بھی ایسا ہی ہوتا ہے، گول اور سر کے گرد گرد لپٹا ہوا۔ یہ ایک بہترین شاعرانہ تعبیر ہے جس سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ سے عقیدت اور محبت جھلکتی ہے۔ انھوں نے اس صورت حال کو ایسے پیارے الفاظ سے بیان فرمایا۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

۱۵۱۹- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ

۱۵۱۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے

۱۷- کتاب الاستسقاء

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور مر گئے اور راستے منقطع ہو گئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش برسائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا: ”اے اللہ! ہم پر بارش برسائے۔ اے اللہ! ہم پر بارش برسائے۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم آسمان میں بادل کیا بادل کا ککڑا بھی نہ دیکھتے تھے نیز ہمارے اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی مکان یا گھر بھی حائل نہ تھا۔ اچانک ڈھال جتنا چھوٹا سا بادل کا ککڑا (پہاڑ کے پیچھے سے) ظاہر ہوا جب وہ آسمان کے درمیان میں (یعنی ہمارے سروں پر) آیا تو پھیل گیا اور برسنے لگا۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں: اللہ کی قسم! پھر ہم نے پورا ہفتہ (سات دن) سورج نہیں دیکھا پھر آئندہ مجھے اسی دروازے سے ایک آدمی داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ وہ آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ آپ پر (بے شمار) رحمتیں فرمائے۔ (پانی کی کثرت کی بنا پر) جانور مرنے لگے ہیں اور راستے بھی منقطع ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ ہم سے بارش روک لے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ”اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش برسائے ہم پر نہ برسائے۔ اے اللہ! ٹیلوں پر تو دوں پر وادیوں کے نشیب اور جنگلات میں بارش برسائے۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (یہ کہنا تھا کہ) بارش فوراً رک گئی اور ہم مسجد سے نکلے تو دھوپ میں چلتے تھے۔ شریک (راوی) نے کہا: میں نے

رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمًا وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يُغِيثَنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ! أَعْثِنَا اللَّهُمَّ! أَعْثِنَا» قَالَ أَنَسٌ: وَلَا وَاللَّهِ! مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابَةٍ وَلَا قَرَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ، فَطَلَعَتْ سَحَابَةٌ مِثْلُ الثُّرَيْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ وَأَمْطَرَتْ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَا وَاللَّهِ! مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْعًا قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذَلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ، فَاسْتَقْبَلَهُ قَائِمًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ! هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يُمَسِّكَهَا عَنَّا فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، اللَّهُمَّ! عَلَى الْأَكَامِ وَالظَّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ» قَالَ: فَأَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيكٌ: سَأَلْتُ أَبْنَا أُمِّ الرَّجُلِ الْأَوَّلِ قَالَ: لَا.

۱۷- کتاب الاستسقاء

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا یہ پہلا آدمی ہی تھا؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① عربی عبارت میں صرف لفظ لا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں ”نہیں“، یعنی یہ وہ آدمی نہیں تھا۔ مگر یہ معنی حدیث نمبر (۱۵۱۶) کی صراحت کے خلاف ہے وہاں صراحت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ وہی شخص تھا یا اور لہذا یہاں یہ معنی مراد ہیں کہ میں نہیں جانتا۔ واللہ اعلم، ② مذکورہ چاروں روایات میں نماز استسقاء کے بغیر صرف دعا کا ذکر ہے، گویا نماز ضروری نہیں۔ صرف دعا بھی کافی ہے الا یہ کہ کہا جائے کہ مجھے کی دو رکعات نماز استسقاء کی جگہ کفایت کرتی ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نماز استسقاء ہی کے قائل نہیں، یعنی ان کے نزدیک نماز استسقاء مسنون نہیں۔ مگر یہ موقف ان صحیح اور صریح روایات کے خلاف ہے جن میں دعائے استسقاء کے لیے نبی ﷺ کا شہر سے باہر جانا بلکہ منبر ساتھ لے جانا اور دعا کے بعد دو رکعات پڑھانے کا صراحتاً ذکر ہے، لہذا یہ امام صاحب کی اجتہادی غلطی ہے جسے غلطی ہی ماننا چاہیے نہ کہ ان کے قول کی وجہ سے صحیح اور صریح روایات کی دوراز کا رتا ویلات کرنی چاہئیں کہ یہ دراصل مجھے ہی کی نماز تھی صرف مسجد مقف (چھت والی) سے باہر مسجد کے صحن میں آئے اور منبر بھی وہیں لایا گیا تھا۔ ایسی بھگنا نہ تاویل میں اہل علم کے شایان شان نہیں۔ کوئی شخص بھی غلطی سے پاک اور معصوم نہیں ہے لہذا یہ تکلف بے جا ہے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الدُّعَاءِ

باب: ۱۱- دعا کے بعد نماز استسقاء

(التحفة ۶۴۳)

(دورکعت) پڑھی جائے گی

۱۵۲۰- قَالَ: الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ

۱۵۲۰- حضرت عباد بن تمیم نے اپنے چچا (حضرت

عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ) سے سنا جو کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بارش کی دعا کرنے نکلے۔ آپ نے دعا کے وقت لوگوں کی طرف پیٹھ کر لی (یعنی آپ کا رخ مبارک قبلے کی طرف تھا۔) اور آپ نے اپنی چادر بھی الٹائی تھی، پھر (دعا کے بعد) آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان دونوں میں قراءت بھی کی۔

قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذَلْبٍ وَيُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ تَمِيمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللَّهَ وَيَسْتَقْبِلُ إِلَى الْقِبْلَةِ وَحَوْلَ رِذَاءَةٍ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. قَالَ

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

۱۷- کتاب الاستسقاء

ابْنُ أَبِي ذُئْبٍ فِي الْحَدِيثِ: وَقَرَأَ فِيهِمَا.

باب: ۱۲- نماز استسقاء کتنی رکعت ہے؟

(المعجم ۱۲) - كَمْ صَلَاةُ الْإِسْتِسْقَاءِ

(التحفة ۶۴۴)

۱۵۲۱- حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

نبی ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے (شہر سے) باہر نکلے پھر آپ نے قبلہ رخ ہو کر (دعا کی اور) دو رکعتیں پڑھیں۔

۱۵۲۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَسْتَسْقِي فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

باب: ۱۳- نماز استسقاء کیسے

: (المعجم ۱۳) - كَيْفَ صَلَاةُ الْإِسْتِسْقَاءِ

پڑھی جائے؟

(التحفة ۶۴۵)

۱۵۲۲- حضرت اسحاق بن عبداللہ بن کنانہ رضی اللہ

بیان کرتے ہیں کہ مجھے کسی امیر (حاکم) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا کہ میں ان سے دعائے استسقاء کے بارے میں پوچھوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اسے کون سی چیز خود مجھ سے سوال کرنے سے مانع ہے؟ رسول اللہ ﷺ عاجزی کی حالت میں سادہ کپڑے پہن کر خشوع خضوع کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے (مدینہ منورہ سے) باہر نکلے اور عیدین کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھیں اور تمہارے خطبے کی طرح خطبہ نہیں دیا۔

۱۵۲۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَيْثَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُرْسِلَنِي أَمِيرٌ مِنَ الْأُمَرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الْإِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا مَنَعُهُ أَنْ يُسْأَلَ؟ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا مُتَخَشِّعًا مُتَضَرِّعًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي فِي الْعِيدَيْنِ وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هَذِهِ.

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۴- نماز استسقاء میں بلند آواز سے قراءت کرنا

۱۵۲۳- حضرت عباد بن تمیم کے چچا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (مدینہ منورہ سے) باہر نکلے بارش کی دعا کی پھر دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں بلند آواز سے قراءت کی۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الْإِسْتِسْقَاءِ (التحفة ۶۴۶)

۱۵۲۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فَاسْتَسْقَى فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ جَهْرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ.

☀️ فائدہ: مخصوص نمازیں (فرض نمازوں کے علاوہ) جو باجماعت پڑھی جاتی ہیں، خواہ دن کے وقت ہوں ان میں قراءت جہری ہوتی ہے مثلاً: جمعہ، عیدین، نماز کسوف، نماز استسقاء اور یہی نسب ہے۔

(المعجم ۱۵) - أَلْقَوْلُ عِنْدَ الْمَطَرِ (التحفة ۶۴۷)

۱۵۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب بارش برستے لگتے: رَزَقَ اللَّهُ رَعِيَّتَهُ فرماتے: ”اے اللہ! زور سے برسا اور اسے مفید بارش بنا۔“

۱۵۲۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا امْطَرَقَ قَالَ: «اللَّهُمَّ! اجْعَلْهُ صَيًّا نَافِعًا».

باب: ۱۶- بارش کی نسبت ستاروں کی طرف کرنا منع ہے

(المعجم ۱۶) - كَرَاهِيَةُ الْإِسْتِنطَارِ بِالْكَوْكَبِ (التحفة ۶۴۸)

۱۵۲۳- أخرجه البخاري، الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء، ح: ۱۰۲۴ من حديث محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب به، وتقدمت أطرافه، ح: ۱۵۰۶، ۱۵۰۸، ۱۵۱۱، ۱۵۱۳، ۱۵۲۱، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۲۷.

۱۵۲۴- [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي (ح: ۷۱ ظاهرة بتحقيق) عن سفیان بن عیینة ثنا مسعر به، وهو في

۱۷- کتاب الاستسقاء

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

۱۵۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب بھی میں اپنے بندوں پر کوئی نعمت (مثلاً: بارش) نازل فرماتا ہوں تو ان میں سے ایک گروہ اس کی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ کہتا ہے: ہم پر فلاں ستارے نے بارش برسائی ہے یا ہم فلاں ستارے سے سیراب ہوئے۔“

۱۵۲۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرِو قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا أَنْعَمْتُ عَلَى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ يَقُولُونَ: أَلَكَوْكَبٌ وَبَالَكَوْكَبٍ».

فائدہ: مذکورہ طریقے پر بارش کی نسبت ستارے کی طرف کرنا (یعنی اس نے برسائی) کفریہ الفاظ ہیں۔ ایک موجد اس قسم کے الفاظ کہنے سے گریز کرتا ہے کیونکہ اس کا عقیدہ یہ نہیں ہوتا، مگر کافر تو اس عقیدے کے بھی قائل تھے۔ بہر صورت یہ الفاظ کفریہ ہیں البتہ اگر ستارے کے طلوع وغیرہ کو بارش برسنے کی علامت یا وقت کہا جائے تو پھر یہ کفریہ الفاظ نہیں مگر ایک بے تحقیق اور غلط بات ضرور ہے ہاں اگر بادلوں اور ہواؤں کی طرف بارش کی نسبت بطور علامت کرے تو کوئی حرج نہیں۔ احادیث اور کلام عرب اس پر دل ہیں نیز یہ چیزیں بارش کا ظاہری سبب ہیں، بخلاف ستاروں کے کہ ان کا ظاہر بارش سے کوئی تعلق نہیں، نیز اس میں ستارہ پرستوں سے مشابہت ہے لہذا منع ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان میں سے ایک گروہ اس کی ناشکری کرتا ہے یا اس کے نعمت الہیہ ہونے کا انکار کرتا ہے۔ یہاں سے ضمناً یہ معلوم ہوا کہ عقائد میں مجازات اور استعارات کا استعمال درست نہیں خصوصاً توحید جیسے مکملے میں۔

۱۵۲۶- حضرت زید بن خالد جعفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۱۵۲۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

ہیں کہ نبی ﷺ کے دور مسعود میں ایک دفعہ عام بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے نہیں کہ تمہارے رب تعالیٰ نے رات کیا کیا کہا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب

سُفْيَانُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ بَخَالِدِ الْجُحَنِيِّ قَالَ: مُطِرَ النَّاسُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۵۲۵- أخرجه مسلم، الإیمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء، ح: ۷۲ عن عمرو بن سواد به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۳۵.

۱۵۲۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب: يستقبل الإمام الناس إذا سلم، ح: ۸۴۶، ومسلم، الإیمان، ح: ۷۱ (انظر الحديث السابق) من حديث صالح بن كيسان به، وهو في الكبرى، ح: ۱۸۳۴، وسفیان، ح: ابن عساکر، ح: ۱۸۳۴.

۱۷- کتاب الاستسقاء

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

فَقَالَ: «أَلَمْ تَسْمَعُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ
اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: مَا أُنْعَمْتُ عَلَى عِبَادِي مِنْ
نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ
يَقُولُونَ مُطْرُنَا بِنُوءٍ كَذَا وَكَذَا، فَأَمَّا مَنْ
آمَنَ بِي وَحَمِدَنِي عَلَى سُقْيَائِي فَذَاكَ الَّذِي
آمَنَ بِي وَكَفَّرَ بِالْكُفُوكِبِ، وَمَنْ قَالَ مُطْرُنَا
بِنُوءٍ كَذَا وَكَذَا فَذَاكَ الَّذِي كَفَّرَ بِي وَآمَنَ
بِالْكُفُوكِبِ».

میں اپنے بندوں پر کوئی نعمت (خصوصاً بارش) نازل فرماتا
ہوں تو ان میں سے کچھ لوگ اس کے ساتھ کفر کرتے
ہیں۔ کہتے ہیں: ہم پر فلاں ستارے کی وجہ سے بارش
ہوئی، البتہ جو شخص مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میرے بارش
برسانے پر میری تعریف کرتا ہے، وہ حقیقتاً مومن ہے اور
ستاروں کا کافر ہے (یعنی ستاروں کی طاقت و اختیار کا
منکر ہے) اور جس شخص نے کہا: ہمیں فلاں ستارے سے
بارش ہوئی۔ وہ میرے ساتھ کفر کرتا ہے اور ستاروں پر
ایمان رکھتا ہے۔“

🌞 فائدہ: ہر نعمت کے مہیا ہونے اور ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ نعمت کا حق بھی ادا ہوگا اور
ایمان بھی پختہ ہوگا۔

۱۵۲۷- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ
عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو، عَنْ عَتَابِ بْنِ
حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ أَمْسَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
الْمَطَرَ عَنْ عِبَادِهِ خَمْسَ سِنِينَ ثُمَّ أَرْسَلَهُ
لَأَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ كَافِرِينَ
يَقُولُونَ: سُقِينَا بِنُوءٍ الْمَجْدَحِ».

۱۵۲۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اللہ تعالیٰ پانچ سال تک
اپنے بندوں سے بارش روک رکھے، پھر بھیجے تب بھی
کچھ لوگ ضرور کفر کریں گے۔ وہ کہیں گے: ہمیں مجدح
ستارے سے بارش ملی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ عمل الیوم واللیلة میں لکھتے ہیں کہ مجدح سے مراد شعری ستارہ ہے جبکہ امام
سندی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ ستاروں میں سے ایک ستارہ ہے۔ اسے دبران کہتے ہیں۔ تین ستاروں
کے مجموعے کو بھی مجدح کہا جاتا ہے۔ جو عربوں کے خیال میں بارش برساتا تھا مگر یہ خیال غلط ہے۔ بات
صرف اتنی تھی کہ ان تاروں کے طلوع کے زمانے میں بارش ہوتی تھی۔ ② ”مجدح“ ہم کی زیر پریش دونوں

۱۷- کتاب الاستسقاء

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۱۷) - مَسْأَلَةُ الْإِمَامِ رَفْعَ الْمَطَرِ
إِذَا خَافَ ضَرَرَهُ (التحفة ۶۴۹)

باب: ۱۷- جب بارش سے نقصان
کا خطرہ ہو تو امام کا اس کے بند ہونے
کی دعا کرنا

۱۵۲۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سال تک بارش کی رہی تو ایک مسلمان جمعۃ المبارک کے دن (خطبے کے دوران میں) نبی ﷺ کے سامنے آکھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! بارش (سال بھر سے) رکی ہوئی ہے زمین بخر ہو گئی ہے اور جانور مر رہے ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے جب کہ ہم آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دیکھتے تھے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اس قدر اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ اللہ عزوجل سے بارش کی دعا کرنے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم جمعہ پڑھ کر فارغ نہ ہوئے تھے (یعنی ابھی جمعے میں مصروف تھے) اتنی بارش برسی کہ ہم میں قریب گھروالے نو جوان شخص کو بھی فکر لاحق ہو گئی کہ گھر کیسے پہنچوں گا؟ (دوروالے اور بوڑھوں کی تو بات ہی کیا۔) پھر پورا ہفتہ بارش برستی رہی۔ جب اگلا جمعہ آیا تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (کثرت بارش کی بنا پر) گھر گر گئے اور قافلے رک گئے۔ آپ انسان کے جلدی اکٹا جانے پر مسکرائے پھر ہاتھ

۱۵۲۸- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: جَدُّنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: فَحَطَّ الْمَطَرُ عَامًا فَقَامَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمٍ جُمُعَةٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَحَطَّ الْمَطَرُ وَأَجَذَبَتِ الْأَرْضُ وَهَلَكَ الْمَاءُ، قَالَ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ سَحَابَةً، فَمَدَّ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ يَسْتَسْقِي اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَمَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ حَتَّى أَهَمَّ الشَّابَّ الْقَرِيبَ الدَّارِ الرُّجُوعَ إِلَى أَهْلِهِ فَدَامَتْ جُمُعَةٌ فَلَمَّا كَانَتْ الْجُمُعَةُ الَّتِي تَلِيهَا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَهَدَّمَتِ النُّبُوتُ وَاحْتَبَسَ الرُّجْبَانُ قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِسُرْعَةِ مَلَائَةِ ابْنِ آدَمَ وَقَالَ بِيَدَيْهِ: «اللَّهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا» فَكَشَطَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ.

۱۷- کتاب الاستسقاء

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

اٹھا کر فرمایا: ”اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش برسا، ہم پر نہ برسا۔“ فوراً بادل مدینے سے چھٹ گئے۔

☀ فائدہ: ”بغلوں کی سفیدی“ بعض لوگوں نے سمجھا ہے کہ شاید آپ کی بغلوں میں بال نہ تھے مگر یہ بات غلط اور بلا دلیل ہے۔ آپ کو انسانی عوارض سے بہرہ قرار دینے کی کوشش کرنا کوئی عقل مندی کی بات نہیں اور نہ یہ چیز فضیلت کا موجب ہے رسول اللہ ﷺ ایک مکمل انسان تھے۔

باب: ۱۸- بارش کے بند ہونے کی دعا کے وقت امام کا اپنے ہاتھ اٹھانا

(المعجم ۱۸) - بَابُ رَفْعِ الْإِمَامِ يَدَيْهِ
عِنْدَ مَسْأَلَةِ إِنْسَاكِ الْمَطَرِ (التحفة ۶۵۰)

۱۵۲۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں پر ایک سال تک قحط پڑ گیا۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ جمعہ المبارک کے دن منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! جانور مرنے لگے ہیں اور بال بچے بھوکے ہیں اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھا دیے۔ ہم آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں دیکھتے تھے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابھی آپ نے ہاتھ نیچے نہ فرمائے تھے کہ پہاڑوں جیسے بادل اٹھے، پھر ابھی اپنے منبر سے نیچے نہیں اترے تھے کہ میں نے بارش کے قطرے آپ کی ڈاڑھی مبارک پر برستے دیکھے۔ وہ دن اگلا دن اس سے اگلا دن حتیٰ کہ اگلے جمعے تک بارش برتی رہی، پھر وہی اعرابی یا کوئی اور اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے

۱۵۲۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرِو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَبَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا، فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَرَعَةً، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا وَضَعَهَا حَتَّى تَارَ سَحَابٌ أَمْثَالُ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَخَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمُطِرْنَا يَوْمَئِذٍ ذَلِكَ وَمِنْ الْعَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى فَقَامَ ذَلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ قَالَ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا

۱۷- کتاب الاستسقاء

بارش کی دعا اور نماز استسقاء سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولَ اللَّهِ! تَهَدَّمُ الْبِنَاءَ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا» فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاجِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ حَتَّى صَارَتْ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْحُجُوبَةِ وَسَالَ الْوَادِي وَلَمْ يَجِيءَ أَحَدٌ مِنْ نَاجِيَتِهِ إِلَّا أَخْبَرَ بِالْحُجُودِ.

رسول! اب تو عمارتیں ڈھ گئیں (گھر گر پڑے)، جانور ڈوبنے لگے، اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کے بند ہونے کی دعا فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھا لیے اور فرمایا: ”اے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش فرما، ہم پر نہ برس۔“ آپ جس طرف کے بادل کی طرف بھی دست مبارک سے اشارہ فرماتے، وہ چھٹ جاتا، حتیٰ کہ مدینہ منورہ حوض کی طرح ہو گیا۔

وادی (قناة ایک ماہ تک) بہتی رہی اور جو شخص بھی کسی علاقے سے آیا، اس نے خوب بارش بتلائی۔

☀ فائدہ: اس واقعے میں چند باتیں قابل غور ہیں: ① ایک سال تک نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رحمہم خط کی تکلیف برداشت کرتے رہے مگر آپ تک نہ کی۔ بڑے لوگوں کے ظرف بھی بڑے ہوتے ہیں اور وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ شکوے کا لفظ تو دور کی بات ہے، وہ تصور بھی دل و دماغ میں نہیں پاتے۔ ② اعرابی سادہ اور بے ساختہ ہوتے تھے۔ انھوں نے آپ کو لوگوں کی خصوصاً بے زبان جانوروں کی تکلیف کی طرف توجہ دلائی تو آپ نے لحاظ رکھتے ہوئے دعا فرمادی۔ ③ ہفتہ بھر کی بارش کی مشقت بھی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رحمہم خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے رہے۔ شکوہ تو کجا حرف دعا بھی زبان پر نہ لائے، حتیٰ کہ وہی اعرابی یا کسی اور غیر معروف اعرابی کے اظہار مصیبت پر خصوصاً جانوروں کی بے گناہ ہلاکت کے پیش نظر آپ نے بارش کی بندش کی دعا فرمائی۔ سب لوگوں کے ظرف تو ایک جیسے نہیں۔ یہ کائنات سب قسم کے لوگوں کے لیے ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی شان عبودیت ملاحظہ کیجیے کہ ہاتھ اٹھاتے ہیں تو خالی آسمان بادلوں سے بھر جاتا ہے۔ ہاتھ گراتے ہیں تو بادل چھا جوں برسنے لگتے ہیں اور جب تک وہی مقدس ہاتھ نہیں اٹھتے بادل برسا بند نہیں ہوتے، اگرچہ سات دن گزر گئے، پھر وہ پاک ہاتھ اٹھتے ہیں تو بادل اچانک برسنے سے رک جاتے ہیں۔ ہاتھوں کا اشارہ ہوتا ہے تو بادل چھٹنے لگتے ہیں اور لوگ دھوپ میں چلنے لگتے ہیں۔ یہ مرتبہ ہے عبدہ و رسولہ کا، نہ اپنے لیے بارش مانگی نہ خود بندش کی دعا کی، پھر فرماتا ہے تَعَالَىٰ ذَاہُ آبِی وَ أُمِّی وَ رُوحِی وَ نَفْسِی وَ وَلَدِی..... صَلَّی اللہ علیہ وسلم.....



www.minhajusunat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۸) - کتاب صلاة الخوف (التحفة ...)

نماز خوف سے متعلق احکام ومسائل

۱۵۳۰- حضرت ثعلبہ بن زہدؓ سے روایت ہے کہ ہم طبرستان میں حضرت سعید بن عاصؓ کے ساتھ تھے اور ہمارے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمانؓ بھی تھے۔ حضرت سعید بن عاصؓ نے کہا: تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلاة خوف (خوف کی نماز) پڑھی ہے؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: میں نے پھر انھوں نے آپ کی نماز کا طریقہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف ایک گروہ کو جس نے آپ کے پیچھے صف باندھی تھی ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ آپ کے اور دشمن کے درمیان تھا (تاکہ دشمن نماز کی حالت میں حملہ نہ کر سکے) تو آپ نے اس گروہ کو جو آپ کے پیچھے تھا ایک رکعت پڑھائی پھر یہ گروہ دوسرے گروہ کی لڑائی کی جگہ میں پہنچ گیا اور وہ گروہ ان کی جگہ آ گیا۔ آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی۔

۱۵۳۰- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الْأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِي بِطَبْرِسْتَانَ وَمَعَنَا حَذِيفَةُ ابْنُ الْيَمَانِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَالَ حَذِيفَةُ: أَنَا، فَوَصَفَ فَقَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِطَائِفَةٍ رَكْعَةً صَفَّ خَلْفَهُ، وَطَائِفَةٍ أُخْرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الَّتِي تَلِيهِ رَكْعَةً، ثُمَّ نَكَصَ هُؤْلَاءِ إِلَى مَصَافٍ أُولَئِكَ وَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً.

۱۵۳۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: ۱۵۳۱- حضرت ثعلبہ بن زہدؓ بیان کرتے ہیں کہ

۱۵۳۰- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من قال يصلي بكل طائفة ركة ولا يقضون، ح: ۱۲۴۶ من حديث سفيان الثوري به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۱۷، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۴۳، وابن حبان، ح: ۵۸۶، والحاكم: ۳۳۵/۱، ووافقه الذهبي.

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

 فوائد و مسائل: ① نماز خوف کی مشروعیت قرآن مجید سے ثابت ہے بلکہ یہ واحد نماز ہے جس کا طریقہ بھی

اجمالی طور پر قرآن کریم میں بتلایا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے مختلف مقامات پر یہ نماز پڑھی ہے۔ مگر حنفیہ میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور شوافعہ میں سے امام حنن رحمہ اللہ نبی ﷺ کے بعد اسے قرآن یا احادیث میں مذکور طریقوں سے پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ ان کا خیال ہے کہ نماز خوف نبی ﷺ کے ساتھ خاص تھی کیونکہ ہر شخص آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کا خواہاں تھا۔ جنگ اور خوف کی وجہ سے مجبور ہی تھی کہ سب اکٹھے نہیں پڑھ سکتے تھے۔ دو دفعہ ایک ہی نماز پڑھنا یا پڑھنا درست نہیں لہذا مجبوراً یہ طریقہ اختیار کیا گیا تاکہ ہر شخص آپ کے پیچھے نماز پڑھ سکے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں جس کے پیچھے نماز پڑھنے کی خصوصی فضیلت ہو یا سب اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی خواہش رکھیں۔ قرآن مجید میں بھی نماز خوف کے بیان میں خصوصاً آپ سے خطاب کیا گیا ہے: ﴿وَإِذَا حُكِّنْتُمْ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ﴾ (النساء: ۵۷) ”جب آپ ان میں ہوں تو آپ انھیں نماز پڑھائیں“ لہذا اب اگر خوف کا مسئلہ ہو تو دو گروہ کر لیے جائیں اور ہر گروہ کو ان کے الگ الگ امام نماز پڑھائیں۔ مذکورہ بات عقل کو بہت جھجتی ہے مگر صحابہ کرام رحمہم اللہ کا طرز عمل اس کے مطابق نہیں۔ بہت سے صحابہ کرام رحمہم اللہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی نماز خوف مخصوص طریقوں سے پڑھی ہے، لہذا جمہور اہل علم کے نزدیک یہ نماز اب بھی مشروع ہے۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑤ احادیث میں نماز خوف کے چھ سات طریقے منقول ہیں کیونکہ خوف کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں لہذا ہر جگہ ایک ہی طریقے سے نماز پڑھنا ممکن نہیں جیسا کہ آئندہ احادیث سے وضاحت ہوگی۔ یہ سب احادیث صحیح ہیں۔ موقع

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

کی کوشش کی ہے انھوں نے غیر ضروری تکلف برتا ہے۔ حسب حالات تمام احادیث پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑤ اوپر مذکورہ دو احادیث میں ایک ہی واقعے کا بیان ہے۔ نماز خوف کی مخصوص مختلف صورتوں میں سے یہ بھی ایک صورت ہے، یعنی شدید خوف میں ایک رکعت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۱۵۳۳۔

۱۵۳۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي الرَّكْنِيُّ بْنُ الرَّبِيعِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ صَلَاةِ حُدَيْفَةَ.

۱۵۳۲- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نماز جیسی روایت بیان کی ہے۔

۱۵۳۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْطَسِ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ اللَّهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَوْ تَبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكَعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكَعَةً.

۱۵۳۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے نبی ﷺ کی زبانی گھر کی نماز چار رکعت، سفر کی نماز دو رکعت اور خوف کی نماز ایک رکعت فرض کی ہے۔

۱۵۳۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْجَهْمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِذِي قَرْدٍ وَصَفَّ النَّاسَ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ، صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُوَازِيَّ الْعُدُوِّ،

۱۵۳۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام ذوقر میں نماز (خوف) پڑھی۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ ایک صف آپ کے پیچھے اور ایک صف دشمن کے مقابل، پھر آپ نے اپنے پیچھے والی صف کو ایک رکعت پڑھائی، پھر یہ ان کی جگہ چلے گئے اور وہ آگئے۔ آپ نے ان کو بھی ایک

۱۵۳۲- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۸۳/۵ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۱۹، واصله ابن خزيمة: ۲/۲۹۴، ح: ۱۳۴۵، وابن حبان، ح: ۵۹۰، والحديث السابق شاهد له. * القاسم بن حسان ثقة، وثقه العجلي المعتدل، وأحمد بن صالح، وابن شاهين وغيرهم، وصرح بالسماع من زيد.

۱۵۳۳- [صحيح] تقدم، ح: ۴۵۷، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۲۰.

۱۵۳۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۸۳/۵ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۲۱،

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

فَصَلَّى بِالَّذِي خَلْفَهُ رَكْعَةً ثُمَّ انْصَرَفَ هُوَ لَا إِلَى مَكَانٍ هُوَ لَا وَجَاءَ أَوْلِيَاكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً وَلَمْ يَقْضُوا.

رکعت پڑھائی۔ لوگوں نے پھر دوسری رکعت نہیں پڑھی۔

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۱۵۳۱ فائدہ نمبر: ۳.

۱۵۳۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَكَبَّرَ وَكَبَّرُوا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعَ أَنَا نَسِ مِنْهُمْ ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدُوا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَتَأَخَّرَ الَّذِينَ سَجَدُوا مَعَهُ وَخَرَسُوا إِخْوَلْنَهُمْ وَأَتَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَزَكَعُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَسَجَدُوا، وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِي صَلَاةٍ يُكَبِّرُونَ وَلَكِنْ يَخْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

۱۵۳۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا پھر آپ نے رکوع فرمایا اور ان میں سے کچھ لوگوں (پہلی صف) نے ساتھ رکوع کیا پھر آپ نے سجدہ کیا اور انھوں نے بھی سجدہ کیا پھر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو جنھوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا تھا وہ پیچھے ہٹ کر اپنے ساتھیوں کی حفاظت کرنے لگے اور دوسرا گروہ آ گیا (پچھلی صف آگے آ گئی)۔ اب انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ (دوسری رکعت کا) رکوع اور سجدہ کیے اور سب لوگ نماز میں تھے اور تکبیریں کہتے تھے لیکن ایک دوسرے کی حفاظت بھی کرتے تھے۔

فائدہ: اس کی صورت اس طرح بنے گی کہ مقتدی دو صفوں میں کھڑے ہو جائیں اور بیک وقت امام کے پیچھے نماز شروع کر دیں مگر جب امام رکوع اور سجدہ کرے تو صرف اگلی صف والے امام کے ساتھ رکوع و سجدہ کریں پچھلی صف والے کھڑے رہیں اور دشمن پر نظر رکھیں۔ مسلح حالت میں دشمن کے حملے کا جواب دینے کے لیے تیار رہیں۔ جب پہلی صف والے پہلی رکعت کے رکوع و سجدہ سے فارغ ہو جائیں تو وہ پیچھے چلے جائیں اور پچھلی صف والے آگے آ جائیں۔ اب یہ امام صاحب کے ساتھ دوسری رکعت میں رکوع و سجدہ کریں گے اور پچھلی صف والے کھڑے رہیں گے اور حفاظت کریں گے پھر امام صاحب کے ساتھ دونوں صفیں سلام پھیر دیں گی۔

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

اس صورت میں دونوں گروہوں نے نماز بیک وقت پڑھ لی اور ایک دوسرے کی حفاظت بھی کرتے رہے۔

۱۵۳۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ الْمُحْصَنِ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا كَانَتْ صَلَاةُ الْخَوْفِ إِلَّا سَجْدَتَيْنِ كَصَلَاةِ أَخْرَاسِكُمْ هَؤُلَاءِ الْيَوْمَ خَلَفَ أَيْمَتُكُمْ هَؤُلَاءِ، إِلَّا أَنَّهُمَا كَانَتْ عَقَبًا قَامَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ وَهُمْ جَمِيعًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَسَجَدَتْ مَعَهُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَامُوا مَعَهُ جَمِيعًا، ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعُوا مَعَهُ جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ فَسَجَدَ مَعَهُ الَّذِينَ كَانُوا قِيَامًا أَوَّلَ مَرَّةٍ، فَلَمَّا جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِينَ سَجَدُوا مَعَهُ فِي آخِرِ صَلَاتِهِمْ سَجَدَ الَّذِينَ كَانُوا قِيَامًا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ جَلَسُوا فَجَمَعَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالتَّسْلِيمِ.

۱۵۳۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز خوف صرف دو رکعتیں ہے جیسے آج کل تمہارے (احکام کے) محافظ تمہارے اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، مگر وہ باری باری سجدے کرتے تھے۔ (اس طرح کہ) ان میں سے ایک گروہ کھڑا رہتا حالانکہ وہ سب رسول اللہ ﷺ ہی کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے اور ایک گروہ کے لوگ (اگلی صف والے) آپ کے ساتھ سجدے کرتے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے اور وہ سب آپ کے ساتھ کھڑے ہو جاتے، پھر آپ رکوع فرماتے اور وہ سب آپ کے ساتھ رکوع میں جاتے، پھر آپ سجدہ کرتے تو آپ کے ساتھ وہ لوگ سجدہ کرتے جو پہلی رکعت میں کھڑے رہے تھے، پھر جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ سجدہ کرنے والے نماز کے آخر میں بیٹھتے تو جو لوگ کھڑے رہے تھے انہوں نے اپنے طور پر سجدے کیے، پھر وہ بھی بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے (بیک وقت) ان سب کے ساتھ سلام پھیرا۔

🌞 فائدہ: یہ بھی نماز خوف کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔

۱۵۳۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

۱۵۳۷- حضرت سہل بن ابو حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف (اس طرح)

۱۵۳۶- [حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۲۶۵ من حديث إبراهيم بن سعد عن ابن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۲۳، فيه علة قاذفة، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ۱۲۴۲ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۶۳، وابن حبان، ح: ۵۸۹، والحاكم: ۱/ ۳۳۶، والذهبي.

۱۵۳۷- أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح: ۴۱۳۱ من حديث يحيى القطان، ومسلم، صلاة

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي
حَنَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ
الْخَوْفِ فَصَفَّ صَفًّا خَلْفَهُ وَصَفًّا مُصَافُو
الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً، ثُمَّ ذَهَبَ هُوَ لَاءَ
وَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَامُوا
فَقَفُّوا رَكْعَةً رَكْعَةً.

پڑھائی (کہ) آپ نے ایک صف اپنے پیچھے کھڑی کر
لی اور دوسری صف دشمن کے مقابل کھڑی رہی۔ آپ
نے اپنے پیچھے والی صف کو ایک رکعت پڑھائی، پھر یہ
(دشمن کے مقابلے میں) چلے گئے اور وہ دوسرے
آگئے۔ آپ نے ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی، پھر وہ
اٹھے اور ان سب (دونوں گروہوں) نے ایک ایک
رکعت اپنے طور پر پڑھ لی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث نمبر: ۱۵۳۵ اور ۱۵۳۶ والی صورت اس وقت ہوگی جب دشمن قبیلہ کی جانب ہو۔
اس وقت امام کے پیچھے کھڑے ہو کر بھی دشمن پر نظر رکھی جاسکتی ہے، مگر زیادہ خوف ہو تو حدیث: ۱۵۳۵ اور خوف
کم ہو تو حدیث نمبر: ۱۵۳۶ پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ مذکورہ حدیث (۱۵۳۷) اس وقت قابل عمل ہوگی جب دشمن قبیلہ
کی بجائے کسی اور جانب ہو اور امام کے پیچھے کھڑے ہو کر اس پر نظر نہ رکھی جاسکتی ہو۔ اس وقت دوسرے کر لیے
جائیں گے۔ ایک حصہ امام کے پیچھے اور دوسرا دشمن کے مقابل کھڑا ہوگا اور مذکورہ طریقے کے مطابق نماز پڑھیں
گے۔ ② اس حدیث میں اپنے طور پر ایک ایک رکعت ادا کرنے کی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔ ایک طریقہ تو یہ ہے
کہ دوسرا گروہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنے طور پر ایک رکعت پڑھ لے اور سلام پھیرے، پھر وہ دشمن کے
مقابل چلا جائے اور یہ پہلا گروہ واپس آ کر اپنی ایک رکعت اپنے طور پر پڑھ لے اور یہ زیادہ مناسب ہوگا
کیونکہ اس طرح دوسرے گروہ کی دونوں رکعتیں اکٹھی ہو جائیں گی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دوسرا گروہ امام کے
ساتھ ایک رکعت پڑھ کر چلا جائے اور پہلا گروہ آ کر ایک رکعت اپنے طور پر پڑھے، پھر یہ چلے جائیں اور دوسرا
گروہ آ کر پڑھ لے۔ یہ طریقہ بھی بعض احادیث میں آیا ہے۔

۱۵۳۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ
يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ
عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ
الرَّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ: أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ
مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وَجَّاهُ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّذِينَ مَعَهُ

۱۵۳۸- حضرت صالح بن خوات نے اس صحابی
ؓ سے بیان کیا جس نے غزوہ ذات الرقاع میں
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی تھی کہ ایک گروہ
نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بندی کی اور دوسرا گروہ
دشمن کے مقابلے میں رہا۔ آپ نے اپنے ساتھ والے

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام ومسائل

لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ کھڑے رہے اور انھوں نے اپنی دوسری رکعت پڑھ لی پھر وہ چلے گئے اور دشمن کے مقابلے میں صف بندی کر لی اور دوسرا گروہ آپ کے پیچھے آگیا۔ آپ نے انھیں باقی ماندہ (دوسری) رکعت پڑھادی پھر آپ بیٹھے رہے اور انھوں نے اپنی دوسری رکعت مکمل کر لی پھر آپ نے ان کے ساتھ

رُكْعَةً، ثُمَّ تَبَتَّ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَلُّوا وَجَاةَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرُّكْعَةَ الَّتِي بَيَّتَ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ تَبَتَّ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

سلام پھیرا۔

 نوآند ومسائل: ① یہ نماز خوف کی ایک اور صورت ہے جس میں ہر گروہ کی دو رکعتیں اکٹھی پڑھی گئیں۔

ایک آپ کے ساتھ اور ایک الگ الگ۔ یہ صورت اس لحاظ سے بہتر ہے کہ اس میں دوران نماز میں آنا جانا نہ ہوگا بلکہ دونوں رکعتیں متصل پڑھی جائیں گی۔ ② ”ذات الرقاع“ رقاہ جمع ہے ”رقعہ“ کی اس کے معنی ہیں: ٹکڑا۔ اس جنگ کو غزوہ ذات الرقاع یا تو اس لیے کہتے ہیں کہ اس غزوے میں جاتے ہوئے پتھروں کی وجہ سے مسلمانوں کے پاؤں زخمی ہو گئے اور انھیں پاؤں پر کپڑوں کے ٹکڑے باندھنے پڑے یا اس لیے کہ اس علاقے کی زمین کے ٹکڑے مختلف رنگوں والے تھے، یعنی کچھ پہاڑیاں سرخ تھیں کچھ سفید اور کچھ سیاہ۔ واللہ اعلم۔

۱۵۳۹- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَحَدِي الطَّائِفَتَيْنِ رُكْعَةً وَالطَّائِفَةَ الْأُخْرَى مُوَاكِفَةً الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْطَلَقُوا فَقَامُوا فِي مَقَامٍ أَوْلَيْكَ وَجَاءَ أَوْلَيْكَ فَصَلَّى بِهِمْ رُكْعَةً أُخْرَى، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رُكْعَتَهُمْ وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رُكْعَتَهُمْ.

۱۵۳۹- حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے بالمقابل تھا پھر یہ (پہلا گروہ) ان کی جگہ چلا گیا اور وہ آگئے۔ آپ نے ان کو دوسری رکعت پڑھادی پھر آپ نے سلام پھیر دیا پھر یہ کھڑے ہوئے اور اپنی دوسری رکعت پڑھی پھر وہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنی دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھ لی۔

فَاقْدَمَ هَؤُلَاءِ عَلَى هَؤُلَاءِ فَصَلَّى بِهِمْ رُكْعَةً أُخْرَى، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رُكْعَتَهُمْ وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رُكْعَتَهُمْ.

 فائدہ: اس روایت میں روایت نمبر ۱۵۳۷ والی صورت ہی ہے اور اپنی اپنی ایک ایک رکعت پڑھنے میں

مذکورہ دونوں طریقے ممکن ہیں۔

۱۸- کتاب صلاة الخوف

۱۵۴۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کے لیے گیا۔ وہاں ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو ہم نے ان کے مقابلے میں صفیں باندھ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو ہم میں سے ایک گروہ آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے کھڑے ہونے والے گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کیے پھر وہ ان لوگوں (دوسرے گروہ) کی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے جنہوں نے نماز نہ پڑھی تھی اور وہ گروہ آ گیا جنہوں نے نماز نہ پڑھی تھی۔ آپ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکوع اور دو سجدے کیے (یعنی ان کے ساتھ بھی ایک رکعت ادا کی۔) پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا پھر مسلمانوں میں سے ہر آدمی اٹھا اور اس نے اپنے طور پر ایک رکوع اور دو سجدے کر لیے۔ (یعنی ایک ایک رکعت پڑھ لی۔)

۱۵۴۰- أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بَقِيَّةَ، عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ نَجْدٍ فَوَارِزَنَا الْعَدُوَّ وَصَافَقَنَا هُمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مِنَّا مَعَهُ وَأَقْبَلَ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ، فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمِنْ مَعَهُ رُكْعَةٌ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا فَكَانُوا مَكَانَ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ فَرَكَعَ بِهِمْ رُكْعَةً وَسَجَدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رُكْعَةً وَسَجَدَتَيْنِ.

فائدہ: یہ حدیث بھی حدیث نمبر: ۱۵۳۷ اور ۱۵۳۹ کے مطابق ہے۔

۱۵۴۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی۔ نبی ﷺ نے اللہ اکبر کہا۔ ہم میں سے ایک گروہ نے آپ کے پیچھے صف بندی کی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ نبی ﷺ نے پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکوع

۱۵۴۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبُرْقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَوْسَفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يُحَدِّثُ: أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ مَعَ

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَفَّ خَلْفَهُ طَائِفَةً مِنَّا وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَرَكَعَ بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً وَسَجَدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَبَرُوا وَأَقْبَلُوا عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلُّوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَصَلَّى لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجَدَتَيْنِ.

اور دو سجدے کیے (یعنی ایک رکعت پڑھائی) پھر وہ چلے گئے اور دشمن کے مقابل صف آراء ہو گئے اور دوسرا گروہ آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز شروع کر دی۔ آپ نے اسی طرح کیا (یعنی ان کو بھی ایک رکعت پڑھائی) پھر آپ نے سلام پھیر دیا پھر دونوں گروہوں میں سے ہر شخص اٹھا اور اس نے اپنے طور پر ایک رکوع اور دو سجدے کر لیے۔ (یعنی ایک ایک رکعت پڑھ لی۔)

۱۵۴۲- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْعَلَاءِ وَأَبِي أَيُّوبَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ قَامَ فَكَبَّرَ فَصَلَّى خَلْفَهُ طَائِفَةً مِنَّا وَطَائِفَةٌ مُوْاجِهَةً الْعَدُوِّ فَرَكَعَ بِهِمُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجَدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَبَرُوا وَلَمْ يُسَلِّمُوا وَأَقْبَلُوا عَلَى الْعَدُوِّ فَصَفُّوا مَكَانَهُمْ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَفُّوا خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِهِمُ رَكْعَةً وَسَجَدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَتَمَّ رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ، ثُمَّ قَامَتِ الطَّائِفَتَانِ فَصَلَّى كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمُ لِنَفْسِهِ رَكْعَةً وَسَجَدَتَيْنِ.

۱۵۴۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی۔ آپ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا تو ہم میں سے ایک گروہ آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کیے پھر وہ سلام پھیرے بغیر چلے گئے اور دوسروں کی جگہ دشمن کے سامنے کھڑے ہو گئے پھر دوسرے گروہ نے آ کر آپ کے پیچھے صف بندی کی۔ آپ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکوع اور دو سجدے کیے پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا جبکہ آپ دو رکوع اور چار سجدے (یعنی دو رکعتیں) مکمل فرما چکے تھے پھر دونوں گروہ اٹھے اور ان میں سے ہر شخص نے اپنے اپنے طور پر ایک رکوع اور دو سجدے کر لیے۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ السَّيِّ: الزُّهْرِيُّ سَمِعَ
مِنْ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثَيْنِ وَلَمْ يَسْمَعْ هَذَا مِنْهُ.

(امام نسائی رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوبکر بن سی بیان کرتے ہیں کہ امام زہری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صرف دو حدیثیں سنی ہیں لیکن یہ روایت ان میں شامل نہیں۔ (گویا اس روایت کی سند میں انقطاع ہے۔)

☀️ فائدہ: یہ حضرت ابوبکر بن سنی کا خیال ہے۔ حضرت علی بن مدینی نے بھی یہی قول بیان کیا ہے مگر امام احمد بن حنبل اور حضرت یحییٰ بن معین کے نزدیک امام زہری نے کوئی روایت بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نہیں سنی اور یہی موقف درست اور رائج ہے؛ لہذا مذکورہ سند منقطع ہے لیکن یہ انقطاع سابقہ دونوں روایتوں سے رفع ہو جاتا ہے کیونکہ ان دو روایات میں سالم کا واسطہ مذکور ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۱۲۶/۱۵)

۱۰۴۳- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلٍ
بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ
عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ
نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي بَعْضِ أَتَابِهِ
فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ يَلُزُّهُنَّ الْعُدُوُّ
فَصَلَّى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ذَهَبُوا وَجَاءَ
الْآخَرُونَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَضَتِ
الطَّائِفَتَانِ رَكْعَةً رَكْعَةً.

☀️ **فائدہ:** ان احادیث میں نماز کے دوران میں آنا جانا دشمن کے مقابل کھڑا ہونا خواہ منہ کسی طرف بھی کرنا پڑے اسی طرح امام کا ٹھہرنا اور آنے جانے والوں کا انتظار کرنا یہ سب نماز خوف کی خصوصیات ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور کمروازی ہے ان سے نماز کی حیثیت اور ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی بلکہ ممکن ہے نماز کی شان بڑھ جائے۔

۱۵۴۴- حضرت مروان بن حکم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف پڑھی ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: کب؟ آپ نے فرمایا: غزوہ نجد کے سال۔ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے لیے اٹھے اور ایک گروہ بھی آپ کے ساتھ کھرا ہوا جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابل تھا اور ان کی پشت قبلہ کی طرف تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا تو سب مسلمانوں نے اللہ اکبر کہا (یعنی نماز شروع کر لی) آپ کے ساتھ والوں نے بھی اور انھوں نے بھی جو دشمن کے مقابل تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے رکوع فرمایا تو آپ کے ساتھ والے گروہ نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ فرمایا تو آپ کے ساتھ والے گروہ نے بھی سجدہ کیا جب کہ دوسرے گروہ والے دشمن کے مقابل کھڑے رہے، پھر رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ والے بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ دشمن کی طرف جا کر ان کے مقابل کھڑے ہو گئے اور جو پہلے دشمن کے مقابل تھے انھوں نے آپ کے پیچھے آ کر اپنا رکوع اور سجود کیا (یعنی ایک رکعت اپنے طور پر پڑھی)۔ اس دوران میں رسول اللہ ﷺ اسی طرح کھڑے رہے (جس طرح آپ کھڑے تھے) پھر وہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے دوسری رکعت کا رکوع فرمایا انھوں

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

نے بھی آپ کے ساتھ رکوع کیا پھر آپ نے سجدہ فرمایا تو انھوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدے کیے پھر وہ گروہ بھی آگیا جو دشمن کے مقابل تھا۔ انھوں نے (اپنے طور پر) رکوع اور سجود کیے۔ (یعنی اپنی بقیہ رکعت پڑھ لی۔) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والے اس دوران میں بیٹھے رہے۔ پھر سلام کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا اور سب (دونوں گروہوں) نے سلام پھیر دیا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں ہو گئیں اور دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کی بھی دو رکعتیں ہو گئیں۔

اللَّهُ ﷻ رُكْعَةً أُخْرَىٰ وَرَكَعُوا مَعَهُ وَسَجَدُوا وَسَجَدُوا مَعَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَتِ الطَّائِفَةُ الَّتِي كَانَتْ مُقَابِلَةَ الْعَدُوِّ فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷻ قَاعِدٌ وَمَنْ مَعَهُ، ثُمَّ كَانَ السَّلَامُ فَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ وَاسْلَمُوا جَمِيعًا، فَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷻ رُكْعَتَانِ وَلِكُلِّ رَجُلٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ رُكْعَتَانِ رُكْعَتَانِ.

 **نوافل و مسائل:** ① یہ نماز خوف کی ایک اور صورت ہے۔ یہ اس وقت قابل عمل ہوگی جب خوف زیادہ نہ ہو کیونکہ شروع نماز میں بھی سب اکٹھے تھے اور آخر نماز میں بھی سب اکٹھے تھے، بلکہ آخر میں دشمن کے مقابل کوئی بھی نہ رہا۔ سب آپ کے پیچھے تھے۔ ایک گروہ اپنی نماز کی باقی رکعت پڑھ رہے تھے اور دوسرے ویسے آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ سلام سب نے بیک وقت پھیرا۔ ② خیر اور نچے علاقے کو کہتے ہیں اور یہ کئی علاقوں میں تھا، مثلاً: نجد حجاز، نجد عراق اور نجد یمن۔ مندرجہ بالا حدیث میں نجد سے نجد حجاز مراد ہے۔ اور بدو دعا والی حدیث میں نجد عراق۔ اس کا یہ تہ قرآن اور دیگر احادیث سے چلتا ہے۔

۱۵۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کوہ صہبان اور عسفان کے درمیان قیام فرماتے اور مشرکین کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ مشرکوں نے کہا (پروگرام بنایا) کہ ان مسلمانوں کی ایک نماز ایسی ہے (نماز عصر) جو انھیں اپنے لوجان بیٹوں اور بیٹیوں سے بھی زیادہ پیاری ہے تو تم بات طے کرلو (پختہ پروگرام بنالو) اور (اس نماز کے دوران میں) ان پر یکبارگی حملہ کر دو۔ ادھر سے حضرت جبریل رضی اللہ

۱۵۴۵- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ الْهِنَانِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَقِيقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷻ نَازِلًا بَيْنَ ضَجَّانَ وَعُسْفَانَ مُحَاصِرَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: إِنَّ لَهُؤْلَاءِ صَلَاةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَبْنَائِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ أَجْمَعُوا

۱۸- کتاب صلاۃ الخوف

تشریف لائے اور آپ کو حکم دیا کہ آپ اپنے صحابہ کے دو گروہ بنا دیں۔ آپ ان میں سے ایک گروہ کو نماز پڑھائیں اور دوسرا گروہ دشمن کی طرف متوجہ رہے۔ وہ مخاطب رہیں اور اپنا اسلحہ پٹے پر لٹکیں۔ آپ پہلے گروہ کو ایک رکعت پڑھادیں، پھر وہ پیچھے ہٹ جائیں (اور دشمن کے مقابل چلے جائیں) اور دوسرے آجائیں پھر ایک رکعت آپ ان کو پڑھادیں تو اس طرح ان کی نبی ﷺ کے ساتھ ایک ایک رکعت ہو جائے گی اور نبی ﷺ کی دو رکعتیں ہو جائیں گی۔

فائدہ: ظاہر الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں گروہوں نے ایک ایک رکعت ہی پڑھ لی، البتہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ انھوں نے دوسری رکعت اپنے طور پر پڑھی ہو کیونکہ الفاظ حدیث: ”نبی ﷺ کے ساتھ“ سے اس کا اشارہ ملتا ہے۔ سنن نسائی کے شارح شیخ اتوبی رحمہ اللہ نے اپنی شرح ذخیرۃ العقبیٰ میں پہلی بات کو زیادہ قوی قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم، دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ، شرح سنن النسائي: ۱۳۳/۱۷)

۱۵۴۶- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِهِمْ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَقَامَ صَفٌّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَصَفٌّ خَلْفَهُ صَلَّى بِالَّذِينَ خَلْفَهُ رُكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ هَؤُلَاءِ حَتَّى قَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ وَجَاءَ أُولَئِكَ فَقَامُوا مَقَامَ هَؤُلَاءِ وَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رُكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ

۱۵۴۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی۔ ایک صف آپ کے آگے (دشمن کے مقابل) کھڑی ہو گئی اور دوسری آپ کے پیچھے۔ آپ نے اپنے پیچھے کھڑے ہونے والوں کو ایک رکوع اور دو سجدے، یعنی ایک رکعت پڑھائی، پھر یہ آگے چلے گئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ کھڑے ہو گئے اور وہ آگے اور (آپ کے پیچھے) ان کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں بھی ایک رکوع اور دو سجدے، یعنی ایک رکعت پڑھائی، پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ اس طرح نبی ﷺ کی دو رکعتیں

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

ہو گئیں اور ان کی ایک ایک۔

رَكْعَتَانِ وَلَهُمْ رَكْعَةٌ.

۱۵۴۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک جنگ میں) تھے۔ نماز کی اقامت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کا ایک گروہ بھی آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا۔ آپ نے اپنے پیچھے کھڑے ہونے والوں کو ایک رکوع اور دو سجدے یعنی ایک رکعت پڑھائی، پھر وہ چلے گئے اور ان لوگوں کی جگہ کھڑے ہو گئے جو دشمن کے مقابلے میں تھے اور وہ دوسرا گروہ آ گیا۔ آپ نے انہیں بھی ایک رکوع اور دو سجدے یعنی ایک رکعت پڑھائی، پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا، آپ کے پیچھے والے لوگوں نے بھی اور دوسروں نے بھی سلام پھیر دیا۔

۱۵۴۷- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَسْعُودِيُّ قَالَ: أَنَّبَانِي يَزِيدُ الْفَقِيرُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَقِمَّتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَامَتْ خَلْفُهُ طَائِفَةٌ وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةٌ الْعَدُوَّ، فَصَلَّى بِالَّذِينَ خَلْفَهُ رَكْعَةً وَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا فَقَامُوا مَقَامَ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَانُوا فِي وَجْهِ الْعَدُوِّ وَجَاءَتْ تِلْكَ الطَّائِفَةُ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَةً وَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَلَّمَ فَسَلَّمَ الَّذِينَ خَلْفَهُ وَسَلَّمْ أُولَئِكَ.

۱۵۴۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف میں حاضر ہوئے۔ ہم آپ کے پیچھے دو صفوں میں کھڑے ہو گئے۔ دشمن ہمارے اور قبلے کے درمیان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا، ہم سب نے بھی اللہ اکبر کہا پھر آپ نے رکوع کیا تو ہم نے بھی رکوع کیا، پھر آپ نے سر اٹھایا تو ہم نے بھی (رکوع سے) سر اٹھایا، پھر جب آپ

۱۵۴۸- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدَّرَهَمِيُّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَقُمْنَا خَلْفَهُ صَفَيْنِ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَبِيلَةِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ وَرَكَعْنَا

۱۵۴۷- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۳۶۴ عن أحمد بن المقدم به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۳۴، وانظر الحديث السابق، وهذا طرف منه. * سماع يزيد بن زريع من المسعودي قبل اختلاطه كما في الكواكب النيرات، ص: ۵۷.

۱۵۴۸- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الخوف، ح: ۸۴۰ من حديث عبد الملك به، وهو

۱۸- کتاب صلاة الخوف نماز خوف نے متعلق احکام و مسائل

وَرَفَعَ وَرَفَعْنَا، فَلَمَّا انْحَدَرَ لِلْسُّجُودِ سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِينَ يَلُونَهُ وَقَامَ الصَّفُّ الثَّانِي حِينَ رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالصَّفُّ الَّذِينَ يَلُونَهُ، ثُمَّ سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِي حِينَ رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أُمُكَيْتِهِمْ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الَّذِينَ كَانُوا يَلُونَ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْآخَرُ فَقَامُوا فِي مَقَائِمِهِمْ وَقَامَ هَؤُلَاءِ فِي مَقَامِ الْآخَرِينَ قِيَامًا وَرَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا، ثُمَّ رَفَعَ وَرَفَعْنَا فَلَمَّا انْحَدَرَ لِلْسُّجُودِ سَجَدَ الَّذِينَ يَلُونَهُ وَالْآخَرُونَ قِيَامًا، فَلَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِينَ يَلُونَهُ سَجَدَ الْآخَرُونَ ثُمَّ سَلَّمَ.

سجدے کے لیے جھکے تو رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور اُن لوگوں نے بھی جو آپ کے ساتھ قریبی (پہلی) صف میں تھے جبکہ دوسری صف والے کھڑے رہے جب رسول اللہ ﷺ نے (سجدے سے) سر اٹھایا اور اس صف والوں نے جو آپ کے قریب تھے تو دوسری صف نے اپنی جگہ ہی اپنے سجدے ادا کیے پھر نبی ﷺ کے ساتھ والی صف والے پیچھے ہٹ گئے اور دوسری صف والے آگے ہو کر پہلی صف والوں کی جگہ کھڑے ہو گئے اور وہ ان کی جگہ کھڑے ہو گئے پھر (دوسری رکعت میں) نبی ﷺ نے رکوع فرمایا تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ رکوع کیا پھر آپ نے (رکوع سے) سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی (رکوع سے) سر اٹھایا۔ جب آپ سجدے کے لیے زمین کی طرف جھکے تو آپ کے ساتھ والی صف نے سجدے کیے اور دوسری صف والے کھڑے رہے پھر جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ والوں نے دونوں سجدوں سے سر اٹھائے تو پچھلی صف والوں نے اپنے طور پر سجدے کر لیے پھر آپ نے (سب کے ساتھ بیک وقت) سلام پھیر دیا۔

۱۵۴۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَنْحُلُ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَبِيلَةِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَبَّرُوا جَمِيعًا، ثُمَّ رَكَعَ فَوَكَّعُوا

۱۵۴۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مقام نخل (مدینے سے دورات کے فاصلے پر) میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے جبکہ دشمن ہمارے اور قبیلے کے درمیان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی تو سب مسلمانوں نے تکبیر تحریمہ کہی پھر آپ نے رکوع فرمایا تو ان سب

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَالصَّفُّ
الَّذِي بَيْنَهُ وَالْآخَرُونَ قِيَامًا يَخْرُسُونَهُمْ فَلَمَّا
قَامُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ مَكَانَهُمُ الَّذِي كَانُوا
فِيهِ، ثُمَّ تَقَدَّمَ هَؤُلَاءِ إِلَى مَصَافٍ هَؤُلَاءِ
فَرَكَعَ فَرَكَعُوا جَمِيعًا، ثُمَّ رَفَعَ رَفَعُوا
جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَالصَّفُّ
الَّذِينَ يُلُونَهُ وَالْآخَرُونَ قِيَامًا يَخْرُسُونَهُمْ
فَلَمَّا سَجَدُوا وَحَلَسُوا سَجَدَ الْآخَرُونَ
مَكَانَهُمْ، ثُمَّ سَلَّمَ.

قَالَ جَابِرٌ: كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكُمْ.

١٥٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى
وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا
يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ الزُّرْقِيِّ، قَالَ
شُعْبَةُ: كَتَبَ بِهِ إِلَيَّ وَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِ وَسَمِعْتُهُ
مِنْهُ يُحَدِّثُ وَلَكِنِّي حَفِظْتُهُ، قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ
فِي حَدِيثِهِ: حَفِظْتِي مِنَ الْكِتَابِ: أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ كَانَ مُصَافًّا الْعُدُوَّ بِعُسْفَانَ

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو عصر کی نماز اس طرح پڑھائی کہ اپنے پیچھے ان کی دو صفیں بنالیں، پھر آپ نے ان سب کے ساتھ رکوع کیا، پھر جب انھوں نے رکوع سے سر اٹھایا (اور آپ سجدے میں گئے) تو آپ کے ساتھ والی (یعنی پہلی) صف ہی نے سجدے کیے اور دوسری صف والے کھڑے رہے۔ جب انھوں نے سجدوں سے سر اٹھائے تو دوسری صف نے سجدے کیے جبکہ رکوع تو وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کر چکے تھے، پھر اگلی صف پیچھے ہو گئی اور بجھلی آگے اور وہ ایک دوسرے کی جگہ میں کھڑے ہو گئے، پھر اللہ کے رسول ﷺ نے ان سب کے ساتھ رکوع کیا۔ جب انھوں نے رکوع سے سر اٹھائے تو آپ کے ساتھ صرف آپ کے ساتھ والی صف نے سجدے کیے جبکہ دوسرے کھڑے رہے، پھر جب وہ اپنے سجدوں سے فارغ ہوئے تو بجھلی صف والوں نے (اپنے) سجدے ادا کیے، پھر نبی ﷺ نے ان سب کے ساتھ بیک وقت سلام پھیرا۔

وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ، قَالَ الْمُشْرِكُونَ: [إِنَّ لَهُمْ صَلَاةَ بَعْدَ هَذِهِ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعَصْرَ فَصَفَّهُمْ صَفَيْنِ خَلْفَهُ فَرَكَعَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَمِيعًا، فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ سَجَدَ بِالصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْآخَرُونَ، فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ مِنَ السُّجُودِ سَجَدَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِرُكُوعِهِمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمَقْدَمُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي مَقَامِ صَاحِبِهِ، ثُمَّ رَكَعَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَمِيعًا فَلَمَّا رَفَعُوا رُءُوسَهُمْ مِنَ الرُّكُوعِ سَجَدَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الْآخَرُونَ، فَلَمَّا رَفَعُوا مِنْ سُجُودِهِمْ سَجَدَ الْآخَرُونَ ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِمْ.

۱۵۵۱- حضرت ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عصفان کے مقام پر تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ ان دنوں مشرکین کے امیر خالد بن ولید تھے۔ مشرکین نے کہا: افسوس! ہم نے انھیں غافل پایا تھا۔ (کاش ہم حملہ کر دیتے) تو ظہر اور عصر کے درمیان نماز خوف کا حکم اتر۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح عصر کی نماز پڑھائی

۱۵۵۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي عِيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِعُشْفَانَ فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ وَعَلَى الْمُشْرِكِينَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَقَدْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

کہ ہمارے دو گروہ بنا دیے۔ ایک گروہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور دوسرا گروہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔ آپ نے سب کے ساتھ تکبیر کہی جو آپ کے ساتھ تھے اور جو ان کی حفاظت کرتے تھے پھر آپ نے رکوع فرمایا تو دونوں گروہوں نے رکوع کیا، پھر آپ کے ساتھ والے گروہ نے سجدے کیے، پھر ساتھ والے پیچھے ہٹ آئے اور دوسرے آگے بڑھے اور انھوں نے اپنے سجدے مکمل کیے، پھر آپ (دوسری رکعت کے لیے) اٹھے اور سب کے ساتھ رکوع کیا، جو آپ کے ساتھ تھے اور جو ان کی حفاظت کرتے تھے، پھر آپ نے اپنے ساتھ والوں کے ساتھ سجدے کیے، پھر وہ پیچھے ہٹ گئے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کی جگہ میں کھڑے ہو گئے اور دوسرے آگے بڑھے اور انھوں نے اپنے سجدے پورے کیے، پھر آپ نے سب کے ساتھ سلام پھیرا۔ اس طرح ان میں سے ہر ایک کی اپنے امام کے ساتھ دو رکعتیں ہو گئیں اور ایک دفعہ آپ نے بنو سلیم کے علاقے میں بھی نماز خوف پڑھی تھی۔

غِرَّةً وَلَقَدْ أَصَبْنَا مِنْهُمْ غَفْلَةً فَتَزَلَّتْ - يَعْنِي صَلَاةَ الْخَوْفِ - بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَفَرَّقَنَا فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةً تُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَفِرْقَةً يَحْرُسُونَهُ، فَكَبَّرَ بِالَّذِينَ يَلُونَهُ وَالَّذِينَ يَحْرُسُونَهُمْ، ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ هَؤُلَاءِ وَأُولَئِكَ جَمِيعًا، ثُمَّ سَجَدَ الَّذِينَ يَلُونَهُ وَتَأَخَّرَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُ وَتَقَدَّمَ الْآخَرُونَ فَسَجَدُوا، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ بِهِمْ جَمِيعًا الثَّانِيَةَ بِالَّذِينَ - يَعْنِي - يَلُونَهُ وَبِالَّذِينَ يَحْرُسُونَهُمْ، ثُمَّ سَجَدَ بِالَّذِينَ - يَعْنِي - يَلُونَهُ ثُمَّ تَأَخَّرُوا فَقَامُوا فِي مَصَافٍ أَضْحَابِهِمْ وَتَقَدَّمَ الْآخَرُونَ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَكَانَتْ لِكُلِّهِمْ رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ مَعَ إِمَامِهِمْ وَصَلَّى مَرَّةً بِأَرْضِ بَنِي سُلَيْمٍ.



فائدہ: سابقہ روایت سے یہ روایت اس بات میں مختلف ہے کہ ان میں پچھلی صف والے اپنی جگہ میں سجدے ادا کر کے پھر اگلی صف میں آتے تھے مگر اس روایت میں پچھلی صف والوں نے اگلی صف میں آ کر اپنے سجدے پورے کیے۔ اگر یہ راوی کی غلط فہمی نہیں تو یہ نماز خوف کی ایک اور صورت بن جائے گی۔ واللہ اعلم۔

۱۵۵۲- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو نماز خوف دو رکعت پڑھائی، پھر سلام پھیر دیا، پھر دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں اور پھر سلام پھیر دیا۔ اس طرح نبی ﷺ نے

۱۵۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

صَلَّى بِالْقَوْمِ فِي الْخَوْفِ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ
ثُمَّ صَلَّى بِالْقَوْمِ الْآخَرَيْنِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ
سَلَّمَ، فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعًا.

🌞 فائدہ: یہ نماز خوف کی ایک اور صورت ہے جو سادہ اور آسان ہے مگر احناف کے نزدیک یہ صورت جائز نہیں ہے کیونکہ بعد والی دو رکعتیں امام صاحب کی نقل ہوں گی اور دوسرے گروہ کی فرض۔ اور احناف کے نزدیک نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض جائز نہیں۔ خیر! احناف کے نزدیک خواہ یہ صورت درست نہ ہو مگر رسول اللہ ﷺ نے تو پڑھائی ہے اور عمل آپ کی سنت پر ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام کو دوبارہ نماز پڑھانی پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں سب کی نماز درست ہوگی۔

۱۵۵۳- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِطَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى بِآخَرِينَ أَيْضًا رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ.

۱۵۵۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا پھر دوسرے گروہ کو بھی دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا۔

۱۵۵۲- أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حُثْمَةَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ: يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ قِبَلَ الْعَدُوِّ وَجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ، فَيَرَكُعُ بِهِمْ رَكَعَةً وَيَرَكُعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ

۱۵۵۳- حضرت سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ سے نماز خوف کے بارے میں روایت ہے کہ امام قبلہ رخ کھڑا ہوا اور مقتدیوں میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل ان کی طرف منکر کے کھڑا رہے۔ تو امام پہلے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے پھر وہ اپنی جگہ کھڑے ہو کر دوسری رکعت کے رکوع سجدے ادا کر لیں۔ اور دوسروں کی جگہ چلے جائیں اور وہ آجائیں تو امام انھیں بھی رکوع اور دو سجدے پڑھا

۱۸- کتاب صلاة الخوف

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

دے۔ اس طرح امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور ان کی ایک رکعت پھر وہ خود دوسری رکعت کے رکوع اور دو سجدے ادا کر لیں۔

وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ وَيَذْهَبُونَ إِلَى مَقَامٍ أَوْلَيْكَ وَيَجِيءُ أَوْلَيْكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ.

🌞 فائدہ: یہ صورت اجمالاً اور صراحتاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر: ۱۵۳۷ اور ۱۵۳۸۔

۱۵۵۵- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی۔ ان میں سے ایک گروہ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور دوسرے گروہ کے چہرے دشمن کی طرف تھے۔ تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعت پڑھا دیں پھر وہ دوسرے گروہ کی جگہ چلے گئے اور دوسرے آگئے۔ آپ نے انہیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا۔

۱۵۵۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْخَوْفِ، فَصَلَّتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وَجُوهُهُمْ قِبَلَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامُوا مَقَامَ الْآخَرِينَ وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ.

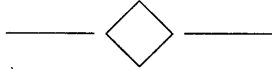
۱۵۵۶- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے پیچھے کھڑے لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر جوان کے بعد آئے انہیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ تو نبی ﷺ کی چار رکعتیں ہو گئیں اور ان کی دو دو۔

۱۵۵۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ بِالَّذِينَ خَلْفَهُ رَكْعَتَيْنِ وَالَّذِينَ جَاءُوا بَعْدَ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَلِلْهَؤُلَاءِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ.

نماز خوف سے متعلق احکام و مسائل

۱۸- کتاب صلاة الخوف

فائدہ: ان دو روایات میں پہلی دو رکعات کے بعد سلام پھیرنے کا ذکر نہیں جبکہ احادیث: ۱۵۵۲ اور ۱۵۵۳ میں الگ الگ سلام کا ذکر ہے اور وہ روایات بھی انہی بزرگوں سے ہیں؛ لہذا یہاں بھی ہر دو کے بعد سلام مانا جائے گا گویا کہ رسول اللہ ﷺ کی چار رکعات دو سلام کے ساتھ تھیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بھی ایک صورت ہے کہ امام ایک سلام کے ساتھ چار رکعات پڑھائے مگر یہ مرجوح بات ہے۔



www.minhajusunat.com

عیدین سے متعلق احکام و مسائل

عید، عَوْد سے ماخوذ ہے جس کے معنی لوٹنے اور بار بار آنے کے ہیں۔ عید کو عید اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ بار بار لوٹ کر آتی ہے یا اس کے آنے سے مسرت و سرور اور خوشیاں لوٹ آتی ہیں۔

عربوں کے ہاں اظہار مسرت کے لیے منعقد ہونے والے ہر موسمی اجتماع کو عید کہا جاتا ہے۔ عربی میں عید کی جمع اعیاد ہے۔ عیدین اس کا تثنیہ ہے۔ عیدین سے مراد عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔ یہ امت مسلمہ کے خوشی کے دن ہیں۔ نبی اکرم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو عرب لوگ اس وقت دو دن کھیل کود کر خوشی منایا کرتے تھے۔ یہ دو دن نیروز اور مہرجان تھے۔ یہ دونوں کلمے فارسی سے معرب ہیں۔ ”نیروز“ اصل میں نوروز (نیا دن) تھا۔ اہل بیت کے نزدیک یہ شمس سال کا پہلا دن ہوتا ہے۔ اس دن سورج برج حمل کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ مہرجان اصل میں مہرگان ہے۔ اس سے مراد وہ دن ہے جب سورج برج میزان میں منتقل ہوتا ہے۔ یہ موسم بہار کی مناسبت سے جشن کی صورت میں منایا جاتا ہے۔ یہ دونوں دن نہایت معتدل اور خوشگوار ہوتے ہیں۔ یہ اہل فارس (ایرانیوں) کے عید کے دن ہیں۔ عرب فارسیوں کی نقالی اور تقلید میں انھیں مناتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے ان دنوں کے منانے سے منع فرمایا اور ان کی بجائے دو اچھے دن، یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ منانے کا حکم دیا کیونکہ ان دنوں کا تعلق موسم کی خوشگوار کی بجائے دو عظیم عبادت کی

ادائیگی سے ہے۔ عید الفطر سے مراد وہ دن ہے جس میں لوگ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور صدقہ کی مکمل شال

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین

عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

اور عید الاضحیٰ وہ دن ہے جس میں لوگ قربانیاں کرتے ہیں، یعنی ۱۰ ذوالحجہ کا دن۔ عیدین کا آغاز دو بجری میں ہوا۔

عیدین سے متعلق مسائل اور ان کی تفصیل احادیث کے ضمن میں آرہی ہے۔ نماز کا طریقہ اور کچھ دیگر احکام یہاں اختصاراً ذکر کیے جاتے ہیں:

* زیب و زینت اختیار کرنا: عید کے دن غسل کرنا، عمدہ لباس پہننا، خوشبو لگانا اور زیب و زینت کی دیگر چیزیں اختیار کرنا مستحب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے جمعے کے دن کو عید بنایا ہے، چنانچہ جو شخص جمعے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے اور اگر خوشبو ہو تو اسے لگائے اور مسواک کا بھی ضرور اہتمام کرے۔“ (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، حدیث: ۱۰۹۸) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب جمعے کے دن غسل کرنے، خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جمعے کو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے لیے عید بنایا ہے تو عید کے دن ان تینوں کاموں کا کرنا اور زیادہ محبوب اور پسندیدہ رہگا۔ غسل کے استحباب کے مزید دلائل کے لیے دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۳۱۶) و سنن النسائي، صلاة العیدین، حدیث: ۱۵۶۱۔ اور ان کے فوائد و مسائل

* نماز عید الفطر کے لیے کچھ کھا کر جانا: نماز عید الفطر کی ادائیگی کے لیے جانے سے پہلے طاق عدد میں کھجوریں کھانا مسنون عمل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن (نماز کے لیے) اس وقت تک نہیں نکلتے تھے جب تک (طاق عدد میں) چند کھجوریں تناول نہ فرمالیتے۔ (صحیح البخاری، العیدین، حدیث: ۹۵۳) اگر کھجوریں دستیاب نہ ہوں تو پھر کوئی بھی چیز کھائی جاسکتی ہے۔

* نماز عید الاضحیٰ ادا کر کے کھانا پینا: نبی اکرم ﷺ عید الاضحیٰ کے دن نماز عید سے پہلے کچھ نہیں کھاتے تھے، اس لیے سنت یہی ہے کہ عید الاضحیٰ کی ادائیگی کے بعد کھایا پیا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عید الفطر کے لیے کچھ کھائے بغیر نہ نکلتے تھے، البتہ عید قربان کے دن جب تک نماز ادا نہ فرمالتے کچھ تناول نہ فرماتے۔ (جامع الترمذی، العیدین، حدیث: ۵۴۲)

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

امام تہجدی رحمہ اللہ نے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ نماز سے فراغت کے بعد واپسی پر آپ اپنی قربانی کی کبھی اور جگر وغیرہ تناول فرماتے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۸۳/۳)

* عید گاہ کی طرف پیدل و سوار جانا: عید گاہ کی طرف پیدل بھی جایا جاسکتا ہے اور ضرورت کے پیش نظر سوار ہو کر جانا بھی جائز ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اس مسئلے کی بابت لکھتے ہیں کہ اس مسئلے میں تمام روایات انفرادی طور پر ضعیف ہیں لیکن مجموعی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسئلے کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے اور پھر اس مسئلے کی تائید و توثیق میں ایک مرسل روایت پیش کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے میں شرکت اور عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز کی ادائیگی کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے نیز سعید بن مسیب کا قول ہے کہ عید الفطر کی تین سنتیں ہیں: ”عید گاہ کی طرف پیدل جانا“ نماز عید کی ادائیگی کے لیے جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا اور نماز عید کے لیے غسل کرنا۔“ نیز امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کہ عید گاہ کی طرف پیدل جانا سنت ہے کو حسن قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث پر اکثر اہل علم کا عمل ہے۔ بنا بریں معلوم ہوا کہ عید گاہ کی طرف پیدل جانا کم از کم مستحب ضرور ہے تاہم ضرورت کے پیش نظر سواری پر سوار ہو کر بھی جایا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ارواء الغلیل: ۱۰۴، ۱۰۳/۳)

* خواتین کا عید گاہ میں جانا: عید کے موقع پر خواتین اسلام کو بھی اہل اسلام کی دعائیں شرکت کی تاکید کی گئی ہے۔ جو عورتیں نماز نہیں پڑھ سکتیں انھیں بھی حاضری کا حکم دیا گیا ہے۔ مزید یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر کسی عورت کے پاس اوڑھنی نہیں ہے تو وہ کسی اور عورت کی اوڑھنی میں لپٹ جائے اور اس طرح دو عورتیں ایک چادر میں لپٹ کر عید گاہ پہنچیں۔ (صحیح البخاری، العیدین، حدیث: ۹۸۰) مزید دیکھیے: (سنن النسائی، صلاة العیدین، حدیث: ۱۵۵۹ اور اس کے فوائد)

* عید گاہ یا کھلے میدان میں عید پڑھنا: نماز عید کا اہتمام عید گاہ میں ہونا چاہیے اگر عید گاہ نہ ہو تو کھلے میدان میں عید کا انتظام کرنا چاہیے۔ بلا عذر مسجد میں نماز عید ادا کرنا درست نہیں البتہ بارش، تیز آندھی یا اس قسم کے شرعی عذر کی صورت میں نماز عید مسجد میں ادا کی جاسکتی ہے۔

* نماز عید کا وقت: نماز عید سورج طلوع ہونے کے بعد، اذان، اقامہ، ادا کرنا، اذان، اقامہ، سورج دیکھ کر،

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین

عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

نسبت نبی اکرم ﷺ نماز عید سب سے پہلے ادا کرتے تھے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم نحر کے دن ہمیں خطاب فرمایا کہ ہم آج کے دن سب سے پہلا کام یہ کریں گے کہ نماز پڑھیں گے پھر (نماز سے) فارغ ہو کر قربانی کریں گے۔ جس نے اسی طرح کیا اس نے ہماری سنت پر عمل کیا۔ (صحیح البخاری، العیدین، حدیث: ۹۶۸)

جناب یزید بن خمیر الرجبی بیان کرتے ہیں کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور امام کے تاخیر کرنے کو انھوں نے ناپسند کیا اور کہا: ہم تو اس وقت فارغ ہو چکے ہوتے تھے یعنی اشراق کے وقت۔ (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۱۱۳۵) اس لیے زیادہ تاخیر مناسب نہیں۔

* طریقہ نماز: طریقہ نماز میں درج ذیل امور پر بحث ہوگی: ﴿۱﴾ اذان و اقامت۔ ﴿۲﴾ تعداد رکعات۔ ﴿۳﴾ سورتوں کا تعین۔ ﴿۴﴾ زائد تکبیرات۔

﴿۱﴾ اذان و اقامت کا حکم: نماز عید کے لیے اذان اور اقامت نہیں کہی جاتی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا آپ نے نماز عید خطبے سے قبل بغیر اذان و اقامت کے پڑھائی۔۔۔۔۔ (صحیح مسلم، العیدین، حدیث: (۳)۔ ۸۸۵) معلوم ہوا نماز عید کے لیے اذان و اقامت ثابت نہیں۔

﴿۲﴾ تعداد رکعات: عیدین کی نماز دو دو رکعت ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے، عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے، مسافر کی نماز دو رکعت ہے اور جمعے کی نماز بھی دو رکعت ہے۔ یہ تمام نمازیں نبی اکرم ﷺ کی زبانی مکمل ہیں۔ ان میں کوئی کمی اور نقص نہیں۔ (سنن النسائي، صلاة العیدین، حدیث: ۱۵۶۷)

﴿۳﴾ سورتوں کا تعین: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو اقد لیش رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: سورۃ ہٰجۃ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ اور ﴿اَقْرَبَ السَّاعَةِ﴾ وَأَنْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿﴾ (صحیح مسلم، العیدین، حدیث: (۱۳)۔ ۸۹۱) جبکہ ایک روایت میں سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ پڑھنے کا ذکر ملتا ہے بنا بریں عیدین میں مقتدیوں یا موقع محل کا لحاظ رکھتے ہوئے دونوں حدیثوں میں سے کسی ایک پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۹- کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

✽ زائد تکبیرات: نماز عید میں بارہ تکبیریں زائد ہیں۔ سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں۔ دونوں رکعتوں میں قراءت، تکبیرات کے بعد ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عید الفطر کی نماز کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں اور دونوں رکعتوں میں قراءت تکبیرات کے بعد ہے۔“ (سنن أبی داود، الصلاة، حدیث: ۱۱۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے۔ (سنن أبی داود، الصلاة، حدیث: ۱۱۳۹)

✽ زائد تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین: تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین کرنے کی بابت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی صریح دلیل نہیں ہے۔ امام ابن حزم اس کی بابت لکھتے ہیں: ”لَمْ يَصِحَّ قَطُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ فِيهِ يَدَيْهِ“ [”رسول اللہ ﷺ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کہ آپ نے ان تکبیروں میں رفع الیدین کیا ہے۔“] محقق عصر شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ مسنون نہیں ہے۔ (إرواء الغلیل: ۱۱۳/۳) تاہم تکبیرات عیدین کے ساتھ رفع الیدین کرنے کی بابت ائمہ کے اقوال ضرور ملتے ہیں۔ عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا: کیا امام نماز عیدین میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں، وہ رفع الیدین کرے اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہاتھ اٹھائیں۔ (مصنف عبدالرزاق: ۲۹۷/۳) نیز امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تکبیرات عیدین کے موقع پر ہاتھ اٹھانے چاہئیں اگرچہ میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا۔ (الفریابی بحوالہ إرواء الغلیل: ۱۱۳/۳) اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ تکبیرات عیدین میں ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ (الأم: ۱/۲۳۷) لہذا ان اقوال کی روشنی میں اگر کوئی تکبیرات عیدین میں رفع الیدین کرتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے اور کوئی نہیں کرتا تو اس کا بھی جواز ہے۔ اس مسئلے میں تشدد مناسب نہیں۔ واللہ اعلم۔

* عید کا خطبہ: رسول اللہ ﷺ اور دیگر صحابہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ عید کا خطبہ نماز عید کے بعد دیا کرتے تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے

۱۹- کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

(۴-۸۸۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید کی نمازوں میں حاضر ہوا۔ وہ سب نماز عید خطبے سے قبل پڑھتے تھے۔ (صحیح البخاری، العیدین، حدیث: ۹۶۲)

* منبر کے بغیر خطبہ دینا: نبی اکرم ﷺ سے عید گاہ میں منبر لے جانا ثابت نہیں۔ سب سے پہلے مروان اپنے عہد میں عید گاہ میں منبر لے گیا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: «يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ! أَخْرَجْتَ الْمَنْبَرَ فِي يَوْمِ عِيدٍ وَلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ فِيهِ» [اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے۔ تم نے عید کے روز منبر نکلوایا ہے جبکہ اس دن یہ نہ نکالا جاتا تھا۔] (سنن أبي داود، الصلاة، حدیث: ۱۱۳۰) معلوم ہوا عید گاہ میں منبر لے جانا محض تکلف اور سنت کی خلاف ورزی ہے، البتہ ضرورت کے پیش نظر سواری یا کسی اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جاسکتا ہے۔

* خطبہ عید سننے یا نہ سننے کا اختیار: حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی، پھر فرمایا: ”جو آدمی جانا چاہے وہ جاسکتا ہے اور جو خطبہ سننے کے لیے ٹھہرنا چاہتا ہے وہ ٹھہرے۔“ (سنن النسائي، العیدین، حدیث: ۱۵۷۲) اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ خطبہ عید سننا واجب نہیں، تاہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل اور نبی اکرم ﷺ کا حکم کہ حائضہ اور پردہ نشین عورتیں بھی عید گاہ میں حاضر ہوں، سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ عید سننے کا اہتمام کرنا چاہیے بلاوجہ اس میں بے پروائی نہ کی جائے۔ واللہ اعلم۔

* راستہ بدلنا: عید کے دن نماز عید کے لیے ایک راستے سے جانا اور واپسی پر دوسرے راستے سے آنا مسنون عمل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ عید کے روز (عید گاہ آتے جاتے ہوئے) راستہ تبدیل فرماتے تھے۔ (صحیح البخاری، العیدین، حدیث: ۹۸۶)

* نماز عید سے پہلے اور بعد میں نوافل پڑھنے کا حکم: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عید کے روز دو ہی رکعتیں ادا فرمائیں، اس سے پہلے نماز پڑھی نہ بعد میں۔ (صحیح البخاری، العیدین، حدیث: ۹۶۲) و صحیح مسلم، العیدین، حدیث: ۸۸۳) سنن ابن ماجہ کی ایک

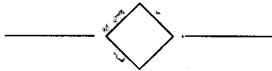
۱۹۔ کتاب صلاة العیدین

عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

الصلوات، حدیث: (۱۲۹۳) ان میں حل اور تطبیق کی صورت یہ ہے کہ بالخصوص عید گاہ میں نماز عید سے قبل کچھ پڑھا جاسکتا ہے نہ بعد میں البتہ گھر میں مطلق نوافل پڑھے جاسکتے ہیں کہ ان کا تعلق نماز عید سے نہیں۔ واللہ اعلم۔

* عید کے بعد جمعے کی رخصت: اگر عید جمعے کے روز ہو تو نماز عید ادا کرنے کے بعد لوگوں کو رخصت ہے کہ وہ جمعہ ادا کرنے کے بجائے اپنے ڈیروں وغیرہ ہی میں نماز ظہر ادا کر لیں، جمعے کے لیے حاضر نہ ہوں البتہ خطیب کے لیے مستحب یہی ہے کہ وہ جمعہ پڑھائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ عیدین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، آپ نے دن کے آغاز میں عید کی نماز پڑھی پھر آپ نے جمعے کی رخصت دے دی۔ (سنن النسائي، العیدین، حدیث: ۱۵۹۲)

* کھیل کود: عید کے دن خوشی کا اظہار کرنا، چھوٹے بچے بچیوں کے لیے دف وغیرہ بجا کر ملی نغمے اور ایسے اشعار پڑھنا جو اسلامی روح کے منافی نہ ہوں اور شرک کی آمیزش سے پاک ہوں جائز ہے۔ اسی طرح ایسی کھیل کود جو جنگی تربیت یا جسمانی صحت کے لیے مفید ہو، کھیلنا درست ہے، تفصیل آگے احادیث میں آ رہی ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱۹) - كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ (التحفة ...)

نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱.....

(المعجم ۱) -

۱۵۵۷- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ: كَانَ لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ قَالَ «كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُونَ فِيهِمَا وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللَّهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى».

۱۵۵۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دور جاہلیت کے لوگوں کے لیے سال میں دو دن تھے جن میں وہ کھیلتے کودتے تھے۔ جب نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: ”تمہارے لیے دو دن تھے جن میں تم کھیلا کودا کرتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بجائے دو اچھے دن دے دیے ہیں۔ ایک عید الفطر کا دن اور ایک عید الاضحیٰ کا دن۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”دو دن“ سے نو روز اور مہرجان مراد ہیں۔ نو روز تو نئے سال کا پہلا دن ہوتا تھا اور مہرجان موسم بہار کی مناسبت سے جشن کی صورت میں منایا جاتا تھا۔ یہ دونوں ایرانیوں کی عیدیں تھیں۔ عرب صرف نقالی کے طور پر انہیں مناتے تھے۔ ② ”دو اچھے دن“ کیونکہ ان کا تعلق نہ تو موسم کی خوش گواری سے ہے نہ کسی بادشاہ کی تاجپوشی سے، بلکہ ان کا تعلق دو عظیم عبادات کی ادائیگی سے ہے، لہذا ان میں بجائے لہو و لعب کے عبادت، تشکر اور دعا کی حکمرانی ہوگی۔ باقی رہی خوشی تو یہ ایک ذہنی چیز ہے۔ ایک کھلندہ شخص جس طرح کھیل کود میں خوش ہوتا ہے، مومن اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر عبادت میں لذت محسوس کرتا ہے، پھر لہو و لعب کی خوشی تو صرف امراء کے ساتھ خاص ہے مگر عبادت کی خوشی میں امیر غریب سب شریک ہو سکتے ہیں۔ عبادات کی ادائیگی کے بعد مناسب کھیل کود میں بھی کوئی حرج نہیں، جیسے بچوں کا دف بجانا اور حبشیوں کا جنگی کھیل کھیلنا

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

احادیث سے ثابت ہے۔ مگر ایسی خوشی جس کی بنیاد فخر و غرور اور دولت کی نمائش و اسراف پر ہو ایک فطری دین کے اسر خلاف ہے۔ ⑤ ”عید“ عود سے ہے، یعنی بار بار پلٹ کے آنے والی چیز، ظاہر ہے عید بار بار آتی ہے نیز ہر آدمی ان سے بار بار لطف اندوز ہونے کی خواہش رکھتا ہے اور ایک دوسرے کو ”کئی عیدوں“ کی دعا بھی دی جاتی ہے۔ ⑥ اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ مسلمانوں کی صرف دو ہی عیدیں ہیں: تیسری کوئی عید نہیں اس لیے ”عید میلاد“ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں یہ بدعت اور خانہ ساز ہے۔ اس کے جواز کے لیے جو ”دلائل“ دیے جاتے ہیں ان کی حقیقت جاننے کے لیے ملاحظہ ہو حافظ صلاح الدین یوسف رحمہ اللہ کی تالیف ”جشن عید میلاد اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ۔“

باب ۲۔ عیدین کے لیے اگلے

(المعجم ۲) - بَابُ الْخُرُوجِ إِلَى الْعِيدَيْنِ

(دوسرے دن نکلنا)

مِنَ الْغَدِ (التحفة ۶۵۳)

۱۵۵۸۔ حضرت ابوعمیر بن انس اپنے چچاؤں سے

۱۵۵۸۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے عید کا چاند دیکھا (مگر

حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ:

نبی ﷺ کو بروقت اطلاع نہ مل سکی اور عام لوگوں نے

حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ أَبِي عُمَيْرٍ بْنِ أَنَسٍ،

روزہ رکھ لیا) پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے (اور اطلاع

عَنْ عُمُومَةٍ لَه: أَنَّ قَوْمًا رَأَوْا الْهَلَالَ فَأَتَوْا

کی) تو آپ نے لوگوں کو دن چڑھ آنے کے بعد روزہ

النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَفْطُرُوا بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ

کھولنے کا اور اگلے دن نماز (عید) کے لیے نکلنے کا

النَّهَارَ وَأَنْ يَخْرُجُوا إِلَى الْعِيدِ مِنَ الْغَدِ.

حکم دیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”روزہ کھول دینے کا حکم دیا“، گویا ضروری نہیں کہ سب لوگ یا ہر شہر اور ہستی والے چاند

دیکھیں بلکہ کچھ لوگ چاند دیکھ لیں تو وہ دوسرے لوگوں اور شہروں کے لیے بھی کافی ہوگا۔ ظاہر یہی ہے کہ چاند

دیکھنے والے مذکورہ لوگ مدینہ سے باہر کے ہوں گے ورنہ وہ رات کے وقت ہی آپ کو اطلاع کر دیتے۔ اگر

مدینہ سے باہر والے لوگوں کا چاند دیکھنا مدینہ منورہ والوں کے لیے کافی ہے تو دیگر شہروں کے لیے بھی یہی حکم

ہوگا۔ لایا یہ کہ مطلع میں اتنا فرق ہو کہ چاند نظر آنے میں ایک دن یا زائد کا فرق ممکن ہو۔ اس صورت میں ان کا

حساب الگ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ چاند کی اطلاع جب بھی ملے اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ روزہ رکھنے کی

صورت میں اسے کھولنا واجب ہوگا۔ اگر اسی دن عید پڑھنا ممکن ہو تو اسی دن زوال سے قبل عید پڑھی جائے گی

۱۹- کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

اور اگر زوال سے پہلے عید پڑھنا ممکن نہ ہو تو اگلے دن عید کی نماز ادا کی جائے گی۔ چونکہ چاند کی رؤیت میں عموماً ایک ہی دن کا فرق ممکن ہے لہذا ایک دن سے زائد نماز عید مؤخر نہ کی جائے۔ احادیث میں بھی ایک ہی دن کا ذکر ہے۔ اس مسئلے میں دونوں عیدیں برابر ہیں۔ ⑤ اگر بارش یا اندھیری وغیرہ کی وجہ سے اصل دن عید پڑھنا ممکن نہ ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ ⑥ ”نماز عید کے لیے نکلنے کا“ اصل یہی ہے کہ نماز عید آبادی سے باہر کھلے میدان میں پڑھی جائے کہ اس میں شان و شوکت کا زیادہ اظہار ہے۔ اور یہ بھی عید کا ایک مقصد ہے۔ بعض حضرات نے اس حکم کی علت یہ قرار دی ہے کہ چونکہ مسجد میں پوری آبادی کے لوگ سنا نہیں سکتے اس لیے جگہ کی تنگی کے پیش نظر باہر نکلنے کا حکم دیا۔ گویا اگر کہیں مسجد اور اس کے ساتھ اتنی جگہ خالی ہو کہ تمام لوگ اس میں آرام سے نماز پڑھ سکیں تو نماز عید مسجد میں بھی پڑھی جاسکتی ہے جیسا کہ حرمین (بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی شریف) میں ہوتا ہے۔ مگر ضروری نہیں کہ مذکورہ حکم کی علت یہی ہو لہذا سنت نبوی پر عمل ہی اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۳) - خُرُوجُ الْعَوَاقِقِ وَذَوَاتِ
الْخُدُورِ فِي الْعِيدَيْنِ (التحفة ۶۵۴)
باب ۳- عیدین میں بالغ اور پردہ نشین
عورتوں کا (باہر) نکلنا

۱۵۵۹- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ:
أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ
قَالَتْ: كَانَتْ أُمُّ عَطِيَّةٍ لَا تَذْكُرُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ إِلَّا قَالَتْ: يَا أَبَا. فَقُلْتُ: أَسَمِعْتَ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ كَذَا وَكَذَا؟ فَقَالَتْ:
نَعَمْ، يَا أَبَا، قَالَ: «لِيَخْرُجَ الْعَوَاقِقُ
وَذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحَيْضُ وَيَشْهَدْنَ الْعِيدَ
وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَلْيَعْتَزِلِ الْحَيْضُ
الْمُصَلِّيَّ».

۱۵۵۹- حضرت حفصہ (بنت سیرین) سے روایت
ہے کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا جب بھی رسول اللہ ﷺ کا
ذکر کرتی تھیں تو [یاأبا] ”میرا باپ آپ پر خدا ہو جائے“
ضرور کہتی تھیں۔ (ایک دفعہ) میں نے ان سے کہا: کیا
آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ایسے (یعنی عیدین میں
عورتوں کے باہر جانے کے بارے میں) فرماتے سنا
ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں [یاأبا] آپ ﷺ نے فرمایا:
”بالغ اور پردہ نشین حتیٰ کہ حیض والی عورتیں بھی باہر عید
کے لیے جائیں اور نماز عید اور مسلمانوں کی دعا میں
شریک ہوں البتہ حیض والی عورتیں نماز والی جگہ سے
الگ بیٹھی رہیں۔“

🌅 فائدہ و مسائل: ① تمام صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور اپنی ہر چیز
آپ پر خدا کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ مگر مذکورہ صحابیہ کا یہ خصوصی اظہار عقیدت تھا کہ آپ کے غائبانہ ذکر

۱۹- کتاب صلاة العیدین۔ عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

پر بھی [یابا] جیسا پیارا لفظ بولتی تھیں۔ ویسے صحابہ عموماً نبی ﷺ سے خطاب کے وقت [یا بای] اُنْتُ وَأُنْتِیَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ! [اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر خدا ہو جائیں] کے الفاظ سے اظہار محبت فرمایا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہم وأرضاهم۔ ⑤ عید خوشی اور شان و شوکت، نیز تشکر و دعا کا خاص موقع ہے اس لیے اس میں مردوں اور عورتوں سب کو حاضری کا حکم دیا حتیٰ کہ نماز نہ پڑھنے والی عورتوں کو بھی حاضری کی تاکید کی گئی تاکہ عید کے دیگر مقاصد پورے ہو سکیں۔ معلوم ہوا عید مسلمانوں کا شعائر (خصوصی نشان) ہے۔ عوام الناس کے نزدیک بھی عید میں بلاوجہ شریک نہ ہونے والا اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ ⑥ ”الگ بیٹھی رہیں“ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ یہاں نماز والی جگہ کو مسجد کا حکم دیا گیا، لہذا حیض والی عورت نماز کی جگہ سے الگ بیٹھے یا اس لیے الگ بیٹھے کہ مفسوں میں رخصت نہ پڑے یا دوسری عورتوں کو اس کے حیض سے تکلیف نہ ہو البتہ اس قسم کی عورتیں وعظ اور دعا میں شریک ہوں گی۔ ⑦ عید کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد دعا بھی ہے، لہذا عید کے خطبے میں دعا کا خصوصی اہتمام کیا جائے جس میں نہ صرف اپنے لیے بلکہ جمع مسلمانوں کے لیے دعائیں کی جائیں۔

(المعجم ۴) - إغْتِزَالَ الْحَيْضِ مُصَلًّى

باب ۴- حیض والی عورتوں کا عید گاہ سے الگ رہنا

النَّاسِ (التحفة ۶۵۵)

۱۵۶۰- حضرت محمد (بن سیرین) سے روایت ہے

انہوں نے کہا کہ میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ملا اور ان سے پوچھا: کیا آپ نے نبی ﷺ سے (نماز عید میں عورتوں کی شرکت کے بارے میں) کچھ سنا ہے؟ اور وہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کرتی تھیں تو وہ کہتی تھیں: [یابا] ”میرا باپ آپ پر خدا ہو جائے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بالغ اور پردہ نشین عورتوں کو بھی (عید میں) ساتھ لے کر جاؤ تاکہ وہ بھی اس نیکی اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں البتہ حیض والی عورتیں لوگوں کی نماز والی جگہ (عید گاہ) سے الگ رہیں۔“

۱۵۶۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: لَقِيتُ أُمَّ عَطِيَّةٍ فَقُلْتُ لَهَا: هَلْ سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ وَكَانَتْ إِذَا ذَكَرَتْهُ قَالَتْ: يَا أَبَا قَالَ: «أَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَسْهَدْنَ الْحَيَّزَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَلْيَعْتَزِلِ الْحَيْضُ مُصَلًّى النَّاسِ».

۱۹- کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل
 ﷺ فائدہ: نوجوان عورتوں کو عید کے لیے جانے کے حکم سے صاف سمجھ آتا ہے کہ دوسری عورتیں تو بدرجہ اولیٰ
 جائیں گی۔

(المعجم ۵) - بَابُ الزَّيْنَةِ لِلْعِيدَيْنِ باب: ۵- عیدین میں زینت اختیار کرنا
 (التحفة ۶۵۶) (بن سنور کر جانا)

۱۵۶۱- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَجَدَ عَمْرُو بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ حُلَّةً مِنْ اسْتَبْرَقٍ بِالسُّوفِ فَأَخَذَهَا فَأَتَى بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ابْتَغِ هَذِهِ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَالْوَفْدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسٌ مِنْ لَا خَلَقَ لَهُ» أَوْ «إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَقَ لَهُ»، فَلَبِثَ عَمْرُو مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِجَبَّةٍ دِيْبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قُلْتُ: «إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسٌ مِنْ لَا خَلَقَ لَهُ»، ثُمَّ أَرْسَلْتُ إِلَيْكَ بِهَذِهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بِعُهَا وَنُصِبَ بِهَا حَاجَتُكَ».

۱۵۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بازار میں ریشم کا ایک جوڑا (برائے فروخت) دیکھا۔ وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور گزارش کی: اے اللہ کے رسول! اسے خرید لیں اور عید اور وفد سے ملاقات کے مواقع پر زیب تن فرمایا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ (ریشم) تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔“ یا (فرمایا): ”اسے تو وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا (آخرت میں) کچھ نہیں ملے گا۔“ کچھ عرصہ جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹھہرے رہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ریشم کا ایک جہجہ بھجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس جہجہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو فرمایا تھا: ”یہ ان کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔“ پھر آپ نے یہ جہجہ بھیج دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے بیچ کر اپنی ضروریات پوری کرو۔“

ﷺ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے وہ جہجہ نہیں خریدا اس کی وجہ اس کا ریشمی ہونا تھا نہ کہ زیب و زینت ہونا لہذا مصنف رحمہ اللہ کا باب پر اس روایت سے استدلال صحیح ہے۔ ② جس چیز کا استعمال بعض افراد کے لیے

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل
جائز ہوا اور بعض کے لیے ناجائز اسے کسی کو بھی بطور تحفہ دیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ خود استعمال نہ کرے گا تو دوسرے کو
دے دے گا یا بیچ ڈالے گا۔ ایسی چیز کی تجارت بھی جائز ہے جیسے ریشم وغیرہ البتہ جو چیز مطلقاً حرام ہے وہ نہ
کسی کو تحفے میں دی جاسکتی ہے اور نہ اس کی تجارت جائز ہے جیسے شراب اور خنزیر وغیرہ۔ ⑤ ”یہ ان کا لباس
ہے..... الخ“ اس کا مطلب یہ ہے کہ کافر لوگ ریشم پہنتے ہیں، مسلمان نہیں پہنتے بلکہ انھیں آخرت میں بطور
اکرام ملے گا۔ ⑥ ”جو ریشم پہنے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں“ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کافر ہے کیونکہ ریشم
پہننا گناہ ہے، کفر نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس پر مؤاخذہ ہو سکتا ہے اگر اس نے تو بہ نہ کی۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۶) - الصَّلَاةُ قَبْلَ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ۶۵۷)
باب: ۶۔ عید کے دن امام (کے نماز عید
پڑھانے) سے قبل کوئی نماز (نفل) پڑھنا

۱۵۶۲۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ
قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ
الْأَشْعَثِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هَازِلٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ
زَهْدَمٍ: أَنَّ عَلِيًّا اسْتَخْلَفَ أَبَا مَسْعُودٍ عَلَى
النَّاسِ فَخَرَجَ يَوْمَ عِيدٍ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ!
إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَصْلِيَ قَبْلَ الْإِمَامِ.
۱۵۶۲۔ حضرت ثعلبہ بن زہد م سے مروی ہے کہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو (ایک دفعہ)
لوگوں پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ وہ عید کے دن (عید کے
لیے) باہر نکلے تو فرمایا: اے لوگو! یہ نبی ﷺ کا طریقہ
نہیں کہ امام (کے نماز عید پڑھانے) سے پہلے کوئی نفل
نماز پڑھی جائے۔

فائدہ: صحابی کے ایسے الفاظ روایت کو مرفوع (نبی ﷺ کے قول و فعل) کے حکم میں مانا جاتا ہے۔ نماز عید
سے پہلے نوافل پڑھنا منع ہیں کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے معمول کے خلاف ہے البتہ نماز عید کے بعد
واپس آ کر گھر میں نوافل پڑھنے کی اجازت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے نماز عید کے بعد گھر میں دو رکعت نماز
پڑھنا منقول ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائي: ۱۶۲/۱۶۳)

(المعجم ۷) - تَرَكُ الْأَذَانَ لِلْعِيدَيْنِ (التحفة ۶۵۸)
باب: ۷۔ عیدین کے لیے اذان نہ کہنا

۱۵۶۳۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو
۱۵۶۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

۱۵۶۲۔ [حسن] وهو في الكبير، ح: ۱۷۶۱، وأصل الحديث شواهد. * سفیان الثوري عن حماد، وصرح
في حديث آخر (تقدم، ح: ۱۵۳۱)، وتابعه شعبة عند الطبراني عن الأشعث بن سليم به، ولكنه أسقط ثعلبة بن زهزم
(الكبير: ۱۷/۲۴۸، ح: ۱۶۲).

۱۵۶۳۔ أخرجه مسلم، صلاة العیدین، باب: کتاب صلاة العیدین، ح: ۸۸۵/۴ من حديث عبد الملك به، وهو في

۱۹- کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

عَوَانَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سَلَيْمَانَ عَنْ اللَّهِ ﷺ نَ فِي عِيدِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ .
عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ : صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَ بَغِيرِ بِرَحَالٍ .

☀️ فائدہ: سنت یہی ہے کیونکہ اذان و اقامت پانچ وقت کی فرض نمازوں اور جمعہ المبارک کے لیے ہے جیسا کہ متعدد احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ غرض عیدین میں رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل نہ تھا اس لیے اس کا نہ کرنا ہی سنت ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۸) - الْخُطْبَةُ يَوْمَ الْعِيدِ

باب: ۸- عید کے دن خطبہ دینا

(التحفة ۶۵۹)

۱۵۶۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ : حَدَّثَنَا بِهِزُ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ : أَخْبَرَنِي زُبَيْدٌ قَالَ : سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ : حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ عَنْ سَارِيَةَ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ قَالَ : خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ : «إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَذْبَحَ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذَلِكَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يَقْدَمُهُ لِأَهْلِهِ» فَذَبَحَ أَبُو بَرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ! عِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسْنَوِيٍّ، قَالَ : «إِذْنُهَا وَلَنْ تُؤْفِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ» .

۱۵۶۳- حضرت شعبي بیان کرتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ہمیں مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے پاس بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں عید الاضحیٰ کے دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: ”آج کے دن ہم سب سے پہلے جس چیز کی ابتدا کریں گے وہ یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں گے پھر (قربانی) ذبح کریں گے۔ جو شخص ایسا کرے گا وہ ہماری سنت پر عمل کرے گا اور جو اس (نماز پڑھنے) سے پہلے ذبح کرے گا تو (یہ) قربانی نہیں بلکہ اس نے اپنے گھر والوں کے لیے گوشت تیار کیا ہے۔“ اتفاقاً حضرت ابو بردہ بن نیار نے (نماز عید سے قبل) قربانی ذبح کر دی تھی۔ وہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک جذعہ (نوجوان بکرا) ہے جو دو دانستے ہے (جسمانی طور پر) بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ”چلو اسے ذبح کرو لیکن ایسا جانور تیرے علاوہ کسی سے کفایت نہ کرے گا۔“

۱۹- کتاب صلاة العیدین

عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

🌅 **فوائد و مسائل:** ① "کفایت نہ کرے گا" کیونکہ قربانی کے لیے بکرائے گئے اور اونٹ کا دو دانٹا (جس کے سامنے کے دو دانٹ گر چکے ہوں) ہونا ضروری ہے۔ حدیث میں مذکور جذبہ (بکرا) دو دانٹا، یعنی مسنہ نہیں ہوتا بلکہ اس سے کم عمر ہوتا ہے لہذا یہ کفایت نہیں کرے گا۔ بکرے کے جذبے کی رخصت خاص ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لیے تھی جیسا کہ حدیث میں ہے۔ جبکہ دینے اور چھترے کا جذبہ جائز ہے کسی فرد سے اس کی تخصیص نہیں۔ بنا بریں جس جانور کی قربانی کرنا بعد والوں کے لیے جائز نہیں خواہ مجبور ہی کیوں نہ ہوں وہ بکرے کے جذبے کی قربانی ہے۔ احادیث کے مجموعے سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ② حدیث میں جذبہ سے مراد بکرے کا جذبہ ہے۔ بھیڑ کا جذبہ عموماً ایک سال کا ہوتا ہے، جمہور کی یہی رائے ہے۔ بعض نے چھ ماہ کے بھیڑ کے بچے کو بھی جذبہ کہا ہے مگر جمہور کی رائے کے مقابلے میں یہ موقف مرجوح ہے۔ واللہ اعلم۔ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے اسی کتاب کی کتاب الضحایا کو دیکھیے۔

باب: ۹- عیدین کی نماز خطبے سے قبل پڑھنا

(المعجم ۹) - بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ (التحفة ۶۶۰)

۱۵۶۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما عیدین میں نماز خطبے سے قبل پڑھا کرتے تھے۔

۱۵۶۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانُوا يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.

🌅 **فائدہ:** یہ بات متفق علیہ ہے۔ بواقی نے اپنے دور میں خطبہ نماز سے پہلے کر دیا تھا مگر یہ ثنائی حکم ان کی حکومت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ بقاست ہی کو ہے۔

باب: ۱۰- عیدین کی نماز میں سامنے برچھا یا نیزہ وغیرہ گاڑنا

(المعجم ۱۰) - بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ إِلَى الْقَزَّةِ (التحفة ۶۶۱)

۱۵۶۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

۱۵۶۶- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۱۵۶۵- أخرجه مسلم، صلاة العیدین، باب: کتاب صلاة العیدین، ح: ۸۸۸ من حدیث عبدة، والبخاری، العیدین، باب الخطبة بعد العید، ح: ۹۶۳ من حدیث عبید اللہ بن عمر بہ، وهو فی الکبری: ح: ۱۷۶۷. ۱۵۶۶- [إسناده صحيح] وهو فی الکبری: ح: ۱۷۶۹، وله طرق عند البخاری، ح: ۴۹۴، ۴۹۸، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین۔ عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل
 قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِيدُ الْفِطْرِ وَ عِيدُ الْأَضْحَى كَ عِدْنِ هَيْوَتَا نِيْزِهِ
 مَعْمَرٌ عَنْ أُبَيٍّ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ الْعَتَرَةَ يَوْمَ الْفِطْرِ
 وَ يَوْمَ الْأَضْحَى يُرْكِزُهَا فَيُصَلِّي إِلَيْهَا.

☀ فوائد و مسائل: ① باب کا مفہوم یہ ہے کہ کھلی جگہ میں امام کے آگے سترہ ہونا چاہیے تاکہ کسی کے گزرنے
 سے نماز نہ ٹوٹ جائے۔ ② سترے کی غرض سے نیزہ وغیرہ لے جایا جاسکتا ہے اگرچہ آپ نے بھیڑ کے موقع
 پر اسلحہ لے جانے سے روکا ہے کیونکہ کسی کو اتفاقاً بھی زخم لگ سکتا ہے البتہ صرف امام کے ساتھ نیزہ ہو تو ایسا کوئی
 خطرہ نہیں لہذا جائز ہے۔

(المعجم ۱۱) - عَدَدُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ
 (التحفة ۶۶۲)

۱۵۶۷۔ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ الْأَيْمِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، ذَكَرَهُ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: صَلَاةُ الْأَضْحَى رَكْعَتَانِ وَ صَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَ صَلَاةُ الْمُسَافِرِ رَكْعَتَانِ وَ صَلَاةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرِ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ.

۱۵۶۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے، عید الفطر کی نماز دو رکعت
 ہے، مسافر کی نماز دو رکعت ہے اور جمعے کی نماز بھی دو
 رکعت ہے۔ یہ تمام نمازیں نبی ﷺ کی زبانی مکمل ہیں
 ان میں کوئی کمی اور نقص نہیں۔

☀ فائدہ: یہ مسئلہ بھی متفق علیہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں البتہ جمہور علماء آثار صحابہ کی روشنی میں فرماتے
 ہیں کہ مسافر چاہے تو پوری نماز یعنی چار رکعت پڑھ سکتا ہے۔ تاہم رسول اللہ ﷺ نے سفر کی نماز ہمیشہ دو رکعت
 ہی پڑھی ہے اس لیے افضل قصری ہے۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ الْفِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ
 ﴿قَدْ﴾ وَ ﴿أَقْرَبَتِ﴾ (التحفة ۶۶۳)

باب ۱۲۔ نماز عیدین میں سورہ ﴿قَدْ﴾
 اور ﴿أَقْرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ کا پڑھنا

۱۹- کتاب صلاة العیدین _____ عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

۱۵۶۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : حَدَّثَنِي ضَمْرَةُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : خَرَجَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ عِيدٍ ، فَسَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ : بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي هَذَا الْيَوْمِ؟ فَقَالَ : بِ «ق» وَ «أَقْرَبَ» .

۱۵۶۸- حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن نکلے تو آپ نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی ﷺ اس دن کون سی سورتیں (نماز عید میں) پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: سورہ «ق» اور سورہ «اَقْرَبَتْ» السَّاعَةِ

(المعجم ۱۳) - بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِيدَيْنِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَ «هَلْ أَتَكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ» (التحفة ۶۶۴)

باب: ۱۳- عیدین کی نماز میں «سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى» اور «هَلْ أَتَكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ» کا پڑھنا

۱۵۶۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّبِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ بِ «سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى» وَ «هَلْ أَتَكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ» وَرُبَّمَا اجْتَمَعَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَيَقْرَأُ بِهِمَا .

۱۵۶۹- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعے کے دن سورہ «سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى» اور «هَلْ أَتَكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ» پڑھا کرتے تھے۔ کبھی جمعہ اور عید ایک دن میں اکٹھے ہو جاتے تو بھی آپ یہی دونوں سورتیں پڑھتے۔

🌞 فائدہ: عیدین میں مقتدیوں یا موقع محل کا لحاظ رکھتے ہوئے دونوں حدیثوں میں سے کسی حدیث پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے اور یہ اولیٰ ہے۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيدَيْنِ
بَعْدَ الصَّلَاةِ (التحفة ۶۶۵)

باب: ۱۴- عیدین میں نماز کے بعد خطبہ ہوگا

۱۵۶۸- أخرجه مسلم، صلاة العیدین، باب ما یقرأ فی صلاة العیدین، ح: ۸۹۱ من حدیث ضمره به، وهو فی البکری، ح: ۱۷۷۳.

۱۹- کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

۱۵۷۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ أَيُّوبَ يُخْبِرُ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنِّي شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ.

۱۵۷۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے موقع پر حاضر ہوا۔ آپ نے خطبے سے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا۔

۱۵۷۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ.

۱۵۷۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید قربان کے دن نماز کے بعد خطبہ دیا۔

(المعجم ۱۵) - الْأَخْيَرُ بَيْنَ الْجُلُوسِ فِي الْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ (التحفة ۶۶۶)

باب: ۱۵- عیدین کا خطبہ سننے کے لیے بیٹھنے یا نہ بیٹھنے کا اختیار ہے

۱۵۷۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْعِيدَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْصَرِفَ فَلْيَنْصَرِفْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُقِيمَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيُقِم.

۱۵۷۲- حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی پھر فرمایا: ”جو آدمی جانا چاہے وہ جاسکتا ہے اور جو خطبہ سننے کے لیے ٹھہرنا چاہتا ہے وہ ٹھہرے۔“

☀️ فائدہ: عید کا خطبہ سننا فرض نہیں، مستحب ہے شاید اسی لیے نماز پہلے کر دی گئی ہے تاکہ جو شخص نماز کے بعد جانا چاہے جاسکے، بخلاف جمعے کے خطبے کے کہ جو شخص نماز سے پہلے آجائے وہ خطبہ ضرور سنے گا۔

۱۵۷۰- أخرجه مسلم، صلاة العیدین، باب: کتاب صلاة العیدین، ح: ۲/۸۸۴ من حدیث سفیان بن عیینة، والبخاری، الزکاة، باب الغرض فی الزکاة، ح: ۱۴۴۹ من حدیث ایوب السخنیانی به، وهو فی الکبری، ح: ۱۷۷۸.

۱۵۷۱- [اصحیح] تقدم، ح: ۱۵۶۴، وهو فی الکبری، ح: ۱۷۷۷.

۱۵۷۲- [استاده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب الجلوس للخطبة، ح: ۱۱۵۵، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فی انتظار الخطبة بعد الصلاة، ح: ۱۲۹۰ من حدیث الفضل بن موسی به، وهو فی الکبری،

۱۹- کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۶) - الرِّئْةُ لِلْخُطْبَةِ لِلْعِيدَيْنِ باب: ۱۶- (عیدین میں) خطبے کے لیے

(التحفة ۶۶۷)

زینت اختیار کرنا (اچھا لباس پہننا)

۱۵۷۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ إِيَادٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رِثْمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَحْضَرَانِ.

۱۵۷۳- حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے سنا جبکہ آپ دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھے۔

فوائد و مسائل: ① بُرْد دھاری دار چادر کو کہا جاتا تھا۔ یہ عام طور پر یمن میں بنی جاتی تھیں۔ گویا وہ چادریں خالص سبز تھیں بلکہ ان میں سبز دھاریاں تھیں۔ ظاہر ہے اس قسم کا کپڑا زینت کے لیے پہنا جاتا ہے۔ ② امام کو چاہیے کہ وہ اچھا لباس زیب تن کرے تاکہ اس کی شخصیت کے بارے میں اچھا تاثر قائم ہو۔ باطنی طہارت کے ساتھ ظاہری چل سونے پر سہاگاہے البتہ باطنی خباثت پر خوب صورت لباس ایسے ہے جیسے خنزیر کے گلے میں موتی۔ [أَعَادَ نَا اللَّهُ مِنْ مَثَلِ السَّوَاءِ]

(المعجم ۱۷) - الْخُطْبَةُ عَلَى الْبَعِيرِ باب: ۱۷- اونٹ پر خطبہ دینا

(التحفة ۶۶۸)

۱۵۷۴- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي رَائِدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَخِيهِ، عَنْ أَبِي كَاهِلٍ الْأَخْمَسِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى نَاقَةٍ وَحَبَشِيٍّ آخِذٌ بِخَطَامِ النَّاقَةِ.

۱۵۷۴- حضرت ابو کابل اُسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹنی پر سوار خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا جبکہ ایک حبشی (سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ) نے اونٹنی کی مہارتھام رکھی تھی۔

۱۵۷۳- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في الثوب الأخضر، ح: ۲۸۱۲ عن محمد بن بشار به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۱۷۸۱، وصححه ابن حبان، ح: ۱۵۲۲، وابن خزيمة (الإصابة: ۷۰/۴)، والحاكم: ۴۳۶/۲، ۶۰۷، ووافقه الذهبي، وراجع نيل المصنوع، ح: ۴۲۰۶، ۴۲۰۷، ۴۴۹۵.

۱۵۷۴- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في الخطبة في العیدین، ح: ۱۲۸۴ من

۱۹- کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

☀ فائدہ: اس روایت میں عید کا ذکر نہیں جبکہ مسند احمد: (۳۰۶/۴) میں صراحت ہے کہ آپ لوگوں سے عید کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ امام صاحب کا استدلال عموم سے ہو۔ بنابرین لوگ زیادہ ہوں اور آواز سب تک نہ پہنچتی ہو یا امام و خطیب نظر نہ آتا ہو تو جانور پر سوار ہو کر بھی خطبہ دیا جاسکتا ہے۔ یا کسی اور اونچی چیز پر البتہ قصد انبر عید گاہ میں لے جانا درست نہیں کہ یہ تکلف میں شمار ہوگا۔

(المعجم ۱۸) - قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ باب: ۱۸- خطبے کے وقت امام کو کھڑا

ہونا چاہیے

(التحفة ۶۶۹)

۱۵۷۵- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيْمَاءَ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا؟ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً ثُمَّ يَقُومُ. ۱۵۷۵- حضرت سماک نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے پھر کچھ دیر بیٹھے پھر کھڑے ہو جاتے۔

☀ فائدہ: اس روایت میں بھی عید کا ذکر نہیں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف رحمہ اللہ عید کے خطبے کو جمعے کے خطبے کی طرح سمجھتے ہیں یعنی اس کے بھی دو خطبے ہوں گے۔ درمیان میں امام بیٹھے گا۔ جمہور اہل علم اسی بات کے قائل ہیں البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ درمیان میں بیٹھنا خطبے کی طوالت اور امام کی سہولت اور آرام کے لیے ہے یا اختتام خطبہ کا قرب ظاہر کرنے کے لیے؟ دوسری وجہ ہو تو دوسرا خطبہ مختصر ہونا چاہیے اور یہی درست ہے۔ پہلی وجہ ہو تو دونوں خطبے برابر ہونے چاہئیں مگر یہ معمول نہیں۔ بعض محققین علماء نے عید میں ایک خطبہ ہی درست سمجھا ہے کیونکہ کسی صحیح روایت میں صراحۃً عید کے دو خطبوں کا ذکر نہیں۔ سنن ابن ماجہ کی جس روایت میں دو خطبوں کا ذکر ہے وہ روایت ابویجر عبد الرحمن بن عثمان بن امیہ اور اس کے شیخ اسماعیل بن مسلم الخولانی کی وجہ سے ضعیف اور ناقابل حجت ہے کیونکہ یہ دونوں راوی ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم۔ (سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، حدیث: ۱۳۸۹) بنابرین یہ کیفیت، یعنی درمیان میں بیٹھنا صرف خطبہ جمعہ میں ثابت ہے۔ راجح اور درست موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ عید میں ایک ہی خطبہ ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۹) - قِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْخُطْبَةِ باب: ۱۹- امام کا دوران خطبہ میں کسی

انسان کا سہارا لینا

مُتَوَكِّفًا عَلَى إِنْسَانٍ (التحفة ۶۷۰)

۱۹- کتاب صلاة العیدین

۱۵۷۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ [قَالَ]: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي يَوْمٍ عِيدٍ قَبْدًا بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعِظَ النَّاسَ وَذَكَرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلَى طَاعَتِهِ ثُمَّ مَالَ وَمَضَى إِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَأَمَرَهُنَّ بِتَقْوَى اللَّهِ وَوَعِظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ وَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ حَثَّهُنَّ عَلَى طَاعَتِهِ ثُمَّ قَالَ: «تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبَ جَهَنَّمَ» فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سَفِيلَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ: لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «تُخْزِينَ الشَّكَاةَ وَتُكْفِرْنَ الْعَشِيرَ» فَجَعَلْنَ يَنْزِعْنَ فَلَا يُدْهِنَّ وَأَفْرُطَهُنَّ وَخَوَاتِيمَهُنَّ يَغْدِفْنَهُ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ يَتَصَدَّقْنَ بِهِ.

عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام ومسائل ۱۵۷۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا۔ آپ نے بغیر اذان اور اقامت کے خطبے سے پہلے نماز عید پڑھائی۔ جب آپ نے نماز پوری فرمائی تو بلال کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے انھیں (اللہ اور رسول کی) اطاعت کی تلقین فرمائی، پھر آپ ایک طرف سے ہو کر عورتوں کی طرف گئے بلال رضی اللہ عنہ بدستور آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے ان (عورتوں) کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا اور انھیں وعظ و نصیحت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور انھیں اللہ (اور رسول) کی اطاعت کی رغبت دلائی، پھر فرمایا: ”(اے عورتو!) صدقہ کرو کیونکہ اکثر عورتیں جہنم کا ایندھن بنیں گی۔“ تو ایک سیاہ ٹیالے رخساروں والی عام سی عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ”تم شکوے شکایت زیادہ کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔“ عورتیں اپنے ہاڑیا لیاں اور انگوٹھیاں اتار کر بطور صدقہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں (تاکہ وہ بیت المال میں جمع کرادیں۔)

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا خطاب اگرچہ صحابیات سے تھا مگر مرد عام عورتیں ہیں۔ یہ دو وصف

اگرچہ مردوں میں بھی ممکن ہیں مگر عورتوں میں تقریباً یہ لازمہ ہیں اس لیے انھیں خصوصاً تنبیہ فرمائی۔ ② جبہ پور

اہل علم کے نزدیک عورتوں سے الگ خطاب کرنا رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے کیونکہ آپ کے بعد خلفائے راشدین

نے ایسا نہیں کیا، حالانکہ وہ سنتوں کے شیعہ تھے نیز اس میں خطبوں کی کثرت یا قطع خطبہ لازم ہے۔ دونوں

امور درست نہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ عورتوں کو بھی الگ طور پر وعظ و نصیحت کرے

۱۹- کتاب صلاة العیدین

عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ قول شاذ ہے تاہم اگر کہیں اس کی ضرورت ہو تو اور بات ہے وہاں ضرورت کے مطابق عمل کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ⑤ عیدین کی نماز اذان و اقامت کے بغیر ہوتی ہے۔ ⑥ عیدین کی نماز پہلے ہوتی ہے اور خطبہ بعد میں ہوتا ہے۔ ⑦ عورتیں بھی نماز عید کے لیے عید گاہ میں جائیں گی۔ ان کے لیے عید گاہ میں مقبول اور محفوظ انتظام ہونا چاہیے۔ ⑧ عورت اپنے مال سے خاندان کو بتائے بغیر صدقہ کر سکتی ہے۔ ⑨ صدقہ رد بلا ہے۔ ⑩ فقراء و مساکین پر خرچ کرنے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مالدار حضرات سے صدقہ و خیرات کا مطالبہ جائز ہے۔

باب: ۲۰- خطبے کے دوران میں

امام کا لوگوں کی طرف منہ کرنا

(المعجم ۲۰) - اسْتَقْبَالَ الْإِمَامُ النَّاسَ

بِوَجْهِهِ فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ۶۷۱)

۱۵۷۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں عید گاہ تشریف لے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ جب دوسری رکعت کے بعد بیٹھ کر سلام پھیرتے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ سب لوگ (اپنی اپنی جگہوں پر) بیٹھے رہتے۔ اگر آپ ﷺ لشکر بھیجنے کی ضرورت محسوس فرماتے تو لوگوں کے سامنے دو کرفر ماتے، ورنہ لوگوں کو صدقہ وغیرہ کرنے کا حکم دیتے۔ تین دفعہ فرماتے: ”صدقہ کرو۔“ تو صدقہ کرنے والی اکثر عورتیں ہی ہوتیں۔

۱۵۷۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الثَّانِيَةِ وَسَلَّمَ قَامَ فَاسْتَقْبَلَ النَّاسَ بِوَجْهِهِ وَالنَّاسُ جُلُوسٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ يُرِيدُ أَنْ يَبْعَثَ بَعَثًا ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ وَإِلَّا أَمَرَ النَّاسَ بِالصَّدَقَةِ، قَالَ: «تَصَدَّقُوا»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ مَنْ يَتَصَدَّقُ النَّسَاءُ.

باب: ۲۱- خطبے میں کسی کو خاموش کرانا

(المعجم ۲۱) - الْأَنْصَاثُ لِلْخُطْبَةِ

(التحفة ۶۷۲)

۱۵۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۵۷۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۱۵۷۷- أخرجه مسلم، صلاة العیدین، باب: کتاب صلاة العیدین، ح: ۹/۸۸۹ من حدیث داود بن قیس، والبخاری، العیدین، باب الخروج إلى المصلی بغیر منبر، ح: ۹۵۶ من حدیث عیاض به، وهو فی الکبریٰ، ح: ۱۷۸۵. * عبدالعزیز هو ابن محمد الدراوردي.

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قَرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ وَإِلَى مَا يَخْطُبُ فَقَدْ لَعُوتَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث خطبہ جمعہ کے بارے میں ہے جیسا کہ بعض روایات میں یَوْمُ الْجُمُعَةِ کی صراحت ہے۔ جبکہ یہاں امام صاحب رحمہ اللہ کا استدلال (وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ) ”اور امام خطبہ دے رہا ہو“ کے عموم سے ہے۔ لگتا ہے ان کے نزدیک نماز عید کا خطبہ خطبہ جمعہ کی مثل ہے، جس سے اس کا سننا بھی ضروری ٹھہرتا ہے حالانکہ حدیث: ۱۵۷۲ میں خطبہ عید سننے یا نہ سننے کی اجازت مروی ہے۔ بتائیں خطبہ عید کو خطبہ جمعہ المبارک پر قیاس کرنا یا اس کی مثل ٹھہرانا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ خطبہ جمعہ سننا واجب ہے اور واجب پر غیر واجب کا قیاس درست نہیں۔ علامہ سندھی رحمہ اللہ نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جو جانا چاہے جاسکتا ہے لیکن جو بیٹھ رہے اس کے لیے خطبہ عید سننا ضروری ہے اور اثنائے خطبہ کلام درست نہیں، لیکن یہ تطبیق محل نظر ہے کیونکہ اصول ہے کہ اگر نص مطلق ہو تو اسے مقید پر محمول کرتے ہیں اور یہاں بھی صورت حاصل ہے کیونکہ اسی حدیث کے ایک طریق میں یَوْمُ الْجُمُعَةِ کی قید بھی موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف خطبہ جمعہ ہی میں خاموشی ضروری ہوگی اور حدیث میں وارد وعید بھی صرف خطبہ جمعہ سے متعلق ہے ہاں اس بات میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ خطبہ عید بھی توجہ اور انتہا کے ساتھ سننا مستحب ہے۔ واللہ أعلم تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۲۰۵/۱۷) ② زبان سے روکنا اس لیے منع ہے کہ بسا اوقات چپ کرانے والوں کا شور بولنے والے سے بڑھ جاتا ہے لہذا اشارے سے کام لیا جائے تاکہ خطبہ میں سکون رہے۔ ③ ”فضول کام کیا“، یعنی تو نے اپنے جمعے کا ثواب ضائع کر لیا کیونکہ دوران جمعہ میں فضول کام کرنا ثواب کو باطل کر دیتا ہے۔

باب: ۲۲۔ خطبہ یکے شروع کیا جائے؟

(المعجم ۲۲) - كَيْفَ الْخُطْبَةُ

(التحفة ۶۷۳)

۱۹- کتاب صلاة العیدین

۱۵۷۹- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ يَحْمَدُ اللَّهَ وَيُنِيبُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ: «مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، إِنْ أَصْدَقَ الْحَدِيثُ، كِتَابُ اللَّهِ وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ» ثُمَّ يَقُولُ: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ» وَكَانَ إِذَا ذَكَرَ السَّاعَةَ إِحْمَرَّتْ وَجَنَّتَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَأَنَّهُ نَذِيرُ جَبِشٍ يَقُولُ: صَبَحَكُمْ مَسَاحُكُمْ [ثُمَّ قَالَ:] «مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دِينًا أَوْ ضِيَاعًا فَإِنِّي أَوْ عَلَيَّ وَأَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ».

عیدین: اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل
۱۵۷۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنا خطبہ یوں شروع فرماتے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرماتے جو اللہ تعالیٰ کی شان گرامی کے لائق ہے پھر فرماتے: ”جسے اللہ تعالیٰ راہ راست پر لے آئے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ راست پر لانے والا نہیں۔ بلاشبہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد (ﷺ) کا طریقہ ہے۔ اور بدترین کام وہ ہیں جنہیں (شریعت میں) اپنی طرف سے جاری کیا گیا۔ ہر ایسا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں لے جائے گی۔“ پھر آپ فرماتے: ”مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں (انگشت شہادت اور ساتھ والی) کی طرح (ملا کر) بھیجا گیا ہے۔ آپ جب قیامت کا ذکر فرماتے تو آپ کے رخسار مبارک سرخ ہو جاتے، آواز بلند ہو جاتی اور غصے کے آثار چہرے پر نمایاں ہو جاتے۔ یوں لگتا جیسے آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں (یعنی اس کے حملے کی خبر دے رہے ہیں) کہ تم پر صبح حملہ کر دے گا یا شام کو۔ (پھر فرماتے): ”جو شخص مال چھوڑ جائے وہ تو اس کے رشتے داروں کو ملے گا اور جو آدمی قرض یا چھوٹے چھوٹے بچے (جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے) چھوڑ جائے تو وہ میرے سپرد ہوں گے اور ان کے اخراجات اور قرض وغیرہ کی ادائیگی میرے ذمے ہو گی کیونکہ

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین
عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل
مومنین سے میرا تعلق اور رشتہ تمام رشتوں سے قوی اور
مضبوط ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ضروری نہیں کہ ہر خطبے میں یہی الفاظ اور مضمون ہو اور نہ یہ ممکن اور مناسب ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ خطبہ اس قسم کا ہونا چاہیے یعنی اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ بھی خطبے کا لازمی جزو ہے۔ لوگوں کو شریعت حقہ کی پابندی اور بدعات سے احتراز کی طرف توجہ دلائی جائے۔ ان کو اللہ تعالیٰ اور قیامت سے ڈرایا جائے اور ضروری مسائل بیان کیے جائیں۔ عنوان اور مضمون کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ ② ”بدعت“ سے مراد ہر وہ کام ہے جس کی سرے سے کوئی اصل شریعت اسلامیہ میں نہ ہو اور اسے اپنی طرف سے یا کسی دوسرے مذہب والوں کی نقالی میں اسلام میں داخل کیا جائے اور اسے دین اسلام کا جزو یا کارہ ثواب خیال کیا جائے۔ یا اس کی اصل تو موجود ہو لیکن اس کے لیے ایسی کیفیت کوئی وقت یا صورت اختراع کر لی جائے کہ جس کی شرع میں دلیل نہ ہو تو وہ بھی بدعت ہی ہوگی۔ دنیوی امور میں کوئی نئی چیز اختیار کرنا بدعت نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تراویح کی جماعت کو [نَعَمَتِ الْبِدْعَةِ] (صحیح البخاری، صلاة التراويح، ج ۱: ۲۱۰) کہنا لغت کے لحاظ سے ہے نہ کہ شرعاً۔ اسی طرح بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ بھی غلط ہے کیونکہ ہر شرعی بدعت گمراہی ہے اس کا مستحسن ہونا ممکن نہیں تاہم اگر کوئی کام اصلاً شرع میں ثابت ہو مگر وصفاً ثابت نہ ہو مثلاً: جماعت کے بعد شرعی حکم نہ سمجھ کر محض اتفاقاً طور پر امام صاحب سے مصافحہ کرنا یا عید کے بعد گلے ملنا وغیرہ تو ایسے کاموں کو بدعت نہیں کہا جائے گا کیونکہ انھیں سنت سمجھ کر نہیں کیا جاتا بلکہ ایک قوی رواج کے طور پر کیا جاتا ہے جس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔ بعض لوگ تشدد کرتے ہوئے یہ فرق نہیں کرتے۔ ③ ”ان دو اگلیوں کی طرح“ مراد یہ ہے کہ میری نبوت قیامت تک جاری رہے گی۔ اب نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی اور شریعت۔ میں پہلے آ گیا ہوں۔ قیامت میرے بعد آ رہی ہے۔ درمیان میں کسی اور نبی کا فاصلہ نہیں۔ اگرچہ اس میں ہزاروں سال لگ جائیں۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا مومنین سے تعلق تمام رشتوں سے قوی اور مضبوط ہے۔ ہر رشتہ آپ پر فدا ہے۔ آپ سے محبت ایمان کا جزو ہے۔ یہ اثوث رشتہ ہے۔ دنیا کے بعد آخرت میں بھی اور ہر خوف ناک موقع پر بھی قائم رہے گا۔ رسول اور نبی ہونے کے علاوہ آپ حاکم اور امیر بھی تھے اور حاکم و امیر اپنی رعایا کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ حدیث میں مذکورہ اخراجات بیت المال سے پورے کیے جائیں گے۔

(المعجم ۲۳) - حَتَّ الْإِمَامُ عَلَى الصَّدَقَةِ

باب ۲۳۔ خطبے میں امام کا صدقہ

کی رغبت دلانا

فِي الْخُطْبَةِ (التحفة ۶۷۴)

۱۵۸۰۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۵۸۰۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ :

۱۹- کتاب صلاة العیدین

عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل
رسول اللہ ﷺ عید کے دن باہر تشریف لے جاتے، دو رکعتیں پڑھتے، پھر خطبہ ارشاد فرماتے اور صدقے کا حکم دیتے۔ اکثر عورتیں ہی صدقہ کرتیں۔ اگر کوئی ضرورت پیش ہوتی یا لشکر بھیجنا مقصود ہوتا تو اس سے متعلق کلام فرماتے ورنہ واپس تشریف لے آتے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيَّاضٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيدِ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَخْطُبُ فَيَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَكُونُ أَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ أَوْ أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ بَعَثًا تَكَلَّمَ وَلَا رَجَعَ.

۱۵۸۱- حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں خطبہ دیا اور فرمایا: اپنے روزوں کی زکاة ادا کرو۔ لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ آپ نے فرمایا: یہاں اہل مدینہ میں سے کون لوگ ہیں؟ (اے اہل مدینہ!) اٹھو اور اپنے (ان بصری) بھائیوں کو تعلیم دو (بتلاؤ) کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر چھوٹے بڑے آزاد غلام اور مذکر و مؤنث پر صدقہ فطر نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا جو مقرر فرمایا ہے۔

۱۵۸۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَذُوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ: مَنْ هَهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قُومُوا إِلَى إِخْوَانِكُمْ فَعَلَمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، يَصِفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ.

☀ فائدہ: مذکورہ روایت سند اضعیف ہے کیونکہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع ثابت نہیں ہے تاہم روایت میں بیان کردہ مسئلہ صدقہ الفطر دیگر صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ غالباً اسی وجہ سے محققین نے روایت کے پہلے حصے [أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ] کو ضعیف قرار دیا ہے اور دوسرے حصے [أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَضَ مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ] کو دیگر شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔
تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعیف سنن أبي داود (مفصل) للآلبانی ۱۲/۱۳۱-۱۳۲ رقم: ۲۸۸) و ذخیرہ

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

العقابی شرح سنن النسائي: ۲۸۰/۲۲-۲۸۶ بتا رہیں یہی موقف دلائل کی رو سے صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر چھوٹے بڑے آزاد غلام اور مذکورہ مؤنث پر نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقۃ الفطر مقرر فرمایا البتہ صدقۃ الفطر میں گندم کے نصف صاع دینے میں اختلاف ہے۔ لیکن اس میں راجح موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک صاع کی بجائے آدھا صاع گندم بھی فطرانے میں دے دیتا ہے تو ان شاء اللہ یہ بھی جائز ہوگا۔ اسے صرف کسی صحابی کی رائے اور اجتہاد قرار دینا محمل نظر ہے کیونکہ یہ مرفوعاً بھی ثابت ہے البتہ پورا صاع دینا افضل اور اولیٰ ہے جیسا کہ عمومی احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے سنن نسائی کی کتاب الزکاة، باب مکيلة زكاة الفطر دیکھیے۔

۱۵۸۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قربانیوں والے دن نماز عید کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا پھر فرمایا: ”جس شخص نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح (نماز کے بعد) قربانی کی اس کی قربانی صحیح ہے، لیکن جس نے نماز عید سے قبل قربانی ذبح کر دی تو یہ گوشت کھانے کے لیے بکری ذبح کی گئی ہے (قربانی نہیں)۔“ حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! واللہ! میں نے تو نماز عید کے لیے آنے سے قبل ہی قربانی ذبح کر دی ہے۔ میں نے سوچا کہ آج کھانے پینے کا دن ہے اس لیے میں نے جلدی کی۔ خود بھی گوشت کھایا، اہل و عیال اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو گوشت کے لیے بکری ذبح کی گئی ہے۔“ انھوں نے کہا: میرے پاس ایک (بکری کی قسم سے) موٹا تازہ جذع ہے جو گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے (مگر وہ دو دانتا نہیں چھوٹا ہے) تو کیا وہ میری طرف سے کفایت کر جائے گا (اگر میں اسے ذبح کر

۱۵۸۲۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ قَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَيْتَ شَاءَ لَحْمٍ» فَقَالَ أَبُو بُرَّةَ بْنُ نِيَارٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ! لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ أَنْ أُخْرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ عَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ أَكُلُ وَشَرِبُ فَتَعَجَّلْتُ فَأَكَلْتُ وَأَطَعَمْتُ أَهْلِي وَجِيرَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تِلْكَ شَاءَ لَحْمٍ» قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِي جَذْعَةً خَيْرٌ مِنْ شَاتَنِي لَحْمٍ فَهَلْ تُجْزِي عَنِّي؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِنْ تُجْزِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ».

۱۹- کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

دوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں“ لیکن یہ تیرے علاوہ کسی سے کفایت نہیں کرے گا۔“

☀ فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے: حدیث نمبر ۱۵۶۴۔

(المعجم ۲۴) - الْقَصْدُ فِي الْخُطْبَةِ
(التحفة ۶۷۵)

۱۵۸۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنْتُ أَصْلِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا.

۱۵۸۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا۔ آپ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی اور خطبہ بھی درمیانی ہوتا تھا۔

☀ فائدہ: نماز نہ بہت طویل ہوتی کہ لوگ اکتا جائیں اور نہ بہت مختصر کہ لوگ ساتھ نہ مل سکیں۔ یہ مطلب نہیں کہ نماز اور خطبہ برابر ہوتے تھے کیونکہ دونوں اپنی حقیقت اور ہیئت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں لہذا ان کے پانے الگ الگ ہیں۔

(المعجم ۲۵) - الْجُلُوسُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَالشُّكُوتُ فِيهِ (التحفة ۶۷۶)

۱۵۸۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ فَأَيْمًا ثُمَّ يَقْعُدُ قَعْدَةً لَا يَتَكَلَّمُ فِيهَا، ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ خُطْبَةً أُخْرَى فَمَنْ خَبَرَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ قَاعِدًا فَلَا تُصَدِّقُهُ.

۱۵۸۴- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ (پہلے) کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے، پھر (تھوڑی دیر کے لیے) بیٹھ جاتے اور اس دوران میں (کوئی تقریر یا) بات چیت نہ کرتے، پھر کھڑے ہو جاتے اور دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے، لہذا جو شخص تجھے بتائے کہ نبی ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اس کی تصدیق نہ کر۔

۱۵۸۳- أخرجه مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: ۸۶۶ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرى، ح: ۱۷۸۷.

۱۵۸۴- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الخطبة قائمًا، ح: ۱۰۹۵ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① دو خطبوں کے درمیان بیٹھے ہوئے خاموش رہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس دوران میں خطبہ روک دینا چاہیے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ ذکر اذکار بھی نہیں کر سکتا۔ حدیث میں کلام کی نفی ہے۔ عرف عام میں ذکر کو کلام نہیں کہا جاتا لہذا ذکر جائز ہے۔ ② خطبہ جمعہ یا خطبہ عید کھڑے ہو کر ہی دینا چاہیے الا یہ کہ کوئی معقول عذر ہو مثلاً: بیماری، معذوری وغیرہ۔ لیکن بلا وجہ بیٹھ کر خطبہ دینے کو معمول بنالینا خلاف سنت ہے۔

(المعجم ۲۶) - الْقِرَاءَةُ فِي الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ باب: ۲۶۔ دوسرے خطبے میں قرآن پڑھنا وَالذِّكْرُ فِيهَا (التحفة ۶۷۷) اور وعظ و نصیحت (یا اللہ کا ذکر) کرنا

۱۵۸۵۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَيَقْرَأُ آيَاتٍ وَيَذْكُرُ اللَّهَ وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قُضْدًا وَصَلَاتُهُ قُضْدًا۔

۱۵۸۵۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو جاتے اور چند آیات تلاوت فرماتے اور اللہ کی باتیں ذکر فرماتے۔ آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا اور نماز بھی۔

🌞 فائدہ: ”اللہ کی باتیں ذکر فرماتے۔“ دوسرے معنی یہ ہیں کہ ”اللہ کا ذکر فرماتے۔“ (نیز دیکھیے: حدیث: ۱۵۸۳)

(المعجم ۲۷) - نُزُولُ الْإِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ قَرَأِهِ مِنَ الْخُطْبَةِ (التحفة ۶۷۸) باب: ۲۷۔ خطبے سے فارغ ہونے سے پہلے امام کا منبر سے اترنا

۱۵۸۶۔ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ثُمَيْلَةَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنِ ابْنِ بَرِزْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَيَّنَّا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ إِذْ أَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَغْتَرَانِ فَتَزَلَّ وَحَمَلَهُمَا

۱۵۸۶۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما سامنے آ گئے۔ انھوں نے سرخ قمیصیں پہن رکھی تھیں۔ وہ چلتے تھے تو (قمیصوں کی وجہ سے) لڑکھڑاتے تھے۔ (یعنی گرتے پڑتے آ رہے تھے۔) آپ منبر سے اترے انھیں اٹھایا اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ

۱۹- کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

فَقَالَ: «صَدَقَ اللَّهُ ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ [التغابن: ۱۵] رَأَيْتُ هَذَيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْتَزَّانِ فِي قَمِيصَيْهِمَا، فَلَمْ أَضْبِرْ حَتَّى نَزَلْتُ فَحَمَلْتُهُمَا».
 نے سچ فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾
 ”تمہارے مال و اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں۔“
 میں نے انہیں دیکھا کہ اپنی قمیصوں میں گرتے پڑتے آ رہے ہیں تو میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں منبر سے اترا اور انہیں اٹھایا۔“

☀ فائدہ: بچوں سے محبت اور شفقت انسانی تقاضا ہے، لہذا انہیں پیار کرنے اور تکلیف سے بچانے کے لیے خطبہ روکنا، منبر سے اترنا اور انہیں اٹھالینا عین فطرت انسانی کا تقاضا ہے اگرچہ اس میں وقتی طور پر عبادت سے توجہ ہٹ جائے گی مگر انسان عبادت کے علاوہ اور احکام کا بھی مکلف ہے۔ اور ان سے صرف نظر ممکن نہیں۔ باقی رہی آزمائش تو انسان اور اس کی ہر چیز آزمائش ہے۔ اس سے مذمت ثابت نہیں ہوتی الا یہ کہ انسان ان چیزوں کی وجہ سے گمراہ ہو جائے۔ اَعَاذَ نَا اللّٰهُ. نیز رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ تھے اس لیے آپ اپنے ظاہری افعال میں عام انسانی جذبات ملحوظ رکھتے تھے، اپنے روحانی درجے اور رتبے کو لوگوں کے لیے تکلیف کا ذریعہ نہیں بناتے تھے۔

(المعجم ۲۸) - مَوْعِظَةُ الْإِمَامِ النَّسَاءِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْخُطْبَةِ وَحَثُّهُ عَلَى الصَّدَقَةِ (النحفة ۶۷۹)
 باب: ۲۸- خطبے سے فراغت کے بعد امام کا عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنا اور انہیں صدمے کی ترغیب دلانا

۱۵۸۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ لَهُ رَجُلٌ: شَهِدْتُ الْخُرُوجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْ لَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ - يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ - أَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرٍ
 ۱۵۸۷- حضرت عبدالرحمن بن عباس سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ کبھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عید کے لیے باہر گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں اور اگر آپ سے مجھے قربت نہ ہوتی تو میں ایسے موقع پر آپ کے ساتھ نہ ہوتا کیونکہ وہ اس وقت بچے تھے آپ اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے اور

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

ابن الصلتِ فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ أَتَى
النِّسَاءَ فَوَعظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ
يَتَصَدَّقْنَ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُهْوِي بِيَدِهَا إِلَى
- يَغْنِي - حَلَقِهَا تُلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

وہاں نماز پڑھی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا، پھر آپ عورتوں
کے پاس تشریف لے گئے۔ انھیں وعظ و نصیحت فرمائی
اور صدقے کا حکم دیا۔ عورتیں اپنے ہاتھ اپنے حلق کی
طرف بڑھا کر زیور اتارنے لگیں اور حضرت بلال کے
پیرے میں ڈالنے لگیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ سوال اس لیے کیا گیا کہ وہ اس وقت بالغ نہیں تھے اور
بیچ عام طور پر اس عمر میں عبادات کے بجائے کھیلوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں اور اگر عبادات میں شامل بھی
ہوں تو امام صاحب سے پچھل صفوں ہی میں رہتے ہیں مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تو بات ہی اور تھی۔ ② ”نشان“
سوال و جواب کے وقت یہ جگہ معصی نہ رہی تھی بلکہ وہاں حضرت کثیر بن صلت تابعی کا گھر بن چکا تھا، البتہ بطور
یادگار وہاں نشان تھا۔ آپ کے دور میں وہاں کھلا میدان تھا جہاں عید و جنازہ وغیرہ پڑھے جاتے تھے۔ ③ عورتوں
سے الگ خطاب کے سلسلے میں دیکھیے، حدیث نمبر: ۱۵۷۶ کا فائدہ نمبر ۲۔

(المعجم ۲۹) - الصَّلَاةُ قَبْلَ الْعِيدَيْنِ باب: ۲۹۔ عیدین سے پہلے اور بعد
وَبَعْدَهَا (التحفة ۶۸۰) نفل نماز؟

۱۵۸۸۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ ۱۵۸۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
الْأَشَّحْ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: کہ نبی ﷺ عید کے دن باہر نکلے اور دو رکعتیں پڑھیں۔
أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ ان (دورکعت) سے پہلے یا ان کے بعد کوئی (نفل) نماز
جُبَيْرًا، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ نہیں پڑھی۔
يَوْمَ الْعِيدِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا
وَلَا بَعْدَهَا.

🌞 فائدہ: دورکعتوں سے مراد عید کی دو رکعتیں ہیں نماز عید سے پہلے اور بعد میں نفل نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے سے
متعلق بحث پیچھے گر چکی ہے تاہم نماز عید کے بعد واپس گھر آ کر نوافل پڑھنے کی اجازت ہے کیونکہ رسول اللہ
ﷺ سے عید کی نماز کے بعد گھر میں دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۱۵۷۲ کے

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین۔ عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

فوائد و مسائل اور اسی کتاب کا ابتدائیہ۔

(المعجم ۳۰) - ذَبَحَ الْإِمَامُ يَوْمَ الْعِيدِ
وَعَدَّدَ مَا يَذْبَحُ (التحفة ۶۸۱)

باب: ۳۰۔ امام عید کے دن (لوگوں کے
سامنے) قربانی کرے اور کتنے جانور
قربان کرے؟

۱۵۸۹۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَبِي يُونُسَ،
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أَضْحَى
وَأَنكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ أُمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا.

۱۵۸۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ
ارشاد فرمایا پھر اپنے دو سفید وسیاہ رنگ کے (ابلیق)
مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انھیں ذبح فرمایا۔

۱۵۹۰۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ
كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
عُمَرَ [أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَذْبَحُ
أَوْ يَنْحَرُ بِالْمُصَلَّى.

۱۵۹۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ
رسول اللہ ﷺ عید گاہ میں قربانی کیا کرتے تھے۔

🌞 فائدہ: لوگوں کے سامنے یا عید گاہ میں قربانی ذبح کرنے کا مقصد لوگوں کو قربانی پر ابھارنا ہے۔ قول کے
بعد عملاً بھی لہذا یہ مستحب ہے مگر لازم نہیں۔ اسی طرح دو جانور ذبح کرنا بھی ضروری نہیں، ایک بھی کافی
ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک جانور اپنی اور اپنے آل کی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے ذبح فرمایا
کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، الأضاحی، حدیث: ۱۹۶۷) امت کی طرف سے قربانی کی بابت بعض علماء
یوں فرماتے ہیں کہ وہ آپ کا خاصہ ہے جس میں امت کے لیے آپ کی اقتدا جائز نہیں۔ دیکھیے: (إرواء
الغلیل ۳۵۴/۳) امام پر قربانی تبھی ہے اگر وہ قربانی کی طاقت رکھتا ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ایسے امام

۱۵۸۹۔ أخرجه مسلم، الأضاحی، باب وقتها، ح: ۱۲/۱۹۶۲ من حدیث حاتم، والبخاری، الأضاحی، باب ما
يشهون من اللحم يوم النحر، ح: ۵۵۴۹ من حدیث أبوب السخيتاني به، وهو في الكبرى، ح: ۴۴۷۸.

۱۵۹۰۔ أخرجه البخاری، العیدین، باب النحر والذبح بالمصلى يوم النحر، ح: ۹۸۲ من حدیث الليث بن سعد
به، وهو في الكبرى، ح: ۴۴۵۶.

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

کے پیچھے نماز عید نہیں پڑھنی چاہیے جو قربانی نہیں کر سکتا یا نہیں کرتا مگر جمہور اہل علم اس کے قائل نہیں کیونکہ امامت کے لیے تقویٰ اور علم شرط ہیں نہ کہ مالدار ہونا۔ بہر صورت امام قربانی کرنے والا ہوا اور علانیہ لوگوں کے سامنے قربانی کرے تو اچھی بات ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۳۱) - اجْتِمَاعُ الْعِيدَيْنِ
وَشُهُودُهُمَا (التحفة ۶۸۲)
باب: ۳۱۔ اگر جمعہ و عید دونوں ایک دن
ہوں تو دونوں میں حاضر ہونا چاہیے

۱۵۹۱۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّبِ، قُلْتُ: عَنْ أَبِيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ، عَنِ الثَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدِ بِ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْجُمُعَةُ وَالْعِيدُ فِي يَوْمٍ قَرَأَ بِهِمَا.

۱۵۹۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعے اور عید کی نمازوں میں سورۃ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔ جب جمعہ اور عید ایک دن اکٹھے ہو جاتے تو پھر بھی آپ یہی دونوں سورتیں پڑھتے۔

🌞 فائدہ: گویا نبی ﷺ دونوں نمازیں پڑھاتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے پیچھے دونوں نمازیں پڑھتے تھے کیونکہ دونوں مختلف نمازیں ہیں۔ اوقات مختلف ہیں۔ ہیئت میں بھی فرق ہے۔ ایک نفل ہے دوسری فرض۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ عید کا خطبہ جمعے کے خطبے سے کفایت کر جائے گا اور جمعے کی جگہ اصل نماز یعنی ظہر پڑھی جاسکتی ہے گویا عید والے دن جمعے کے بجائے ظہر پڑھ لی جائے تو درست ہے مگر یہ انفرادی طور پر ہو سکتا ہے اجتماعی طور پر جمعہ ہی پڑھا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی یہی سنت ہے۔ آئندہ حدیث میں رخصت کو انفرادی پر محمول کیا جائے گا نیز یہ رخصت قرب و جوار میں رہنے والے یا دور سے آنے والے سب لوگوں کے لیے یکساں ہے۔ دونوں قسم کے لوگ اس سے مستفید ہو سکتے ہیں کیونکہ حدیث عام ہے۔ کسی فرد کی تخصیص نہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۳۲) - الرُّخْصَةُ فِي التَّخْلُفِ عَنِ الْجُمُعَةِ لِمَنْ شَهِدَ الْعِيدَ (التحفة ۶۸۳)
باب: ۳۲۔ جو شخص عید پڑھ لے اسے
جمعے میں حاضر نہ ہونے کی رخصت ہے

۱۹- کتاب صلاة العیدین

عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

۱۵۹۲- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم

رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ عیدین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! آپ نے دن کے آغاز میں عید کی نماز پڑھی پھر آپ نے جمعے کی رخصت دے دی۔

۱۵۹۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ إِيَّاسِ بْنِ أَبِي رَمْلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ: أَشْهَدْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِيدَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ، صَلَّى الْعِيدَ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ.  فَامَدَّ: تَفْصِيلُ كَيْفَ دُكِّيَ حَدِيثُ: ۱۵۹۱.

۱۵۹۳- حضرت وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور (خلافت) میں جمعہ اور عید اکٹھے ہو گئے تو انھوں نے عید کے لیے نکلے میں دیر کر دی حتیٰ کہ دن (کافی) اونچا ہو گیا پھر وہ نکلے اور خطبہ دیا اور بہت لمبا خطبہ دیا پھر اترے اور عید کی نماز پڑھائی اور اس دن لوگوں کو جمعہ نہیں پڑھایا۔ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی گئی تو انھوں نے فرمایا: انھوں نے سنت پر عمل کیا۔

۱۵۹۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ: اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَأُخْرِجَ الْخُرُوجَ حَتَّى تَعَالَى النَّهَارُ، ثُمَّ خَرَجَ فَخَطَبَ فَأَطَالَ الْخُطْبَةَ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ لِلنَّاسِ يَوْمَئِذٍ الْجُمُعَةَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَصَابَ السُّنَّةَ.

 فامدہ: یہاں سنت سے مراد رخصت ہے۔ چونکہ رخصت نبی ﷺ کے قول سے ثابت ہے لہذا اسے سنت کہا۔ ورنہ آپ کی سنت، یعنی عمل تو عید کے بعد جمعہ پڑھنا اور پڑھانا ہے۔ عمل بھی آپ کی سنت ہی پر کرنا چاہیے۔

۱۵۹۲- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب إذا وافق يوم الجمعة يوم عيد، ح: ۱۰۷۰، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء فيما إذا اجتمع العیدان في يوم، ح: ۱۳۱۰ من حديث إسرائيل به، وهو في الكبير: ح: ۱۸۹۳، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۶۶۴، والحاكم: ۲۸۸/۱، والذهبي، وابن المديني، (التلخيص الحبير: ۸۸/۲) وغيرهم، وللحديث شواهد كثيرة.

۱۵۹۳- [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۱۶۶۵ من حديث يحيى القطان، وابن أبي شيبة: ۱۸۶/۲ من حديث عبد الحميد به، وهو في الكبير: ح: ۱۷۹۴، وصححه الحاكم: ۲۹۶/۱، علي شرط الشيخين، ووافقه

۱۹- کتاب صلاة العیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

اگرچہ رخصت کی گنجائش ہے مگر فردانہ کہ اجتماعاً - سنن ابی داود اور سنن ابن ماجہ کی روایت میں صراحت ہے کہ ہم جمعہ قائم کریں گے۔ (سنن ابی داود، الصلاة، حدیث: ۱۰۷۳، و سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات والسنة فیہا، حدیث: ۱۳۱۱)، لہذا جمعہ قائم ہونا چاہیے۔

(المعجم ۳۳) - ضَرَبَ اللَّذْفُ یَوْمَ الْعِیدِ باب: ۳۳- عید کے دن دف بجانا

(التحفة ۶۸۴)

۱۵۹۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيتَانِ تُصْبِرَانِ بِدُفَيْنِ، فَأَنْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ: «دَعْنِي فَإِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا». ۱۵۹۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (عید کے دن) ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے ہاں (گھر میں) دو بچیاں دف بجا رہی تھیں۔ (آپ نے انھیں نہ روکا، پھر ابو بکر داخل ہوئے تو) ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انھیں ڈانٹا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”رہنے دو! ہر قوم کی عید ہوتی ہے (جس میں وہ کھیل کود بھی لیتے ہیں)۔“

🌞 نوآند و مسائل: ① دف بجانا غیر ضروری کام تو ہے مگر حرام نہیں لہذا خوشی کے موقع پر نابالغ و غیر مکلف بچیاں اگر یہ کام کر لیں تو عید کی وسعت چشم پوشی کا تقاضا کرتی ہے۔ اگرچہ اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی مگر روکا بھی نہیں جائے گا البتہ حرام کام مثلاً: موسیقی یا ڈھول وغیرہ کو روکا جائے گا۔ حوصلہ افزائی تو کسی صورت بھی نہ کی جائے گی۔ جبکہ دیگر احادیث میں ہے کہ آپ چہرہ انور ڈھانپ کر لیٹے ہوئے تھے۔ دیکھیے: (حدیث: ۱۵۹۸ اور اس کے نوآند ملاحظہ فرمائیے) گویا نہ ان کی طرف توجہ کی نہ دیکھا نہ ان سے پیار کیا نہ شاباش دی بلکہ اعراض کیا اور چشم پوشی فرمائی۔ ② عید اور شادی وغیرہ کے موقع پر اگر چھوٹی بچیاں اپنے طور پر دف بجالیں اور پاکیزہ گانے گائیں تو کوئی حرج نہیں البتہ اس کام کا اہتمام نہ کیا جائے۔ ③ دف نصف ڈھول کو کہہ سکتے ہیں، یعنی ایک طرف سے بند اور دوسری طرف سے کھلا۔ اسے بجانے سے زیادہ آواز نہیں پیدا ہوتی۔ گھڑا یا برات وغیرہ بجانا بھی دف کی ذیل میں آ سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بجانے والیں نابالغ بچیاں ہوں البتہ ڈھول کی آواز بہت بلند اور کمزور ہوتی ہے لہذا وہ منع ہے۔

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین

عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

باب ۳۴۔ عید کے دن امام کے سامنے
کھیل کود کا بیان

(المعجم ۳۴) - أَلْعَبُ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ
يَوْمَ الْعِيدِ (التحفة ۶۸۵)

۱۵۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عید کے دن حبشی آئے اور نبی ﷺ کے سامنے کھیلنے لگے۔ آپ نے مجھے بلایا۔ میں (آپ کی اوٹ میں کھڑی ہو کر) آپ کے کندھے کے اوپر سے انھیں کھیلنے دیکھنے لگی۔ میں دیکھتی رہی حتیٰ کہ میں خود ہی ہٹ گئی۔

۱۵۹۵۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ السُّودَانُ يَلْعَبُونَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَدَعَانِي فَكُنْتُ أَطْلُعُ إِلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِ عَائِقِهِ فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ حَتَّى كُنْتُ أَنَا اللَّيِّ انْصَرَفْتُ.

فائدہ: کھیلنا خصوصاً جنگی تربیت والے کھیل کھیلنا تو قطعاً مکروہ نہیں۔ عید کے دن بدرجہ اولیٰ جائز ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے سامنے نہیں تھیں بلکہ اپنے حجرے میں تھیں اور آپ کی اوٹ میں تھیں۔ ان کو نظر نہ آتی تھیں نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان حبشیوں کو نہیں بلکہ ان کا کھیل دیکھ رہی تھیں۔ عورتوں کے لیے مردوں کو قصداً دیکھنا منع ہے بالتح ویکھنا منع نہیں۔ یہاں مقصود کھیل دیکھنا تھا نہ کہ مرد۔ اگرچہ بالتح وہ بھی نظر آتے تھے۔ جیسے راستے پر چلنے وقت باوجود پردے کے عورت کو مرد نظر آتے ہیں۔

باب ۳۵۔ عید کے دن مسجد میں (جنگی)
کھیل کھیلنا اور عورتوں کا ان کو دیکھنا

(المعجم ۳۵) - أَلْعَبُ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْعِيدِ وَنَظَرُ النِّسَاءِ إِلَى ذَلِكَ
(التحفة ۶۸۶)

۱۵۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا: آپ نے مجھے اپنی چادر سے چھپایا ہوا تھا اور میں حبشیوں کو مسجد میں کھیلنے ہوئے دیکھ رہی تھی حتیٰ کہ میں ہی اکٹا گئی۔ ذرا اندازہ لگاؤ ایک نو عمر لڑکی جو کھیل کی بہت شائق ہو کتنی

۱۵۹۶۔ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى

۱۹۔ کتاب صلاة العیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

أَكُونُ أَنَا أَشَأْمُ، فَافْذَرُوا قَدَرَ الْجَارِيَةِ وَرَيْتُ كَهْرِي دِكْهَتِي رَهَى هَوًى - (آپ اتنی دیر تک اس الْحَدِيثِ السَّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهِ هُوَ کے لیے کھڑے رہے۔)

فائدہ: مسجد میں کھیلنے اور عورت کا اسے دیکھنے کی تفصیل سابقہ حدیث کے حاشیے میں گزر چکی ہے۔ اس واقعے سے رسول اللہ ﷺ کے خلق عظیم اور بیوی سے حسن سلوک کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کے جذبات کا کس قدر خیال رکھا، اچھا انسان وہی ہے جو دوسروں کے جائز جذبات کا خیال رکھے۔ اپنے جذبات کا تو ہر کوئی خیال رکھتا ہے۔

۱۵۹۷۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى ۱۵۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «دَخَلَ عُمَرُ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ فَرَجَرَهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «دَعَهُمْ يَا عُمَرُ! فَإِنَّمَا هُمْ، يَغْنِي بَنِي أَرْفَدَةَ».

فائدہ و مسائل: ① مسجد کھیل کود کے لیے نہیں ہوتی مگر چونکہ یہ کھیل فضول نہ تھا بلکہ نیرود اور برچیوں سے کھیل رہے تھے جو کہ مسلمانوں کی جہادی قوت کا ذریعہ ہے لہذا اسے مسجد میں گوارا فرمایا۔ ورنہ فٹ بال اور کرکٹ وغیرہ مسجد میں نہیں کھیلے جاسکتے کہ وہ صرف ابو ولعب ہیں یا زیادہ سے زیادہ جسمانی ورزش کے لیے ہیں۔ ان کو کھیلنے والے کی نیت ”جہادی“ نہیں ہوتی۔ ② ”بنو ارفدہ“ حبشیوں کا لقب ہے یا ان کے جد امجد کی طرف نسبت ہے۔

باب: ۳۶۔ عید کے دن دف بجانے اور (پاکیزہ) نئے سننے کی اجازت ہے

(المعجم ۳۶) - أَلْخُصَّةُ فِي الْإِسْتِمَاعِ إِلَى الْغِنَاءِ وَصَرْبُ الدَّفِّ يَوْمَ الْعِيدِ

(التحفة ۶۸۷)

۱۹- کتاب صلاة العیدین

عیدین اور نماز عیدین سے متعلق احکام و مسائل

۱۵۹۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (والد محترم) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے ہاں تشریف لائے تو میرے پاس دو بچیاں دف بجا رہی تھیں اور (جنگی) نغمے گا رہی تھیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کپڑا اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ (حضرت ابوبکر نے انھیں جھڑکا تو) آپ ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا: ”ابوبکر! انھیں رہنے دو۔ یہ عید کے دن ہیں۔“ یہ وہ دن تھے جن میں حاجی منیٰ میں ہوتے ہیں۔ (یعنی ایام تشریق) اور اللہ کے رسول ﷺ ان دنوں مدینہ منورہ میں تھے۔

۱۵۹۸- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ هَدَّةَ أُمَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصَّدِيقَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ تَضْرِبَانِ بِالْذُفِّ وَتُغَنِّيَانِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُسَجًى بِقُؤْبِهِ، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى: مُسَجًى نَوْبُهُ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: «دَعُهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ» وَهُنَّ أَيَّامٌ مَنَى وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِينَةِ.

فائدہ: یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد و مسائل حدیث نمبر: ۱۵۹۳۔ توجہ ہے بعض لوگوں نے اس سے موسیقی اور سماع کے جواز پر استدلال کیا ہے اور پھر اس بنیاد پر مجالس سماع و وجد منعقد کی جاتی ہیں جن میں توwal غلط سلط اشعار جن سے توحید کے بجائے شرک پر زیادہ دلالت ہوتی ہے آلات موسیقی سمیت لاپتے ہیں اور سامعین نہ صرف سردھنتے ہیں بلکہ وجد میں آکر بے ہودہ حرکات کرتے ہیں۔ اس لہو و لعب میں مشغولیت کی بنا پر نماز اور قرآن سے بھی بے نیازی برتی جاتی ہے۔ ذرا سوچیے! کیا یہ اتفاقی اور سادہ واقعہ اتنی بڑی و اہمیت عمارت کی بنیاد بن سکتا ہے؟ ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر اس واقعے سے استدلال کرنا ہے تو تمام جزئیات سمیت کیا جائے۔ نابالغ بچیاں صرف دف پر جنگی اشعار پڑھیں۔ داخل ہونے والا اس میں دلچسپی نہ لے لے بلکہ ان سے منہ موڑ کر ایک طرف لیٹ جائے پھر کوئی آنے والا انھیں جھڑکے اور ڈانٹے مگر اسے مارنے سے روک دیا جائے پھر وہ بچیاں بھی خوف زدہ ہو کر چپ ہو جائیں پھر اشارے سے انھیں بھگا دیا جائے۔ اگر اسے آپ محفل سماع یا بزم غنا کا نام دے سکیں تو بڑے شوق سے ایسی مجلس منعقد فرمائیں۔ ورنہ حدیث کا نام لے کر دین کو بدنام نہ کریں۔ موت کو یاد رکھیں اور تمام قدرتوں کے مالک اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۰) - كِتَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَارِ (التحفة ...)

رات کی (نفل) نماز اور دن کے نوافل سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ وَالْفَضْلِ فِي ذَلِكَ
باب: ۱- نفل نماز گھر میں پڑھنے کی ترغیب اور اس کی فضیلت
(التحفة ۶۸۸)

۱۵۹۹- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا هَا بُيُوتًا».

۱۵۹۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے گھروں میں بھی نماز (نفل) پڑھا کرو۔ انھیں قبرستان نہ بنا لو۔“

🌞 نوافل و مسائل: ① عذر کے سوا فرض نماز مسجد میں باجماعت پڑھنی چاہئے البتہ نفل نماز گھر اور مسجد دونوں میں پڑھی جاسکتی ہے۔ مسجد فرض نمازوں سے آباد ہو جائے گی۔ گھروں کو نفل نماز ہی سے آباد کیا جاسکتا ہے، لہذا نفل نماز گھر میں پڑھنا بہتر اور افضل ہے۔ عورتوں کے لیے فرض نماز بھی گھر ہی میں پڑھنا افضل ہے اگرچہ مسجد میں بھی وہ فرض نماز پڑھ سکتی ہیں۔ اس طرح گھروں کو اللہ کے ذکر سے آباد کیا جاسکتا ہے۔ گھر اور دل وہی آباد اور زندہ ہیں جن میں اللہ کا ذکر ہو ورنہ ویران اور مردہ ہیں۔ اس لحاظ سے نبی ﷺ نے ان گھروں کو قبرستان سے تشبیہ دی ہے جہاں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا اور جہاں نماز پڑھنی قطعاً منع ہے۔ اور اللہ کے ذکر کی اصل اور اعلیٰ صورت نماز ہی ہے۔ ① اس روایت سے ضمنیہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاسکتی سوائے

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

نماز جنازہ کے کہ اس میں رکوع اور جمرہ نہیں ہے۔ بعض شارحین نے اس روایت کے یہ معنی بھی کیے ہیں کہ گھروں میں قبریں نہ بناؤ ورنہ قبروں کی وجہ سے گھروں میں نماز نہ پڑھ سکو گے۔ یہ مسئلہ تو صحیح ہے مگر اس معنی میں ذرا تکلف ہے۔ (۵) اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں نفل اور سنت پڑھ نہیں جاسکتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ گھروں میں بھی نوافل پڑھا کرو۔

١٦٠٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
وُهَيْبٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ عُبَيْدَةَ قَالَ:
سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ
سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ
فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا لَيْلِي حَتَّى
اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ، ثُمَّ فَقَدُوا صَوْتَهُ لَيْلَةً
فَظَنُّوا أَنَّهُ نَائِمٌ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَسْتَحْنَحُ
لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: «مَا زَالَ بِكُمْ اللَّيْلِ
رَأَيْتُمْ مِنْ صُنعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ
عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا فُتِنْتُمْ بِهِ،
فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ! فِي بَيْتِنَا فَإِنَّ أَفْضَلَ
صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ».

۱۶۰۰- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں گھجور کی چٹائی کو کھڑا کر کے حجرہ میں بٹایا (تاکہ سکون سے رات کی نماز پڑھ سکیں) اللہ کے رسول ﷺ نے کئی راتیں اس میں نماز پڑھی حتیٰ کہ لوگ بھی آپ کے قریب جمع ہونے لگ گئے (اور آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنے لگے) پھر ایک رات انھوں نے آپ کی آواز محسوس نہ کی۔ انھوں نے سمجھا کہ آپ سوئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کھٹکارنے لگے تاکہ آپ (جاگ کر) ان کی طرف تشریف لے آئیں۔ (مگر آپ نہ نکلے، صبح کے وقت) آپ نے فرمایا: ”جو کچھ تم کرتے رہے ہو میں دیکھتا رہا ہوں (مگر اس لیے نہیں نکلا کہ) مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں (تمھارے ذوق شوق کی وجہ سے) تم پر رات کی نماز فرض ہی نہ کر دی جائے۔ اور اگر تم پر فرض کر دی جاتی تو تم اسے ادا نہ کر پاتے لہذا اے لوگو! رات کی نماز اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ انسان کی افضل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① دوسری روایات میں صراحت ہے کہ یہ رمضان المبارک کی بات ہے اور یہاں رات کی

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

نماز سے مراد تراویح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے حجرہ سامانے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ متکلف ہوں گے ورنہ آپ رات کی نماز گھر میں پڑھا کرتے تھے۔ یا ممکن ہے کہ گھر میں کسی وجہ سے تنگی ہو اور آپ نے علیحدگی میں نماز پڑھنے کے لیے چٹائی کھڑی کی ہو۔ ⑤ ”فرض نہ کر دی جائے“ رمضان المبارک میں تراویح کا فرض ہو جانا پانچ نمازوں میں اضافے کے مترادف نہیں کہ اعتراض پیدا ہو کہ ﴿لَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ﴾ کے الفاظ (جو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ الإسراء میں پانچ نمازوں کی فرضیت کے وقت فرمائے تھے) کے بعد تو فرضیت کا خطرہ نہیں تھا کیونکہ اس قول میں صرف روزانہ کی پانچ نمازوں میں اضافہ یا کمی کی نفی کی گئی ہے اور تراویح کی بالفرض فرضیت سے یومیہ نمازوں میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ⑥ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فرضیت کا خطرہ ناپید ہو گیا ”لہذا نماز تراویح کو مسجد میں مستقل باجماعت جاری کر دیا گیا جو خلفائے راشدین کے دور سے لے کر اب تک بلا نزاع امت میں جاری و ساری ہے اور اجماعی مسئلہ ہے اور سنت المسلمین بن چکا ہے۔ اب کسی مسجد کو اس سعادت سے محروم نہیں رکھا جائے گا البتہ اگر کوئی شخص انفرادی طور پر گھر میں ادا کرنا چاہے تو بھی جائز ہے مگر ضروری ہے کہ وہ نماز تراویح میں قرآن مجید زیادہ پڑھنے کے قابل ہوتا کہ اصل مقصد پورا ہو نہ کہ صرف رکعات کی کنتی پوری کرے۔

۱۶۰۱۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْفِطْرِيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ : صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فِي مَسْجِدِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ ، فَلَمَّا صَلَّى قَامَ نَاسٌ يَتَنَفَّلُونَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «عَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوتِ» .

۱۶۰۱۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) مغرب کی نماز بنو عبد الاشہل کی مسجد میں پڑھی۔ جب آپ نماز (فرض) سے فارغ ہوئے تو کچھ لوگ اٹھ کر نوافل (مغرب کی سنتیں) پڑھنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ نماز گھروں میں پڑھا کرو۔“

🌞 فائدہ: یہ ”نماز“ یعنی مغرب کی سنتیں یا مطلقاً سنتیں اور نوافل۔ یہ امر انتخاب کے لیے ہے نہ کہ وجوب کے لیے کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ سے مغرب کے بعد نوافل مسجد میں پڑھنا ثابت ہے۔ دیکھیے: (سنن ابی داود)

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

التطوع، حدیث: (۱۳۰۱) آج کل زندگی اس قدر تیز اور مصروف ہو گئی ہے کہ فرضوں کے بعد والی سنتیں رہ جانے کا خطرہ ہے جو ایک قبیح بات ہے اگر ایسی بات ہو تو سنن رواتب فرض نماز کے بعد مسجد ہی میں ادا کر لینی چاہئیں۔

(المعجم ۲) - بَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ
(التحفة ۶۸۹)

۱۶۰۲- حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملا اور ان سے نماز وتر کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: کیا میں تجھے اس شخصیت کے بارے میں نہ بتاؤں جو روئے زمین پر بسنے والے انسانوں میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کو جانتی ہو؟ سعد نے کہا: ہاں ضرور۔ انھوں نے فرمایا: وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان سے جا کر پوچھو پھر واپس آ کر مجھے بھی بتاؤ کہ انھوں نے کیا جواب دیا چنانچہ میں حضرت حکیم بن ارفع کے پاس آیا اور انھیں بھی ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ وہ کہنے لگے: میں تو ان کے پاس نہیں جاؤں گا کیونکہ میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ آپ ان دولڑنے والے گروہوں (عثمانی و علوی) کے بارے میں کچھ بھی نہ کہیں مگر انھوں نے میری بات نہیں مانی بلکہ اپنی مرضی کی۔ میں نے انھیں قسم دی (کہ وہ ضرور چلیں) تو وہ میرے ساتھ چل پڑے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: یہ تمھارے ساتھ کون ہے؟ میں نے

۱۶۰۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ: أَنَّهُ لَقِيَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوُتْرِ فَقَالَ: أَلَا أَنْبِئُكَ بِأَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوُتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: عَائِشَةُ. إِنْهَا فَسَلَهَا ثُمَّ ارْجِعْ إِلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِرَدِّهَا عَلَيْكَ، فَأَتَيْتُ عَلَى حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحٍ فَاسْتَلَحَقْتُ إِلَيْهَا فَقَالَ: مَا أَنَا بِقَارِبِهَا، إِنِّي نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُولَ فِي هَاتَيْنِ الشَّيْعَتَيْنِ شَيْئًا فَأَبَتْ فِيهَا إِلَّا مُضِيًّا، فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ، فَجَاءَ مَعِيَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ لِحَكِيمٍ: مَنْ هَذَا مَعَكَ؟ قُلْتُ: سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَتْ: مَنْ هِشَامٌ؟ قُلْتُ: ابْنُ عَامِرٍ فَتَرَحَّصَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ: نِعَمَ الْمَرْءِ كَانَ عَامِرٌ، قَالَ: يَا أُمَ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئْنِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَتْ: أَلَيْسَ تَقْرَأُ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

قیام اللیل اور دیگر سنن ووافل سے متعلق احکام و مسائل

کہا: سعد بن ہشام۔ انھوں نے فرمایا: کون سا ہشام؟ میں نے کہا: ہشام بن عامر۔ تو آپ نے ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: عامر بہت اچھے انسان تھے۔ میرے ساتھی نے کہا: اے ام المؤمنین! آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عالیہ کے بارے میں بتائیے۔ تو فرمانے لگیں: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (پڑھتا ہوں) انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ کے اخلاق عالیہ عین قرآن کے مطابق تھے۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو میرے ذہن میں رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل (رات کی عبادت) کا خیال آیا۔ میں نے کہا: اے ام المؤمنین! مجھے نبی ﷺ کے قیام اللیل کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: کیا تم یہ سورت ﴿يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ﴾ نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (پڑھتا ہوں)۔ فرمانے لگیں: اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے شروع میں رات کا قیام فرض کیا تھا۔ تو نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ ایک سال تک قیام کرتے رہے حتیٰ کہ ان کے پاؤں سوج گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی آخری آیتیں (دوسرا رکوع) بارہ مہینے روک رکھیں پھر ان آیات میں تخفیف نازل فرمائی تو قیام اللیل نفل بن گیا جبکہ پہلے فرض تھا۔ میں نے پھر اٹھنے کا ارادہ کیا کہ اچانک میرے ذہن میں رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کا خیال آ گیا۔ میں نے کہا: اے ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: ہم رات کو آپ کی مسواک اور طہارت کا پانی تیار کر کے رکھ دیتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں

الْقُرْآنَ؟ قَالَ: قُلْتُ بَلَى، قَالَتْ: فَإِنْ خُلِقَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ الْقُرْآنَ، فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ قَبْدًا لِي قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئْنِي عَنْ قِيَامِ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ، قَالَتْ: أَلَيْسَ تَقْرَأُ هَذِهِ السُّورَةَ، ﴿يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ﴾؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَتْ: فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هَذِهِ السُّورَةِ، فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَوْلًا حَتَّى انْتَفَحَتْ أَفْدَانُهُمْ وَأَمْسَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ خَاتِمَتَهَا أَنْتِي عَشْرَ شَهْرًا ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ التَّخْفِيفَ فِي آخِرِ هَذِهِ السُّورَةِ فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ أَنْ كَانَ فَرِيضَةً، فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ قَبْدًا لِي وَتَرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئْنِي عَنْ وَتَرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كُنَّا نَعِدُّ لَهُ سِوَاكَ وَطَهْرَهُ فَيَعْتَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا شَاءَ أَنْ يَعْتَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْجُدُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ثَمَانِي رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَةِ، يَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو ثُمَّ يُسَلِّمُ بَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَةً فَلْيَكْ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكَعَةً يَا بَنِي! فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَزْتَرَ بِسَنْجٍ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار۔ قیام اللیل اور دیگر سنن ووافل سے متعلق احکام و مسائل

وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا سَلَّمَ فَيَلْكَ تَشْعُ
رَكَعَاتٍ يَا بُنَيَّ! وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا
صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يَدُومَ عَلَيْهَا وَكَانَ
إِذَا شَغَلَهُ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ نَوْمٌ أَوْ مَرَضٌ أَوْ
وَجَعٌ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً
وَلَا أَعْلَمُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ
فِي لَيْلَةٍ وَلَا قَامَ لَيْلَةً كَامِلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ
وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ،
فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثَنِي بِحَدِيثِهَا فَقَالَ:
صَدَقْتُ أَمَا إِنِّي لَوْ كُنْتُ أَذْخُلُ عَلَيْهَا
لَأَتَيْتُهَا حَتَّى تُشَافِهَنِي مُشَافَهَةً.

کو جگا دیتا۔ آپ (انجھ کر) سواک فرماتے اور وضو کرتے، پھر آٹھ رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان میں سے کسی رکعت کے بعد نہیں بیٹھتے تھے مگر آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے، اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے پھر اتنی آواز سے سلام کہتے کہ ہمیں سنائی دیتا، پھر سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے، پھر ایک رکعت پڑھتے۔ بیٹا! اس طرح یہ گیارہ رکعتیں بن گئیں، پھر جب رسول اللہ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور بوجھل ہو گئے تو سات رکعات پڑھتے اور سلام کے بعد بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھتے۔ بیٹا! اس طرح یہ نو رکعتیں بن گئیں۔ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نماز شروع فرما لیتے تو مناسب سمجھتے تھے کہ اسے ہمیشہ پڑھا کریں اور اگر کبھی نیند یا بیماری یا کوئی تکلیف رات کی نماز سے رکاوٹ بن جاتی تو دن کو (بجائے گیارہ کے) بارہ رکعات پڑھ لیتے۔ اور مجھے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایک رات میں پورا قرآن پڑھا ہو یا کبھی صبح تک ساری رات نماز پڑھتے رہے ہوں یا رمضان المبارک کے علاوہ کبھی پورا مہینہ روزے رکھے ہوں، پھر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان کے سامنے یہ پوری حدیث بیان کی۔ آپ فرمانے لگے: صحیح کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے۔ واللہ! اگر میں ان کے پاس جاتا ہوتا تو ضرور جاتا کہ وہ مجھے براہ راست یہ حدیث بیان فرماتیں۔

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث میری کتاب میں ایسے ہی ہے۔ میں نہیں جانتا

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: كَذَا وَقَعَ فِي كِتَابِي وَلَا أَذْرِي مِمَّنِ الْخَطَأُ فِي مَوْضِعٍ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار
وثرہ علیہ السلام۔
آپ ﷺ کے وتر کے بیان میں کس سے غلطی ہوگئی؟

🌞 فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کے اس فرمان میں اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گیارہ رکعت وتر کے بیان میں کسی راوی سے خطا ہوگئی ہے کیونکہ یہاں دو رکعتوں کو ایک رکعت سے مقدم بیان کیا گیا ہے حالانکہ صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق صحیح یہ ہے کہ آپ ﷺ اس طرح پڑھتے کہ صرف آٹھویں رکعت پر بیٹھتے پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت پڑھ کر بیٹھ جاتے اور ذکر و دعا وغیرہ کے بعد آواز کے ساتھ سلام پھیرتے کہ ہمیں سنائی دیتا پھر سلام کے بعد بیٹھتے بیٹھتے دو رکعتیں پڑھتے۔ اس طرح یہ گیارہ رکعتیں ہو گئیں۔ (صحیح مسلم، صلاۃ المسافرين، حدیث: ۴۶۷) کسی راوی سے تقدیم و تاخیر ہوگئی۔ آگے نو رکعت وتر کے بیان سے بھی اس غلطی کی نشان دہی ہوتی ہے کیونکہ وہاں مسلم کی روایت کی طرح دو رکعتوں کو ایک رکعت سے مؤخر بتایا گیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ ② ”عین قرآن کے مطابق تھے۔“ یعنی قرآن مجید میں جو اخلاق عالیہ فاضلہ تمام انبیاء و صلحا کے بیان کیے گئے ہیں نبی ﷺ میں وہ سب بدرجہ اتم پائے جاتے تھے اور جن چیزوں سے قرآن مجید میں روکا گیا ہے ان کی گرد بھی آپ کو نہیں پہنچتی تھی۔ ③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کے مطابق ایک سال کے بعد نبی ﷺ سے بھی قیام اللیل کی فرضیت ساقط ہوگئی تھی مگر قرآن مجید کے الفاظ میں دو امکان ہیں ایک یہ کہ قیام اللیل صرف صحابہ سے ساقط کیا گیا تھا آپ ﷺ پر بدستور فرض رہا لیکن یہ موقف درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے بعض سفروں میں تہجد پڑھنا ثابت نہیں جیسا کہ ایک دفعہ سفر میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی سوئے رہے اور رسول اللہ ﷺ بھی کسی کو جاگ نہ آئی تہجد برت پڑھنا تو کیا نماز فجر بھی آپ ﷺ نے سورج چڑھے پڑھی اسی طرح مزدلفہ کی رات بھی آپ ﷺ نے تہجد پڑھنا مقبول نہیں۔ اس سے تہجد کی فرضیت کے قائلین کا موقف محل نظر ٹھہرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ فرضیت نبی ﷺ سے بھی ساقط کر دی گئی جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔ واللہ اعلم۔ ④ قیام اللیل اور نماز وتر کوئی الگ الگ نماز نہیں بلکہ ای ہی نماز کو وقت کی نسبت سے قیام اللیل کہا گیا اور رکعات کی تعداد کی نسبت سے وتر کہا گیا ہے۔ رمضان المبارک میں اسی کو تراویح اور عام دنوں میں اسی کو تہجد کہہ دیا جاتا ہے کیونکہ عام دنوں میں یہ نماز سونے کے بعد اٹھ کر پڑھی جاتی ہے اور تہجد کے معنی بھی نیند سے اٹھنا ہیں۔ تراویح اس کو پڑھنے کی کیفیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے یعنی وقفے وقفے سے آرام کر کے پڑھنا۔ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد کافی وقفہ کیا جاتا ہے۔ اگرچہ آج کل یہ وقفہ تقریباً متروک ہو چکا ہے اور یہ ضروری بھی نہیں۔ ⑤ رات کو جو نفل نماز بھی پڑھی جائے گی اس کی تعداد طاق ہونی چاہیے پھر ان سب کو وتر ہی کہا جائے گا البتہ اگر دن کو قضا کرنی ہو تو طاق کے بجائے جفت پڑھی جائے گی کیونکہ طاق نفل نماز رات کے ساتھ خاص ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا دن کو گیارہ رکعت اور رات کو نو رکعت پڑھنا صحیح ہے۔ لیکن بعض مفسرین نے یہاں پر اضافہ کیا کہ رات کو گیارہ رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

بھی تضادی جاسکتی ہے۔ ① ”مجھے علم نہیں“ مقصود یہ ہے کہ عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے جسم اور اس کے آرام و صحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے ورنہ جسم عاجز آ جائے گا پھر نفل تو ایک طرف رہے فرض رہ جانے کی نوبت بھی آ سکتی ہے۔ ② ”اگر میں ان کے پاس جاتا ہوتا“ دراصل اس وقت غلط فہمی کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سیاسی اختلافات پیدا ہو چکے تھے جس نے ان کو ایک دوسرے سے دور کر دیا تھا۔ جنگ جمل اور جنگ صفین اسی دور کی تلخ یادیں ہیں۔ حضرت عائشہؓ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے درمیان بھی ان اختلافات کی وجہ سے باہم شک و گمان تھا البتہ وہ سب نیک نیت تھے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین ③ سلف صالحین ہر کام میں اسوۂ رسولؐ تلاش کرتے تھے کہ ان کی اقتدا کریں۔ اس مقصد کے لیے وہ وقت بھی دیتے تھے اور علماء سے استفسار بھی کرتے اور اگر سفر کی ضرورت پیش آتی تو سفر بھی کرتے۔ ④ جس سے سوال پوچھا جا رہا ہے اگر اس سے بڑا عالم موجود ہے تو اسے چاہیے کہ مسائل کی اس کی طرف رہنمائی کرے کیونکہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ⑤ حضرت عائشہؓ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ نبی اکرمؐ کی عبادت کے بارے میں زیادہ جانتی تھیں۔ ⑥ محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر آدمی پیشگی کرے اگرچہ وہ کم ہی ہو۔ ⑦ ساری ساری رات عبادت میں گزار دینا رسول اللہؐ کا طریقہ نہیں بلکہ اپنی آنکھوں، جسم اور اہل عیال کا بھی انسان پر حق ہے البتہ کبھی بکھاریہ جائز ہے۔

باب: ۳۔ جو شخص ایمان کی بنا پر ثواب کی

نیت سے رمضان المبارک کی راتوں میں

قیام کرے اسے کیا ثواب ملے گا؟

(المعجم ۳) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ قَامَ

رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا (التحفة ۶۹۰)

۱۶۰۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

رسول اللہؐ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان کی بنا پر ثواب

کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرے

(نماز تراویح پڑھے) تو اس کے پہلے سب گناہ معاف

کر دیے جاتے ہیں۔“

۱۶۰۳۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

ابن شِهَابٍ، عَنْ جُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

«مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» .

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

قیام اللیل اور دیگر نغزین ووافل سے متعلق احکام ومسائل

۱۶۰۴۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ أَشْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۱۶۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایمان کے تقاضے سے اور صرف ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان المبارک کی راتوں کا قیام کیا اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① ”ایمان کی بنا پر“ مراد اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے یا روزے کے مذکورہ ثواب پر ایمان ہے اگر ایمان کی بجائے رسم سمجھ کر مذکورہ نماز پڑھی تو اس پر ثواب کا وعدہ نہیں ہے۔ ② ”ثواب کی نیت سے“ یعنی نیت ثواب حاصل کرنے کی ہو یا کاری حصول تعریف یا دنیوی مقصد (مثلاً صحت وغیرہ) پیش نظر نہ ہو۔ گویا ایمان روزے کی بنیاد ہو اور ثواب مقصد۔ ③ ”پہلے سب گناہ“ اس میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت و شفقت کا اظہار ہے۔ وہ معاف کرنے پر آئے تو صرف راستے سے ٹہنی بٹانے والے اور کتے کو پانی پلانے والی بدکار عورت کو بھی معاف فرمادے۔ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ.

(المعجم ۴) - بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

(بَابُ ۴۔ ماہ رمضان المبارک کی خصوصی نماز تراویح)

(التحفة ۶۹۱)

۱۶۰۵۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ پڑھی۔ کچھ لوگ بھی آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے

۱۶۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مسجد میں نماز (تراویح)

۱۶۰۴۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۵۲۹/۲ من حديث مالك به، وليس فيه حميد بن عبد الرحمن، ونحوه في الموطأ (يحيى): ۱۱۳/۱، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۰۲، وأخرجه البخاري، ح: ۲۰۰۸، ومسلم، ح: ۷۵۹. (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به، وأخرجه مسلم، ح: (أيضا) من حديث مالك عن الزهري عن حميد بن عبد الرحمن به.

۱۶۰۵۔ أخرجه البخاري، التهجد، باب تحريض النبي ﷺ على قيام الليل... الخ، ح: ۱۱۲۹، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح، ح: ۷۶۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ

۲۰۔ کتاب فِیامَ اللیلِ وتطوعِ النهارِ قیامِ اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

لَيْلَةٍ وَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى مِنَ اللَّيْلَةِ الْقَابِلَةِ وَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا أَضْبَحَ قَالَ: «قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ».

پھر اگلی رات آپ نے (مسجد میں) نماز پڑھی تو لوگ پہلے سے زیادہ ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات تو سب لوگ ہی جمع ہو گئے لیکن رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”رات جو تم نے کیا میں دیکھ رہا تھا (یعنی تمہارا اجتماع اور ذوق و شوق) مگر مجھے آنے سے یہ چیز مانع تھی کہ مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض ہی نہ کر دی جائے۔“ اور یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے فوائد و مسائل حدیث نمبر: ۱۶۰۰ ② مذکورہ روایت میں یہ ہے کہ تیسری یا چوتھی رات آپ تشریف نہ لائے جبکہ ایک صحیح روایت میں صراحت ہے کہ تین راتیں لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھی اور آپ نے انہیں تینوں راتیں اٹھ رکعت اور وتر پڑھائے تھے۔ چوتھی رات آپ تشریف نہ لائے۔ دیکھیے: (مسند ابی یعلیٰ بتحقیق شیخنا إرشاد الحق الأثری، برقم: ۱۷۹۶، وقال الذہبی: إسناده وسط، وميزان الاعتدال: ۳۱۱/۳، وصحيح ابن خزيمة، رقم: ۱۰۷۰، وصحيح ابن حبان، رقم: ۲۳۵۱، في مواضع) ③ معلوم ہوا کہ لوگوں کا ذوق شوق اور نفل کام پر اصرار بھی فرضیت کا ایک سبب ہے جس طرح اور بھی بہت سے اسباب ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا امر بھی ہو گیا تو وہ فرض ہو جائے گا ورنہ باوجود مداومت اور اصرار کے نفل ہی رہے گا۔ ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں کہ نفل پر مداومت نہیں کرنی چاہیے۔ خصوصاً اب جبکہ فرضیت کا امکان ہی نہیں تو کسی بھی نفل پر مداومت، اصرار اور پابندی میں کوئی حرج نہیں۔

۱۶۰۶۔ أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ دَاوُدَ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَتِمَّ بِنَا حَتَّى يَتِمَّ سَبْعُ مِنَ الشَّهْرِ ۱۶۰۶۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے۔ آپ نے ہمیں رات کی نماز نہیں پڑھائی حتیٰ کہ اس ماہ مبارک کے سات دن باقی رہ گئے۔ آپ نے ہمیں رات کی نماز (تراویح) پڑھائی حتیٰ کہ رات کا تہائی حصہ گزر گیا، پھر اگلے دن ہمیں نماز نہیں

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النہار

قیام اللیل اور دیگر سنن و فرائض سے متعلق احکام و مسائل

پڑھائی پھر پچیسویں رات ہمیں نماز پڑھائی حتیٰ کہ نصف رات گزر گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہی خوب ہوتا اگر آپ باقی رات بھی نماز پڑھاتے۔ آپ نے فرمایا: ”جس شخص نے امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک نماز پڑھی اس کے لیے پوری رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے (خواہ اس کے بعد وہ سو ہی جائے)۔“ پھر آپ نے اگلی رات نماز نہیں پڑھائی حتیٰ کہ اس ماہ مبارک کے تین دن باقی رہ گئے تو آپ نے ہمیں ستائیسویں رات نماز پڑھائی اور اپنے گھر والوں اور بیویوں کو بھی جمع فرمایا (اور اتنی لمبی نماز پڑھائی) حتیٰ کہ ہمیں خطرہ ہوا کہ ہم سے فلاح رہ جائے گی۔ (بخاری کہتے ہیں) میں نے (حضرت ابوذر سے) پوچھا: فلاح سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: سحری۔

فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ لَمْ يَثْمُ بِنَا فِي السَّادِسَةِ فَقَامَ بِنَا [فِي] الْخَامِسَةِ حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْ نَفَلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هَذِهِ قَالَ: «إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ قِيَامَ لَيْلَةٍ» ثُمَّ لَمْ يَصَلِّ بِنَا وَلَمْ يَثْمُ حَتَّى بَقِيَ ثَلَاثٌ مِنَ الشَّهْرِ فَقَامَ بِنَا فِي الثَّالِثَةِ وَجَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ حَتَّى تَخَوْفَنَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاخُ، قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاخُ؟ قَالَ: الْسَحُورُ.

فوائد و مسائل: ① ظاہر تو یہی ہے کہ یہ حدیث ما قبل حدیث ہی کی تفصیل ہے لہذا رکعات تو تینوں راتوں میں گیارہ ہی تھیں مگر دوسری رات میں پہلی رات سے اور تیسری رات میں دوسری رات سے قراءت طویل کر کے رکعات کو لمبا کر دیا گیا۔ ② ”امام کے ساتھ.....“ معلوم ہوا امام کے ساتھ تراویح یا قیام اللیل کرنا اکیلے پڑھنے سے بہت افضل ہے۔ آپ کے دور میں مجبوری تھی۔

۱۶۰۷۔ حضرت نعیم بن زیاد سے روایت ہے کہ

میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو محض (شہر) کے منبر پر فرماتے سنا کہ ہم نے رمضان المبارک کی تیسویں رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تہائی رات تک قیام کیا پھر پچیسویں رات میں آپ کے ساتھ نصف رات

۱۶۰۷۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ

قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَعِيمُ بْنُ زَيْدٍ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الثَّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ عَلَى مِنْبَرٍ حَمَصٍ يَقُولُ:

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النہار

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

تک قیام کیا، پھر ستائیسویں رات آپ کے ساتھ اتنی دیر تک قیام کیا کہ ہم نے سمجھا: ہم فلاح (سحری) نہیں کھا سکیں گے۔

فُئِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعَشْرِينَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ فُئِمْنَا مَعَهُ لَيْلَةَ خَمْسٍ وَعَشْرِينَ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ فُئِمْنَا مَعَهُ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعَشْرِينَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنْ لَا نُذْرِكَ الْفَلَاحَ - وَكَانُوا يُسَمُّونَهُ السُّحُورَ - .

باب: ۵- رات کی نماز (تہجد) کی ترغیب

(المعجم ۵) - بَابُ التَّرْغِيبِ فِي قِيَامِ

اللَّيْلِ (التحفة ۶۹۲)

۱۶۰۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ اور ہر گرہ دیتے وقت یہ پڑھتا ہے: لمبی رات ہے سو جا، پھر اگر وہ جاگ کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اگر وہ وضو کرے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر وہ نماز شروع کر دے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور وہ خوش دل اور چست و چالاک ہو جاتا ہے ورنہ بد دل اور سست رہتا ہے۔“

۱۶۰۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ عَقَدَ الشَّيْطَانُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ لَيْلًا طَوِيلًا أَوْ ارْقُدْ، فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ أُخْرَى، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ الْعُقْدُ كُلُّهَا فَيَضِيحُ طَيِّبُ النَّفْسِ نَشِيطًا وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسَلَانًا» .

🌞 فائدہ: ”تین گرہیں“ جب انسان سوتا ہے تو وہ اپنے جسم طہارت اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔

شیطان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ انسان غافل ہی رہے اگر اسے جاگ آ بھی جائے تو شیطان وسوسے کے ذریعے سے اٹھنے نہیں دیتا بلکہ دو بارہ ملا دیتا ہے۔ اگر انسان اللہ کا نام لے کر (ہمت سے) اٹھ بیٹھے تو جسم میں غفلت نہ رہی، وضو کرے تو طہارت حاصل ہوگی اور نماز شروع کر دے تو ذکر الہی کے اعلیٰ درجے میں مشغول ہو گیا، لہذا ہر

۲۰- کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن ونوافل سے متعلق احکام ومسائل

قسم کی غفلت دور ہوگئی اور وہ کامل انسان بن گیا۔ جسم میں چستی بھی آگئی اور روح میں تازگی بھی اور اگر وہ سویا رہے یا بستر میں کسماتا رہے، اٹھنے کی ہمت نہ کرے تو جسم میں چستی آتی ہے نہ روح میں تازگی۔ اس بات کو رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے گرہیں لگانے اور ان کے کھٹنے سے تعبیر فرمایا ہے۔ قربان جائیں آپ کی فصاحت و بلاغت پر۔ کیا ہی خوب انداز اختیار فرمایا۔ بعض اہل علم نے اس کلام کو ظاہر معنی پر محمول کیا ہے کہ واقعاً شیطان گرہیں لگاتا ہے اور ان پر پڑھ کر پھونکتا ہے، پھر یہ کھلتی بھی ہیں مگر یہ سب کچھ ہمیں نظر نہیں آتا۔ بعض اہل علم نے اسے استعارے اور تشبیہ سے تعبیر کیا ہے۔ بہر حال اگر شیطان حقیقتاً گرہیں لگائے اور وہ کھلیں تو یہ محال بھی نہیں، اس لیے حق یہ ہے کہ کسی قسم کی تاویل کے بغیر حدیث شریف کے صریح الفاظ کے مفہوم ہی کو تسلیم کیا جائے یہی ایمان بالغیب کا تقاضا اور سلف اہل علم کا شیوہ ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۶۰۹- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ: «أَشْخَصَ كَافَرٌ فِي الشَّيْطَانِ فِي أَدْنِيهِ».

۱۶۰۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا جو ساری رات سوتا رہا حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: ”اس شخص کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا تھا۔“

🌞 فائدہ: ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آدمی فرض نمازوں وعشاء و فجر سے بھی سوتا رہا تھا۔ تبھی آپ نے ملامت فرمائی، ورنہ اگر وہ عشاء پڑھ کر سویا اور فجر اٹھ کر پڑھ لی تو مدت کی کوئی وجہ نہیں مگر امرائے نساء کی بدعت اس روایت کو قیام اللیل کے تحت لائے ہیں گویا کہ وہ شخص قیام اللیل سے سویا رہا۔ واللہ اعلم۔

۱۶۱۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فُلَانًا نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ الْبَارِحَةِ حَتَّى أَصْبَحَ قَالَ: «ذَاكَ شَيْطَانٌ بَالَ فِي أَدْنِيهِ».

۱۶۱۰- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں شخص اس رات نماز سے سویا رہا حتیٰ کہ روشنی ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: ”اس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا تھا۔“

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھا اور اس نے نماز (تہجد) پڑھی پھر اس نے اپنی بیوی کو جگایا اس نے بھی نماز (تہجد) پڑھی اور اگر وہ (اٹھنے سے) انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اس عورت پر جو رات کو اٹھی اور نماز پڑھی پھر اپنے خاوند کو جگایا اور اس نے بھی نماز پڑھی اور اگر اس نے انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔“

۱۶۱۱۔ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَعْقَاعُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى ثُمَّ أَتَقَطَّ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، وَرَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ ثُمَّ أَتَقَطَّتْ زَوْجَهَا فَصَلَّى، فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَتْ فِي وَجْهِ الْمَاءِ».

 فوائد و مسائل: ① یہ ایک آدھ رات کی بات نہیں بلکہ عادت کی بات ہے کہ وہ ایسے کرتے ہیں۔ کیا ہی خوب ہیں یہ میاں بیوی! رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ میں ان کے لیے دعا بھی ہے تعریف بھی اور ترغیب بھی اور یہ حقیقت بھی کہ وہ اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ وَفَقْنَا اللَّهُ بِآيَةِ ② جس طرح میت کے لیے رحمت کی دعا کی جاتی ہے اسی طرح زندہ کے لیے بھی دعائے رحمت کرنا جائز ہے۔

۱۶۱۲۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ رات کے وقت ان کے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: ”تم رات کی نماز نہیں پڑھتے؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہماری روحوں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا ہمیں جگا دے گا۔ جب میں نے یہ بات کہی تو

۱۶۱۲۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَهُ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَفَهُ وَقَاطِمَةً فَقَالَ: «أَلَا تُصَلُّونَ؟» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ

۱۶۱۱۔ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب قیام اللیل، ح: ۱۳۰۸، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فیمن أیقظ أهله من اللیل، ح: ۱۳۳۶ من حدیث یحیی بن سعید القطان به، وهو فی الکبری، ح: ۱۳۰۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۴۸، وابن حبان، ح: ۶۴۶، والحاكم علی شرط مسلم: ۳۰۹/۱، ووافقه الذهبي. * القعقاع هو ابن حکیم.

۱۶۱۲۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الحث علی صلاة اللیل وإن قلت، ح: ۷۷۵ عن قتیبة، والبخاری، ح: ۱۱۲۷ من حدیث الذہبی به، وهو فی الکبری، ح: ۱۳۰۰، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۱۴۸، وابن حبان، ح: ۶۴۶، والحاكم علی شرط مسلم: ۳۰۹/۱، ووافقه الذهبي. *

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار
 أَن يَبْعَثَهَا بَعَثًا، فَأَصْرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 حِينَ قُلْتُ لَهُ ذَلِكَ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُذَبِّرٌ
 يَضْرِبُ فَخْذَهُ وَيَقُولُ: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ
 أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾. [الكهف: ۵۴]
 قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل
 رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ میں نے سنا
 آپ اپنی ران مبارک پر (افسوس و ناراضی سے) ہاتھ
 مارتے جارہے تھے اور کہہ رہے تھے: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ
 أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ ”انسان سب سے بڑھ کر
 کٹ جھٹ ہے۔“

🌞 نو آمد و مسائل: ① ”ہماری رو میں“ ان الفاظ کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ نیند میں روح کامل طور پر انسان
 سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے قبضے میں چلی جاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ
 مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَازِلِهَا﴾ (الزمر ۳۹: ۴۲) لہذا روح کی واپسی ہی پر جاگ آئے گی۔ ② حضرت
 علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما ابھی نوجوان تھے۔ اس عمر میں رات کو نماز تہجد کے لیے جاگنا بہت مشکل ہوتا ہے اس
 لیے کبھی ان سے سستی ہو جاتی ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے یہ ان کی شادی کے ابتدائی دور کی بات ہے۔ ③ ”کٹ
 جھٹ ہے“ کیونکہ اختیاری مسئلے میں تقدیر کو پیش کرنا کٹ جھٹ ہی ہے۔ تقدیر کا حوالہ وہاں دیا جائے گا جہاں اختیار نہ
 ہو مثلاً: زندگی اور موت، صحت اور بیماری وغیرہ۔ نماز پڑھنا تو اختیاری مسئلہ ہے۔ اس میں تقدیر کو عذر کے طور پر
 پیش کرنا صحیح نہیں کیونکہ ان معاملات میں امر و نہی مدار ہے نہ کہ تقدیر۔

۱۶۱۳۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ
 إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ:
 حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي
 حَكِيمُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ عُبَادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ
 مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ
 حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي
 طَالِبٍ قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 وَعَلَى فَاطِمَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَأَيَّقَطْنَا لِلصَّلَاةِ،
 ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ فَصَلَّى هَوْنًا مِنَ اللَّيْلِ فَلَمْ
 يَسْمَعْ لَنَا جَسًا، فَرَجَعَ إِلَيْنَا فَأَيَّقَطْنَا فَقَالَ:
 «قَوْمًا فَصَلَّيَا» قَالَ: فَجَلَسْتُ وَأَنَا أَعْرُكُ
 ۱۶۱۳۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت میرے اور فاطمہ
 رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ہمیں نماز (تہجد) کے لیے
 جگایا پھر اپنے گھر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک نماز
 پڑھتے رہے۔ آپ نے ہماری طرف سے کوئی آواز یا
 آہٹ نہ سنی تو دوبارہ تشریف لائے اور ہمیں پھر جگایا
 اور فرمایا: ”اٹھو اور نماز پڑھو۔“ میں آنکھیں ملتا ہوا اٹھا
 اور کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! ہم تو وہی نماز پڑھیں گے جو اللہ
 نے ہماری قسمت میں لکھی ہے۔ ہماری رو میں اللہ تعالیٰ
 کے ہاتھ میں ہیں اگر وہ چاہے گا تو ہمیں اٹھا دے گا۔
 رسول اللہ ﷺ اپنی ران مبارک پر ہاتھ مارتے واپس

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

قیام اللیل اور دیگر سن و نوافل سے متعلق احکام ومسائل

عَنِي وَأَقُولُ: إِنَّا وَاللَّهُ! مَا نُصَلِّي إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْنَا، إِنَّمَا أَنْفُسُنَا بِبَيْدِ اللَّهِ فَإِنْ شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا قَالَ: فَوَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ وَيَضْرِبُ بِيَدِهِ عَلَى فَخْذِهِ: «مَا نُصَلِّي إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا كَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا».

تشریف لے گئے اور فرما رہے تھے: ”ہم وہی نماز پڑھیں گے جو اللہ نے ہماری قسمت میں لکھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انسان سب سے زیادہ کٹ جھٹ ہے۔“

🌞 نوافل ومسائل: ① یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی تفصیل ہے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ کوئی گستاخی یا نافرمانی نہیں بلکہ نیند سے جگائے جانے پر فطری اظہار ہے جو غیر اختیاری کے قریب ہے۔ ③ ”گو یا تو سچ کے طور پر حضرت علی کے الفاظ ہی کو ان سے مختلف لہجے میں دہرا رہے تھے۔ عام طور پر ناپسندیدگی کے وقت ایسے کیا جاتا ہے۔“

(المعجم ۶) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ

باب ۶۔ رات کی نماز (تہجد) کی فضیلت

(التحفة ۶۹۳)

١٦١٤ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - هُوَ ابْنُ عَوْفٍ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ».

۱۶۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان المبارک کے بعد افضل روزے اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔“

🌞 نوافل ومسائل: ① محرم الحرام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اس لیے ہے کہ یہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اور حرمت والا مہینہ ہے۔ بعض نے اس کے روزے سے مراد عاشوراء کا روزہ لیا ہے۔ بعض نے ماہ محرم کے تمام روزے سے مراد لیے ہیں یہی موقف درست ہے۔ الفاظ کے ظاہر سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ ② جو لوگ فرض نماز کی سنتوں کو تہجد سے افضل سمجھتے ہیں وہ ان سنتوں کو فرضوں کے تابع ہونے کی وجہ سے فرضوں ہی میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں۔ تہجد کی نماز ہی افضل ہے۔

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

أَرْسَلَهُ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ .
 شعبہ بن حجاج نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے۔

🌞 **فائدہ:** حدیث نمبر: ۱۶۱۳ اور ۱۶۱۵ ایک ہی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حدیث نمبر ۱۶۱۳ میں سند متصل ہے جبکہ حدیث نمبر ۱۶۱۵ میں صحابی (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کا ذکر نہیں ہے۔ اصولی حدیث میں ایسی روایت کو **مرسل** کہتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی حضرت شعبہ بن حجاج ہیں۔

باب: ۷- دوران سفر میں تہجد پڑھنے کی فضیلت

(المعجم ٧) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ اللَّيْلِ فِي
السَّفَرِ (التحفة ٦٩٤)

۱۶۱۶- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: "تین (قسم کے) آدمی وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے: ایک وہ آدمی جو کسی قوم کے پاس آیا اور ان سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا۔ اپنی کسی رشتہ داری کی بنا پر سوال نہیں کیا لیکن کسی نے اسے کچھ نہ دیا مگر ایک آدمی ان سب لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر آے چلا گیا

١٦١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى
قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ رُبْعِيًّا: عَنْ زَيْدِ بْنِ
طَلْحَانَ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ: «ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، رَجُلٌ
أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللَّهِ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةِ

١٦١٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ١٣١٣.

١٦١٦- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، صفة الجنة، باب أحاديث في صفة الثلاثة الذين يجهنم الله، ح: ٢٥٦٨ عن محمد بن المثنى به، وقال: "صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ١٣١٤، وقال النسائي: "خالفه سفيان (يعني الثوري)"; وصححه ابن حبان، ح: ٨١٣، ١٦٠٢، ١٦٠٣، والحاكم ١١٣/٢، ووافقه الذهبي. حديث سفيان أخرجه أحمد: ١٥٣/٥ عنه عن منصور عن ربعي بن حراش عن أبي ذر (وهذا تدليس) وعن ربعي عن رجل عن أبي ذر

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنْعُوهُ فَتَحَلَّفَهُمْ رَجُلٌ
بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَظِيَّتِهِ إِلَّا
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي أَعْطَاهُ، وَقَوْمٌ سَارُوا
لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا
يُعْدَلُ بِهِ نَزَلُوا فَوَضَعُوا رُؤُوسَهُمْ فَقَامَ
يَتَمَلَّقُنِي وَيَتْلُو آيَاتِي، وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ
فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَأَنْهَزُوا فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتَّى
يُقْتَلَ أَوْ يُفْتَحَ لَهُ.

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل
اور اس (سائل) کو پوشیدہ طور پر مال دیا۔ اس کے اس
عطیے کا کسی کو علم نہ ہوا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس شخص
کے جس کو اس نے دیا۔ اور ایک وہ شخص کہ کچھ لوگ
ساری رات چلتے رہے حتیٰ کہ جب نیندان کو ہر چیز سے
زیادہ پیاری لگنے لگی تو وہ اترے اور سو گئے مگر وہ شخص کھڑا
ہو کر میرے سامنے گزرانے لگا اور (نماز میں) میری
آیات پڑھنے لگا اور ایک وہ شخص جو ایک لشکر میں شامل
تھا۔ اس لشکر کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ سب شکست کھا گئے
مگر وہ سینہ تان کر آگے بڑھا حتیٰ کہ وہ مارا گیا یا اسے فتح
مل گئی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① تین آدمی، یعنی تین قسم کے آدمی خواہ وہ ہزاروں لاکھوں ہوں۔ ② ”پہلا وہ آدمی“ یعنی
عطیدہ دینے والا نہ کہ مانگنے والا۔ ③ مخفی صدقہ کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ ④ اللہ تعالیٰ کی صفت محبت ثابت
ہوئی، جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔

(المعجم ۸) - بَابُ وَقْتِ الْقِيَامِ

(التحفة ۶۹۵)

باب: ۸۔ قیام اللیل (تہجد) کا وقت

۱۶۱۷۔ حضرت مسروق سے روایت ہے کہ میں
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کو کون
ساعل زیادہ پسند تھا؟ انھوں نے فرمایا: جو ہمیشہ کیا
جائے (خواہ کم ہی ہو) میں نے کہا: آپ رات کو کس
وقت تہجد کے لیے اٹھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: جب
مرغ کی (پہلی) آواز سنتے۔

۱۶۱۷ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الْبَصْرِيُّ عَنْ يَشِيرٍ - هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ -
قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ:
أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟
قَالَتْ: أَلَدَائِمِ. قُلْتُ: فَأَيُّ اللَّيْلِ كَانَ
يَقُومُ؟ قَالَتْ: إِذَا سَمِعَ الصَّارِحَ.

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فوائد و مسائل: ① مرغ عموماً آدھی رات کے بعد آواز نکالتا ہے۔ بعض دوسری روایات میں ہے کہ نبی ﷺ نصف رات تک سوتے پھر تہائی رات جاگتے (نماز پڑھتے) اور پھر آخری سہس (چٹا حصہ) سوتے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۳۱) و صحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۱۵۹) یہ تقسیم عشاء کے بعد سے فجر کی اذان تک کی ہے کیونکہ مسلمانوں کی یہی رات ہے۔ باقی تو جاگنے یعنی نمازوں کے اوقات ہیں۔ ② چونکہ مرغ کی آواز سن کر نیک لوگ نماز کے لیے جاگتے ہیں لہذا اس کی آواز کو لوگ اذان کہہ دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا: مرغ فرشتے دیکھ کر آواز نکالتا ہے لہذا تم مرغ کی آواز سن کر یہ کہا کرو: [اللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ] (صحیح البخاری، بدء الخلق، حدیث: ۳۳۰۳ و صحیح مسلم، الذکر والدعاء، حدیث: ۲۷۲۹) واہ رے مرغ تیری قسمت! نقلی عبادت میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے تعق سے کام نہیں لینا چاہیے۔ ورنہ آدمی اکتا جاتا ہے اور اس عمل کو جاری نہیں رکھ سکتا۔

(المعجم ۹) - بَابُ ذِكْرِ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ
الْقِيَامُ (التحفة ۶۹۶)

۱۶۱۸- حضرت عاصم بن حمید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی ﷺ کن الفاظ سے قیام اللیل کا افتتاح کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: تم نے مجھ سے وہ چیز پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی۔ رسول اللہ ﷺ دس دفعہ اللہ اکبر دس دفعہ الحمد للہ دس دفعہ سبحان اللہ دس دفعہ لا اِلهَ إِلَّا اللہ اور دس دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللہ کہتے تھے پھر فرماتے: ”اے اللہ! مجھے معاف فرما مجھے ہدایت دے مجھے رزق عطا فرما اور مجھے عافیت و صحت دے۔ اور میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کی تمنا کی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

۱۶۱۸- أَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِمَا كَانَ يُسْتَفْتَحُ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ - يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ - قَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْبُرُ عَشْرًا وَيَحْمَدُ عَشْرًا وَيُسَبِّحُ عَشْرًا وَيُهَلِّلُ عَشْرًا وَيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا وَيَقُولُ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي، أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ضَيْقٍ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل
الْمَقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

☀ فائدہ: قیام اللیل کے آغاز سے مراد یہ ہے کہ جب نبی ﷺ تہجد کے لیے اٹھتے تو نماز تہجد سے پہلے یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ ان (گزشتہ اور آئندہ) دعاؤں میں بہت سی ایسی دعائیں ہیں جن کی ظاہر آپ کو ضرورت نہیں مگر آپ نے اپنی امت کی تعلیم کے لیے وہ دعائیں پڑھیں کیونکہ امتیوں کو تو بہر صورت ان کی ضرورت ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی دعائیں دراصل آپ کی امت کے لیے ہیں۔ (علاوہ ان دعاؤں کے جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔)

۱۶۱۹۔ أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حضرت ربیعہ بن کعب سلمیؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے حجرے کے قریب سوتا تھا۔ جب آپ رات کو (تہجد کے لیے) اٹھتے تو میں سنتا کہ آپ دیر تک «سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» [پاک ہے اللہ جو جہانوں کا رب ہے] پڑھتے رہتے پھر دیر تک «سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ» اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور تمام تعریفوں والا ہے۔ پڑھتے۔

۱۶۲۰۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ الْأَحْوَلِ - يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ - عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: «اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ»

۱۶۲۰۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: «اللَّهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ..... وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ» اے اللہ! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ اور ان لوگوں کا نور ہے جو ان میں ہیں

۱۶۱۹۔ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الدعاء، باب ما يدعو به إذا انتبه من الليل، ح: ۳۸۷۹ من حديث يحيى بن أبي كثير به مختصراً، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۱۸، وأصله في صحيح مسلم، الصلاة، باب فضل السجود والحث عليه، ح: ۲۲۶/۴۸۹ من حديث الأوزاعي به بغير هذا اللفظ، وهذا طرف منه، وللحديث أطراف عند أبي داود، ح: ۱۲۲۰، والترمذي، ح: ۳۴۱۶ وغيرهما، وتقدم طرفه، ح: ۱۱۳۹.

۱۶۲۰۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۷۶۹ عن قتيبة، والبخاري،

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النہار

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

اور تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو آسمانوں و زمین اور ان کے مابین تمام لوگوں کو قائم رکھنے والا ہے۔ اور تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو آسمانوں و زمینوں اور ان میں رہنے والوں کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔ تو برحق ہے۔ تیرے وعدے برحق ہیں۔ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور قیامت حق ہے اور تمام نبی حق ہیں اور محمد (ﷺ) بھی حق ہیں۔ میں تیرا ہی مطیع و فرماں بردار ہوا اور تجھی پر میں نے بھروسہ کیا اور تجھی پر میں ایمان لایا اور تیری ہی مدد سے میں (کفار سے) جھکڑتا ہوں اور تیرے حضور ہی فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ مجھے معاف فرما وہ گناہ جو میں نے کر لیے ہیں اور جو ابھی نہیں کیے اور جو میں نے خفیہ کیے ہیں اور جو علانیہ کیے ہیں۔ تو ہی کسی کو آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہ نقصان سے بچنے کا حیلہ ہے اور نہ فائدہ حاصل کرنے کی طاقت۔“

أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ حَقٌّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ آمَنْتُ، ثُمَّ ذَكَرَ قُتَيْبَةُ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: «وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، اِغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① ”نور ہے“ یعنی آسمانوں اور زمینوں میں نور پیدا کرنے والا ہے۔ یا تو بے عیب ہے یا تو

آسمانوں اور زمینوں کی زینت ہے۔ ② ”تو برحق ہے“ یعنی صرف تیرا وجود حقیقی ہے باقی تو کالعدم (بت) ہیں یا تیرا وجود اور توحید حقیقت ہے۔ ③ ”جو ابھی نہیں کیے“ مگر بعد میں ہوں گے بعد میں ہونے والے گناہوں کی معافی مانگنے میں کوئی استحالہ نہیں کیونکہ ان کا ہونا طبعی بات ہے۔ ④ ”نہ فائدہ حاصل کرنے کی طاقت“ اس میں ہر نقصان اور فائدہ داخل ہے مثلاً: گناہ نیکی اور دیگر دنیوی و اخروی نقصانات و فوائد۔ ⑤ ”آگے پیچھے کرنے والا“ یعنی مرتبہ اور شان بڑھانے اور گھٹانے والا ہے یا موت و حیات کے لحاظ سے یا عزت و ذلت کے لحاظ سے یا ہدایت اور گمراہی کے لحاظ سے۔ یہ معنی بھی کیے گئے ہیں کہ تو سب سے اول اور سب سے آخر ہے۔ ⑥ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں یہ حدیث انتہائی جامع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی وصف بھی ان اوصاف سے خارج نہیں۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۲۱۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ:

۱۶۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ

حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ:

ایک رات میں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں

أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ

سویا جو میری خالہ تھیں۔ میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ

جبکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی زوجہ محترمہ بستر کے

مَيْمُونَةَ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ، وَهِيَ خَالَتُهُ

طول میں لیٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے حتی کہ جب

فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوَسَادَةِ وَاضْطَجَعَ

رات نصف ہو گئی یا مینوموں کی ویش تو رسول اللہ ﷺ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طَوْلِهَا، فَنَامَ

جاگ اٹھے۔ آپ اپنے ہاتھوں سے اپنا چہرہ ملتے ہوئے

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ

اٹھ بیٹھے پھر آپ نے سورہ آل عمران کی آخری دس

قَبْلَهُ قَلِيلًا أَوْ بَعْدَهُ قَلِيلًا اسْتَقِظَ رَسُولُ اللَّهِ

آیات تلاوت فرمائی پھر ایک لکے ہوئے مشکینے کی

ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ يَدُهُ ثُمَّ

طرف اٹھے اور اس سے وضو فرمایا اور بہترین وضو فرمایا

قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ

پھر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان

عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنْ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا

کرتے ہیں کہ میں بھی اٹھا اور میں نے اسی طرح کیا

فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيُ قَالَ عَبْدُ

جس طرح آپ نے کیا تھا پھر میں گیا اور آپ کے پہلو

اللَّهُ بْنُ عَبَّاسٍ: فَفُتْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا

میں کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے

صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَفُتْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ

سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر مروڑا۔ آپ نے دو

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي

رکعتیں پڑھیں پھر دو پھر دو پھر دو پھر دو پھر ایک

وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتُلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ

رکعت پڑھی پھر لیٹ گئے حتی کہ موزن آپ کو جماعت

ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ

کی اطلاع دینے آیا تو آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں۔

رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرْتُ ثُمَّ اضْطَجَعَ

حَتَّى جَاءَهُ الْمَوَدُّ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ

خَفِيفَتَيْنِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے توسط سے رسول اللہ ﷺ سے باقاعدہ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النہار

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

رانت گزارنے کی اجازت لی تھی۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ان دنوں حیض کی حالت میں تھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مقصد رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی کیفیت کو جاننا تھا۔ ④ ”کان مرواً“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی پائیں جانب کھڑے ہو گئے تھے۔ ان کو اپنی دائیں جانب کھڑا کرنے کے لیے ان کے کان سے پڑ کر اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ ⑤ آپ کبھی کبھار تیرہ رکعت بھی پڑھ لیتے تھے اگرچہ اکثر معمول گیارہ کا تھا۔ بعض نے پہلی دو رکعتوں کو تحیۃ الوضو یا افتتاح تہجد سمجھا ہے۔ گویا اصل تہجد گیارہ رکعت ہی تھیں۔ ⑥ ”دو ہلکی رکعتیں“ مراد فجر کی ستیں ہیں۔ ⑤ اہل خانہ سے حسن معاشرت اور چھوٹے بچوں پر شفقت اور نرمی سے پیش آنا چاہیے۔ ⑦ چھوٹے بچے کی نماز صحیح ہے۔ ⑧ وضو اچھے طریقے سے کرنا چاہیے لیکن کوشش کرنی چاہیے کہ پانی کم سے کم استعمال ہو۔ ⑨ ایک باقاعدہ مؤذن مسجد میں مقرر کرنا چاہیے۔ ⑩ نفلی نماز کی جماعت مشروع ہے۔ ⑪ جس آدمی نے شروع نماز میں امامت کی نیت نہ کی ہو اس کی اقتدا میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ مَا يَفْعَلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ مِنَ السَّوَاكِ (التحفة ۶۹۷)

باب: ۱۰۔ جب رات کو تہجد کے لیے اٹھے تو مسواک کرے

۱۶۲۲ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ شُعْبَانَ، عَنْ مَنصُورٍ وَالْأَعْمَشِ وَحَصِينٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَوَضَّأُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ.

۱۶۲۲ - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تھے تو اپنے منہ کو مسواک کے ساتھ صاف کرتے تھے۔

۱۶۲۳ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ [أَبِي] حَصِينٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ يَتَوَضَّأُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ.

۱۶۲۳ - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد پڑھنے اٹھتے تو اپنے دہن مبارک کو مسواک کے ساتھ صاف فرماتے۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

(المعجم ۱۱) - ذُكِرُ الْأَخْتِلَافُ عَلَى أَبِي حَصِينٍ عُمَانَ بْنِ عَاصِمٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ (التحفة ۶۹۷) - ألف

باب: ۱۱- اس حدیث (کی سند کے بیان) میں ابو حصین عثمان بن عاصم پر (ان کے شاگردوں کے) اختلاف کا ذکر

وضاحت: امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ اس حدیث کے بیان میں ابو حصین کے شاگرد مختلف ہیں۔ روایت نمبر ۱۶۲۳ میں صحابی (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) کا ذکر ہے جبکہ روایت نمبر ۱۶۲۵ میں ابو حصین کے شاگرد اسرائیل نے صحابی کا ذکر نہیں کیا۔

۱۶۲۴ - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كُنَّا نَوْمَرُ بِالسَّوَاكِ إِذَا قُمْنَا مِنَ اللَّيْلِ.

۱۶۲۳ - حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ جب ہم رات کو اٹھیں تو مسواک کریں۔

۱۶۲۵ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنَّا نَوْمَرُ إِذَا قُمْنَا مِنَ اللَّيْلِ أَنْ نَشُوصَ أَفْوَاهَنَا بِالسَّوَاكِ.

۱۶۲۵ - حضرت شقیق بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ جب ہم رات کو اٹھیں تو اپنے منہ مسواک سے صاف کریں۔

فائدہ: امام صاحب رحمہ اللہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسواک کرنا نبی ﷺ کا فعل بھی ہے اور حکم بھی، پھر یہ روایت مرفوع بھی ہے موقوف اور مقطوع بھی۔

(المعجم ۱۲) - بَابُ بَأْيِ شَيْءٍ تُسْتَفْتَحُ صَلَاةُ اللَّيْلِ (التحفة ۶۹۸)

باب: ۱۲- رات کی نماز (تہجد) کس دعا سے شروع کرے؟

۱۶۲۴ - [صحيح موقوف] تقدم، ح: ۲. * أبو سفيان هو سعيد بن سنان البرجمي الشيباني الأصغر، وأبو حصين هو عثمان بن عاصم الأسدي.

۱۶۲۵ - [صحيح مقطوع] تقدم، ح: ۲. * عبيد الله هو ابن موسى، وقال الحافظ في النكت الطراف: ۳۳۳۳

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

۱۶۲۶۔ أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرَمَةُ بْنُ عَمَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ قَالَ: «اللَّهُمَّ! رَبِّ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اللَّهُمَّ! اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ».

قیام اللیل اور دیگر سنن ووافل سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۲۶۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ کس دعا سے اپنی نماز (تہجد) شروع فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ جب رات کو نماز کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: «اللَّهُمَّ! رَبِّ جِبْرِيلَ إلَی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ» [اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے! ہر غیب و حاضر کو جاننے والے! تو اپنے بندوں میں ان چیزوں کا فیصلہ کرے، جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے اس حق کی طرف راہنمائی فرما جس میں اختلاف کیا گیا ہے۔ یقیناً تو جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے پر چلا دیتا ہے۔“

۱۶۲۷۔ حضرت حمید بن عبدالرحمن بن عوف سے

روایت ہے کہ اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے (دل میں) کہا: اللہ کی قسم! میں (رات کی) نماز کے وقت بغور رسول اللہ ﷺ کو دیکھوں گا تا کہ مجھے پتا چلے کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ جب آپ نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو آپ کا نئی رات تک لیٹے رہے، پھر آپ جاگے اور افق میں دیکھا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

۱۶۲۷۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُلْتُ وَأَنَا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ! لَأَرْقُبَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِصَلَاةٍ حَتَّى أَرَى فِعْلَهُ، فَلَمَّا صَلَّى صَلَاةَ الْعِشَاءِ - وَهِيَ الْعَتَمَةُ - اضْطَجَعَ هَوْبًا

۱۶۲۶۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۷۷۰ من حديث عمر بن يونس

بن، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۲۲.

۱۶۲۷۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو الشيخ في "أخلاق النبي ﷺ"، ص: ۱۷۴، ۱۷۵ من حديث ابن شهاب

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا﴾ حتی کہ آپ نے ﴿إِنَّكَ لَا تَخْلُقُ الْبَاطِلَ﴾ تک پڑھا پھر رسول اللہ ﷺ اپنے بستر کی طرف جھکے اور اس میں سے مسواک نکالی پھر آپ نے اپنے پاس پڑے ہوئے چڑے کے برتن سے ایک پیالے میں کچھ پانی ڈالا اور مسواک فرمائی۔ (اور وضو کیا۔) پھر آپ نے نماز شروع فرمائی۔ میرا خیال ہے آپ جتنی دیر سوئے تھے اتنی دیر آپ نے نماز پڑھی پھر آپ لیٹ گئے حتی کہ میرا خیال ہے کہ آپ اتنی دیر سوئے جتنی دیر نماز پڑھی تھی پھر جاگے اور اسی طرح کیا جس طرح پہلے کیا تھا۔ اور وہی کچھ پڑھا جو پہلی دفعہ پڑھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فجر سے پہلے تین بار ایسے کیا۔

مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَتَطَوَّعَ فِي الْأُفُقِ فَقَالَ: ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِنَّكَ لَا تَخْلُقُ الْبَاطِلَ﴾ [آل عمران: ۱۹۱-۱۹۴] ثُمَّ أَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى فِرَاشِهِ فَاسْتَلَّ مِنْهُ سِوَاكًا، ثُمَّ أَفْرَغَ فِي قَدَحٍ مِنْ إِدَاوَةٍ عِنْدَهُ مَاءً فَاسْتَنْ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى حَتَّى قُلْتُ: قَدْ صَلَّى قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى قُلْتُ: قَدْ نَامَ قَدْرَ مَا صَلَّيْتُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ كَمَا فَعَلَ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَقَالَ: مِثْلَ مَا قَالَ فَفَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ الْفَجْرِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① اس طرز کا باب پہلے بھی گزر چکا ہے۔ وہاں بھی کچھ دعائیں بیان ہوئی ہیں۔ کوئی بھی دعا پڑھ لی جائے کافی ودانی ہے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عبادات میں اور غیر عبادات میں بھی نبی ﷺ کے افعال کی پیروی میں بہت حرص تھے۔

باب: ۱۳۔ رسول اللہ ﷺ کی رات

کی نماز کا ذکر

(المعجم ۱۳) - بَابُ ذِكْرِ صَلَاةِ رَسُولِ

اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ (التحفة ۶۹۹)

۱۶۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر ہم چاہتے کہ رسول اللہ ﷺ کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں تو دیکھ لیتے۔ اور اگر ہم چاہتے کہ رسول اللہ ﷺ کو سویا ہوا دیکھیں تو یہ بھی دیکھ لیتے۔

۱۶۲۸۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا كُنَّا نَشَاءُ أَنْ نَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي اللَّيْلِ مُصَلًيًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ وَلَا نَشَاءُ أَنْ نَرَاهُ نَائِمًا إِلَّا رَأَيْنَاهُ.

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النهار..... قیام اللیل اور دیگر سنن و فرائض سے متعلق احکام و مسائل

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن ملک نے ام المؤمنین ام سلمہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ عشاء کی نماز پڑھتے تھے پھر سنتیں پڑھتے تھے، پھر اس کے بعد جتنی رات تک اللہ چاہتا آپ نماز پڑھا کرتے، پھر سو رہتے اتنی دیر تک جتنی دیر نماز پڑھی تھی۔ پھر جاگتے اور نماز پڑھتے اتنی دیر تک جتنی دیر تک سوئے اور یہ اخیر کی نماز فجر تک ہوتی۔

۱۶۲۹۔ أَخْبَرَنَا هُرُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ يَحْيَى سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ عَنْ صَلَوةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي الْعَتَمَةَ ثُمَّ يُصْبِحُ ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا مَا شَاءَ اللَّهُ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَمِثْلَ مَا صَلَّى ثُمَّ يَسْتَيْقِظُ مِنْ نَوْمِهِ ذَلِكَ فَيُصَلِّي مِثْلَ مَا نَامَ وَ صَلَوتُهُ تِلْكَ الْآخِرَةُ تَكُونُ إِلَى الصُّبْحِ

فائدہ: یعنی آپ رات کو سوتے بھی اور نماز بھی پڑھتے۔ نہ ساری رات جاگتے نہ ساری رات سوتے۔

حضرت یحییٰ بن ملک بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ام سلمہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی قرأت کے بارے میں پوچھا (یعنی آپ کلام اللہ کیونکر پڑھتے تھے) اور آپ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: تمہیں آپ کی نماز سے کیسا رونا (یعنی تمہارا پوچھنا بے فائدہ ہے کیونکہ تم ویسی نماز نہیں پڑھ سکتے) آپ نماز پڑھتے تھے پھر سو رہتے جتنی دیر نماز پڑھی پھر نماز پڑھتے جتنی دیر سوئے تھے پھر سوتے جتنی دیر نماز

۱۶۳۰۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَمْلُكٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَا كَانَتْ صَلَاتُهُ كَمَا كَانَ يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ قَدَرًا مَا صَلَّى ثُمَّ يُصَلِّي قَدَرًا مَا نَامَ ثُمَّ يَنَامُ قَدَرًا مَا

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النہار۔ قیام اللیل اور دیگر سنن و فوافل سے متعلق احکام و مسائل
صَلَّى حَتَّى يُضْبِحَ ثُمَّ نَعَتْ لَهُ قِرَاءَتَهُ فَإِذَا
ہی تَنَعَتْ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا۔ آپ کی قراءت بیان فرمائی تو ایسی قراءت بیان فرمائی
جس کا ہر حرف الگ الگ سمجھ میں آتا تھا۔

☀ فائدہ: بار بار اٹھنا اور نماز پڑھنا کافی مشکل کام ہے جبکہ نماز اور نیند کا عرصہ بھی برابر ہو اس لیے فرمایا کہ تم
نبی اکرم ﷺ جیسی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(المعجم ۱۴) - ذَكَرُ صَلَاةَ نَبِيِّ اللَّهِ دَاوُدَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاللَّيْلِ (التحفة ۷۰۰)
باب: ۱۴۔ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت
داود علیہ السلام کی رات کی نماز کا بیان

۱۶۳۱۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ
أَوْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ
الْعَاصِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَحَبُّ
الصَّيَامِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَأَحَبُّ
الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ كَانَ يَتَامُ نِصْفَ
اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَتَامُ سُدُسُهُ»۔
۱۶۳۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عز و جل کو
سب سے پیارہ روزہ داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔ وہ ایک دن
روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ
کو سب سے زیادہ محبوب نماز داود علیہ السلام کی نماز ہے۔ وہ
نصف رات سوتے تھے، تہائی رات نماز پڑھتے تھے اور
پھر رات کا چھٹا حصہ سوتے تھے۔“

☀ فوائد و مسائل: ① حدیث نمبر ۱۶۱۷ کا فائدہ نمبر ا دیکھیے۔ ② قیام اللیل پر دوام مستحب امر ہے۔ ③ افضل
طریقہ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ ہے۔ اس سے افضل کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ مقدار میں مسنون طریقے
سے زیادہ اور مشقت میں اس سے گراں ہی کیوں نہ ہو۔

(المعجم ۱۵) - ذَكَرُ صَلَاةَ نَبِيِّ اللَّهِ
مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذَكَرُ الْإِخْتِلَافِ
عَلَى سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ فِيهِ (التحفة ۷۰۱)
باب: ۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی نماز کا بیان اور اس حدیث کے بیان میں
سلیمان تیمی کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

قیام اللیل اور دیگر سنن ونوافل سے متعلق احکام ومسائل

وضاحت: سند میں اختلاف آئندہ احادیث کی سندوں سے واضح ہو رہا ہے کہ کسی روایت میں سلیمان جی کو ثابت کا شاگرد بتلایا جا رہا ہے اور کہیں ساقی کہ وہ دونوں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں، پھر بعض روایات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان کسی اور صحابی کا واسطہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ جہاں تک سلیمان اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے درمیان ثابت کے واسطے کا مسئلہ ہے تو یہ معاذ بن خالد کا وہم ہے کیونکہ اس کے علاوہ دیگر تمام حفاظ حدیث جو حماد بن سلمہ کے شاگرد ہیں یہ واسطہ ذکر نہیں کرتے جیسے یونس بن محمد اور حبان بن ہلال مصنف کے ہاں حسن بن موسیٰ اور عفان بن مسلم مندا احمد میں بدہ بن خالد اور شیخان بن فروخ مسلم نہیں۔ یہ سب جب حماد بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں تو وہ سلیمان التیمی عن انس کہتے ہیں درمیان میں ثابت کا ذکر نہیں کرتے نیز ثابت کے عدم ذکر پر سفیان ثوری عیسیٰ بن یونس جریر بن عبدالمجید اور معتمر بن سلیمان یہ سب حماد کی موافقت کرتے ہوئے عن سلیمان عن انس ہی کہتے ہیں۔ غرض ان ائمہ کبار اور جلیل القدر مذکورہ محمد ثنی کی موافقت بھی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سند میں معاذ بن خالد کو وہم ہوا ہے۔ درست یہی ہے کہ سلیمان اور انس رضی اللہ عنہ کے درمیان ثابت کا واسطہ خطا ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیا سند میں ”عن انس عن ابی النبیؓ“ درست ہے یا سیدنا انس اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان کسی اور صحابی کا واسطہ جیسا کہ حدیث: ۱۶۳۸، ۱۶۳۷ میں ہے۔ یہ اختلاف ضرور رساں نہیں کیونکہ صحابی کی منزلت جت ہے جیسا کہ اس باب کی پہلی اور ابعد کی احادیث ہیں۔ ان میں انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے براہ راست روایت کرتے ہیں۔ اس قسم کا ارسال اتصال پر محمول ہوتا ہے جیسا کہ جمہور محدثین کا موقف ہے۔ جبکہ حدیث کی قیام اللیل کے ابواب سے مناسبت یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بھی قیام اللیل کرنے والوں میں سے تھے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۱/۴، ۳۵۱، ۳۵۲)

۱۶۳۲۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ حَزْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَلِيمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي عَلِيٍّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكُتَيْبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

۱۶۳۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس رات مجھے معراج کروائی گئی میں ایک سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ وہ کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔“

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن ووافل سے متعلق احکام وسائل

🌞 فائدہ: ایک اور روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سرخ ٹیلے کے قریب ہے۔ (صحیح البخاری)
الحنابلہ، حدیث: ۱۳۳۹، و صحیح مسلم، الفضائل، حدیث: ۲۳۷۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا عالم برزخ کی چیز ہے جو رسول اللہ ﷺ پر منکشف کی گئی۔ اگر یہ روح کے علاوہ جسم کے ساتھ بھی ہو تو وہ جسم بھی برزخ ہی ہوگا لہذا اس سے انبیاء علیہم السلام کی دنیوی زندگی ثابت نہیں ہو سکتی۔ برزخ کی زندگی کا انکار نہیں۔

۱۶۳۳۔ أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ النَّبِيِّ وَثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكُتَيْبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي».

۱۶۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا جبکہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا أَوْلَى بِالصَّوَابِ عِنْدَنَا مِنْ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ خَالِدٍ، وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) ۱۶۳۳۔ ہمارے نزدیک یہ روایت معاذ بن خالد کی روایت سے زیادہ درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

🌞 فائدہ: معاذ بن خالد کی روایت میں حضرت سلیمان جی کو حضرت ثابت د شامؓ کو ظاہر کیا گیا ہے جبکہ درست بات یہ ہے کہ یہ دونوں ساتھی ہیں اور دونوں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کر رہے ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۱۶۳۳ سے واضح ہو رہا ہے۔

۱۶۳۴۔ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ وَسُلَيْمَانُ النَّبِيُّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَرَرْتُ عَلَى قَبْرِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

۱۶۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔“

قیام اللیل اور دیگر منن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

۱۶۳۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس رات مجھے معراج کروائی گئی، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔“

۱۶۳۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات نبی ﷺ کو معراج کروائی گئی آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

۱۶۳۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے خبر دی کہ جس رات نبی ﷺ کو معراج کروائی گئی آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تھے جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

۱۶۳۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے کسی صحابی سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس رات مجھے معراج کروائی گئی، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا جبکہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔“

۲۰- کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

۱۶۳۵- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيسَى عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْجِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِي بِبِي عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

۱۶۳۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ مَرَّ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ.

۱۶۳۷- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنُ عَرَبِيِّ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ مَرَّ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ.

۱۶۳۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْلَةَ أُسْرِي بِبِي مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى

۱۶۳۵- [صحیح] انظر الحديثين السابقين، وأخرجه مسلم، ح: ۲۳۷۵/۱۶۵ عن علي بن خشرم عن عيسى بن يونس به.

۱۶۳۶- [صحیح] انظر، ح: ۱۶۳۳ والذين بعده.

۱۶۳۷- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۱۳۲۰.

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل
وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهٖ»

☀ فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ نے ایک ہی روایت کو مختلف لفظوں سے بیان کیا ہے۔ دراصل ان کا مقصد حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد سلیمان تبی (جن پر اس روایت کا مدار ہے) کے شاگردوں کا اختلاف واضح کرنا ہے کہ کسی نے یہ روایت مرفوع متصل اور کسی نے مرسل بیان کی ہے۔ کسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کسی اور صحابی کا واسطہ بیان کیا ہے لیکن اس میں اختلاف کی وجہ سے روایت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ مندرجہ بالا صورتوں میں سے کوئی صورت بھی عیب والی نہیں۔ مزید مذکورہ باب کے تحت مندرج وضاحت ملاحظہ فرمائی جائے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ إِخْيَاءِ اللَّيْلِ

باب: ۱۶۔ ساری رات جاگنے (عبادت

(التحفة ۷۰۲)

کرنے) کا بیان

۱۶۳۹ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي وَبَقِيَّةُ نَآلَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ بْنِ الْأَرْتِ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ رَاقِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي لَيْلَةٍ صَلَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلَّهَا حَتَّى كَانَ مَعَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ صَلَاتِهِ جَاءَهُ خَبَّابٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَا أَبَايَ أَنْتَ وَأُمِّي لَقَدْ صَلَّيْتَ اللَّيْلَةَ صَلَاةً مَا رَأَيْتُكَ صَلَّيْتَ نَحْوَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَجَلْ! إِنَّهَا صَلَاةُ

۱۶۳۹ - حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ صحابی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے انھوں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو بغور دیکھا کہ آپ ساری رات نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ فجر ہو گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز سے سلام پھیرا (فارغ ہوئے) تو خباب آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آج رات آپ نے اتنی نماز پڑھی ہے کہ میں نے آپ کو اتنی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! یہ رغبت اور رہبت (خوف الہی) والی نماز تھی۔ میں نے اس میں اپنے رب تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں دے دیں! ایک نہیں دی۔ میں نے

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار ————— قیام اللیل اور دیگر سنن ووافل سے متعلق احکام ومسائل

رَغَبَةٍ وَرَهْبَةٍ، سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِيهَا
ثَلَاثَ خِصَالٍ فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنْعَنِي
وَاحِدَةً، سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُهْلِكَنَا
بِمَا أَهْلَكَ بِهِ الْأُمَمَ قَبْلَنَا فَأَعْطَانِيهَا،
وَسَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْنَا
عَدُوًّا مِنْ غَيْرِنَا فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُ رَبِّي
أَنْ لَا يَلْسَنَنَا شَيْعًا فَمَنْعَنِيهَا» .

اپنے رب عزوجل سے سوال کیا تھا کہ ہمیں ان غذاؤں
سے ہلاک نہ کرے جن کے ساتھ پہلی امتوں کو ہلاک کیا
تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ بات مان لی۔ دوسرا سوال یہ
تھا کہ ہم پر ہمارے کافر دشمنوں کو مکمل غلبہ نہ دے۔ اللہ
تعالیٰ نے میری یہ بات بھی مان لی پھر میں نے اپنے
رب سے یہ سوال کیا کہ ہمیں گروہوں اور فرقوں میں نہ
بانٹ دینا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات نہیں مانی۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① عموماً ساری رات نہیں جاگنا چاہیے کیونکہ اس سے جسمانی ضعف پیدا ہوگا۔ ہو سکتا ہے
پھر فراموشی اور کرنے کے بھی قابل نہ رہے البتہ کبھی کبھار یا مخصوص راتوں میں ساری رات جاگا جاسکتا ہے۔
غالباً ترجمۃ الباب سے امام صاحب رحمہ اللہ کی یہی غرض معلوم ہوتی ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اس نے
آخری دعا قبول نہیں فرمائی۔ جس طرح کفر و باطل کو کسی دور میں بھی مکمل ختم نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اختلاف اور
فرقہ بندی بھی کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ اگر اختلاف ختم ہونا ممکن ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی مقدس اور بے غرض
جماعت میں اختلاف نہ ہوتا، البتہ یہ ضروری ہے کہ اختلاف کو مخالفت نہ بنایا جائے، بلکہ اختلاف کو اگر وہ نیک
نیکی کے ساتھ ہے، گوارا کیا جائے۔ ویسے بھی ہر شخص کو اس جہان میں رہنے کا حق ہے، لہذا تشدد نہ کیا
جائے۔ اختلافات اگر افہام و تفہیم سے ختم ہو جائیں تو بہت اچھی بات ہے ورنہ انھیں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر
چھوڑ دیا جائے۔ ضروری نہیں کہ ان کی بنا پر لڑائی کی جائے یا کفر کے فتوے لگائے جائیں یا قتل و قتل کا راستہ
اختیار کیا جائے۔ یہ چیزیں ان کے لیے ہیں جو سرے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھتے۔ عجب
بات ہے کہ کافروں کے بجائے اسلامی فرقوں سے جنگ کی جائے۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهُ ③ نبی اکرم ﷺ اپنی
امت پر انتہائی شفیق اور مہربان تھے۔

(المعجم ۱۷) - أَلَاخْتِلَافُ عَلَى عَائِشَةَ

باب: ۱۷- رات جاگنے والی روایت

فِي إِخْتِيَاءِ اللَّيْلِ (التحفة ۷۰۲) - ألف

میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ

میں اختلاف

وضاحت: ذیل میں آنے والی احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مختلف الفاظ منقول ہیں، کسی میں ہے کہ
آپ آخری عشرے میں ساری رات جاگتے۔ کسی روایت میں ساری رات جاگنے کی نفی ہے بلکہ ایک روایت

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن ونوافل سے متعلق احکام ومسائل کے بیشتر حصے پر محمول کر لیا جائے تو احادیث کا باہمی تعارض رفع ہو جاتا ہے جیسا کہ دوسری اور تیسری حدیث سے پتا چلتا ہے۔ روایات میں تطبیق کے لیے دیکھیے: فائدہ حدیث: ۱۶۴۲۔

۱۶۴۰۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَانَ إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ أَحْيَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّيْلَ وَأَيَّظَ أَهْلَهُ وَشَدَّ الْمُئْتَرَزَ.

۱۶۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری دہا کا (دس دن) شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ساری رات جاگتے (عبادت کرتے) اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے اور اپنا تہ بند کس لیتے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① ”تہ بند کس لیتے“ یہ کنایہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عبادت کی پوری تیاری فرما لیتے کیونکہ لمبا اور سخت کام کرنے والا شخص اپنے تہ بند کو اچھی طرح کس لیتا ہے تاکہ درمیان میں یہ ڈھیلا نہ ہو۔ ② اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے اگلے بچھلے تمام گناہ معاف کر دیے تھے اس کے باوجود آپ ﷺ نفلی نماز میں اس قدر رحمت و مشقت سے کام لیتے تھے۔ ہمیں بھی نفلی عبادت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ ③ رمضان المبارک کی آخری دس راتیں باقی راتوں سے زیادہ افضل ہیں۔ ④ عبادت کے لیے گھر والوں کو بھی جگانا مستحب امر ہے۔

۱۶۴۱۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: أَتَيْتُ الْأَشْوَذَ ابْنَ يَزِيدَ وَكَانَ لِي أَخَا صَدِيقًا فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَمْرٍو! حَدَّثْنِي مَا حَدَّثْتِكَ بِهِ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي آخِرَهُ.

۱۶۴۱۔ حضرت ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت اسود بن یزید کے پاس آیا اور عرض کیا..... وہ میرے بھائی اور دوست تھے..... اے ابو عمرو! مجھے وہ حدیث بیان کیجیے جو آپ کو ام المؤمنین (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز کے بارے میں بیان کی ہے۔ انھوں نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ رات کے

۱۶۴۰۔ أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب العمل في العشر الأواخر من رمضان، ح: ۲۰۲۴، ومسلم، الاعتكاف، باب الاجتهاد في العشر الأواخر من شهر رمضان، ح: ۱۱۷۴ من حديث سفیان بن عیینة به، .

۱۶۴۱۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ۷۳۹ من حديث زهير بن إسحاق، والبخاري، التمتع، باب من نام أول الليل وأحيا آخره، ح: ۱۱۶۶ من حديث أبي

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل
شروع میں (عشاء کی نماز کے بعد) سو جاتے تھے اور
رات کا آخری حصہ جاگتے (عبادت کرتے) تھے۔

۱۶۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نہیں
جانتی کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایک رات میں سارا
قرآن پڑھا ہو یا صبح تک ساری رات نماز پڑھی ہو یا
رمضان المبارک کے علاوہ کبھی پورے مہینے کے روزے
رکھے ہوں۔

۱۶۴۲۔ أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ
قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدٍ،
عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ
ابْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ: لَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ
كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَا
صَامَ شَهْرًا كَامِلًا فَطُغْتُ غَيْرَ رَمَضَانَ.

فائدہ: ”ساری رات نماز پڑھی ہو“ اور گزرا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ساری ساری
رات نماز پڑھتے تھے۔ گویا یہ روایت آخری عشرے کے علاوہ باقی مہینوں اور دنوں کی ہے لہذا ان میں کوئی
اختلاف نہیں کیونکہ عام معمول یہی تھا کہ سوتے بھی تھے اور نماز بھی پڑھتے تھے۔ آخری عشرے میں بھی ممکن ہے
کچھ سوتے رہے ہوں اور بیشتر رات کو پوری رات کہہ دیا گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

۱۶۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک
دفعہ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لائے جبکہ ان کے
پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”یہ کون
ہے؟“ میں نے عرض کیا: فلاں عورت ہے جو رات کو
سوئی نہیں۔ میں نے اس کی نماز کا ذکر کیا۔ آپ نے
فرمایا: ”رہنے دو۔ اتنا کام اختیار کر جس کی تم (ہمیشہ)
طاقت رکھ سکتی ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ (ثواب دینے
سے) نہیں اکتائے گا۔ تم ہی (نیکی کرنے سے) اکتا جاؤ

۱۶۴۳۔ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ
يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ
عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا
امْرَأَةٌ فَقَالَ: «مَنْ هَذِهِ؟» قَالَتْ: «فُلَانَةُ لَا
تَنَامُ فَذَكَرْتُ مِنْ صَلَاتِهَا فَقَالَ: «مَنْ
عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ فَوَاللَّهِ! لَا يَمَلُّ اللَّهُ عَزَّ
وَجَلَّ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا
دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ».

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن ووافل سے متعلق احکام ومسائل

گئے۔ ”رسول اللہ ﷺ کو وہ دینی کام زیادہ اچھا لگتا تھا جس پر اس کام والا بیٹھتی کرے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① ”رہنے دو“ ممکن ہے خطاب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہو یعنی زیادہ تعریف نہ کرو کیونکہ ہمیشہ ساری رات جاگنا افضل نہیں اور ممکن ہے خطاب اس عورت کو ہو کہ اتنی عبادت نہ کیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ طبعیت تھک کر پھر عبادت سے اکتا جائے۔ ② ”بیٹھتی کرے“ کسی نفل کام پر دوام ہو سکتا ہے البتہ اسے فرض سمجھتے ہوئے نہیں، مستحب سمجھتے ہوئے دوام کرے تو کوئی حرج نہیں۔ ③ اللہ تعالیٰ بندے سے وہی معاملہ کرتا ہے جو بندہ اللہ سے کرتا ہے۔ اگر بندہ اللہ کی طرف ہمیشہ متوجہ رہے تو اللہ رب العزت بھی بندے پر مسلسل نظر رحمت رکھتا ہے اور اگر بندہ اعراض کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اعراض فرماتا ہے۔

۱۶۴۴۔ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى حَبْلًا مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ: «مَا هَذَا الْحَبْلُ؟» فَقَالُوا: لِيَرْتَبَ نُصْلِي، إِذَا فَتَرْتُ تَعَلَّقْتُ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حُلُوهُ لِيُصَلَّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَةً، فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ».

۱۶۴۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک رسی دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی دیکھی۔ آپ نے پوچھا: ”یہ رسی کسی ہے؟“ لوگوں نے کہا: (ام المؤمنین) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی ہے۔ وہ نماز پڑھتی ہیں۔ جب تھک جاتی ہیں تو اس کا سہارا لیتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے کھول دو۔ تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز پڑھے جب تک اس میں چستی باقی رہے۔ جب وہ ست پڑ جائے تو نماز چھوڑ کر بیٹھ رہے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① سستی کی حالت میں نماز کے دوران میں خشوع وخضوع باقی نہیں رہتا۔ اور نماز نام ہی خشوع وخضوع کا ہے اس لیے منع فرمایا نیز ممکن ہے سستی اور تھکاوٹ کی حالت میں نمازی کہنا کچھ چاہئے زبان سے نکل کچھ جائے۔ علاوہ ازیں ایسی حالت میں اکتاہٹ بھی پیدا ہو سکتی ہے جو ترک کو مستلزم ہے لہذا سستی تھکاوٹ اور نیند کی حالت میں نماز چھوڑ کر آرام کرنا چاہیے تاکہ دوبارہ چستی پیدا ہو۔ ② منکر کا ازالہ کرنا چاہیے ہاتھ زبان سے یا جیسے بھی ممکن ہو۔ ③ عورت مسجد میں نماز پڑھ سکتی ہے اس میں کوئی کرہت نہیں۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

۱۶۴۵۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ مَنْصُورٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ ابْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ: قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ: «أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا».

۱۶۴۵۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ (نفل) نماز اتنی لمبی پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے۔ آپ سے گزارش کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب قصور معاف فرما دیے ہیں (پھر آپ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں؟) آپ نے فرمایا: ”کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں؟“

🌞 فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے قدموں کا سوج جانا سستی کو مستلزم نہیں کیونکہ سستی اور چستی کا تعلق دل اور دماغ کے ساتھ ہے۔ ② ”اگلے پچھلے گناہ“ یہ ایک فرضی چیز ہے۔ کہا گیا ہے نبوت سے قبل اگر کوئی کوتاہی ہوئی ہو۔ بعض نے اس سے ترک اولیٰ مراد لیا ہے جو آپ اپنی امت کی مصلحت کی خاطر کیا کرتے تھے مثلاً: جنگ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینا یا عبد اللہ بن ابی کا جنازہ پڑھنا وغیرہ۔ اسے اجتہادِ خطا سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ ③ ”شکر گزار بندہ“ یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھ گچھ موقوف کر دی ہے تو میرا بھی فرض ہے کہ میں ہرم ای کو یاد کروں۔ رسول اللہ ﷺ کی انھی اداؤں نے آپ کو سید الاولین والآخرین بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد ہی کی وجہ سے آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے۔ [فِذَاهُ نَفْسِي وَرُوحِي ﷺ] ④ شکر جیسے زبان سے ادا ہوتا ہے عمل سے بھی ہوتا ہے۔

۱۶۴۶۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مِهْرَانَ وَكَانَ ثِقَةً قَالَ: حَدَّثَنَا الثَّعْمَانُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،

۱۶۴۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر لمبی نماز پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک پھٹ جاتے تھے۔

۱۶۴۵۔ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك... الخ"، ح: ٤٨٣٦، ومسلم، صفات المتأقين، باب إكثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، ح: ٢٨١٩ من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٢٥.

۱۶۴۶! [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ١٣٢٦، ومن طريق النسائي أخرجه الدلاوي في الكنى: ٢٠٠/١، ولم يقل: حدثنا أحمد بن شعيب النسائي، بل قال: حدثنا عمرو بن علي، يعني الفلاس... الخ. * وسفيان هو الثوري

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر نفل سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي حَتَّى تَزْلَعَ - يَعْنِي تَشَقَّقَ - قَدَمَاهُ.

🌞 فائدہ: سوچنے کے بعد پھٹنے کا مقام یعنی آخر آتا ہی تھا مگر نبی ﷺ میں سستی کا احساس راہ نہیں پاتا تھا۔

(المعجم ۱۸) - كَيْفَ يَفْعَلُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا وَذَكَرَ اخْتِلَافَ النَّاقِلِينَ عَنْ عَائِشَةَ فِي ذَلِكَ (التحفة ۷۰۳)

باب: ۱۸۔ جب (نفل) نماز کھڑے ہو کر شروع کرے تو کس طرح کرے؟ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کرنے والوں میں اختلاف کا ذکر

۱۶۶۷۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُذَيْلٍ وَأَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

۱۶۳۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو بہت دیر تک نماز پڑھتے رہتے۔ جب آپ کھڑے ہو کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر ہی فرماتے اور جب بیٹھ کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی بیٹھ کر ہی فرماتے۔

۱۶۶۸۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سَبْرِينَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي قَائِمًا وَقَاعِدًا فَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

۱۶۳۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کبھی کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھتے تھے اور کبھی بیٹھ کر۔ جب کھڑے ہو کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر فرماتے اور جب بیٹھ کر نماز شروع فرماتے تو رکوع بھی بیٹھ کر فرماتے۔

۱۶۶۹۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: ۱۶۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

۱۶۶۷۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائمًا وقاعدًا... الخ، ح: ۱۰۶/۷۳۰ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۵۵.

۱۶۶۸۔ أخرجه مسلم، ح: ۱۱۰/۷۳۰ (انظر الحديث السابق) من حديث محمد بن سيرين به.

۲۰- کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

قیام اللیل اور دیگر سنن ووافل سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ بیٹھ کر نماز شروع فرماتے تو بیٹھے بیٹھے ہی قراءت فرماتے۔ جب آپ کی قراءت سے تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور وہ آیات کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے، پھر رکوع فرماتے، پھر سجدہ فرماتے، پھر دوسری رکعت میں بھی ایسے ہی کرتے۔

بِحَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ وَأَبُو النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ جَالِسٌ فَقَرَأَ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدَرٌ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ.

۱۶۵۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے

کبھی رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا حتیٰ کہ آپ بڑھاپے میں داخل ہو گئے، پھر آپ بیٹھ کر نماز شروع فرماتے اور قراءت کرتے۔ جب اس سورت کی تیس یا چالیس آیات رہ جاتیں تو کھڑے ہو کر انھیں پڑھتے، پھر رکوع فرماتے۔

۱۶۵۰- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى جَالِسًا حَتَّى دَخَلَ فِيهِ السَّنُ فَكَانَ يُصَلِّي وَهُوَ جَالِسٌ يَتْلُو فَإِذَا غَبَرَ مِنَ الشُّورَةِ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ بِهَا ثُمَّ رَكَعَ.

فائدہ: بعض کا قول ہے کہ ان دو روایات میں جو طریقہ بیان کیا گیا ہے وہ بڑھاپے کے دور کا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں صراحت ہے۔ پہلی دو احادیث میں بڑھاپے سے قبل کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، لہذا یہ حقیقتاً اختلاف نہیں اگرچہ ظاہراً اختلاف ہے، نیز اسے تعدد احوال پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ کبھی کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے تھے۔ اس طرح دونوں قسم کی احادیث میں ظاہری تضاد رفع ہو جاتا ہے۔

۱۶۵۱- أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: ۱۶۵۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً... الخ، ح: ۱۱۲/۷۳۱ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۳۸/۱.

۱۶۵۰- أخرجه البخاري، التهجيد، باب: إذا صلى قاعداً ثم صح... الخ، ح: ۱۱۸، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً... الخ، ح: ۷۳۱ من حديث هشام به، وهو في الكبرى: ح: ۱۳۵۶.

۱۶۵۱- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً وقاعداً... الخ، ح: ۱۱۳/۷۳۱ من حديث

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

قیام اللیل اور دیگر سنن ونوافل سے متعلق احکام ومسائل

ﷺ (کبھی) قراءت بیٹھ کر کرتے۔ جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو اتنی دیر پہلے کھڑے ہو جاتے جتنی دیر میں انسان چالیس آیات پڑھ سکتا ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي هِشَامٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتْلُو وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ قَدَرُ مَا يَتْلُو إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً.

۱۶۵۲۔ حضرت سعد بن ہشام بن عامر رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے پوچھا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: ہشام بن عامر کا بیٹا سعد ہوں۔ فرمانے لگیں: اللہ تعالیٰ تیرے باپ پر رحم فرمائے۔ میں نے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی نفل) نماز کے بارے میں بتائیے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تو بہت بلند و بالا شخصیت تھے۔ میں نے کہا: یقیناً ایسا ہی ہے۔ فرمانے لگیں: رسول اللہ ﷺ رات کو عشاء کی نماز پڑھتے پھر اپنے بستر پر لیٹ کر سو جاتے۔ جب آدھی رات گزر جاتی تو اٹھ کر قضائے حاجت کرتے اور پانی لے کر وضو کرتے پھر (اپنے گھر کی) مسجد میں داخل ہو جاتے اور اٹھ رکعات پڑھتے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ ان میں قراءت رکوع اور سجدے برابر کرتے تھے پھر ایک رکعت پڑھتے اور اس کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے پھر لیٹ جاتے پھر کبھی تو بلال رضی اللہ عنہ آپ کے سونے سے پہلے ہی آ کر نماز کی اطلاع کرتے اور

۱۶۵۲۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ

الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: أَنَا سَعْدُ ابْنِ هِشَامٍ بْنِ عَامِرٍ، قَالَتْ: رَجِمَ اللَّهُ أَبَاكَ. قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ وَكَانَ، قُلْتُ: أَجَلْ! قَالَتْ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ صَلَاةَ الْعِشَاءِ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فَرَاشِهِ فَيَتِمُّ فَإِذَا كَانَ جَوْفُ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى حَاجَتِهِ وَإِلَى طَهْوَرِهِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي ثَمَانِي رَكَعَاتٍ يُخَيِّلُ إِلَيَّ أَنَّهُ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَيُؤَوِّزُ بِرُكْعَةٍ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ يَضَعُ جَنْبَهُ فَرُبَّمَا جَاءَ بِلَالٌ فَأَذَنَهُ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

کبھی آپ ہلکی سی نیند لے لیتے تھے اور کبھی مجھے شک سا ہوتا کہ آپ سوئے ہوئے ہیں یا نہیں حتیٰ کہ بلال آ کر آپ کو نماز کی اطلاع کرتے۔ تو یہ تھی رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز حتیٰ کہ آپ کی عمر بڑھ گئی اور آپ فریبہ ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے موٹاپے کے بارے میں چند باتیں ذکر کیں پھر انھوں نے فرمایا: (اس عمر میں) نبی ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے، پھر اپنے بستر پر لیٹ جاتے۔ جب نصف رات گزر جاتی تو اٹھنے اور قضائے حاجت کرتے اور وضو کا پانی لے کر وضو فرماتے پھر مسجد (گھر میں نماز کے لیے مخصوص جگہ) میں داخل ہو جاتے اور چھ رکعات پڑھتے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ ان میں قراءت رکوع اور سجدہ ایک جیسا کرتے تھے پھر ایک رکعت پڑھتے، پھر بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے پھر لیٹ جاتے۔ کبھی تو بلال آپ کے سونے سے پہلے ہی آ کر نماز کی اطلاع کرتے۔ کبھی آپ ہلکی سی نیند لے لیتے تھے اور کبھی مجھے شک رہتا کہ آپ سو گئے ہیں یا نہیں حتیٰ کہ بلال آ کر آپ کو نماز کی اطلاع کرتے۔ (وفات تک) رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز یہی رہی۔

أَنْ يُعْفِيَ وَرَبَّمَا يُنْفِي وَرَبَّمَا شَكَكْتُ أَغْفَى
أَوْ لَمْ يُغْفِ حَتَّى يُؤْذِنَهُ بِالصَّلَاةِ فَكَانَتْ
لِئَلْكَ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَسْرُ
وَلَحِمٌ فَذَكَرْتُ مِنْ لَحْمِهِ مَا شَاءَ اللَّهُ،
قَالَتْ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ
الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا كَانَ
جَوْفُ اللَّيْلِ قَامَ إِلَى طَهْرِهِ وَإِلَى حَاجَتِهِ
فَتَوَضَّأَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي سِتَّ
رَكَعَاتٍ يُحِيطِلُ إِلَيْ أَنَّهُ يَسُوءُ بَيْنَهُنَّ فِي
الْقِرَاءَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، ثُمَّ يُوتِرُ
بِرَكْعَةٍ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ
يَضَعُ جَنْبَهُ وَرَبَّمَا جَاءَ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ
قَبْلَ أَنْ يُعْفِيَ وَرَبَّمَا أَغْفَى وَرَبَّمَا شَكَكْتُ
أَغْفَى أَمْ لَا حَتَّى يُؤْذِنَهُ بِالصَّلَاةِ، قَالَتْ:
فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

🌞 **فائدہ:** وتر کے بعد بیٹھ کر دو رکعات پڑھنا نبی ﷺ کا دائمی معمول نہ تھا۔ بہت سی روایات میں ان کا ذکر نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کبھی یہ رکعات پڑھتے، کبھی نہیں۔ اسی طرح ضروری نہیں کہ ان کو بیٹھ کر ہی پڑھا جائے۔ ممکن ہے آپؐ تہجد کی لمبی لمبی رکعات میں تھک جانے کی وجہ سے یہ دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے ہوں۔

زیسے بھی آپؐ کو بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے برابر ملتا تھا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم) ضلّاة المسافرین، حدیث: ۴۷۵) ہمیں پورے ثواب کے لیے نوافل کھڑے ہو کر پڑھنے چاہئیں، اگرچہ بیٹھ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن وفرائض سے متعلق احکام ومسائل

طرح۔ ورنہ آپ نے وتر کو آخر میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ گویا ان کے باوجود وتر آخری میں رہتے ہیں کیونکہ یہ وتر کے تابع ہیں۔ یا امر استحباب کے لیے ہے اور فعل جواز پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۹) - بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ فِي النَّافِلَةِ وَذِكْرِ الْأَخْتِلَافِ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي ذَلِكَ (التحفة ۷۰۴)

باب: ۱۹۔ نفل نماز بیٹھ کر پڑھی جاسکتی ہے نیز ابواسحاق کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

۱۶۵۳۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ حَدِيثِ أَبِي عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْتَنِعُ مِنْ وَجْهِهِ وَهُوَ صَائِمٌ وَمَا مَاتَ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ قَاعِدًا ثُمَّ ذَكَرْتُ كَلِمَةً مَغْنَاهَا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ، وَكَانَ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَيْهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ الْإِنْسَانُ وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا.

۱۶۵۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں میرے چہرے (کے بوسے) سے پرہیز نہیں فرماتے تھے اور جب آپ قریب الوقا ت تھے تو فرض نماز کے علاوہ آپ کی اکثر نماز بیٹھ کر ہوتی تھی۔ اور آپ ﷺ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہوتا تھا جس پر انسان جھپٹکی کرنے چاہے وہ تھوڑا ہی ہو۔

خَالَفَهُ يُونُسُ رَوَاهُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

یونس نے اس روایت کو ابواسحاق سے بیان کرتے ہوئے عمر بن ابی زائدہ کی مخالفت کی ہے اور یہ روایت عن ابی اسحاق عن الأسود عن أم سلمة کی سند سے بیان کی ہے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① یہاں آگے چند روایات میں امام نسائی رحمہ اللہ ابواسحاق کے شاگردوں کا اختلاف

بیان کر رہے ہیں۔ ابواسحاق کے شاگردوں میں سے عمر بن ابی زائدہ کے نزدیک یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جبکہ یونس کے نزدیک یہ روایت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔ ② نفل نماز بیٹھ کر بھی پڑھی جاسکتی ہے اگر بلا عذر ہو تو نصف ثواب ہوگا۔ اور اگر کوئی عذر (مرض بڑھا یا وغیرہ) ہو تو پورا ثواب ملے گا بشرطیکہ وہ صحت اور جوانی

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

میں کھڑا ہو کر پڑھتا رہا ہو البتہ فرض نماز عذر کے بغیر بیٹھ کر نہیں پڑھی جاسکتی۔ عذر کے ساتھ بیٹھ کر جائز ہے۔
ثواب بھی پورا ہوگا۔ ⑤ روزے کی حالت میں جماع منع ہے۔ مطلق شہوت اور بوسہ وغیرہ (جماع و انزال کے بغیر) روزے کے منافی نہیں۔ اس سے ثواب میں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا الا یہ کہ ان سے جماع کا خطرہ ہو یا انزال کا پھر منع ہیں اسی لیے نبی ﷺ نے ایک نوجوان کو بوسے کی اجازت نہیں دی تھی اور ایک بوڑھے کو اجازت دے دی تھی کیونکہ اس سے جماع کا خطرہ نہیں تھا بخلاف نوجوان کے۔

۱۶۵۴۔ أَخْبَرَنَا سَلِيمَانُ بْنُ سَلَمٍ
الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا
يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ
أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ جَالِسًا إِلَّا
الْمَكْتُوبَةَ.

خَالَفَهُ شُعْبَةُ وَسَفْيَانُ وَقَالَا عَنْ أَبِي
إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.
شعبہ اور سفیان نے یونس کی مخالفت کی ہے انھوں
نے یہ روایت عن أبي إسحاق عن أبي سلمة عن
أم سلمة کی سند سے بیان کی ہے۔

☀ فائدہ: عمر بن ابی زائدہ اور یونس نے ابواسحاق کا استاد اسود تھا جبکہ شعبہ اور سفیان نے ابواسحاق کا استاد
ابوسلمہ بتایا ہے البتہ یہ روایت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی کی بتائی ہوئی ہے۔

۱۶۵۵۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ:
حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ
قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
قَالَتْ: مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى كَانَ
مِنْ أَكْثَرِ صَلَاتِهِ قَاعِدًا إِلَّا الْفَرِيضَةَ، وَكَانَ

۱۶۵۴۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۹۷ من حديث يونس بن أبي إسحاق به مختصراً، وهو في الكبرى،
ح: ۱۳۵۸، وانظر الحديث الآتي.

۱۶۵۵۔ [استادہ صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلاة، باب في صلاة النافلة قاعداً، ح: ۱۲۲۵، ۲۳۳۷، ۲۳۵۵.

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النهار..... قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل
أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَيْهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات کے قریب فرض نماز کے علاوہ باقی نماز اکثر بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ اور آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر بھیگی کی جائے اگرچہ وہ کم ہو۔ عثمان بن ابوسلیمان نے ان کی مخالفت کی ہے انہوں نے یہ روایت عن ابی سلمة عن عائشة کی سند سے بیان کی ہے۔

۱۶۵۶۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى كَانَ أَكْثَرُ صَلَوَتِهِ قَاعًا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ وَكَانَ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّ خَالَفَهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ فَرَوَاهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

عثمان بن ابوسلیمان سے مروی ہے کہ ابوسلمہ نے ان سے کہا کہ عائشہؓ نے ان سے بیان فرمایا کہ وفات سے پہلے نبی ﷺ اپنی اکثر نمازوں کو بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

۱۶۵۷۔ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتَّى كَانَ يُصَلِّي كَثِيرًا مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ.

۲۰- کتاب قیام اللیل وتطوع النہار قیام اللیل اور دیگر سنن ونوافل سے متعلق احکام ومسائل

۱۶۵۸- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ زُرَيْعٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ قَاعِدٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، بَعْدَ مَا حَطَّمَهُ النَّاسُ.

۱۶۵۸- حضرت عبداللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ (نفل) نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں جب لوگوں (کی فکر اور ان کے کاموں کے بوجھ) نے آپ کو بوڑھا کر دیا تھا۔

☀ فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا اس روایت کو بار بار (چھ بار) ذکر کرنے سے مقصود یہ بتانا ہے کہ بعض راویوں نے یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام سے بیان کی ہے اور بعض نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے۔ ہادی النظر میں یہ کسی راوی کی غلطی لگتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ روایت دونوں سے منقول ہو اور مؤرخ الذکر یہی بات ہی درست ہے۔ واللہ اعلم۔ نیچے سند میں بھی اختلاف ہے جو سند کو بغور دیکھنے سے سمجھ میں آ سکتا ہے اور حل بھی ہو سکتا ہے۔

۱۶۵۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فِي سُنْحَتِهِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَقَاتِهِ بَعَامَ فَكَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا يَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيَرْتَلُّهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلُ مِنْ أَطْوَلٍ مِنْهَا.

۱۶۵۹- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی ہیں: میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نفل نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا حتیٰ کہ آپ کی وفات سے ایک سال قبل ایسا ہوا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے، مگر آپ سورت کو اتنا ٹھہر ٹھہر کر سکون سے پڑھتے تھے کہ وہ اپنے سے لمبی سورت سے بھی لمبی بن جاتی تھی۔

(المعجم ۲۰) - بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْقَائِمِ عَلَى صَلَاةِ الْقَاعِدِ (التحفة ۷۰۵)

باب: ۲۰- کھڑے ہو کر (نفل) نماز پڑھنے والے کی بیٹھ کر پڑھنے والے پر فضیلت

۱۶۶۰- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَابْنُ سَعِيدٍ

۱۶۶۰- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۱۶۵۸- أخرجه مسلم، ح: ۷۳۲/۱۱۵ (انظر الحديث السابق) من حديث يزيد بن زريع به.

۱۶۵۹- أخرجه مسلم، ح: ۷۳۳ (انظر الحديث السابقين) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۳۷، والكبرى، ح: ۱۳۷۱.

۱۶۶۰- أخرجه مسلم، ح: ۷۳۵/۱۲۰ ب (انظر الحديث السابق) من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى،

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار
 قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا
 مَنْصُورٌ عَنْ مَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي
 يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: رَأَيْتُ
 النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي جَالِسًا فَقُلْتُ: حَدَّثْتُ
 أَنَّكَ قُلْتَ: إِنَّ صَلَاةَ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ
 مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا،
 قَالَ: أَجَلٌ، وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ.

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل
 کہ میں نے نبی ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا تو میں
 نے کہا: مجھ سے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا
 ہے: ”بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے
 والے سے نصف ثواب ملتا ہے۔“ اب آپ بیٹھ کر نماز
 پڑھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”بات صحیح ہے مگر میں
 تم جیسا نہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”تم میں جیسا نہیں“ یعنی مجھے بیٹھ کر بھی پورا ثواب ہی ملتا ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کی
 خصوصی شان ہے۔ یہ مفہوم بھی مراد ہو سکتا ہے کہ میں عذر کی بنا پر بیٹھ کر پڑھتا ہوں اور نصف ثواب اس کو ہے جو
 بلا عذر بیٹھ کر نوافل پڑھے نیز آپ جوانی میں کھڑے ہو کر ہی نوافل پڑھا کرتے تھے۔ جو شخص جوانی میں ایک نیکی
 کرتا تھا مگر بڑھاپے کی بنا پر اسے نہ کر سکا تو اسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی وجہ سے پورا اجر دیتا ہے۔ ② کھڑے ہو
 کر نماز پڑھنے کی قدرت ہونے کے باوجود نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن یاد رہے ثواب نصف ملے گا۔

(المعجم ۲۱) - فَضْلُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ عَلَى
 صَلَاةِ النَّائِمِ (التحفة ۷۰۶)

باب ۲۱۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی
 لیٹ کر نماز پڑھنے والے پر فضیلت

۱۶۶۱- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ
 سُفْيَانَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ
 قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الَّذِي يُصَلِّي
 قَاعِدًا قَالَ: «مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ
 وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ،
 وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ».

۱۶۶۱۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے
 ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھنے
 والے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”جو کھڑا
 ہو کر نفل نماز پڑھے تو وہ افضل (زیادہ ثواب والا) ہے
 اور جو بیٹھ کر پڑھے اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے
 سے نصف ثواب ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے اسے بیٹھ
 کر پڑھنے والے سے بھی نصف ثواب ملے گا۔“

🌞 فائدہ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نفل نماز بیٹھ کر اور لیٹ کر بلا عذر پڑھی جاسکتی ہے۔ لیکن جو بیٹھ کر
 پڑھے اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ثواب ملے گا اور جو لیٹ کر پڑھے اسے بیٹھ کر پڑھنے والے

۲۰- کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل سے بھی نصف ثواب ملے گا تاہم عذر کی بنا پر پورا ثواب ملے گا۔

(المعجم ۲۲) - بَابُ: كَيْفَ صَلَاةُ الْقَاعِدِ
(التحفة ۷۰۷)

۱۶۶۲- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ حَفْصِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي مُتَرَبِّعًا.

۱۶۶۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے فرماتی ہیں: میں نے نبی ﷺ کو چار زانو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ غَيْرَ أَبِي دَاوُدَ وَهُوَ ثِقَةٌ وَلَا أَحْسِبُ هَذَا الْحَدِيثَ إِلَّا خَطَأً، وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کو ابو داود (حفزی) (مشہور محدث نہیں) کے علاوہ کسی اور نے بیان کیا ہے۔ وہ اگرچہ ثقہ راوی ہے مگر میں سمجھتا ہوں یہ حدیث خطا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

🌞 فوائد و مسائل: ① امام نسائی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ حدیث کو ابو داود حفزی کی غلطی قرار دیا ہے لیکن ثقہ راوی کو صرف گمان کی بنیاد پر خطا کا قرار نہیں دیا جاسکتا جیسا کہ شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے نیز حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے بھی امام نسائی کے کلام کو محل نظر سمجھا ہے اور اسے ابو داود حفزی کی خطا نہیں کہا۔ غرض یہ حدیث صحیح ہے اور عذر پر محمول ہوگی جیسا کہ محقق کتاب نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر اسے صحیح سمجھا جائے تو یہ عذر پر محمول ہوگی۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (أصل صفة صلاة النبي: ۱۰۶/۱) وذخيرة العقبي شرح سنن النسائي: ۵/۱۸-۷) ② کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھی جائے؟ اس مسئلے میں اختلاف ہے اگرچہ جواز میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس طرح چاہے بیٹھ جائے مگر افضلیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ امام مالکؒ امام احمدؒ اور ایک قول کے مطابق شافعیؒ رضی اللہ عنہ بھی چار زانو بیٹھ کر نماز پڑھنے کو

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار
قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل
افضل سمجھتے ہیں کیونکہ اس میں سہولت ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ جس طرح دو جہدوں کے
درمیان بیٹھا جاتا ہے اسی طرح بیٹھا جائے کیونکہ نماز میں اس طرح بیٹھنا قطعاً صحیح ہے اور قوتر سے منقول ہے۔
بعض سے نَوْرُک بھی منقول ہے۔ مزید دیکھیے: (أصل صفة صلاة النبي للآلباني: ۱/۱۰۷)

(المعجم ۲۳)۔ - بَابُ: كَيْفَ الْقِرَاءَةُ
بِاللَّيْلِ (التحفة ۷۰۸)
باب: ۲۳۔ رات کی نماز میں قراءت
کیسے کی جائے؟

۱۶۶۳۔ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ أَيْجَهَرُ أَمْ يُسِرُّ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا أَسَرَ.
۱۶۶۳۔ حضرت عبداللہ بن ابی قیس سے منقول ہے فرماتے ہیں: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رات کی نفل نماز میں رسول اللہ ﷺ کی قراءت کیسے ہوتی تھی؟ بلند آواز سے یا آہستہ؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ دونوں طرح قراءت فرمایا کرتے تھے، کبھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ۔

(المعجم ۲۴)۔ - فَضَّلُ السِّرَّ عَلَى الْجَهْرِ
(التحفة ۷۰۹)
باب: ۲۴۔ (رات کی نفل نماز میں) آہستہ
پڑھنے والے کی اونچا پڑھنے والے

پر فضیلت

۱۶۶۴۔ أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ بَكَّارٍ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ سَمِيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدٌ - يَعْنِي ابْنَ
۱۶۶۴۔ حضرت عقیقہ بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے شاگردوں کو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہے

۱۶۶۳۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الوتر، باب في وقت الوتر، ح: ۱۴۳۷، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في القراءة بالليل، ح: ۴۴۹ من حديث معاوية بن صالح به، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۷۳، وقال الترمذي "حسن صحيح غريب"، وأصله في صحيح مسلم، الطهارة، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۲۶/۳۰۷.

۱۶۶۴۔ [حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب رفع الصوت بالقراءة في صلاة الليل، ح: ۱۳۳۳، والترمذي، فضائل القرآن، باب [من قرأ القرآن فليساأ الله به، ...]، ح: ۲۹۱۹ من حديث كثر به، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۷۴، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۷۹۱، ۶۵۸، وللحديث شواهد كثيرة،

۲۰- کتاب قیام اللیل وتطوع النهار - قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

وَأَقِيدَ - عَنْ كَثِيرِ بْنِ مَرَّةٍ أَنَّ عَقْبَةَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الَّذِي يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ كَالَّذِي يَجْهَرُ بِالصَّدَقَةِ وَالَّذِي يُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالَّذِي يُسِرُّ بِالصَّدَقَةِ».

🌞 فائدہ: ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید آہستہ پڑھنا افضل ہے کیونکہ چپا کر صدقہ کرنا قطعاً افضل ہے۔ ﴿وَأَنْ تَخْفُوها وَتُؤْتُوها الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (البقرہ ۲۷۱:۲) مگر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تہجد میں آہستہ قراءت کرتے ہوئے دیکھا تو حکم دیا تھا کہ ”کچھ اونچا پڑھا کرو۔“ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت اونچا پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا تھا: ”کچھ آہستہ پڑھا کرو۔“ نیز اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو نماز میں قراءت کے متعلق فرمایا: ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ (بنی اسرائیل ۱۰۷) ”اپنی نماز کی قراءت نہ تو بہت (بلند) آواز سے کریں اور نہ بالکل آہستہ بلکہ ان دونوں کے مابین کی راہ اختیار کریں۔“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درمیانی آواز سے پڑھنا افضل ہے اور یہی بات درست ہے۔ باب والی حدیث میں بلند آواز سے مراد بہت زیادہ بلند آواز ہوگی جس میں ریاکاری کا بھی احتمال ہے اور وہ دوسرے نمازیوں کو آرام کرنے والوں اور مریضوں کے لیے بھی تکلیف و تشویش کا باعث ہوگی یا جب جہر میں ریا کا خطرہ ہو تو اس وقت آہستہ افضل ہے۔

(المعجم ۲۵) - بَابُ تَسْوِيَةِ الْقِيَامِ وَالرُّكُوعِ وَالْقِيَامِ بَعْدَ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَالْجُلُوسِ بَيْنَ السُّجُودَيْنِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ (التحفة ۷۱۰)

۱۶۶۵- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ الْمُسْتَوْدِ بْنِ الْأَخْثَفِ، عَنْ صَلَةَ بْنِ زُفَرٍ، عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً ۱۶۶۵- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ (رات کی نفل) نماز پڑھی۔ آپ نے سورہ بقرہ شروع کی۔ میں نے سوچا کہ آپ سو آیتیں پڑھ کر رکوع فرمائیں گے لیکن آپ آگے بڑھ گئے۔ میں نے سوچا کہ آپ دو سو آیتیں پڑھ کر

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

فَأَفْتَحَ الْبُقْعَةَ فَقُلْتُ: يَزْكُ عِنْدَ الْمَاءَةِ
فَمَضَى، فَقُلْتُ: يَزْكُ عِنْدَ الْمَائَتَيْنِ
فَمَضَى، فَقُلْتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رُكْعَةٍ
فَمَضَى، فَأَفْتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَحَ آلَ
عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ
فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا
مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَقَالَ: سُبْحَانَ
رَبِّيَ الْعَظِيمِ، فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ
ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ
فَكَانَ قِيَامُهُ قَرِيبًا مِنْ رُكُوعِهِ ثُمَّ سَجَدَ
فَجَعَلَ يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى فَكَانَ
سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ رُكُوعِهِ.

رکوع فرمائیں گے لیکن آپ آگے گزر گئے۔ میں نے
سوچا پوری سورت ایک رکعت میں پڑھیں گے لیکن
آپ پڑھتے گئے اور سورۃ نساء شروع کر دی اور پوری
پڑھ ڈالی پھر آل عمران شروع کر دی اور ختم کر ڈالی۔
پڑھتے بھی پھر پھر کرتے۔ جب کسی ایسی آیت پر آتے
جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو تسبیح پڑھتے اور جب کوئی
سوال والی آیت پڑھتے تو رک کر اللہ تعالیٰ سے وہ چیز
مانگتے اور جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں پناہ والی
چیز کا ذکر ہوتا تو اس چیز سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب
کرتے پھر رکوع فرمایا اور [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ]
پڑھتے رہے۔ آپ کا رکوع تقریباً آپ کے قیام کے
برابر تھا پھر سر اٹھایا اور کہا: [سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ]
آپ کا یہ قومیہ بھی تقریباً رکوع کے برابر تھا پھر سجدہ فرمایا
اور [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] پڑھتے رہے تو آپ کا
سجدہ آپ کے رکوع کے قریب تھا۔

۱۶۶۶۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَوْزِي
ثِقَةً قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيْبِ عَنْ
عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ
الْأَنْصَارِيِّ عَنْ حُذَيْفَةَ: أَنَّهُ صَلَّى مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَرَكَعَ فَقَالَ فِي
رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، مِثْلَ مَا كَانَ
قَائِمًا، ثُمَّ جَلَسَ يَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ

۱۶۶۶۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں
نے رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
(تہجد کی) نماز پڑھی۔ آپ نے رکوع فرمایا اور رکوع
میں اتنی دیر [سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ] پڑھتے رہے جتنی
دیر قیام فرمایا تھا پھر (سجدے کے بعد) بیٹھے اتنی دیر
[رَبِّ اغْفِرْ لِي! رَبِّ اغْفِرْ لِي!] ”اے میرے رب!
مجھے معاف فرما۔ اے میرے رب! مجھے معاف فرما۔“
کہتے رہے، جتنی دیر قیام فرمایا تھا پھر سجدہ فرمایا تو اتنی دیر

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النہار ————— قیام اللیل اور دیگر سنن ووافل سے متعلق احکام ومسائل

اغْفِرْ لِي، مِثْلَ مَا كَانَ قَائِمًا، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى، مِثْلَ مَا كَانَ قَائِمًا، فَمَا صَلَّيْ إِلَّا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ حَتَّى جَاءَ بِلَالٌ إِلَى الْعِدَاةِ.

[سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى] کہتے رہے، جتنی دیر کھڑے رہے تھے۔ اس طرح آپ نے صرف چار رکعات پڑھیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کی اطلاع دینے آ گئے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدِي مُرْسَلٌ وَطَلْحَةُ بْنُ يَزِيدَ لَا أَعْلَمُهُ سَمِعَ مِنْ حَدِيثَةِ شَيْتَا وَغَيْرِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ حَدِيثَةٍ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک مُرْسَل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ طلحہ بن یزید نے حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت سنی ہو۔ علاء بن مسیب کے علاوہ دوسرے راویوں نے طلحہ اور حضرت حدیفہ کے درمیان ایک آدمی کا واسطہ ذکر کیا ہے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① یہاں مُرْسَل سے منقطع مراد ہے۔ اصطلاحی معنی مرافضیں۔ علم حدیث میں مرسل کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ تابعی براہ راست رسول اللہ ﷺ کا قول و فعل بیان کرے۔ مذکورہ روایت میں تو وہ براہ راست بیان نہیں کر رہے بلکہ صحابی کا ذکر موجود ہے۔ ② معلوم ہوا نماز میں دورانِ قراءت دعا و استغفار وغیرہ کیا جاسکتا ہے بلکہ کرنا چاہیے نہ کہ خالی قراءت کرتا رہے۔ جس طرح سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرنا مستحب ہے ایسے ہی موقع محل کے لحاظ سے تسبیح دعا اور تعویذ بھی ہونا چاہیے نیز ایک ہی آیت یا تسبیح یا دعا کو نماز میں بار بار دہرایا جاسکتا ہے۔ اس کے لیے کسی خصوصی نقل کی ضرورت نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے ایک رات قیام میں صرف ایک آیت ﴿إِنْ تَعَذَّبْتُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ.....﴾ پراکتفا کیا اور اسے ہی بار بار دہراتے رہے۔

(المعجم ۲۶) - بَابُ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ باب: ۲۶- رات کی نماز کس طرح

پڑھی جائے؟

(التحفة ۷۱۱)

۱۶۶۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ

۱۶۶۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی

۱۶۶۷- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء أن صلاة الليل والنهار مثنى مثنى، ح: ۵۹۷، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في صلاة الليل والنهار مثنى مثنى، ح: ۱۳۲۲ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ۴۷۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۰۱، وابن حبان، ح: ۶۳۶، والبخاري، والبيهقي وغيرهم، وله شاهد قوي

قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا الْأَزْدِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِثْنِي مِثْنِي» .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا الْحَدِيثُ
عِنْدِي خَطَأٌ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا عندیہ خطا کے ساتھ لفظ ”دن“ کی طرف اشارہ ہے۔ کثیر روایات میں صرف رات کی نماز کا ذکر ہے نیز بعض علماء کے نزدیک ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صرف ایک شاگرد ”دن اور رات“ دونوں کا ذکر کرتا ہے جس کا نام علی الاذری ہے اور یہ یقینہ ہے اس لیے یہ کہنا کہ دن کی نماز بھی دو رکعت پڑھنا افضل اور مستحب ہے درست نہیں لیکن اکثر محققین کے نزدیک روایت میں مذکور ”دن“ کا اضافہ بھی صحیح ہے کیونکہ حدیث کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دیگر طرق بھی منقول ہیں جن میں مذکورہ اضافے کا ذکر ملتا ہے نیز کچھ شواہد سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اس لیے یہ حدیث لفظ [النہار] کے اضافے کے ساتھ صحیح ہے اسے امام بخاری احمد ابن زبیر ابن حبان ترمذی اور علامہ خطابی رحمہم نے صحیح قرار دیا ہے اس لیے امام نسائی رحمہ اللہ کا لفظ نہار کو خطا کہنا کل نظر ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (صحیح سنن ابی داود (مفصل) للألبانی، رقم الحدیث: ۱۱۷۲، وجامع الترمذی بتحقیق الشیخ أحمد شاکر: ۳۹۲/۲، حدیث: ۵۹۷) بتاریخ معلوم ہوا کہ دن کے وقت بھی نفل نماز دو دو رکعت پڑھنا افضل ہے اگرچہ اکٹھی چار پڑھنا بھی جائز ہے۔ یا ان سنن اور نوافل کو چار پڑھنا افضل اور مستحب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے دن کے وقت چار پڑھے ہیں بانی کو دو دو رکعت کے یا اکٹھے چار پڑھنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۱۸/۱۲-۱۳)

۱۶۶۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَتَّوْرٍ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ: ۱۶۶۸- حضرت طاووس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کا طریقہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”دو دو کر کے پڑھتے جاؤ۔ جب تجھے صبح کا خطرہ ہو تو ایک

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

«مُثْنِي مُثْنِي فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَوَاحِدَةً». رکعت پڑھ لو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ مشہور روایت ہے جس میں صرف رات کی نماز کا ذکر ہے۔ ② ”دو دو کر کے“ مگر اس طرح واجب نہیں افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اکٹھے تین یا اکٹھے پانچ یا اکٹھے سات اور اکٹھے نو وتر (قیام اللیل) کا بھی ذکر ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۴۳۷، ۴۳۶) ③ ”ایک رکعت پڑھ لو“، گویا ایک رکعت الگ پڑھی جاسکتی ہے۔ (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۴۵۲) اور اسے معمول بنایا جاسکتا ہے لیکن تنوع افضل ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کا اکثر و بیشتر معمول گیارہ رکعت ہی تھا۔ اگر تو کم ہو تو کم بھی پڑھے جاسکتے ہیں کیونکہ کم پڑھنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

۱۶۶۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ صَدَقَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خِفَتِ الصُّبْحُ فَأَوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ».

۱۶۶۹- حضرت سالم اپنے والد (ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تجھے صبح کے طلوع ہونے کا خطرہ ہو تو (صبح طلوع ہونے سے پہلے) ایک رکعت پڑھ لے۔“

۱۶۷۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْبِدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمَنْبَرِ يُسْأَلُ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ: «مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَفَتْ الصُّبْحُ فَأَوْزِرْ بِرُجْعَةٍ».

۱۶۷۱- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: ۱۶۷۱- حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت

١٦٦٩- أخرجه البخاري، ح: ١١٣٧، ومسلم، ح: ١٤٦/٧٤٩ من حديث الزهري به (انظر الحديث الآتي، ح: ١٦٧٣)، وهو في الكبير، ح: ٤٧٣.

١٦٧٠- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ما جاء في صلاة الليل ركعتين، ح: ١٣٢٠ من حديث
سفيان بن عسّة به، وللحديث شاهد كثير جدًا.

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار ————— قیام اللیل اور دیگر سنن و نوافل سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبِيدِ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُمْ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ قَالَ: «مَثْنَى مَثْنَى فَإِنْ خَشِيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ فَلْيُؤْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ہم کو بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”دودو کر کے پڑھی جائے۔ جب کسی کو صبح کے طلوع ہونے کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔“

۱۶۷۲۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۶۷۲۔ حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دودو رکعت ہے۔ جب تجھے صبح کا خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔“

۱۶۷۳۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۶۷۳۔ حضرت سالم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: رات کی نماز کیسے پڑھی جائے؟ تو آپ نے فرمایا: ”رات کی نماز دودو رکعت پڑھی جائے۔ جب تجھے صبح کے طلوع کا قرب محسوس ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔“

۱۶۷۴۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: ۱۶۷۴۔ حضرت حمید بن عبد الرحمن بیان کرتے

۱۶۷۲۔ أخرجه البخاري، الصلاة، باب الحلق والجلوس في المسجد، ح: ۴۷۲، ۹۹۰، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى، ح: ۷۵۱/۱۵۰ من حديث نافع به، وأخرجه الترمذي، ح: ۴۳۷ عن قتبية به، وقال: "حسن صحيح".

۱۶۷۳۔ أخرجه البخاري، التهجد، باب: كيف صلاة النبي ﷺ؟، الخ، ح: ۱۱۳۷ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، ح: ۷۴۹/۱۴۶ (انظر الحديث السابق) من حديث الزهري به.

۱۶۷۴۔ أخرجه مسلم، ح: ۷۴۹/۱۴۶ من حديث الزهري به (انظر الحديث الآتي)، وهو في الكبرى،

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار وتروں سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

ہیں کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تجھے صبح طلوع ہونے کا خطرہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔“

۱۶۷۵۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَاهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَفَتِ الصُّبْحُ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ».

۱۶۷۵۔ حضرت سالم اور حمید دونوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ ایک آدمی نے اٹھ کر کہا: اے اللہ کے رسول! رات کی نماز (پڑھنے کا طریقہ) کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت کے پڑھو۔ جب صبح کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔“

🌞 قاعدہ: اتنی کثیر سندوں سے اس مشہور حدیث کے ہوتے ہوئے احناف کا آخر میں ایک رکعت پڑھنے کو جائز نہ سمجھنا یا بلا دلیل منسوخ کہنا دلائل سے انحراف کے مترادف ہے جبکہ اس کے علاوہ بھی کئی روایات میں خود رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل یہی بیان کیا گیا ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے ہاں! ایک سلام کے ساتھ درمیان میں تشہد کیے بغیر تین اکٹھے پڑھنا بھی جائز ہے خصوصاً جب وہ عشاء کی نماز کے فوراً بعد ہوں تو بہتر ہے کہ تین اکٹھے پڑھے جائیں البتہ تراویح یا تہجد میں ایک رکعت کو الگ پڑھا جائے، نبی ﷺ کا عمومی عمل یہی تھا نیز دونوں قسم کی روایات میں تطبیق کی یہ بھی ایک صورت ہے۔

باب: ۲۷۔ نماز وتر کا حکم دیا گیا ہے

(المعجم ۲۷) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْوَتْرِ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار - وتروں سے متعلق احکام ومسائل

۱۶۷۶- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمٍ - وَهُوَ ابْنُ ضَمْرَةَ - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا أَهْلَ الْفُرَّانِ! أَوْتِرُوا، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَتَرَّ يُحِبُّ الْوِتْرَ».

۱۶۷۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز وتر پڑھی پھر آپ نے فرمایا: ”اے اللہ کے رسول! اور تر پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر (اکیلا) ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے اور ہمیں رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۴/۳۱۳ و صحیح سنن أبي داود (مفصل) للألبانی: ۵/۱۵۹، رقم الحديث: ۱۲۴۳ و ذخیرة العقبی شرح سنن النسائي: ۱۸/۳۸-۳۳) و تسرع ربی میں طاق عدد کو کہتے ہیں جو دو پر تقسیم نہ ہو۔ اصطلاح میں رات کی نماز کو کہا جاتا ہے کیونکہ اس کے بارے میں حکم ہے کہ اسے مجموعی طور پر طاق عدد میں پڑھا جائے۔ تین یا پانچ یا سات یا نو یا گیارہ۔ ② رات کی نماز فرض نہیں بلکہ نفل ہے اس لیے وتر فرض ہے نہ واجب بلکہ نفل مؤکد ہے نیز رسول اللہ ﷺ سواری پر بھی وتر پڑھ لیا کرتے تھے جبکہ فرض یا واجبات کی ادائیگی کے لیے نیچے اتر جاتے اس سے بھی معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں۔ باقی رہا حکم تو حکم ہر جگہ وجوب کے لیے نہیں ہوتا۔ بعض جگہ تاکید یا استحباب کے لیے بھی ہوتا ہے بلکہ جواز کے لیے بھی آ جاتا ہے مثلاً: ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ (المائدة: ۳۰) ”جب تم احرام کھول لو تو شکار کرو۔“ یعنی شکار کر سکتے ہو کیونکہ کسی فقیہ اور محدث کے نزدیک بھی احرام کے بعد شکار کرنا ضروری بلکہ مستحب بھی نہیں نیز اسی حدیث کے آخری الفاظ ”پسند فرماتا ہے“ بھی وتر کے استحباب و تاکید پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ ③ ”اے قرآن والو!“ مراد مسلمان ہیں کہ ان کی کتاب قرآن ہے۔ یا قرآن کے حفاظ مراد ہیں یعنی حفاظ کو رات کی نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ یہ حفظ قرآن کا حق ہے ورنہ حفظ کا اور کیا فائدہ ہے؟ نیز اس طرح حفظ قائم رہے گا ورنہ بھول جانے کا غدشہ ہے۔ اس صورت میں وتر سے مراد نماز تہجد ہوگی جو تعداد میں زیادہ اور قراءت میں طویل ہوتی ہے اور یہ حفاظ کے لائق ہے۔ باقی رہے کم از کم وتر وہ سب مسلمانوں کے لیے مؤکد

۱۶۷۶- [استادہ ضعیف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء أن الوتر ليس بحتم، ح: ۴۵۳، وابن ماجه،

ح: ۱۱۶۹ من حديث أبي بكر بن عباس، وأبو داود، الصلاة، باب استحباب الوتر، ح: ۱۴۱۶ من طريق آخر عن أبي

إسحاق السبيلي، به، وقال الترمذي: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ۱۳۸۴، وللحديث شواهد، انظر الحديث

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النهار۔

ہیں۔ ان کی تعداد تین یا ایک ہے۔ ⑤ ”اللہ تعالیٰ وتر (ایک) ہے“ یعنی یکتا ہے جس میں کسی بھی لحاظ سے تجزی، دوئی یا شرکت نہیں نہ وہ قابل تقسیم ہے اس لیے رات کی نماز کو زیادہ محبوب رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی تو دوئی کو قبول نہیں کرتی۔ ⑥ اللہ تعالیٰ کی محبت کو بعض لوگوں نے ثواب کے معنی میں لیا ہے مگر اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں۔ محبت اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات انسانوں یا کسی بھی مخلوق کی صفات جیسی نہیں کہ ان کے مشابہ قرار دیا جاسکے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرح بے مثال ہیں۔ ⑦ وتر پڑھنے والے سے اللہ تعالیٰ خصوصی محبت فرماتا ہے۔

۱۶۷۷۔ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ
ابْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ،
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ،
عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَلُوْتُرُ لَيْسَ
بِحَتْمٍ كَهَيْئَةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلَكِنَّهُ سُنَّةٌ سَنَّاهَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

🌞 فائدہ: چونکہ وتر رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے جسے آپ نے کبھی ترک نہیں کیا لہذا اسے بلا عذر ترک کرنا درست نہیں۔

(المعجم ۲۸) - بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْوُتْرِ
قَبْلَ النَّوْمِ (التحفة ۷۱۳)

۱۶۷۸۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلَمٍ
وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ
النَّضْرِ بْنِ شَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
أَبِي شَيْمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي
۱۶۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ
میرے ولی محبوب رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین باتوں کی
نصیحت تاکید کے ساتھ کی ہے: میں وتر پڑھ کر سوؤں
ہر مہینے میں تین روزے رکھوں اور فجر (یا ضحیٰ) کی دو

۱۶۷۷۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۰۷/۱ بإسناد صحيح عن أبي إسحاق: سمعت عاصم بن ضمرة به الخ، وهو في الكبرى، ج: ۱۳۸۵.

۱۶۷۸۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى... الخ، ج: ۲۲۱ من حديث شعبة، والبخاري، التهجيد، باب صلاة الضحى في الحضر، ج: ۱۱۷۸ من حديث أبي عثمان النهدي عبد الرحمن بن مل

هُرَيْرَةُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: رَكَعَتَوْنِ كِي پابندی کروں۔
الْتَّوْمُ عَلَى وَرْثٍ، وَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَثَامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتَيِ الْفَجْرِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① خلیلی، خلیل وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ دلی لگاؤ اور محبت سب سے بڑھ کر ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کس سے محبت ہو سکتی ہے؟ لہذا مراد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خلیل نہیں بنایا مگر اللہ کے رسول کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خلیل بنا سکتے ہیں۔ ② ”وتر پڑھ کر“ کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ طالب علم تھے۔ طالب علموں کی، شغل علم وغیرہ کی بنا پر صبح جلدی آنکھ نہیں کھلتی، لہذا وہ وتر پڑھ کر سوئیں تاکہ وتر ضائع نہ ہو جائیں، البتہ جو شخص تہجد کا عادی ہے اور اسے فجر سے قبل جاگنے میں کوئی دقت نہیں اس کے لیے وتر آخرات ہی میں مناسب ہیں۔

۱۶۷۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا عَنْ عَبَّاسِ الْجَرِيرِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا عُمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ : أَلَوْنِ أَوَّلَ اللَّيْلِ ، وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ، وَصَوْمَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

باب: ۲۹- نبی ﷺ نے ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے

۱۶۸۰- أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ
مِلَازِمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
۱۶۸۰- حضرت قیس بن طلق سے روایت ہے کہ
میرے والد محترم حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ رمضان المبارک

١٦٧٩- أخرجه مسلم، ح: ٧٢١ (انظر الحديث السابق) عن محمد بن بشار، والبخاري، ح: ١١٧٨ من حديث
شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٨٧.

١٦٨٠- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء لا وتران في ليلة، ح: ٤٧٠ عن هناد به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ١٣٨٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ١١٠١، وابن حبان، ح: ٦٧١،

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

وتروں سے متعلق احکام ومسائل

میں ایک دن ہم سے ملنے کے لیے تشریف لائے۔ انھیں شام ہوگئی۔ اس رات انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی اور وتر پڑھائے، پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، حتیٰ کہ جب وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو اپنی جگہ آگے کیا اور فرمایا: تم انھیں وتر پڑھا دو (کیونکہ میں پڑھ چکا ہوں)۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ایک رات میں دو دفعہ وتر نہیں پڑھ سکتے۔

بَذَرَ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ قَالَ: زَارَنَا أَبِي طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَأَمْسَى بِنَا وَقَامَ بِنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَأَوْتَرَ بِنَا ثُمَّ ابْتَحَدَرَ إِلَى مَسْجِدٍ فَصَلَّى بِأَصْحَابِهِ حَتَّى بَقِيَ الْوُتْرُ ثُمَّ قَدَّمَ رَجُلًا فَقَالَ [لَهُ] أَوْزِرْ بِهِمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا وَتْرَانِي فِي لَيْلَةٍ».

فائدہ: جمہور اہل علم کے نزدیک یہی بات صحیح ہے کہ اگر شروع رات میں وتر پڑھ چکا ہو اور دوبارہ موقع مل جائے تو دو رکعت پڑھتا رہے، دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں البتہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حسن سند کے ساتھ منقول ہے کہ اس صورت میں تہجد شروع کرنے سے پہلے ایک رکعت پڑھ کر رات کی طاق نماز کو جفت کر لے، پھر آخر میں ایک رکعت پڑھ لے۔ اس طرح نماز مجموعی طور پر طاق بن جائے گی اور وتر بھی آخر میں ہو جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا عمل اسی طرح تھا۔ دیکھیے: (مسند احمد: ۱۳۵/۲) یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے اور ذاتی عمل ہے لیکن اس طرح باب کی حدیث میں ذکر کردہ طریقے سے وتر درمیان میں آ جائے گا جبکہ آپ نے وتر رات کی نماز کے آخر میں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ جمہور نے یہ جواب دیا ہے کہ وتر آخر میں پڑھنا مستحب ہے، واجب نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے وتر کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے نیز اول رات تو وتر آخر میں پڑھا گیا تھا اگر صبح کے وقت پڑھا جاتا تو آخر میں پڑھا جاتا۔ جمہور اہل علم کی بات زیادہ قوی ہے ورنہ وتر تین دفعہ پڑھا جائے گا اور آپ نے تو دو دفعہ وتر پڑھنے سے بھی روکا ہے، تین دفعہ کیسے جائز ہوگا؟ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۳۹۸/۱-۳۲)

باب: ۳۰۔ وتر نماز کا وقت

(المعجم ۳۰) - وَتَرُ الْوُتْرِ (التحفة ۷۱۵)

۱۶۸۱۔ حضرت اسود بن یزید سے منقول ہے کہ میں

۱۶۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ:

نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی (رات

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي

إِشْحَاقُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ : كَانَ يَتِمُّ أَوَّلَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ فَإِذَا كَانَ مِنَ السَّحَرِ أَوْتَرَ ثُمَّ أَتَى فِرَاشَهُ فَإِذَا كَانَ لَهُ حَاجَةٌ أَلَّمَ بِأَهْلِيهِ فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَتَبَّ فَإِنْ كَانَ مُجْتَبِئًا أَفَاضَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ وَإِلَّا تَوَضَّأَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ .

۱۶۸۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ وَأَوْسَطِهِ وَانْتَهَى وَنَزَّهُ إِلَى السَّحَرِ.

۱۶۸۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ بِاللَّيْلِ وَتَرَا فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِذَلِكَ.

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوا کہ وتر عشاء کی نماز کے بعد طلوع فجر تک پڑھے جاسکتے ہیں البتہ جسے تراویح و تہجد پڑھنی ہو تو وتر کو انی نفل نماز کے آخر میں پڑھے، ابتدا اور میان میں نہ پڑھے۔ واللہ اعلم۔

١٦٨٢- أخرجه مسلم، ح: ١٣٧/٧٤٥ من حديث سفيان الثوري، والبخاري، الوتر، باب ساعات الوتر، ح: ٩٩٦ من حديث مسروق به، وهو في الكبير، ح: ١٣٩٠.

١٦٨٣- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل مثنى مثنى... الخ، ح: ٧٥١ عن قتيبة، والبخاري، أبو البر، باب: ليجمع آخر صلاته وتراً، ح: ٩٩٨ عن حديث نافع به، وهو في الكبرى، ح: ١٣٩١. * والليث هو ابن

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

باب: ۳۱۔ صبح طلوع ہونے سے

پہلے پہلے وتر پڑھ لیے جائیں

(المعجم ۳۱) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْوُتْرِ قَبْلَ

الصُّبْحِ (التحفة ۷۱۶)

۱۶۸۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ سے وتر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”صبح سے پہلے وتر پڑھ لو۔“

۱۶۸۴ - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ، وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، وَهُوَ ابْنُ سَلَامٍ عَنْ أَبِي يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو نَضْرَةَ الْعَوَاقِي أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِي يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْوُتْرِ فَقَالَ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ الصُّبْحِ».

۱۶۸۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”فجر طلوع ہونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کرو۔“

۱۶۸۵ - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرْسْتٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ الْقَنَادُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ - عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَوْتِرُوا قَبْلَ الْفَجْرِ».

باب: ۳۲۔ صبح کی اذان کے بعد وتر پڑھنا

(المعجم ۳۲) - الْوُتْرُ بَعْدَ الْأَذَانِ

(التحفة ۷۱۷)

۱۶۸۶۔ حضرت محمد بن منقر سے مروی ہے کہ میں

حضرت عمرو بن شرحبیل کی مسجد میں تھا نماز کی تکبیر ہو گئی (مگر وہ نہ آئے۔) لوگ ان کا انتظار کرنے لگے پھر وہ آئے تو انھوں نے کہا: میں وتر پڑھ رہا تھا، نیز انھوں نے

۱۶۸۶ - أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَسْجِدِ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلٍ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النہار و تروں سے متعلق احکام و مسائل

فَأَقِمْ الصَّلَاةَ فَجَعَلُوا يَنْتَظِرُونَهُ فَجَاءَ فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أُوتِرُ قَالَ، وَسُئِلَ عَبْدُ اللَّهِ هَلْ بَعْدَ الْأَذَانِ وَتَرٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَبَعْدَ الْإِقَامَةِ، وَحَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى.

کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا صبح کی اذان کے بعد وتر پڑھے جاسکتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں، بلکہ اقامت کے بعد بھی پھر انھوں نے نبی ﷺ کا واقعہ بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز فجر سوتے میں رہ گئی تھی حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا تو آپ نے اس وقت نماز پڑھی۔

 فوائد و مسائل: ① حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ فوت شدہ نماز وقت کے بعد بھی پڑھی جائے گی۔ اسی طرح وترہ جائیں تو وہ بھی پڑھے جائیں گے وقت کوئی بھی ہو۔ یہی بات درست ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دیگر احادیث سے بھی جو وتر سے متعلق ہیں اس کی تائید ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے وتر سے سویا رہ گیا (اور نہ پڑھ سکا) یا اسے بھول گیا تو جب بھی یاد آئے (یا جاگ آئے) پڑھ لے۔“ (مسند ابی داؤد، الوتر، حدیث: ۱۳۳۱) اس سے وتر کے وجوب اور فرضیت پر استدلال نہیں ہو سکے گا کیونکہ جیسے فرائض و واجبات کی ادائیگی ہوتی ہے ایسے ہی نوافل اور ہر مؤکد عمل کی بھی ہو سکتی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی سنتوں کی قضا عصر کے بعد ادا کی۔ صبح کی سنتیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھیں۔ ظاہر ہے ظہر اور فجر کی سنتیں واجب نہیں مؤکد ہی ہیں۔ اسی طرح وتر باوجود واجب نہ ہونے کے اس کی قضا دی جاسکتی ہے۔ ② بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جس کے وترہ جائیں تو وہ سورج نکلنے کے بعد اس کی قضا حضرت کی جگہ میں ۱۰ یعنی ایک وتر کی جگہ دو رکعت، تین وتر کی جگہ چار رکعات پڑھے لیکن ہمارے خیال میں ایسا اس شخص کے لیے ضروری ہوگا جو قیام اللیل (نماز تہجد) کا عادی ہو عام شخص کے لیے و تروں کی قضا وتر ہی کی شکل میں مناسب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۳۳) - بَابُ الْوُتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ باب: ۳۳۔ سواری پر وتر پڑھنا

(التحفة ۷۱۸)

۱۶۸۷- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ.

۱۶۸۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار..... و تروں سے متعلق احکام و مسائل

☀ فائدہ: سواری پر قیام کو رکوع اور سجدہ اصل طریقے پر نہیں ہوتے لہذا فرض نماز سواری پر پڑھنے کی اجازت نہیں۔
الاکہ کوئی شرعی عذر ہو مگر نفل نماز میں وسعت ہے وہ سواری پر پڑھی جاسکتی ہے۔ وتر بھی نفل ہیں لہذا سواری پر پڑھے جاسکتے ہیں۔

۱۶۸۸۔ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى بَعِيرِهِ وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ.

۱۶۸۸۔ حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اونٹ پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے اور وہ بیان فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے کیا کرتے تھے۔

۱۶۸۹۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ.

۱۶۸۹۔ حضرت سعید بن یسار نے کہا کہ مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

☀ فائدہ: احناف و ترکو واجب سمجھتے ہیں لہذا اسے سواری پر پڑھنے کے قائل نہیں مگر یہ صحیح اور صریح احادیث کی کھلی مخالفت ہے۔

(المعجم ۳۴) - بَابُ: كَيْفَ الْوُتْرِ (التحفة ۷۱۹)

باب: ۳۴۔ وتر کتنے ہیں؟

۱۶۹۰۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: نَعَمْ فَرَمَا: "وَرَأَى خُرَاتٍ فِيهِ رَكْعَتٌ هِيَ -"

۱۶۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "وتر آخر خرات میں ایک رکعت ہے۔"

۱۶۸۸۔ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

۱۶۸۹۔ أخرجه البخاري، الوتر، باب الوتر على الدابة، ح: ۹۹۹، ومسلم، صلاة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة... الخ، ح: ۳۶/۷۰۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۱۲۴، والكبرى، ح: ۱۳۹۵.

۱۶۹۰۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل منثني منثني... الخ، ح: ۱۵۳/۷۵۲ من حديث أبي

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي
مِجْلَزٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:
«الْوُزْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

۱۶۹۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَمُحَمَّدٌ قَالَا: حَدَّثَنَا، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا، شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْوُثْرُ رُحْمَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

۱۶۹۲- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَفَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِيَّةِ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ قَالَ: «مَثْنَى مَثْنَى وَالْوُتْرُ رَكْعَةً مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ».

🌞 فوائد ومسائل: ① اصل وتر ایک رکعت ہے مگر اس سے پہلے کچھ نہ کچھ نوافل پڑھنے چاہئیں یہ ایک رکعت ان سب کو وتر (طاق) بنادے گی۔ باب کی پہلی دو روایات منحل ہیں۔ تیسری روایت ان کا مطلب واضح کرتی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھنے سے پہلے کم از کم دو رکعت ضرور پڑھے۔ اگر صرف ایک رکعت ہی پراکتفا کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ صحیح احادیث سے یہ بھی ثابت ہے۔ ② احتاف نے وتر کو تین رکعت ہی مقرر کر لیا ہے۔ نہ کم نہ زیادہ مگر اس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ یہ تعدید صریح روایات کے خلاف ہے پھر ان کے نزدیک چونکہ یہ واجب ہے لہذا تین رکعات ایک ہی سلام سے ہوں گی، حالانکہ صریح روایات ایک رکعت الگ پڑھنے کو جائز بلکہ مستحب قرار دیتی ہیں۔ یہ بحث چھیچھے گزر چکی ہے۔

١٦٩١- أخرجه مسلم، ح: ١٥٤/٧٥٢ عن محمد بن بشار به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى، ح: ١٣٩٧.

١٦٩٢- أخرجه مسلم، ح: ١٤٨/٧٤٩ (انظر الحديثين السابقين) من حديث عبدالله بن شقيق، وأبو داود،

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النہار دتوں سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۳۵) - بَابُ: كَيْفَ الْوُتْرُ بِوَاحِدَةٍ باب: ۳۵- ایک وتر کیسے پڑھا جائے؟

(التحفة ۷۲۰)

۱۶۹۳- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ إِسْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصَرِفَ فَأَرَكْغَ بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ».

۱۶۹۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھو۔ جب تمہارا ارادہ نماز ختم کرنے کا ہو تو ایک رکعت پڑھ لو۔ یہ رکعت تمہاری پڑھی ہوئی پوری نماز کو وتر بنادے گی۔“

۱۶۹۴- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْلَانُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَالْوُتْرُ رَكْعَةً وَاحِدَةً».

۱۶۹۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ اور وتر (آخر میں) ایک رکعت ہے۔“

۱۶۹۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى،

۱۶۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تم میں سے کسی کو صبح کے طلوع ہونے کا خدشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لے۔ یہ اس کی ساری نماز کو وتر بنادے گی۔“

۱۶۹۳- أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ۹۹۳ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى،

خ: ۴۴۴.

۱۶۹۴- [إسناده صحيح] وهو متفق عليه كما تقدم، ح: ۱۶۷۲، وهو في الكبرى، ح: ۴۷۴.

۱۶۹۵- أخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ۹۹۰، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار و تروں سے متعلق احکام ومسائل

فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُؤْتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى .

۱۶۹۶۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ سَلَامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَنَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: «صَلَاةُ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا خِفْتُمُ الصُّبْحَ فَأَوْزِرُوا بِوَاحِدَةٍ» .

۱۶۹۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ جب تم صبح طلوع صبح کا خطرہ ہو تو ایک رکعت وتر پڑھ لو۔“

۱۶۹۷۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُؤْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ .

۱۶۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ ان میں سے ایک رکعت الگ وتر پڑھتے پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

🌞 فائدہ: مذکورہ اور آئندہ آنے والی روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رات کی نماز ہی کو وتر کہا جاتا ہے وہ جتنی بھی ہو۔ جب آخر میں ایک رکعت پڑھی جائے گی تو ساری نماز ہی وتر (طاق) بن چلے گے۔

(المعجم ۳۶) - بَابُ: كَيْفَ الْوُتْرِ بِثَلَاثٍ باب: ۳۶۔ تین وتر کیسے پڑھے جائیں؟

(التحفة ۷۲۱)

۱۶۹۶۔ [صحیح] تقدم، ح: ۱۶۷۰ .

۱۶۹۷۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل... الخ، ح: ۷۳۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱۲۰ / ۱، والكبرى، ح: ۴۴۵، وأخرجه البخاري، الوتر، باب ماجاء في الوتر، ح: ۹۹۴ من حديث الزهري به، بلفظ: "ويرك ركعتين قبل صلاة الفجر، ثم يضطجع على شقه الأيمن

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

۱۶۹۸۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ
وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا
أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ
قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ
الْمَقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ
كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي
رَمَضَانَ؟ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى
عَشْرَةِ رَكَعَةٍ، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ
حُسْنَيْنٍ وَطَوِيلَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا
تَسْأَلُ عَنْ حُسْنَيْنٍ وَطَوِيلَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا
قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَنَامُ
قَبْلَ أَنْ تُؤَيَّرَ؟ قَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنِي
تَنَامُ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي».

۱۶۹۸۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے منقول
ہے انھوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا
کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی (رات کی)
نماز کیسے ہوتی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا: آپ رمضان یا
غیر رمضان میں (عموماً) گیارہ رکعات سے زائد نہیں
پڑھتے تھے۔ چار رکعات پڑھتے ایسی خوب صورت اور
طویل کہ کچھ نہ پوچھ پھر چار پڑھتے ایسی خوب صورت
اور طویل کہ کچھ نہ پوچھ پھر تین رکعات پڑھتے۔ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے
رسول! کیا آپ وتر (تین رکعات) پڑھنے سے پہلے سو
جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اے عائشہ! میری
آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔“

نوائد ومسائل: ① ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعات ایک سلام سے پڑھتے تھے
پھر چار ایک سلام سے پھر تین ایک سلام سے۔ یہ طریقہ بھی درست ہے اسی لیے مصنف رحمہ اللہ نے تین وتر کا
باب باندھا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے نماز تہجد کے متعلق مختلف طریقے منقول ہیں۔ صحیح احادیث کی روشنی
میں ان میں سے کوئی ساطریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ افضل یہ ہے کہ عمل میں تنوع ہو کبھی یہ کبھی وہ اصل
اتباع سنت یہی ہے۔ عموماً رسول اللہ ﷺ سے نماز تہجد گیارہ رکعات، دو دو کر کے اور آخر میں وتر ایک رکعت کی
صورت میں منقول ہے اور یہ طریقہ افضل ہے۔ لیکن کبھی آپ ﷺ نے دو رکعات اکٹھی اور بعد میں دو رکعات
کبھی سات اور کبھی تیرہ رکعات، آٹھ دو دو کر کے اور پانچ وتر اکٹھے بھی پڑھے ہیں لہذا دو دو رکعات والی عام

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار ورتوں سے متعلق احکام ومسائل

روایات کی روشنی میں ان میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ اسی طرح چار چار رکعات نماز تہجد میں بھی کوئی حرج نہیں نہ یہ ممنوع ہیں بلکہ مذکورہ بالا حدیث اس کی مشروعیت کے لیے کافی ہے۔ بعض کا یہ کہنا کہ چار چار سے اکٹھی چار چار مراد نہیں بلکہ دیگر احادیث کی روشنی میں دو دو رکعات ہی مراد ہیں لیکن یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ جب احادیث میں ایک ہی نہیں بلکہ کچھ اور طریقے بھی منقول ہیں تو انہیں تسلیم کرنے سے اس طریقے کو بھی ماننے یا عمل میں لانے میں کون سی چیز مانع ہے؟ نماز تہجد کے متعدد طریقوں کے لیے دیکھیے: (صلاة التراویح، للکلبانی، ص: ۸۶-۹۳) ① ”زائد نہیں پڑھتے تھے۔“ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول گیارہ رکعات ہی تھا۔ گیارہ سے کم بھی پڑھی جاسکتی ہیں کیونکہ کم پڑھنا بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ② ”دل نہیں سوتا“ اور یہ تمام انبیاء و رسل ﷺ کی خصوصیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء ﷺ کے خواب سچے اور وحی ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا دل حالت نیند میں بھی چونکہ بیدار ہوتا تھا اس لیے آپ کو حدیث (بے وضو ہونا) وغیرہ کا پتا چل جاتا تھا۔ گویا نیند صرف خروج ریح کے خطرے کی بنا پر ناقض وضو ہے۔

۱۶۹۹۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيْ الْوُتْرِ.

۱۶۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیلتے تھے۔

☆ فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے شاذ قرار دیا ہے جبکہ علامہ اتیوبی رحمہ اللہ (شارح سنن نسائی) نے امام محمد بن نصر رحمہ اللہ سے درج ذیل مطلب نقل کر کے اس کی تحسین کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیلتے بلکہ سات یا نو رکعات کے بعد سلام پھیلتے تھے کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے یہ طریقہ بھی ثابت ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیلتے تھے، تین رکعات کے بعد پھیلتے تھے، یہ ثابت نہیں بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے۔ شارح نسائی علامہ اتیوبی رحمہ اللہ نے امام محمد بن نصر درازی سے یہ مطلب نقل کر کے اس کی تحسین کی ہے۔ دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ، شرح سنن النسائي: ۶۳/۱۸، و إرواء الغلیل، رقم: ۳۲۱)

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

(المعجم ۳۷) - ذُكِرَ اخْتِلَافُ أَلْفَاظِ
النَّاقِلِينَ لِيَحْبِرَ أَبِي بِنِ كَعْبٍ فِي الْوُثْرِ
(التحفة ۷۲۱) - أ

وتروں سے متعلق احکام ومسائل

باب: ۳۷۔ وتر کے بارے میں حضرت
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں راویوں

کا (لفظی) اختلاف

۱۷۰۰۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے۔ پہلی رکعت
میں سورہ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری میں
﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ
أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔ اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے
تھے پھر جرب فارغ ہوتے تو فراغت کے وقت تین دفعہ
﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ﴾ ”پاک ہے بادشاہ
نہایت“ پڑھتے۔ آخری مرتبہ لمبا کر کے پڑھتے تھے۔

۱۷۰۱۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ
رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾
اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

۱۷۰۱۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ
رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾
اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

۱۷۰۱۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ
أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي زَيْ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي
إِبْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي
الرُّكْعَةِ الْأُولَى مِنَ الْوُثْرِ بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ
الْأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ بِـ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار و تروں سے متعلق احکام ومسائل
وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ .

۱۷۰۲۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ :
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا
سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ
عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
أَبِزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ :
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ بِـ ﴿سَبِّحْ
اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِـ ﴿قُلْ
يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ
أَحَدٌ﴾ وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِمْ وَيَقُولُ
يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيمِ : «سُبْحَانَ الْمَلِكِ
الْقُدُّوسِ» ثَلَاثًا .

۱۷۰۳۔ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى :

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر صحیح روایات سے حدیث میں مذکور مفہوم کی تائید ہوتی ہے نیز دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح بھی قرار دیا ہے۔ بتائیں مذکورہ روایت سنداً ضعیف اور متنازع اور قابل عمل ہے۔ دیکھیے: (صحیح سنن النسائي، رقم: ۱۷۰۰، و ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائي: ۷۲/۱۸) ② وتر پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تین و تراکب سلام سے پڑھے جائیں۔ (مزید دیکھیے حدیث: ۱۶۹۹)

باب: ۳۸۔ وتر کے بارے میں حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث اور اس میں
ابو اسحاق کے شاگردوں کا اختلاف

باب: ۳۸۔ الْأَخْتِلَافُ عَلَى أَبِي
إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوُتْرِ (التحفة ۷۲۱) - ب

۱۷۰۳۔ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى :

۱۷۰۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

۱۷۰۲۔ [إسناده ضعيف] قتادة عن عن، تقدم، ح: ۳۴۰.
۱۷۰۳۔ [صحیح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيما يقرأ به في الوتر، ح: ۴۶۲، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء فيما يقرأ في الوتر، ح: ۱۱۷۲ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۲۷

رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ دوسری میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور تیسری میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا
ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤَيِّرُ ثَلَاثَ: يَقْرَأُ فِي
الْأُولَى بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ
بِـ ﴿قُلْ يَٰ أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَفِي الثَّالِثَةِ بِـ ﴿قُلْ
هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. أَوْفَقَهُ زُهَيْرٌ.

۱۷۰۴- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تین وتر پڑھا کرتے تھے اور ان میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

١٧٠٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ يُورِثُ بِثَلَاثٍ: بِ«سَجِّ
أَسْمَ رَبِّكَ أَكْثَلُ» وَ «قُلْ يَكُنْهَا الْكَافِرُونَ»
وَ «قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ».

☀️ فائدہ: دونوں میں اختلاف یہ ہے کہ پہلی روایت میں تین وتر اللہ کے رسول ﷺ کا فعل بتلایا گیا ہے اور دوسری حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنا فعل۔ اختلاف سے مصنف رحمہ اللہ کی مراد یہی ہے۔ واللہ اعلم۔

باب: ۳۹- وتر کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت اور اس میں حبیب بن ابی ثابت کے شاگردوں کا اختلاف

(المعجم ٣٩) - ذُكِرَ الْأَخْتِلَافُ عَلَى
حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ
عَبَّاسٍ فِي الْوُثَرِ (التحفة ٧٢١) - ج

۱۷۰۵ء - محمد بن علی اپنے باپ علی سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رات کو (تہجد کے لیے) اٹھے اور مسواک کی،

١٧٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النہار

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَنْ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَاسْتَنْ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ حَتَّى صَلَّى سِتًّا ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

پھر (وضو کے بعد) دو رکعتیں پڑھیں، پھر سو گئے، پھر اٹھے، مسواک کی وضو فرمایا اور دو رکعتیں پڑھیں، حتیٰ کہ (اس طرح) چھ رکعتیں پڑھیں، پھر تین وتر پڑھے اور پھر دو رکعتیں پڑھیں۔

۱۷۰۶- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَأْكَ وَهُوَ يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى فَرَغَ مِنْهَا ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَكِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ عَادَ فَنَامَ حَتَّى سَمِعْتُ نَفْخَهُ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَأْكَ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَأْكَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَأَوْتَرَ بِثَلَاثٍ.

۱۷۰۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں (ایک رات) نبی ﷺ کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ آپ اٹھے وضو کیا اور مسواک فرمائی اور آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَكِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾۔ ”یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے اول بدل میں عقل مند لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔“ حتیٰ کہ آپ ان آیات سے فارغ ہوئے پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر دوبارہ سو گئے، حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹے سنے پھر اٹھے اور مسواک وضو فرمایا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر سو گئے، پھر اٹھے، وضو کیا، مسواک فرمائی اور دو رکعتیں پڑھیں، پھر تین وتر پڑھے۔

۱۷۰۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ مَخْلَدٍ يَقُّه قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو عَنْ زَيْدٍ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۱۷۰۷- محمد بن علی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جاگے اور مسواک کی پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار و تروں سے متعلق احکام ومسائل
فَاسْتَنْ . وَسَاقَ الْحَدِيثَ .

☀ فائدہ: اس روایت میں محمد بن علی اپنے باپ کے واسطے کے بغیر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں جبکہ پہلی روایات میں واسطہ تھا اور اختلاف حبیب بن ابی ثابت کے شاگردوں میں ہے۔

۱۷۰۸۔ أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ التَّهْلُكِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ. خَالَفَهُ عَمْرُو بْنُ مُرَّةٍ قَرَوَاهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

عمر بن مرہ نے حبیب بن ابی ثابت کی مخالفت کی ہے اور عن یحیی بن الجزار عن ام سلمة رضی اللہ عنہا کہا ہے۔ (جبکہ حبیب بن ابی ثابت نے عن ام سلمة کے بجائے عن ابن عباس کہا تھا۔)

۱۷۰۹۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرُو بْنِ مُرَّةٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِثَلَاثِ عَشْرَةِ رَكَعَةً فَلَمَّا كَبَّرَ وَضَعَفَ أَوْتَرَ يَتَشَع. خَالَفَهُ عُمَارَةُ بْنُ عُمَيْرٍ قَرَوَاهُ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَائِشَةَ.

۱۷۰۹۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے پھر جب آپ بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو نو پڑھنے لگے۔

عمارہ بن عمیر نے (عمر بن مرہ کی) مخالفت کی ہے اور یہ روایت عن یحیی بن الجزار عن عائشة کی سند سے بیان کی ہے۔ (جبکہ عمر بن مرہ نے عن عائشة کے بجائے عن ام سلمہ کہا تھا۔)

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار و تروں سے متعلق احکام ومسائل

۱۷۱۰۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ ۱۷۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نو رکعت پڑھتے تھے۔ جب آپ بوڑھے اور بوجھل ہو گئے تو سات پڑھنے لگے۔

قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعًا فَلَمَّا أَسَنَ وَتَقَلَّ صَلَاتُهُ سَبْعًا.

🌞 فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا اکثر معمول گیارہ کا تھا۔ جن روایات میں تیرہ رکعت کا ذکر ہے ان میں عشاء یا فجر کی دو سنتیں یا قیام اللیل سے قبل کی افتتاحی دو رکعتیں شامل ہیں۔ جب آپ کچھ بوڑھے ہوئے تو نو شروع کر دیں۔ مزید بوڑھے ہوئے تو سات پڑھنے لگے۔ اس طرح کوئی اختلاف نہیں۔ ② ان تینوں روایتوں (۱۷۰۹، ۱۷۱۰ اور ۱۷۱۱) کا راوی ایک ہے یحییٰ بن جزار۔ ان کے کسی شاگرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا کسی نے ام سلمہ کا اور کسی نے عائشہ کا۔ یہ اختلاف بتانا مقصود ہے۔

(المعجم ۴۰) - بَابُ ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ فِي الْوُتْرِ (التحفة ۷۲۱) - د

باب: ۴۰۔ وتر کے بارے میں حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور اس میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف

۱۷۱۱۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي صُبَّارَةُ بْنُ أَبِي السُّلَيْكِ قَالَ: حَدَّثَنِي دُوَيْدُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَلُوْتُرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَمَنْ شَاءَ

۱۷۱۱۔ حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”وتر حق ہے جو چاہے سات پڑھے، جو چاہے پانچ پڑھے، جو چاہے تین پڑھے اور جو چاہے ایک پڑھے۔“

۱۷۱۰۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۶/۳۲، ۲۲۵ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ج: ۱۳۴۸، وللحديث شواهد.

۱۷۱۱۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب: كم الوتر؟، ج: ۱، وابن ماجه، إقامة الصلوات، باب: ماجاء الوتر بثلاث وخمس وسبع وتسع، ج: ۱۱۹۰ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ج: ۴۴۲،

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

وتروں سے متعلق احکام وسائل

أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ.

۱۷۱۲۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وَرَحَقَّ هُوَ جَوْفُضٌ پانچ وتر پڑھنا چاہے پانچ پڑھ لے جو تین پڑھنا چاہے تین پڑھ لے اور جو ایک پڑھنا چاہے ایک پڑھ لے۔“

۱۷۱۲۔ أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مَزِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ».

۱۷۱۳۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وَرَحَقَّ هُوَ جَوْفُضٌ پانچ وتر پڑھنا چاہے پانچ پڑھ لے جو تین پڑھنا چاہے تین پڑھ لے اور جو ایک پڑھنا چاہے ایک پڑھ لے۔

۱۷۱۳۔ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مُعْنٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: «الْوُتْرُ حَقٌّ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتَرَ بِخَمْسٍ رَكَعَاتٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتَرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُوتَرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ».

۱۷۱۴۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو فَخْضٌ چاہے سات وتر پڑھ لے جو فَخْضٌ چاہے پانچ وتر پڑھ لے جو فَخْضٌ چاہے تین وتر پڑھ لے اور جو فَخْضٌ

۱۷۱۴۔ قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار ————— و تروں سے متعلق احکام ومسائل

أَيُّوبُ قَالَ: مَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ وَمَنْ شَاءَ أَوْمَأَ إِيمَاءً.

چاہے ایک وتر پڑھ لے۔ اور جو شخص چاہے (یعنی مجبور ہو) وہ اشارے سے پڑھ لے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① اختلاف یہ ہے کہ پہلی دو روایات میں مذکورہ الفاظ نبی ﷺ کی طرف منسوب ہیں اور آخری دو روایات میں حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ کی طرف۔ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا اور پھر سالمین کو حدیث کے مطابق فتویٰ دیا، لہذا ان میں کوئی تعارض نہیں۔ اس طرح حدیث موقوفہ اور مرفوعہ دونوں طرح صحیح ہے۔ ② ”وتر حق ہے“ احناف اس لفظ سے وتر کے وجوب پر استدلال کرتے ہیں جبکہ حق کے معنی مؤکد بھی ہوتے ہیں اور یہاں یہی معنی مناسب ہیں تاکہ دوسری احادیث کے خلاف نہ پڑیں جو پیچھے گزر چکی ہیں نیز لطیفہ یہ ہے کہ اسی روایت میں وتر کے ایک ہونے کا بھی صریح جواز ہے مگر احناف اس کے قائل نہیں۔ محتمل الفاظ سے استدلال اور صریح الفاظ سے اعراض حق پسندی نہیں۔ ③ ”اشارے سے پڑھ لے“ ایک نفع میں [مَنْ شَاءَ] کے بجائے [مَنْ غَلِبَ] کے لفظ ہیں، یعنی جو قیام وقوع سے مغلوب ہو وہ اشارے سے پڑھ لے۔ جمہور علماء اسے مرئض پر محمول کرتے ہیں کہ جو کھڑا ہونے اور بیٹھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ واللہ اعلم، مزید دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۸۶/۱۸)

(المعجم ۴۱) - بَابُ: كَيْفَ الْوُتْرِ بِخَمْسٍ
وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الْحَكَمِ فِي حَدِيثِ
الْوُتْرِ (التحفة ۷۲۲)

باب: ۴۱- پانچ وتر کیسے پڑھے جائیں؟
اور حدیث وتر میں حکم کے شاگردوں
کے اختلاف کا ذکر

۱۷۱۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ
مُقْسِمٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِخَمْسٍ وَيَسْبِغُ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا
بِسَلَامٍ وَلَا بِكَلَامٍ.

۱۷۱۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی
ہیں: رسول اللہ ﷺ پانچ یا سات وتر پڑھتے تو درمیان
میں نہ سلام پھیرتے تھے اور نہ کلام فرماتے تھے۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

۱۷۱۶۔ أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِسَبْعٍ أَوْ بِخَمْسٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ.

۱۷۱۷۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ قَالَ: أَلْوَتْهُ سَبْعٌ فَلَا أَقَلَّ مِنْ خَمْسٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: عَمَّنْ ذَكَرَهُ؟ قُلْتُ: لَا أَذْرِي قَالَ الْحَكَمُ: فَحَبَجْتُ فَلَقِيتُ مِقْسَمًا فَقُلْتُ لَهُ: عَمَّنْ؟ قَالَ: عَنِ الثَّقَةِ، عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ مَيْمُونَةَ.

فائدہ: حضرت مِقْسَم نے دراصل حضرت عائشہ اور حضرت مِیْمُونہ رضی اللہ عنہما کی روایات سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے نہ کہ یہ ان سے صراحۃً منقول ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات تین اور ایک وتر کی پیچھے گزر چکی ہیں نیز یہ کسی بھی فقیہ یا محدث کا مسلک نہیں۔ علاوہ ازیں یہ روایت سنداً ضعیف بھی ہے۔ مزید دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۸۸/۱۸-۹۱)

۱۷۱۸۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ۱۷۱۶۔ [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۱۴۰۴، وقال: "خالفه سفیان" یعنی ابن حسین، وانظر الحديث السابق.

۱۷۱۷۔ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ۱۴۰۵. * الثقة لم أعرفه، وله لون آخر عند النسائي في السنن الكبرى، ح: ۱۴۰۶.

۱۷۱۸۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل وعدد ركعات النبي ﷺ في اللیل... الخ، ح: ۷۲۷/

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار۔ وتروں سے متعلق احکام ومسائل

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ شَفِيَّانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِخَمْسٍ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي آخِرِهَا.

ﷺ پانچ وتر پڑھتے تھے اور صرف آخری رکعت میں (تشہد کے لیے) بیٹھتے تھے۔

🌞 فائدہ: باب کی روایات سے معلوم ہوا کہ اگر پانچ رکعت وتر اکٹھے پڑھے جائیں تو آخری رکعت کے سوا کسی میں تشہد کے لیے نہ بیٹھے۔

(المعجم ۴۲) - بَابُ: كَيْفَ الْوُتْرِ بِسَبْعِ

باب: ۴۲۔ سات وتر کیسے پڑھیں؟

(التحفة ۷۲۳)

۱۷۱۹۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّادَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أَسَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ صَلَّى سَبْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهَا وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ بَعْدَمَا يُسَلِّمُ، فَبَلَغَ تِسْعَ يَأْبُو! وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا. مُخْتَصِرٌ. خَالَفَهُ هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ.

۱۷۱۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بوڑھے اور فریبہ ہو گئے تو آپ سات وتر پڑھتے تھے۔ آخری کے سوا کسی رکعت میں (تشہد کے لیے) نہ بیٹھتے تھے۔ اور سلام پھیرنے کے بعد بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے تھے۔ تو یہ نو رکعات ہو گئیں اے بیٹا! اور رسول اللہ ﷺ جب کوئی نفل نماز شروع کر لیتے تھے تو اس پر پہلی کو پسند فرماتے تھے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

ہشام دستوائی نے اس روایت میں شعبہ کی مخالفت کی ہے۔

🌞 فائدہ: متن میں مخالفت مراد ہے۔ شعبہ کی روایت (نمبر ۱۷۱۹) میں سات وتر کی ادائیگی کے وقت صرف آخری رکعت میں بیٹھنے کا ذکر ہے جبکہ ہشام دستوائی نے چھٹی رکعت میں بھی بیٹھنے کا ذکر کیا ہے۔ تطبیق نیچے فائدے میں ہے۔

۱۷۲۰۔ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يُحْيَى قَالَ: ۱۷۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار ————— ورتوں سے متعلق احکام ومسائل

ﷺ جب نو رکعت وتر پڑھتے تو (تشہد کے لیے) آٹھویں رکعت سے پہلے کسی رکعت میں نہ بیٹھتے تھے۔ آٹھویں میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے (یعنی تشہد پڑھتے) پھر سلام پھیرے بغیر اٹھ کھڑے ہوتے، پھر نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور دعائیں کرتے، پھر اتنی آواز سے سلام پھیرتے کہ ہمیں سنائی دیتا تھا، پھر بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے، پھر جب بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو سات رکعات پڑھتے تھے اور چھٹی کے سوا کسی رکعت میں (تشہد کے لیے) نہ بیٹھتے، پھر (چھٹی میں بیٹھ کر) اٹھ کھڑے ہوتے اور سلام نہ پھیرتے پھر ساتویں پڑھ کر بیٹھتے، پھر سلام پھیرتے، پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔

وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَفْعُدْ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيُحَمِّدُ اللَّهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُو، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يُصَلِّيُ الثَّاسِعَةَ فَيَجْلِسُ فَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً يُسَمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيُ رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعَفَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ لَا يَفْعُدْ إِلَّا فِي السَّادِسَةِ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّيُ السَّابِعَةَ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً ثُمَّ يُصَلِّيُ رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

🌞 فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا سات وتر پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔ ہر رکعت کے بعد بغیر بیٹھے کھڑا ہوتا رہے صرف ساتویں میں بیٹھے یا چھٹی اور ساتویں دونوں میں بیٹھے مگر سلام ساتویں ہی پر پھیرے۔ دونوں طریقے جائز ہیں اور یہی ان دور و ایتوں میں تطبیق ہے کہ کسی رسول اللہ ﷺ پہلا طریقہ اختیار فرماتے، کبھی دوسرا۔ ② وتر کے بعد دو رکعت کا مسئلہ دیکھیے حدیث نمبر: ۱۶۵۲ اور اس کا فائدہ۔

(المعجم ۴۳) - كَيْفَ الْوُتْرُ بِسَبْعٍ - باب: ۴۳۔ نو وتر کیسے پڑھیں؟
(التحفة ۷۲۴)

۱۷۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ پسند فرماتا، رات میں آپ کو اٹھا

۱۷۲۱۔ أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ ابْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النہار وتروں سے متعلق احکام ومسائل

دیتا۔ آپ (اٹھ کر) مسواک اور وضو فرماتے اور نو رکعات اس طرح پڑھتے کہ ان میں سے کسی کے آخر میں نہ بیٹھتے مگر آٹھویں رکعت پر بیٹھتے۔ اللہ کی حمد کرتے اور نبی ﷺ پر درود پڑھتے اور دعائیں کرتے مگر سلام نہ پھیرتے، پھر نویں (رکعت) پڑھ کر بیٹھتے اور اللہ کی حمد و ثنا فرماتے اور نبی ﷺ پر درود پڑھتے اور دعائیں کرتے، پھر اتنی آواز سے سلام کہتے کہ نہیں سنائی دیتا، پھر بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔

قَالَتْ: كُنَّا نَعِدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِوَاكَهُ وَطَهْرَهُ فَيَبْعُهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَسْتَاكَ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ بَيْنَهُنَّ إِلَّا عِنْدَ الثَّامِيَةِ، وَيَحْمَدُ اللَّهَ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَيَدْعُو بَيْنَهُنَّ وَلَا يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا ثُمَّ يُصَلِّي التَّاسِعَةَ وَيَقْعُدُ، وَذَكَرَ كَلِمَةً نَحْوَهَا وَيَحْمَدُ اللَّهَ وَيُصَلِّي عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ.

🌞 فائدہ: اس میں پہلے شہد میں بھی درود شریف پڑھنے کا ذکر ہے، یہ اگرچہ نفلی نماز کا واقعہ ہے لیکن اسے فرضوں میں بھی پڑھا جاسکتا ہے بلکہ مستحب ہے جیسا کہ پہلے بھی اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

۱۷۲۲۔ حضرت زرارہ بن اوفیٰ سے منقول ہے فرماتے ہیں: جب حضرت سعد بن ہشام بن عامر ہمارے پاس آئے تو انھوں نے ہمیں بتایا: میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی وتر نماز کے بارے میں پوچھا۔ وہ فرمانے لگے: کیا میں تمہیں ایسی شخصیت نہ بتاؤں جو رسول اللہ ﷺ کی وتر نماز کو روئے ارض پر بسنے والے تمام لوگوں سے زیادہ جانتی ہیں؟ میں نے کہا: کون؟ فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (کیونکہ وہ آپ کی بیوی تھیں اور آپ کی خلوت کی ساتھی تھیں۔) ہم وہاں گئے، انھیں سلام کہا، ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے

۱۷۲۲۔ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ ابْنِ أَوْفَى أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ لَمَّا أَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا أَخْبَرَنَا: أَنَّهُ أَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَلَا أَدُلُّكَ أَوْ أَلَا أُبَيِّنُكَ بِأَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قُلْتُ: مَنْ؟ قَالَ: عَائِشَةُ، فَأَتَيْنَاهَا فَسَلَّمْنَا عَلَيْهَا وَدَخَلْنَا فَسَأَلْنَاهَا فَقُلْتُ: أُنَبِّئْنِي عَنْ وَتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: كُنَّا نَعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهْرَهُ

۲۰- کتاب قیام اللیل وتطوع النهار دتروں سے متعلق احکام ومسائل

فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْئُوكَ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّي تَسْنَعَ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ فِيهِنَّ إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيُحَمِّدُ اللَّهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُو، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ فَيَجْلِسُ فَيُحَمِّدُ اللَّهَ وَيَذْكُرُهُ وَيَدْعُو، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَيَلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكَعَةً يَا بَنِي! فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَخَذَ اللَّحْمَ أَوْتَرَ بِسَنَعٍ ثُمَّ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ فَيَلْكَ تِسْعًا أَوْ بَنِي! وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَاةً أَحَبَّ أَنْ يَدَاوِمَ عَلَيْهَا.

سوال کیا۔ میں نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی وتر نماز کے بارے میں بتائیے۔ فرمانے لگیں: ہم نبی ﷺ کے لیے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے۔ رات کو جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا، آپ کو جگا دیتا۔ آپ مسواک اور وضو فرماتے، پھر نور کعتیں اس طرح پڑھتے کہ آٹھویں رکعت کے علاوہ کسی رکعت میں تشہد کے لیے نہ بیٹھتے۔ (آٹھویں رکعت میں بیٹھ کر) اللہ تعالیٰ کی حمد و ذکر فرماتے اور دعائیں پڑھتے، پھر بغیر سلام کے اٹھ کھڑے ہوتے اور نویں رکعت پڑھ کر بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ذکر فرماتے اور دعائیں پڑھتے، پھر اتنی آواز سے سلام پھیرتے کہ ہمیں سنائی دیتا، پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔ تو یہ گیارہ رکعات ہو گئیں، اے بیٹے! پھر جب رسول اللہ ﷺ بوڑھے ہو گئے اور آپ کو گوشت نہ پکڑ لیا (آپ فرہم ہو گئے) تو سات رکعات پڑھ کر سلام پھیرتے اور بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے۔ تو اے بیٹا! یہ نو ہو گئیں۔ اور نبی ﷺ جب کوئی نماز شروع فرما لیتے تو اس پر ہتھکی اور پابندی کو پسند فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا نو رکعت وتر اکٹھے پڑھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تشہد صرف آٹھویں میں بیٹھتے پھر اٹھ کر نویں رکعت پڑھتے، پھر بیٹھ کر سلام پھیر دے۔ ② پچھلی حدیث میں آٹھویں رکعت والے تشہد میں درود کا بھی ذکر ہے۔ گویا نفل نماز میں درمیانی تشہد میں بھی درود پڑھا جاسکتا ہے اور فرضوں میں بھی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

۱۷۲۳- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ۱۷۲۳- حضرت سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا: تحقیق رسول اللہ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَهَا تَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُؤَيِّرُ بَيْنَ رَكَعَاتِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَلَمَّا ضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

ﷺ نو رکعات وتر پڑھ کر پھر بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے۔ اور جب کمزور ہو گئے تو سات رکعات وتر پڑھتے پھر بیٹھے بیٹھے دو رکعت پڑھتے۔

۱۷۲۴۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُؤَيِّرُ بَيْنَ رَكَعَاتِ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

۱۷۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نو رکعات وتر پڑھتے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔

۱۷۲۵۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخَلَنَجِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ - يَعْنِي مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ: أَنَّهَا وَقَدَ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ يَصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَيُؤَيِّرُ بِالنَّاسِغَةِ، وَيَصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ. مُخْتَصَرٌ.

۱۷۲۵۔ حضرت سعد بن ہشام سے منقول ہے کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ رات کو آٹھ رکعات پڑھتے پھر نویں رکعت وتر پڑھتے اور بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے۔ یہ روایت مختصر ہے۔

۱۷۲۶۔ أَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي

۱۷۲۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

الأخوص، عَنِ الْأَعْمَشِ أَرَاهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ،
عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ.

۱۷۲۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَيُؤَيِّرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقْوِهِ الْأَيْمَنِ.

۱۷۲۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت (الگ) وتر پڑھتے، پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① گیارہ وتر (نماز تہجد و وتر) پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دو دو کر کے پڑھتے جائیں۔ آخر میں ایک رکعت پڑھ لیں۔ سب وتر بن جائے گی۔ ② ”پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔“ شیخ البانی رحمہ اللہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ وتر کے بعد لیٹنے کا ذکر شاذ ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ لیٹنا فجر کی دو سنتوں کے بعد تھا۔ صحیح روایات سے یہی ثابت ہے۔ (جس کی تفصیل حدیث: ۱۷۳۰ کے فوائد میں دیکھی جاسکتی ہے۔) اس لیٹنے کی بابت اہل علم میں اختلاف ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت نے فجر کی دو سنتوں کے بعد اس کو جائز اور درست قرار دیا ہے جبکہ بعض اہل علم اس کو درست نہیں سمجھتے اور اس کی مختلف تالیفیں کرتے ہیں۔ دلائل کی رو سے اقرب الی الصواب یہی رائے معلوم ہوتی ہے کہ سنتوں کے بعد لیٹنا مستحب اور افضل ہے کیونکہ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا حکم بھی ہے اور آپ کا اپنا ذاتی عمل بھی۔ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو رکعت پڑھ کر اپنے دائیں پہلو پر لیٹا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، الاذان، حدیث: ۳۲۶، وصحیح مسلم، صلاة المسافرين، حدیث: ۷۳۶) نیز صحیح احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ فَلْيُصْطَلِحْ عَلَى يَمِينِهِ] [جب تم میں سے کوئی شخص نماز صبح سے پہلے دو رکعت (سنت) پڑھے تو

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار وٹروں سے متعلق احکام و مسائل

وہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔“ (سنن ابی داود، التطوع، حدیث: ۱۲۶۱) بعض اہل علم کہتے ہیں: اگر کوئی شخص گھر میں سنتیں پڑھے تو لیٹ جائے۔ اگر مسجد میں پڑھے تو نہ لیٹے۔ یہ بات محل نظر ہے۔ اس مسئلے کے بارے میں فضیلۃ الشیخ صفی الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم کی شرح منۃ المُنعم میں رقمطراز ہیں کہ فجر کی سنتوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائیں پہلو پر لیٹنا اس کے مستحب ہونے کی دلیل ہے۔ سنتیں گھر میں پڑھی جائیں یا مسجد میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آگے فرماتے ہیں: فجر کی سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنے کا حکم مطلق ہے جہاں سنتیں پڑھے، گھر میں ہو یا مسجد میں، وہیں لیٹے کیونکہ اس (حکم اضطرار) کے مطلق ہونے کی وجہ سے گھر اور مسجد ہر دو جگہ میں لیٹنا مستحب ہے۔ دیکھیے: (منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم، صلاة المسافرين: ۱/۳۶۳، شرح حدیث: (۱۲۲)۔ (۷۳۳)

(المعجم ۴۵) - بَابُ الْوُتْرِ بِثَلَاثِ عَشْرَةِ
رَكْعَةٍ (التحفة ۷۲۶)

۱۷۲۸ - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مَرْوَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَارِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُوتِرُ بِثَلَاثِ عَشْرَةِ رَكْعَةٍ فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعَفَ أَوْ تَرَ بَتْسَعٍ.

۱۷۲۸ - حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعت وتر پڑھتے تھے۔ جب بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو نو رکعت وتر پڑھنے لگے۔

☀ فائدہ: نوامد کے لیے دیکھیے، حدیث نمبر: ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱.

(المعجم ۴۶) - بَابُ الْفَرَاءَةِ فِي الْوُتْرِ
(التحفة ۷۲۷)

۱۷۲۹ - أَخْبَرَنَا إِبرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الثَّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ

۱۷۲۹ - حضرت ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ (سفر کے دوران میں) مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے تو انھوں نے عشاء کی نماز دو رکعت

أَبِي مِجَلَزٍ: أَنَّ أَبَا مُوسَى كَانَ بَيْنَ مَكَّةَ
وَالْمَدِينَةِ فَصَلَّى الْعِشَاءَ رُكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ
فَصَلَّى رُكْعَةً أَوْتَرَ بِهَا فَقَرَأَ فِيهَا بِمِائَةِ آيَةٍ
مِنَ النَّسَاءِ، ثُمَّ قَالَ: مَا أَلَوْتُ أَنْ أَضَعَّ
قَدَمَيَّ حَيْثُ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدَمَيْهِ
وَأَنْ أَقْرَأَ بِمَا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

فائدہ: مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

محققین کی تفصیلی بحث سے تصحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید

تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائي: ۹۸/۱۸-۱۰۰)

(المعجم ۴۷) - نَوْعٌ آخَرُ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي

باب: ۴۷- وتر میں ایک اور قسم کی قراءت

الوتر (التحفة ٧٢٨)

۱۷۳۰۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

فرمایا: رسول اللہ ﷺ تو کی نماز میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور جب سلام پھیرتے تھے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] پڑھتے۔

١٧٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَشْكَابَ النَّسَائِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ
الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْرَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ بِـ «سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى»
وَقُلْ يَتَايَأُ الْكَافِرُونَ» وَ قُلْ هُوَ اللَّهُ
أَحَدٌ. فَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ
الْقُدُّوسِ» ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

۱۷۳۱- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

١٧٣١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ:

۲۰- کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زُبَيْدٍ وَطَلْحَةَ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بِنِي كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْتِرُ بِ«سَبِّحَ اسْمُ رَبِّكَ الْأَكْبَرُ» وَ«قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ» وَ«قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ».

کہ رسول اللہ ﷺ وتروں میں «سَبِّحَ اسْمُ رَبِّكَ الْأَعْلَى» «قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ» اور «قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» (سورتیں) پڑھا کرتے تھے۔

خَالَفَهُمَا حُصَيْنٌ فَرَوَاهُ عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. رَوَيْتُ كَوْنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [کی سند سے بیان کیا ہے۔

حُصَيْنِ نے زبید اور طلحہ کی مخالفت کی ہے اور اس روایت کو [عَنْ ذَرٍّ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] کی سند سے بیان کیا ہے۔

فائدہ: مخالفت سند میں ہے اور وہ اس طرح کہ حسین نے سند میں حضرت ابی بن کعب کا ذکر نہیں کیا جبکہ زبید اور طلحہ نے ان کا ذکر کیا ہے یعنی زبید اور طلحہ اسے حضرت ابی بن کعب کی سند سے بناتے ہیں جبکہ حسین عبد الرحمن بن ابی زئی کی۔ لیکن یہ کوئی تعارض نہیں، ممکن ہے عبد الرحمن بن ابی زئی ﷺ نے پہلے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حدیث لی ہو پھر براہ راست رسول اللہ ﷺ سے بھی سن لی ہو اور دونوں طریقوں سے بیان کر دی غرض اس قسم کے ظاہری اختلاف سے صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی۔

۱۷۳۲- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَرَّعَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ نُمَيْرٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ بِ«سَبِّحَ اسْمُ رَبِّكَ الْأَكْبَرُ» وَ«قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ» وَ«قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ».

۱۷۳۲- حضرت عبد الرحمن بن ابی زئی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر نماز میں «سَبِّحَ اسْمُ رَبِّكَ الْأَعْلَى» «قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ» اور «قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ۴۸) - وَثُرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى شُعْبَةٍ فِيهِ (التحفة ۷۲۸) ۱

باب: ۴۸- قراءت وتر کی روایت میں شعبہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

۱۷۳۳۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ وَزَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفُلٌ يَتَأْتِيهَا الْكَافِرُونَ، وَفُلٌ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. وَكَانَ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا وَتَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالثَّلَاثَةِ.

۱۷۳۳۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی زید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر نماز میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿فُلٌ يَأْتِيهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿فُلٌ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (سورۃ النجم) پڑھا کرتے تھے۔ اور جب سلام پھیرتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] کہتے اور تیسری دفعہ اپنی آواز کو مزید اونچا کر دیتے تھے۔

فائدہ: ویسے تو تینوں دفعہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے بھی تو صحابہ کو پتا چلتا تھا کہ تین دفعہ پڑھا ہے مگر تیسری دفعہ اپنی صدائے حیات بخش کو مزید اونچا اور لمبا فرمادیتے تھے۔ (دیکھیے حدیث نمبر: ۱۷۰۰ و ۱۷۵۱)

۱۷۳۴۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ وَزَيْدٌ عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفُلٌ يَتَأْتِيهَا الْكَافِرُونَ، وَفُلٌ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، ثُمَّ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» وَتَرْفَعُ بِسُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ صَوْتَهُ بِالثَّلَاثَةِ. رَوَاهُ مَنْصُورٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا.

۱۷۳۴۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی زید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وُتروں میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿فُلٌ يَأْتِيهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿فُلٌ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے پھر جب سلام پھیرتے تو (تین دفعہ) [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] فرماتے اور تیسری دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] مزید بلند آواز سے ادا فرماتے۔ اس روایت کو منصور نے سلمہ بن کھیل سے بیان کیا ہے اور (راوی حدیث) ذر کا ذکر نہیں کیا۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار ورتوں سے متعلق احکام ومسائل

۱۷۳۵۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ترکی نماز میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور جب سلام پھیر کر فارغ ہوتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] فرماتے اور تیسری دفعہ آواز لمبی کر دیتے۔

اس روایت کو عبدالملک بن ابی سلیمان نے زبید سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے بھی (راوی حدیث) ذکر کیا ذکر نہیں کیا۔

۱۷۳۶۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ترکی نماز میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے۔

اس روایت کو محمد بن جواد نے بھی زبید سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے بھی (راوی حدیث) ذکر کیا ذکر نہیں کیا۔

۱۷۳۷۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے منقول

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. وَكَانَ إِذَا سَلَّمَ وَفَرَّغَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا طَوَّلَ فِي الثَّالِثَةِ.

وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ زُبَيْدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا.

۱۷۳۶۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ زُبَيْدٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَرًّا.

۱۷۳۷۔ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى

وتروں سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيزَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْتِرُ بِسَجِّدَةِ أَمِّهِ رَيْكَ الْأَعْلَى وَ﴿قُلْ يَتَايَا الْكَافِرِينَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

وضاحت: مالک بن مغفول سے اس روایت کو بیان کرنے والے شعیب بن حرب اور یحییٰ بن آدم ہیں۔ یحییٰ بن آدم نے زُہید اور ابن ابزئی کے درمیان ذکر کا واسطہ ذکر کیا ہے جبکہ شعیب بن حرب نے یہ واسطہ ذکر نہیں کیا، نیز یحییٰ بن آدم نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے، یعنی صحابی عبدالرحمن بن ابزئی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا جبکہ شعیب نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب: ۴۹- قراءت وتر کی روایت میں مالک بن مغول کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

(المعجم ٤٩) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلَى
مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ فِيهِ (التحفة ٧٢٨) - ب

۱۷۳۸- حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر نماز میں **سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى**، **قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ** اور **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** پڑھتے تھے۔

١٧٣٨- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ
عَبِيدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ
مَالِكٍ، عَنْ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي
قَال: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ:
﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَتَايَنَّا
الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾.

۱۳۹- یہ روایت عبدالرحمن بن ابی بکر کے بیٹے سے ان کے واسطے کے بغیر یعنی مرسل بھی آئی ہے۔ اور عطاء بن سائب نے سعد بن عبدالرحمن بن ابی بکر سے

١٧٣٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا
مَالِكٌ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ ابْنِ أَبِيزَى،

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النہار۔ دروں سے متعلق احکام ومسائل

مُرْسَلٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَنْزَلَى عَنْ أَبِيهِ. اور انہوں نے اپنے باپ (عبدالرحمن) سے یہ روایت بیان کی ہے۔

۱۷۴۰۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَنْزَلَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوُثْرِ بِ: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾. ۱۷۴۰۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی زریٰ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ وتر میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

(المعجم ۵۰) - ذِكْرُ الْأَخْتِلَافِ عَلَى شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ (التحفة ۷۲۸) - ج

وضاحت: روایت نمبر: ۱۷۴۱ میں شعبہ کے شاگرد ابوداؤد طیالسی نے قنادہ کا استاد عزہ بن عبدالرحمن بتایا ہے جبکہ روایت نمبر ۱۷۴۲ میں قنادہ کا استاد زرارہ بن اوفیٰ ذکر کیا گیا ہے۔ تیسری روایت ۱۷۴۳ میں بھی زرارہ ہی کا ذکر ہے۔ ایک اور فرق ہے کہ پہلی روایت میں سعید بن عبدالرحمن کا واسطہ ذکر ہے جبکہ آخری دو روایات میں یہ واسطہ نہیں ہے۔

۱۷۴۱۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَزْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَنْزَلَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُؤَيِّرُ بِ: ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ۱۷۴۱۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی زریٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَأَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے پھر جب فارغ ہوتے تو تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] پڑھتے۔

﴿مَثَلُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ :
«سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» ، ثَلَاثًا .

١٧٤٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ أَبِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: كَانَ يُؤْتِي بِـ
﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَتَايَأُ
الْكُفْرُ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾، فَإِذَا
فَرَغَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»،
ثَلَاثًا وَيُمَدُّ فِي الثَّالِثَةِ.

١٧٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ:
 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ:
 سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيزٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 كَانَ يُؤَيِّرُ بِسُحُبٍ اسْمُهُ زَيْدُ الْأَمَلِيِّ

خَالَفَهُمَا شَبَابَةٌ فَرَوَاهُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ.

☀️ فائدہ: شبابہ نے صحابی کا نام عبدالرحمن بن ابزئی کے بجائے عمران بن حصین کہا ہے، لیکن امام نسائی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ شبابہ کی غلطی ہے۔

وتروں سے متعلق احکام و مسائل

۱۷۴۲- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ کے ساتھ وتر پڑھا۔

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نہیں جانتا کہ کسی راوی نے اس روایت میں شبابہ کی موافقت کی ہو۔ یحییٰ بن سعید نے شبابہ کی مخالفت کی

-

فوائد ومسائل: ①: بچی اور شاہ کا اختلاف متن کے الفاظ میں ہے۔ شاہ نے اس روایت میں وتر کا ذکر کیا ہے جبکہ درحقیقت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت ظہر کے بارے میں ہے نہ کہ وتر کے بارے میں جیسا کہ بچی بن سعید نے آئندہ حدیث میں بیان کیا ہے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ شاہ کو دو وہم ہوئے ہیں: ایک یہ کہ انھوں نے عبدالرحمن بن ابزی کی روایت کو عمران بن حصین کی روایت قرار دیا ہے اور دوسرا یہ کہ عمران بن حصین کی روایت صحیح بیان کیا ہے۔ عمران بن حصین کی روایت وتر کے بارے میں نہیں بلکہ ظہر کے بارے میں ہے جیسا کہ بچی بن سعید نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ②: مؤلف رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو بار بار (۱۵ بار) سند کے معمولی اختلافات بیان کرنے کے لیے لائے ہیں۔ ان روایات کی اسانید کو بغور دیکھنے سے وہ اختلاف واضح ہو جاتا ہے مثلاً: یہ روایت بعض راویوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے، بعض نے عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے اور بعض نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔ وَقَسَّ عَلٰی هَذَا۔ متن میں بھی اختلاف ہے۔ آخری دو روایتوں میں صرف ایک وتر کا ذکر ہے جبکہ باقی تمام میں تین وتر کا۔ ③: بعض روایات میں تین دفعہ [سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ] کہنے کے بعد [رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ] کا اضافہ بھی منقول ہے۔ دیکھیے: (سنن الدار قطنی، الوتر، باب ما یقرأ فی رکعات الوتر والقنوت فیہ، حدیث: ۱۶۳۳)

۱۷۴- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طہر کی نماز پڑھا کی۔ (آپ کے پیچھے) ایک آدمی نے سورۃ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ﴾

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ فَقَرَأَ الْأَعْلَى ﴿بِكَ آدَى﴾ (ہلکی آواز کے ساتھ) پڑھی۔ جب آپ رَجُلٌ بِ﴿سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: مَنْ قَرَأَ بِ﴿سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾؟ قَالَ: رَجُلٌ: أَنَا. قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَهُمْ خَالَجَتْهَا.

فائدہ: جہری نماز میں اثنائے قراءت امام کے پیچھے فاتحہ کے سوا قراءت کرنا منع ہے۔ سری نماز میں زائد قراءت کی جا سکتی ہے مگر وہ کسی کو سنائی نہ دے ورنہ شور ہو سکتا ہے نیز ایک آدمی کے اونچا پڑھنے سے امام یا ساتھیوں کو خلجان و اشتباہ ہو سکتا ہے اور دوسروں کو پریشان کرنا قطعاً جائز نہیں۔ قراءت کے علاوہ دیگر اوراد و تسبیحات بھی دوسروں کو سنائی نہیں دینی چاہئیں البتہ نمازی اکیلا ہو تو مناسب آواز سے پڑھ سکتا ہے۔ فرض ہوں یا نفل نماز سری ہو یا جہری اور قراءت ہو یا تسبیحات و اوراد۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۵۱) - بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْوُتْرِ

باب: ۵۱۔ وتر میں دعائے قنوت

(التحفة ۷۲۹)

۱۷۴۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْجَوَّزَاءِ قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهَا فِي الْوُتْرِ فِي الْقُنُوتِ: «اللَّهُمَّ! اهْدِنِي فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيْمَا أَعْطَيْتَ، وَفِي شَرِّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ».

۱۷۴۶- حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کچھ کلمات سکھائے جنہیں میں قنوت وتر میں پڑھا کرتا ہوں: «اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيْمَنْ هَدَيْتَ..... تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ» [اے اللہ! مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کو تو نے ہدایت دی۔ اور مجھے عافیت دے ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کو تو نے عافیت دی ہے۔ میرا ولی بن جا ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کا تو ولی بنا۔ اور میرے لیے ان چیزوں میں برکت فرما جو تو نے عطا فرمائیں۔ اور مجھے اس فیصلے کے شر سے بچا جو تو نے فرما رکھا ہے۔ یقیناً

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار وتروں سے متعلق احکام ومسائل

تو فیصلے کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔
اور یقیناً وہ شخص ذلیل نہیں ہو سکتا جس کا تو ولی ہو۔ اے
ہمارے رب! تو بڑا بابرکت اور بلند و بالا ہے۔“

۱۷۴۷۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ کلمات وتر میں پڑھنے کے
لیے سکھائے۔ فرمایا: کہہ [اللّٰهُمَّ! اهْدِنِي فِيمَنْ
هَدَيْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ]
اے اللہ! مجھے راہ راست پر چلا ان لوگوں میں شامل فرما
کر جن کو تو نے راہ راست پر چلایا اور رکھا۔ اور مجھے
عافیت عطا فرما ان لوگوں میں شامل فرما کر جن کو تو نے
عافیت دی۔ اور میرا ولی ہو ان لوگوں میں شامل فرما کر
جن کا تو ولی ہوا۔ اور میرے لیے ان چیزوں میں برکت
فرما جو تو نے عطا فرمائیں۔ اور مجھے اس فیصلے کے شر اور
نقصان سے بچا جو تو نے فرمایا کیونکہ تو (جو چاہے) فیصلے
فرماتا ہے لیکن تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور
بلاشبہ وہ شخص ذلیل نہیں ہو سکتا جس کا تو ولی ہو۔ اے
ہمارے رب! تو بابرکت اور بلند و بالا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
نبی کریم حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں فرمائے۔“

۱۷۴۷۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُفْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَلِيٍّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فِي الْوُتْرِ قَالَ: «قُلْ: اَللّٰهُمَّ! اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَفِي شَرِّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ».

فوائد ومسائل: ① یہ دو روایتیں ایک ہی حدیث ہیں لہذا الفاظ کی کمی بیشی کا تذکرہ ایک دوسرے سے ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اس روایت کی اور اسانید بھی ہیں جن میں کچھ مزید الفاظ بھی ہیں لہذا ان میں سے جو الفاظ صحیح سند کے ساتھ مروی ہیں وہ بھی قبول کیے جائیں گے۔ ② مستدرک حاکم میں صراحت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد یہ دعا پڑھوں۔ دیکھیے: (المستدرک للحاکم: ۱۷۲/۳) لیکن ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت ضعیف ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (أصل صفة صلاة

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

النبي ﷺ للألبانی: (۹۷۲/۳) اس روایت کی بنیاد پر بعض علماء قنوت وتر کو رکوع کے بعد پڑھنا رائج سمجھتے ہیں جبکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ روایت میں صراحت ہے کہ آپ نے صرف قنوت نازلہ رکوع کے بعد پڑھی ہے اور قنوت وتر قبل از رکوع اس لیے دوسروں کے نزدیک قنوت وتر کا رکوع سے پہلے پڑھنا رائج ہے۔ یہی بات زیادہ صحیح ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوتر، حدیث: ۱۰۰۲) و صحیح مسلم، المساجد، حدیث: (۶۷۷) ⑤ دعائے قنوت میں نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَتُوبُ إِلَيْكَ کے الفاظ بھی مشہور ہیں، لیکن یہ الفاظ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ملتے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (القول المقبول فی شرح و تعلیق صلاة الرسول، حدیث: ۵۸۶) اس لیے ان کا پڑھنا صحیح نہیں۔ یہ الفاظ صرف ”حصن حصین“ میں ہیں جو حدیث کی کتاب نہیں ہے۔ ⑥ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ کے الفاظ کے علاوہ باقی تمام الفاظ اوپر والی روایت (۱۷۳۶) میں بھی موجود ہیں جو کہ سنداً صحیح ہے۔ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ کے الفاظ مرفوعاً ضعیف ہیں، البتہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے موقوفاً قنوت وتر میں ان کا پڑھنا صحیح سند سے ثابت ہے۔ (صحیح ابن حزمیہ، حدیث: ۱۱۰۰) نیز دوسرے صحابی رسول ابوعلیہ انصاری رضی اللہ عنہ سے بھی موقوفاً ان کا ثبوت ملتا ہے۔ (فضل الصلاة علی النبی ﷺ، رقم: ۱۰۷۰) لہذا ان الفاظ کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صفة صلاة النبی ﷺ للألبانی، ص: ۱۸۰)

۱۷۴۸۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَهَشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنِ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي آخِرِ وَتْرِهِ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُخْصِي ثَنَاءَ عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ».

۱۷۴۸۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی وتر نماز کے آخر میں یہ الفاظ پڑھتے تھے: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ» ”اے اللہ! میں تیرے غصے سے بچنے کے لیے تیری رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری سزا سے بچنے کے لیے تیری معافی اور عافیت کی پناہ چاہتا ہوں اور میں تجھ سے ڈرتے ہوئے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری مکمل تعریف نہیں کر سکتا۔ تو اسی طرح ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔“

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

دُوروں سے متعلق احکام ومسائل

🌞 **فوائد ومسائل:** ① مذکورہ حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ اس دعا کا مقام کیا ہے؟ تشہد کے آخر میں یا سلام کے بعد۔ مؤخر الذکر مفہوم زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک روایت میں آپ سے یہ الفاظ بستر پر لیٹتے وقت پڑھنے بھی منقول ہیں۔ پیچھے حدیث نمبر ۱۱۰ میں یہ الفاظ تہجد کے سجدے کے دوران میں بھی آپ سے پڑھنے منقول ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دعا کو قنوت و ترہ میں سمجھتے ہیں۔ [اجز و ترہ] کے یہ معنی بھی ممکن ہیں۔ لیکن ابن قیم رحمہ اللہ کی تحقیق میں فی اخیر و ترہ سے مراد سلام کے بعد ان کلمات کا پڑھنا ہے۔ ان کے بقول سنن نسائی کی ایک روایت میں نماز سے فراغت کی تصریح ملتی ہے۔ دیکھیے: (زاد المعاد: ۳۳۶/۱) ② قنوت و ترہ سارا سال ہی جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس موضوع سے متعلق عام روایات میں دعائے وتر کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر آپ سے اس دعا کے پڑھنے کا بدستور ثبوت ملتا ہوتا تو یقیناً منقول بھی ہوتا اس سے پتا چلتا ہے کہ دعائے وتر کبھی رہ جائے یا اسے چھوڑ بھی دیا جائے تو جائز ہے سجدہ سہو کی ضرورت نہیں کیونکہ اس دعا کی حیثیت وجوب کی نہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے قنوت و ترہ کا ثبوت کبھی کبھار ملتا ہے۔ تفصیل بحث کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (أصل صفة صلاة النبي ﷺ: ۹۲۸/۳)

(المعجم ۵۲) - تَرَكُ رَفَعَ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ فِي الْوُتْرِ (التحفة ۷۳۰)

باب: ۵۲۔ قنوت وتر میں ہاتھ نہ اٹھانا

۱۷۴۹ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْإِسْتِسْقَاءِ. قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ لِثَابِتٍ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ! قُلْتُ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ!

۱۷۴۹ - حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ استسقاء (بارش کی دعا) کے علاوہ کسی بھی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ (راوی حدیث) شعبہ نے کہا کہ میں نے (اپنے استاد) ثابت (بنانی) سے کہا: کیا آپ نے یہ روایت خود حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: سُبْحَانَ اللَّهِ! میں نے پھر کہا: آپ نے ان سے سنی ہے؟ انھوں نے پھر کہا: سُبْحَانَ اللَّهِ! (یعنی کیا بغیر سے بیان کر رہا ہوں؟)

🌞 **فوائد ومسائل:** ① مذکورہ بالا حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ اس حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی اور دعا میں اتنے بلند ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے جتنے استسقاء میں اٹھاتے تھے۔ اس میں آپ نے

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

وتروں سے متعلق احکام ومسائل

ہاتھ سر سے بھی اونچے کر لیے تھے جبکہ عام دعا میں ہاتھ سینے کے برابر ہوتے ہیں۔ احادیث میں آپ کا عام دعاؤں میں بھی ہاتھ اٹھانا ثابت ہے۔ ① قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانا نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں اس لیے افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ قنوت وتر بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع سے قبل کی جائے جیسا کہ سنن نسائی کی حدیث (۱۷۰۰) میں ہے تاہم بعض علماء بعض آثار کے پیش نظر اور قنوت نازلہ پر قیاس کرتے ہوئے قنوت وتر میں بھی ہاتھ اٹھانے کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ قنوت نازلہ میں نبی اکرم ﷺ سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ثابت ہیں۔ واللہ اعلم۔ ② یہاں ہاتھ اٹھانے سے مراد دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا ہے نہ کہ معروف رفع الیدین جو نماز کے شروع میں کیا جاتا ہے مگر احناف اسی رفع الیدین کے قائل ہیں۔ اور قنوت وتر میں عملاً رفع الیدین کرتے بھی ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ احناف رکوع جاتے اور اٹھتے وقت تو رفع الیدین کے قائل نہیں (بلکہ اس سے منع کرتے اور نماز کے سکون کے منافی خیال کرتے ہیں) حالانکہ وہ صحیح ترین کثیر احادیث سے ثابت ہے اور وتر کی دعا کے آغاز میں رفع الیدین کے قائل ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ کیا یہ رفع الیدین نماز کے سکون کے منافی نہیں؟

(المعجم ۵۳) - بَابُ قَدْرِ السَّجْدَةِ بَعْدَ الْوُتْرِ (التحفة ۷۳۱)

باب: ۵۳۔ نماز وتر کے بعد سجدے کی مقدار؟

۱۷۵۰۔ أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي إِخْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً فِيمَا بَيْنَ أَنْ يُفْرَغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ بِاللَّيْلِ سَوَى رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ، وَيَسْجُدُ قَدْرًا مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً.

۱۷۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک رات میں فجر کی دو سنتوں کے علاوہ گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے اور آپ اتنا لمبا سجدہ کرتے تھے کہ تم میں سے ایک شخص پچاس آیات پڑھ سکتا تھا۔

🌞 فائدہ: حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ یہ سجدہ وتر سے فراغت کے بعد ہوتا تھا جیسا کہ مصنف رحمہ اللہ نے سمجھا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ رات کی نماز میں کیے جانے والے سجدوں کی طوالت کا ذکر ہے۔ صحیح بخاری میں یہ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار و تروا سے متعلق احکام و مسائل

روایت تفصیل سے آئی ہے۔ اس میں یہ وضاحت ہے کہ یہ قیام اللیل کے جہدوں کی بات ہے نہ کہ وتر کے بعد کی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: [كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، كَانَتْ تِلْكَ صَلَاتَهُ، يُسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدْرَ مَا يَفْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ.....] [نبی اکرم ﷺ (رات کے وقت) گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپ کی (رات کی) نماز یہی تھی۔ آپ اس نماز میں سجدہ اتنا (طویل) کرتے کہ آپ کے سر مبارک اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی پچاس آیات پڑھ لے۔“ (صحیح البخاری، التہجد، حدیث: ۱۱۳۳) اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر [بَابُ طُولِ السُّجُودِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ] کے نام سے عنوان قائم کیا ہے۔

باب: ۵۴۔ وتر سے فارغ ہونے کے بعد تسبیح اور اس حدیث میں سفیان پر اختلاف کا ذکر

(المعجم ۵۴) - التَّسْبِيحُ بَعْدَ الْفَرَاعِ مِنَ الْوُتْرِ وَذِكْرُ الْأَخْتِلَافِ عَلَى سُفْيَانَ فِيهِ (التحفة ۷۳۲)

۱۷۵۱۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ وتر کی نماز میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھا کرتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ بلند آواز سے ﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ﴾ پڑھتے تھے۔

۱۷۵۱۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيهِ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَيَقُولُ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

۱۷۵۲۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کے ساتھ وتر پڑھتے تھے اور سلام کے بعد

۱۷۵۲۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ التَّوْرِيِّ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَيَقُولُ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

ابو نعیم نے ان دونوں (قاسم اور محمد بن عبید) کی مخالفت کی ہے اور اس روایت کو عن سفیان عن زبید عن ذر عن سعید کی سند سے بیان کیا ہے۔

🌞 فائدہ: مذکورہ دونوں احادیث (۱۷۵۱ اور ۱۷۵۲) میں سفیان ثوری کے شاگرد بالترتیب قاسم اور محمد بن عبید ہیں۔ ان دونوں نے زبید اور سعید کے درمیان ذر کا واسطہ ذکر نہیں کیا، مگر آئندہ حدیث میں ابو نعیم نے یہ واسطہ ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم بھی سفیان کے شاگرد ہیں۔

۱۷۵۳۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِـ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْصَرِفَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ»، ثَلَاثًا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

۱۷۵۳۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی زبید سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ ترووں میں سورہ ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، سورہ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور سورہ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے پھر جب سلام پھیرنے کے بعد اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو تین دفعہ بلند آواز سے «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» پڑھتے۔

امام ابو عبدالرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ابو نعیم محمد بن عبید اور امام قاسم بن زبید سے زیادہ ثقہ اور معتبر ہیں۔ ہمارے نزدیک سفیان ثوری کے شاگرد اس حدیث میں ثقاہت کے لحاظ سے یہ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار۔ دروں سے متعلق احکام ومسائل

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، ثُمَّ وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، ثُمَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ثُمَّ أَبُو نُعَيْمٍ، ثُمَّ الْأَشْوَدُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

ترتیب رکھتے ہیں۔ یحییٰ بن سعید قطان، عبد اللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، عبد الرحمن بن مہدی، ابو نعیم اور اسود۔ واللہ اعلم۔

وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ زُبَيْدٍ فَقَالَ: يَمُدُّ صَوْتَهُ فِي الثَّالِثَةِ وَيَرْفَعُ.

جریر بن حازم نے بھی اس حدیث کو زبید سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے یوں کہا ہے: تیسری دفعہ آپ ﷺ نے اپنی آواز کو لمبا بھی کیا اور بلند بھی۔

۱۷۵۴۔ أَخْبَرَنَا حَرَمِيُّ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قَالَ: سَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوتِرُ بِ«سَبِّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى» وَ«قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ» وَ«قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» پڑھتے تھے۔ اور جب سلام پھیرتے تو تین دفعہ «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» فرماتے اور تیسری دفعہ اپنی آواز کو کھینچتے تھے اور مزید بلند فرماتے تھے۔

۱۷۵۵۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِ«سَبِّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى» وَ«قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ» وَ

۱۷۵۴۔ حضرت عبد الرحمن بن ابی زریٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی نماز میں «سَبِّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى»، «قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ» اور «قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» پڑھا کرتے تھے اور جب فارغ ہوتے تو «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» کہتے۔ (قنادہ کے شاگرد) ہشام نے اس روایت کو مرسل بیان کیا ہے

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

دوروں سے متعلق احکام ومسائل

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا فَرَغَ قَالَ: «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ». أَرْسَلَهُ هِشَامٌ.

(یعنی براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اس میں صحابی عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کا ذکر نہیں کیا۔)

۱۷۵۶۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيزَى: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُؤْتِرُ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

۱۷۵۶۔ حضرت سعید بن عبدالرحمن بن ابی بکرؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ وتر (میں یہ تین سورتیں) پڑھتے تھے..... پھر راوی نے پوری حدیث بیان کی۔

☀ فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ نے سندوں کا اختلاف ظاہر کرنے کے لیے اس حدیث کو چھ دفعہ ذکر کیا جس کی تفصیل سندیں دیکھ کر ہی معلوم ہو سکتی ہے مثلاً: آخری سند میں صحابی کا واسطہ نہیں جبکہ باقی سندوں میں صحابی کا واسطہ ہے وغیرہ۔

باب: ۵۵۔ وتر اور فجر کی سنتوں کے درمیان اور نماز بھی جائز ہے

(المعجم ۵۵) - بَابُ إِبَاحَةِ الصَّلَاةِ بَيْنَ الْوُتْرِ وَبَيْنَ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ (التحفة ۷۳۳)

۱۷۵۷۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عاکشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ کل تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔ نو رکعتیں کھڑے ہو کر جن میں ایک رکعت وتر ہوتی تھی۔ دو رکعتیں بیٹھ کر۔ جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو جاتے اور رکوع اور سجدے کرتے۔ ایسا آپ وتر کے بعد کرتے تھے پھر جب صبح کی اذان سننے کو اٹھتے اور دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔

۱۷۵۷۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ الصُّورِيَّ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةٍ رَكْعَةً، تَسَعُ رَكْعَاتٍ قَائِمًا يُؤْتِرُ فِيهَا وَرَكْعَتَيْنِ جَالِسًا، فَإِذَا أَرَادَ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

نجر کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ وَسَجَدَ وَيَفْعَلُ ذَلِكَ بَعْدَ
الْوُتْرِ، فَإِذَا سَمِعَ نِدَاءَ الصُّبْحِ قَامَ فَرَكَعَ
رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

فائدہ: وتر کے بعد دو رکعات کا مسئلہ بھیچے گزر چکا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۱۶۵۲.

(المعجم ۵۶) - الْمُحَافَظَةُ عَلَى الرُّكْعَتَيْنِ
قَبْلَ الْفَجْرِ (التحفة ۷۳۴)
باب: ۵۶۔ نماز فجر سے قبل دو رکعت سنت
پر پابندی کرنا

۱۷۵۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى
قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمرَ قَالَ: حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ،
عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ
وَرُكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. خَالَفَهُ عَامَّةُ
أَصْحَابِ شُعْبَةَ مِمَّنْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ
فَلَمْ يَذْكُرُوا مَسْرُوقًا.

۱۷۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی
ﷺ ظہر سے قبل چار رکعت (سنت مؤکدہ) اور فجر سے
قبل دو رکعت سنت نہیں چھوڑتے تھے۔
یہ حدیث بیان کرنے والے شعبہ کے دوسرے
شاگردوں نے عثمان بن عمر کی مخالفت کی ہے، یعنی انھوں
نے (محمد بن منثور اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان)
مسروق کا ذکر نہیں کیا۔

فائدہ: امام ابو جعفر طبری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا اکثر عمل ظہر سے پہلے چار رکعت کا تھا۔ کبھی
بکھار آپ دو رکعت بھی پڑھ لیتے تھے۔ مزید دیکھیے: (فتح الباری، تحت شرح الحدیث: ۱۱۸۲)

۱۷۵۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ
سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ:

۱۷۵۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور فجر سے پہلے دو رکعت
(سنت) نہیں چھوڑتے تھے۔

۱۷۵۸- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۱۴۵۰، وانظر الحديث الآتي، وقال النسائي: "هذا الحديث لم يتابعه
أحد على قوله عن مسروق".

۱۷۵۹- أخرجه البخاري، التمهيد، باب الركعتين قبل الظهر، ح: ۱۱۸۲ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى،

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ
وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا الصَّوَابُ
عِنْدَنَا وَحَدِيثُ عُثْمَانَ بْنِ عَمَرَ خَطَأٌ وَاللَّهِ
[تَعَالَى] أَعْلَمُ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) غلط بیان کرتے ہیں کہ
ہمارے نزدیک یہ روایت درست ہے اور عثمان بن عمر کی
روایت غلط ہے۔ واللہ اعلم۔ (اس کی وضاحت پہلے
ہو چکی ہے کہ اس روایت میں مسروق کا ذکر درست
نہیں۔)

فائدہ: اس اختلاف کی مزید تفصیل کے لیے فتح الباری: ۵۹/۳، حدیث: ۱۱۸۲ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۱۷۶۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ
قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ،
عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ يَسْعَدِ بْنِ هِشَامٍ،
عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «رُكْعَتَا
الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا».

☀️ **فائدہ:** دنیا فانی ہے اور آخرت کا ثواب باقی، لہذا ان کا کوئی مقابلہ ہی نہیں، یعنی فخر کی دوستوں کا ثواب اس بات سے بہتر ہے کہ اسے ساری دنیا دے دی جائے، لہذا انھیں سفر میں بھی نہ چھوڑا جائے۔

(المعجم ۵۷) - بَابُ وَقْتِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ باب: ۵۷- فجر کی دو سنتوں کا

(التحفة ٧٣٥)

۱۷۶۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ حَفْصَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ : أَنَّهُ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النہار۔ فجر کی سنتوں سے متعلق احکام ومسائل
قَبْلَ أَنْ يَتَوَقَّعَ إِلَى الصَّلَاةِ.

فائدہ: اصل وقت یہی ہے البتہ اگر کسی وجہ سے رہ جائیں تو فرض نماز پڑھنے کے بعد بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔

۱۷۶۲۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَفْصَةُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَصَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

۱۷۶۳۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ جب فجر اچھی طرح روشن ہو جاتی تو نبی ﷺ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

(المعجم ۵۸) - الْأَضْطِجَاعُ بَعْدَ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ عَلَى الشَّقِّ الْأَيْمَنِ (التحفة ۷۳۶)

باب: ۵۸۔ فجر کی دو سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا

۱۷۶۳۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بَعْدَ أَنْ يَتَيَسَّرَ الْفَجْرُ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

۱۷۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مؤذن فجر کی نماز کی اذان سے فارغ ہوتا تو فجر واضح اور روشن ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھتے اور فجر کی فرض نماز سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے، پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹنا نبی ﷺ کا معمول تھا۔ اسے بڑھاپے کی وجہ سے محض آرام کر لینا قرار نہیں دیا جاسکتا جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل حدیث: ۱۷۲۷ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار ————— فہرست سنتوں سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ۵۹) - بَابُ ذِمِّ مَنْ تَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ (التحفة ۷۳۷)
باب: ۵۹۔ جو شخص قیام اللیل (جس کی اسے عادت تھی) چھوڑ دے اس کی مذمت

۱۷۶۴- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرِو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ».

۱۷۶۳- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”تو فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو پہلے رات کو (نفل) نماز پڑھا کرتا تھا، پھر اس نے اسے چھوڑ دیا۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ساری ساری رات قیام کرتے تھے۔ اس میں خطرہ تھا کہ جسم کمزور ہو جائے گا اور وہ سرے سے عبادت خصوصاً رات کی نماز کے قابل نہ رہے گا اس لیے فرمایا کہ رات کو سونے کے بعد کچھ دیر کے لیے تہجد پڑھا کر و تاکہ جسم کمزور نہ پڑے۔ اس طرح رات کا قیام جاری رہے گا اور ترک کی ذمت نہ آئے گی۔ نیکی شروع کر کے پھر چھوڑ دینا ناپسندیدہ بات ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ نفل نیکی تھوڑی مقدار میں کی جائے جس پر پابندی اور نیکی آسان ہو۔ ② لوگوں کو کسی عیب یا کمزوری سے بچنے کا درس دینے کے لیے کسی معین شخص کا ذکر نہ کیا جائے جس میں وہ عیب پایا جاتا ہو۔ ③ نیکی کے کام کو چھوڑ دینا مناسب نہیں اگرچہ وہ وجوب کا درجہ نہ بھی رکھتا ہو۔

۱۷۶۵- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ قُوتَبَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

۱۷۶۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کا قیام (نفل نماز) پڑھا کرتا تھا، پھر اس نے قیام اللیل چھوڑ دیا۔“

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار۔ فجر کی سنتوں سے متعلق احکام ومسائل

ﷺ: «لَا تَكُنْ يَا عَبْدَ اللَّهِ! مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ».

(المعجم ۶۰) - بَابُ وَقْتُ رَكْعَتِي الْفَجْرِ
(التهفة ۷۳۸) وَذِكْرِ الْأَخْتِلَافِ عَلَى نَافِعٍ.

باب: ۶۰۔ فجر کی دو رکعت (سنت) کا
(مسنون) وقت اور اس روایت میں
نافع سے اختلاف

۱۷۶۶- حضرت حصہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی
ﷺ فجر کی دوہکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۷۶۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ
قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ
عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتِي الْفَجْرِ
رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۷۶۷- حضرت حصہ رحمہ اللہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان دوہکی
رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۷۶۷- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ
إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ:
أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ
قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ
قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي
حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرَكُعُ
رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النَّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ
صَلَاةِ الْفَجْرِ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ
ہمارے نزدیک یہ دونوں روایتیں غلط ہیں۔ واللہ اعلم.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: كِلَا الْحَدِيثَيْنِ
عِنْدَنَا خَطَأٌ، وَاللَّهُ [تَعَالَى] أَعْلَمُ.

۱۷۶۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب الأذان بعد الفجر، ح: ۶۱۸ من حديث مالك عن نافع به، ومسلم، صلاة
المسافرين، باب استحباب ركعتي سنة الفجر، ح: ۸۷/۷۲۳ من حديث نافع به.

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار۔ فجر کی سنتوں سے متعلق احکام ومسائل

🌞 فائدہ: دونوں روایتوں سے مراد روایت ۱۷۶۶ اور ۱۷۶۷ ہیں۔ پہلی روایت میں غلطی یہ ہے کہ نافع اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے درمیان صفیہ کی بجائے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطہ چاہیے جیسا کہ روایت نمبر ۱۷۶۷ اور مابعد روایت میں ہے، یعنی نافع کے شاگردان میں سے صرف عبدالحمید بن جعفر، نافع عن صفیہ عن حفصہ کے طریق سے روایت کرتا ہے۔ باقی تمام تلامذہ جن کی تعداد تقریباً نو ہے، یہ سب نافع اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطہ ذکر کرتے ہیں ہاں عن صفیہ عن حفصہ کے بیان میں حضرت سالم بن عبداللہ نافع کی متابعت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی: ۱۵۳/۱۸) اور دوسری روایت: ۱۷۶۷ میں غلطی یہ ہے کہ اس میں اوزاعی کے شاگرد شعب کے بجائے یحییٰ (بن حمزہ) درست ہیں جیسا کہ آئندہ روایت میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم۔ تاہم جہاں تک مسئلے کا تعلق ہے وہ صحیح ہے۔

۱۷۶۸۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْكُضُ بَيْنَ النَّدَاءِ وَالصَّلَاةِ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۷۶۸۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی اذان اور نماز کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۷۶۹۔ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ حَمْزَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ. قَالَ هُوَ وَنَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَيْنَ النَّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ.

۱۷۶۹۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۷۷۰۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي

۱۷۷۰۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی

فجر کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النہار

رکعتیں پڑھتے تھے۔

أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ حَفْصَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النَّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ.

۱۷۷۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ

ﷺ صبح (کی نماز) سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۷۷۱۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ: إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرْتَنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الصُّبْحِ رَكَعَتَيْنِ.

۱۷۷۲۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ جب صبح کی

نماز کی اذان ہوتی تو رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے

پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۷۷۲۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْفُرَاتِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ.

۱۷۷۳۔ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

ہیں کہ جب مؤذن (اذان کہہ کر) خاموش ہوتا تو

رسول اللہ ﷺ دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۷۷۳۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرْتَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النہار

أَخْبَرَنَاهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۷۷۴۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ وَبَدَأَ الصُّبْحُ صَلَّى رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ.

۱۷۷۵۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أُخْتِي حَفْصَةُ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الْفَجْرِ رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

۱۷۷۶۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ ابْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

۱۷۷۷۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

بحر کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

۱۷۷۳۔ مومنوں کی ماں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا: جب مؤذن صبح کی اذان کہہ کر خاموش ہوتا اور صبح ظاہر ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کی اقامت سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۷۷۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ فجر کی نماز سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

۱۷۷۶۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب فجر طلوع ہوتی تو رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

۱۷۷۷۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

الْحَكَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

جب فجر طلوع ہوتی تو رسول اللہ ﷺ صرف دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

☀ فائدہ: فجر طلوع ہونے کے بعد عام نوافل سورج بلند ہونے تک منع ہیں۔ صرف صبح کی دو سنتیں ہی مشروع ہیں۔ فرض نماز سے قبل وہ اگر وہ رکعتیں پڑھ سکتے ہیں اور کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

۱۷۷۸۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا نُودِيَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ إِلَى الصَّلَاةِ.

۱۷۷۸۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب صبح کی نماز کی اذان ہوتی تو رسول اللہ ﷺ فرض نماز کو جانے سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

یہ روایت حضرت سالم نے بھی (حضرت نافع کے بجائے) ابن عمر عن حفصہ کی سند سے بیان کی ہے۔

☀ فائدہ: اب تک یہ روایت حضرت نافع کے واسطے سے ذکر کی گئی ہے، لیکن یہ روایت حضرت نافع کے ساتھی حضرت سالم بھی اسی سند سے بیان کرتے ہیں اب ان کی روایت ذکر کی جارہی ہے۔

۱۷۷۹۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَذَلِكَ بَعْدَ مَا يَطْلُعُ الْفَجْرُ.

۱۷۷۹۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ (فصل) فجر طلوع ہونے کے بعد ہوتا تھا۔ (یعنی دو رکعتوں کی ادائیگی)۔

۱۷۸- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَفْصَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَصَابَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت حصہ رحمہ اللہ کی روایت کا یہ صبر آ زما تکرار (۱۵ دفعہ) سند کے کچھ اختلافات ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ محدثین کے لیے یہ چیز بہت اہم اور معلومات افزا ہوتی ہے اگرچہ عام آدمی اسے بے فائدہ سمجھتا ہے۔ سند کے اختلافات سندیں دیکھ کر معلوم ہو سکتے ہیں۔ یاد رہے اس اختلاف سے حدیث کی حیثیت مجروح نہیں ہوتی کیونکہ حدیث صحیح سند سے محفوظ ہوتی ہے۔ تکرار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بعض دوسرے ضعیف راویوں نے سند کے بیان میں جو غلطیاں کی ہیں وہ واضح ہو جائیں۔ ان کی غلطی سے اصل اور صحیح سند مجروح نہیں ہوتی، لہذا اعمام الناس کو یہ اختلاف دیکھ کر پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ ہر تکرار میں یہ چیز مدنظر رہے۔

② یہ باب اور مسئلہ چند ابواب قبل گزر چکا ہے۔ یہاں دوبارہ اس باب کا ذکر صرف مذکورہ حدیث کی سند کا اختلاف ظاہر کرنے کے لیے ہے۔

۱۷۸۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ أَبِي عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ.

۱۷۸۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: تہجد کی لمبی رکعتوں کے بعد تو یہ رکعتیں واقعتاً لمبی ہی معلوم ہوتی ہیں۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ انہیں بھی سکون و اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر ہی پڑھتے تھے مگر آپ قراءت لمبی کرتے تھے مثلاً: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾۔

۱۷۸۲- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ ۱۷۸۲- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے، انھوں

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

فجر کی سنتوں سے متعلق احکام و مسائل

نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ پہلے آٹھ رکعات پڑھتے، پھر وتر (ایک رکعت) پڑھتے، پھر بیٹھ کر دو پڑھتے لیکن جب رکوع کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہو کر رکوع فرماتے۔ اور دو رکعتیں صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان پڑھتے تھے۔

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ وَبُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ.

۱۷۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب صبح کی اذان سنتے تو فجر کی دو سنتیں پڑھتے اور انھیں ہلکا پڑھتے تھے۔

۱۷۸۳۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَثَامُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيَخَفُّهُمَا.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ.

🌞 فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے درست نہیں بلکہ یہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے چونکہ اس کی سند میں حبیب بن ابی ثابت مدلس ہیں اور مذکورہ روایت عن سے بیان کرتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ قوی اندیشہ ہے کہ سند میں کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔ یا اس سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نہیں آتی، کوئی اور آتی ہے۔ (دونوں توجیہات کے فرق کو غور سے سمجھا جائے۔)

۱۷۸۴۔ حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے

۱۷۸۴۔ أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرِ قَالَ:

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

نماز تہجد سے متعلق احکام ومسائل

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ: أَنَّ شُرَيْحًا الْحَضْرَمِيَّ ذَكَرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَتَوَسَّدُ الْقُرْآنَ».

کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت شریح حضرمیؓ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”وہ قرآن کو سرہانہ نہیں بناتا۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① یہ الفاظ مدح بھی بن سکتے ہیں اور مذمت بھی۔ مدح اس طرح کہ وہ قرآن کی توہین نہیں کرتا کہ اسے سرہانے کی طرح نیچے پھینک دے یا اس پر سر رکھ لے بلکہ وہ اس کی تعظیم و توقیر کرتا ہے۔ اور مذمت اس طرح کہ وہ قرآن کو سرہانے کی طرح لازم نہیں پکڑتا، یعنی پابندی اور ہمیشگی سے اس کی دلجمعی سے تلاوت نہیں کرتا۔ ② [لَا يَتَوَسَّدُ الْقُرْآنَ] کا ایک ترجمہ یہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن اس کے ساتھ سرہانہ نہیں بناتا۔ (اس صورت میں قرآن فاعل ہوگا) اس معنی کو بھی تعریف اور مذمت دونوں پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ تعریف اور مدح اس طرح کہ قرآن حفظ کرنے کے بعد وہ سو یا نہیں رہتا کہ قرآن سرہانہ، یعنی نیند کا ذریعہ نہ بن جائے بلکہ وہ قرآن کے ساتھ جاگتا ہے، یعنی اسے پڑھتا ہے اور اسے یاد رکھتا ہے۔ اور مذمت اس طرح کہ اسے قرآن حفظ نہیں اور وہ اسے پڑھتا نہیں کہ جب وہ سوئے تو سرہانے کی طرح قرآن بھی اس کے ساتھ ہو۔ ③ اس روایت کا باب یعنی فجر کی سنتوں کے وقت سے کوئی تعلق نہیں البتہ رات کی نماز سے تعلق ہے کہ وہ قابل تعریف چیز ہے اور رات کی نماز سے سوئے رہنا قابل مذمت ہے۔ رات کی نماز تمام گزشتہ نیک لوگوں کا دستور اور معمول رہا ہے۔

(المعجم ۶۱) - بَابُ مَنْ كَانَ لَهُ صَلَاةٌ بِاللَّيْلِ فَعَلَبَهُ عَلَيْهَا النَّوْمُ (التحفة ۷۳۹)

باب ۶۱۔ جو آدمی رات کو تہجد پڑھتا ہو کبھی اس پر نیند غالب آجائے اور وہ نہ

پڑھ سکے تو؟

۱۷۸۵ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ عِنْدَهُ رِضَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ

۱۷۸۵۔ حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ انھیں ان کے نزدیک پسندیدہ شخص نے بتایا کہ ان کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو رات کو نفل نماز پڑھنے کی عادت ہو“

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار..... نماز تہجد سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَمْرٍ إِذْ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ»۔
پھر کسی دن اس پر نیند غالب آ جائے (اور وہ نفل نماز نہ پڑھ سکے) تو اللہ تعالیٰ (اس دن بھی) اس (معمول کی) نماز کا اجر اس کے لیے لکھ دیتا ہے اور اس کی نیند اس کے لیے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) صدقہ بن جاتی ہے۔“

🌞 فائدہ: سند میں مذکور ”پسندیدہ شخص“ حضرت اسود بن یزید ہیں۔ آئندہ حدیث کی سند میں اس کی صراحت ہے۔

(المعجم ۶۲) - إِسْمُ الرَّجُلِ الرَّضَىٰ

باب: ۶۲۔ پسندیدہ شخص کا نام

(التحفة ۷۴۰)

۱۷۸۶- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّدِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَانَتْ لَهُ صَلَاةٌ صَلَاةً مِنَ اللَّيْلِ فَتَامَ عَنْهَا كَانَ ذَلِكَ صَدَقَةً تَصَدَّقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ وَكَتَبَ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ»۔
۱۷۸۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کی کوئی مقرر شدہ نماز ہو جسے وہ لازماً رات کو پڑھتا ہو لیکن کسی دن (اتفاقاً) وہ سویا رہا (اور اسے نہ پڑھ سکا) تو نیند اس کے لیے صدقہ ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کیا ہے اور وہ اس کے لیے اس کی (مقررہ) نماز کا ثواب لکھے گا۔“

🌞 فائدہ: سابقہ حدیث کی سند میں حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ایک شخص کا واسطہ تھا جس کا نام ذکر کرنے کے بجائے صرف ”پسندیدہ شخص“ کہا گیا۔ مذکورہ حدیث میں اس کا نام مذکور ہے اور وہ ہے اسود بن یزیدؓ لہذا یہ عنوان قائم کیا۔

۱۷۸۷- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّدِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَمْرٍ إِذْ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ»۔
۱۷۸۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اسی طرح بیان کیا جیسے پہلے بیان ہوا ہے۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار ————— نماز تہجد سے متعلق احکام و مسائل
اللہ ﷻ قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَبُو جَعْفَرٍ امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ
الرَّازِيُّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ. اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابو جعفر رازی ہے جو
علم حدیث میں قوی اور معتبر نہیں۔

☀ فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ گویا ابو جعفر راوی کے واسطے سے منقول اس طریق کی تضعیف فرما رہے ہیں لیکن اس
نے صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی کیونکہ اس کے شاہد ملتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۶۳) - بَابُ مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي الْفَتِيَامَ فَنَامَ (النصفه ۷۴۱)
باب: ۶۳۔ جو آدمی سوتے وقت قیام اللیل
کی نیت رکھتا ہو مگر وہ (گہری نیند) سویا رہا

۱۷۸۸- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي قَابِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ سُؤْدِيدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَنْبُلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتَى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي أَنْ يَتَوَضَّعَ، يُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ فَعَلَّيْتُهُ عَيْنَاهُ حَتَّى أَصْبَحَ، كُتِبَ لَهُ مَا نَوَى وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ». خَالَفَهُ سُفْيَانُ.

۱۷۸۸- حضرت ابودرداء رحمہ اللہ سے روایت ہے اور وہ اسے نبی ﷺ تک پہنچاتے تھے آپ نے فرمایا: ”جو آدمی بستر پر لیٹے وقت نیت رکھتا ہو کہ رات کو (نماز تہجد کے لیے) اٹھے گا لیکن اسے گہری نیند آگئی اور وہ صبح تک سویا رہا تو اس کے لیے اس نماز کا ثواب لکھا جائے گا جس کی اس نے نیت کی اور اس کی نیند اس کے رب عزوجل کی طرف سے اس پر نوازش ہوگی۔“
سفیان نے اس روایت میں حبیب بن ابی ثابت کی مخالفت کی ہے۔

☀ فائدہ: حبیب نے یہ روایت مرفوع (فرمان رسول اللہ ﷺ) بیان کی تھی جبکہ سفیان اسے موقوف (صحابی کا فرمان) بیان کرتے ہیں۔ دوسرے سفیان یہ روایت شک کے ساتھ بیان کرتے ہیں نیز سنن نسائی کے تمام نسخوں میں عن ابی ذر و ابی الدرداء ہے یہ سند میں ضعیف ہے۔ درست بجائے واو کے او ہے، یعنی شک کے ساتھ جیسا کہ اسنن الکبریٰ للنسائی میں ہے: (۳۵۷/۱) سنن کبریٰ میں سفیان ثوری کے ساتھ سفیان

نماز تہجد سے متعلق احکام و مسائل

بن عیینہ بھی ہیں، گویا دونوں ہی حبیب بن ابی ثابت کی مذکورہ مخالفت میں شریک ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۱۸/۱۷۱، ۱۷۲) یہ وضاحت تو سندی اختلاف کی تھی۔ رہی صحت حدیث تو بلا شک متن حدیث قابلِ جت ہے۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق یہ روایت موقوفاً اُصح ہے، لیکن چونکہ اس میں راوی کے اجتہاد اور رائے کا دخل نہیں، اس لیے حکماً مرفوع ہے، نیز اس کے شاہد بھی ملتے ہیں۔ اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (إرواء الغلیل للألبانی، رقم الحدیث: ۳۵۳)

۱۷۸۹- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : سَمِعْتُ سُؤَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ مَوْفُوعًا .

(المعجم ۶۴) - بَابُ: كَمْ يُصَلِّي مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ مَنَعَهُ وَجَعَ (التحفة ۷۴۲)

باب: ۶۴- جو شخص رات کی معمول کی نماز سے سویا رہا یا کسی تکلیف کی وجہ سے نہ پڑھ سکا تو وہ دن کو کتنی رکعات پڑھے؟

۱۷۹۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يَصَلِّ مِنَ اللَّيْلِ مَعَهُ مِنْ ذَلِكَ نَوْمٌ - غَلَبَتْهُ عَلَيْهِ - أَوْ وَجَعَ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

☀️ **فائدہ:** رسول اللہ ﷺ عموماً گیارہ رکعات پڑھتے تھے، لیکن جب کبھی مذکورہ وجوہات کی بنا پر رات کو یہ نماز نہ پڑھ سکتے تو دن کے وقت گیارہ کی بجائے ایک رکعت کا ایضا فرما کر ان کو جھٹ بنالیتے اور بارہ رکعات پڑھ لیتے۔ اگر گیارہ کی بجائے دس پڑھتے تو نوافل میں کہہ جاتی لیکن آپ نے کسی کو پسند نہیں فرمایا۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

(المعجم ۶۵) - بَابُ: مَنْ يَبْضِي مَنْ نَامَ
عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ (التحفة ۷۴۳)

نماز تہجد سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۶۵۔ جو شخص رات کو اپنی مقررہ
نفل نماز (تہجد) سے سویا رہا تو وہ کب

اس کی ادائیگی کرے؟

۱۷۹۱۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو اپنی مقرر شدہ
مکمل یا کچھ نماز سے سویا رہا (نہ پڑھ سکا) پھر وہ اسے
فجر کی نماز (طلوع شمس) سے نماز ظہر تک پڑھ لے تو اس
کا ثواب یوں لکھا جائے گا گویا اس نے رات کو پڑھی۔“

۱۷۹۱ - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ وَعُبَيْدَ اللَّهِ أَخْبَرَاهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ».

🌞 فائدہ: البتہ دو چیزیں ملحوظ رکھے۔ وقت نفل نماز کے لیے مکروہ نہ ہو اور طاق کی بجائے ایک رکعت زائد کر کے جفت پڑھے۔ یہ تب ہے جب رات کے نوافل کی ادائیگی کرنی ہو، لیکن اگر صرف وتر کی ادائیگی ہی مقصود ہے تو طاق وتر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۷۹۲۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص رات کو اپنی معمول
کی مکمل یا کچھ نفل نماز سے سویا رہا، پھر اس نے اسے صبح
کی نماز (کا وقت ختم ہونے اور مکروہ وقت گزرنے کے
بعد) سے ظہر کی نماز تک پڑھ لیا تو یوں سمجھو اس نے
رات ہی کو پڑھی۔“

۱۷۹۲ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: [قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:] «مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ» أَوْ قَالَ: «عَنْ حِزْبِهِ، مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِلَى صَلَاةِ الظُّهْرِ فَكَأَنَّمَا

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار نماز تہجد سے متعلق احکام ومسائل
قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ»

☀ فائدہ: یعنی ثواب کے لحاظ سے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے، نیز معلوم ہوا کہ رات کو نماز (نفل) پڑھنے کا ثواب دن کو پڑھنے سے بہت زیادہ ہے علاوہ محذور شخص کے۔

۱۷۹۳۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: مَنْ قَاتَهُ حِزْبُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَهُ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ إِلَى صَلَاةِ الظُّهْرِ فَإِنَّهُ لَمْ يَفْتِنُهُ أَوْ كَأَنَّهُ أَذْرَكَهُ.

۱۷۹۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص سے رات کی مقررہ (نفل) نماز رہ گئی اور اس نے زوال شمس سے لے کر ظہر کی نماز تک پڑھ لی تو یوں سمجھو کہ وہ نماز اس سے نہیں رہی بلکہ گویا اس نے بروقت پڑھ لی۔

رَوَاهُ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ
حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے حمید نے اسے موقوف بیان کیا ہے۔ موقوفاً.

☀ فوائد ومسائل: ① مقصود یہ ہے کہ آئندہ روایت میں یہی الفاظ حمید کی طرف منسوب ہیں۔ حمید تابعی ہیں اور تابعی کے قول و فعل کو مقطوع کہا جاتا ہے گویا یہاں موقوف سے مقطوع مراد ہے۔ ② ہمارے نسخے کے مطابق عبارت کا بظاہر وہی مفہوم ہے جو ذکر ہوا۔ ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: (۱۷۸/۱۷۸) کے نسخے میں حمید بن عبدالرحمن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اگر یہ اضافہ درست ہے تو پھر موقوف اپنے اصطلاحی معنی میں مستعمل ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ ضروری نہیں نماز ہی مراد ہو بلکہ قرآن مجید یا ذکر و درود بھی مراد ہو سکتا ہے اور اس کا حکم بھی یہی ہے۔ ④ اس روایت میں زوال شمس کا لفظ کسی راوی کی غلطی ہے، طلوع شمس چاہیے جیسے پہلی روایات میں ہے۔ ⑤ باب کے تحت ان تین روایات میں فرق یہ ہے کہ پہلی اور دوسری روایت رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہے اور آخری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اور آئندہ روایت صحابی کی بجائے تابعی (حمید) کی طرف منسوب ہے۔ پہلی کو مرفوع دوسری کو موقوف اور تیسری کو مقطوع کہتے ہیں۔

۱۷۹۴۔ أَخْبَرَنَا سُؤْدَةُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ۱۷۹۳۔ حضرت حمید بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار _____ سنن مؤکدہ سے متعلق احکام ومسائل

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: مَنْ قَاتَهُ وَزُدَّهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَقْرَأْهُ فِي صَلَاةٍ قَبْلَ الظُّهْرِ فَإِنَّهَا تَعْدِلُ صَلَاةَ اللَّيْلِ.

کہ جس آدمی کا رات کا مقررہ ورد (ذکر قرآن یا نماز) رہ جائے تو وہ اسے ظہر کی نماز سے پہلے کسی (نفل) نماز میں پڑھ لے تو یہ نماز بھی رات کی نماز کے برابر ہی تصور ہوگی۔

(المعجم ۶۶) - ثَوَابُ مَنْ صَلَّى فِي النَّيْمِ وَاللَّيْلَةِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَسُوَّى الْمَكْنُوبَةِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ فِيهِ لِحَبْرٍ أَمْ حَبِيبَةٍ فِي ذَلِكَ وَالْاِخْتِلَافِ عَلَى عَطَاءٍ (التحفة ۷۴۴)

باب: ۶۶۔ جو آدمی دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) پڑھے اسے کیا ثواب ملے گا؟ اور اس بارے میں حضرت ام حبیبہؓ کی روایت نقل کرنے والوں کا اختلاف، نیز حضرت عطاء کے

شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: حضرت عطاء نے اس روایت کو کہیں حضرت عائشہؓ سے بیان فرمایا ہے اور کہیں حضرت ام حبیبہؓ سے۔ کبھی اپنے اور ام حبیبہ کے درمیان واسطے کا ذکر بھول گیا ہے اور کہیں نام لیا ہے۔ یہ اختلاف دراصل ان کے شاگردوں میں ہے۔ کسی نے ایک طرح بیان کیا کسی نے دوسری طرح۔

۱۷۹۵۔ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ بْنُ جَعْفَرِ النَّيْسَابُورِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَشَلِيمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَابَرَ عَلَى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي النَّيْمِ وَاللَّيْلَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ

۱۷۹۵۔ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات (سنت) پر پابندی کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ان کی ترتیب یوں ہے): ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد دو اور فجر (کی نماز) سے پہلے دو۔“

سنن مؤکدہ سے متعلق احکام و مسائل

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النهار

الْمَغْرِبِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ».

☀ فائدہ: انھیں سنن مؤکدہ کہلاتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے انھیں پابندی سے پڑھا ہے۔ اگر کبھی کبھار گھبرا جائیں تو ان کی قضا دی ہے لہذا ان میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ سنت مؤکدہ کو بلا عذر چھوڑ دینا قابل ملامت ہے۔ عذر سے مراد سفر، مرض یا شدید مصروفیت وغیرہ ہے۔

۱۷۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بارہ رکعات پر پابندی اور ہمیشگی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ (ان کی ترتیب یوں ہے): ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو مغرب کی نماز کے بعد دو عشاء کے بعد دو اور فجر کی نماز سے پہلے دو۔“

۱۷۹۶۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ عَنِ الْمُغْبِرَةِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَابَرَ [عَلَى] اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ قَبْلَ الْفَجْرِ».

۱۷۹۷۔ حضرت ام حبیبہ بنت الیوسفیان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو شخص دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“

۱۷۹۷۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أُعَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَخْبَرْتُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَكَعَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ سَوَى الْمَكْتُوبَةِ، بَنَى اللَّهُ لَهُ بِهَا بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۱۷۹۸۔ حضرت ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ میں

۱۷۹۸۔ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النهار

سنن مؤکدہ سے متعلق احکام و مسائل

نے حضرت عطاء سے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ جمعے سے پہلے بارہ رکعات پڑھتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کو کون سی روایت پہنچی ہے؟ انھوں نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عتبہ بن ابوسفیان کو کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی دن اور رات میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنت) پڑھے گا، اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: بَلَّغْنِي أَنَّكَ تَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، مَا بَلَغَكَ فِي ذَلِكَ؟ قَالَ: أَخْبَرْتُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ حَدَّثَتْ عُبَيْسَةَ بْنَ أَبِي سُوَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: «مَنْ رَكَعَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ سِوَى الْمَكْتُوبَةِ بَنَى اللَّهُ عَرْزًا وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

🌞 فائدہ: ان بارہ رکعات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد گزشتہ احادیث میں گزر چکی ہے۔ حضرت عطاء نے اسے عام سمجھا مگر یہ درست نہیں۔

۱۷۹۹۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو شخص ایک دن میں بارہ رکعات (سنن مؤکدہ) پڑھے گا، اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“

۱۷۹۹۔ أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جَبَّانَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُبَيْسَةَ بْنِ أَبِي سُوَيْدٍ، عَنْ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ عَرْزًا وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء نے عتبہ سے نہیں سنا۔ (جیسا کہ آئندہ روایت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ درمیان میں حضرت یحییٰ بن اُمیہ کا واسطہ ہے۔)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: عَطَاءٌ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ عُبَيْسَةَ.

۱۸۰۰۔ حضرت یحییٰ بن اُمیہ فرماتے ہیں کہ میں

۱۸۰۰۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار سنن مؤکدہ سے متعلق احکام ومسائل

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ سَعِيدٍ الطَّائِفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَجَاحٍ عَنْ يَغْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قَدِمْتُ الطَّائِفَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَنَسَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ بِالْمَوْتِ، قَرَأْتُ مِنْهُ جَزَعًا فَقُلْتُ: إِنَّكَ عَلَى خَيْرٍ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي أُخْتِي أُمُّ حَبِيبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالنَّهَارِ أَوْ بِاللَّيْلِ بَنَى اللَّهُ عَرْزًا وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ». خَالَفَهُمْ أَبُو يُونُسَ الْقَشِيرِيُّ.

طائف میں آیا تو حضرت عنسہ بنت ابوسفیان کے پاس گیا جبکہ وہ قریب الموت تھے۔ میں نے ان میں گھبراہٹ محسوس کی تو میں نے کہا: (مت گھبرائیں) آپ نیکی پر قائم ہیں (یا ان شاء اللہ آپ سے اچھا سلوک ہوگا۔) انھوں نے فرمایا: مجھے میری ہمیشہ محترمہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دن رات میں بارہ رکعات (سنن مؤکدہ) پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔“ ابویونس قشیری نے ان سب کی مخالفت کی ہے۔

🌞 فوائد ومسائل: ① ابویونس قشیری حضرت عطاء کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے حضرت عطاء بن ابی رباح کا استاد شہید بن حوشب ذکر کر کے حضرت عطاء کے دوسرے شاگردوں کی مخالفت کی ہے جن کی روایات ابھی گزری ہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ ابویونس نے روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ گویا روایت مرفوع کے بجائے موقوف ذکر کی جبکہ دوسرے شاگرد اسے مرفوع بیان کرتے ہیں۔ ② یعنی وہ جنت میں داخل ہوگا ورنہ گھر کا کیا فائدہ؟ نیز امید ہے کہ اولیں طور پر داخل ہوگا ورنہ مطلق دخول تو محض ایمان کی بنا پر بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۰۱۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ بْنُ نَعْنَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جِبَّانٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَكْنِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي يُونُسَ الْقَشِيرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي رَجَاحٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ فَصَلَّى قَبْلَ الظُّهْرِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

۱۸۰۱۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو آدمی ایک دن میں بارہ رکعات پڑھے۔ ظہر سے پہلے (چار بعد میں دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد دو اور فجر سے پہلے دو) تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

سنن مؤکدہ سے متعلق احکام و مسائل



فائدہ: ”ظہر سے پہلے“ یہ معنی اس حدیث کو دوسری حدیث کے مطابق کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

۱۸۰۲۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”بارہ رکعات ایسی ہیں کہ جو شخص انہیں (پابندی سے) پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔ چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو بعد میں مغرب کی نماز کے بعد دو رکعات عشاء کی نماز کے بعد دو رکعات اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعات۔“

۱۸۰۲۔ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَنَسَةَ بِنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «ثِنْتَا عَشْرَةَ رَكْعَةً مَنْ صَلَّى اللَّهُ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ».

۱۸۰۳۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی بارہ رکعات (سنت) پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔ ظہر سے پہلے چار بعد میں دو عصر سے پہلے دو مغرب کے بعد دو اور صبح کی نماز سے پہلے دو۔“

۱۸۰۳۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ الْمُسَيْبِ، عَنْ عَنَسَةَ بِنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۱۸۰۲۔ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل السنن الراتبية قبل الفرائض وبعدهن وبين عددن، ح: ۷۲۸ من حديث عمرو بن أوس به مختصراً، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۷۲، وقال النسائي: "خالفه زهير، فرواه عن أبي إسحاق عن المسيب بن رافع ولم يرفع الحديث"، وهذه العلة ليست بقادحة، وللحديث شواهد.

۱۸۰۳۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء فيمن صلى في يوم وليلة ثنتي عشرة ركعة... الخ، ح: ۴۱۵ من حديث أبي إسحاق به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۷۹، وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن ماجه، ح: ۱۱۴۲ وغيره، وأصل الحديث صحيح دون قوله: "واثنتي قبل العصر". * المسيب هو

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار _____ سنن مؤکرہ سے متعلق احکام ومسائل

أَزْبَعَا قَبْلَ الطُّهْرِ، وَائْتَنَيْنِ بَعْدَهَا، وَائْتَنَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ، وَائْتَنَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَائْتَنَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: فَلْيُحْبِ بْنِ سَلِيمَانَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ. امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ (سند میں مذکور راوی) فتح بن سلیمان قوی نہیں۔

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس روایت میں عشاء کے بعد دو کی بجائے عصر سے پہلے دو کا ذکر راوی کی غلطی ہے اور وہ فتح بن سلیمان ہے جو ضعیف ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے اسے [لَيْسَ بِالْقَوِيِّ] "وہ قوی نہیں" کہا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اسے متابعت میں قبول کیا ہے۔

۱۸۰۴۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلِيمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْمُسَيْبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عُنْبَسَةَ أُنْجِي أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً سَوَى الْمَكْتُوبَةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَزْبَعَا قَبْلَ الطُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَثِنْتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ وَثِنْتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَثِنْتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۱۸۰۳۔ حضرت ام حبیبہ رحمہا فرماتی ہیں کہ جو شخص دن اور رات میں فرض نماز کے علاوہ بارہ رکعات (سنن) مؤکرہ) پڑھے گا اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا: ظہر سے پہلے چار بعد میں دو عصر سے پہلے دو مغرب کے بعد دو اور صبح سے پہلے دو۔

باب: ۶۷۔ اسماعیل بن ابی خالد

بابت اختلاف

(المعجم ۶۷) - الْإِخْتِلَافُ عَلَى

إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ (التحفة ۷۴۴) -

الف

۱۸۰۵۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ ۱۸۰۵۔ حضرت ام حبیبہ رحمہا سے روایت ہے نبی

۱۸۰۴۔ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۷۳.

۱۸۰۵۔ [صحیح] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في ثنتي عشرة ركعة من السنة، ح: ۱۱۴۱ من

حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۷۴، وقال النسائي: "خالقه يعلى بن عبيد: فوقف الحديث"،

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار

سنن مؤکدہ سے متعلق احکام ومسائل

إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَنَسَةَ بِنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات پڑھے گا“ اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔“

فائدہ: اسماعیل کے شاگرد یزید بن ہارون نے اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے جبکہ یحییٰ اور عبد اللہ نے اسے موقوف بیان کیا ہے جیسا کہ آئندہ تین روایات سے صاف ظاہر ہے۔

۱۸۰۶۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَغْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَنَسَةَ بِنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سَوَى الْمَكْتُوبَةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ.

۱۸۰۶۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص رات اور دن میں فرضوں کے علاوہ بارہ رکعات پڑھے گا“ اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

۱۸۰۷۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيٍّ وَجِبَّانٌ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً سَوَى الْمَكْتُوبَةِ بَنَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. لَمْ يَرْفَعْهُ حُصَيْنٌ وَأَدْخَلَ بَيْنَ عَنَسَةَ وَبَيْنَ الْمُسَيَّبِ ذَكْوَانَ.

۱۸۰۷۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص دن اور رات میں فرضوں کے علاوہ بارہ رکعات (سنن مؤکدہ) پڑھے گا“ اللہ عز وجل اس کے لیے جنت کے اندر گھر بنائے گا۔ حصین نے اس حدیث کو مرفوع بیان نہیں کیا، نیز اس نے عنسہ اور مسیب کے درمیان ذکوان کا واسطہ بیان کیا ہے۔

۲۰۔ کتاب قیام اللیل و تطوع النهار

۱۸۰۸۔ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَنَسَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ مَنْ صَلَّى فِي يَوْمِ ثِنْتِي عَشْرَةِ رَكْعَةٍ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ.

۱۸۰۹۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمِ ثِنْتِي عَشْرَةِ رَكْعَةٍ سَوَى الْفَرِيضَةِ بَنَى اللَّهُ لَهُ أَوْ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي لُجَّةٍ».

۱۸۱۰۔ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنِي حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةٍ فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۱۸۱۱۔ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ:

سنن مؤکدہ سے متعلق احکام و مسائل

۱۸۰۸۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جو شخص ایک دن میں بارہ رکعات پڑھے گا اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

۱۸۰۹۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی ایک دن میں فرض نمازوں کے علاوہ بارہ رکعات پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“ یا (فرمایا: ”اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا۔“

۱۸۱۰۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایک دن رات میں بارہ رکعات پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔“

۱۸۱۱۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو آدمی

۱۸۰۸۔ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۱۴۷۶. * وهب هو ابن بقية، وخالد هو ابن عبدالله، وحصين هو ابن عبد الرحمن.

۱۸۰۹۔ [صحيح] أخرجه أحمد: ۳۲۶/۶ من حديث عاصم بن بهدلة به (وهو ابن أبي النجدود)، وهو في الكبرى، ح: ۱۴۷۷. * حماد هو ابن زيد، وأبو صالح هو ذكوان السمان.

۱۸۱۰۔ [صحيح] انظر الحديث السابق. * حماد هو ابن سلمة.

۱۸۱۱۔ [صحيح] انظر الحديثين السابقين. * حماد هو ابن سلمة، والنضر هو ابن شميل، وإسحاق هو ابن

۲۰- کتاب قیام اللیل وتطوع النهار سنن مؤکدہ سے متعلق احکام ومسائل

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ: **دُنْ** مِیں بارہ رکعات پڑھے گا اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ عَنْ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمِ انْتَهَى عَشْرَةَ رَكْعَةٍ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ».

۱۸۱۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى فِي يَوْمِ انْتَهَى عَشْرَةَ رَكْعَةٍ سَوَى الْفَرِيضَةِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا خَطَأٌ. وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ ضَعِيفٌ، هُوَ ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ، وَقَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَوْجِهِ سَوَى هَذَا الْوَجْهِ بِغَيْرِ اللَّفْظِ الَّذِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) فرماتے ہیں کہ یہ روایت درست نہیں (یعنی اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر صحیح نہیں ہے بلکہ امام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر صحیح ہے۔ اور اس حدیث کا ایک راوی محمد بن سلیمان ضعیف ہے۔ وہ ابن الاصبہانی ہے۔ یہ روایت اس سند (مذکورہ) کے علاوہ کئی سندوں سے بیان کی گئی ہے مگر ان میں مذکورہ الفاظ نہیں ہیں۔

۱۸۱۳- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَسَنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَطِيَّةٍ عَنْ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار _____ سنن مؤکدہ سے متعلق احکام ومسائل

جب حضرت عنہ بن ابوسفیان کی وفات قریب ہوئی تو وہ تڑپنے لگے۔ ان سے کہا گیا (یعنی ان کو تسکین دی گئی) تو انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ سے یہ بیان فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس شخص نے ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کا گوشت آگ پر حرام کر دے گا۔“ جب سے میں نے یہ روایت سنی ہے میں نے یہ رکعات نہیں چھوڑیں۔

عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ الْعَطَّارُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَمَاعَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أُعَيْنَ، عَنْ أَبِي عَمْرِو الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ بِعَنْبَسَةَ جَعَلَ يَتَضَوَّرُ فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ رَكَعَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَحْمَهُ عَلَى النَّارِ». فَمَا تَرَكَتُهُنَّ مِنْذُ سَمِعْتُهُنَّ.

۱۸۱۴۔ حضرت عنہ بن ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ اور میری ہم شیرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے محبوب ابوالقاسم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: ”جو بھی مومن شخص ظہر کے بعد چار رکعات پڑھتا ہے تو ان شاء اللہ کبھی بھی اس کے چہرے کو آگ نہیں چھوئے گی۔“

۱۸۱۴۔ أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَبِي أَنَسَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ بْنُ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عَنِ الْقَاسِمِ الدَّمَشَقِيِّ، عَنْ عَنبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: أَخْبَرْتَنِي أُخْتِي أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ حَبِيبَةَ أُمَّ الْقَاسِمِ ﷺ أَخْبَرَهَا قَالَ: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَتَمَسَّ وَجْهَهُ النَّارُ أَبَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ».

۱۸۱۵۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”جو شخص ظہر سے پہلے

۱۸۱۵۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

۲۰- کتاب قیام اللیل وتطوع النہار

سنن مؤکدہ سے متعلق احکام ومسائل

چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات (پابندی سے) پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرمادے گا۔“

عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَنَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى النَّارِ».

۱۸۱۶- حضرت مروان نے کہا کہ جب یہ روایت

[عَنْسَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] ہمارے استاد سعید بن عبد العزیز پر پڑھی جاتی تھی تو وہ اس کا انکار نہیں کرتے تھے بلکہ اسے برقرار رکھتے تھے۔ لیکن جب وہ خود یہ روایت بیان فرماتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کا ذکر نہیں فرماتے تھے بلکہ کہتے تھے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات پڑھے اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرمادے گا۔

۱۸۱۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عَنَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَ مَرْوَانُ: وَكَانَ سَعِيدٌ إِذَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَقَرَّ بِذَلِكَ وَلَمْ يُنْكِرْهُ وَإِذَا حَدَّثَنَا بِهِ هُوَ لَمْ يَوْفَعُهُ قَالَتْ: مَنْ رَكَعَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) بیان کرتے ہیں کہ حضرت مکحول نے حضرت عنسہ سے کچھ نہیں سنا۔ (یعنی یہ روایت منقطع ہے۔)

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: مَكْحُولٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَنَسَةَ شَيْئًا.

۱۸۱۷- حضرت سلیمان بن موسیٰ بیان کرتے ہیں

کہ جب حضرت محمد بن ابوسفیان کو موت آنے لگی تو انھیں بڑی گھبراہٹ اور بے قراری لاحق ہوگئی۔ انھوں نے فرمایا: مجھے میری ہمشیرہ محترمہ حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان

۱۸۱۷- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ مُوسَى يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار سنن مؤکدہ سے متعلق احکام ومسائل

قَالَ: لَمَّا نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ أَخَذَهُ أَمْرٌ شَدِيدٌ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أُخْتِي أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى النَّارِ».

ﷺ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات پر پابندی کرے اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرمادیتا ہے۔“

۱۸۱۸۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الشَّعْبِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَنِسَةَ بِنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ».

۱۸۱۸۔ حضرت ام حبیبہ ﷺ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد چار رکعات (پابندی سے) پڑھے گا اسے آگ نہ چھوئے گی۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ مَرْوَانَ مِنْ حَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث غلط ہے۔ صحیح حدیث مروان کی ہے جو وہ سعید بن عبد العزیز سے بیان کرتے ہیں۔

🌞 فوائد ومسائل: ① بعض محققین نے کہا ہے کہ یہ الفاظ حدیث نمبر ۱۸۱۷ کے بعد ہونے چاہئیں، یعنی حدیث

نمبر ۱۸۱۷ میں محمد بن ابوسفیان کا ذکر درست نہیں ہے ان کے بجائے عنبسہ بن ابی سفیان درست ہے جیسا کہ مروان کی حدیث (نمبر ۱۸۱۵، ۱۸۱۶) میں ہے۔ اگر یہ الفاظ ہمیں درست ہوں (یعنی حدیث نمبر ۱۸۱۸ کے بعد) تو پھر یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کی مذکورہ سند (عبد اللہ شعبی عن عنبسہ) کے بجائے مروان والی حدیث کی سند (محمول عن عنبسہ) ذکر ہونی چاہیے۔ واللہ اعلم۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت ام حبیبہ ﷺ کی روایت کی مختلف (۲۳) سندیں ذکر کی ہیں۔ بعض راویوں کی غلطیاں ظاہر کرنے کے لیے ان کو یہ طویل تکرار کرنی پڑی مثلاً: بعض راویوں نے اسے بجائے حضرت ام حبیبہ ﷺ کے حضرت عائشہ ﷺ سے بیان کر دیا، بعض نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کر دیا۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے۔ یہ روایت حضرت ام حبیبہ ﷺ سے ہے۔ اسی طرح

۲۰۔ کتاب قیام اللیل وتطوع النهار _____ سنن مؤکدہ سے متعلق احکام ومسائل

صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے، یعنی نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ بعض راویوں نے اسے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا اپنا قول بیان کر دیا۔ اس کے علاوہ بھی سندوں میں کچھ اختلافات ہیں جو تمام اسانید کو بغور دیکھنے سے سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں فائدہ حدیث نمبر ۸۰۷۱ مد نظر رکھا جائے تاکہ کچھ غلط فہمیوں سے بچاؤ ہو سکے۔ ⑤ سنن مؤکدہ کی پابندی کے ساتھ ادائیگی سے جنت کا دخول اولیں یا آگ کی حرمت مشروط ہے کہ اس نے کوئی ایسا گناہ نہ کیا ہو جو ناقابل معافی ہو، مثلاً: شرک۔ اسی طرح حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد بھی اتنی نیکیاں بچ جائیں جو اولیں طور پر جنت میں لے جائیں، نیز یہ ثواب اس کام کا انفرادی ثواب ہے، جب ساتھ گناہ بھی ہوں تو ظاہر ہے ان کی مقررہ سزا سے بھی مفر نہیں۔ مجموعی طور پر ثواب غالب آ جائے یا عذاب، یہ الگ بات ہوگی۔ بعض گناہ ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے قسم کھا رکھی ہے کہ ضرور جہنم میں لے جائیں گے، لہذا آخری فیصلہ تمام نیکیوں اور برائیوں کی جزا و سزا کو ملانے ہی سے ہوگا، نیز کسی ایک حدیث کو باقی احادیث پر غالب نہیں کیا جاسکتا بلکہ تمام احادیث کو ملا کر ہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ ⑥ آخری احادیث میں صرف ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات ہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ گویا یہ حدیث پہلی احادیث سے مختلف ہے جن میں بارہ رکعات کا ذکر ہے۔ بارہ رکعات سنن پڑھنے پر دخول جنت کی ضمانت دی گئی ہے اور ظہر کی نماز سے پہلے اور بعد چار چار رکعات پڑھنے پر آگ کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ دونوں الگ الگ معانی ہیں۔ ⑦ عشاء اور عصر کی نمازوں سے قبل چار چار رکعات کا ذکر بھی بعض روایات میں ہے اور ان کی فضیلت بھی وارد ہے جبکہ عشاء سے قبل چار رکعات سنت کی روایت ضعیف ہے۔ عصر سے قبل چار رکعات کی ادائیگی پر رسول اللہ ﷺ کی خصوصی دعا ہے۔ غرض یہ چار رکعات ضروری یا مؤکد نہیں صرف مستحب ہیں۔ واللہ اعلم۔ ⑧ امام نسائی رحمہ اللہ نے تو بارہ رکعات والی روایات ہی ذکر فرمائی ہیں۔ بعض روایات میں بارہ کے بجائے دس رکعات پر یہی ثواب بیان کیا گیا ہے۔ ان میں ظہر سے پہلے چار کے بجائے دو رکعات کا ذکر ہے۔ گویا کبھی بکھارا اگر دو ہی پر اکتفا کر لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں، مگر معمول چار رکعات ہی ہونا چاہیے۔



www.minhajusunat.com

جنازے سے متعلق احکام و مسائل

”اسلام ایک عالمگیر مذہب اور مکمل ضابطہ حیات ہے جس طرح اس نے زندگی گزارنے کے طور طریقے سمجھائے ہیں اسی طرح مرنے کے بعد کے احکام بھی سکھائے ہیں۔ ہر شعبہ زندگی میں مکمل رہنمائی اور ہر مسئلے کا جامع اور احسن حل اس کی عالمگیریت کی بین دلیل ہے۔ یہ کتاب آدمی کے فوت ہونے کے بعد پیش آنے والے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس میں امام نسائی رحمہ اللہ نے جنازے کے مسائل تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ تفہیم مسائل اور سہولت استفادہ کے لیے چند بنیادی احکام اجمالاً ابتدا میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

* عیادت: بیمار پر ہی ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے۔ یہ بہت فضیلت والا عمل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی بیمار داری کے لیے جاتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک جنت کے باغوں میں رہتا ہے۔ (صحیح مسلم، البر والصلة، حدیث: ۲۵۶۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان دوسرے مسلمان کی دن کے اول حصے میں عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے شام تک رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان دن کے آخری حصے میں عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے صبح تک رحمت اور

۲۱- کتاب الجنائز جنازے سے متعلق احکام و مسائل

(۹۶۹) مذکورہ احادیث سے اور اس موضوع کی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کی عیادت کرنی چاہیے کیونکہ یہ باعث اجر ہے، نیز اس سے مریض کو تسلی ملتی ہے۔ عیادت کے موقع پر مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ نبی اکرم ﷺ سے تیمارداری کے موقع پر مختلف دعائیں منقول ہیں، ان میں سے کوئی بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ چند دعائیں پیش خدمت ہیں:

❶ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کے لیے جاتا ہے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر سات مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے تو وہ شفا یاب ہو جاتا ہے الا یہ کہ اس کی موت کا وقت آچکا ہو۔ [أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ] ”میں بزرگ و برتر اللہ عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا سے نوازے۔“ (سنن أبي داود، الجنائز، حدیث: ۳۱۰۶)

❷ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو فرماتے: [لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى] ”کوئی حرج نہیں (غم نہ کر) اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو (یہی بیماری تجھے گناہوں سے) پاک کرنے والی ہے۔“ (صحیح البخاری، المرض، حدیث: ۵۶۵۶)

❸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مریض (کے جسم) پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے: [أَذْهَبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَائِكَ شِفَاءَ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا] ”اے انسانوں کے رب! بیماری کو دور کر اور شفا دے۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں! ایسی شفا (دے) جو کسی بیماری کو نہیں چھوڑتی۔“ (صحیح البخاری، الطب، حدیث: ۵۷۵۰، و صحیح مسلم، السلام، حدیث: ۲۱۹۱)

* موت کی آرزو کرنا: موت کی آرزو کرنا درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”موت کی تمنا نہ کرو۔ اگر تم نیک ہو تو شاید زیادہ نیکی کر سکو اور اگر بدکار ہو تو بہ کر کے اللہ کو راضی کر سکو۔“ (صحیح البخاری، التمنی، حدیث: ۷۳۵)

۲۱۔ کتاب الجنائز - جنازے سے متعلق احکام و مسائل

فخصّص مر جاتا ہے تو اس کی (نیکی کرنے کی) امید ختم ہو جاتی ہے اور مومن کی لمبی عمر اسے نیکیوں ہی میں آگے بڑھاتی ہے۔“ (صحیح مسلم، الذکر والدعاء، حدیث: ۲۶۸۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کو اس مصیبت و تکلیف کی وجہ سے جو اس پر نازل ہوئی ہو موت کی تمنا ہرگز ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ اور اگر اس کی تمنا ضروری ہو تو پھر اس طرح کہنا چاہیے: [اللّٰهُمَّ! اَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرَ لِي] وَ تَوَفَّنِي اِذَا كَانَتْ الْوُفَاةُ خَيْرَ لِي“ اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک میری زندگی میرے لیے خیر کا باعث ہو اور جب میرے لیے وفات بہتر ہو تو مجھے وفات دے دے۔“ (صحیح البخاری، المرض، حدیث: ۵۶۷۱)

و صحیح مسلم، الذکر والدعاء، حدیث: ۲۶۸۰)

* خودکشی: خودکشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارتا ہے، وہ جہنم میں اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص نیزہ چھو کر اپنی جان دیتا ہے وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۳۶۵) یعنی اسے اسی صورت میں عذاب ہوتا رہے گا۔ حضرت جناب ﷺ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی زخمی تھا، اس نے خودکشی کر لی اللہ عزوجل نے فرمایا: میرے بندے نے اپنی جان خود کوئی اس لیے میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۳۶۳)

نبی اکرم ﷺ ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۷۸)

* تلقین: قریب الموت شخص کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرنی چاہیے، یعنی اسے مناسب طریقے سے کلمہ پڑھنے کی ترغیب دی جائے، یا اس کے پاس بیٹھ کر بلند آواز سے کلمہ پڑھا جائے تاکہ سن کر وہ بھی پڑھ لے۔ غرض جو طریقہ بھی اپنایا جائے اصل مقصود حاصل ہونا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ان لوگوں کو جو مرنے کے قریب ہوں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو۔“ (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۱۲)

نیز نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: [مَنْ سَكَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ] ”جس شخص کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ (سنن أبی داود، الجنائز، حدیث: ۳۱۱۶)

* غسل دینے کا طریقہ: فوت ہونے کے بعد سب سے پہلا مرحلہ غسل کا ہوتا ہے۔ غسل دینے والا نیت کرے اور بسم اللہ پڑھ لے۔ کفن کے ساتھ دو دستانہ نما لٹافے بنائے جاتے ہیں ان میں سے ایک کو اپنے بائیں ہاتھ پر چڑھائے اور میت کو سر کی جانب سے تھوڑا سا اوپر اٹھا کر اس کے پیٹ پر (ناف سے نیچے کی طرف) دبا کر ہاتھ پھیرے تاکہ فضلہ وغیرہ خارج ہونا ہو تو ہو جائے بعد میں کفن کی تلویش کا سبب نہ بنے، پھر اسے استیجا کر لیا جائے، بعد ازاں اس دستانے کو اتار دے دوسرا دستانہ باقی بدن کے لیے استعمال کرے پھر اسے غسل دینا شروع کرے اور پہلے اسے وضو کرائے، سر کا مسح اور پاؤں رہنے دیے جائیں۔ کھلی اور ناک میں پانی چڑھانا چونکہ ممکن نہیں ہوتا اس لیے روئی وغیرہ سے حسب امکان ہونٹ دانت اور ناک پانی لگا کر صاف کر لیے جائیں یہ کھلی اور استسحاق ہی تصور ہوگا۔ اس کے بعد پورے جسم کو ایسے پانی سے دھویا جائے جس میں میری کے پتے ملے ہوئے ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کا سر دھویا جائے پھر ڈاڑھی پھر پورا دایاں پہلو اس کے بعد پورا بایاں پہلو دھویا جائے پھر دائیں پہلو کو اٹھا کر پیچھے سے دھویا جائے اور پھر اسی طرح بائیں طرف سے اٹھا کر۔ غرض میت کو الٹا کرنے کی ضرورت نہیں۔ بعد میں پاؤں دھو لیے جائیں۔ آخری بار پانی بہاتے ہوئے اس میں کافور بھی شامل کر لیا جائے جو کہ ایک معروف خوشبو ہے۔ علمائے کرام اس کا فائدہ یہ بتاتے ہیں کہ اس سے جسم سخت ہو جاتا ہے اور کیڑے مکوڑے بھاگ جاتے ہیں۔ اگر میت کے جسم پر میل کچیل زیادہ ہو تو اسے زیادہ غسل دیا جاسکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان خواتین سے فرمایا تھا جو آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں کہ اسے تین بار یا پانچ بار یا سات بار غسل دو اور اگر ضرورت محسوس کرو تو اس سے زیادہ بھی غسل دے سکتی ہو۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۲۵۹) غسل کے بعد میت کے جسم سے پانی صاف کر دیا جائے اور اسے کفن پہنا دیا جائے۔ یہ غسل کا مسنون طریقہ ہے۔ جمہور کا موقف بھی یہی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغنی: ۳۱۸/۲، ۳۲۰) و کتاب المجموع شرح المہذب: ۱۳۰/۵، ۱۳۲

* تکفین: کفن تین کپڑوں میں دینا مسنون ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سہولہ بہستی کے ساتھ سفید رنگ کے تین ایسے کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سوتی تھے اور ان میں قمیص اور

۲۱- کتاب الجنائز جنازے سے متعلق احکام و مسائل

پکڑی نہیں تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۲۶۳، و صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۳۱) تین یکساں چادریں میت کے نیچے بچھا کر انھیں سادہ انداز میں لپیٹ لیا جائے۔ آج کل ہمارے ہاں جو طریقہ رائج ہے اس میں اوپر والی چادر کو سر والی جگہ سے چیر کر سر کو اس کے اندر سے گزار کر باہر نکال دیتے ہیں اور چادر کا باقی حصہ سینے پر ڈال دیتے ہیں پھر دائیں جانب کو موڑ کر میت پر ڈال لیتے ہیں اور پھر بائیں جانب کو پھر دوسری چادر کو لپیٹ لیتے ہیں اور پھر تیسری کو۔ بعد میں سر کی طرف بڑھے ہوئے کنارے پر ایک ہند لگا لیتے ہیں۔ اسی طرح ایک ہند پاؤں والی طرف اور ایک ہند سینے پر لگا لیتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ مقصد تین آنکلی چادروں میں کفن دینا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (المغنی: ۳۳۳/۲-۳۳۷، و کتاب المجموع شرح المہذب: ۱۵۳/۵، ۱۵۴) مستحب ہے کہ کفن سفید رنگ کا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اپنے کپڑوں میں سے سفید لباس زیب تن کیا کرو کیونکہ یہ تمہارے سب ملبوسات میں سے بہترین اور عمدہ لباس ہے اور اپنے مرنے والوں کو بھی اسی میں کفن دیا کرو۔“ (سنن ابی داؤد، الطب، حدیث: ۳۸۷۸، و جامع الترمذی، الجنائز، حدیث: ۹۹۳)

کفن صاف ستھرا اور عمدہ ہونا چاہیے، گھٹیا اور بوسیدہ کپڑا نہ ہو اور نہ بہت زیادہ مہنگا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [إِذَا كَفَنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ] ”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اسے اچھا کفن دینا چاہیے۔“ (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۳۳)

* تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا: موت کے وقوع کے یقینی ہونے کے بعد میت کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنَّ تَكَ صَلَاحَةً فَخَيْرٌ تَقْدُمُونَهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ تَكَ سِوَايَ ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ] ”جنازہ لے جانے میں جلدی کیا کرو اس لیے کہ اگر وہ نیک ہے تو پھر وہ بھلائی ہی ہے جس کی طرف تم اسے لے جا رہے ہو اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو پھر شر ہے جسے تم اپنی گردن سے اتار رہے ہو۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۳۱۵، و صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۳۳)

اس حدیث میں مذکور لفظ [أَسْرِعُوا] سے بعض علماء نے اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا ہے کہ جنازہ

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ جنازے سے متعلق احکام و مسائل

اٹھا کر چلنے میں جلدی کرو یعنی تیز چلو۔ بنا بریں دونوں مفہوم ہی درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

* سوار ہو کر جانا جائز ہے؟: جنازے کے ساتھ پیدل بھی جایا جاسکتا ہے اور سوار ہو کر بھی۔ سوار ہو کر جانے کی صورت میں آگے چلنے سے احتیاط کی جائے۔ مزید دیکھیے احادیث: ۱۹۴۳، ۲۰۲۸ اور ان کے فوائد۔

* مسجد میں جنازہ پڑھنا: جنازہ گاہ یا کھلے میدان میں نماز جنازہ پڑھنا افضل ہے لیکن مسجد میں پڑھنا بھی بلا کراہت جائز ہے۔ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ ان کا جنازہ مسجد میں پڑھا جائے تاکہ وہ بھی شرکت کر سکیں۔ لوگوں نے کچھ عجیب محسوس کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ کس قدر جلدی بھول گئے ہیں! حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔ (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۷۳) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔ (المصنف لعبد الرزاق: ۵۲۶/۳، ۵۲۷/۳) خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں ہی پڑھایا تھا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۲۰۶/۳) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ بھی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے مسجد ہی میں پڑھایا تھا۔ (المصنف لعبد الرزاق: ۵۲۶/۳، والسنن الکبریٰ للبیہقی: ۵۲/۳) علی کل حال اگر یہ ناجائز اور مکروہ ہوتا تو خلفائے راشدین اس پر عمل نہ کرتے۔

* نماز جنازہ کا طریقہ: نماز جنازہ رکوع ہجود کے بغیر کھڑے کھڑے ہی ادا کی جاتی ہے۔ سنت یہ ہے کہ امام مرد کے سر کے پاس اور عورت کے درمیان میں کھڑا ہو۔ نماز جنازہ میں چار سے نو تک تکبیریں جائز ہیں۔ لیکن اکثر عمل چار تکبیروں ہی پر ہے کیونکہ کثیر روایات میں چار تکبیرات ہی کا ذکر ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد تعوذ، سورۃ فاتحہ اور ساتھ کوئی اور سورت پڑھی جائے گی ثناء پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ نماز جنازہ میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اصولی بات ہے کہ عبادات میں دلیل ضروری ہے یہاں صرف قیاسات و آراء سے کام نہیں چلتا کہ عام نمازوں میں تو پڑھتے ہیں تو یہاں کیوں نہیں پڑھ سکتے جبکہ معاملات میں اصل اباحت ہے الا کہ کسی نوع کے معاملے کی شریعت میں نفی یا حرمت ثابت ہوتی ہو تو وہ قابل ترک ہوگا لہذا نماز جنازہ میں کسی صحیح صریح حدیث یا کسی صحابی کے اثر اور عمل سے دعائے

۲۱- کتاب الجنائز جنازے سے متعلق احکام و مسائل

استفتاح کی مشروعیت ثابت نہیں ہوتی، کچھ محتمل اور بے جا سی دلیلیں ہیں، اگر طالب حق کچھ غور اور تحقیق سے کام لے تو ان کی کمزوری اور ان سے وجہ استدلال کی قلعی کھل جاتی ہے۔ علمائے محققین نے اس کی بابت سیر حاصل اور ناقدانہ بحث و تحقیق سے کام لیا ہے لیکن رائج اور درست موقف یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں دعائے استفتاح کا پڑھنا ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (احکام الجنائز للالبانی، ص: ۱۵۱)

دوسری تکبیر کے بعد درود ابراہیمی تیسری تکبیر کے بعد دعائیں اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے۔ اگر زائد تکبیریں کہنی ہوں تو ان میں بھی دعائیں ہی پڑھنی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (احکام الجنائز و بدعھا للالبانی، ص: ۱۳۱-۱۳۶)

تکبیرات جنازہ کے ساتھ رفع الیدین رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں البتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، تعليقاً، الجنائز، باب سنة الصلاة على الجنازة، قبل الحديث: ۱۳۲۲، والسنن الكبرى للبيهقي ۴/۳۳) لہذا افضل یہ ہے کہ جنازے کی تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین نہ کیا جائے، سوائے پہلی تکبیر کے اور اگر کوئی کرتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ اس معاملے میں تشدد مناسب نہیں۔ واللہ اعلم۔

* نماز جنازہ کی دعائیں: تیسری تکبیر کے بعد مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے کوئی دعا بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ سب دعائیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

① [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيرِنَا وَ كَبِيرِنَا، وَ ذَكِّرْنَا وَ اُنْثَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَخِيهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ] ”اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردہ کو، حاضر اور غائب کو، چھوٹے اور بڑے کو مرد اور عورت کو، بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو فوت کرے اسے ایمان پر فوت کر۔ اے اللہ! ہمیں اس (میت) کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں کسی گمراہی (آزمائش) میں نہ ڈال۔“ (سنن أبي داود، الجنائز، حدیث: ۳۲۰۱، و سنن ابن ماجه، الجنائز، حدیث: ۱۳۹۸ و اللفظ له)

۲۱۔ کتاب الجنائز جنازے سے متعلق احکام و مسائل

② [اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَ أَكْرِمْ نُزْلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاعْسِلْهُ بِالسَّاءِ وَالتَّلَجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الْقُوبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَ أَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَ أَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَ زَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَ أَدْخِلْهُ الْحَنَّةَ وَاعْزُدْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ] ”الہی! اسے معاف فرما! اس پر رحم فرما! اسے عافیت میں رکھ! اس سے درگزر فرما! اس کی بہترین مہمانی فرما! اس کی قبر فراخ فرما! اسے (اس کے گناہ) پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال! اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا ہے۔ اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر (دنیا کے) لوگوں سے بہتر گھر والے اور اسے رفیق حیات سے بہتر رفیق عطا فرما! اسے بہشت میں داخل فرما

اور (قتنہ قبر) عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا۔“ (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۶۳)

③ [اللَّهُمَّ! إِنَّ فُلَانًا بَنَ فُلَانًا فِي ذِمَّتِكَ وَ حَبْلِي جَوَارِكَ فَفِيهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَ أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ فَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ] ”الہی! فلاں کا بیٹا فلاں تیرے سپرد اور تیری حفاظت میں ہے۔ اسے قتنہ قبر اور آگ کے عذاب سے بچا! تو (اپنے وعدے) وفا کرنے والا اور حق والا ہے۔ (الہی!) اسے معاف کر دے اور اس پر رحم فرما بلاشبہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔“ (سنن أبی داود، الجنائز، حدیث: ۳۲۰۲ و سنن ابن ماجہ، الجنائز، حدیث: ۱۳۹۹ و اللفظ لہ)

* جنازے کے بعد دعا: نماز جنازہ پڑھنے کے بعد وہاں کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر دعا کرنا بدعت ہے۔ قرآن و سنت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، تاہم مٹی ڈالنے کے بعد میت کی ثابت قدمی کے لیے دعا کرنا ثابت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: ”اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے باز پرس کی جائے گی۔“ (سنن أبی داود، الجنائز، حدیث: ۳۲۲۱)

* قبر کی بناوٹ: قبر دو قسم کی ہوتی ہے: ایک لحد، یعنی بگلی قبر اور دوسری شق، جس میں میت رکھنے کی جگہ قبر کے درمیان میں چھوٹا گڑھا کھود کر بنائی جاتی ہے۔ دونوں طریقے جائز ہیں البتہ لحد افضل ہے

جنازے سے متعلق احکام و مسائل

۲۱- کتاب الجنائز

کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی قبر لحد والی بنائی گئی تھی۔ (سنن ابن ماجہ، الجنائز، حدیث: ۱۵۵۷)
قبر گہری اور وسیع ہونی چاہیے کیونکہ گہری قبر میں میت زیادہ محفوظ رہتی ہے، نیز وسیع قبر میں دفن کرنا بھی آسان ہوتا ہے۔

پکی قبر بنانا حرام ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۷۰)
* طریقہ تدفین: میت کو قبر کی پاؤں والی جانب سے قبر میں داخل کیا جائے۔ سیدنا حارث رضی اللہ عنہ وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ انھوں نے ان کا جنازہ پڑھایا، پھر انھیں قبر کی پائنتی کی طرف سے قبر میں اتارا اور کہا کہ سنت طریقہ یہی ہے۔ (سنن أبی داود، الجنائز، حدیث: ۳۲۱۱)

قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھی جائے: [بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ] ”اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق“ (تسمیہ دفن کرتے ہیں۔) (سنن أبی داود، الجنائز، حدیث: ۳۲۱۳)

میت کو قبر میں لٹاتے وقت اس کا منہ قبلے کی طرف کرنا چاہیے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: چت لٹا کر صرف قبلے کی طرف منہ کر دیا جائے، یا دائیں جانب لٹا کر پورا پہلو قبلہ رخ کر دیا جائے۔ بہتر ہے کہ دوسری صورت کو اختیار کیا جائے کیونکہ سونے کے وقت اسی حالت کو پسند کیا گیا ہے اور اس حالت پر موت آنے کو فطرت کے مطابق قرار دیا گیا ہے۔

اس کے بعد قبر کو بند کیا جائے گا جس کے لیے کچی اینٹیں استعمال کرنا بہتر ہے، پھر قبر سے نکالی ہوئی مٹی قبر میں ڈالی جائے اور قبر کو ایک بالشت سے اونچا نہ کیا جائے اگرچہ قبر سے نکالی ہوئی مٹی فحش جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک صرف ایک بالشت اونچی بنائی گئی تھی۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳۰/۳)

* سوگ: موت کی مصیبت ہی چونکہ ایسی اندوہناک ہے کہ اس سے مصیبت زدہ کو غم و حزن کا لاحق ہونا ایک طبعی امر ہے، لہذا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تھوڑے سے سوگ کی اجازت دی ہے، یعنی صرف تین دن تک اور اس مدت میں آدمی اپنے غم و حزن کا اظہار کر کے راحت حاصل کر سکتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ

جنازے سے متعلق احکام ومسائل

مدت تک سوگ کا اظہار کیا جائے تو پھر اس میں خرابی کا پہلو رائج ہوگا لہذا اس سے شریعت نے منع کر دیا ہے۔ ہاں البتہ تین دن تک مردوں پر سوگ کی اجازت ہے لیکن بیوی اپنے شوہر کی وفات کی وجہ سے عدت کا سارا عرصہ سوگ میں گزارے گی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: [لَا تَحِدُّ امْرَأَةٌ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوعًا إِلَّا تَوْبَ عَصَبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمْسُ طَبِيبًا إِلَّا إِذَا طَهَّرَتْ نَبْدَةً مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ] ”کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے سوائے خاوند کے کہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ (سوگ کی مدت میں) رنگ دار لباس نہ پہنے لیکن (رنگے ہوئے سوت کا دھاری دار کپڑا پہن سکتی ہے۔ نہ سرمہ لگائے نہ خوشبو کو چھوئے مگر جب ایام حیض سے پاک ہو تو تھوڑی سی عود ہندی یا اظفار (خوشبو) استعمال کر سکتی ہے۔“ (صحیح البخاری، الطلاق، حدیث: ۵۳۴۱، وصحیح مسلم، الطلاق، حدیث: ۹۳۸، بعد الحدیث: ۱۳۹۱ واللفظ لہ) اسی طرح زینت اور بناؤ سنگھار کی کوئی اور چیز بھی استعمال نہ کرے مثلاً: زیور وغیرہ گھر سے باہر نہ نکلے الا یہ کہ اشد مجبوری ہو نیز عدت کے ایام خاوند کے گھر ہی میں گزارے۔

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا بھائی فوت ہو گیا، تین دن کے بعد انھوں نے خوشبو منگوائی اور اسے ملا پھر کہا: مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ”جو عورت اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۲۸۲)

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا فوت ہو گیا۔ تیسرے دن انھوں نے زردی منگوا کر بدن پر ملی اور کہا: ہمارے لیے شوہر کے علاوہ کسی اور کی وفات پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا ممنوع ہے۔ (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۲۷۹)

* تعزیت: موت کی وجہ سے مصیبت زدہ سے تعزیت کرنا شرعاً جائز ہے اس میں کوئی اشکال نہیں لیکن تعزیت کرنے کے لیے کوئی وقت یا ایام مخصوص نہیں۔ تین دن یا چار ماہ اور دس دن سوگ کے لیے ہں نہ کہ تعزیت کے لیے۔ ہنابریں تعزیت ورنہ سے پہلے بھی کی جاسکتی ہے اور بعد میں بھی اس میں کوئی

خرج نہیں لیکن مصیبت کے بعد جس قدر جلدی اور قریبی وقت میں تعزیت ہوگی اسی قدر مصیبت کی تفتیف کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ تعزیت سے مراد اہل میت کو صبر کی تلقین، ان کے لیے دعائے خیر اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا ہے۔ تعزیت کے مسنون الفاظ اس طرح ہیں: [إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَىٰ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى، فَلْتَصَبِّرْ وَلْتُحْتَسِبْ] ”یقیناً اللہ کا (مال) ہے جو اس نے لیا ہے اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے، لہذا صبر کر کے اس کا اجر و ثواب حاصل کرنا چاہیے۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، حدیث: ۱۲۸۳) و صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۲۳ واللفظ لہ) غرض تین دن تک چٹائیاں بچھا کر بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ واللہ اعلم۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲۱) - كِتَابُ الْجَنَائِزِ (التحفة ۳)

جنازے سے متعلق احکام و مسائل

جنازہ، جنازہ کی جمع ہے۔ جنازہ لغت کے لحاظ سے ہر ڈھانپی ہوئی چیز کو کہہ سکتے ہیں مگر عرف میں چارپائی پر پڑی ہوئی ایسی میت کو کہتے ہیں جسے کفن سے ڈھانپ دیا گیا ہو۔ ایسی حالت میں چارپائی کو بھی جنازہ کہتے ہیں۔ جنازے کی جیم پر کسرہ اور فتح دونوں جائز ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ کا مقصد میت کے مسائل بیان کرنا ہے۔ چونکہ موت کا سبب عام طور پر مرض ہوتا ہے اس لیے امام نسائی رحمہ اللہ آغاز میں مرض اور موت سے متعلقہ کچھ مسائل ذکر فرماتے ہیں۔

(المعجم ۱) - بَابُ تَمَنِّي الْمَوْتِ باب ۱- موت کی تمنا کرنا (کیسا ہے؟)

(التحفة ۱)

۱۸۱۹- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ».

۱۸۱۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے (کیونکہ) اگر وہ نیک ہے تو ہو سکتا ہے وہ اور نیکیاں کرے اور اگر وہ گناہ گار ہے تو شاید وہ اپنے اللہ کو راضی کر لے۔“

۱۸۲۰- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: ۱۸۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ

۱۸۱۹- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/۲۶۳ من حديث إبراهيم بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۴۴، وصححه ابن حبان. * معن هو ابن عيسى القزاز.

۱۸۲۰- أخرجه البخاري، الموضع، باب تمنى الموت، ح: ۵۶۷۳ من حديث الزهري، به، وصححه

۲۱- کتاب الجنائز مرض اور موت سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمُ الْمَوْتَ إِلَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَعِيشَ يَزِدَّادُ خَيْرًا وَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِيبَ».

میں نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے تو شاید مزید زندہ رہ کر اور نیکیاں کرے اور یہ اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر وہ برا ہے تو شاید وہ اپنے اللہ کو راضی کر لے۔“

☀️ فائدہ: موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ کسی کے مانگنے یا روکنے سے موت آگے پیچھے نہیں ہو سکتی تو پھر کیا فائدہ ایسی چیز مانگنے کا جو مانگنے سے مل نہیں سکتی بلکہ اس کا وقت مقرر ہے۔ اس کے بجائے وہ میسر زندگی کو نیکی کے اضافے اور توبہ و مغفرت کے لیے استعمال کرے کیونکہ یہ چیزیں اس کے اختیار میں ہیں۔ انسان اپنی اختیاری چیزوں کی فکر کرے غیر اختیاری چیزوں کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

۱۸۲۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِيُضْرَ نَزَلَ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَلَكِنْ لِيَقُلَ: اَللّٰهُمَّ! اٰحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِيَّ وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوُفَاةُ خَيْرًا لِيَّ».

۱۸۲۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص دنیا میں پیش آنے والی کسی مصیبت اور تکلیف کی بنا پر موت کی تمنا اور دعا نہ کرے بلکہ یوں کہے: اَللّٰهُمَّ! اٰحْيِنِي خَيْرًا لِيَّ“ اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔“

☀️ فائدہ: اس حدیث سے بعض نے یہ استنباط کیا ہے کہ کسی دینی مصیبت یا دین کے نقصان کے خدشے کے پیش نظر موت کی دعا کی جا سکتی ہے (کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دنیا کی قید لگائی ہے) جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ سے موت کی دعا منقول ہے کیونکہ انھیں دین کا خطرہ تھا۔ دیکھیے: (ذخیرۃ

العقبی شرح سنن النسائي: ۲۱۱/۸-۲۱۳)

۱۸۲۲- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ح: وَأَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ لِضُرِّ نَزَلَ بِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا الْمَوْتَ فَلْيُقِلْ: اَللّٰهُمَّ! أَحْبِبْنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي وَتَوَفَّنِي مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي».

۱۸۲۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! تم میں سے کوئی شخص پیش آنے والی تکلیف کی بنا پر موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر اسے لازماً موت کی خواہش کرنی ہے تو یوں کہے: اَللّٰهُمَّ! أَحْبِبْنِي خَيْرًا لِّي“ اے اللہ! جب تک زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔“

باب ۳- موت کی دعا کرنا

(المعجم ۲) - اَلدَّعَاءُ بِالْمَوْتِ (التحفة ۲)

۱۸۲۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ - وَهُوَ الْبَصْرِيُّ - عَنْ يُونُسَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَدْعُوا بِالْمَوْتِ وَلَا تَتَمَنَّوْهُ فَمَنْ كَانَ دَاعِيًا لَا بُدَّ فَلْيُقِلْ: اَللّٰهُمَّ! أَحْبِبْنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي».

۱۸۲۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”موت کی نہ دعا کرو اور نہ اس کی خواہش ہی کرو۔ جس شخص کو لازماً (اس قسم کی) دعا کرنی ہی ہو تو وہ یوں کہے: اَللّٰهُمَّ! أَحْبِبْنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي“ اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب وفات میرے لیے بہتر ہو تو مجھے فوت کر دے۔“

۱۸۲۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ قَيْسٍ قَالَتِ ابْنَةُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ دَعَا بِالْمَوْتِ دَعَا بِالشَّرِّ».

۱۸۲۲- أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء بالموت والحياة، ح: ۶۳۵۱، ومسلم، الذكر والدعاء، باب كراهة تمنى الموت لضر نزل به، ح: ۲۶۸۰ من حديث إسماعيل بن عليّ به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۴۷.

۱۸۲۳- أخرجه البخاري، المرض، باب تمنى المريض الموت، ح: ۵۶۷۱، ۶۳۵۱، ومسلم، الذكر والدعاء، باب كراهة تمنى الموت لضر نزل به، ح: ۲۶۸۰/۱۰ من حديث ثابت البناني به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۴۸. *

خَبَابِ رَضْوِیَّہ کے پاس گیا (تو دیکھا کہ) انھوں نے اپنا پیٹ سات جگہ سے آگ سے داغا ہوا ہے۔ انھوں نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے روکا نہ ہوتا تو میں ضرور موت کی دعا کرتا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اس دور میں آگ کے ساتھ داغنا بھی بعض بیماریوں کا علاج سمجھا جاتا تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اسے اچھا نہیں سمجھا کیونکہ یہ انتہائی آذیت ناک ہے۔ انتہائی مجبوری کے وقت ہی جائز ہے۔ ② جس طرح موت کی خواہش، تمنا اور دعا جائز نہیں اسی طرح موت کی کوشش، یعنی خودکشی بھی جائز نہیں ہے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ انسان اپنی زندگی یا جسم و روح کا مالک نہیں بلکہ یہ تو اس کے پاس امانت ہے اور امانت کی حفاظت کی جاتی ہے اسے ضائع نہیں کیا جاتا۔

باب ۳: موت کو کثرت سے یاد کرنا (المعجم ۳) - كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ (التحفة ۳)

۱۸۲۵- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ
قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ
ابْنِ عَمْرٍو، ح: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ الْمُبَارِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَكْثَرُوا ذِكْرَ
هَازِمِ اللَّذَاتِ».

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: مُحَمَّدٌ بْنُ
إِبْرَاهِيمَ وَالِدُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ.
امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:
(سند میں مذکور) محمد بن ابراہیم ابو بکر بن ابی شیبہ کے
والد ہیں۔

۲۱- کتاب الجنائز

مرض اور موت سے متعلق احکام و مسائل

۱۸۲۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَيِّتَ فَقُولُوا: خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ» فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: «قُولِي: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ وَاعْفِ عَنِّي مِنْهُ عُنْفَى حَسَنَةً» وَأَعْفِ عَنِّي مِنْهُ عُنْفَى حَسَنَةً. فَأَعْفَبَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ مُحَمَّدًا ﷺ.

۱۸۲۶- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تم میت کے ہاں جاؤ تو اچھی باتیں کرو کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔“ جب (میرے پہلے خاوند) حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیسے دعا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”تو کہہ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لَنَا وَلَهُ وَاعْفِ عَنِّي مِنْهُ عُنْفَى حَسَنَةً“ اے اللہ! ہمیں اور اسے معاف فرما اور مجھے اس کا اچھا بدل عطا فرما۔“ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بعد حضرت محمد ﷺ عطا فرمادیے۔

 فوائد و مسائل: ① یہاں حقیقتاً میت مراد ہے، یعنی جب تم کسی فوت شدہ شخص کے ہاں جاؤ تو نوحہ وغیرہ نہ کرو اور اپنے آپ کو بددعائیں نہ دو بلکہ اس کے لیے اچھی دعائیں کرو۔ ② کسی مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ! اٰجِرْنِيْ فِيْ مُصِيبَتِيْ وَ اٰخِلْفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا [”ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کی جگہ بہتر بدل عطا فرما۔“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر یہ دعا بھی پڑھی تھی۔ (صحیح مسلم، الجنائز، حدیث: ۹۱۸)

(المعجم ۴) - بَابُ تَلْقِيَنِ الْمَيِّتِ (التحفة ۴)

باب: ۳- قریب الوفات شخص کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے

۱۸۲۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَ فِيْ قُرْبَى الْمَوْتِ اشْخَاصُ

۱۸۲۷- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

باب ذکر الموت والاستعداد له، ح: ۲۵۸ من حديث الفضل بن موسى به، وقال الترمذي: "غريب حسن"، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۵۰، وصححه ابن حبان، ح: ۲۵۵۹-۲۵۶۲، وحسنه المنذري.

۱۸۲۶- أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما يقال عند المريض والميت، ح: ۹۱۹ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۵۱.

۱۸۲۷- [صحیح] أخرجه مسلم، الجنائز، باب تلقين الموتى: لا إله إلا الله، ح: ۹۱۶ عن قتيبة به، وهو في

۲۱- کتاب الجنائز

مرض اور موت سے متعلق احکام و مسائل

کو [لا إله إلا الله] پڑھنے کی تلقین کرو۔“

عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَارَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① تلقین سے مراد یہ ہے کہ اسے کلمہ طیبہ پڑھنے کا کہا جائے دھمے لب و لہجے میں اس کی ترغیب دی جائے یا صورت حال کی سنگینی کے پیش نظر کم از کم اس کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ پڑھا جائے تاکہ سن کر وہ بھی پڑھے لیکن اسے اصرار کے ساتھ کلمہ پڑھنے کو نہ کہا جائے کہ کہیں وہ اکتاہٹ اور تکلیف و گھبراہٹ کی بنا پر انکار نہ کر دے اور جب وہ ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھ لے تو پھر تلقین نہ کی جائے ہاں اگر بعد میں وہ کوئی دنیوی کلام کرے تو پھر تلقین کی جائے۔ مقصد یہ ہے کہ موت سے پہلے آخری بات کلمہ طیبہ ہو۔ ② بعض لوگ میت کو دفنانے کے بعد قبر پر اسے تلقین کرتے ہیں تاکہ وہ فرشتوں کو کلمہ طیبہ کے ساتھ جواب دے سکے مگر یہ معنی درست نہیں نہ یہ صحابہ کا معمول تھا۔ اس بارے میں ایک ضعیف روایت بھی وارو ہے۔ سلف کے عمل کے خلاف ضعیف روایت پر عمل جائز نہیں۔

۱۸۲۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے قریب مرگ اشخاص کو [لا إله إلا الله] کی تلقین کرو۔“

۱۸۲۸- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ».

باب: ۵- مومن کی موت کی نشانی

(المعجم ۵) - بَابُ عَلَامَةِ مَوْتِ الْمُؤْمِنِ

(التحفة ۵)

۱۸۲۹- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

۱۸۲۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۲۱- کتاب الجنائز مرض اور موت سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنِ الْمُتَنَّى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ
قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ :
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «مَوْتُ الْمُؤْمِنِ
بِعَرَقِ الْجَبِينِ» .

☀ فائدہ: ”پیشانی کا پسینہ“ جبین عربی زبان میں پیشانی کے اطراف کو کہتے ہیں مگر یہاں پوری پیشانی مراد ہے کیونکہ پسینہ پیشانی پر زیادہ آتا ہے۔ اس حدیث میں مومن کی موت کی نشانی پیشانی کا پسینہ بتلایا گیا ہے۔ یا تو یہ پسینہ نزع روح کی شدت کی بنا پر ہوتا ہے تاکہ اس کے باقی گناہ بھی اس شدت کے بدلے میں معاف ہو جائیں اور وہ پاک صاف ہو کر فوت ہو۔ یا یہ پسینہ اس شرمندگی کا نتیجہ ہے جو مومن کو اللہ کی ملاقات کے تصور سے لاحق ہوتی ہے کہ میں گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو کیسے ملوں گا؟ ظاہر ہے ایسا تصور مومن ہی کر سکتا ہے۔ منافع تو اس وقت بھی دنیا کے فکر و غم میں مدھوش ہوتا ہے۔ پسینے کی کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے جسے ہم نہیں سمجھ سکتے۔ بہر صورت یہ مومن کی نشانی ہے۔ بعض حضرات نے اسے شدت سے استعارہ قرار دیا ہے، یعنی مومن مشقت و محنت کرتا کرتا فوت ہوتا ہے۔ یا تو نیکی کے لیے یا رزق کے لیے یعنی مومن آرام و راحت سے زندگی نہیں گزارتا بلکہ کام کرتا رہتا ہے۔ کبھی دین کا، کبھی دنیا کا۔ واللہ اعلم۔

۱۸۳۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ :
حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ : حَدَّثَنَا
كُثَيْبٌ عَنْ [ابن بُرَيْدَةَ] ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ :
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «الْمُؤْمِنُ
يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ» .

(المعجم ۶) - شِدَّةُ الْمَوْتِ (التحفة ۶)

۱۸۳۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

﴿بشار بہ، وقال: "حسن"، وصححه الحاكم على شرط الشيخين: ۱/ ۳۶۱، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۵۴. * يحيى هو القطان، وانظر الحديث الآتي.

۱۸۳۰- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، ح: ۹۸۲، وابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في المؤمن يجر في النزع، ح: ۱۴۵۲ من حديث عبد الله بن بريدة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۵۵، وانظر الحديث الآتي برقم: ۱۹۳۷.

۲۱- کتاب الجنائز

مرض اور موت سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ میری آغوش میں فوت ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات دیکھنے کے بعد میں کسی کے لیے موت کی سختی کو ناپسند نہیں کرتی۔

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّ لَبِينَ حَاقِنْتِي وَذَاقِنْتِي فَلَا أَكْرَهَ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ.

🌞 فائدہ: موت بذات خود سب سے زیادہ تکلیف دہ چیز ہے۔ اس کے مقابلے میں دیگر تکالیف ہیچ ہیں۔ مومن کو اس تکلیف کا بھی ثواب ملتا ہے اور اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں لہذا اس کے لیے موت کی سختی رحمت بن جاتی ہے جبکہ وہ کافر و منافق کے لیے عذاب ہے لہذا موت کی سختی یا نرمی کسی کے ایمان و کفر یا نفاق و فسق کی نشانی نہیں۔ موت کی سختی یا تکلیف صرف متعلقہ شخص ہی جانتا ہے دیکھنے والا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا۔ جب موت کا عمل (فرشتوں والا) شروع ہو جاتا ہے تو پھر اس شخص کو ہوش نہیں رہتا کہ وہ موت کی سختی بیان کر سکے۔ (اُسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)

(المعجم ۷) - أَلْمَوْتُ يَوْمَ الْاٰثْنَيْنِ

باب: ۷- پیر کے دن کی موت

(التحفة ۷)

۱۸۳۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ (خادم خاص) بیان کرتے

ہیں کہ آخری نگاہ جو میں نے رسول اللہ ﷺ پر ڈالی اُس تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے (دروازے کا) پردہ ہٹایا جبکہ لوگ (صبح کی نماز میں) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفوں میں کھڑے تھے۔ حضرت ابو بکر نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا (کہ شاید آپ تشریف لانا چاہتے ہیں) تو آپ نے سب کو اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہ نماز پڑھتے رہو

۱۸۳۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُنْشَفَ السَّتَارَةِ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَرْتَدَّ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اامْكُثُوا وَأَلْفَى السَّجَفَ، وَتَوَفَّيَ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ، وَذَلِكَ يَوْمُ

الكبرى، ح: ۱۹۵۶. * الليث هو ابن سعد، وشيخه يزيد بن عبد الله بن الهاد.

۱۸۳۲- أخرجه مسلم، الصلاة، باب استخلاف الإمام - إذا عرض له عذر من مرض وسفر وغيرهما - من يصلي بالناس... الخ، ح: ۹۹/۴۱۹ من حديث سفیان بن عیینة، والبخاری، الأذان، باب هل: يلتفت لأمر ينزل به؟

مرض اور موت سے متعلق احکام و مسائل

(کیونکہ سب آپ کی طرف دیکھنے لگے تھے) اور آپ نے پردہ گرا دیا اور پھر آپ اسی دن کے آخر میں فوت ہو گئے۔ یہ پیر کے دن کی بات ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① محبوب رب کریم کے چہرہ انور کی (حالت زندگی میں) آخری زیارت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے یادگار بن گئی جسے وہ محبت اور افسوس کے ملے جلے جذبات سے یاد کرتے رہے۔ کس قدر سعادت سے بہرہ ور تھے وہ لوگ جنہیں یہ نادر موقع نصیب ہوا۔ ② مومن کے لیے سو موار کی وفات کی خواہش اس کی نبی ﷺ سے عقیدت و محبت کی نشانی ہے۔ ③ ضرورت کے تحت دروازوں پر پردے لٹکائے جاسکتے ہیں۔ ④ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امامت کے لیے تقرر آپ کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے نیز رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ تھا۔

باب: ۸- اپنی پیدائش کے مقام سے

(المعجم ۸) - أَلَمَوْتُ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ

باہر فوت ہونا

(التحفة ۸)

۱۸۳۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۱۸۳۳- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى

ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا جو پیدائش سے نہیں ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا پھر فرمایا: ”کاش کہ یہ اپنی پیدائش والی جگہ سے باہر فوت ہوتا۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ نے فرمایا: ”آدمی جب اپنی پیدائش کی جگہ سے دور فوت ہوتا ہے تو جنت میں اسے اس کی پیدائش گاہ سے موت کی جگہ تک کا فاصلہ ماپ کر جنت دی جاتی ہے۔“

قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «يَا لَيْتَهُ مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ». قَالُوا: وَلِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلَى مُنْقَطَعِ أَثَرِهِ فِي الْجَنَّةِ».

☀️ فائدہ: یہ عام بات ہے۔ باقی رہا مدینہ منورہ میں فوت ہونا تو یہ بہت بڑی سعادت ہے جو اس بیان شدہ

فضیلت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ مطلب نہیں کہ یہ شخص مدینہ منورہ سے باہر فوت ہوتا بلکہ اس کا

۲۱- کتاب الجنان

مرض اور موت سے متعلق احکام و مسائل

مطلب یہ ہے کہ کاش یہ مدینہ کا پیدائشی نہ ہوتا۔ کسی اور جگہ پیدا ہو کر یہاں ہجرت کرتا اور پھر مدینہ منورہ میں فوت ہوتا کیونکہ مدینے میں وفات کی فضیلت تو احادیث میں وارد ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، المناسک، حدیث: ۳۱۱۲، ومسند أحمد: ۴/۷۲) اور یہ مومن کے لیے بڑی سعادت ہے۔ یاد رہے کہ ہر سعادت کے حصول کے لیے صحیح ایمان شرط ہے ورنہ ہر چیز بے کار ہے۔

باب ۹: مومن کے ساتھ اس کی

روح نکلتے وقت عزت افزا سلوک

(المعجم ۹) - بَابُ مَا يَلْقَى بِهِ الْمُؤْمِنُ

مِنَ الْكَرَامَةِ عِنْدَ خُرُوجِ نَفْسِهِ (التحفة ۹)

کیا جاتا ہے

۱۸۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مومن کو موت آنے لگتی ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشی لباس لے کر اس کے پاس آ جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے مومن روح! نکل آ۔ تو اللہ تعالیٰ سے راضی، اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی۔ اور چل اللہ کی رحمت و مہربانی کی طرف اور پہنچ ایسے رب کے پاس جو تجھ پر قطعاً ناراض نہیں ہے۔ تو وہ انتہائی خوشبودار پاکیزہ کستوری جیسی مہک کے ساتھ نکل آتی ہے حتیٰ کہ فرشتے (خوش اور سرور سے) اسے ایک دوسرے کو پکڑاتے (ہاتھوں ہاتھ لیتے) ہیں اور اسی طرح وہ اسے آسمان کے دروازے تک لے جاتے ہیں۔ آسمان والے فرشتے کہتے ہیں: کس قدر خوشبودار ہے یہ روح جو تم زمین سے لائے ہو!۔ پھر وہ اسے (پہلے سے فوت شدہ) مومنین کی روحوں کے پاس لے آتے ہیں۔ اللہ کی قسم! وہ اس کے آنے پر اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ تم

۱۸۳۴- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ قَسَامَةَ بْنِ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيرَةٍ بَيْضَاءَ فَيَقُولُونَ: أَخْرِجِي رَاضِيَةً قَرُصِيَّةً عَنْكَ إِلَى رَوْحِ اللَّهِ وَرِيحَانٍ وَرَبِّ غَيْرِ غَضَبَانَ، فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيحِ الْمِسْكِ، حَتَّى أَتَهُ لَيْنًا وَلَهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ بَابَ السَّمَاءِ فَيَقُولُونَ مَا أَطْيَبَ هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي جَاءَ نَفْسُكَ مِنَ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ بِهِ أَزْوَاجَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَهُمْ أَشَدُّ فَرَحًا بِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ بَعَاثِهِ يَقْدُمُ عَلَيْهِ فَيَسْأَلُونَهُ: مَاذَا فَعَلَ فَلَانٌ؟ مَاذَا فَعَلَ فَلَانٌ؟ فَيَقُولُونَ: دَعُوهُ، فَإِنَّهُ كَانَ فِي غَمِّ الدُّنْيَا فَلِذَا قَالَ: أَمَا

۲۱- کتاب الجنائز

مرض اور موت سے متعلق احکام و مسائل

اپنے کسی غائب شخص کے آنے پر اسے خوش نہیں ہوتے پھر وہ (پہلے مومن) اس سے پوچھتے ہیں: فلاں کا کیا حال ہے؟ فلاں کا کیا حال ہے؟ پھر وہ (آپس میں) کہتے ہیں: چھوڑو اسے وہ تو دنیا کے غم و فکر میں تھا۔ جب وہ روح کہتی ہے کہ کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ (یعنی وہ تو کب کامر چکا ہے) تو وہ کہتے ہیں: اوہو! اسے اس کے جہنمی ٹھکانے کی جانب لے جایا گیا ہے۔ (اس کے مقابلے میں) جب کافر کو موت آتی ہے تو عذاب کے فرشتے گنبد ابدیودار ٹاٹ لے کر اس کے پاس آ جاتے ہیں اور (غصے سے) کہتے ہیں: نکل ادھر! تو بھی ناراض اور تیرا اللہ بھی تجھ پر ناراض۔ چل اللہ عزوجل کے عذاب کی طرف۔ تو وہ انتہائی بدبودار مردار لاش کے بھوکے کے ساتھ نکلتی ہے حتیٰ کہ وہ اسے زمین کے دروازے پر لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں: کس قدر بدبودار ہے یہ! حتیٰ کہ وہ اسے (پہلے سے مرے ہوئے) کافروں کی ردحوں میں لے جاتے ہیں۔“

أَتَاكُمْ؟ قَالُوا: ذُهِبَ بِهِ إِلَى أُمِّهِ الْهَٰوِيَةِ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمَسْحٍ فَيَقُولُونَ: أَخْرِجِي سَاخِطَةً مَسْخُوطًا عَلَيْكَ إِلَى عَذَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَتَخْرُجُ كَأَنَّتَيْنِ رِيحٍ جَفِيفَةٍ، حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ بِأَبِ الْأَرْضِ فَيَقُولُونَ: مَا أَتْنَنَ هَذِهِ الرِّيحُ! حَتَّى يَأْتُونَ بِهِ أَزْوَاجُ الْكُفَّارِ“.

فوائد و مسائل: ① ”ایک دوسرے کو پکارتے ہیں“ جس طرح نومولود بچے کو اس کے رشتے دار بڑی خوشی

کے ساتھ پکڑ پکڑ کر دیکھتے ہیں۔ معلوم ہوا روح ایک حقیقت ہے اور جسم سے الگ ایک چیز ہے۔ اس کا اپنا وجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ نظر نہیں آتی کیونکہ بہت لطیف ہے۔ اگر ہوا یا وجود اس جہان کی چیز ہونے کے نظر نہیں آتی مگر ایک حقیقت ہے تو روح کے نظر نہ آنے پر کیا تعجب ہے؟ ② ”چھوڑو اس کو“ اس سے مراد وہی روح بھی ہو سکتی ہے کہ تم اسے زیادہ سوال و جواب سے پریشان نہ کرو۔ ابھی وہ دنیا کے غم میں ہے۔ ③ مومن آدمی کی موت کے وقت رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اسے بشارتیں سناتے ہیں۔

باب ۱۰- جو شخص اپنے رب کی ملاقات

(المعجم ۱۰) - فَيَمْنَنَ أَحَبَّ لِقَاءِ اللَّهِ

کا خواہش مند ہو

(التحفة ۱۰)

۲۱- کتاب الجنائز

۱۸۳۵- أَخْبَرَنَا هَنَادٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْدِ - وَهُوَ عُبَيْرُ بْنُ الْقَاسِمِ - عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ» قَالَ شُرَيْحٌ: فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا إِنْ كَانَ كَذَلِكَ فَقَدْ هَلَكْنَا قَالَتْ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ» وَلَكِنْ لَيْسَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، قَالَتْ: قَدْ قَالَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَيْسَ بِالَّذِي تَذْهَبُ إِلَيْهِ وَلَكِنْ إِذَا طَمَحَ الْبَصَرُ وَحَشَرَجَ الصَّدْرُ وَافْتَسَعَرَتِ الْبَجَلَةُ، فَعِنْدَ ذَلِكَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ.

مرض اور موت سے متعلق احکام ومسائل

۱۸۳۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔“ (حضرت ابو ہریرہ کے شاگرد) حضرت شریح نے کہا: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: اے ام المؤمنین! میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسی حدیث بیان کرتے سنا ہے اگر وہ صحیح ہے تو ہم تو مارے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ کون سی حدیث ہے؟ (میں نے کہا:) وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔“ جبکہ ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے؟ (اور موت کے بغیر اللہ تعالیٰ سے ملاقات ممکن نہیں؟) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حقیقتاً یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ نے فرمائے ہیں لیکن اس کا وہ مطلب نہیں جو تم نے سمجھا ہے بلکہ یہ اس وقت ہے جب نظر اوپر اٹھ جائے اور سانس سینے میں اٹکنے لگے اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور وہ کانپنے لگے۔ (یعنی نزع روح کا عمل شروع ہو جائے) اس وقت جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی

۲۱- کتاب الجنائز - مرض اور موت سے متعلق احکام و مسائل

ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو شخص اس وقت اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں فرماتا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① جب موت کا وقت قریب آ جائے، فرشتے نظر آنے لگیں اور اپنا کام شروع کر دیں تو اس وقت مومن خوش ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگی [اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى] اور کافر، منافق اس وقت اپنی سابقہ کارگزاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے گھبراتا ہے کیونکہ اس وقت موت کا یقین ہو جاتا ہے۔ ورنہ زندگی میں تو ہر شخص ہی موت کو ناپسند کرتا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی محبت کا مطلب موت کی تمنا کرنا نہیں۔ موت کی تمنا کے بغیر بھی اللہ سے ملاقات کی محبت ممکن ہے۔ موت کی تمنا کا تعلق معمول کی زندگی سے ہے۔ اور اللہ سے ملاقات کی محبت کا تعلق موت کے وقت سے ہے۔

۱۸۳۶- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فَرَمَا: "اللَّهُ تَعَالَى فَرَمَا: جَب مِيرَا بِنْدَه مِيرِي مَلَا قَات كُو پَسَنْد كَرْتَا هِي تُو مِيں بِي اِس سِي مَلَا قَات كُو پَسَنْد كَرْتَا هُوں اُو ر جَب هِي مِيرِي مَلَا قَات كُو نَا پَسَنْد كَرْتَا هِي تُو مِيں بِي اِس سِي مَلَا قَات كُو نَا پَسَنْد كَرْتَا هُوں۔"

۱۸۳۶- أَخْبَرَنَا الْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، ح: وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ».

۱۸۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ عِبَادَةَ

۱۸۳۷- حضرت عبادہ (بن صامت) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کی خواہش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کی

۱۸۳۶- أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ﴾، ح: ۷۵۰۴ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۴۰/۱، والكبرى، ح: ۱۹۶۱.

۱۸۳۷- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب من أحب لقاء الله أحب لقاءه... الخ، ح: ۲۶۸۳ عن محمد بن المنبثي، البخاري، الرقاق، باب من أحب لقاء الله أحب لقاءه، ح: ۶۵۰۷ من حديث قتادة به، وهو في

۲۱- کتاب الجنائز - مرض اور موت سے متعلق احکام و مسائل

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ».

خواہش کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔“

۱۸۳۸- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ».

۱۸۳۸- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا چاہتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا نہیں چاہتا۔“

۱۸۳۹- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، وَأَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ خَالِدِ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ» زَادَ عُمَرُو فِي حَدِيثِهِ فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَرَاهِيَةُ لِقَاءِ اللَّهِ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ؟ كُنَّا نَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ: «ذَاكَ عِنْدَ مَوْتِهِ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَمَغْفِرَتِهِ».

۱۸۳۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص (نزع کے وقت) اللہ تعالیٰ سے ملنا اچھا سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا اچھا سمجھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا برا سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا برا سمجھتا ہے۔“ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرنے کا مطلب موت کو ناپسند کرنا ہے؟ ہم میں سے تو ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ موت کے وقت کی بات ہے کہ جب مومن کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کی خوش خبری دی جاتی ہے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہتا ہے اور جب کافر کو

۱۸۳۸- انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ج: ۱، ۱۹۶۳، وأخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء فيمن أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ج: ۱، ۱۰۶۶ عن أبي الأشعث (أحمد بن المقدام العجلي) به.

۱۸۳۹- أخرجه مسلم، الذكر والدعاء، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه... الخ، ج: ۲، ۲۶۸۴ من حديث خالد بن الحارث، والبخاري، الرقاق، باب من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ج: ۲، ۶۵۰۷ تعليقا من حديث سعيد بن

۲۱- کتاب الجنائز۔ میت کو بوسہ دینے سے متعلق احکام و مسائل

أَحَبُّ لِقَاءِ اللَّهِ وَأَحَبُّ لِلَّهِ لِقَاءُهُ، وَإِذَا بُشِّرَ اللَّهُكَ عَذَابِ اللَّهِ كِي إِطْلَاعِ دِي جَانِي هِي تَوَدَّهِ اللَّهُ تَعَالَى بَعْدَ اللَّهِ كَرِهَ لِقَاءَهُ اللَّهُ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ» . سِي لَمْنَا نَاسِنْدَ كَرْتَا هِي اُورِ اللَّهُ تَعَالَى بِمَحِي اِس سِي لَمْنَا نَاسِنْدَ كَرْتَا هِي»

☀ فائدہ: موت اگرچہ اذیت ناک چیز ہے مگر مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کے دیدار اور ملاقات کا شوق اور بخشش و رحمت کی بشارت موت کی سختی پر غالب آ جاتی ہے اور کافر کے لیے موت کی اذیت کے علاوہ عذاب و سزا کا تصور بڑا دہشت ناک بن جاتا ہے لہذا وہ موت کے وقت بھی مرنا نہیں چاہتا۔

(المعجم ۱۱) - تَقْبِيلُ الْمَيِّتِ (التحفة ۱۱) باب: ۱۱- میت کو بوسہ دینا

۱۸۴۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: ۱۸۴۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی کو) بوسہ دیا۔

۱۸۴۱- أَخْبَرَنَا يَغْفُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شَفِيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ.

۱۸۴۲- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ: قَالَ: ۱۸۴۲- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے خبر دی کہ (جب رسول اللہ ﷺ فوت

۱۸۴۰- [صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۱۹۶۵، والحديث الآتي شاهد له.

۱۸۴۱- أخرجه البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح: ۴۴۵۵ من حديث يحيى القطان به، وهو في

الكبرى، ح: ۱۹۶۶.

۱۸۴۲- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت ... الخ، ح: ۱۲۴۱ من حديث عبدالله

۲۱- کتاب الجنائز

میت کو ڈھانپنے کا بیان

ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سُنَّح مقام پر واقع اپنے گھر سے گھوڑے پر آئے (تاکہ جلدی پہنچ سکیں) یہاں تک کہ وہ گھوڑے سے اترے اور مسجد میں داخل ہوئے اور کسی سے بات چیت نہیں کی حتیٰ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کو ایک دھاری دار مینمی چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ انھوں نے آپ کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا پھر جھک کر آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور رونے لگے پھر کہا: میرا باپ آپ پر قربان! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ پر دودفعہ موت طاری نہیں کرے گا۔ جو موت آپ کے لیے مقدر تھی وہ آپ کو آچکی۔

الرُّهُرِيُّ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّ يُكَلِّمُ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُسَجًى بِبُرْدٍ جَبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ فَنَجَّحِي، ثُمَّ قَالَ: يَا بِي أَنْتَ وَاللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَيْنِ أَبَدًا أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُنَيْتَ عَلَيْكَ فَقَدْ مِتَّهَا.

فوائد و مسائل: ① ان الفاظ کا مقصد ان لوگوں کو تنبیہ کرنا تھا جو شدت غم کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ابھی فوت نہیں ہوئے بے ہوش ہیں۔ یا جو لوگ آپ کی وفات کو عارضی خیال کرتے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں گویا آپ پر ایک اور موت آئی تھی۔ اور یہ ناممکن ہے کہ آپ دودفعہ فوت ہوں۔ ② باب کا مقصد یہ ہے کہ مومن موت سے پلید نہیں ہو جاتا بلکہ پاک رہتا ہے، لہذا اسے بوسہ دینا اور چھونا جائز ہے جبکہ بعض فقہاء میت کو پلید کہتے ہیں لیکن یہ درست نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: [الْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيًّا وَلَا مَيِّتًا] ”مومن زندہ ہو یا فوت شدہ پلید نہیں ہوتا۔“ (صحیح البخاری، الجنائز، باب غسل الميت ووضوئہ بالماء والسدر، بعد الحديث: ۱۲۵۲، ومختصر صحيح البخاري، للالباني، رقم الاثر: ۲۳۹) ہاں کا فرمر جائیں تو پلید ہیں۔ ③ میت پر رونا جائز ہے، واویلا مٹھنا، دیکار اور جاہلیت کی آہ و بکا درست نہیں۔

باب: ۱۴- میت کو ڈھانپنا

(البمعجم ۱۲) - تَسْجِيَةُ الْمَيِّتِ (التحفة ۱۲)

۱۸۴۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ

۱۸۴۳- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

۲۱- کتاب الجنائز میت پر رونے سے متعلق احکام ومسائل

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُكَدِّرِ يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: جَاءَ بِأَبِي يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ سَجَّيَ بِتَوْبٍ فَجَعَلْتُ أُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَتَهَانِي قَوْمِي فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرَفَعَ فَلَمَّا رُفِعَ سَمِعَ صَوْتَ بَاكِيَةٍ فَقَالَ: «مَنْ هَذِهِ؟» فَقَالُوا: هَذِهِ بِنْتُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو قَالَ: «فَلَا تَبْكِي»، أَوْ: «فَلِمَ تَبْكِي مَا زَالَتْ الْمَلَائِكَةُ تَطْلُلُهُ بِأَجْنِحَتَيْهَا حَتَّى رُفِعَ».

احد کے دن میرے باپ کی میت اس حال میں لائی گئی کہ ان کا چہرہ بگاڑ دیا گیا تھا۔ (کافروں نے ان کے چہرے کے اعضاء کاٹ ڈالے تھے۔) تو ان کی میت رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دی گئی اور اسے ایک کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ میں منہ سے کپڑا ہٹانے کی کوشش کرتا تھا تو میری قوم کے لوگ مجھے روکتے تھے۔ آخر نبی ﷺ نے میت اٹھانے کا حکم دیا۔ جب میت اٹھائی گئی تو آپ نے ایک عورت کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ لوگوں نے کہا: یہ عمرو کی بیٹی یا عمرو کی بہن ہے۔ آپ نے فرمایا: ”نرو“ یا فرمایا: ”کیوں روتی ہے؟ میت کے اٹھائے جانے تک فرشتوں نے اسے اپنے مبارک پروں سے سایہ کیے رکھا۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① ”عمرو کی بیٹی“ اس صورت میں یہ جابر کے شہید والد کی بہن تھیں اور اگر وہ عمرو کی بہن تھیں تو جابر کے والد کی پھوپھی تھیں۔ پہلی بات صحیح ہے کہ وہ شہید کی بہن تھیں..... رحمہ اللہ..... دراصل یہ کسی راوی کو شک ہے کہ وہ عمرو کی بیٹی تھی یا عمرو کی بہن۔ ② ”سایہ کیے رکھا“ مطلب یہ ہے کہ اسے شرف والی شہادت پر آہ و زاری مناسب نہیں! اگر چہ دل اور آنکھیں تو غم کرتے ہیں۔ ③ وفات کے بعد میت کو کپڑے سے ڈھانپ دینا چاہیے تاکہ اگر موت کی وجہ سے اس کے چہرے وغیرہ میں کوئی تغیر آیا ہو تو نظر نہ آئے۔ غسل و تکفین کے بعد جب اسے صاف ستھرا کر کے حتی الامکان خوب صورت بنا دیا جاتا ہے اس وقت اسے لوگوں کے سامنے چہرہ دیکھنے کے لیے رکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور میں کسی قسم کے تغیر کا امکان نہیں تھا اس لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غسل و تکفین سے پہلے ہی آپ کو دیکھا اور بوسہ دیا..... رحمہ اللہ.....

باب ۱۳- میت پر رونا

(المعجم ۱۳) - فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

(التحفة ۱۳)

۱۸۴۴- أَخْبَرَنَا هَذَا بْنُ الشَّرِّيّ قَالَ: ۱۸۴۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

۲۱- کتاب الجنائز

میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ ﷺ کی ایک چھوٹی بیٹی کی وفات کا وقت آیا رسول اللہ ﷺ نے اسے اٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا پھر اپنا دست مبارک اس پر رکھا۔ بالآخر وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے فوت ہو گئیں۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا رونے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ام ایمن! تم روتی ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ تمہارے پاس ہیں؟“ انھوں نے عرض کیا: میں کیوں نہ روؤں جبکہ رسول اللہ ﷺ رو رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں (تمہاری طرح) نہیں رو رہا بلکہ میرا دنا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بنا پر ہے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن ہر حال میں بہتر رہتا ہے (حتیٰ کہ) اس کی جان نکل رہی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کرتا ہوتا ہے۔“

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا حُضِرَتْ بِنْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَغِيرَةً فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَضَمَّهَا إِلَى صَدْرِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَفَضَّتْ وَهِيَ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَكَتْ أَمْ أَيْمَنَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا أَمْ أَيْمَنَ! أَتَبْكِينَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَكَ؟» فَقَالَتْ: مَا لِي لَا أَبْكِي وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لَسْتُ أَبْكِي وَلَكِنَّهَا رَحْمَةٌ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ بِخَيْرٍ عَلَى كُلِّ حَالٍ تَنْزِعُ نَفْسُهُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ».

🌞 فائدہ: دراصل رسول اللہ ﷺ صرف آنسوؤں سے رو رہے تھے اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا (آپ کی پرورش کنندہ) آواز کے ساتھ رو رہی تھیں اس لیے آپ نے انھیں روکا۔ باقی رہا آنسوؤں سے رونا تو یہ تو صدمے کے موقع پر فطری امر ہے۔ انسان کو اتنا کھور دل نہیں ہونا چاہیے کہ صدمات خصوصاً موت سے بھی متاثر نہ ہو۔ آنسوؤں سے رونا اس رحمت کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں رکھی ہے۔ اس سے انکار فطرت انسانیت کا انکار ہے پھر اس میں شکایت کا پہلو بھی ہے اور مومن رب العالمین کی شکایت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ وہ تو مرتے ہوئے بھی رب العالمین کی تعریفیں کرتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا.

۱۸۴۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ فَاطِمَةَ بَكَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ مَاتَ ۱۸۴۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو (آپ کی لخت جگر) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ ساتھ ساتھ کہہ رہی تھیں: ہائے میرے ابا جان! جو اپنے رب سے کس قدر قریب

۲۱- کتاب الجنائز میت پر رونے سے متعلق احکام ومسائل

فَقَالَتْ: يَا أَبْتَاهُ! مِنْ رَبِّهِ مَا أَذْنَاهُ! يَا أَبْتَاهُ! إِلَى جَبْرِيلَ نَنْعَاهُ يَا أَبْتَاهُ! جَنَّةُ الْجَنَّةِ مَا أَوْاهُ. تھے۔ ہائے میرے ابا جان! جن کی وفات کی اطلاع ہم حضرت جبریل علیہ السلام کو بھی دیتے ہیں۔ ہائے میرے ابا جان! جن کا ٹھکانا جنت الفردوس بن چکا۔

🌞 فوائد ومسائل: ① مصنوعی آواز کے ساتھ رونا اور ہے اور قدرتی آنسوؤں کے ساتھ روتے ہوئے ٹیک باتیں کرنا کہ میت میں حقیقتاً وہ پائی بھی جاتی ہوں تو یہ اور چیز ہے۔ پہلی بات منع ہے دوسری جائز اور یہ خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام آنسوؤں سے روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ، جبریل علیہ السلام اور رب تعالیٰ کا ذکر فرما رہی تھیں اور یہ ان کا حق تھا۔ ② جبریل علیہ السلام کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع دینا اظہار غم ہی کا ایک طریقہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کے بہت قریبی تھے حضور و سفرائیل و نہار و عسریہ اور خوشی و غمی کے ساتھی تھے۔

۱۸۴۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّدِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ: فَجَعَلْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ وَأُبْكِي وَالنَّاسُ يَنْهَوْنِي وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَنْهَانِي، وَجَعَلْتُ عَمَّتِي تَبْكِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَبْكِيهِ مَا زَالَتْ الْمَلَائِكَةُ تَنْظُرُهُ بِأَجْنِحَتَيْهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ».

۱۸۴۶- حضرت جابر (بن عبد اللہ) رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میرے والد محترم رضی اللہ عنہما کے دن شہید ہوئے۔ میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا تھا اور روتا تھا لوگ مجھے روکتے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ مجھے نہیں روکتے تھے۔ میری پھوپھی محترمہ (آواز سے) رونے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر نہ رو۔ تمہارے اٹھانے تک فرشتوں نے برابر اس کو اپنے پروں کے ساتھ سایہ کیے رکھا۔“ (رضی اللہ عنہ وارضاه)

(المعجم ۱۴) - أَلْتَهَيَ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۱۴)

باب: ۱۳- (میت پر آواز کے ساتھ) رونے کی ممانعت

۱۸۴۷- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۱۸۴۶- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الدخول على الميت بعد الموت ... الخ، ح: ۱۲۴۴، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن عمرو بن حرام والد جابر رضي الله تعالى عنهما، ح: ۲۴۷۱/ ۱۳۰ من حديث شعبة بن الحجاج به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۷۲.

۱۸۴۷- أخرجه البخاري، الجنائز، باب من مات في الطاعون، ح: ۳۱۱۱ من حديث

میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے تو انھیں موت کی بے ہوشی میں پایا۔ آپ نے انھیں پکارا مگر وہ جواب نہ دے سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے [إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ] پڑھا اور فرمایا: ”اے ابوالربیع! ہم تمہارے معاملے میں بے بس ہیں (ورنہ ہم تو تمہاری زندگی کے خواہش مند ہیں)۔“ یہ سن کر عورتیں چیخ پکار کر نہ لگیں۔ جابر بن شہک انھیں چپ کرانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رہنے دو لیکن جب واجب ہو جائے تو پھر کوئی عورت (آواز سے) نہ روئے۔“ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! واجب ہونا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”موت۔“ ان کی بیٹی کہنے لگی: ابا جان! مجھے تو امید تھی کہ آپ شہید ہوں گے کیونکہ آپ نے اپنا سامان جہاد تیار کر رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کی نیت کے مطابق ان کا ثواب لکھ دیا ہے۔“ (پھر حاضرین سے پوچھا: تم شہادت کسے سمجھتے ہو؟“ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل کے راستے میں مارے جانے کے علاوہ بھی شہادت کی سات صورتیں ہیں: طاعون سے مر جانے والا شہید ہے۔ پیٹ کی تکلیف سے مر جانے والا بھی شہید ہے۔ غرق ہو کر مرنے والا بھی شہید ہے۔ دب کر مر جانے والا بھی شہید ہے۔ اندرونی پھوٹے (کینسر و سرطان وغیرہ) سے مر جانے والا بھی شہید ہے۔ آگ میں جل کر مر جانے والا بھی

شَهِيدٌ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكَ أَنَّ عَتِيكَ ابْنَ الْحَارِثِ - وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَبُو أُمِّهِ - أَخْبَرَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَتِيكَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ يَعُودُ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غَلِبَ عَلَيْهِ الْفَصَاحُ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «قَدْ غَلَبْنَا عَلَيْكَ أَبَا الرَّبِيعِ» فَصَحَّرَ النِّسَاءَ وَبَكَيْنَ فَجَعَلَ ابْنُ عَتِيكَ يُسَكِّنُهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «دَعِهِنَّ» فَإِذَا وَجِبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِئَةً قَالُوا: وَمَا الْوُجُوبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «الْمَوْتُ»، قَالَتِ ابْنَةُ: إِنْ كُنْتُ لَا رَجُو أَنْ تَكُونُ شَهِيدًا قَدْ كُنْتُ فَصَيِّتٌ جِهَازَكَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَيْهِ عَلَى قَدْرِ نَبِيِّهِ وَمَا تَعْدُونَ الشَّهَادَةَ؟» قَالُوا: الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الشَّهَادَةُ سَبْعُ سُبُوحِ الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: الْمَطْمُوءُ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَالْعَرِيقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْهَدَمِ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ الْحَرَقِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجَمْعٍ شَهِيدَةٌ».

شہید ہے اور زچگی کے دوران میں مرجانے والی عورت بھی شہید ہے۔“


 فوائد و مسائل: ① ”جب وہ مرجائے تو پھر کوئی نہ روئے“ کیونکہ نوحہ و بین مرنے کے بعد ہوتے ہیں پہلے نہیں لہذا کسی کی موت سے پہلے گھر والے رو سکتے ہیں کیونکہ روکنا منع نہیں بلکہ نوحہ اور شکوہ شکایت منع ہے۔ جو موت کے بعد ہی ہوتے ہیں۔ ② ”شہادت فی سبیل اللہ“ کے علاوہ شہادت کی سات صورتیں اور ہیں جن کی اس حدیث میں صراحت ہے۔ انھیں کس وجہ سے شہادت فی سبیل اللہ کے درجے میں رکھا گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہمیں بہر حال اس پر یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ حدیث میں مذکور افراد کو شہداء کے درجے سے سرفراز فرمائے گا۔ ③ ”سات صورتیں“ بعض دیگر احادیث میں انفرادی طور پر شہادت کی اور بھی کئی صورتیں ذکر کی گئی ہیں۔ وہ اس روایت کے متناقی نہیں کیونکہ سات میں زائد کی نفی نہیں۔ گویا بطور مثال یہ سات ذکر کی ہیں نہ اور ابھی ہیں۔ ④ مریض کی عیادت کرنا ثواب کا کام ہے نیز اس سے مریض کی دل جوئی ہوتی ہے۔ ⑤ اعمال کا دار و مدار نیّتوں پر ہے اس لیے اگر آدمی نے کسی کام کی نیت کی ہوئی ہو اور اس کے لیے تیاری مکمل ہے لیکن اسے کرنے کا موقع نہیں ملا تو اسے اس کی نیت کے مطابق اس کام کے کرنے کا اجر مل جائے گا۔ ⑥ عالم کو چاہیے کہ مسئلہ سمجھانے کا ایسا انداز اپنائے کہ سامعین کے دل میں وہ راسخ ہو جائے کسی قسم کا شبہ باقی نہ رہے۔ ⑦ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر فضل عظیم ہے کہ اس نے اس کے لیے شہادت کے کئی اسباب بنائے تاکہ یہ امت ان کی بنا پر بلند درجات حاصل کر سکے۔

۱۸۴۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہؓ جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی (غزوہ موتہ میں) شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ (مسجد میں) بیٹھ گئے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر غم کے آثار ہویدا تھے۔ میں دروازے کی جھری (درز) سے دیکھ رہی تھی کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: جعفر (کے گھر) کی عورتیں (اونچی اونچی) رورہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ

١٨٤٨ - أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أَتَى نَعْمَى زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَجَعَفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ، جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْرِفُ فِيهِ الْحُزْنَ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ

۲۱۔ کتاب الجنائز

میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: ”جا انھیں روک۔“ وہ چلا گیا پھر (کچھ دیر بعد) آ گیا اور کہنے لگا: میں نے انھیں روکا ہے لیکن وہ رک نہیں رہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جا اور انھیں روک۔“ وہ چلا گیا پھر آ گیا اور کہنے لگا: میں نے پھر روکا ہے مگر وہ پھر بھی باز نہیں آئیں۔ آپ نے فرمایا: ”جا پھر ان کے منہ میں مٹی ڈال دے۔“ حضرت عائشہ نے فرمایا: میں نے (غصے سے) کہا: اللہ تجھے ذلیل کرے۔ اللہ کی قسم! نہ تو تو رسول اللہ ﷺ کو سکون سے بیٹھنے دیتا ہے اور نہ تو کچھ کر سکتا ہے۔

صَبْرُ النَّبِ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرِ بْنِ كَيْسٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ طَلَّقَ فَانْطَلَقَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ فَأَبَيْنَ أَنْ يَتَّهِنَ. فَقَالَ: «إِنْ طَلَّقَ فَانْطَلَقَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: قَدْ نَهَيْتُهُنَّ، فَأَبَيْنَ أَنْ يَتَّهِنَ. فَقَالَ: «فَاخُذْ فِي أَفْوَاهِهِنَّ التَّرَابَ». فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَرَأَيْتَ اللَّهُ أَتَفُ الْأَعْبَدَ، إِنَّكَ وَاللَّهِ مَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ.

☀️ نوادہ و مسائل: ① کسی قریبی کی موت پر انسان گھر سے باہر کسی کھلی جگہ غم کی حالت میں بیٹھ سکتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی افسوس کے لیے آئیں اور اس کے پاس بیٹھیں اور تعزیت کریں۔ ② کسی کی شہادت پر بھی اظہار غم کیا جائے گا اگرچہ یہ اعلیٰ درجے کی موت ہے، مگر ہے تو موت ہی جو غم و اندوہ کا موجب ہے۔ ③ ”اللہ اس بے سمجھ کو ذلیل کرے“ انسان کو اسی کام میں دخل دینا چاہیے جو اس کے بس میں ہو۔ ظاہر ہے عورتوں کو ان کا کوئی قریبی ہی چپ کر سکتا ہے۔ یہ اجنبی کیا کر سکتا تھا؟ لہذا اسے اطلاع کرنے کے بعد آرام سے بیٹھ جانا چاہیے تھا تاکہ اللہ کے رسول ﷺ کسی متعلقہ شخص کو بھیجتے مگر اس نے خود آرام کیا نہ آپ کو آرام سے بیٹھنے دیا حالانکہ یہ غم کا موقع تھا۔ ایسے موقع پر زیادہ شور و غل مناسب نہیں۔ بہر صورت وہ شخص نیک تھا۔ ثابت ہو امیت پر آواز کے ساتھ رونا جائز نہیں، بھی آپ نے روکنے کا حکم دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ عمل درآمد نہ کر سکا۔ ④ تاکید کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے۔

۱۸۴۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ

۱۸۴۹۔ أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ

نے فرمایا: ”میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِكِبَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

۲۱- کتاب الجنائز _____ میت پر رونے سے متعلق احکام و مسائل

۱۸۵۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَبْلَانَ ۱۸۵۰- حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَبِيحٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يَقُولُ: ذَكَرَ عِنْدَ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ: أَلَمِثْتُ يُعَذِّبُ بِنِكَاءِ الْحَيِّ، فَقَالَ عِمْرَانُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۱۸۵۰- حضرت عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس یہ بات ذکر کی گئی کہ میت کو زندہ لوگوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو عمران رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے: یہ بات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے۔

۱۸۵۱- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سِنْفٍ ۱۸۵۱- حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ قَالَ: حَدَّثَنَا يَتْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ سَالِمٌ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمَرَ يَقُولُ: قَالَ عُمَرُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُعَذِّبُ أَلَمِثُ بِنِكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

۱۸۵۱- حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“

🌞 فائدہ: مندرجہ بالا حدیث حضرت عائشہ رحمۃ اللہ علیہا کو بیان کی گئی تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے نہیں فرمایا۔ حضرت عمر یا عبد اللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو غلطی لگی۔ بات یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرنے والی یہودی عورت کے گھر کے پاس سے گزرے تھے اس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے آپ نے فرمایا: ”یہ دور ہے ہیں اس کو عذاب ہو رہا ہے۔“ آپ کا مطلب تو یہ تھا کہ اس کو اس کے کفر کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے مگر حضرت عمر یا ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ کو غلطی لگی۔ انھوں نے سمجھا رونے کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے حالانکہ کسی کی غلطی اور گناہ سے دوسرے کو عذاب کیوں ہو؟ روتا کوئی ہے عذاب میت کو۔ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ (بنی اسرائیل ۱۵)

حضرت عائشہ رحمۃ اللہ علیہا کی یہ بات انتہائی معقول ہے مگر صورت حال یہ ہے کہ یہ روایت ایک دو سے نہیں بلکہ بہت سے صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہم سے مروی ہے۔ کیا سب کو غلطی لگ گئی جبکہ حضرت عائشہ رحمۃ اللہ علیہا تو موقع پر موجود بھی نہ تھیں؟ اور پھر حضرت عمر فاروق رحمۃ اللہ علیہ جیسے مجتہد اور فقیہ صحابی بھی بات نہ سمجھ سکے؟ حضرت عائشہ رحمۃ اللہ علیہا کا بیان کردہ

۱۸۵۰- [صحیح] أخرجه أحمد: ۴۳۷/۴ من حديث شعبة به، وهو في مسند أبي داود الطيالسي، ح: ۸۵۵ مختصراً، والكبرى، ح: ۱۹۷۵، وصححه ابن حبان، ح: ۷۴۲، والحديث السابق شاهد له.

۱۸۵۱- [صحیح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ماجاء في كراهية البكاء على الميت، ح: ۱۰۰۲ من حديث

۲۱- کتاب الجنائز نوے سے متعلق احکام و مسائل

واقعہ بھی صحیح ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ ﷺ نے دوسرے الفاظ (يُعَذَّبُ الْمَيِّتُ الخ) ارشاد نہ فرمائے ہوں۔ باقی رہی بات ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ ”کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔“ (بنی اسرائیل ۱۵) کی تو علماء نے اس کی توجیہ میں کہا ہے کہ عذاب اس میت کو ہوتا ہے جو اپنے گھر والوں کو رونے کا حکم دے کر مرا ہو یا اس نے رونے سے منع نہ کیا ہو جبکہ رونے کا رواج ہو۔ یا جو اپنی زندگی میں ایسے رونے کو اچھا سمجھتا تھا اور اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ اس اعتبار سے مرنے والے پر گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب کا ہونا آیت: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ الخ کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس میں اس کا ایمان یا پسندیدگی شامل ہے۔

(المعجم ۱۵) - النَّبِيَاةُ عَلَى الْمَيِّتِ باب: ۱۵- میت پر نوحہ کرنا

(التحفة ۱۵)

۱۸۵۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ قَنَسٍ أَنَّ قَنَسَ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ: لَا تَنْوَحُوا عَلَيَّ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَنْحَ عَلَيْهِ. مُخْتَصَرٌ.

فائدہ: نوے سے مراد ہے میت کے (جھوٹے یا سچے) اوصاف ذکر کر کے اونچی اونچی آواز سے رونا یہ منع ہے کیونکہ عام طور پر اس موقع پر مبالغہ آرائی کی جاتی ہے۔ عرب معاشرے میں تو باقاعدہ پیشہ درنوحہ کرنے والوں کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں جو اپنی طرف سے جوڑ جوڑ کر اوصاف ذکر کرتے حتیٰ کہ وہ غم کے بجائے فخر و مہمات اور فصاحت و بلاغت کی مجلس بن جاتی۔ علاوہ ازیں آواز سے رونا بھی منع ہے اور نوحہ بغیر آواز کے ہو ہی نہیں سکتا۔ میت کے مریے پڑھ پڑھ کر لوگوں کو رونا بھی نوے میں داخل اور حرام ہے۔

۱۸۵۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ۱۸۵۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول

۱۸۵۲- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۶۱/۵ من حديث شعبه به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۷۸، وصححه الحاكم: ۳۸۲/۱، والذهبي. * قتادة صرح بالسماع عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ۳۶۱، مطرف هو ابن الشخير، وحكيم بن قيس بن عاصم بقة.

۱۸۵۳- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۹۷/۳ عن عبد الرزاق، وأبو داود، ح: ۳۲۲۲، والترمذي، ح: ۱۶۰۱، وابن ماجه، ح: ۱۸۸۵ من حديث عبد الرزاق بن همام به مختصراً ومطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۷۹، ومصنف عبد الرزاق، ح: ۶۹۹۰، مطولاً، وصححه ابن حبان، والترمذي وغيرهما، وزاد ابن حبان: ۷۳۸، ولا جلب ولا

۲۱- کتاب الجنائز

نوے سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ،
عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ عَلَى
النِّسَاءِ حِينَ بَايَعَهُنَّ أَنْ لَا يَنْحُنَّ فَقُلْنَ: يَا
رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ نِسَاءً أَسْعَدْنَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ
أَفْتُسَعِدُهُنَّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا
إِسْعَادَ فِي الْإِسْلَامِ».

اللہ ﷺ نے مسلمان ہونے والی عورتوں سے (زبانی) بیعت لی تو ان سے عہد لیا کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ عورتوں نے دور جاہلیت میں نوے میں ہماری مدد کی تھی تو کیا ہم ان کی مدد کر لیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام میں ایسی مدد کرنا جائز نہیں۔“

☀️ فائدہ: جاہلیت میں یہ تعاون عام تھا کہ غم کی بنا پر نہیں بلکہ اس بنا پر کسی میت پر نوحہ کرنے جاتی تھیں کہ اس میت کی رشتے دار عورتوں نے ہماری ایک میت پر آ کر نوحہ کیا تھا حالانکہ یہ گناہ میں تعاون ہے لہذا اس میں بدلہ دینا بھی حرام ہے۔

۱۸۵۴- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:
حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ:
حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ
ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ
بِالنِّيَاحَةِ عَلَيْهِ».

۱۸۵۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میت پر نوحہ کرنے سے اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔

۱۸۵۵- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ:
حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ:
أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ - هُوَ
ابْنُ زَادَانَ - عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ
حُصَيْنٍ قَالَ: أَلْمِيتُ يُعَذَّبُ بِنِيَاخَةِ أَهْلِهِ
عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا مَاتَ

۱۸۵۵- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میت کو گھر والوں کے نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: آپ بتائیں ایک آدمی خراسان میں مر گیا اور اس کے گھر والوں نے اس پر یہاں نوحہ کیا تو کیا اسے وہاں گھر والوں کے نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب ہوگا؟ (یعنی ایسے نہیں ہو)

۱۸۵۴- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما يكره من النياحة على الميت، ح: ۱۲۹۲، ومسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح: ۱۷/۹۲۷ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۸۰ * يحيى هو القطان.

۱۸۵۵- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۱۹۸۱. * الحسن عنعن، تقدم، ح: ۳۶، ولاصل الحديث شواهد كثيرة،

نوے سے متعلق احکام و مسائل

۲۱- کتاب الجنائز

يُخْرِاسَانٌ وَنَاحَ أَهْلُهُ عَلَيْهِ، هُهْنًا، أَكَاَنَ يُعَذَّبُ بِنِجَاحِهِ أَهْلُهُ؟ قَالَ: صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَذَبْتَ أَنْتَ.

🌞 فائدہ: تفصیل بحث دیکھیے حدیث نمبر ۱۸۵۱ اور اس کے فوائد و مسائل۔

۱۸۵۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِنِكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ»، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: وَهَلْ، إِنَّمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرِ فَقَالَ: «إِنَّ صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ لَيُعَذَّبُ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَكُونُ عَلَيْهِ» ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [فاطر: ۱۸].

۱۸۵۶- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“ یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی گئی تو فرمانے لگیں: ابن عمر غلطی لگ گئی۔ بات یہ تھی کہ نبی ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اس قبر والے کو (اپنے گناہوں کی وجہ سے) عذاب ہو رہا ہے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں۔“ پھر حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ ”کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“ (دیکھیے حدیث: ۱۸۵۱)

۱۸۵۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذَكَرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِنِكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي

۱۸۵۷- حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: بلاشبہ میت کو زندہ لوگوں کے اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن (ابن عمر رضی اللہ عنہما) کو معاف فرمائے انھوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے یا انھیں

۱۸۵۶- أخرجه البخاري، المغازي، باب قتل أبي جهل، ح: ۳۹۷۸، ومسلم، الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، ح: ۹۳۱ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۸۲.

۱۸۵۷- أخرجه مسلم، ح: ۲۷/۹۳۲ (انظر الحديث السابق) عن قتيبة، والبخاري، الجنائز، باب قول النبي ﷺ: يعذب الميت ببعض بكاء أهله عليه... الخ، ح: ۱۲۸۹ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۳۴/۱،

۲۱- کتاب الجنائز نوے سے متعلق احکام و مسائل

عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلَكِنْ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ، إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى يَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا فَقَالَ: «إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتَعْدَبُ».

غلطی لگ گئی، حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک فوت شدہ یہودی عورت (کے گھر) کے پاس سے گزرے جس پر رویا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا: ”یہ لوگ اس پر رورہے ہیں جبکہ اسے (اپنے کفر اور گناہوں کی بنا پر) عذاب دیا جا رہا ہے۔“

۱۸۵۸- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: قَصَّه لَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

۱۸۵۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا: ”بیشک اللہ تعالیٰ کافر کے لیے اس کے گھر والوں کے اس پر بعض (مخصوص قسم کے) رونے کی وجہ سے عذاب میں اضافہ کر دیتا ہے۔“

۱۸۵۹- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الزُّرْدِ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: لَمَّا هَلَكَتْ أُمُّ أَبَانَ حَضَرَتْ مَعَ النَّاسِ، فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ عَبَّاسٍ، فَكَبَّرَتِ النِّسَاءُ فَقَالَ ابْنُ عَمْرٍو: أَلَا تَنْهَى هَؤُلَاءِ عَنِ الْبُكَاءِ؟ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَعْدَبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ» فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَدْ كَانَ عَمْرٌو يَقُولُ بَعْضُ ذَلِكَ، خَرَجْتُ

۱۸۵۹- حضرت ابن ابی ملیکہ نے کہا: جب (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیٹی) ام ابان فوت ہوئیں تو میں بھی لوگوں کے ساتھ (ان کے گھر) گیا۔ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قریب بیٹھنے کا موقع ملا۔ عورتیں رونے لگیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ انھیں رونے سے نہیں روکتے؟ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر بعض (مخصوص قسم کے) رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسی ہی بات کہتے تھے۔ میں ایک

۲۱- کتاب الجنائز

نوے سے متعلق احکام و مسائل

وفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں نکلا حتی کہ جب ہم بیداء کے مقام پر پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک درخت کے نیچے ایک قافلہ دیکھا تو فرمایا: جاؤ دیکھو یہ قافلے والے کون ہیں؟ میں گیا تو وہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والے تھے۔ میں نے واپس آ کر بتایا: امیر المؤمنین! وہ صہیب رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والے ہیں۔ فرمایا: صہیب کو میرے پاس لاؤ پھر ہم جب مدینہ منورہ آئے تو (چند دن بعد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہو گیا۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھ کر رونے لگے اور کہنے لگے: ہائے میرے پیارے بھائی! ہائے میرے پیارے بھائی! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صہیب! نہ رو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر بعض (مخصوص قسم کے) رونے کی بنا پر عذاب دیا جاتا ہے۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی تو فرمانے لگیں: اللہ کی قسم! تم یہ حدیث کسی جھوٹے اور جھوٹ کی طرف منسوب اشخاص سے بیان نہیں کرتے لیکن سننے میں غلطی لگ جاتی ہے۔ تمہارے لیے قرآن مجید میں اس کا شافی حل موجود ہے: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ ”کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“ لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا تھا: ”اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے کی وجہ سے اضافہ فرماتا ہے۔“

مَعَ عُمَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ رَأَى رَجُلًا تَحْتَ شَجَرَةٍ فَقَالَ: أَنْظُرْ مِنَ الرَّجُلِ؟ فَذَهَبَتْ فَإِذَا صُهَيْبٌ وَأَهْلُهُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَذَا صُهَيْبٌ وَأَهْلُهُ فَقَالَ: عَلَيَّ بِصُهَيْبٍ فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ أَصِيبَ عُمَرُ فَجَلَسَ صُهَيْبٌ يَبْكِي عِنْدَهُ يَقُولُ: وَأَخْيَاهُ! وَأَخْيَاهُ! فَقَالَ عُمَرُ: يَا صُهَيْبُ! لَا تَبْكُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ» قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: أَمَا وَاللَّهِ! مَا تُحَدِّثُونَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ كَاذِبِينَ مُكَذِّبِينَ وَلَكِنَّ السَّمْعَ يَخْطِئُ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ لَمَّا يَسْنِفُكُمْ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾. وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ».

۲۱- کتاب الجنائز نوے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۶) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْبُكَاءِ
عَلَى الْمَيِّتِ (التحفة ۱۶)

۱۸۶۰- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَزْرَقِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِينَ عَلَيْهِ، فَقَامَ عُمَرُ يَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «دَعِهِنَّ يَا عُمَرُ! فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالْقَلْبَ مُضَابٌ وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ».

۱۸۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آل میں سے ایک شخصیت فوت ہو گئی تو عورتیں اکٹھی ہو کر رونے لگیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں روکنے اور ان کو منتشر کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمر! رہنے دو۔ آنکھوں سے آنسو گرا ہی کرتے ہیں دل میں صدمہ ہوتا ہی ہے اور ابھی وفات تازہ ہے۔“

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن حدیث میں مذکور مسئلہ دیگر صحیح شواہد کی بنا پر صحیح ہے کہ صدمے کی وجہ سے فطری طور پر جو رونا آ جاتا ہے وہ جائز ہے وہ ممنوع رونے کی قسم میں نہیں آتا۔ علامہ اتوبی رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے اس کے شواہد کا تذکرہ کیا ہے اور بہت ہی نفیس بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائی: ۳۱۳/۱۸-۳۲۰)

(المعجم ۱۷) - دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ
بَاب: ۱۷- جاہلیت کے دور جیسی
آہ و بکا (جائز نہیں)
(التحفة ۱۷)

۱۸۶۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى عَنِ الْأَعْمَشِ، ح: وَأَخْبَرَنَا

۱۸۶۱- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو

۱۸۶۰- [استادہ ضعیف] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في البكاء على الميت، ح: ۱۵۸۷ من حديث محمد بن عمرو بن عطاء به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۸۶، وصححه ابن حبان، ح: ۷۴۷. * سلمة مستور، لم أجد من وثقه غير ابن حبان، وقال السندي: قال (الحافظ ابن حجر) في الفتح: رجاله ثقات *

۱۸۶۱- أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ۱۰۳/ ۱۶۶ عن علي بن خشرم، والبخاري، الجنائز، باب: ليس منا من ضرب الخدود، ح: ۱۲۹۷ من حديث الأعمش

۲۱- کتاب الجنائز

نوے سے متعلق احکام و مسائل

(کسی مصیبت پر) رخساروں پر تھپڑ مارتا ہے، گریبان پھاڑتا ہے یا دور جاہلیت کی پکار پکارتا (نوحہ کرتا) ہے۔“

الْحَسَنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدُعَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ».

یہ الفاظ (امام نسائی رحمہ اللہ کے استاد) علی (بن خشرم) نے بیان کیے ہیں جبکہ (امام صاحب کے دوسرے استاد) حسن (بن اسماعیل بدعاء کی بجائے بدعویٰ کے الفاظ بیان کرتے ہیں۔) (جبکہ معنی و مفہوم ایک ہی ہے صرف الفاظ کا فرق ہے۔)

وَاللَّفْظُ لِعَلِيِّ، وَقَالَ الْحَسَنُ: بِدَعْوَى.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”ہم میں سے نہیں“ یعنی وہ ہمارے جاری کردہ طریقے پر نہیں بلکہ اس فعل میں کافروں جیسا ہے نہ کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو رضامندی سے تسلیم کرنا چاہیے۔ آہ و بکا ناشکری کے زمرے میں آتی ہے۔

(المنعجم ۱۸) - السَّلْقُ (التحفة ۱۸) باب: ۱۸- سلق (چیخ و پکار کرنا)

۱۸۶۲- حضرت صفوان بن محرز بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تو گھر والے ان پر رونے لگ گئے۔ (ہوش میں آنے کے بعد) انھوں نے فرمایا: میں تمہارے اس فعل سے براءت کا اظہار کرتا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے اس سے براءت فرمائی تھی: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے موقع پر) بال منڈوائے، کپڑے

۱۸۶۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْفٍ عَنْ خَالِدِ الْأَخْذَبِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُعْرِزٍ قَالَ: أَعُوذِي عَلَى أَبِي مُوسَى فَبَكَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ: أَبْرَأُ إِلَيْكُمْ كَمَا بَرِئَ إِبْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَلَا حَرَقَ وَلَا سَلَقَ».

۲۱- کتاب الجنائز

نوے سے متعلق احکام و مسائل

پھاڑے اور چیخ و پکار کرے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① بعض حضرات نے سَلَق کے معنی رخسار پھینا بھی کیے ہیں۔ ② اگرچہ گھروالے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی بے ہوشی پر روئے تھے مگر انھیں خدشہ ہوا کہ یہ میری وفات پر بھی روئیں گے اس لیے تنبیہ فرمائی..... رضی اللہ عنہ و أرضاه.....

باب: ۱۹- رخسار پھینا

(المعجم ۱۹) - ضَرْبُ الْخُدُودِ

(التحفة ۱۹)

۱۸۶۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

۱۸۶۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے وقت) رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت جیسی چیخ و پکار کرے۔“

باب: ۲۰- (مصیبت میں) بال منڈوانا

(المعجم ۲۰) - أَلْحَلَقُ (التحفة ۲۰)

۱۸۶۴- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ أَبِي صَخْرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ وَأَبِي بُرْزَةَ قَالَا: لَمَّا نَقَلَ أَبُو مُوسَى أَفْكَتَبَ امْرَأَتَهُ تَصِيحُ قَالَا: فَأَقَاقَى، فَقَالَ: [أَلَمْ] أَخْبِرْكَ أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيءٌ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَا:

۱۸۶۴- حضرات عبدالرحمن بن یزید اور ابو بردہ فرماتے ہیں کہ: جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تکلیف (مرض الموت میں) بڑھ گئی تو ان کی بیوی روتی چلاتی ہوئی آئی وہ ہوش میں آئے تو فرمانے لگے: کیا میں تجھے بتا نہ دوں کہ میں ہر شخص سے بری ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ لالعلق ہیں؟ حضرت ابو موسیٰ اپنی زوجہ محترمہ کو یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ

۱۸۶۳- أخرجه البخاري، الجنائز، باب: ليس منا من شق الجيوب، ح: ۱۲۹۴ من حديث سفیان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۸۹. * يحيى هو ابن سعيد القطان.

۱۸۶۴- أخرجه مسلم، الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعاء بدعوى الجاهلية، ح: ۱۰۴ من حديث جعفر بن عون به، وهو في الكبرى، ح: ۱۹۹۰. * أبو صخرة هو جامع بن شداد، وأبو العيس هو عتبة بن

نوع سے متعلق احکام و مسائل

۲۱- کتاب الجنائز

وَكَاَنَ يُحَدِّثُهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا مُصِيبٌ كَمَا مَوْتُهُمْ مَوْتِي وَمِنْ خَلْقٍ وَخَرَقٍ وَسَلَقٍ»
 ﷺ نے فرمایا: ”میں اس شخص سے تعلق ہوں جس نے (مصیبت کے موقع پر بطور سوگ) بال منڈوائے، کپڑے پھاڑے یا چیخ و پکار کی۔“

☀️ فائدہ: جن بالوں کو مونڈنا جائز ہے مثلاً: سر کے بال، سوگ کے طور پر انھیں مونڈنا بھی ناجائز ہے اور جن بالوں کو مونڈنا ناجائز ہے مثلاً: ڈاڑھی اور ابرو وغیرہ انھیں سوگ سے مونڈنا تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ دراصل شریعت کا منشا یہ ہے کہ انسان حوادث سے متاثر نہ ہو مگر اس قدر نہیں کہ انسانی وقار بحر و یا ختم ہو جائے، انسانیت قائم رہنی چاہیے۔ مندرجہ بالا کام انسانی وقار کے خلاف ہیں لہذا منع ہیں البتہ بے اختیار آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل آنا اور اسی طرح غم کا اظہار کرنا جائز ہے کیونکہ یہ فطری چیزیں ہیں بلکہ ایسے موقعوں پر ان فطری چیزوں کا بھی اظہار نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ شخص فطری رحمت سے عاری ہے اور فطرت سے بے نیازی (طبعاً) ہو یا تکلفاً (انسانیت کے منافی ہے۔

باب: ۲۱- گریبان پھاڑنا

(المعجم ۲۱) - شَقُّ الْجُبُوبِ (التحفة ۲۱)

۱۸۶۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصیبت کے وقت) رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی پکار پکارے۔“

۱۸۶۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُبُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ».

۱۸۶۶- حضرت یزید بن اوس سے روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے تو ان کی ایک لونڈی (جو ان کے بچوں کی ماں بھی تھی) رونے

۱۸۶۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ،

۲۱- کتاب الجنائز

نوے سے متعلق احکام و مسائل

لگی۔ جب وہ ہوش میں آئے تو اس سے فرمایا: کیا تجھے وہ بات نہیں پہنچی جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے؟ (بعد میں) ہم نے اس لونڈی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ (انھوں نے فرمایا تھا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (مصبیت کے موقع پر) چیخے چلائے بال مونڈے اور کپڑے پھاڑے۔“

۱۸۶۷- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (سوگ میں) بال مونڈے، چیخے چلائے یا کپڑے پھاڑے۔“

عَنْ أَبِي مُوسَى: أَنَّهُ أَعْجَمِي عَلَيْهِ فَبَكَتْ أُمُّ وَلَدٍ لَهُ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ لَهَا: أَمَا بَلَغَكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَسَأَلْنَاهَا فَقَالَتْ: قَالَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ سَلَقَ وَحَلَقَ وَخَرَقَ».

۱۸۶۷- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُنْصَوِّرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ امْرَأَةِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ».

۱۸۶۸- حضرت قرظ نے کہا: جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو تکلیف زیادہ ہوگئی تو ان کی ایک زوجہ محترمہ رونے لگیں، حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا: کیا تجھے پتا نہیں کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ وہ کہنے لگیں: کیوں نہیں؟ پھر وہ چپ ہو گئیں، بعد میں ان سے پوچھا گیا: اللہ کے رسول ﷺ کا وہ فرمان کیا تھا؟ وہ کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو (سوگ کی بنا پر) بال مونڈے یا چیخے چلائے یا کپڑے پھاڑے۔

۱۸۶۸- أَخْبَرَنَا هَنَادٌ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ سَهْمِ بْنِ مِجْنَابٍ عَنِ الْقُرْظِ قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ أَبُو مُوسَى صَاحِبَتُ امْرَأَتِهِ فَقَالَتْ: أَمَا عَلِمْتَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بَلَى. ثُمَّ سَكَتَ فَقِيلَ لَهَا بَعْدَ ذَلِكَ: أَيُّ شَيْءٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ حَلَقَ أَوْ سَلَقَ أَوْ خَرَقَ.

۲۱- کتاب الجنائز . مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

(المعجم ۲۲) - الْأَمْرُ بِالْإِخْتِسَابِ

وَالصَّبْرُ عِنْدَ [نَزُولِ] الْمُصِيبَةِ (التحفة ۲۲)

باب ۲۲- مصیبت کی آمد کے وقت

ثواب طلب کرنے کی نیت اور صبر

کرنے کا حکم

۱۸۶۹- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے

ہیں کہ نبی ﷺ کی بیٹی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کو پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا قریب الوقات ہے آپ تشریف لائیں آپ نے جوابی پیغام بھیجا سلام کہا اور فرمایا: ”اللہ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا تھا“ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر چیز کی مدت مقرر ہے لہذا اسے چاہیے کہ وہ صبر کرے اور (اگر کوئی مصیبت پہنچے تو) ثواب طلب کرنے کی نیت کرے۔“

آپ کی بیٹی نے دوبارہ پیغام بھیجا اور آپ کو قسم دی کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ آپ اٹھے جبکہ آپ کے ساتھ حضرات سعد بن عبادہ معاذ بن جبل ابی بن کعب زید بن ثابت اور بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ جب آپ پہنچے تو پھر رسول اللہ ﷺ کو پکڑایا گیا۔ بچے کا سانس اکھڑ رہا تھا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت سعد نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے انھی پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔“

۱۸۶۹- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: أُرْسِلْتُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ أَنْ ابْنَا لِي قُبُصَ فَأَتَيْنَا، فَأُرْسِلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُولُ: «إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَ اللَّهِ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ»، فَأُرْسِلَتْ إِلَيْهِ تَقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ وَأَبِي بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرَجَالٌ، فَرَفِعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَفَقَّعُ فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا هَذَا؟ قَالَ: «هَذَا رَحْمَةٌ يَجْعَلُهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحِمَاءَ».

مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

☀️ فوائد و مسائل: ① ”صبر“ سے مراد شریعت کے حکم کا پابند رہنا ہے نہ یہ کہ افسوس نہ کرے یا آنسو نہ بہائے یہ تو فطری چیزیں ہیں جو ممنوع یا ناپسندیدہ نہیں۔ ② بات کو پختہ کرنے کے لیے ایسی کسی سے مطالبہ منوانے کے لیے قسم ڈال دینا درست ہے۔ ③ اگر کوئی اس طرح قسم ڈال دے تو اس کی قسم کو پورا کرنا چاہیے۔ ④ پہلے سلام پھر کلام ہونا چاہیے۔ ⑤ مریض کی عیادت کرنی چاہیے خواہ وہ اپنے سے کم تر ہی ہو یا جھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو، اس سے اس کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ ⑥ اہل فضل و صلاح کو مریض یا قریب الوفات شخص کے پاس دعا وغیرہ کے لیے دعوت دی جاسکتی ہے۔ ⑦ آدمی اپنے امام سے کوئی نئی چیز دیکھے تو وضاحت پوچھ سکتا ہے۔ ⑧ سوال میں حسن ادب ملحوظ خاطر رہنا چاہیے۔ ⑨ اللہ کی مخلوق کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنا چاہیے۔ ⑩ آہ و بکا کے بغیر رونا ناجائز ہے۔

۱۸۷۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى».

۱۸۷۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صبر پہلی چوٹ کے وقت ہے۔“

☀️ **فائدہ:** مقصد یہ ہے کہ سوگ اور جزع و فزع ہمیشہ تو نہیں رہ سکتے، آخر کار وہ ختم ہو ہی جائیں گے، مگر اسے صبر نہیں کہتے، صبر تو یہ ہے کہ انسان مصیبت کے ابتدائی وقت میں اپنے آپ کو شرعی احکام اور انسانی وقار کا پابند رکھے، اور یہی مشکل کام ہے، ثواب بھی اسی صبر کا ہے، روپیہ کر صبر کیا تو وہ کیا صبر ہے؟ بالآخر تو صبر کرنا ہی پڑتا ہے، لیکن یہ شریعت والا صبر نہیں ہے، یہ تو مجبوری ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ اجر و ثواب صرف اسی صبر میں ہے جو زما نِ ماش اور غم کے وقت کیا جائے نہ کہ اس کے بعد والے صبر پر۔

۱۸۷۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ :
 ۱۸۷۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ :
 ۱۸۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو إِسَاسٍ - وَهُوَ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ -

١٨٧٠- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصبر عند الصدمة الأولى، ح: ١٣٠٢، ومسلم، الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، ح: ٩٢٦ من حديث محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٩٦.

١٨٧١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد ٤٣٦/٣، ٥/٣٤٠، ٣٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ١٩٩٧،

۲۱- کتاب الجنائز مصیبت پر صبر کرنے کا بیان

عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ: «أَتُحِبُّهُ؟» فَقَالَ: أَحَبُّكَ اللَّهُ كَمَا أُحِبُّهُ فَمَاتَ فَفَقَدَهُ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ: «مَا يَسْرُكُ أَنْ لَا تَأْتِيَنِي بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ عِنْدَهُ يَسْعَى يَفْتَحُ لَكَ».

محبت کرتا ہے؟“ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ سے ویسی ہی محبت فرمائے جیسی میں اس سے رکھتا ہوں (یعنی مجھے اس سے انتہا درجے کی محبت ہے۔) ہوا یوں کہ وہ بچہ فوت ہو گیا۔ آپ نے جب کئی دن اس شخص کو نہ دیکھا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ (آپ کو بتایا گیا تو آپ نے اسے بلایا وہ آیا تو) آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ تو (قیامت کے دن) جنت کے جس دروازے پر بھی جائے وہاں اسے پائے وہ بھاگتا ہوا تیرے لیے دروازہ کھولے؟“

☀️ فائدہ: معلوم ہوتا ہے وہ بچہ نابالغ تھا۔ ایک دوسری حدیث کے مطابق نابالغ بچے پر صبر کا ثواب دخول جنت ہے کیونکہ نابالغ بچے سے پیار زیادہ ہوتا ہے اس کی وفات کا صدمہ بھی زیادہ ہوتا ہے نیز وہ معصوم اور بے گناہ ہونے کی وجہ سے اللہ کی رحمت کا زیادہ حق دار ہوتا ہے اس کی سفارش رو نہیں ہوگی لیکن یہ سب کچھ تب ہے جب صبر کیا ہو اور ثواب کی نیت کی ہو۔

(المعجم ۲۳) - ثَوَابُ مَنْ صَبَرَ وَاحْتَسَبَ
(التحفة ۲۳)

باب: ۲۳- جو شخص صبر کرے اور ثواب کی نیت کرے اس کا اجر

۱۸۷۲- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَضْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ ابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ أَنَّ عُمَرُ بْنَ شُعَيْبٍ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ يُعَزِّيهِ بِأَنَّهُ هَلَكَ فَذَكَرَ فِي كِتَابِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَى لِعَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ، إِذَا ذَهَبَ بِصَفِيهِ

۱۸۷۲- حضرت عمرو بن شعیب نے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی حسین کو ان کے ایک فوت ہونے والے بیٹے کی تعزیت کرتے ہوئے (خط) لکھا کہ میں نے اپنے والد محترم (حضرت شعیب) کو اپنے دادا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی روایت سے یہ بیان فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کے جگر گوشے کو اپنے پاس بلا لے اور وہ اس پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے اس (مصیبت کے

۲۱- کتاب الجنائز..... بچے کی وفات پر صبر کرنے اور ثواب طلب کرنے کا بیان

مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَصَبَّرَ وَاحْتَسَبَ وَقَالَ مَا
أَمِيرٌ بِهِ بِثَوَابٍ، دُونَ الْجَنَّةِ.

نکالے جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ
جنت سے کم کوئی بدلہ اس کے لیے پسند نہیں فرماتا۔

🌞 فائدہ: ظاہر ہے اس سے گناہ معاف ہو جائیں گے کیونکہ جنت میں جانے سے پہلے گناہوں کی معافی ضروری ہے۔

(المعجم ۲۴) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ احْتَسَبَ
بَابُ ثَوَابِ مَنْ احْتَسَبَ
باب ۲۴- جو آدمی اپنی اولاد میں سے تین
بچوں پر صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو
ثَلَاثَةٌ مِنْ صُلْبِهِ (التحفة ۲۴)

تو اس کا ثواب

۱۸۷۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنی اولاد میں سے (فوت
ہونے والے) تین بچوں کی وفات پر صبر کرے اور ثواب
طلب کرے وہ جنت میں جائے گا۔“ ایک عورت کھڑی
ہو کر کہنے لگی: اگر دو بچے ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: ”دو
ہوں تب بھی۔“ (بعد میں) اس عورت نے کہا: کاش میں
(ایک بچہ) بھی کہہ دیتی۔

۱۸۷۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ
سَرِّحَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي
عَمْرُو قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
عِمْرَانَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عُثَيْبٍ اللَّهُ عَنْ
أَنْسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ احْتَسَبَ
ثَلَاثَةً مِنْ صُلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَامَتِ امْرَأَةٌ
فَقَالَتْ: أَوْ اثْنَانِ؟ قَالَ: «أَوْ اثْنَانِ». قَالَتْ
الْمَرْأَةُ: يَا لَيْتَنِي قُلْتُ وَاحِدًا.

🌞 فوائد و مسائل: ① ثواب تو دراصل صبر کا ہے ایک بچے کی وفات پر ہو یا دو یا تین بچوں کی وفات پر۔ اگرچہ

ثواب میں کمی بیشی تو ہوگی، مگر ہر حال جنت میں جانے کے لیے ایک بچے کی وفات پر صبر کرنا اور ثواب طلب کرنا
کافی ہے جیسا کہ روایت نمبر ۱۸۷۳ میں گزرا۔ ② صحابیات رضی اللہ عنہن بھی دین کے مسائل جاننے پر بہت حریص
تھیں۔ وہ بڑے ذوق شوق سے مسائل کے بارے میں آگہی حاصل کرتیں۔ مسائل دریافت کرنے میں انھیں
کوئی حجاب اور ہچکچاہٹ نہیں تھی۔ ③ اہل اسلام کے سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے فوت ہونے والے بچے جنت
میں جائیں گے۔

۲۱- کتاب الجنائز..... بچے کی وفات پر صبر کرنے اور ثواب طلب کرنے کا بیان

(المعجم ۲۵) - مَنْ يَتَوَفَّى لَهُ ثَلَاثَةٌ (التحفة ۲۵)
باب: ۲۵- جس شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں؟

۱۸۷۴- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَفَّى لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَنْتَلِعُوا الْحِجْنَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ».

۱۸۷۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں (پھر وہ ان پر صبر کرے) تو اللہ تعالیٰ ان (بچوں) پر اپنی رحمت زیادہ ہونے کے باعث اس (مسلمان) کو جنت میں داخل فرمائے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”نابالغ“ عربی الفاظ میں: [لَمْ يَنْتَلِعُوا الْحِجْنَ] حِجْتُ گناہ کو کہتے ہیں، یعنی وہ گناہ کی عمر یعنی بلوغت کو نہ پہنچے ہوں کیونکہ بلوغت سے پہلے بچے کے گناہ لکھے نہیں جاتے۔ ② یہ ثواب نابالغ کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ وہ گناہ ہوتا ہے اس سے محبت بھی شدید ہوتی ہے اور اس کی وفات کا صدمہ بھی زیادہ ہوتا ہے جبکہ بالغ گناہ گار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ماں باپ کی محبت میں بھی فرق پڑ جاتا ہے کیونکہ ممکن ہے اس سے ماں باپ کے حقوق میں کمی ہو جاتی ہو۔ بعض حضرات نے بالغ کو بدرجہ اولیٰ اس ثواب میں داخل کیا ہے کہ جب نابالغ کی وفات پر صبر کا ثواب یہ ہے جس سے والدین کو کوئی مفاد حاصل نہیں ہوتا بلکہ والدین کو خود اس پر خرچ کرنا پڑتا ہے اور اس کی خدمت بھی کرنی پڑتی ہے تو بالغ کی وفات پر بدرجہ اولیٰ یہ ثواب ملے گا کیونکہ بالغ تو والدین کا سہارا ہوتا ہے اس کی وفات کا صدمہ زیادہ ہوگا مگر یہ توجیہ حدیث کے ظاہر اور عرف انسانی کے خلاف ہے پہلی بات ہی صحیح تر ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۷۵- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ

۱۸۷۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملاحظہ عرض کیا: مجھے کوئی حدیث بیان فرمائیں! فرمایا: اچھا! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو

۱۸۷۴- أخرجه البخاري، الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحسب، ح: ۱۲۴۸ من حديث عبدالوارث بن سعيد عن عبدالعزیز بن صہیب به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۰۱.

۱۸۷۵- [صحیح] أخرجه أحمد: ۵/ ۱۵۱ من حديث يونس بن عبيد به، وتابعه جرير بن حازم: ثنا الحسن به،

۲۱- کتاب الجنائز

بچے کی وفات پر صبر کرنے اور ثواب طلب کرنے کا بیان

قَالَ: لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ: حَدِّثْنِي قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةٌ أَوْ لَادٍ لَمْ يَتْلَعُوا الْحَنْثَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُمَا بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِنَاءَهُمْ».

بھی دو مسلمان (ماں باپ) ہوں اور ان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان (بچوں) پر اپنی رحمت زیادہ ہونے کی وجہ سے ان دونوں (والدین) کے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔“

۱۸۷۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَحَمَسَهُ النَّارُ إِلَّا تَحَلَّهَ الْقَسَمُ».

۱۸۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مسلمان شخص کے تین بچے فوت ہو جائیں (اور وہ ان پر صبر کرے) تو اسے آگ نہیں چھوئے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔“

☀ فائدہ: قسم سے مراد قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا﴾ (مریم: ۷۱) ”اور تم میں سے ہر شخص جہنم میں جائے گا“ یہ تیرے رب کے ذمے حتیٰ اور طے شدہ بات ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا کہ ہر شخص کو صراط (پل صراط) پر سے گزرتا پڑے گا جو جہنم کے اوپر ہے تاکہ اس میں گناہوں کے موجود اثرات جہنم کی پیش یا آگ سے ختم ہو جائیں اور وہ پاک صاف ہو کر جنت میں داخل ہو۔ چونکہ انسان طبعاً خطا کار ہے لہذا ہر انسان کا صراط پر سے گزرتا معقول ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ معصوم انسان مثلاً: انبیاء رضی اللہ عنہم کی جلی کی طرح گزر جائیں گے۔

۱۸۷۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُكَيْلٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - وَهُوَ الْأَزْرُقُ - عَنْ عَوْفٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۸۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جن مسلمان ماں باپ کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ ان (بچوں) پر اپنی رحمت زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کے ماں باپ کو بھی جنت

۱۸۷۶- أخرجه البخاري، الأيمان والدور، باب قول الله تعالى: "وأقسموا بالله جهد أيمانهم"، ح: ۶۶۵۶، ومسلم، البر والصلوة، باب فضل من يموت له ولد فيحسبه، ح: ۲۶۳۲ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۳۳۵/۱، والكبرى، ح: ۲۰۰۳.

۱۸۷۷- [استادہ صحیح] أخرجه أحمد: ۵۱۰/۲، عن إسحاق بن يوسف الأزرق به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۰۴.

بچے کی وفات پر صبر کرنے اور ثواب طلب کرنے کا بیان

۲۱- کتاب الجنائز

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوتُ بَيْنَهُمَا ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ لَمْ يَنْبَلُغُوا الْحِجْنَ إِلَّا أَذْخَلَهُمَا اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ قَالَ: يُقَالُ لَهُمْ: اذْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَقُولُونَ: حَتَّى يَدْخُلَ آبَاؤُنَا فَيَقَالَ: اذْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَبَاؤُكُمْ».

فائدہ: اللہ تعالیٰ یہ استحقاق جنت ان والدین کو عطا فرمائے گا جنہوں نے بچوں کی وفات پر صبر و رضا کے ثبوت کے ساتھ ساتھ ایمان و تقویٰ کی زندگی گزاری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ایسے اہل ایمان کے بارے میں ان بچوں کی سفارش قبول فرمائے گا اور انہیں پہلے مرحلے ہی میں جنت میں داخل فرمادے گا۔

باب: ۲۶- جس شخص کے تین بچے

(التمعج ۲۶) - مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةَ (النحفة ۲۶)

فوت ہو جائیں

۱۸۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے مریض بیٹے کو لے کر آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! مجھے اس کی موت کا خطرہ ہے جبکہ پہلے بھی میرے تین بچے مر چکے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے آگ سے (بچنے کے لیے) مضبوط رکاوٹ تیار کر لی ہے۔“

أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي طَلْقُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا يَسْتَبْكِي فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخَافُ عَلَيْهِ وَقَدْ قَدَّمْتُ ثَلَاثَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ اخْطَطَرْتَ بِحِطَّارٍ شَدِيدٍ مِنَ النَّارِ».

باب: ۲۷- وفات کی اطلاع کرنا

(المعجم ۲۷) - بَابُ النَّعْيِ (النحفة ۲۷)

۱۸۷۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۱۸۷۸- أخرجه مسلم، البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، ح: ۲۶۳۶ من حديث جرير بن عبد الحميد، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۰۰.

۱۸۷۹- أخرجه البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ح: ۳۶۳۰ عن سليمان بن حرب به، وهو

۲۱۔ کتاب الجنائز: بچے کی وفات پر صبر کرنے اور ثواب طلب کرنے کا بیان
سَلِمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کی
زَيْدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنْسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَعَى زَيْدًا (بذریعہ وحی) فرمادی تھی۔ جب آپ نے اطلاع فرمائی
وَجَعَفَرًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ فَتَعَاهُمْ تَوَّأَتْ كَأَنَّهُنَّ كَوْنُهُنَّ مَيِّتٌ وَنَعَى زَيْدًا وَجَعَفَرًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ فَتَعَاهُمْ تَوَّأَتْ كَأَنَّهُنَّ كَوْنُهُنَّ مَيِّتٌ
وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔

☀️ فائدہ و مسائل: ① موت کی اطلاع دینا درست ہے۔ جبکہ ایک حدیث میں نعی سے روکا گیا ہے۔ دیکھیے:
(مسند احمد: ۳۸۵/۵) دراصل اس سے مراد جاہلیت کے دور کی طرح موت کا اعلان ہے جو صرف فخر و مباہات
کے لیے بڑے بڑے جھوٹے سچ القابات کے ذریعے سے کیا جاتا تھا اس کا مقصد اطلاع کے بجائے فخر تھا اور
وہ باقاعدہ پیشرو حضرات کے ذریعے سے بڑے اہتمام اور خرچ کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ ② یہ رسول اللہ ﷺ کا
معجزہ تھا کہ صحابہ شام میں شہید ہوئے اور آپ نے مدینہ میں ان کی خبر دے دی۔ شام سے ان کی شہادت کی خبر
بعد میں آئی۔

۱۸۸۰۔ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَسَةِ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَقَالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيحُكُم»۔
۱۸۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع
(بذریعہ وحی) اسی دن دے دی تھی جس دن وہ فوت ہوئے اور فرمایا: ”اپنے بھائی کے لیے بخشش کی دعا کرو۔“

☀️ فائدہ: نجاشی لقب تھا۔ نام ان کا أَصْحَمَ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ صف بندی کے ساتھ ان کا جنازہ بھی پڑھایا تھا۔ تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

۱۸۸۱۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنُ ۱۸۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

۲۱- کتاب الجنائز

إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ - هُوَ ابْنُ
يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ - ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي
قَالَ سَعِيدٌ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ سَيْفٍ
الْمَعَاوِرِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ
نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ بَصُرَ بِامْرَأَةٍ لَا
تُظَنُّ أَنَّهُ عَرَفَهَا، فَلَمَّا تَوَسَّطَ الطَّرِيقَ وَقَفَ
حَتَّى انْتَهَتْ إِلَيْهِ فَإِذَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ قَالَتْ لَهَا: «مَا أَخْرَجَكَ مِنْ بَيْتِكَ يَا
فَاطِمَةُ؟» قَالَتْ: أَتَيْتُ أَهْلَ هَذَا الْمَيِّتِ
فَتَرَحَّمْتُ عَلَيْهِمْ وَعَزَّيْتُهُمْ بِمَيِّتِهِمْ قَالَ:
«لَعَلَّكَ بَلَغْتَ مَعَهُمُ الْكُدَى؟» قَالَتْ: مَعَاذَ
اللَّهِ أَنْ أَكُونَ بَلَغْتُهَا، وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِي
ذَلِكَ مَا تَذْكُرُ فَقَالَ: «لَوْ بَلَغْتَهَا مَعَهُمْ مَا
رَأَيْتِ الْجَنَّةَ حَتَّى يَرَاهَا جَدُّ أَبِيكَ».

بچہ کی وفات پر صبر کرنے اور ثواب طلب کرنے کا بیان
کہ: ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے جا رہے
تھے کہ آپ نے ایک عورت کو دیکھا۔ وہ عورت یہ نہیں
سمجھتی تھی کہ آپ نے اسے پہچان لیا ہے۔ جب آپ
راستے کے درمیان میں پہنچے تو رک گئے حتیٰ کہ وہ عورت
آپ کے قریب پہنچ گئی تو پتا چلا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی
بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ نے ان سے کہا: ”فاطمہ!
گھر سے کیسے نکلی؟“ انھوں نے کہا: میں فلاں میت کے
گھر والوں کے پاس گئی تھی۔ میں نے ان سے اظہار
افسوس کیا اور صبر کی تلقین کی اور تسلی دی۔ آپ نے فرمایا:
”کہیں آپ ان کے ساتھ کئی قبرستان میں تو نہیں
گئیں؟“ انھوں نے کہا: اللہ کی پناہ کہ میں وہاں جاتی
جبکہ میں نے آپ کو اس بارے میں بڑے سخت الفاظ
فرماتے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو ان کے ساتھ
قبرستان جاتی تو جنت کو دیکھ بھی نہ سکتی (داخل ہونا تو دور
کی بات ہے) حتیٰ کہ تیرے والد کے دادا (عبدال مطلب)
اسے دیکھیں۔“

قال أبو عبد الرحمن: ربيعة ضعيف. امام ابو عبد الرحمن (نسائي) فرماتے ہیں: ربيعة

ضعيف ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”اس حدیث کے راوی ربيعة کے ضعف کی صراحت کر کے امام نسائی رحمہ اللہ نے گویا اس
روایت کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ علمائے محققین کے مابین مذکورہ حدیث کی صحت و ضعف کی
بابت اختلاف ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ اور شارح سنن النسائي شیخ علی بن محمد اتوبی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ
محققین کتاب نے اس کی سند کو حسن کہا ہے تاہم اگر مذکورہ روایت کو حسن بھی مان لیا جائے پھر بھی اس روایت
سے عورتوں کا قبرستان میں جانا ممنوع قرار نہیں پاتا کیونکہ یہ اس وقت کی بات ہے جب ابتدائے اسلام میں

۲۱- کتاب الجنائز میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

لوگوں کو قبرستان جانے سے روک دیا گیا تھا، پھر جب نبی ﷺ نے اس کی اجازت دے دی تو پھر مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی قبرستان جانے کا جواز نکل آیا کیونکہ اجازت کے الفاظ عام ہیں جن میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں، البتہ اس عموم سے وہ عورتیں خارج ہوں گی جو صبر و ضبط سے عاری اور غیر شرعی حرکتوں کی عادت ہوں۔ ایسی عورتوں کے لیے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔ ⑤ اس روایت میں کدی سے مراد مکہ کا مقام کدی نہیں بلکہ مدینہ منورہ کا قبرستان مراد ہے۔ ⑥ عورت تعزیت کے لیے کسی کے گھر جاسکتی ہے۔

(المعجم ۲۸) - غُسْلُ الْمَيِّتِ بِالْمَاءِ باب: ۲۸- میت کو پانی اور پیری کے

وَالسَّدْرِ (التحفة ۲۸) پتوں سے غسل دینا

۱۸۸۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ
أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ: أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ
الْأَنْصَارِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ جِئْنَا نُوَقِّتُ ابْنَهُ فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا
ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ
ذَلِكَ بِمَاءٍ وَبَسْدِرٍ، وَاجْعَلْنَ فِيهِ الْآخِرَةَ
كَكَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَاظُورٍ، فَإِذَا فَرَّغْتُنَّ
فَأَذِنِّي، فَلَمَّا فَرَّغْنَا أَتَانَا فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ
وَقَالَ: أَشْعِرْنَاهَا إِيَّاهُ».

۱۸۸۲- حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنی صاحبزادی کی وفات کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”اے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ اگر ضرورت ہو تو پانی اور پیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ کا نور ڈال دو یا تھوڑا سا کافور شامل کر دو اور فارغ ہو کر مجھے اطلاع دینا۔“ چنانچہ ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے ہمیں اپنا تہ بند دیا اور فرمایا: ”اسے اس کے بدن پر لپیٹ دو۔“

🌞 نوافل و مسائل: ① یہ آپ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ اگرچہ بعض نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی کہا ہے۔ ② پیری کے پتے صفائی اور نرمی وغیرہ کے لیے ڈالے جاتے تھے۔ یہی مقصد اگر کسی صابن سے پورا ہو جائے تو پیری کے پتے کوئی ضروری نہیں۔ اس وقت صابن وغیرہ نہ تھے۔ یہ چیزیں مقصود نہیں ذرا راجع ہیں اور ذرا راجع بدلتے رہتے ہیں تاہم پیری کے پتے استعمال کر لینے بہتر ہیں۔ ③ آپ کا اپنا ازار (تہ بند) پہنانے کے لیے دینا بطور تبرک تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ سے متعلقہ اشیاء سے تبرک تو متفقہ مسئلہ ہے البتہ دوسرے صالحین سے تبرک کے ثبوت کی کوئی دلیل نہیں۔ صحابہ نے ایسا نہیں کیا۔ ④ میت کو طاق عدد میں غسل دینا چاہیے۔

(المعجم ۲۹) - غُسْلُ الْمَيِّتِ بِالْحَمِيمِ

(التحفة ۲۹)

باب: ۲۹- میت کو گرم پانی سے

غسل دینا

۱۸۸۳- حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا۔ مجھے اس پر سخت صدمہ ہوا۔ میں نے غسل دینے والے سے کہا: میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا کہ تو اسے ماروے۔ (میرا بھائی) حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور میری یہ بات آپ کو بتائی آپ مسکرائے اور فرمایا: ”کیا کہا اس نے؟ اس کی عمر لمبی ہو۔“ ہم کوئی اور عورت ایسی نہیں جانتے جسے اس جیسی عمر دی گئی ہو۔

۱۸۸۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مَوْلَى أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مُحْصَنٍ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ: تُوَفِّي ابْنِي فَجَزَعْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لِلَّذِي يَغْسِلُهُ: لَا تَغْسِلْ ابْنِي بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَقَتَلْتُهُ فَاَنْطَلَقَ عَكَاشَةُ بْنُ مُحْصَنٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِهَا، فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ: «مَا قَالَتْ طَالَ عُمُرُهَا» فَلَا يَنْعَلُمُ امْرَأَةً عُمِرَتْ مَا عُمِرَتْ.

🌞 فائدہ: ”کہ تو اسے ماروے“ شدت محبت اور پھر شدت غم میں ایسی باتیں عموماً ہو جاتی ہیں۔ تعجب نہیں ہونا چاہیے لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

(المعجم ۳۰) - نَقْضُ رَأْسِ الْمَيِّتِ

(التحفة ۳۰)

باب: ۳۰- میت کے سر کے بال کھولنا

۱۸۸۴- حضرت حفصہ بنت سیرین بیان کرتی ہیں کہ ہمیں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا (آپ کے دور کی غاسلہ) نے بیان فرمایا: غسل دینے والی عورتوں نے نبی ﷺ کی بیٹی کے سر کی تین مینڈھیاں بنائی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ بالوں کو کھول کر پھر تین مینڈھیاں بنائی تھیں؟ انھوں نے کہا: ہاں۔

۱۸۸۴- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ أُتِيبُ: سَمِعْتُ حَفْصَةَ تَقُولُ: حَدَّثَنَا أُمُّ عَطِيَّةَ: أَنَّهُنَّ جَعَلْنَ رَأْسَ ابْنَةِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ قُلْتُ: نَقَضْنَهُ وَجَعَلْنَهُ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ.

۱۸۸۳- [إسناده ضعيف] أخرجه البخاري في الأدب المفرد، ح: ۶۵۲ عن قتية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۰۹. * والليث هو ابن سعد، وأبو الحسن لم أجد من وثقه، فهو مستور، وجهله ابن القطان الفاسي. ۱۸۸۴- أخرجه البخاري، الجنائز، باب نقض شعر المرأة، ح: ۱۲۶۰ من حديث ابن جريج، ومسلم، الجنائز،

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

فائدہ: احناف مینڈھیاں بنانے کے بجائے بالوں کے دو حصے کرنے کے قائل ہیں پھر دونوں سینے پر دائیں بائیں رکھ دیے جائیں مگر احادیث میں تین مینڈھیوں کا ذکر ہے۔

(المعجم ۳۱) - مَيَّامُنُ الْمَيِّتِ وَمَوَاضِعُ
الْوُضُوءِ مِنْهُ (التحفة ۳۱)
باب: ۳۱۔ میت کے داہنے اعضاء اور
وضو والے اعضاء (سے غسل کی ابتدا کرنا)

۱۸۸۵۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ
حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ: «إِبْدَأْ بِمَيَّامِنِهَا
وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا».

۱۸۸۵۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کے غسل کے موقع پر فرمایا:
”اس کے داہنے اور وضو والے اعضاء سے غسل
شروع کرنا۔“

(المعجم ۳۲) - غُسْلُ الْمَيِّتِ وَتَرَا
(التحفة ۳۲)
باب: ۳۲۔ میت کو طاق تعداد میں
غسل دینا

۱۸۸۶۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:
حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ:
حَدَّثَنَا حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: مَاتَتْ
إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ:
«اغْسِلْنَهَا بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاغْسِلْنَهَا وَتَرَا ثَلَاثًا
أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا إِنْ رَأَيْتُمْ ذَلِكَ،
وَأَجْعَلْنَ فِي الْأَخِرَةِ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا
فَرَعْتُمْ فَأَذْنِبِي فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَلْفِي إِلَيْنَا

۱۸۸۶۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ
کی ایک بیٹی فوت ہو گئیں۔ آپ نے ہمیں (غسل دینے
کے لیے) بلا بھیجا پھر فرمایا: ”اسے پانی اور بیری کے
پتوں سے غسل دینا اور اسے تین مرتبہ یا اگر ضرورت
محسوس کرو تو پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ طاق دفعہ غسل دینا
اور آخری دفعہ کچھ کافور بھی ڈال لینا پھر جب تم فارغ
ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا۔“ ہم جب فارغ ہوئے تو ہم
نے آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند

۱۸۸۵۔ أخرجه البخاري، الوضوء، باب التيمن في الوضوء والغسل، ح: ۱۶۷، ومسلم، الجنائز، باب في غسل
الميت، ح: ۴۳/۹۳۹ من حديث إسماعيل ابن علي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۱۱، والمسند لأحمد: ۴۰۸/۶ .
* حفصة هي بنت سيرين، وخالد هو الحذاء .

۱۸۸۶۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب يُلْفَى شعر المرأة خلفها، ح: ۱۲۶۳ من حديث يحيى القطان، ومسلم،

۲۱- کتاب الجنائز... میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

حَقُّوْهُ وَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ. وَمَسْطَنَّاها بِحَيْكَا اور فرمایا: ”(کفن سے پہلے) اس کو اس میں لپیٹ دینا۔“ ہم نے ان کے بالوں کی تین مینڈھیاں کنگھی سے بنائیں اور ان کو ان کے پیچھے ڈال دیا۔

🌞 فائدہ: ”پیچھے ڈال دیا“ مگر احناف سینے پر ڈالنے کے قائل ہیں۔

(المعجم ۳۳) - غُسْلُ الْمَيِّتِ أَكْثَرُ مِنْ خَمْسٍ (التحفة ۳۳) باب: ۳۳- میت کو پانچ سے زائد دفعہ غسل دینا

۱۸۸۷- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: «إِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتِ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلِي فِي الْأَخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَعْتِ فَأَذْنِي»، فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَلْفَى إِلَيْنَا حَقُّوْهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

۱۸۸۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ اگر ضرورت محسوس کرو تو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ تھوڑا سا کافور بھی شامل کر دو پھر جب تم فارغ ہو تو مجھے اطلاع کر دینا۔“ چنانچہ جب ہم نے فارغ ہو کر آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا: ”اس کو اس میں لپیٹ کر پھر کفن دینا۔“

(المعجم ۳۴) - غُسْلُ الْمَيِّتِ أَكْثَرُ مِنْ سَبْعَةٍ (التحفة ۳۴) باب: ۳۴- میت کو سات سے بھی زیادہ دفعہ غسل دینا

۱۸۸۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ [قَالَ]: حَدَّثَنَا [حَمَّادٌ] قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تَوَفَّيْتُ إِخْلَى بَنَاتٍ ۱۸۸۸- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ایک بیٹی فوت ہو گئیں۔ آپ نے ہمیں بلا بھیجا اور فرمایا: ”اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد دفعہ

۲۱- کتاب الجنائز: میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

النَّبِيُّ ﷺ فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُمْ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَعْتُمْ فَاذْنَبِي». فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَلْفَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

اگر ضرورت محسوس کرو تو، پانی اور بیری سے غسل دینا۔ اور آخری دفعہ کافور ڈال دینا یا تھوڑا سا کافور (پانی میں) ملا لینا، پھر جب تم فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔ جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند پھینکا اور فرمایا: ”(کفن دینے سے پہلے) اس میں اس کو لپیٹ دینا۔“

۱۸۸۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، إِنْ رَأَيْتُمْ ذَلِكَ.

۱۸۸۹- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے اس جیسی روایت آتی ہے مگر اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اس سے زیادہ مرتبہ اگر تم ضرورت محسوس کرو تو غسل دو۔“

۱۸۹۰- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَشْرٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ بَغْضِ بْنِ إِخْوَتِهِ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تَوَقَّيْتُ ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَنَا بِغَسْلِهَا فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُمْ» [قَالَتْ: قُلْتُ وَتَرَا؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَعْتُمْ فَاذْنَبِي» فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَغْطَيْنَا جَفْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

۱۸۹۰- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی فوت ہو گئیں تو آپ نے ہمیں انھیں غسل دینے کا حکم دیا اور فرمایا: ”اے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا بارہا سے بھی زائد دفعہ اگر ضرورت محسوس کرو تو غسل دینا۔“ میں نے کہا: جی طاق؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اور آخری دفعہ کافور ڈال لینا۔ یا کچھ کافور (پانی میں) ملا لینا، پھر جب فارغ ہونا تو مجھے اطلاع کرنا۔“ جب ہم (غسل سے) فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے اپنا تہ بند ہمیں دیا اور فرمایا: ”(سب سے پہلے) اسے اس میں لپیٹو۔“

۱۸۸۹- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۳۹/۹۳۹ عن قتية، والبخاري، الجنائز، باب: يجعل الكافور في الأخيرة، ح: ۱۲۵۸ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۱۵، انظر الحديث المتقدم: ۱۸۸۵.

۱۸۹۰- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۰۱۶. * محمد هو ابن سيرين، وبعض إخوته هي حفصة بنت سيرين كما

۲۱- کتاب الجنائز

(المعجم ۳۵) - اَلْكَافُورُ فِي غَسْلِ الْمَيِّتِ
(النحفة ۳۵)

میت کو غسل دینے سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۳۵- میت کو غسل دیتے وقت
کافور ڈالنا

۱۸۹۱- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ اگر ضرورت محسوس کرو تو پانی اور پیری (کے پتوں) سے غسل دینا اور آخری دفعہ کافور یا کچھ کافور ڈال لینا“ پھر جب تم فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔“ جب ہم فارغ ہوئیں تو ہم نے آپ کو اطلاع کی۔ آپ نے اپنا تہ بند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا: ”اس کو اس میں لپیٹ دینا۔“

(راوی حدیث) ایوب بیان کرتے ہیں کہ حصہ بنت سیرین نے کہا: اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ غسل دینا۔ اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم نے ان کی تین مینڈھیاں کنگھی سے بنادیں۔

۱۸۹۲- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے ان کے سر کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنادیں۔

۱۸۹۳- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم

۱۸۹۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: «أَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: «إِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتَ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْأَخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَعْتُنَّ فَأَذْنِي» فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَلْفَى إِلَيْنَا حَفْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

قَالَ: وَقَالَتْ حَفْصَةُ: «إِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا، قَالَ: وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: مَسَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

۱۸۹۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرْتَنِي حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

۱۸۹۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

۱۸۹۱- [صحیح] تقدم، ح: ۱۸۸۲، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۱۷، * إسماعيل هو ابن علي.

۱۸۹۲- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في غسل الميت، ح: ۳۷/۹۳۹ من حديث أيوب السخيتاني به، وهو في

الكبرى، ح: ۲۰۱۹.

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ کفن سے متعلق احکام و مسائل
 حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ: وَقَالَتْ حَفْصَةُ نَعْنِي: وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.
 عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

🌞 فائدہ: ایک ہی باب کے تحت اور ایک ہی حدیث کا تکرار بعض اسنادی باریکیاں ظاہر کرنے کے لیے ہے
 جیسا کہ کئی دفعہ پیچھے گزرا۔ ان باریکیوں کو سمجھنے کے لیے اسانید کا بغور مطالعہ ضروری ہے۔

(المعجم ۳۶)۔ الْإِسْعَارُ (النحفة ۳۶)
 باب: ۳۶۔ کفن سے پہلے ایک کپڑے
 میں لپیٹنا

۱۸۹۴۔ حضرت ایوب بن ابی تمیمہ سے روایت
 ہے کہ میں نے حضرت محمد بن سیرین کو کہتے ہوئے سنا
 کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا جو کہ انصار میں سے تھیں اپنے
 ایک بیٹے کی خبر لینے کے لیے آئی تھیں مگر اسے (زندہ)
 نہ پایا۔ انھوں نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ ہمارے پاس
 تشریف لائے جبکہ ہم آپ کی بیٹی کو غسل دے رہی
 تھیں۔ آپ نے فرمایا: ”اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا
 اس سے زائد مرتبہ اگر ضرورت سمجھو تو پانی اور بیری کے
 پتوں سے غسل دو اور آخری مرتبہ کا فور بھی ڈال دو یا
 تھوڑا سا کا فور شامل کرو۔ اور جب غسل سے فارغ ہو
 تو مجھے اطلاع کرنا۔“ جب ہم فارغ ہوئیں (اور ہم نے
 آپ کو اطلاع کی) تو آپ نے ہماری طرف اپنا بند
 پھیٹکا اور فرمایا: ”اسے اس میں لپیٹ دو۔“ اس سے زائد
 کچھ نہ فرمایا۔ (راوی حدیث) ایوب نے کہا: میں نہیں
 جانتا کہ یہ آپ کی کون سی بیٹی تھیں؟ (راوی حدیث)
 ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے (ایوب بن ابی تمیمہ سے)
 پوچھا: آپ کے فرمان [”أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ“] کا مطلب کیا

۱۸۹۴۔ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ أَبِي تَمِيمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يَقُولُ: كَانَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَدِمَتْ ثُبَادُ ابْنًا لَهَا فَلَمْ تُدْرِكْهُ حَدَّثَنَا قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُمْ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلَيْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَعْتُنَّ فَأَذِنْنِي». فَلَمَّا فَرَعْنَا أَلْفَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ» وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ. قَالَ: لَا أَدْرِي أَيُّ بَنَاتِهِ هِيَ؟ قَالَ قُلْتُ: مَا قَوْلُهُ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ» أَتَوَزَّرُ بِهِ؟ قَالَ: لَا أَرَاهُ إِلَّا أَنْ يَقُولَ: أَلْفَقْنَهَا فِيهِ.

ہے؟ کیا اسے اس کا ازار بنایا جائے گا؟ انھوں نے فرمایا: میرا خیال ہے آپ کا مطلب یہ تھا کہ اسے اس میں لیٹ دو۔

☀️ **فائدہ:** عورت کے کفن کے لیے بھی تین کپڑے ہی کافی ہیں۔ اس میں مرد اور عورت کی تفریق کی کوئی صحیح حدیث نہیں۔ مزید دیکھیے: (کتاب الحائض، للآلبانی، ص: ۸۵)

۱۸۹۵- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ الْمُسَائِي قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: ثَوَّفَنِي إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: «إِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُ ذَلِكَ، وَاغْسِلْنَهَا بِالسَّدْرِ وَالْمَاءِ وَأَجْعَلِي فِي آخِرِ ذَلِكَ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَعْتَنَ فَإِنِّي» قَالَتْ فَأَذَّنَاهُ فَلَقِنِي إِنَّمَا حَقُّهُ فَقَالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِنَاءً».

☀️ **فائدہ:** ”چھپکا“ گویا پکڑا یا نہیں کیونکہ آپ کا ہاتھ ساری زندگی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ یہ انتہا درجے کی احتیاط ہے جو آپ نے اپنی امت کو سمجھانے کے لیے فرمائی۔ (اس حدیث کے باقی مباحث کے لیے دیکھیے، حدیث: ۱۸۸۲)

(المعجم ۳۷) - الْأُمْرُ بِتَحْسِينِ الْكَفَنِ
(التحفة ۳۷)

۱۸۹۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ . ۱۸۹۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ نے اسے ایک صحابی کا الرَّقِی الْقَطَّانُ وَيُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ - وَاللَّفْظُ

١٨٩٥- أخرجه البخاري، الجنائز، باب: هل تكفن المرأة في إزار الرجل؟، ح: ١٢٥٧ من حديث عبدالله بن عون
 به، وهو في الكبير، ح: ٢٠٢١. * يزيد هو ابن هارون.

١٨٩٦- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في تحسين كفن الميت، ح: ٩٤٣ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في

۲۱- کتاب الجنائز کفن سے متعلق احکام و مسائل

لَهُ - قَالَ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ مَاتَ فَقَبِرَ لَيْلًا، وَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ، فَزَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُقَبَّرَ إِنْسَانٌ لَيْلًا إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى ذَلِكَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ».

ذکر فرمایا جو فوت ہو گیا تھا اور اسے راتوں رات دفن کر دیا گیا تھا اور ناقص کفن پہنایا گیا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کسی میت کو رات کے وقت دفن کرنے سے منع فرمادیا مگر یہ کہ انتہائی مجبوری و لا چاری ہو نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی پر اپنے کسی بھائی (رشتے دار) کے کفن دفن کی ذمہ داری آپڑے تو وہ اس کے لیے اچھا کفن تیار کرے۔“

 فوائد و مسائل: ① کفن اچھا ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ نیا کپڑا ہو، مستعمل نہ ہو، سفید ہو، رنگ دار نہ ہو (تا کہ پرانے بنے کا اندازہ ہو سکے) صاف ستھرا ہو، میلا پھیلا نہ ہو۔ درمیانی قیمت کا ہو جو دیکھنے میں نامناسب معلوم نہ ہو اور عوام الناس اسے استعمال کرتے ہوں۔ سادہ ہو، متشش نہ ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ قیمتی اور مہنگا ہو کیونکہ بعض روایات میں مہنگے کفن سے صراحتاً روکا گیا ہے۔ ② مذکورہ حدیث سے اور اس موضوع کی دیگر تمام روایات جمع کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ رات کے وقت مردوں کو دفن کرنا جائز نہیں الا یہ کہ کوئی مجبوری اور اشد ضرورت پیش آجائے۔ رات کے وقت تدفین کی ممانعت ممکن ہے اس گمان کی وجہ سے ہو کہ نماز جنازہ میں لوگ کم تعداد میں شریک ہوں گے نیز کفن دفن میں کوتاہی ہوگی۔ لیکن اگر نماز جنازہ پڑھ لی گئی ہو تو عذر کے پیش نظر رات کو بھی دفن کرنا پڑے تو جائز ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے رات کے وقت میت کو قبر میں دفن کیا تھا۔ (جامع الترمذی، الجنائز، حدیث: ۱۰۵۷) نیز امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (صحیح البخاری، الجنائز، قبل الحدیث: ۱۳۳۰) مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (مسند أحمد: ۱۱۰۰۶۲/۲) مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بابت مروی ہے کہ ان کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (المصنف لابن أبي شيبة: ۳۱/۳) مذکورہ روایات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ مجبوری اور عذر کے پیش نظر رات کے وقت دفن کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۳۸) - أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ

باب: ۳۸- کون سا کفن بہتر ہے؟

۲۱- کتاب الجنائز کفن سے متعلق احکام و مسائل

۱۸۹۷- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ أَبِي عَرُوبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ سُمَرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفَّنُوا فِيهَا مَوْتَانَا». ۱۸۹۷- حضرت سرہ جلیل سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ صاف ستھرے اور عمدہ ہوتے ہیں اور اپنے فوت شدگان کو بھی انھی میں کفن دیا کرو۔“

فوائد و مسائل: ① سفید کپڑے میں معمولی سائیل کچیل اور گندگی بھی ظاہر ہوتی ہے لہذا اسے جلدی صاف کیا جاتا ہے اور وہ صاف ستھرا رہتا ہے رنگ دار کپڑوں میں میل کچیل محسوس نہیں ہوتا وہ دیر تک دھوئے نہیں جاتے اس لیے بیماریوں کا سبب بن سکتے ہیں۔ ویسے بھی سفید کپڑے کی ایک شان ہوتی ہے۔ ② مجبوری نہ ہو تو کفن سفیدی ہونا چاہیے۔ ③ کفن پہنانا واجب ہے۔

(المعجم ۳۹) - كَفَّنَ النَّبِيُّ ﷺ
(التحفة ۳۹)

۱۸۹۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَفَّنَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُولِيَّةٍ بَيْضٍ. ۱۸۹۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (علاقہ یمن کی) حوٹ بہتی کے بنے ہوئے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

۱۸۹۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۱۸۹۷- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۰/۵ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه معمر عند أحمد، والحديث في الكبرى: ح: ۲۰۲۳، وله شاهد عند الترمذي، ح: ۲۸۱۰، وابن ماجه، ح: ۳۵۶۷، وصححه الترمذي، والحاكم على شرط الشيخين: ۱۸۵/۴، ووافقه الذهبي.

۱۸۹۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۳۱/۶ عن عبد الرزاق به، وهو في الكبرى: ح: ۲۰۲۴، ومصنف عبد الرزاق، ح: ۶۱۷۱، وأخرجه البخاري، ومسلم من حديث هشام بن عروة عن أبيه به، انظر الحديثين الآتين، ورواه

۲۱- کتاب الجنائز- کفن سے متعلق احکام و مسائل

هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بَيْضٍ سُحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

کفن دیا گیا جن میں کوئی قمیص یا پگڑی نہ تھی۔

۱۹۰۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بَيْضٍ يَمَانِيَّةٍ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ، فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ قَوْلُهُمْ: فِي ثَوْبَيْنِ وَبُرْدٍ مِنْ حَبْرَةٍ فَقَالَتْ: قَدْ أَتَيْتُ بِالْبُرْدِ وَلَكِنْهُمْ رُدُّوهُ وَلَمْ يَكْفُوهُ فِيهِ.

۱۹۰۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یمن کے بنے ہوئے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفنایا گیا ان میں کوئی قمیص یا پگڑی نہ تھی۔ حضرت عائشہ سے ذکر کیا گیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دو کپڑے تھے اور تیسری دھاری دار چادر تھی۔ انھوں نے فرمایا: چادر (دھاری دار) لائی تو گئی تھی مگر غسل اور کفن دینے والوں نے واپس کر دی تھی اس میں آپ کو کفن نہیں دیا۔

🌞 فواہد و مسائل: ① کفن کے لیے تین کپڑے مسنون ہیں دو میں بھی گزارا ہو سکتا ہے نہ بلیں تو مجبوری میں ایک بھی کافی ہے جیسے جنگ احد کے بعض شہداء کے لیے صرف ایک چادر ہی ملی نبی ﷺ نے اسی ایک چادر ہی میں دفن کر دیے۔ ② ”قمیص اور پگڑی“ کفن میں قمیص اور پگڑی نہیں ہونی چاہیے جیسا کہ اس حدیث میں صراحت ہے، جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ احناف قمیص اور اہم شخصیت کے لیے پگڑی جائز سمجھتے ہیں۔ اس حدیث کے معنی کرتے ہیں کہ قمیص اور پگڑی ان تین کپڑوں میں شامل نہ تھے ان کے علاوہ تھے مگر یہ معنی ظاہر کے خلاف ہیں البتہ بعض ضعیف احادیث میں پگڑی کا ذکر ہے لیکن ترجیح صحیح احادیث ہی کو ہوگی۔

(المعجم ۴۰) - الْقَمِيصُ فِي الْكَفَنِ

(التحفة ۴۰)

۱۹۰۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: ۱۹۰۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

❧ (الآلئ) من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۲۵، والموطأ (بهي): ۲۲۳/۱.

۱۹۰۰- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في كفن الميت، ح: ۴۶/۹۴۱ من حديث حفص بن غياث، والبخاري، انظر الحديث السابق من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۲۶.

۱۹۰۱- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن في القميص الذي يكف أو لا يكف، ح: ۱۲۶۹، ومسلم، صفات المتافقين، باب صفات المنافقين وأحكامهم، ح: ۲۷۷۴ من حديث يحيى بن سعيد القطان عن عبيد الله بن عمر به،

کفن سے متعلق احکام و مسائل

کہ جب عبداللہ بن ابی (منافقین کا سردار) مر گیا تو اس کے بیٹے (عبداللہ) نبی ﷺ کے پاس آئے اور گزارش کی کہ مجھے اپنی قمیص مبارک عطا فرمائیں تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں۔ آپ اس کا جنازہ بھی پڑھیے اور اس کے لیے بخشش کی دعا بھی کیجیے۔ آپ نے انھیں قمیص دے دی اور فرمایا: ”جب تم غسل اور کفن سے فارغ ہو تو مجھے اطلاع کرنا“ میں اس کا جنازہ پڑھوں گا۔“ (جب آپ جنازے پر پہنچے تو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کیا اور گزارش کی کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کا جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”(نہیں) مجھے دو چیزوں میں اختیار دیا گیا ہے کہ ان (منافقین) کے لیے بخشش طلب کرو یا نہ کرو اللہ انھیں معاف نہیں فرمائے گا۔“ پھر آپ نے جنازہ پڑھ دیا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ..... وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ ”ان منافقین میں سے کوئی نہ مرجائے تو کبھی بھی اس کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔“ پھر آپ نے منافقین کا جنازہ پڑھنا چھوڑ دیا۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَاءَ ابْنُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَعْطِنِي قَمِيصَكَ حَتَّى أَكْفِنَهُ فِيهِ وَصَلَّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرَ لَهُ، فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ ثُمَّ قَالَ: «إِذَا فَرَعْتُمْ فَأَذِّنُونِي أَصَلِّيَ عَلَيْهِ» فَجَذَبَهُ عُمَرُ وَقَالَ: قَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟ فَقَالَ: «أَنَا بَيْنَ خَيْرَتَيْنِ» قَالَ: «اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ» [التوبة: ۸۰] فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ [التوبة: ۸۴] فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

🌞 فوائد و مسائل: ① عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ انتہائی مجلس مسلمان تھے۔ ان کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مندرجہ بالا گزارشات کرنا فطری چیز ہے۔ ہر بیٹا خصوصاً ایک بیٹا باپ کی بھلائی چاہتا ہے۔ چونکہ عبداللہ بن ابی ظاہر اُکلمہ گو تھا اس لیے وہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی برکت سے شاید اس کی مغفرت ہو جائے، بالخصوص جبکہ ابھی منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کی بابت کوئی واضح حکم بھی نہیں آیا تھا۔ اسی طرح نبی ﷺ کا ان کے مطالبات کو تسلیم فرمالینا دراصل اس مسلمان بیٹے کی دلدراری کے علاوہ آپ کی رحمتِ للعالمین کا بھی مظہر تھا۔ اس واقعے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ممانعت کا حکم نازل فرمایا۔ ② ”قمیص

۲۱- کتاب الجنائز..... کفن سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ نے سمجھا کہ جب اس کی مغفرت ممکن نہیں تو مطلب یہی ہے کہ جنازہ نہ پڑھو مگر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے انداز بیان میں امید کی کرن دیکھی کیونکہ صراحۃً حکم ممانعت نہ تھا ہاں مشرک کے لیے استغفار سے صراحۃً روکا گیا تھا مگر عبد اللہ بن ابی منافق تھا مشرک نہ تھا منافق کا حکم بعد میں اتر آیا ۵ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال فرمایا ہے کہ قیص بھی کفن میں شامل ہو سکتی ہے۔ لیکن دیگر دلائل و احادیث کی روشنی میں یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ ان میں خود آپ ﷺ کے لیے تین کپڑوں کا انتخاب ہوا اور یقیناً جو اللہ کے رسول ﷺ کے لیے تجویز ہوا وہی افضل ہے۔ رہی بات جواز کی تو صورت حال کا جائزہ لینے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک اتفاقی واقعہ تھا جو عام جواز کی دلیل نہیں بن سکتا وہ اس طرح کہ حضرت عبد اللہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے اس قیص کا مطالبہ کیا تھا جو آپ ﷺ کے وجودِ مسعود پر تھی اور خاص کر آپ کی جلد کے ساتھ تھی آپ اس کا انکار نہ فرما سکے بلکہ تالیفِ قلب اور حضرت عبد اللہ ﷺ کی حوصلہ افزائی کی خاطر آپ نے انھیں دے دی بلکہ عبد اللہ بن ابی کو خود پہنا دی جیسا کہ صحیح بخاری (حدیث: ۱۲۷۰) میں ہے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس قیص کا بدلہ تھا جو آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو عبد اللہ بن ابی نے دی تھی جبکہ وہ جنگ بدر کے بعد قیدی بنے کیونکہ ان کی قیص بھٹی ہوئی تھی اور عام پیمائش کی قیص انھیں پوری نہیں آئی تھی جب انھیں وہ قیص مرحمت کی گئی عبد اللہ بن ابی قد آور انسان تھا۔ بہر حال اس حدیث سے آپ ﷺ کے خلقِ عظیم کا پتا چلتا ہے کہ آپ کو اس کے منافق ہونے کا یقین تھا نبی اکرم ﷺ اسلام اور دیگر مسلمانوں کے لیے اس کی ایذا بھی دشمنی چھپی نہیں تھی اس کے باوجود آپ نے اسے قیص پہنائی اور اس کا جنازہ پڑھا۔ ۵ منافق پر اس کے ظاہر کو مد نظر رکھتے ہوئے دنیا میں اسلام والے احکام جاری ہوں گے۔ ۶ آدمی زندہ ہو یا مردہ اس کی حقیقت کے بارے میں اظہار کیا جاسکتا ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن ابی کے منافق ہونے کا اظہار کیا ہے یہ لَاتَسْبُوْا الْاُمُوْت (مردوں کو برا بھلا نہ کہو) میں شامل نہیں۔ ۷ آدمی صاحبِ علم و فضل شخصیت کو کوئی ایسا کام کرتے دیکھے جسے وہ خلافِ شرع سمجھتا ہے تو وہ استفسار کر سکتا ہے۔ ۸ صاحبِ فضل شخص کو اچھی طرح وضاحت کر کے اس آدمی کا اشکال دور کرنا چاہیے۔

۱۹۰۲- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ۱۹۰۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو قَالَ: سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ قَبْرَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي وَقَدْ وَضِعَ فِي حُفْرَتِهِ فَوَقَفَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ لَهُ فَوَضَعَهُ

عبد اللہ بن ابی کی قبر پر تعریف لائے جبکہ اسے حد میں رکھا جا چکا تھا آپ قبر پر کھڑے ہوئے اور اسے نکالنے کا حکم دیا۔ اسے (قبر سے) نکال لایا پھر آپ نے اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اسے اپنی قیص پہنائی اور اس کے

۲۱۔ کتاب الجنائز
کفن سے متعلق احکام و مسائل
عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ. وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ.
منہ میں (یا اس کے جسم پر) اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (حکمت کیا تھی؟)

☀ فائدہ: یہ روایت مشہور روایات سے متعارض معلوم ہوتی ہے جن میں قمیص پہلے دینے جنازہ پڑھنے اور پھر قبر پر جنازے کے ساتھ آنے کا ذکر ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کا ایک حل یہ پیش کیا ہے کہ پہلی روایت میں دینے سے مراد دینے کا وعدہ ہے، وعدے پر عطیہ کا لفظ بول دیا گیا ہے۔ دوسرا حل اور تطبیق یہ ہے کہ ممکن ہے دو مرتبہ آپ نے قمیص دی ہو ایک پہلے اور دوسری مرتبہ جب آپ قبر پر حاضر ہوئے۔ مزید دیکھیے: (فتح الباری، الحنائز، باب الکفن فی القميص الذي يكف أولایکف، حدیث: ۱۲۷۰) واللہ اعلم۔

۱۹۰۳۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: وَكَانَ الْعَبَّاسُ بِالْمَدِينَةِ فَطَلَبَتِ الْأَنْصَارُ ثَوْبًا يَكْسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوا قَمِيصًا يَضْلَعُ عَلَيْهِ إِلَّا قَمِيصَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَكْسُوهُ إِيَّاهُ.
۱۹۰۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مدینہ میں (قید) تھے تو (ان کی قمیص پھٹی ہوئی تھی لہذا) انصار نے ان کے لیے کوئی کپڑا تلاش کیا جو انھیں پہنا سکیں مگر عبداللہ بن ابی کی قمیص کے علاوہ کوئی قمیص ان پر صحیح نہ آتی تھی (کیونکہ وہ قد آور تھے اور وہ بھی قد آور تھا) آخر انھوں نے وہی ان کو پہنا دی۔

☀ فائدہ: یہ روایت ذکر کرنے سے امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ نبی ﷺ کا اس کی وفات کے موقع پر قمیص عطا فرمانا دراصل اس قمیص کا بدلہ تھا جو اس نے آپ کے چچا کو پہنائی تھی کیونکہ آپ احسان کا بدلہ ضرور دیتے تھے۔

۱۹۰۴۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْأَعْمَشِ، ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيقًا قَالَ: حَدَّثَنَا
۱۹۰۴۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی تو ہم صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے طالب تھے لہذا ہمارا ثواب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لیا۔ ہم میں سے کچھ تو اس حالت میں فوت ہوئے کہ انھوں نے اپنے اجر و ثواب کا کچھ

خَبَابٌ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى، فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ، فَمِمَّا مَنَ مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُضْعَبُ بْنُ عَمِيرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نَكْفُمُهُ فِيهِ إِلَّا نَمْرَةً، كُنَّا إِذَا غَطَيْنَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَيْنَا بِهَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَغْطِيَ بِهَا رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ إِذْخِرًا وَمِمَّا مَنَ أَتَيْنَتْ لَهُ نَمْرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِيهَا. وَاللَّفْظُ لِإِسْمَاعِيلَ.

حدیث کے یہ الفاظ اسماعیل بن مسعود راوی کے

بیان کردہ ہیں۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں آخرت میں ثواب نہیں ملے گا بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان لوگوں کو ان کی ہجرت کے کچھ نتائج دنیا میں بھی حاصل ہو گئے۔ آخرت میں تو ثواب بہر صورت ملے گا۔ مگر معصوب رضی اللہ عنہ جیسے ساقیوں کا درجہ بہت اونچا ہو گا۔ ② روایت میں قیص کا ذکر نہیں ہے۔ جس سے بلا قیص کفن کی مشروعیت پر استدلال ہے جبکہ آغاز باب میں عبداللہ بن ابی کی روایت سے اس کے جواز کا رجحان معلوم ہوتا ہے لیکن یہ اس وقت ہے جب کوئی اور چارہ کار نہ ہو، نیز اس مذکورہ عنوان کے تحت ذکر کرنے کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کپڑے میں بھی کفن جائز ہے جبکہ صورت حال اس قسم کی ہو۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۴۱) - كَيْفَ يُكْفَنُ الْمُحْرِمُ إِذَا

باب: ۴۱- جو شخص حالت احرام میں

مَاتَ (التحفة ٤١)

۱۹۰۵- أَخْبَرَنَا عُثَيْبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ۱۹۰۵- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حرم کو اس کے انھی دو

۲۱۔ کتاب الجنائز

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اغْسِلُوا الْمُحْرِمَ فِي تَوْبَتِهِ اللَّذِينَ أَحْرَمَ فِيهِمَا، وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَبِذَرٍ، وَكَفَّنُوهُ فِي تَوْبَتِهِ وَلَا تُمَسَّوْهُ بِطَبِيبٍ، وَلَا تُحْمَرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُحْرِمًا».

کپڑوں میں غسل دو جن میں اس نے احرام باندھا تھا۔ اور اسے پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو۔ اس کو انھی دو کپڑوں میں کفن دو اور اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ وہ قیامت کے دن احرام کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

🌞 فائدہ: اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محرم فوت بھی ہو جائے تب بھی اس کا احرام قائم رکھا جائے یعنی اسے خوشبو لگائی جائے نہ اس کا سر ڈھانپا جائے، مگر احناف نے اس خاص اور صریح روایت کو چھوڑ کر ایک عام روایت: ”جب انسان مرجائے تو اس کا ٹھل منقطع ہو جاتا ہے۔“ (صحیح مسلم ’الوصیة‘ حدیث: ۱۶۳) سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ محرم کو بھی عام انسان کی طرح غسل اور کفن دیا جائے حالانکہ صحیح مسلم کی اس روایت سے کیسے معلوم ہوتا ہے کہ غسل اور کفن کے خصوصی احکام اس پر لاگو نہیں ہو سکتے؟ جبکہ شہید کے بارے میں خود احناف مانتے ہیں کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا، اسی خون آلود حالت میں اسے دفن کیا جائے گا تو کیا اعتراض ہے اگر محرم کو احرام کی حالت میں دفن کر دیا جائے؟ کیا سب احادیث پر عمل ضروری نہیں؟ اگر شہید کا خاص حکم ہو سکتا ہے تو محرم کا کیوں نہیں؟ جبکہ حدیث صریح اور واضح ہے۔ احناف کہتے ہیں یہ حدیث اس محرم کے ساتھ خاص ہے جس کے بارے میں آپ نے یہ بیان فرمائی تھی، مگر پوچھا جاسکتا ہے کہ حضرت والا! شہید کو غسل نہ دینے والی حدیث شہدائے احد کے ساتھ خاص کیوں نہیں؟ بہر حال واضح حدیث کی موجودگی میں قیاس اور رائے کی کوئی حیثیت نہیں۔

باب: ۴۲۔ کستوری

(المعجم ۴۲) - الْمِسْكُ (التحفة ۴۲)

۱۹۰۶۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ

۱۹۰۶۔ أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ

ﷺ نے فرمایا: ”بہترین خوشبو کستوری ہے۔“

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ وَشَيْبَانَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُلَيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعَ أَبَا نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَطْيَبُ الطِّيبِ الْمِسْكُ».

۲۱- کتاب الجنائز جنازے کی اطلاع دینے کا بیان

☀️ فائدہ: کستوری کے بارے میں اشکال یہ ہو سکتا ہے کہ کستوری تو دراصل ہرن کا خون ہے جس کا استعمال جائز نہیں، مگر کوئی چیز جب قدرتی طور پر تبدیل ہو جائے اور اس میں پہلے اثرات بالکل ختم ہو جائیں تو اس کا حکم بدل جائے گا۔ کستوری بھی کسی لحاظ سے خون کے اوصاف نہیں رکھتی، لہذا اس کا حکم خون سے مختلف ہو گا۔ خون بھی تو خوراک سے بنتا ہے مگر اسے خوراک کا حکم حاصل نہیں۔ اسی طرح غلہ جات اور ہنریاں بھی تو مٹی اور گوبر وغیرہ ہی سے بنتی ہیں مگر ان پر اصل کا حکم نہیں لگتا۔

۱۹۰۷- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدَّزْهَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرِّثَّانِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِنْ خَيْرِ طَبِيعِكُمُ الْمُسْلِكُ».

۱۹۰۷- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کستوری تمھاری بہترین خوشبو ہے۔“

(المعجم ۴۳) - الْأَذْنُ بِالْجَنَازَةِ (التحفة ۴۳)

باب: ۳۳- جنازے کی اطلاع دینا

۱۹۰۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ مَسْكِينَةً مَرَضَتْ فَأَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَرَضِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَوِّدُ الْمَسَاكِينَ وَيَسْأَلُ عَنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا مَاتَتْ فَأَذِّنُونِي» فَأُخْرِجَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا وَكَبَرُوهَا أَنْ يُوقَطُوا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخْبَرَ بِالَّذِي كَانَ

۱۹۰۸- حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنف بن مالک بن حنف سے منقول ہے کہ ایک مسکین عورت بیمار ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی بیماری کی خبر دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ مسکین لوگوں کی بیمار پری اور خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب یہ فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔“ اس کا جنازہ رات کو لے جایا گیا اور صحابہ نے پسند نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جگائیں۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس واقعے کی خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمھیں کہا نہیں تھا کہ مجھے اس

۱۹۰۷- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في المسك للميت، ح: ۳۱۵۸ من حديث المستمر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۳۳، وأخرجه مسلم، ح: ۲۲۵۲ من طريق آخر عن أبي نضرة به (انظر الحديث السابق).

۱۹۰۸- [إسناده صحيح] أخرجه الإمام الشافعي في مسنده، ص: ۳۵۸ عن مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/

۲۱- کتاب الجنائز: جنازہ لے کر جلدی چلنے کا بیان

مِنْهَا فَقَالَ: «أَلَمْ أَمُرْكُمْ أَنْ تُؤْذِنُونِي بِهَا؟» کی اطلاع دینا؟“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ ہم نے رات کے وقت آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا لَيْلًا، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى صَفَّ بِاللَّائِسِ عَلَى قَبْرِهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ. پھر رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف چلے اور اس کی قبر پر لوگوں کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں۔ (یعنی جنازہ پڑھا۔)

 فوائد ومسائل: ① باب کا مسئلہ ثابت ہونے کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوا کہ دوبارہ قبر پر جنازہ پڑھا جاسکتا ہے۔ احناف دوبارہ یا قبر پر جنازہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں الا یہ کہ میت کو بغیر جنازہ پڑھے دفن کر دیا گیا ہو۔ وہ اس حدیث کو بلا دلیل رسول اللہ ﷺ سے خاص سمجھتے ہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ میں غایت درجے کی تواضع تھی کہ فقراء اور مساکین کی عیادت کے لیے ان کے گھر جاتے اور بیمار پرسی کرتے ﷺ مرد عورت کی بیماری داری کر سکتا ہے اسی طرح عورت بھی۔ ③ ایسی حکم عدولی جس میں حکم دینے والے کی بھلائی اور تعظیم و تکریم مقصود ہو گناہ شائیں نہیں ہوں گی۔ ④ نبی اکرم ﷺ غیب نہیں جانتے تھے۔ ⑤ رات کو دفن کرنا جائز ہے۔

(المعجم ۴۴) - السَّرْعَةُ بِالْجَنَازَةِ باب ۴۴- جنازہ لے کر جلدی چلنا

(التحفة ۴۴)

۱۹۰۹- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرِ قَالَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ۱۹۰۹- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مِهْرَانَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا وَضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: قَدُمُونِي قَدُمُونِي، وَإِذَا وَضِعَ الرَّجُلُ - يَعْنِي الشُّوءَ - عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: يَا وَيْلَتِي! أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِي؟» میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا: ”جب نیک شخص چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: مجھے جلدی لے چلو مجھے جلدی لے چلو۔ اور جب برا آدمی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: افسوس! مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟“

 فائدہ: مرنے کے بعد میت عالم برزخ میں داخل ہو جاتی ہے اور اس پر برزخی احکام لاگو ہو جاتے ہیں جو ہماری دنیا کے احکام سے مختلف ہیں لہذا میت کا یہ کہنا برزخی امر ہے جو ہماری دنیا سے متعلق نہیں اس لیے ہمیں

۲۱- کتاب الجنائز جنازہ لے کر جلدی چلنے کا بیان
 سنا بھی نہیں دیتا۔ ہو سکتا ہے روح کہتی ہو۔ بہر صورت عالم برزخ ہماری عقل سے بالا ہے۔ اس پر بغیر تفصیل
 جانے ایمان لانا واجب ہے۔

۱۹۱۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
 اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ
 أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ
 فَأَحْتَمَلَهَا الرَّجُلُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ
 صَالِحَةً قَالَتْ: قَدَّمُونِي قَدَّمُونِي، وَإِنْ
 كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ: يَا وَلِيَهَا! إِلَى
 أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ
 إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ».

۱۹۱۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب میت کو چار پائی پر رکھا
 جاتا ہے اور لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھالیتے ہیں تو اگر
 وہ نیک ہو تو کہتا ہے: مجھے جلدی لے چلو مجھے جلدی لے
 چلو۔ اور اگر وہ نیک نہیں تو کہتا ہے: ہائے افسوس! مجھے
 کہاں لے جا رہے ہو؟ اس کی آواز کو انسان کے علاوہ
 ہر چیز سنتی ہے اگر انسان سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ کوئی محال بات نہیں کہ جانور اس چیز کا ادراک کر لیں جس کا انسان کو ادراک نہیں کیونکہ
 اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں بڑی بڑی صلاحیتیں ودیعت کر رکھی ہیں مثلاً: کتے کی قوت شامہ (سونگھنے والی قوت)
 حیرت انگیز حد تک انسان سے زیادہ ہے۔ وہ کسی انسان کے خالی کپڑے سونگھ کر اس انسان تک پہنچ جاتا ہے۔
 انسان میں یہ صلاحیت مفقود ہے مثلاً: شکاری اور کھوجی کتے۔ ② ”بے ہوش ہو جائے“ یعنی اس برے انسان
 (میت) کی خوف ناک آواز سن کر۔ ③ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس کی آواز زندہ لوگوں کو نہیں سنا۔ ④ جنازہ
 اٹھانے والوں کے لیے مشروع ہے عورتیں نہیں اٹھائیں گی۔

۱۹۱۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
 سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي
 هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «أَسْرِعُوا
 بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكَ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تَقْدُمُونَهَا
 ۱۹۱۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور وہ
 اس روایت کو نبی ﷺ تک پہنچاتے تھے کہ آپ نے
 فرمایا: ”جنازہ جلدی لے کر چلو۔ اگر وہ نیک ہے تو تم
 اسے خیر کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر وہ نیک نہیں تو

۲۱- کتاب الجنائز جنازہ لے کر جلدی چلنے کا بیان

إِلَيْهِ وَإِنْ تَكَ غَيْرَ ذَلِكَ فَشَرُّ تَضَعُونَهُ عَنْ تَمَّ اِيك شُرْكَو اِنِي ٱرْدُنُو سَ اِاار هَ هُوَ-
رَقَابِكُمْ».

☀ فائدہ: جنازہ جلدی لے جانے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: ① جنازہ زیادہ دیر تک گھر میں نہ رکھو بلکہ تکفین و تجنیز میں جلدی کرو۔ ② جنازہ اٹھانے کے بعد تیز تیز چلو۔ بوجھ اٹھانے والا شخص فطری طور پر تیز تیز چلتا ہے مگر اتنا تیز نہ چلے کہ میت کو جھٹکے لگیں۔

۱۹۱۲- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أَمَامَةَ بْنُ سُهَيْلٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَدَّمْتُمُوهَا إِلَى الْخَيْرِ، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ ذَلِكَ كَانَتْ شَرًّا تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ».

۱۹۱۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”میت کو جلدی لے جاؤ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف جلدی لے جا رہے ہو اور اگر وہ نیک نہیں تو تم ایک شر کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔“

☀ فائدہ: ”گردنوں سے اتار رہے ہو“ پہلے معنی کی رو سے اس کا مطلب ہے کہ تم اپنی ذمے داری سے فارغ ہو رہے ہو دوسرا معنی ظاہر ہے۔

۱۹۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَوْشَنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ جَنَازَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ وَخَرَجَ زَيْدًا يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْ السَّرِيرِ، فَجَعَلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمَوَالِيهِمْ يَسْتَقْبِلُونَ السَّرِيرَ وَيَمْشُونَ عَلَى

۱۹۱۳- حضرت عبدالرحمن بن جوشن فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبدالرحمن بن سمرہ کے جنازے میں حاضر ہوا۔ زیاد (گورنر بصرہ) چار پائی کے آگے آگے چلے لگا۔ حضرت عبدالرحمن کے گھر پلو رشتے دار اور ان کے غلام (چار پائی کے آگے) چار پائی کی طرف منہ کر کے الٹے پاؤں چلے گئے۔ اور وہ (جنازہ اٹھانے والوں کو) کہتے تھے: آہستہ آہستہ چلو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نیکی میں

۱۹۱۲- أخرجه مسلم، ح: ۵۱/۹۴۴ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۳۸. * عبدالله هو ابن المبارك.

۱۹۱۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب الإسراع بالجنائز، ح: ۳۱۸۲ من حديث عيينة بن

۲۱- کتاب الجنائز

جنازہ لے کر جلدی چلنے کا بیان

برکت فرمائے۔ تو اس طرح وہ گویا ریگ ریگ کر (یعنی بہت آہستہ) چل رہے تھے حتیٰ کہ جب ہم راستے میں مرد مقام پر پہنچے تو حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ خیر پر سوار پیچھے سے ہمیں آئے۔ جب انھوں نے ان لوگوں کو ایسا کرتے دیکھا تو ان کی طرف خیر کو دوڑایا اور ان کی طرف کوڑا لہرایا اور فرمایا: راستہ چھوڑ دو۔ (یعنی میت کے آگے سے ہٹ جاؤ) مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کے چہرہ انور کو عزت دی ہے! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں میت کو اٹھا کر تیز تیز چلتے تھے، پھر (یہ بات سن کر) سب لوگ مطمئن ہو گئے۔

أَعْقَابِهِمْ وَيَقُولُونَ: رُوَيْدًا رُوَيْدًا! بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمْ، فَكَانُوا يَدْبُونَ دَبِيحًا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ طَرِيقِ الْمَرْبِدِ لَحِقْنَا أَبُو بَكْرَةَ عَلَى بَغْلَةٍ، فَلَمَّا رَأَى الَّذِي يَصْنَعُونَ حَمَلَ عَلَيْهِمْ بِبَغْلَتِهِ وَأَهْوَى إِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ وَقَالَ: خَلُّوا فَوَالَّذِي أَكْرَمَ وَجْهَ أَبِي الْقَاسِمِ رضي الله عنه! لَقَدْ رَأَيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَإِنَّا لَنَكَادُ نَرْمُلُ بِهَا رَمَلًا فَانْتَبَسَطَ الْقَوْمُ.

 فائدہ: ”مطمئن ہو گئے“، یعنی اس وضاحت کے بعد سب لوگ اس بات پر مطمئن ہو گئے کہ جنازے کو اٹھا کر تیز تیز چلنا چاہیے۔

۱۹۱۴- حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مجھے خوب یاد ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں میت کو لے کر تیز تیز چلتے تھے۔ حدیث کے مذکورہ الفاظ ثبتم کے ہیں (نہ کہ اسماعیل کے)۔

۱۹۱۴- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ وَهَشِيمٍ عَنْ عَمِيْنَةَ بِنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَإِنَّا لَنَكَادُ نَرْمُلُ بِهَا رَمَلًا.. وَاللَّفْظُ حَدِيثُ هُشَيْمٍ.

 فائدہ: معلوم ہوا میت کو اٹھا کر تیز چلنا چاہیے جس طرح بوجھ اٹھانے والا طبعاً تیز چلتا ہے، یہاں بھاگنا مقصود نہیں۔

۱۹۱۵- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۹۱۵- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُوسٍ

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ جنازے کے لیے کھڑا ہونے کا بیان
 قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَحْيَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”جب جنازہ تمہارے پاس
 آبا سَلَمَةً حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سے گزرے تو کھڑے ہو جاؤ، پھر جو شخص جنازے کے
 اللہ ﷻ قَالَ: «إِذَا مَرَّتْ بِكُمْ جَنَازَةٌ سَاحَتْ جَانِبَهُ (زمین پر) رکھے جانے تک
 فَقُومُوا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَفْعُدُ حَتَّى تُوَضَّعَ»۔ نہ بیٹھے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث اگلے باب کے تحت ذکر ہونی چاہیے۔ پچھلے باب سے اس کا کوئی تعلق نہیں
 بنتا۔ واللہ اعلم۔ ② ”کھڑے ہو جاؤ“ ایک اور حدیث میں اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے: [إِنْ لِلْمَوْتِ
 فَرَعًا] (مسند أحمد: ۳/۳۵۴) ”موت گھبراہٹ کا باعث ہے۔“ یعنی موت کو دیکھ کر یاس کرنا انسان کو گھبرا جانا
 چاہیے۔ حوادث سے متاثر ہونا فطری چیز ہے۔ اور موت تو سب سے بڑا حادثہ ہے۔ ایک کی موت دوسروں کو
 بھی ان کی موت یا دولاتی ہے لہذا جنازہ دیکھیں تو اپنا کام چھوڑ کر کھڑے ہونا چاہیے۔ بعض روایات میں یہ وجہ
 بھی ذکر ہے کہ یہ قیام فرشتوں کے احترام کے طور پر ہے جو جنازے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں
 میں جنازہ عام ہوگا، مسلم کا ہو یا کافر کا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ کھڑے ہونا تعاون کے امکان کے لیے ہے۔ اس
 صورت میں یہ حکم صرف مسلم کے جنازے کے لیے ہوگا، یعنی جب تک جنازہ کندھوں پر ہے، ساتھیوں کے
 تعاون کی ضرورت پڑ سکتی ہے لہذا جنازہ زمین پر رکھنے تک شرکاء مت بیٹھیں لیکن یہ توجیہ کمزور ہے۔ (قیام کی
 باقی بحث آئندہ باب میں ہے۔)

(المعجم ۴۵) - بَابُ الْأَمْرِ بِالْقِيَامِ
 لِلْجَنَازَةِ (التحفة ۴۵)
 باب: ۴۵۔ جنازے کے لیے کھڑا
 ہونے کا حکم

۱۹۱۶۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
 اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَامِرِ
 ابْنِ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَى
 أَحَدُكُمْ الْجَنَازَةَ فَلَمْ يَكُنْ مَاشِيًا
 مَعَهَا، فَلْيَقُمْ حَتَّى تُخَلَّفَهُ أَوْ تُوَضَّعَ مِنْ
 قَبْلِ أَنْ تُخَلَّفَهُ»۔
 ۱۹۱۶۔ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی
 ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جنازہ (آتا ہوا)
 دیکھے اور اس نے جنازے کے ساتھ نہ جانا ہو تو (کم از
 کم) کھڑا ہو جائے حتیٰ کہ جنازہ اس سے آگے گزر
 جائے یا گزرنے سے پہلے زمین پر رکھ دیا جائے۔“

۲۱- کتاب الجنائز

جنازے کے لیے کھڑا ہونے کا بیان

۱۹۱۷- حضرت عامر بن ربیعہ عدویؓ سے منقول

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنازہ (آ) دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ حتیٰ کہ جنازہ تم سے آگے گزر جائے یا (زمین پر) رکھ دیا جائے۔“

۱۹۱۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ الْعَدَوِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتَّى تُخْلَفَكُمْ أَوْ تُوَضَّعَ».

۱۹۱۸- حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنازہ (آ) دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ جو شخص جنازے کے ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے حتیٰ کہ جنازہ (زمین پر) رکھ دیا جائے۔“

۱۹۱۸- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ هِشَامٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتَّى تُوَضَّعَ».

۱۹۱۹- حضرت ابوہریرہ اور ابوسعیدؓ دونوں نے

فرمایا: ہم نے تو کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کسی جنازے کے ساتھ تشریف فرما ہوں اور جنازہ زمین پر رکھے جانے سے پہلے بیٹھ گئے ہوں۔

۱۹۱۹- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍاءَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ قَالَا: مَا رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَهِدَ جَنَازَةً قَطُّ فَجَلَسَ حَتَّى تُوَضَّعَ.

۱۹۲۰- حضرت ابوسعیدؓ سے مروی ہے کہ لوگ

رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ لے کر گزرے

۱۹۲۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا

۱۹۱۷- أخرجه مسلم، ح: ۹۵۸ من حديث الليث بن سعد (انظر الحديث السابق)، والبخاري، الجنائز، باب القيام للجنائز، ح: ۱۳۰۷ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۴۲.

۱۹۱۸- [صحيح] تقدم، ح: ۱۹۱۵، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۴۳.

۱۹۱۹- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۰۴۵، وله شواهد عند البخاري، ح: ۱۳۰۹، ۱۳۱۰ وغيره.

۱۹۲۰- أخرجه أحمد ۵۳/۳ من حديث زكريا بن أبي زائدة، وأيضاً ۴۷/۳ من حديث شعبة به، وهو في

جنازے کے لیے کھڑا ہونے کا بیان

۲۱- کتاب الجنائز

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ، ح: تَوَاطُّوا كَهْرُءَ هَوَءٍ: وَأَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرُّوا عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ.

عمرو (بن علی کی روایت میں یوں ہے انھوں) نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔

وَقَالَ عَمْرُو: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامَ.

۱۹۲۱- حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ (ایک دفعہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آتا نظر آیا۔ رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور جو لوگ آپ کے پاس تھے وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے پھر سب کھڑے رہے حتیٰ کہ جنازہ آگے گزر گیا۔

۱۹۲۱- أَخْبَرَنَا أَبُو ثَوْبٍ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُمْ: كَانُوا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَطَلَعَتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَامَ مَنْ مَعَهُ فَلَمْ يَزَالُوا قِيَامًا حَتَّى نَفَذَتْ.

فائدہ: مندرجہ بالا قولی اور فعلی مرفوع اور موقوف روایات سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہو جانا چاہیے۔ فطرت اور عقل بھی اسی بات کا تقاضا کرتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ مگر حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما قیام کے قائل نہیں یا کہیے کہ اسے ضروری نہیں سمجھتے جیسا کہ آگے ایک باب میں احادیث آرہی ہیں، مگر وہ ان کا استنباط معلوم ہوتا ہے اس لیے وہ قیام کی روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ زیادہ سے زیادہ ان روایات سے رسول اللہ ﷺ کا بیٹھنا ثابت ہوتا ہے، نیز تطبیق بھی ممکن ہے کہ کھڑے ہونے کا حکم استحباب پر دلالت کرتا ہے مگر بیٹھنا بھی جائز ہے اور یہ اچھی تطبیق ہے۔ (مزید بحث کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۹۱۵)

۲۱- کتاب الجنائز

جنازے کے لیے کھڑا ہونے کا بیان

(المعجم ۴۶) - أَلْقِيَامُ لِبَحَارَةِ أَهْلِ

باب: ۴۶- مشرکین کے جنازے

الشُّرُك (التحفة ۴۶)

کے لیے کھڑا ہونا

۱۹۲۲- حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے

۱۹۲۲- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

ہیں کہ حضرات سہل بن حنیف اور قیس بن سعد بن عبادہ

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

عمر بن مروة، عن عبد الرحمن بن أبي

لَيْلَى قَالَ: كَانَ سَهْلُ بْنُ حَنِيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ

کھڑے ہو گئے۔ ان سے کہا گیا: یہ جنازہ تو اس علاقے

سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّ عَلَيْهِمَا

والوں (یعنی ذمی کافروں) کا ہے؟ تو ان دونوں نے

بِحَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيلَ لَهُمَا: إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ

فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو

الْأَرْضِ فَقَالَا: مُرَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ سے کہا گیا: یہ تو ایک یہودی

بِحَنَازَةٍ فَقَامَ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ:

کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا یہ انسانی جان

«أَلَيْسَتْ نَفْسًا»؟

نہیں تھی؟“



فائدہ: دین سے قطع نظر انسانیت کا بھی احترام ہونا چاہیے نیز موت میں مسلم کافر سب برابر ہیں پھر کافروں

سے رواداری انھیں اسلام کے قریب لانے کا سبب بنے گی۔ اختلاف دین کی وجہ سے انسانی تقاضوں سے

انحراف دین فطرت کے خلاف ہے۔ دین اسلام تو جانوروں تک سے ہمدردی رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بہت

سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

۱۹۲۳- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

۱۹۲۳- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ:

کہ ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ ﷺ

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ هِشَامٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا

کھڑے ہو گئے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔

حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

(بعد میں) میں نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول!

قَالَ: عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ،

یہ تو ایک یہودی عورت کا جنازہ تھا! آپ نے فرمایا:

عَنْ عُثَيْبِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ

”موت گھبراہٹ والی چیز ہے لہذا جب تم کوئی جنازہ

عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مَرَّتْ بِنَا حَنَازَةٌ فَقَامَ رَسُولُ

۱۹۲۲- أخرجه البخاري، الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ح: ۱۳۱۲، ومسلم، الجنائز، باب القيام

للجنازة، ح: ۹۶۱ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۴۸ * خالد هو ابن الحارث.

۱۹۲۳- أخرجه مسلم، ح: ۹۶۰ عن علي بن حجر، والبخاري، الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ح: ۱۳۱۱

۲۱۔ کتاب الجنائز جنازے کے لیے کھڑا ہونے کا بیان

اللہ ﷻ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔
إِنَّمَا هِيَ جَنَازَةٌ يَهُودِيَّةٌ فَقَالَ: «إِنَّ لِلْمَوْتِ
فَرَعًا فَلَإِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا»۔
الْفَلْظُ لِخَالِدٍ۔

حدیث کے یہ الفاظ خالد راوی کے بیان کردہ ہیں۔

☀ فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ۱۹۱۵۔

(المعجم ۴۷) - الرُّخْصَةُ فِي تَرْكِ الْقِيَامِ
باب: ۳۷۔ کھڑے نہ ہونے کی رخصت
(التحفة ۴۷)

۱۹۲۴۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ،
عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ
عَلِيِّ فَمَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ فَقَامُوا لَهَا فَقَالَ
عَلِيٌّ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: أَمْرُ أَبِي مُوسَى
فَقَالَ: إِنَّمَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَجَنَازَةِ
يَهُودِيَّةٍ وَلَمْ يَعْذِبْ بَعْدَ ذَلِكَ۔
۱۹۲۳۔ حضرت ابو معمر بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت
علیؑ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ پاس سے
گزر رہا۔ لوگ اس کی وجہ سے کھڑے ہو گئے۔ حضرت علیؑ
نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ (تم کیوں کھڑے ہوئے؟)
لوگوں نے کہا: یہ حضرت ابو موسیٰؓ کی ہدایت ہے۔
انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تو صرف ایک یہودی
عورت کے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہوئے تھے اس
کے بعد کبھی کھڑے نہیں ہوئے۔

☀ فائدہ: حضرت علیؑ اپنے علم و رویت کی بات کر رہے ہیں ورنہ صحابہ کرامؓ سے رسول اللہ ﷺ کے
کھڑے ہونے کی روایات مصراحتاً آئی ہیں۔ قولی روایات اس کے علاوہ ہیں۔ جن میں ہر جنازے کا ذکر ہے۔
ان روایات کے مقابلے میں حضرت علیؑ کی یہ روایت اصول حدیث کی رو سے مرجوح ہے۔ عمل ان روایات
ہی پر ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ قیام واجب نہیں۔

۱۹۲۵۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
۱۹۲۵۔ حضرت محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ

۱۹۲۴۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/۱۴۱، ۴/۱۳ وغيره من حديث مجاهد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۰۰،

وله شاهد صحيح، انظر الحديث الآتي: ۲۰۰۱.

۱۹۲۵۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۱/۲۰۱ من حديث أيوب السختياني عن محمد بن سيرين به، وهو في الكبرى،

۲۱- کتاب الجنائز

جنازے کے لیے کھڑا ہونے کا بیان

حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ جَنَازَةَ مَرَّتْ بِالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمْ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ: أَلَيْسَ قَدْ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَنَازَةِ يَهُودِيٍّ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ، ثُمَّ جَلَسَ.

حضرات حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے نہ ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا رسول اللہ ﷺ ایک یہودی کے جنازے کی وجہ سے کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ٹھیک ہے مگر پھر بیٹھے بھی رہے۔



فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بات کا مطلب یہ ہے کہ پھر ایسا ہی ہوا کوئی جنازہ گزرا مگر آپ بیٹھے رہے کھڑے نہیں ہوئے گویا بیٹھے رہنے کا جواز بھی ہے۔

۱۹۲۶- حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرات

حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے نہ ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ جنازے کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کھڑے ہوئے تھے مگر پھر بیٹھے رہے۔

۱۹۲۶- أَخْبَرَنَا يَغْفُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: مَرَّتْ بِجَنَازَةِ عَلِيٍّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمْ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ لَابْنِ عَبَّاسٍ: أَمَا قَامَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَامَ لَهَا ثُمَّ قَعَدَ.

۱۹۲۷- حضرت ابو جابر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرات

ابن عباس اور حسن رضی اللہ عنہما کے قریب سے ایک جنازہ گزرا۔ ان میں سے ایک کھڑے ہو گئے جبکہ دوسرے بیٹھے رہے۔ کھڑے ہونے والے نے کہا: اللہ کی قسم! میں یقیناً جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے۔ بیٹھے رہنے والے نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! میں بھی یقیناً جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے بھی رہے تھے۔

۱۹۲۷- أَخْبَرَنَا يَغْفُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

عَنِ ابْنِ عُثَيْمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ: مَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَ أَحَدُهُمَا وَقَعَدَ الْآخَرُ فَقَالَ الَّذِي قَامَ: أَمَا وَاللَّهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ قَامَ، قَالَ لَهُ الَّذِي جَلَسَ: لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ

۲۱- کتاب الجنائز

اللہ ﷻ قَدْ جَلَسَ .

۱۹۲۸- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ
الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ
مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ كَانَ
جَالِسًا فَمُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ النَّاسُ حَتَّى
جَاوَزَتِ الْجَنَازَةَ فَقَالَ الْحَسَنُ: إِنَّمَا مُرَّ
بِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى
طَرَفِهَا جَالِسًا، فَكِرِهَ أَنْ تَغْلُوَ رَأْسُهُ
جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ فَقَامَ .

۱۹۲۸- حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت
حسن بن علی رحمہ اللہ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ گزرا۔
لوگ کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ جنازہ آگے چلا گیا۔ حضرت
حسن رحمہ اللہ فرمانے لگے: بات اتنی تھی کہ ایک یہودی کا
جنازہ گزرا اور رسول اللہ ﷺ جنازے کے راستے میں
بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ناپسند فرمایا کہ ایک یہودی
کا جنازہ آپ کے سر سے اونچا ہو اس لیے آپ کھڑے
ہو گئے۔

🌞 فائدہ: یہ روایت سابقہ روایات سے مختلف ہے۔ ان میں تو حضرت حسن رحمہ اللہ کھڑے ہونے کے قائل و فاعل
ہیں اور اس روایت میں اس کے خلاف ہیں۔ کثرت کی بنا پر ان روایات کو ترجیح ہوگی نیز یہ حضرت حسن رحمہ اللہ کا
اپنا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وجہ سے کھڑے ہوئے تھے ورنہ رسول اللہ ﷺ نے تو اور وجہ بتلائی ہے۔
حدیث: ۱۹۲۲ میں الْكَيْسِيُّ نَفْسًا اور حدیث نمبر ۱۹۲۳ میں إِنَّ لِكَمَوْتٍ فَرَعَا فَرَامَا۔ اور حدیث: ۱۹۳۱ میں
آ رہا ہے کہ ہم فرشتوں کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ وجوہات
معتبر ہیں نہ کہ حضرت حسن رحمہ اللہ کا اپنا خیال۔ بالفرض یہ وجہ بھی ہو تو مذکورہ بالا وجوہات تو پھر بھی قائم ہیں
لہذا صحیح یہی ہے کہ جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونا چاہیے یہ افضل اور مستحب ہے اگرچہ بیٹھے رہنے کی بھی گنجائش
ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۹۲۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ
قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا
يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِجَنَازَةٍ
يَهُودِيٍّ مَرَّتْ بِهِ حَتَّى تَوَارَتْ .

۱۹۲۹- حضرت جابر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ
اور آپ کے صحابہ رحمہ اللہ ایک یہودی کے جنازے کو دیکھ
کر کھڑے ہوئے جو پاس سے گزرا تھا حتیٰ کہ وہ نظروں
سے اوجھل ہو گیا (پھر بیٹھے)۔

۲۱- کتاب الجنائز مومن اور کافر کی موت کا بیان

۱۹۳۰- وَأَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَيْضًا أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِحَجَازَةِ يَهُودِيٍّ حَتَّى تَوَارَتْ. ۱۹۳۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی ایک یہودی کے جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہوئے (اور پھر کھڑے رہے) حتیٰ کہ وہ اوجھل ہو گیا۔

فائدہ: اگر رسول اللہ ﷺ کے کھڑے ہونے کی وجہ وہ ہوتی جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے (حدیث نمبر ۱۹۲۸) میں بیان فرمائی ہے تو پھر اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی کہ نظروں سے اوجھل ہونے تک کھڑے رہے؟ معلوم ہوتا ہے پہلی بیان کردہ وجوہات ہی اصل ہیں۔

۱۹۳۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ جَنَازَةَ مَرْتٍ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ فَقِيلَ: إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ فَقَالَ: «إِنَّمَا قُمْنَا لِلْمَلَائِكَةِ». ۱۹۳۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے! آپ نے فرمایا: ”ہم تو فرشتوں (کی تعظیم) کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔“

فائدہ: جنازہ آتا دیکھ کر کھڑے ہونے کی تین وجوہات صحیح احادیث میں وارد ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے فائدہ حدیث نمبر ۱۹۲۸۔ یہ تینوں وجوہات اب بھی قائم ہیں لہذا راجح موقف کے مطابق جنازہ آتا دیکھ کر کھڑا ہونا افضل اور مستحب ہے صرف وجوب منسوخ ہے۔ واللہ اعلم۔ نیز اس مسئلے کی تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبی شرح سنن النسائي للإمام أبي: ۸۷/۱۹-۹۲)

(المعجم ۴۸) - اسْتِرَاحَةُ الْمُؤْمِنِ بِالْمَوْتِ باب: ۳۸- مومن کا موت کے ذریعے سے راحت پانا (التحفة ۴۸)

۱۹۳۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مَعْبُدِ بْنِ ۱۹۳۲- حضرت ابوقادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو

۱۹۳۰- أخرجه مسلم، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۵۶.

۱۹۳۱- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲۰۵۵. * قتادة عنين، ولحديثه شاهد عند أحمد: ۴/ ۴۱۳ (انظر الحديث المتقدم: ۱۹۲۴)، إسحاق هو ابن إبراهيم، يعني ابن راهويه، والنضر هو ابن شميل.

۱۹۳۲- أخرجه مسلم، الجنائز، باب ما جاء في مستريح ومستراح منه، ح: ۹۵۰ عن قتيبة، والبخاري، الرقاق،

۲۱- کتاب الجنان

مومن اور کافر کی موت کا بیان

كُفِبَ بِنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ: «مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاخٌ مِنْهُ» فَقَالُوا: مَا الْمُسْتَرِيحُ وَمَا الْمُسْتَرَاخُ مِنْهُ؟ قَالَ: «الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالذَّوَابُّ».

آپ نے فرمایا: ”اس نے آرام پالیا یا لوگوں نے اس سے آرام پالیا۔“ صحابہ نے عرض کیا: اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: ”مومن شخص (موت کے ساتھ) دنیا کے رنج و تکلیف سے آرام پا جاتا ہے اور بدکار شخص (کی موت) سے لوگ، شجر، درخت اور جانور آرام پا جاتے ہیں۔“

🌞 نو آمد و مسائل: ① ”مومن شخص“ یہاں مومن سے متقی شخص مراد ہے جو لوگوں کو بھی ایذا نہیں پہنچاتا اور جانوروں پر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کی پابندی کرتا ہے۔ ان کاموں میں اسے دنیا میں تکلیف وغیرہ پہنچے تو اس پر صبر کرتا ہے۔ دنیا میں معاش کے سلسلے میں اسے محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے۔ دنیا میں بیماری اور پریشانیاں ”دنیا کے رنج و غم“ سب اس میں داخل ہیں۔ ② ”بدکار شخص“ اس سے مراد صرف کافر ہی نہیں بلکہ وہ اشخاص بھی اس میں داخل ہیں جو لوگوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں، جانوروں کو ایذا پہنچاتے ہیں، آبادیوں کو ویران کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کی بھی پروا نہیں کرتے۔ فسق و فجور میں بگڑے ہوئے جاتے ہیں حتیٰ کہ ان کے فسق و فجور کی وجہ سے بارش رک جاتی ہے اور ان کی نحوست سے قحط سالی آ پڑتی ہے۔ بے گناہ جانور اور درخت اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، البتہ وہ لوگ جن سے گناہ تو صادر ہوتے ہیں (کیونکہ ہر انسان خطا کار ہے) مگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں، معافی مانگتے ہیں تو وہ ”فاجر“ اور ”بدکار“ کے تحت داخل نہیں کیونکہ معافی اور توبہ گناہ کو ختم کر دیتے ہیں، بلکہ توبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ رحمتیں فرماتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا﴾ (نوح ۷۴: ۱۱) لہذا توبہ اور استغفار کرنے والا انسان خواہ کتنا ہی گناہ گار ہو لوگوں، شہروں، جانوروں اور درختوں کے لیے رحمت کا سبب ہے۔

باب: ۴۹- کافروں سے راحت پانا

(المعجم ۴۹) - أَلَا سَتَرِاحَةٌ مِنَ الْكُفَّارِ

(التحفة ۴۹)

۱۹۳۳- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم

۱۹۳۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ بَنِي

۲۱- کتاب الجنائز..... فوت شدگان کی تعریف کرنے کا بیان

رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ نمودار ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ آرام پانے والا ہے یا مخلوقات کو اس سے آرام ملا ہے۔ مومن فوت ہوتا ہے تو دنیا کی پیاریوں، تکالیف اور مصیبتوں سے نجات پا جاتا ہے۔ اور بدکار شخص مرتا ہے تو اس سے انسان علاقے درخت اور جانور نجات اور آرام پا جاتے ہیں۔“

أَبِي كَرِيمَةَ الْحَرَّائِي قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، - وَهُوَ الْحَرَّائِي - عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنِي زَيْدٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مَعْبِدِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ طَلَعَتْ جَنَازَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاخٌ مِنْهُ، الْمُؤْمِنُ يَمُوتُ فَيَسْتَرِيحُ مِنْ أَوْصَابِ الدُّنْيَا وَنَصَبِهَا وَأَذَاهَا، وَالْفَاجِرُ يَمُوتُ فَيَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالْدَّوَابُّ».

☀ فائدہ: باب میں کافر کا لفظ ہے اور حدیث میں فاجر کا اشارہ ہے کہ فاجر سے مراد کافر ہے یا کافروں جیسا واللہ اعلم.

(المعجم ۵۰) - بَابُ النَّسَاءِ (التحفة ۵۰)

باب: ۵۰- (میت کی) اچھی تعریف

۱۹۳۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا تو اس کی اچھی تعریف کی گئی، نبی ﷺ نے فرمایا: ”لازم ہوگئی۔“ ایک اور جنازہ گزرا تو اس کی برائی بیان کی گئی، نبی ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگئی۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! ایک جنازہ گزرا، اس کی اچھی تعریف ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”لازم ہوگئی۔“ پھر دوسرا جنازہ گزرا، اس کی برائی بیان کی گئی تو آپ نے پھر وہی فرمایا: ”واجب ہوگئی۔“ (کیا مطلب ہے؟) آپ نے فرمایا: ”جس کی

۱۹۳۴- أَخْبَرَنَا زَيْدٌ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَى عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَجَبَتْ»، وَمَرَّ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَأَثْنَى عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَجَبَتْ»، فَقَالَ عُمَرُ: فِذَاكَ أَبِي وَأُمِّي مَرَّ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَى عَلَيْهَا خَيْرًا فَقُلْتُ: وَجَبَتْ وَمَرَّ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَى عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتُ: وَجَبَتْ؟ فَقَالَ: «مَنْ أَثْنَيْتُمْ

عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَتَيْنِيُمْ
عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ
فِي الْأَرْضِ»۔

تم نے اچھی تعریف کی تھی اس کے لیے جنت لازم ہوگئی
اور جس کی برائی بیان کی اس کے لیے آگ واجب ہو
گئی۔ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔“

سورۃ فاطر: ۱۰ ”تم نے اچھی تعریف کی۔“ تم سے مراد عام لوگ ہیں۔ جس شخص کو سب لوگ اچھا کہیں وہ اچھائی ہوگا اور جس کو سب برا کہیں (موت کے بعد) وہ برا ہی ہوگا کیونکہ سب لوگ اسی کی تعریف کریں گے جو سب کے ساتھ اچھا رہا اور جس نے سب کو اس میں رکھا۔ جو شخص لوگوں کے حقوق میں کوتاہی نہیں کرتا وہ بالعموم اللہ تعالیٰ کے حقوق میں بھی کوتاہی نہیں کرے گا۔ اسی طرح برا کہنا ہے۔ لازماً وہ لوگوں سے بدسلوکی کرنے والا ہے ورنہ سب برا نہ کہتے۔ اور جو لوگوں کے حقوق ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرے گا۔ بعض اہل علم نے تم سے مراد صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا متقی حضرات لیے ہیں کیونکہ وہ اسی کی تعریف کریں گے جو حقیقتاً نیک ہوگا۔ اور اسی کو برا کہیں گے جو حقیقتاً برا ہوگا مگر یہ تخصیص بلا دلیل ہے، صحیح توجیہ اوپر بیان ہو چکی ہے۔

۶ ”اللہ تعالیٰ کے گواہ“ جس طرح عدالت میں فیصلہ گواہوں کے مطابق ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کی گواہی کے مطابق فیصلہ فرمائے گا۔ ”إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ“ کیونکہ انسان کے اخلاق کا علم معاملات سے ہوتا ہے۔ ۷ اس سے امت کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی کی یہ زمین پر اللہ کی گواہ ہے۔

۱۹۳۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ : أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ : سَمِعْتُ إِثْرَاهِيمَ بْنَ عَامِرٍ ، وَجَدَهُ أُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ قَالَ : سَمِعْتُ عَامِرَ ابْنَ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : مَرُّوا بِجَنَازَةٍ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْتَوُا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «وَجِبَتْ» ، ثُمَّ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ أُخْرَى فَأَنْتَوُا عَلَيْهَا شَرًّا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «وَجِبَتْ» ، قَالُوا : يَا رَسُولَ

۲۱- کتاب الجنائز

اللہ! قَوْلُكَ الْأَوَّلَى وَالْآخِرَى «وَجَبَتْ»؟
 فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الْمَلَائِكَةُ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي
 السَّمَاءِ، وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ».

فائدہ: فرشتے تحریری نامہ اعمال پیش کریں گے اور انسان اپنا تجربہ اور معاملہ بیان کریں گے دونوں کی بنیاد پر فیصلہ ہوگا۔

۱۹۳۶- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
 قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ وَعَبْدُ اللَّهِ
 ابْنُ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفَرَاتِ
 قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي
 الْأَسْوَدِ الدَّلِيِّ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ
 فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَمَرَّ
 بِجَنَازَةٍ فَأَتَيْتُ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ
 عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مَرَّ بِآخَرَى فَأَتَيْتُ عَلَى
 صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ
 مَرَّ بِالثَّالِثِ فَأَتَيْتُ عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا،
 فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبَتْ
 يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: قُلْتُ كَمَا قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا مُسْلِمٌ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ
 قَالُوا خَيْرًا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ»، قُلْنَا: «أَوْ
 ثَلَاثَةٌ؟» قَالَ: «أَوْ ثَلَاثَةٌ»، قُلْنَا: «أَوْ اثْنَانِ؟»
 قَالَ: «أَوْ اثْنَانِ!».

۱۹۳۶- حضرت ابوالاسود دیلی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے
 کہ میں مدینہ منورہ آیا اور مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ
 کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ ایک جنازہ گزرا اور اس کی
 اچھی تعریف کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہو
 گئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا۔ اس کی بھی اچھی تعریف کی
 گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہو گئی، پھر تیسرا
 جنازہ گزرا تو اس کی برائی بیان کی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 نے فرمایا: واجب ہو گئی۔ میں نے عرض کیا: اے امیر
 المؤمنین! کیا واجب ہو گئی؟ انھوں نے فرمایا: میں نے تو
 اسی طرح کہا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:
 ”جس مسلمان کے لیے چار آدمی نیک ہونے کی گواہی
 دیں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔“ ہم نے
 کہا: اور تین؟ فرمایا: ”ہاں تین بھی۔“ ہم نے کہا: اور
 دو؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں دو بھی (یعنی دو کی گواہی بھی
 معتبر ہوگی)۔“

فائدہ: گواہی کے لیے جو شرائط ضروری ہیں وہ ان میں پائی جائیں یعنی وہ عادل مسلمان ہوں۔ عادل

۲۱- کتاب الجنائز..... فوت شدگان کی تعریف کرنے کا بیان

سے مراد کہ وہ شرعی فرائض کے پابند اور کبیرہ گناہوں سے محفوظ ہوں۔ ظاہر ہے اس قسم کے گواہ ہی بچی گواہی دیں گے۔

(المعجم ۵۱) - أَلْتَهَيُّ عَنْ ذِكْرِ الْهَلْكَى
إِلَّا بِخَيْرٍ (التحفة ۵۱)

باب: ۵۱- فوت شدگان کا ذکر خیر
ہی کیا جائے

۱۹۳۷- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي وَهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ هَالِكٌ بِسُوءٍ فَقَالَ: «لَا تَذْكُرُوا هَلَكًا حُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ».

۱۹۳۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کسی فوت شدہ شخص کی برائی بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا: ”اپنے فوت شدگان کا ذکر خیر ہی کیا کرو۔“

☀️ فائدہ: کسی غائب شخص کی برائی ذکر کرنا تو زندگی میں بھی غیبت بن جاتی ہے جو سخت منع ہے حالانکہ اس کی طرف سے دفاع ممکن ہے تو ایک میت جو اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتا اس کی برائی بیان کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے نیز گناہوں اور کوتاہیوں سے کون پاک ہے؟ لہذا فوت شدہ کی برائی بیان نہ کی جائے بلکہ درگزر کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے البتہ امت مسلمہ کے مفاد کے لیے ضرورت کی حد تک کسی زندہ یا فوت شدہ کی برائی بیان ہو سکتی ہے جیسے رجال حدیث کا فن۔

(المعجم ۵۲) - أَلْتَهَيُّ عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ
(التحفة ۵۲)

باب: ۵۲- فوت شدگان کو برا کہنے
کی ممانعت

۱۹۳۸- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بَشِيرٍ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا

۱۹۳۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ وہ اپنے اعمال (کی جزا و سزا) کی طرف پہنچ چکے ہیں۔“

فوت شدگان کی تعریف کرنے کا بیان

۲۱- کتاب الجنائز

تَسْبُوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضُوا إِلَى مَا قَدَّمُوا».

☀️ فائدہ: فوت شدگان کے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی صحیح ہے۔ ہم کسی ایسے شخص کو برا کہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہو تو اس میں بہت گناہ ہے لہذا خاموشی بہتر ہے البتہ وہ کا فر یا منافق یا فاجر جو علانیہ عوام الناس کے نزدیک ان اوصاف میں معروف اور بدنام ہیں ان کی موت اگر نعمی اوصاف پر ہوئی تو انہیں ان اوصاف کے ساتھ ذکر کیا جاسکتا ہے تاکہ لوگ ان کی اقتداء نہ کریں۔ اسی طرح ائمہ مضلین (اہل بدعت) کی گمراہیوں کی وضاحت کرنی بھی جائز بلکہ ضروری ہے۔

۱۹۳۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: هُيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسُ الْمَيِّتِ كَالْمَيِّتِ
سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَتَّبِعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ أَهْلُهُ وَمَالُهُ
وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى وَاحِدٌ عَمَلُهُ».

☀️ فوائد و مسائل: ① "اس کا مال" مراد غلام وغیرہ ہیں۔ جاہلیت میں لوگ فخر کے لیے جنازے کے ساتھ اس کے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ بھی لے جاتے تھے۔ ② انسان کا عمل اس کے ساتھ رہے گا اس لیے اعمال صالحہ کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور اہل اور مال میں مشغول ہو کر اعمال سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ ③ اس حدیث کا باب سے کوئی ظاہری تعلق سمجھ میں نہیں آ رہا۔

۱۹۴۰- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسُ الْمَيِّتِ كَالْمَيِّتِ
هِيَ: جَبْ وَهْ يَمَارُ هُوَ جَائِئِ تَوْسُ كِي يَمَارُ پَرِی كَرِی

۱۹۳۹- أخرجه البخاري، الرقاق، باب سكرات الموت، ح: ۶۵۱۴، ومسلم، الزهد والرفاق، باب: "الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر" ح: ۵/۲۹۶۰ عن حديث سفیان بن عیینہ به، وهو في الكبير، ح: ۲۰۶۴.
۱۹۴۰- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب مجاء في تسميت العاطس، ح: ۲۷۳۷ عن قتية بن سعيد به، وقال "حسن صحيح"، وهو في الكبير، ح: ۲۰۶۵، وللحديث شواهد، راجع مجمع الزوائد: ۸/ ۱۸۵

۲۱- کتاب الجنائز

جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

«الْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتٌّ خِصَالٍ : يُعُوذُهُ إِذَا مَرِضَ ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ ، وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَفِيَهُ ، وَيُسَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ ، وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ» .
جب وہ فوت ہو جائے تو (اس کے کفن، دفن اور جنازے میں) شریک ہو، جب وہ دعوت دے تو قبول کرے، جب وہ اسے طے تو سلام کہے، جب اسے چھینک آئے تو اسے دعا دے اور اس کی خیر خواہی کرے جب وہ غائب ہوا یا موجود۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یاد رہے کہ بعض حقوق تعلقات اور ضرورت کی حد تک ہیں مثلاً: بیمار کی پیار پرسی دنیا کے ہر مسلمان کا نہیں بلکہ اس کے تعلق داروں کا فرض ہے۔ اسی طرح کفن، دفن اور جنازے میں شرکت کرنا بھی اس کے تعلق داروں اور محلے کے افراد وغیرہ کا فرض ہے ایسے فرائض کو فرض کفایہ کہتے ہیں یعنی کوئی بیمار پیار پرسی کے بغیر نہ رہے اور کوئی میت تکفین و تجہیز اور جنازے سے محروم نہ رہے ورنہ مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ ہر ایک کی شرکت فرض نہیں ② سلام کا جواب اور چھینک پر دعا (بشرطیکہ وہ الحمد للہ کہے) صرف متعلقہ شخص پر ضروری ہے۔ دعوت کی قبولیت ہر شخص پر ضروری ہے۔ جماعت کی صورت میں چند (خواہ ایک ہی ہو) کی طرف سے ادائیگی کافی ہوگی۔

باب: ۵۳- جنازے کے ساتھ جانے کا حکم

(المعجم ۵۳) - الْأَمْرُ بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ
(التحفة ۵۳)

۱۹۴۱- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے روکا۔ ہمیں بیمار کی پیار پرسی کرنے، چھینکنے والے کو دعا دینے، قسم کھانے والے کی بات کو پورا کرنے (بشرطیکہ وہ جائز ہو)، مظلوم کی مدد کرنے، ہر طے والے کو سلام کہنے، بلائے والے کی دعوت قبول کرنے اور جنازے کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے، چاندی کے برتن (میں کھانے

۱۹۴۱- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُورٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، ح: وَأَخْبَرَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ هَنَادُ: قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ: وَقَالَ سُلَيْمَانُ: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ،

وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِثْرَ الْقَسَمِ، وَنَضْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ آيَةِ الْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَبَايِرِ وَالْقَسْبَةِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالْحَرِيرِ وَالْدَّبِجَانِ.

☀️ فائدہ: ”اتباع“ جنازے کے ساتھ نکلنے کے دو درجے ہیں: ○ جب گھر سے جنازہ اٹھایا جائے تو اس کے پیچھے پیچھے رہے یہاں تک کہ نماز جنازہ سے فارغ ہو۔ ○ گھر سے میت کے ساتھ نکلنے یعنی اس کی پیروی کرے یہاں تک کہ نماز جنازہ اور تدفین سے فراغت ہو یہ دونوں عمل درست اور جائز ہیں لیکن دوسرا درجہ قابل فضیلت اور زیادہ ثواب کا حامل ہے کیونکہ اس صورت میں دو قیڑا کے بقدر ثواب ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ سے دونوں قسم کے عمل منقول ہیں۔ بہر حال راستے میں ملنے یا سیدھا قبرستان پہنچنے کی نسبت زیادہ ثواب کا حامل اور مسنون عمل یہ ہے کہ جہاں سے میت اٹھائی جائے وہاں سے چلنے کا اہتمام کیا جائے احادیث میں بظاہر قیڑا یا دو قیڑا کا ثواب اسی قسم کی قیود کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ کی احادیث میں بصرحت ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهِمَا) ”جو گھر سے جنازے کے ساتھ نکلا۔“ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: (احکام الجنائز للکلبانی، ص: ۹۸)

(المعجم ۵۴) - فَضْلٌ مَنْ تَبَعَ جَنَازَةً باب: ۵۴- جنازے کے ساتھ جانے

(التحفة ٥٤)

۱۹۴۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قِيرَاطٌ، وَمَنْ مَشَى مَعَ الْجَنَازَةِ

۲۱- کتاب الجنائز جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ قِيرَاطَانِ،
وَالْقِيرَاطُ مِثْلُ أُحْدٍ.

☀ فائدہ: یہاں قیراط کی تخصیص کی ضرورت اس لیے پڑی کہ مشہور وزن ”قیراط“ تو انتہائی معمولی ہوتا ہے۔

۱۹۴۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى
قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ
الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغْفَلِ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً حَتَّى
يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ، فَإِنْ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ
يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ».

۱۹۴۳- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی جنازے کے
ساتھ جائے اور (دفن سے) فراغت تک ساتھ رہے تو
اسے دو قیراط ثواب ملے گا۔ اور جو شخص فراغت سے
پہلے واپس آجائے تو اسے ایک قیراط ملے گا۔“

(المعجم ۵۵) - مَكَانُ الرَّايِكِ مِنْ

الْجَنَازَةِ (التحفة ۵۵)

باب: ۵۵- سوار شخص (جنازے کے ساتھ)
کہاں چلے؟

۱۹۴۴- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا
سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَخُوهُ الْمُغِيرَةُ جَمِيعًا
عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ
ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«الرَّايِكُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ
شَاءَ مِنْهَا، وَالطُّفْلُ يُصَلِّي عَلَيْهِ».

۱۹۴۴- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوار شخص جنازے کے پیچھے
چلے اور پیدل چلنے والا جہاں چاہے چلے (آگے یا پیچھے
یا برابر) اور بچے کا بھی جنازہ پڑھا جائے۔“

۱۹۴۳- [صحیح] أخرجه أحمد: ۵/۵۷ من حديث أشعث بن عبد الملك الحمراني به، وهو في الكبرى،
ح: ۲۰۶۸، والحديث السابق شاهد له، ومعنى "حتى يفرغ منها" حتى يدفن، انظر المسند: ۸۶/۴ وغيره. * خالد
هو ابن الحارث، والحسن البصري تقدم، ح: ۳۶.

۱۹۴۴- [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء في شهود الجنائز، ح: ۱۵۰۷، ۱۴۸۱ من حديث
سعيد بن عبيد الله بن جبيرة بن حية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۶۹، وصححه الترمذي، ح: ۱۰۳۱ من حديث زياد بن

۲۱- کتاب الجنائز جنازے کے ساتھ جانے کا بیان

☀️ فوائد و مسائل: ① سواری کی صورت میں جنازے کے آگے چلنے سے روکا ہے کیونکہ وہ جنازے کے لیے رکاوٹ بن سکتا ہے مثلاً: جانور اڑ جائے، انجن بند ہو جائے وغیرہ۔ بنابریں معلوم ہوا کہ جنازے کے ساتھ سوار ہو کر جانا جائز ہے البتہ جنازے سے پیچھے رہنا چاہیے۔ ② ”بچے کا جنازہ“ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے عام سمجھا ہے خواہ بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ کیونکہ میت بھی تو پہلے زندہ ہی تھا الا یہ کہ مدت حمل چار ماہ سے کم ہو کیونکہ اس صورت میں وہ مکمل انسانی صورت میں نہ ہوگا اور اس میں روح نہیں پھونکی گئی ہوگی۔ جمہور اہل علم اس بچے کے جنازے کے قائل ہیں جو زندہ پیدا ہو بعد میں مرے خواہ اس میں زندگی کی کوئی بھی علامت پائی گئی ہو۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کا موقف رائج ہے کیونکہ حدیث میں [الْكَسْفُ يُصَلِّي عَلَيْهِ] کے الفاظ بھی آتے ہیں جیسا کہ سنن ابی داود (الجنائز حدیث: ۳۱۸۰) میں ہے۔ یہ حدیث عام ہے۔ ناقص یا ناتمام پیدا ہونے والا بچہ حیّ، یعنی بوقت ولادت اس کے اندر زندگی کے آثار ہوں یا مردہ ہی ہو بشرطیکہ یہ نفخ روح کی مدت کے بعد ہو تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز اور مشروع ہے۔ مزید دیکھیے: فوائد سنن ابی داود حدیث: ۳۱۸۰۔

(المعجم ۵۶) - مَكَانُ الْمَاشِي مِنَ

باب: ۵۶- پیدل (جنازے کے ساتھ)

الْجَنَازَةِ (التحفة ۵۶)

۱۹۴۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل جہاں چاہے چلے۔ اور نو مولود بچے کا جنازہ پڑھا جائے گا۔“

۱۹۴۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ الْحَرَاثِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ سَعِيدِ الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ زِيَادٍ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الرَّائِبُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا وَالطِّفْلُ يُصَلِّي عَلَيْهِ».

۱۹۴۶- حضرت سالم کے والد محترم حضرت ابن عمر

رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ اور

۱۹۴۶- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ

۲۱- کتاب الجنائز

میت پر جنازہ پڑھنے کا حکم

الرُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ.

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جنازے کے آگے چلتے دیکھا ہے۔

۱۹۴۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَمَنْصُورٌ وَزِيَادٌ وَبَكْرٌ - هُوَ ابْنُ وَائِلٍ - كُلُّهُمْ ذَكَرُوا أَنَّ سَالِمًا سَمِعُوا مِنَ الرُّهْرِيِّ يُحَدِّثُ أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ: رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يَمْشُونَ بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ. بَكْرٌ وَحْدَهُ لَمْ يَذْكُرْ عُثْمَانَ.

۱۹۴۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ انھوں نے نبی اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو جنازے کے آگے چلتے دیکھا ہے۔ روایت کے راویوں میں سے ایک بکر راوی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

روایت کے راویوں میں سے ایک بکر راوی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ مُرْسَلٌ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) نے کہا ہے کہ یہ روایت (موصول) غلط ہے اور مرسل صحیح ہے۔

🌞 فائدہ: احناف جنازے کے آگے چلنا درست نہیں سمجھتے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے: [الْجَنَازَةُ مُتَبَوِّعَةٌ وَلَا تَتَّبِعُ كَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَ بِهَا] اول تو یہ روایت ہی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابوماجدہ ہے۔ امام ابو داود رحمہ اللہ نے اسے غیر معروف کہا ہے۔ (سنن أبی داود: حدیث: ۳۱۸۳) اور امام داقدقنی نے اسے مجہول کہا ہے۔ (ہدایۃ الرواۃ للألبانی: حدیث: ۱۶۱۳) بالفرض اگر یہ صحیح بھی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جنازے کے ساتھ جائیں تاکہ جنازہ اٹھانے میں ضرورت پڑے تو تعاون کر سکیں۔ جنازے سے پہلے علیحدہ ہی قبرستان نہ چلے جائیں ورنہ جنازے کے ساتھ جانے کا ثواب نہ ملے گا۔

(المعجم ۵۷) - أَلْأَمْرُ بِالصَّلَاةِ عَلَى

الْمَيِّتِ (التحفة ۵۷)

باب: ۵۷- میت پر جنازہ پڑھنے کا حکم

۲۱- کتاب الجنائز۔ پچوں کی نماز جنازہ کا بیان

۱۹۴۸- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَعَمْرُو
ابْنُ زُرَّارَةَ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ
أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَحَاكُمُ قَدْ
مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ».

۱۹۴۸- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (جب نجاشی رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا (اسلامی) بھائی (حبشہ میں) فوت ہو گیا ہے، لہذا اٹھو اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔“

🌞 فائدہ: امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے، یعنی ہر (مسلم) میت کا جنازہ ضرور ہونا چاہیے، تھوڑے لوگ پڑھیں یا زیادہ، ورنہ سب گناہ گار ہوں گے۔ اس حدیث سے بالتحج جنازہ غائبانہ بھی ثابت ہوتا ہے، امام شافعی اور امام احمد رحمہما علیہما اس کے قائل ہیں جبکہ حنفی اور مالکی اس کے قائل نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے اور مذکورہ حدیث اس کی دلیل ہے۔

(المعجم ۵۸) - الصَّلَاةُ عَلَى الصَّبْيَانِ

(التحفة ۵۸)

۱۹۴۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ خَالَتِهَا أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَتَيْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَصْبِيٍّ مِنْ صَبْيَانِ الْأَنْصَارِ فَصَلَّى عَلَيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ طُوبَى لِهَذَا، غُضُّفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ، لَمْ يَعْمَلْ سُوءًا وَلَمْ يَذْرُكْهُ، قَالَ: «أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ يَا

۱۹۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصار کے بچوں میں سے ایک بچے کی میت رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی گئی تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔ میں نے کہا: اے مبارک ہو یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے۔ اس نے کوئی برائی کی نہ برائی کی عمر پائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ! کیا یہ کوئی اور بات ہو جائے؟ اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی تو اس میں جانے والے بھی بنا دیے اور انھیں باپوں کی پشتوں میں پیدا

۱۹۴۸- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنائز، ح: ۹۵۳ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ۲۰۷۳.

۱۹۴۹- أخرجه مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة... الخ، ح: ۳۱/۲۶۶۲ من حديث طلحة ابن يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۷۴. * سفیان ہوا ابن عیینہ، وأخرجه مسلم من حديث سفیان الثوري به، وقع

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ بچوں کی نماز جنازہ کا بیان

عَائِشَةُ؟ خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا وَخَلَقَهُمْ فِي أَضْلَابِ آبَائِهِمْ وَخَلَقَ النَّارَ وَخَلَقَ لَهَا أَهْلًا، وَخَلَقَهُمْ فِي أَضْلَابِ آبَائِهِمْ۔

کیا۔ اسی طرح آگ بنائی تو اس میں جانے والے بھی بنائے اور انھیں اپنے باپوں کی پشتوں میں پیدا کیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اگرچہ بچہ بلوغت سے پہلے بے گناہ ہوتا ہے مگر جنازہ مسلم میت کی سنت ہے نیز بخشش اور دعائے رحمت بچے کے والدین کے لیے ہوگی اس لیے بچے کا جنازہ بھی پڑھا جائے گا۔ ② اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت یا جہنم میں جانے والوں کا قطعی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کسی فرد واحد کو قطعیت کے ساتھ جنتی یا جہنمی نہیں کہا جاسکتا (جب تک وحی نہ آئے) خواہ وہ نابالغ بچہ ہی ہو البتہ عمومی حکم یہی ہے کہ مسلمانوں کے بچے (بلوغت سے پہلے فوت ہونے والے) جنت میں جائیں گے۔ ایک دوسری تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب بچوں کے بارے میں کوئی خصوصی حکم نازل نہیں ہوا تھا بعد میں بتا دیا گیا کہ مسلمانوں کے بچے جنت میں جائیں گے۔ کفار کے بچوں کے بارے میں اختلاف ہے۔

بعض اہل علم کا موقف یہ ہے کہ جب کفار کے بچے کن تیز سے پہلے فوت ہو جائیں اور ان کے والد کافر ہوں تو دنیا میں ان کا حکم کافروں کا ہوگا کہ نہ انھیں غسل دیا جائے گا نہ کفن دیا جائے گا نہ جنازہ پڑھا جائے گا اور نہ انھیں مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے گا کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ کافر ہی ہیں باقی رہا آخرت میں ان کا حال تو یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اگر وہ بڑے ہوتے تو دنیا میں کس طرح کے عمل کرتے؟ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب مشرکوں کے بچوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کرنے والے تھے؟“ (صحیح البخاری، القدر، حدیث: ۶۵۹۷) نیز بعض اہل علم کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا علم قیامت کے دن ظاہر ہوگا اور ان کا بھی اہل فترت کی طرح امتحان ہوگا اگر انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کی تو جنت میں داخل ہوں گے اور اگر نافرمانی کی تو جہنم رسید ہوں گے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اہل فترت کا قیامت کے دن امتحان ہوگا۔ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس انبیاء کی دعوت نہیں پہنچی ہوگی۔ اسی طرح جو لوگ ان کے حکم میں ہوں گے مثلاً: کفار اور مشرکین کے بچے ان کا بھی امتحان ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (ہنی، اسراء: ۱۵) ”اہل فترت کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، فضیلۃ الشیخ ابن باز اور فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہم نے اسی کا اختیار کیا ہے۔ جبکہ بعض اہل علم کے بقول وہ جنت میں جائیں گے کیونکہ وہ بے گناہ ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

۲۱- کتاب الجنائز

بچوں کی نماز جنازہ کا بیان

باب: ۵۹- نومولود بچوں کا جنازہ

(المعجم ۵۹) - الصَّلَاةُ عَلَى الْأَطْفَالِ

(التحفة ۵۹)

۱۹۵۰- حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ذکر کیا کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”سوار جنازے کے پیچھے چلے پیدل جہاں چاہے چلے اور نومولود کا جنازہ پڑھا جائے گا۔“

۱۹۵۰- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ ذَكَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْكَرَّاجُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَالْمَاشِي حَيْثُ شَاءَ مِنْهَا، وَالطُّفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ».

🌞 فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے احادیث: ۱۹۴۳ و ۱۹۴۷۔

باب: ۶۰- مشرکین کی اولاد

(المعجم ۶۰) - أَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ

(التحفة ۶۰)

۱۹۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا (کہ وہ کہاں جائے گی؟) تو آپ نے فرمایا: ”اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ انھوں نے کیا کام کرنے تھے۔“

۱۹۵۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

🌞 فائدہ: گویا اللہ تعالیٰ اپنے علم کے مطابق فیصلہ فرمائے گا۔ اس قسم کی احادیث کے پیش نظر بعض علماء اس مسئلے میں سکوت اور توقف کے قائل ہیں۔

۱۹۵۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

۱۹۵۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۱۹۵۰- [إسناده حسن] تقدم، ح: ۱۹۴۴، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۷۵.

۱۹۵۱- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين، ح: ۱۳۸۴، ومسلم، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة... الخ، ح: ۲۶۵۹ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۷۶. * إسحاق هو ابن إبراهيم بن مخلد، وسفيان هو ابن عيينة.

المُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ غَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسٍ - هُوَ ابْنُ سَعْدٍ - عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۱۹۵۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «خَلَقَهُمُ اللَّهُ بَحِينَ خَلَقَهُمْ وَهُوَ يَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۱۹۵۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے انھیں پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔“

۱۹۵۴- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَرَارِي الْمُسْرِكِينَ فَقَالَ: «اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ».

۱۹۵۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ (اگر وہ بلوغت کو پا تے) وہ کیا کرنے والے تھے؟“

(المعجم ۶۱) - الصَّلَاةُ عَلَى الشُّهَدَاءِ باب: ۶۱ - شہداء کا جنازہ

(التحفة ٦١)

۱۹۵۵- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ۱۹۵۵- حضرت شداد بن ہاد سے روایت ہے کہ

٠٧٧٧: ٢٠٧٧

١٩٥٣- أخرجه البخاري، الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين، ح: ١٣٨٣ من حديث شعبة، ومسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة... الخ، ح: ٢٦٦٠ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٧٨.

١٩٥٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٠٧٩.

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ:
أَخْبَرَنِي عِكْرَمَةُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي عَمَّارٍ
أَخْبَرَهُ عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ
الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَّنَ بِهِ
وَاتَّبَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أَهَاجِرُ مَعَكَ، فَأَوْضَى بِهِ
النَّبِيُّ ﷺ بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا كَانَتْ
غَزْوَةُ غَيْمِ النَّبِيِّ ﷺ سَبَّأَ فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ،
فَأَعْطَى أَصْحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ وَكَانَ يَزْعُمُ
ظَهَرُهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفْعُوهُ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا
هَذَا؟ قَالُوا: قِسْمُ قَسَمِهِ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ
فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا
هَذَا؟ قَالَ: «قَسَمْتُهُ لَكَ» قَالَ: مَا عَلَى
هَذَا اتَّبَعْتُكَ وَلَكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلَى أَنْ أُرْمَى
إِلَى هَهُنَا - وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ - بِسَهْمٍ
فَأَمُوتَ فَأَدْخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ: «إِنْ تَصُدَّقَ
لِلَّهِ يَصُدِّقَكَ» فَلَبِثُوا قَلِيلًا ثُمَّ نَهَضُوا فِي
قِتَالِ الْعَدُوِّ فَأَتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ يُحْمَلُ قَدْ
أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
«أَهْوْ هُو؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «صَدَقَ اللَّهُ
فَصَدَقَهُ»، ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي جُبَّةِ
النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا
ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ: «اللَّهُمَّ! هَذَا عَبْدُكَ خَرَجَ
مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ، فَقَبِّلْ شَهِيدًا أَنَا شَهِيدٌ

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ شہید کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل
سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس
کی خواہش پوری فرمادی۔“ پھر نبی ﷺ نے اسے اپنی
قمیص میں کفن دیا، پھر اسے آگے رکھا اور اس پر نماز
پڑھی۔ آپ کی دعا کے یہ الفاظ ظاہر ہوئے: ”اے اللہ!
یہ تیرا (سچا) بندہ ہے۔ تیرے راستے میں ہجرت کرتے
ہوئے گھر سے نکلا اور شہید ہو گیا۔ میں ان باتوں کا عینی
گواہ ہوں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① زبے قسمت! کیا بلند مرتبہ ملا اس اعرابی کو کہ رسول اللہ ﷺ ان زوردار الفاظ سے اس
کے حق میں گواہی دے رہے ہیں..... ﷺ..... ع ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں؟ ② ”نماز پڑھی“ بعض
اہل علم نے اس کے بجائے دعا کرنے کے معنی کیے ہیں کیونکہ یہاں صف بندی کا ذکر ہے نہ تکبیروں کا صرف
دعا کا ذکر ہے لہذا ان کے نزدیک یہی معنی مناسب ہیں تاکہ ان صحیح ترین احادیث کی موافقت ہو جائے جن
میں شہدائے احد کے جنازہ نہ پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ اس حدیث میں مذکورہ اعمال کے عدم ذکر سے یہ لازم نہیں
تھا کہ سرے سے ان امور کا وقوع ہی نہیں ہوا بلکہ یہ اختصار کے پیش نظر بھی ہو سکتا ہے۔ بعض نے اس روایت
سے شہید کے جنازے پر استدلال کیا ہے۔ اگر ترجیح دی جائے تو ترجیح اصح روایات ہی کو ہے جن میں جنازہ نہ
پڑھنے کا ذکر ہے۔ تطبیق دی جائے تو اس روایت میں دعا کے معنی کر لیے جائیں۔ یا امام احمد رحمہ اللہ کے مطابق کہا
جائے کہ شہید کا جنازہ پڑھ سکتے ہیں ضروری نہیں۔ یہی موقف درست اور اقرب الی الصواب ہے۔ حدیث کے
ظاہر کا تقاضا بھی یہی ہے۔ باقی سب احتمالات ہیں نیز غزوہٴ احد کے شہداء پر ترک جنازہ سے یہ لازم نہیں آتا
کہ شہداء کی نماز جنازہ درست نہیں، اس سے یہ لازم آتا ہے کہ کسی اور شہید کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے یا
آپ ﷺ نے نہ پڑھی ہو، دونوں طرح جائز ہے پڑھنا نہ پڑھنا بھی لیکن چونکہ یہ دعا ہے اور بخشش اور رفع
درجات کا ایک ذریعہ ہے جس کا ہر مسلمان خواہ کتنے ہی بڑے درجے پر فائز کیوں نہ ہو محتاج رہتا ہے اس لیے
شہید کی نماز جنازہ بجائے ترک کے پڑھ لینا اولیٰ اور افضل ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ
خاص کو غریباں کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ④ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ ⑤ شہید کو کفن پہنایا جائے گا۔

۱۹۵۶۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ۱۹۵۶۔ حضرت عقبہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے
اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَنَّ (اپنی زندگی کے آخری دنوں

۲۱- کتاب الجنائز
شہید کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل
عُقْبَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى
عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ
انْصَرَفَ إِلَى الْجَنْبَرِ فَقَالَ: «إِنِّي فَرَطُ لَكُمْ
وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ».
میں) احد کی طرف گئے اور احد کے شہداء کے لیے اس
طرح (آہ وزاری سے) دعائیں کیں جس طرح میت
کے لیے کرتے تھے پھر واپس آ کر منبر پر چڑھے اور
فرمایا: ”میں تمہارا پیش رو ہوں۔ (تمہارا میر سامان ہوں)
اور میں تمہارے حق میں (ایمان و نصرت کی) گواہی
دوں گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بعض اہل علم نے ترجمہ یوں بھی کیا ہے: ”آپ نے احد والوں کا جنازہ پڑھا جیسے میت
کا پڑھتے ہیں، مگر یہ معنی محل نظر ہیں۔ اولاً: اس لیے کہ یہ واقعہ ان کی شہادت سے آٹھویں سال کا ہے۔ دُن کے
موقع پر جنازہ نہ پڑھنا، سات سال تک نہ پڑھنا پھر آٹھویں سال پڑھنا تعجب کی بات ہے نیز کوئی بھی آٹھویں
سال جنازے کے جواز کا قائل نہیں حتیٰ کہ احناف جو اس روایت سے شہید کے جنازے پر استدلال کرتے ہیں
وہ بھی اتنی دیر بعد جنازے کے قائل نہیں لہذا اس روایت سے شہید کی نماز جنازہ کا استدلال واضح نہیں۔ ثانیاً:
اگر آپ نے جنازہ پڑھا تھا تو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی ”جیسے میت کا پڑھتے تھے“ جنازے میں تو صورت ہی
ایک ہے۔ کیا میت کے علاوہ بھی جنازہ ہوتا ہے؟ لہذا صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بہت الحاح اور گریہ زاری
سے دعائیں کیں گویا کہ جنازہ پڑھ رہے ہیں۔ اس معنی میں کوئی اشکال بھی نہیں اور روایات میں تعارض بھی پیدا
نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔ ② ”پیش رو“ اس میں اپنے مقام عظیم کی طرف اشارہ ہے۔ ”پیش رو“ سے مراد ہے جو
قافلے سے آگے آگے انتظامات کرنے، مثلاً: رہائش پانی اور دیگر ضروریات پر مقرر ہوتا ہے۔ ③ ”گواہی“ اللہ
تعالیٰ ہر بات سے بذات خود واقف ہے مگر صحابہ کی تعظیم و تشریف کے لیے رسول اللہ ﷺ سے ان کے حق میں
گواہی لی جائے گی جسے سب امتیں سنیں گی..... ﷺ..... ④ اس امت کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ ان کا نبی
حوض کوثر پر ان کا انتظار کر رہا ہوگا۔ یہ اس امت کے لیے ایک بہت بڑی بشارت ہے۔

(المعجم ۶۲) - تَزَكُ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ

(التحفة ۶۲)

۱۹۵۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
۱۹۵۷- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ
رسول اللہ ﷺ (کپڑوں کی کمی کی وجہ سے) شہدائے احد

رجم شدہ کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

میں سے دو دو اشخاص کو ایک ایک کپڑے میں اکٹھا رکھتے تھے، پھر فرماتے: ”ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد ہے؟“ جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو آپ اسے لمبے (قبلی کی طرف) آگے رکھتے۔ اور آپ نے فرمایا: ”میں ان کے حق میں گواہی دوں گا۔“ اور آپ نے ان کو (کپڑوں اور جسموں پر) خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا۔ نہ ان کا جنازہ پڑھا اور نہ انھیں غسل دیا۔

ابْنُ نَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ
أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ
الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ
يَقُولُ أَتَيْتُهُمَا أَخَذًا لِلْفُرْزَانِ فَإِذَا أَشِيرَ
إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ قَالَ: «أَنَا
شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ»، وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي
دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يَسْأَلُوا.

☀️ فوائد و مسائل: ① ”آگے رکھتے“ تاکہ اس کی فضیلت ظاہر ہو۔ ② ”خون سمیت“ تاکہ ان کی مظلومیت قائم رہے اور قیامت کے دن ان کی نفیلت ظاہر ہو کیونکہ جس حال میں کوئی دفن ہوگا اسی حال میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ ③ شہید کو غسل اور جنازے کے بغیر دفن کرنا اس کی امتیازی شان ہے۔ شہید کے جنازے کی بحث سابقہ حدیث میں گزر چکی ہے۔

باب: ۶۳- رجم شدہ شخص کا جنازہ
نہ پڑھنا؟

(المعجم ٦٣) - بَابُ تَرْكِ الصَّلَاةِ عَلَى
الْمَرْجُومِ (التحفة ٦٣)

۱۹۵۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو اسلم (قبیلہ) کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے زنا کرنے کا اعتراف کیا۔ آپ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ اس نے پھر اعتراف کیا۔ آپ نے پھر منہ موڑ لیا۔ اس نے پھر اعتراف کیا۔ آپ نے پھر منہ موڑ لیا حتیٰ کہ اس نے اپنے خلاف چار دفعہ گواہی دی (کہ میں نے زنا کیا ہے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تجھے

١٩٥٨ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُحْيَى وَنُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَا : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ :
 حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
 ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ :
 أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَأَعْتَرَفَ بِالزُّنَا فَأَعْرَضَ عَنْهُ ، ثُمَّ اعْتَزَفَ
 فَأَعْرَضَ عَنْهُ ، ثُمَّ اعْتَزَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ،

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ رجم شدہ کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَبْكَ جُنُونٌ؟» قَالَ: لَا. قَالَ: «أَخْصَنْتُ؟» قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَ فَلَمَّا أَذْلَقْتُهُ الْحِجَارَةَ فَرَأْتُكَ فَرُجِمَ فَمَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ.

جنون تو نہیں؟“ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تو شادی شدہ ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ اسے رجم کیا جانے لگا لیکن جب اسے پتھروں نے تکلیف پہنچائی تو وہ بھاگ اٹھا مگر اسے پکڑ لیا گیا اور پتھر مارے گئے حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ نبی ﷺ نے اس کے بارے میں تعریفی کلمات فرمائے لیکن اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ شخص حضرت ماعزؓ تھے۔ ② ”منہ موڑ لیا“ اس میں اشارہ ہے کہ گناہ ہو جائے اور گواہ نہ ہوں تو اعتراف کے بجائے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لی جائے اور توبہ کر لی جائے تو یہ بھی گناہ کو مٹا دیتی ہے البتہ اگر وہ شخص قاضی کے سامنے زنا کا اعتراف کر لے یا اسے چار آدمی عین حالت زنا میں دیکھ لیں تو اس پر حد نافذ ہوگی۔ ③ ”جنون تو نہیں؟“ معلوم ہوا مجنون پر حد نہیں ہے۔ ④ ”شادی شدہ ہے؟“ شادی شدہ نہ ہو تو سزا کوڑے ہیں رجم نہیں۔ ⑤ ”تعریفی کلمات کہے“ کیونکہ اس نے سچی توبہ کر لی حتیٰ کہ جان قربان کر دی۔ ⑥ ”جنازہ نہیں پڑھا“ مگر دیگر روایات میں ہے کہ آپ نے جنازہ پڑھا۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۶۸۴۰) دراصل اس وقت نہیں پڑھا تھا دوسرے دن پڑھا تھا جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے البقرہ کی سنن کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباری، حدیث: ۱۳۱/۱۲-۱۶۸۴۰) معلوم ہوا اس قسم کے شخص کا جنازہ پڑھا جائے گا مگر اہتمام کے ساتھ نہیں بلکہ چند لوگوں کے ساتھ پڑھا لیا جائے تاکہ مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو اور میت جنازے سے محروم بھی نہ رہے۔ ④ جب تک پوری طرح بات واضح نہ ہو جائے حد قائم نہیں کی جائے گی۔ ⑤ امام اپنی طرف سے کسی کو حد لگانے کی ذمہ داری سونپ سکتا ہے۔

(المعجم ۶۴) - أَلصَّلَاةُ عَلَى الْمَرْجُومِ باب: ۶۴۔ رجم شدہ کا جنازہ پڑھنا

(التحفة ۶۴)

۱۹۵۹ - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ

۱۹۵۹ - حضرت عمران بن حصینؓ سے منقول ہے کہ جبہہ (قبیلہ) کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں نے زنا کیا ہے۔ اور وہ حاملہ

۲۱۔ کتاب الجنائز رجم شدہ کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

بھی تھی لہذا آپ نے اس عورت کو اس کے ولی کے سپرد کر دیا اور فرمایا: ”اس سے حسن سلوک کرنا۔ جب یہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لے آنا۔“ جب اس نے بچہ جن لیا تو وہ اسے لے کر آیا۔ آپ نے اس کے رجم کا حکم دیا۔ اس کے کپڑے اچھی طرح کس کر باندھ دیے گئے (تاکہ بے پردگی نہ ہو) پھر اسے (آپ کے حکم سے) رجم کیا گیا پھر آپ نے اس کا جنازہ پڑھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ اس کا جنازہ پڑھتے ہیں جبکہ اس نے تو زنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر وہ دینے والوں میں سے سزا شخاص پر تقسیم کر دی جائے تو ان سب کو پوری آ جائے (ان کی نجات کے لیے کافی ہو) اور اس سے افضل توبہ کیا ہوگی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔“ (بخاری)

🌞 فوائد و مسائل: ① ”ولی کے سپرد کر دیا“ کیونکہ حرام کاری سے پیدا ہونے والا بچہ تو بے قصور ہے لہذا اسے ہلاک نہیں کیا جائے بلکہ اس کی حفاظت کی جائے گی نیز یہ طریقہ زنا روکنے میں مدد ہوگا کیونکہ بچے کی صورت میں زانیوں کے لیے ابدی عار موجود رہے گی۔ ② ”بچہ جن لیا“ جننے کے فوراً بعد رجم نہیں کیا گیا بلکہ دیگر روایات میں ہے جب بچہ اس کے دودھ سے بے نیاز ہو گیا اور روٹی کھانے لگا۔ قربان جائیں ایسے شفیق و کریم نبی پر..... ﷺ..... ③ شادی شدہ عورت اگر زنا کا ارتکاب کرے تو اس کو بھی رجم کیا جائے گا جس طرح مرد کو رجم کیا جاتا ہے۔ ④ حاملہ عورت کو رجم نہیں کیا جائے گا جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور بچہ دودھ کے علاوہ کچھ کھانے پینے لگ جائے۔ ⑤ کپڑے باندھ لینا مستحب ہے تاکہ بے پردگی نہ ہو۔ ⑥ قاضی یا حاکم کا رجم میں شرکت کرنا ضروری نہیں۔ ⑦ گناہ کیے ہوئے زیادہ عرصہ گزر جائے تو اس سے حد ساقط نہیں ہو جاتی بلکہ جب بھی عدالت میں کیس ثابت ہو گیا تو حد قائم کی جائے گی۔ ⑧ حد لگنے کے بعد آدمی کو اس گناہ کا طعنہ نہیں دیا جاسکتا کیونکہ حد گناہ کو ختم کر دیتی ہے اب وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے وہ گناہ کیا ہی نہیں۔

۲۱- کتاب الجنائز - ظالم اور خائن کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۶۵) - الصَّلَاةُ عَلَى مَنْ يَحِيفُ

باب: ۶۵- جو آدمی وصیت میں ظلم کر

فِي وَصِيَّتِهِ (التحفة ۶۵)

جائے اس کا جنازہ؟

۱۹۶۰- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ - وَهُوَ ابْنُ زَادَانَ - عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سَيِّئَةً، مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَغَضِبَ مِنْ ذَلِكَ وَقَالَ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَصَلِّيَ عَلَيْهِ» ثُمَّ دَعَا مَمْلُوكِيهِ فَجَزَّاهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ، ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ، فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَ أَرْبَعَةً.

۱۹۶۰- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مرتے وقت اپنے چھ غلام آزاد کر دیے۔ ان کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہ تھا۔ یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ اس پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: ”میرا ارادہ ہوا کہ میں اس کا جنازہ نہ پڑھوں۔“ پھر آپ نے اس کے غلام بلائے، ان کے تین حصے کیے پھر ان میں قریعہ ڈالا۔ دو کو آزاد فرمایا اور چار کو غلام رکھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس قسم کے شخص کا جنازہ تو پڑھا جائے گا مگر اس کی وصیت کو شریعت کے مطابق درست

کر دیا جائے گا۔ ② موت کے قریب کوئی شخص تہائی مال سے زائد میں تصرف کا اختیار نہیں رکھتا، یعنی وہ ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت نہیں کر سکتا۔ ③ ”اس نبوی فیصلے کے برعکس احتیاف کا خیال ہے کہ سب غلام آزاد ہوں گے۔ ہر ایک کا تہائی حصہ وصیت کی بنا پر اور باقی دو تہائی حصے کی قیمت ہر غلام میت کے درمیان کو کم کر ادا کرے گا۔“ لیکن یہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے میں تصرف ہے اور کسی امتی کو اس کا قطعاً کوئی اختیار نہیں۔ ④ غیر وارث قریبی رشتے دار کے علاوہ بھی کسی کو وصیت کی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۶۶) - الصَّلَاةُ عَلَى مَنْ غَلَى

باب: ۶۶- خیانت کرنے والے

کا جنازہ؟

(التحفة ۶۶)

۱۹۶۱- أَخْبَرَنَا عُثَيْبُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ ۱۹۶۱- حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک آدمی

۱۹۶۰- [صحیح] أخرجه أحمد: ۴/۴۳۰ عن هشيم بن عمار: ۴/۴۴۰، وهو في الكبرى، ح: ۲۸۵۰، وله طريق آخر عند مسلم، الأيمان، باب: من أعتق شركاً له في عبد، ح: ۱۶۶۸.

۱۹۶۱- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الجهاد، باب في تعظيم الغلول، ح: ۲۷۱۰، وابن ماجه، الجهاد، باب الغلول، ح: ۲۸۴۸، من حديث بصير بن سعيد القطان، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۸۶، وصححه ابن حبان

مقروض کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

غزوہ خیبر میں فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) کیونکہ اس نے جہاد کے دوران میں خیانت کی ہے۔“ ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں یہودیوں کے مگوں میں سے کچھ موگے پائے جو دو درہم قیمت بھی نہیں رکھتے تھے۔

۲۱- کتاب الجنائز

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ إِنَّهُ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» فَقَشَّسْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا فِيهِ خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودٍ مَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ.

🌟 فائدہ: گویا اس قسم کے لوگوں کا جنازہ چند لوگ پڑھیں، اہتمام نہ کیا جائے اور اہم شخصیات جنازہ نہ پڑھیں تاکہ ایسے مجرموں کی حوصلہ شکنی ہو اور انھیں خوف رہے۔

باب: ۶۷- مقروض شخص کا جنازہ؟

(المعجم ۶۷) - اَلصَّلَاةُ عَلَى مَنْ عَلَيْهِ

دَيْنٌ (النحفة ۶۷)

۱۹۶۲- حضرت ابوقحادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک انصاری شخص کی میت جنازہ کے لیے لائی گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا) اس پر تو قرض ہے۔“ میں نے عرض کیا: وہ قرض میرے ذمے رہا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو یہ ذمے داری پوری بھی کرے گا؟“ میں نے کہا: ضرور پوری کروں گا تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھ دیا۔

۱۹۶۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَبْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنِّي بَرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَإِنَّ عَلَيْهِ دَيْنًا»، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: هُوَ عَلَيَّ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بِالْوَفَاءِ»، قَالَ: بِالْوَفَاءِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.

🌟 فوائد و مسائل: ① پہلے پہل آپ کا معمول یہی تھا کہ مقروض میت جو ادا نہیں کیے لیے مال نہ چھوڑ کر فوت ہوتا اس کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے البتہ کوئی شخص سچے دل سے قرض ادا کرنا چاہتا تھا مگر ادا نہ کر سکا تو ایسا مجبور شخص

۲۱۔ کتاب الجنائز..... مقررہ کی نماز جنازہ سے متعلق احکام ومسائل

اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ گار نہیں۔ بعد میں بیت المال میں وسعت ہوگئی تو آپ جنازہ پڑھ لیتے تھے اور ادائیگی بیت المال سے فرما دیتے تھے۔ جس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: [فَمَنْ تَوَفَّى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيْ قَضَائِهِ؛ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلْيُورَثْهُ] (صحیح البخاری، الکفالة، حدیث: ۲۲۹۸ و صحیح مسلم، الفرائض، حدیث: ۱۶۱۹) بہر حال ہر گناہ گار میت کا جنازہ ضرور ہونا چاہیے۔ ① میت کے ذمے اگر قرض وغیرہ ہو تو کوئی شخص اسے اپنے ذمے لے سکتا ہے اور اس کی ذمہ داری قبول کی جاسکتی ہے یہ ناجائز نہیں جیسے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

۱۹۶۳۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - يَغْنِي ابْنَ الْأَكْوَعِ - قَالَ: أُمِّي النَّبِيُّ ﷺ بَجَنَازَةٍ فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! صَلِّ عَلَيْهَا. قَالَ: «هَلْ تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا؟» قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: «هَلْ تَرَكَ مِنْ شَيْءٍ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ» قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو قَتَادَةَ: صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلَيْ دَيْنُهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ.

۱۹۶۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اس کا جنازہ پڑھیے۔ آپ نے فرمایا: ”اس پر کچھ قرض تو نہیں؟“ لوگوں نے کہا: قرض ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ ادائیگی کے لیے کچھ مال چھوڑ گیا ہے؟“ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔“ انصار میں سے ایک شخص جنھیں ابوقتادہ کہا جاتا تھا نے کہا: آپ اس کا جنازہ پڑھیے اس کا قرض میرے ذمے ہے تو آپ نے جنازہ پڑھ دیا۔

۱۹۶۴۔ أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ الْقُومِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا

۱۹۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایسے شخص کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے جس پر قرض ہوتا تھا۔ ایک میت آپ کے پاس لائی گئی۔ آپ نے پوچھا: ”کیا اس پر قرض ہے؟“ لوگوں نے کہا: جی ہاں! اس پر

۱۹۶۳۔ أخرجه البخاري، الحوالات، باب: إذا أحال دين الميت على رجل جاز، ح: ۲۲۸۹ من حديث يزيد بن أبي عبيد، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۸۸ * يحيى هو القطان.

۱۹۶۴۔ [صحیح] أخرجه أبو داود، البيوع، باب في التشديد في الدين، ح: ۳۳۴۳ من حديث عبدالرزاق، وهو في المصنف له، ح: ۱۵۲۵۷، والکلبی، ح: ۲۰۸۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۶۲، وابن الجارود، ح: ۱۱۱۱،

۲۱- کتاب الجنائز

مقروض کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

دودینا قرض ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔“ حضرت ابوقادہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ دودینا میرے ذمے ہیں۔ آپ نے جنازہ پڑھ دیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فتوحات دیں تو آپ نے فرمایا: ”میں ہر مومن کے لیے اس کے نفس سے بھی بڑھ کر قریبی ہوں لہذا جو قرض چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی میرے (یعنی بیت المال کے) ذمے ہے اور جو مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا۔“

يُصَلِّي عَلَى رَجُلٍ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَأَتَيْتُ بِمَيِّتٍ فَسَأَلَ: «أَعَلَيْهِ دَيْنٌ؟» قَالُوا: نَعَمْ، عَلَيْهِ دَيْنَارَانِ، قَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ»، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: هُمَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَصَلَّى عَلَيْهِ فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا أَوَّلِي بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّْ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ».

۱۹۶۵- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی مسلمان فوت ہوتا اور اس کے ذمے قرض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ پوچھتے: ”کیا یہ مرنے والا اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ مال چھوڑ گیا ہے؟“ اگر لوگ کہتے: جی ہاں تو آپ اس کا جنازہ پڑھتے ورنہ آپ فرماتے: ”تم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔“ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فتوحات سے نوازا تو آپ نے فرمایا: ”میں مسلمانوں کے لیے ان کے نفوس سے بھی زیادہ قریبی ہوں لہذا جو شخص مقروض فوت ہو جائے تو اس کے قرض کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی اور جو شخص مال چھوڑ کر فوت ہو تو وہ مال اس کے ورثاء کو ملے گا۔“

۱۹۶۵- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَابْنُ أَبِي ذَيْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا تُوفِّيَ الْمُؤْمِنُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَيَسْأَلُ: هَلْ تَرَكَ لِدِينِهِ مِنْ قِصَاصٍ؟ فَإِنْ قَالُوا: نَعَمْ، صَلَّيْ عَلَيْهِ وَإِنْ قَالُوا: لَا. قَالَ: «صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ» فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ قَالَ: «أَنَا أَوَّلِي بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَلَيَّْ قِصَاصُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهِ».

فائدہ: ابتدائی دور میں بھی صرف نبی ﷺ ہی مقروض کے جنازے سے انکار فرماتے تھے (تاکہ لوگ قرض

۲۱ کتاب الجنائز - خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل کی ادائیگی میں سستی نہ کریں، دوسرے لوگ جنازہ پڑھتے تھے۔ ایسی کوئی مثال نہیں کہ کوئی گناہ گار مسلمان بغیر جنازے کے دفن ہوا ہو۔

(المعجم ۶۸) - تَرَكُ الصَّلَاةَ عَلَى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ (التحفة ۶۸) باب: ۶۸ - خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھنا

۱۹۶۶ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَيْثَمَةَ زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْمَاءُ عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَسَاقِصَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَّا أَنَا فَلَا أَصَلِّي عَلَيْهِ».

۱۹۶۶ - حضرت جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے تیروں سے خودکشی کر لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔“

ﷺ فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے جنازہ نہیں پڑھا مگر دوسروں کو روکا نہیں، یعنی دوسروں نے پڑھا۔ بلند مرتبہ لوگ نہ پڑھیں۔ اہتمام نہ کیا جائے۔ چند لوگ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں۔ جنازے کے بغیر نہ دفن کیا جائے کیونکہ خودکشی گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں۔

۱۹۶۷ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلِيمَانَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ

۱۹۶۷ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو پہاڑ (یا کسی اور بلند مقام) سے گر کر خودکشی کرے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ (جہنمی پہاڑ) سے گرتا رہے گا۔ اور جس شخص نے زہر پی کر خودکشی کی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ اسے پیتا رہے گا۔ اور جو آدی کسی تیز دھار آلے (تلوار، خنجر، چاقو یا چھری وغیرہ)

۱۹۶۶ - أخرجه مسلم، الجنائز، باب ترك الصلاة على القاتل نفسه، ح: ۹۷۸ من حديث زهير بن معاوية به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۹۱.

۱۹۶۷ - أخرجه البخاري، الطب، باب شرب السم والدواء به، وما يخاف منه، والخيث، ح: ۵۷۷۸، ومسلم، الإيمان، باب بيان غلط تحريم قتل الانسان نفسه... الخ، ح: ۱۰۹ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ منافقین کی نماز جنازہ سے متعلق احکام ومسائل

جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ - ثُمَّ انْقَطَعَ عَلَيَّ شَيْءٌ، خَالِدٌ يَقُولُ - كَانَتْ حَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ بَجَاءِ بَيْهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا».

سے خودکشی کرے تو اس کا وہ ہتھیرا اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں اسے اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① انسان اپنے جسم و جان کا مالک نہیں ہے لہذا وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچائے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی چیز کو نقصان پہنچایا۔ اپنے آپ کو قتل کرنا دوسروں کو قتل کرنے کی طرح جرم ہے لہذا خودکشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ پر راضی رہنا چاہیے۔ ② ”ہمیشہ ہمیشہ“ یعنی جب تک اپنے جرم کی سزائیں جہنم میں رہے گا، خودکشی والا فعل کرتا رہے گا اذیت ہوگی، مگر مرے گا نہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا کیونکہ خودکشی کفر نہیں۔ ہر مومن اپنے گناہوں کی معافی حاصل کر کے (اللہ کے فضل سے یا کچھ سزا بھگت کر) آخر جنت میں ضرور جائے گا۔ اگر ظاہر الفاظ مراد ہوں تو اس روایت کو تغلیظ و مبالغہ پر محمول کیا جائے گا یا یہ سزا صرف اس جرم کی ہے لیکن اس کے ساتھ اس کا کلمہ بطیبہ پڑھنا جنت کو واجب کرتا ہے لہذا جب نیکیاں اور گناہ ملائے جائیں گے تو انفرادی جزا و سزا کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ مجموعی طور پر جو پڑا بھاری ہوا اس کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۶۹) - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى

الْمُنَافِقِينَ (التحفة ۶۹)

۱۹۶۸۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی ابن سلول (منافق) مر گیا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کا جنازہ پڑھنے کے لیے بلایا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ (جنازہ پڑھنے کے لیے) کھڑے ہو گئے میں جلدی سے آپ کے سامنے جا کھڑا ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ابن ابی کا جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن ایسی ایسی

۱۹۶۸ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُسْتَنِي قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: «لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُولٍ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِصَلَاةٍ

منافقین کی نماز جنازہ سے متعلق احکام و مسائل

باتیں کیں؟ میں (اس کی شرارتیں) شمار کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ مسکراتے رہے آخر فرمایا: ”عمر! ایک طرف ہٹ جاؤ۔“ جب میں نے اپنی بات پر اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: ”مجھے اختیار دیا گیا ہے (کہ استغفار کرو یا نہ کرو اللہ مغفرت نہ کرے گا) تو میں نے استغفار کو اختیار کیا ہے۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ میں ستر دفعہ سے زائد استغفار کروں تو اسے معافی ہو جائے گی تو میں یقیناً ستر دفعہ سے زائد بھی استغفار کر دیتا۔“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جنازہ پڑھ دیا پھر واپس تشریف لے گئے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سورۃ براءت کی دو آیتیں اتریں: ﴿وَلَا تَصَلُّ عَلَى أَحَدٍ.....الآیۃ﴾ ”اے نبی! ان منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو ہرگز اس کا جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر (دعاے مغفرت کے لیے) جائیں کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور پھر اسی انکار و فسق کی حالت میں فوت ہوئے۔“ بعد میں مجھے اپنی اس جرأت پر جو میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کی بہت تعجب ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔

عَلَيْهِ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَتَبْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تُصَلِّي عَلَى ابْنِ أَبِي وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا أَعَدُّ عَلَيْهِ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «أَخْرَجْنِي يَا عُمَرُ!» فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ: «إِنِّي قَدْ خَيْرْتُ فَأَخْتَرْتُ فَلَوْ عَلِمْتُ أَنِّي لَوَزِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ غُفْرَةً لَه لَزِدْتُ عَلَيْهَا» فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمُكِّنْ إِلَّا بَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتْ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةِ: ﴿وَلَا تَصَلُّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا نَفَعٌ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَآ نَؤُوا وَهُمْ فَتَسْفُتُونَ﴾ [التوبة: ۸۴] فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ، وَاللَّهِ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

فوائد و مسائل: ① اس حدیث کی تفہیم کے لیے مطالعہ فرمائیں نو آمد حدیث: ۱۹۰۱۔ مزید باتیں درج ذیل ہیں۔

② ”سلول“ اس کی ماں کا نام تھا۔ وہ معروف عورت تھی اس لیے اس کی طرف بھی منسوب ہوتا تھا۔ ③ ”جنازہ نہ پڑھیں“ یہاں منافق سے مراد وہ ہے جو اعتقادی منافق ہو یعنی جودل سے ایمان نہ لایا ہو دل میں کفر ہو۔ صرف زبان سے (دھوکا دینے کے لیے) کلمہ پڑھا ہو۔ اور اس بات کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا۔ الایہ کہ اللہ تعالیٰ وحی نازل فرمائے اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے دور میں ممکن تھا۔ آج ہم کسی کو منافق (اس معنی میں) نہیں کہہ سکتے۔ علامات نفاق پائے جانے سے کوئی آدمی اعتقادی منافق نہیں بن جاتا عملی منافق بنتا ہے یعنی دیکھنے میں منافقوں جیسا حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لہذا اب ہر کلمہ گو مسلمان کا جنازہ پڑھ لیا

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

بھی انھیں اللہ تعالیٰ ہی نے بخشی تھی ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے طور پر چوں بھی نہ کرتے تھے۔ کئی واقعات اس پر دال ہیں۔ اور اس جرأت میں بھی اللہ تعالیٰ کی بہت سی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔

(المعجم ۷۰) - الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ باب: ۷۰۔ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا
فی الْمَسْجِدِ (التحفة ۷۰)

۱۹۶۹۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ۱۹۶۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ﷺ نے حضرت سہیل ابن بیضاء رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔
ابنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْوَّاحِدِ بْنِ حَمْرَةَ، عَنْ عُبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① ”سہیل ابن بیضاء“ بیضاء ان کی والدہ کا نام تھا۔ یہ تین بھائی تھے۔ سہیل، سہل اور صفوان۔ سہیل رضی اللہ عنہ ۹ھ میں فوت ہوئے۔ ② ”مسجد میں پڑھا“ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول تو مسجد سے باہر پڑھنے کا تھا مگر مسجد میں پڑھنا بھی ثابت ہے۔ بعد میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے جنازے بھی مسجد نبوی ہی میں پڑھے گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکماً مسجد میں پڑھوایا، لہذا ضرورت پڑے تو مسجد میں جنازہ پڑھا جاسکتا ہے۔ چونکہ دفن باہر کیا جاتا ہے لہذا عموماً جنازہ باہر ہی پڑھا جاتا ہے۔ یہ وجہ نہیں کہ مسجد میں کراہت ہے بلکہ ضرورت نہیں۔ ضرورت ہو تو مسجد میں بلا کراہت درست ہے۔ احناف سرے سے مسجد میں جنازہ درست ہی نہیں سمجھتے کہ ابوداؤد کی ایک روایت ہے: ”جس نے مسجد میں جنازہ پڑھا فَلَا شَيْءَ لَهُ“ (اے ثواب نہیں ملے گا)، بعض نسخوں میں [فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ] (سنن أبي داود، الجنائز، حدیث: ۳۱۹۱) غرض اس میں کوئی حرج نہیں“ کے الفاظ بھی ہیں۔ لیکن پہلے الفاظ ہی درست ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ خاص اگر نہیں ملے گا جیسا کہ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ نے تطبیق دی ہے صرف نماز جنازہ کا اجر ملے گا، مطلق اجر کی نفی اس لیے نہیں کی جاسکتی کہ صحیح حدیث سے خود رسول اللہ ﷺ کا نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے اس لیے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا البتہ مسجد سے باہر پڑھنا افضل قرار پائے گا۔ (فوائد سنن ابی داؤد حدیث: ۳۱۹۱) ایسی محتمل روایت کی بنا پر نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صریح اور متفقہ نفل کی نفی کی

۲۱- کتاب الجنائز رات کو جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

جاری ہے۔ کوشش کرنی چاہیے کہ حتی الامکان ہر حدیث پر عمل ہو جائے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (السلسلة الصحيحة: ۲۶۵/۵)

۱۹۷۰- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ حَمَزَةَ أَنَّ عَبَادَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنَ الرُّبَيْعِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى سَهْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ.

۱۹۷۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد ہی میں پڑھا تھا۔

(المعجم (۷۱) - الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ بِاللَّيْلِ (التحفة (۷۱))

باب: ۷۱- رات کو جنازہ پڑھنا

۱۹۷۱- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ بْنُ حَنْبَلٍ أَنَّهُ قَالَ: اشْتَكَيْتِ امْرَأَةً بِالْعَوَالِيِ مِنْكِينَةَ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْأَلُهُمْ عَنْهَا وَقَالَ: «إِنْ مَاتَتْ فَلَا تَذْفُونَهَا حَتَّى أَصْلِيَّ عَلَيْهَا» فَتَوَقَّيْتُ فَبَجَاؤُوا بِهَا إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَوَجَدُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَامَ فَكَرِهُوا أَنْ يُوقِظُوهُ، فَصَلُّوا عَلَيْهَا وَذَفَنُوهَا بِبَيْعِ الْعَرَقِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَاؤُوا فَسَأَلَهُمْ عَنْهَا فَقَالُوا: قَدْ ذَفِنْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

۱۹۷۱- حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک مسکین عورت (مدینے کے مضافات) عوالی میں بیمار ہو گئی تو نبی ﷺ لوگوں سے اس (کی صحت) کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے نیز آپ نے فرمایا: ”اگر وہ فوت ہو جائے تو اسے دفن نہ کرنا یہاں تک کہ میں اس کا جنازہ پڑھوں۔“ آخر وہ فوت ہو گئی تو لوگ اس کا جنازہ لے کر عشاء کے بعد مدینہ منورہ میں آئے لیکن انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سوتے پایا۔ انھوں نے آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا خود ہی جنازہ پڑھا اور اسے بقیع غرقہ میں دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ

۲۱- کتاب الجنائز نماز جنازہ میں صف بندی سے متعلق احکام ومسائل

اللہ! وَقَدْ جِئْنَاكَ فَوَجَدْنَاكَ نَائِمًا فَكَّرْهُنَا أَنْ نُوقِظَكَ، قَالَ: «فَانْطَلِقُوا» فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَسَّوْا مَعَهُ حَتَّى أَرَوْهُ قَبْرَهَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَفُّوا وَرَاءَهُ فَصَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

کے رسول! وہ تو دفن بھی ہو چکی۔ ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے تھے مگر ہم نے آپ کو سوتے پایا اور آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ آپ نے فرمایا: ”چلو۔“ آپ چلے۔ وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ چلے حتیٰ کہ انھوں نے آپ کو اس کی قبر دکھائی۔ رسول اللہ ﷺ (قبر کے سامنے) کھڑے ہوئے۔ وہ لوگ (آپ کے حکم سے) آپ کے پیچھے صف میں کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور چار کبیریں کیں۔

🌞 فوائد ومسائل: ① یہ عورت ام محجن ۱؎ تھیں۔ مسجد کی صفائی کے خصوصی شغف رکھتی تھیں۔ ان کی تکریم میں رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا تھا۔ ② ”دفن کر دیا“ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صحابہ کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کا احترام کس قدر تھا کہ آپ کو جگانا بھی ناپسند یا اسے سوء ادب خیال کرتے تھے۔ ③ باقی رہا آپ کا فرمان تو اسے انھوں نے معمول پر محمول کیا کہ نہ خصوصی حکم پر تبھی تو آپ نے بعد میں ان پر ناراضی کا اظہار نہ فرمایا۔ ④ ”چار کبیریں کیں“ اس کا منشا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ جنازہ پڑھانہ کہ صرف دعا کی ورنہ صلی کے معنی دعا بھی ہو سکتے ہیں۔ ⑤ اس حدیث سے امام نسائی ۱؎ کا مقصود یہ ہے کہ صحابہ ۱؎ نے اس کا جنازہ رات کو پڑھا اور نبی ﷺ نے اس پر انکار بھی نہیں فرمایا۔ ⑥ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر جنازہ پڑھا جاسکتا ہے اگرچہ میت کو جنازہ پڑھ کر دفن کیا گیا ہو نیز دوسرے جنازے میں پہلے جنازے والے لوگ بھی شریک ہو سکتے ہیں ورنہ صحابہ الگ کھڑے رہتے۔ معلوم ہوا دوبارہ جنازہ نبی ﷺ کا خاصا نہیں۔

(المعجم ۷۲) - الصَّفُوفُ عَلَى الْجَنَازَةِ باب: ۷۲- جنازے پر صفیں باندھنا (التحفة ۷۲)

۱۹۷۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ حَنْفِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ۱۹۷۲- حضرت جابر ۱؎ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا (اسلامی) بھائی نعمانی فوت ہو گیا ہے۔ اٹھو اس کا جنازہ پڑھو۔“ آپ کھڑے ہوئے

۲۱- کتاب الجنائز نماز جنازہ میں صف بندی سے متعلق احکام و مسائل

«إِنَّ أَحَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ». فَقَامَ فَصَفَّ بِنَا كَمَا يُصَفُّ بِنْدِي كِي جَاتِي هُيْ پُھراس كا جنازہ پڑھا۔
عَلَى الْجَنَازَةِ، وَصَلَّى عَلَيْهِ.

🌞 فائدہ: ”صف بندی فرمائی“ یعنی باقاعدہ جنازہ پڑھا نہ کہ صرف دعا کی۔ غائبانہ نماز جنازہ کی بحث حدیث نمبر ۱۹۳۸ میں گزر چکی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۹۷۳- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ثُمَّ خَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

۱۹۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع ان کی وفات ہی کے دن فرمائی تھی، پھر آپ لوگوں کو ساتھ لے کر جنازہ گاہ میں گئے۔ ان کی صف بندی کی اور ان کا جنازہ پڑھایا۔ اور چار تکبیریں کہیں۔

۱۹۷۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَعَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّجَاشِيَّ لِأَصْحَابِهِ بِالْمَدِينَةِ، فَصَفُّوا خَلْفَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا.

۱۹۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کو نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دی۔ انھوں نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں۔ آپ نے جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: ابْنُ الْمُسَيَّبِ [إِنِّي] لَمْ أَفْهَمْ كَمَا أَرَدْتُ.

امام ابو عبد الرحمن (نسائی) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن مسیب کا لفظ میں اپنی منشا کے مطابق سمجھ نہیں سکا۔

۱۹۷۳- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الرجل ينعي إلى أهل الميت بنفسه، ح: ۱۲۴۵، ومسلم، ح: ۹۵۱ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۹۸، والموطأ (رحمى)، ۲۲۶/۱.

۱۹۷۴- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الصوف على الجنائز، ح: ۱۳۱۸ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۰۹۹.

۲۱- کتاب الجنائزہ : نماز جنازہ میں صف بندی سے متعلق احکام و مسائل

🌞 فائدہ: اس روایت میں امام زہری کے استاد وہیں: ابن میتب اور ابوسلمہ۔ امام صاحب کا مقصد یہ لگتا ہے کہ مجھے سند میں ابوسلمہ کا ذکر تو صحیح طور پر یاد ہے مگر ابن میتب کے بارے میں شک ہے کہ اس روایت میں وہ مذکور ہیں یا نہیں اگرچہ دیگر روایات میں ان کا یقیناً ذکر ہے۔ ممکن ہے جب امام نسائی رحمہ اللہ کے استاد محمد بن رافع نے یہ حدیث بیان کی ہو تو امام صاحب رحمہ اللہ لوگوں کی کثرت یا استاد کی وہمی آواز کی وجہ سے اچھی طرح نہ سن سکے ہوں۔ واللہ اعلم۔

۱۹۷۵- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ :
أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ
عَنْ جَابِرٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «إِنَّ
أَحَاكُمَ قَدْ مَاتَ فَقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ»
فَصَفَفْنَا عَلَيْهِ صَفَيْنِ .

۱۹۷۵- حضرت جابر رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ اٹھو! اس کا جنازہ پڑھو۔“ تو ہم نے اس کے جنازے میں دو صفیں بنائیں۔

۱۹۷۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ :
بَحَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ : سَمِعْتُ شُعْبَةَ يَقُولُ :
«السَّاعَةُ يَخْرُجُ ، السَّاعَةَ يَخْرُجُ ، حَدَّثَنَا أَبُو
الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ : كُنْتُ فِي الصَّفِّ
الثَّانِي يَوْمَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى
النَّبَاشِيِّ .

۱۹۷۶- حضرت جابر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت نجاشی رحمہ اللہ کا جنازہ پڑھایا، میں دوسری صف میں تھا۔

۱۹۷۷- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ :
قَالَ : حَدَّثَنَا يَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ : حَدَّثَنَا
يُونُسُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، عَنْ أَبِي

۱۹۷۷- حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت ہے ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا (اسلامی) بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے اٹھو اس کا جنازہ پڑھو۔“ ہم

۱۹۷۵- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنائز، ح: ۶۶/۹۵۲ من حديث إسماعيل ابن علي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۰۰.

۱۹۷۶- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۰۱، وعلقه البخاري في صحيحه، ح: ۱۳۲۰. * أبو داود هو الطيالسي، وقوله "الساعة يخرج" أي كنا عند باب أبي الزبير منتظرين بخروجه، ونقول: "الساعة يخرج أبو الزبير من البيت"، والله أعلم، هكذا في حاشية السندي على سنن النسائي.

۱۹۷۷- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في التكبير على الجنائز، ح: ۹۵۳ من حديث أبي المهبلي، والترمذي،

۲۱- کتاب الجنائز نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام ومسائل

المُهَلَّبُ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: كَهْرُءٌ هُوَ أَوْ رُفْءٌ بِنْدِي كَيْ جِئْتُمْ بِرُكْبَانِي جَانِي قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَخَاكُمْ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَاقُومُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ»

قَالَ: فَقَمْنَا فَصَفَفْنَا عَلَيْهِ كَمَا يُصَفُّ عَلَى الْمَيِّتِ، وَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ كَمَا يُصَلَّى عَلَى الْمَيِّتِ.

🌞 فائدہ: ”جیسے میت پر کی جاتی ہے“ گویا جنازے میں صف بندی ایک مشہور اور غیر متنازع بات ہے۔ ویسے بھی جنازے کے لیے لفظ نماز کا استعمال دلالت کرتا ہے کہ جنازے کے خصوصی احکام کے علاوہ نماز کے تمام احکام اس پر لاگو ہوں گے مثلاً: قبلہ کی طرف منہ کرنا، وضو کرنا، صفیں درست کرنا اور فاتحہ کی قراءت وغیرہ۔

(المعجم ۷۳) - الصَّلَاةُ عَلَى الْجَنَازَةِ

باب: ۷۳- نماز جنازہ کھڑے ہو کر پڑھنا

قَائِمًا (التحفة ۷۳)

۱۹۷۸- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى أُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فِي وَسْطِهَا.

🌞 فوائد ومسائل: ① ضمناً یہ معلوم ہوا کہ عورت کے جنازے میں امام کمر کے برابر کھڑا ہوگا۔ ابوداؤد کی ایک روایت جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کے مطابق مرد کے جنازے میں امام سر کے برابر کھڑا ہوگا۔ (سنن ابی داؤد، حدیث: ۳۱۹۳) اجتناف دونوں صورتوں میں سینے کے برابر کھڑا ہونے کے قائل ہیں۔ وہ اس روایت کو نفاس والی عورت سے خاص کرتے ہیں کہ آپ اسے پردہ کرنے کے لیے پیٹ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے مگر کسی روایت میں یہ وجہ بیان نہیں کی گئی نہ عقل اس توجیہ کی تائید کرتی ہے کیونکہ امام کے پیٹ کے سامنے کھڑا ہونے سے پوری صف سے پردہ ممکن نہیں۔ صرف دو چار آدمیوں سے پردہ ہو سکتا ہے اور وہ کسی بھی جگہ کھڑے ہونے سے حاصل ہو سکتا ہے نہ کہ صرف پیٹ کے سامنے کھڑا ہونے سے۔ ویسے بھی پورا جنازہ کھڑے

۲۱- کتاب الجنائز نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

میں لینا ہوا ہوتا ہے پھر امام کے ذریعے سے پردہ کیا ہوگا؟ اور اس پردے کی ضرورت کیوں ہے؟ پھر مفصل روایات یا حضرت سرہ کی اس حدیث کا مکمل جائزہ لیا جائے تو نفاس والی عورت سے اس کی تخصیص بے معنی ٹھہرتی ہے ہر عورت کی میت پر کھڑا ہونے کا یہی طریقہ مسنون ہے۔ علی کل حال۔ جب رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث یا آپ کا واضح عمل موجود ہو تو محتمل ادھر ادھر کے دلائل یا قیاس آرائیوں سے اسے ٹالنا نہیں چاہیے۔ ⑤ باب والا مسئلہ ظاہر الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ گویا یہ آپ کا معمول تھا۔

(المعجم ۷۴) - اجْتِمَاعُ جَنَازَةِ صَبِيٍّ
وَأَمْرًاؤُ (التحفة ۷۴) باب: ۷۴- بچے اور عورت کے جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟

۱۹۷۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَمَّارٍ قَالَ: حَضَرْتُ جَنَازَةَ صَبِيٍّ وَأَمْرًاؤُ، فَقُدِّمَ الصَّبِيُّ مِمَّا بَلَيَ الْقَوْمُ وَوُضِعَتِ الْمَرْأَةُ وَرَاءَهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِمَا وَفِي الْقَوْمِ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو قَتَادَةَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهُمْ عَنْ ذَلِكَ فَقَالُوا: أَلَسَنَّةٌ.

۱۹۷۹- حضرت عطاء بن ابی رباح سے منقول ہے کہ ایک عورت اور ایک بچے کے جنازے اکٹھے ہو گئے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے بچے کی میت کو لوگوں کی طرف آگے رکھا اور عورت کو اس کے پیچھے (یعنی قبلے کی طرف) رکھا اور دونوں کا جنازہ (بیک وقت) پڑھا۔ حاضرین میں حضرت ابوسعید خدری ابن عباس ابوقادہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو ان سب نے کہا کہ یہی مسنون طریقہ ہے۔

🌞 فائدہ: میت ایک سے زائد ہو تو ان کا جنازہ بیک وقت پڑھا جاسکتا ہے، خواہ وہ ایک صنف سے تعلق رکھتے ہوں یا مختلف اصناف سے بچے ہوں یا بڑے البتہ مردوں کو امام کے قریب رکھا جائے گا اور عورتوں کو مردوں سے پیچھے رکھا جائے گا۔ دعا عام میت والی پڑھ دی جائے تو سب کو کفایت کر جائے گی۔

(المعجم ۷۵) - بَابُ اجْتِمَاعِ جَنَائِزِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ (التحفة ۷۵) باب: ۷۵- مردوں اور عورتوں کے (ایک سے زائد) جنازے اکٹھے ہو جائیں تو؟

۲۱- کتاب الجنائز

نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

۱۹۸۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَزْعُمُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ صَلَّى عَلَى تِسْعِ جَنَائِزٍ جَمِيعًا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَلُونُ الْإِمَامَ وَالنِّسَاءُ يَلِينَ الْقَبْلَةَ فَصَفَّهِنَّ صَفًّا وَاحِدًا وَوَضِعَتْ جَنَازَةُ أُمِّ كَلْثُومٍ بَيْنَ عَلِيٍّ امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنِ لَهَا يُقَالُ لَهُ زَيْدٌ، وَضَعَا جَمِيعًا وَالْإِمَامُ يَوْمِئِذٍ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ، وَفِي النَّاسِ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ وَأَبُو قَتَادَةَ، فَوَضِعَ الْعُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ فَقَالَ رَجُلٌ فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ فَتَطَرْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي قَتَادَةَ فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: هِيَ السُّنَّةُ.

۱۹۸۰- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نو میتوں کا اکٹھا جنازہ پڑھا۔ مردوں کو امام کی جانب رکھا اور عورتوں کو قبلہ کی جانب اور ان سب کو ایک سیدہ میں رکھا۔ اور (اسی طرح) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ام کلثوم بنت علی اور ان کے بیٹے جن کا نام زید تھا، کو اکٹھا رکھا گیا۔ اس وقت امام سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے۔ حاضرین میں ابن عمر ابو ہریرہ ابو سعید اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ بچے کو امام کی جانب رکھا گیا۔ ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اس کو درست نہ سمجھا تو میں نے حضرات ابن عباس ابو ہریرہ ابو سعید اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور کہا: یہ کیا ہے؟ ان سب نے کہا: یہی مسنون طریقہ ہے۔

🌟 فائدہ: جب صحابی کسی کام کو سنت یا مسنون کہے تو اس سے مراد نبی ﷺ کی سنت ہی ہوتی ہے۔

۱۹۸۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَالْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، ح: وَأَخْبَرَنَا سُؤَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ حُسَيْنِ الْمُكْتَبِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ: أَنَّ رَسُولَ

۱۹۸۱- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام فلاں (ام کعب رضی اللہ عنہا) کا جنازہ پڑھا جو بچے کی پیدائش کے وقت فوت ہو گئی تھیں تو آپ ان کے درمیان میں (یعنی کمر کے برابر) کھڑے ہوئے۔

۱۹۸۰- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۱۰۵، ومصنف عبدالرزاق: ۳/ ۴۶۵، ح: ۶۳۳۷ باختلاف يسير، وعنده: "ابن عباس" بدل "ابن عمر". * أم كلثوم بنت علي توفيت بعد الخسعين ۵۴هـ، فالحديث يدل على خطأ قول من زعم أن أبا قتادة توفي ۳۸هـ، بل الحق أنه توفي ۵۴هـ كما حققته في نور العينين، ص: ۸۱، ۸۰ عن ابن معين، والبيهقي وغيرهما.

۲۱- کتاب الجنائز نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

اللَّهُ ﷻ صَلَّى عَلَى أُمِّ فُلَانٍ مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا فَقَامَ فِي وَسْطِهَا .

☀️ فائدہ: حدیث کا باب سے بظاہر کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۷۶) - عَدَدُ التَّكْبِيرِ عَلَى
الْجَنَازَةِ (النحفة ۷۶)
باب: ۷۶- جنازے میں تکبیروں
کی تعداد

۱۹۸۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ : وَخَرَجَ بِهِمْ فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ .
۱۹۸۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی۔ انھیں لے کر (باہر) نکلے۔ ان کی صف بندی کی اور جنازے میں چار تکبیریں کہیں۔

☀️ فائدہ: بعض روایات میں جنازے کی تکبیرات چار سے زائد یعنی نو تک بھی منقول ہیں۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی بعض صحابہ سے چار سے زائد تکبیریں کہنا ثابت ہے لہذا عمل میں تنوع بہتر ہے، لیکن اگر مذکورہ طریقوں میں سے کسی ایک پر التزام کرنا ہے تو چار پر عمل بہتر اور افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ کا عام معمول یہی تھا۔ تفصیل و تحقیق کے لیے شیخ البانی رضی اللہ عنہ کی احکام الجنائز، ص: ۱۴۱-۱۴۶ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۱۹۸۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: مَرَّصَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ شَيْءٍ عِبَادَةَ لِلْمَرِيضِ فَقَالَ: «إِذَا مَاتَتْ فَأَذْنُونِي». فَمَاتَتْ لَيْلًا فَدَفَنُوهَا وَلَمْ يُعْلَمُوا النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا أَصْبَحَ سَأَلَ عَنْهَا فَقَالُوا: كَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!
۱۹۸۳- حضرت ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ علاقہ عوالی میں ایک عورت بیمار ہو گئی اور نبی ﷺ بیمار کی پیار پرسی اور عیادت بہت زیادہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے (اس عورت کی عیادت کے موقع پر) فرمایا: ”جب یہ فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔“ وہ رات کو فوت ہوئی تو انھوں نے (خود ہی جنازہ پڑھ کر) اسے دفن کر دیا اور نبی ﷺ کو اطلاع نہ کی۔ صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے (پوری

۲۱- کتاب الجنائز

جنازے کی دعاؤں کا بیان

فَاتَى قَبْرَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعًا. صورت گوش گزار کی اور کہا کہ ہم نے آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا، پھر آپ اس کی قبر پر آئے اس کا جنازہ پڑھا اور چار تکبیریں کیں۔

☀ فائدہ: ”جب یہ فوت ہو جائے“ گویا آپ کو وحی سے یا اس کی حالت سے اس کی وفات کا یقین ہو چلا تھا“ اسی لیے آپ نے ”اگر“ کی بجائے ”جب“ کا لفظ استعمال کیا جو یقین پر دلالت کرتا ہے۔ اس حدیث کی مزید تفصیلات قریب ہی حدیث نمبر ۱۹۷۱ میں گزر چکی ہیں۔

۱۹۸۴- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى: أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ صَلَّى عَلَى جَنَازَةِ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا خَمْسًا وَقَالَ كَبَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. حضرت ابن ابی لیلیٰ سے منقول ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ایک میت کا جنازہ پڑھا تو اس پر پانچ تکبیریں کیں پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (بعض اوقات) پانچ تکبیریں بھی کیں ہیں۔

☀ فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے فائدہ حدیث: ۱۹۸۲.

باب: ۷۷- جنازے کی دعائیں

(المعجم ۷۷) - (الدعاء (التحفة ۷۷)

۱۹۸۵- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي حَمْرَةَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَى جَنَازَةِ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَأَعِزَّهُ عَنَّا وَعَافِهِ، وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ، وَاعْبِسْهُ بِمَاءٍ» ۱۹۸۵- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک میت کا جنازہ پڑھتے ہوئے یہ کہتے سنا: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ..... وَفِيهِ عَذَابُ الْقَبْرِ وَعَذَابُ النَّارِ» ”اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے اور اس پر رحم فرما۔ اس سے درگزر فرما اور اسے خیریت سے رکھ۔ اس کی اچھی مہمان نوازی فرما اور اس کا ٹھکانا وسیع فرما۔ اور اسے پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے اور اسے غلیبوں سے اس طرح

۲۱۔ کتاب الجنائز

جنازے کی دعاؤں کا بیان

وَتَلْعَجَ وَبَرِدَ، وَنَقَّهَ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى
الثُّوبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدَلَهُ دَارًا
خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ،
وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَفِي عَذَابِ الْقَبْرِ
وَعَذَابِ النَّارِ. قَالَ عَوْفٌ: فَتَمَنِّيْتُ أَنْ
لَوْ كُنْتُ الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
لِذَلِكَ الْمَيِّتِ.

صاف فرمادے جس طرح سفید کپڑے کو نیل کچیل سے
صاف کیا جاتا ہے۔ اور اسے اس کے (دنیوی) گھر سے
بہتر گھر عطا فرما۔ اور اس کے (دنیوی) گھر والوں سے
بہتر گھر والے عطا فرما۔ اور اس کے جوڑے سے بہتر
جوڑا عطا فرما۔ اور اسے قبر کے عذاب اور آگ کے
عذاب سے بچا۔“ حضرت عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس
میت کے لیے یہ (جامع) دعائیں سن کر مجھے خواہش
ہوئی کہ کاش میں یہ میت ہوتا۔



فوائد ومسائل: ① ”سنا“ معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ جنازہ بلند آواز سے پڑھ رہے تھے لہذا جنازے میں
جبر جائز ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ مکمل جنازہ جہر اُتھا مگر کہا جاسکتا ہے کہ اس حدیث سے صرف دعا کا جہر ثابت ہوتا
ہے البتہ یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے کہ قراءت آہستہ ہو مگر دعا جہر کے ساتھ نماز میں تو دعا آہستہ ہونے کے
باوجود بعض صورتوں میں قراءت جہر ہوتی ہے نیز درود بھی تو دعائی ہے لہذا دعا کا جہر قراءت اور درود کے جہر کو
بھی مستلزم ہے۔ ② ”سفید کپڑا“ کیونکہ سفید کپڑا اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے ورنہ اس پر داغ دھبے نمایاں
ہوں گے۔ اس تشبیل سے مراد معافی میں مبالغہ ہے۔ ③ ”جوڑے“ یہ معنی اس لیے کیا گیا ہے کہ مرد اور عورت
دونوں کے لیے استعمال ہو سکے۔ مرد کے لیے بیوی جوڑا ہے اور عورت کے لیے خاوند۔ بعض اہل علم کا خیال
ہے کہ عورت کے جنازے میں یہ لفظ: [وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهَا] نہ کہا جائے کیونکہ ہو سکتا ہے اس کا دنیوی
خاوند ہی آخرت میں بھی اس کا خاوند ہو اور خاوند ایک سے زائد نہیں ہو سکتے جبکہ بیویاں ایک سے زائد ہوں گی
مگر یہ غیر ضروری تکلف ہے کیونکہ جتنی خاوند خواہ سابقہ ہی ہو دنیوی خاوند سے رہے اور درجے میں بہر صورت
بہتر ہوگا ورنہ دنیوی بیوی بھی جنت میں بیوی نہ بن سکے گی۔ جبکہ احادیث میں نیک دنیوی بیوی کے آخرت
میں اسی شخص کی بیوی ہونے کی صراحت ہے۔ ④ جمہور اہل علم کے نزدیک پہلی تکبیر کے بعد ثناء، سورۃ فاتحہ
اور قراءت، دوسری کے بعد درود تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام ہوگا۔ پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنے کے
متعلق اس کتاب کا ابتدائیہ ملاحظہ فرمایا جائے۔ ⑤ بعض اہل علم عید کی زائد تکبیرات کی طرح جنازے کی
چاروں تکبیروں کو بھی شروع میں اکٹھا کہنے کے قائل ہیں، یعنی چاروں تکبیرات کہنے کے بعد مسلسل ثناء، سورۃ فاتحہ
قراءت، درود اور دعا و سلام ہوں گے مگر اس طریقے سے نماز جنازہ نماز عید کے مشابہ ہو جائے گی اور نماز جنازہ کا
انتیاز ختم ہو جائے گا لہذا پہلا طریقہ ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۱- کتاب الجنائز جنازے کی دعاؤں کا بیان

۱۹۸۶- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدِ الْكَلَاءِ عَنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عَلَى مَيِّتٍ، فَسَمِعْتُ فِي دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاعْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ، وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَنَجِّهِ مِنَ النَّارِ». أَوْ قَالَ: «وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ».

۱۹۸۶- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک میت کا جنازہ پڑھتے سنا۔ میں نے سنا آپ دعا میں یوں فرما رہے تھے: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ..... وَ نَجِّهِ مِنَ النَّارِ» اے اللہ! اس (کے گناہوں) کو بخش دے اور اس پر رحم فرما۔ اسے خیریت کے ساتھ رکھ اور اس سے درگزر فرما۔ اس کی مہمان نوازی اچھی فرما اور اس کی قبر کو کھلا کر دے اور اسے پانی برف اور ایلوں سے دھو ڈال۔ اور اسے غلطیوں (کے اثرات) سے اس طرح پاک و صاف فرما دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو کیل کچیل سے صاف رکھا ہے۔ اور اسے اس کے گھر سے بہتر گھر اس کے گھر والوں سے بہتر گھر والے اور اس کے ساتھی سے بہتر ساتھی عطا فرما۔ اسے جنت میں داخل فرما اور آگ سے دور رکھ۔“ یا آپ نے فرمایا: «وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» ”اسے“۔ اب قبر سے بچا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”تو نے سفید کپڑے کو“ کیونکہ کپڑے کا سفید مادہ تو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا ہے جو ہر قسم کے داغ و بے سے محفوظ ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ بے داغ مادہ پیدا نہ فرماتا تو انسان خالص سفید رنگ کہاں سے حاصل کرتا؟ ② ”ساتھی“ زوج کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں جس میں خاوند بیوی بدرجہ اولیٰ شامل ہیں۔ ﴿أَحْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ﴾ (الصَّفَّت ۳۷: ۳۳) اس معنی کے لحاظ سے یہ دعا غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے جنازے پر بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

۱۹۸۷- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: ۱۹۸۷- حضرت عبداللہ بن ربیعہ سلمی رضی اللہ عنہما جو کہ صحابی

۱۹۸۶- [صحیح] تقدم، ح: ۶۲، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۱۱.

۱۹۸۷- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في النورية عند قبر الشهيد، ح: ۲۵۲۴ من حديث شعبة، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۱۲، وللحديث شواهد كثيرة، وقال الطحاوي في مشكل الآثار ۳/ ۱۰۲، ۱۰۳ "وكان الرجل المهاجران المذكوران في الآثار التي رويها، هاجرا إلى رسول الله ﷺ معاً، ففساداً في ذلك وأقاما عنده

۲۱۔ کتاب الجنائز جنازے کی دعاؤں کا بیان

رسول ﷺ ہیں نے حضرت عبید بن خالد سلمیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کو آپس میں بھائی بنا دیا۔ ان میں سے ایک شہید ہو گیا اور دوسرا اس کے کچھ بعد فوت ہوا۔ ہم نے اس کا جنازہ پڑھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم نے (جنازے میں) اس کے لیے کیا دعا کی؟“ صحابہ نے عرض کیا: ہم نے اس کے لیے یہ دعا کی: [اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ..... أَلْحِفْهُ بِصَاحِبِهِ] اے اللہ! اسے معاف فرما۔ اس پر رحم فرما اور اسے اس کے ساتھی (بھائی) کے ساتھ ملا دے۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کے بعد اس کی نمازیں اور دوسرے نیک اعمال کدھر گئے؟ اللہ کی قسم! ان کے درمیان تو زمین و آسمان کے مابین جیسا فاصلہ ہے۔“ عمرو بن میمون نے کہا: یہ روایت مجھے بہت اچھی لگی کیونکہ انھوں (استاذ محترم) نے یہ روایت (بغیر واسطہ گرائے) مجھے بیان کی۔

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبِيعَةَ السَّلَمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدِ السَّلَمِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقِيلَ أَحَدُهُمَا وَمَاتَ الْآخَرُ بَعْدَهُ فَصَلَّيْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا قُلْتُمْ؟» قَالُوا: دَعَوْنَا لَهُ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ! اَرْحَمْهُ، اللَّهُمَّ! أَلْحِفْهُ بِصَاحِبِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَأَيْنَ صَلَاتُهُ بَعْدَ صَلَاتِهِ وَأَيْنَ عَمَلُهُ بَعْدَ عَمَلِهِ؟ فَلَمَّا بَيَّنَّهُمَا كَمَا بَيَّنَّ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ». قَالَ عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ: أَغْجَبَنِي لِأَنَّهُ أَسْنَدَ لِي.

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں حضرت عمرو بن میمون کے استاد صحابی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے صحابی سے بیان کر رہے ہیں۔ ایک صحابی اگر دوسرے صحابی کا واسطہ ذکر نہ بھی کرے تو روایت کی اسنادی حیثیت کمزور نہیں ہوتی البتہ واسطے کا ذکر بہتر ہے اسی لیے حضرت عمرو بن میمون نے اس روایت پر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا۔ ② گویا جنازے میں مطلق مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی جائے کسی شخصیت کا حوالہ یا اس کی طرف نسبت مناسب نہیں کیونکہ ہر شخص کا حقیقی مرتبہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے البتہ صفات کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ جیسے ”اے اللہ! اس کو شہداء و صالحین کے ساتھ ملا دے۔“ وغیرہ ③ اعمال صالحہ والی لمبی زندگی مسلمان آدمی کے لیے نعمت ہے۔ ④ خشوع و خضوع اخلاص اور تقویٰ کی زیادتی کی بنا پر بسا اوقات آدمی بستر پر فوت ہو کر بھی شہید کے برابر

منہما فی الجہاد، حتی قیل فیہ: ولم یکن تصرفہ ذلک إلا بتصرف رسول اللہ ﷺ إیاءہ، وعلی أن یكون صاحبہ، قد کان معہ فساوہ فیہ، وزاد الآخر علیہ الشہادۃ الّتی قد بذل نفسہ بمثلہا، فکان بذلک فی معنی الشہید، وإن کان الشہید بفضلہ فیما حل بہ من القتل، فإنہ بذل نفسہ لذلك، ثم عاش بعده حولاً من ہجرته إلی رسول اللہ ﷺ کذلک من الفضل مالہ فیقول بذلک علی صاحبہ، وکان فی ذلک مصلیاً صلوات مدتہ تلك، وصانفاً شہر رمضان الذی مر علیہ، وکذلک من التصدق بمالہ، فلم یکن فی ذلک ما یجب أن ینکر تجاوزہ لصاحبہ فی المنزلۃ فی الثواب علیہ، وفی

۲۱- کتاب الجنائز - جنازے کی دعاؤں کا بیان
یا اس سے بلند درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

۱۹۸۸- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيَّتِنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَعَايِنَا وَذَكِّرْنَا وَأُنْثَانَا وَصَغِيرَنَا وَكَبِيرَنَا».

۱۹۸۸- حضرت ابو ابراہیم انصاری اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں انھوں نے نبی ﷺ کو ایک میت کے جنازے میں یوں دعا کرتے سنا: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيَّتِنَا وَكَبِيرِنَا» ”اے اللہ! معاف فرما دے ہمارے فوت شدہ اور زندہ کو اور حاضر و غائب کو اور مذکر و مؤنث کو اور چھوٹے اور بڑے کو۔“

🌞 فائدہ و مسائل: ① حاضر و غائب سے مراد جنازے کے وقت حاضر و غائب بھی ہو سکتا ہے، یعنی جو جنازے میں موجود ہیں یا غائب ہیں۔ اور غائب سے مراد فوت شدہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں حاضر سے مراد زندہ ہوگا۔ غائب سے مراد وہ افراد بھی ہو سکتے ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ اس صورت میں حاضر سے مراد زندہ اور پیدا شدہ لوگ ہوں گے۔ حاضر سے مراد موجود جنازہ بھی ہو سکتا ہے اور غائب سے مراد وہ ہوگا جو وہاں موجود نہیں ہے۔ اس سے جنازہ غائبانہ کی مشروعیت بھی استنباط کی جاسکتی ہے۔ ② صغیر سے مراد نابالغ نہیں کہ وہ تو ویسے ہی مغفور لہ ہے بلکہ جو کسی دوسرے کے مقابلے میں چھوٹا ہے خواہ بالغ ہی ہو۔ اس طرح کبیر سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کسی دوسرے کے مقابلے میں بڑا ہو۔ ویسے بھی اس قسم کے الفاظ سے ظاہر معافی کے بجائے تعیم مقصود ہوتی ہے یعنی لائق مغفرت شخص کو بخش دے۔ یا بچے کے لیے رفع درجات کی دعا ہے کیونکہ اس کے گناہ تو ہوتے نہیں۔

۱۹۸۹- أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ - وَهُوَ ابْنُ سَعْدٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ

۱۹۸۹- حضرت طلحہ بن عبد اللہ بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک میت کا جنازہ پڑھا۔ انھوں نے سورہ فاتحہ اور ایک اور

۱۹۸۸- [صحیح] أخرجه الترمذي، الجنائز، باب ما يقول في الصلاة على الميت، ح: ۱۰۲۴ من حديث يحيى بن أبي كثير، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۱۳، وصححه ابن الجارود، ح: ۵۴۱، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۳۲۰۱، وأحمد: ۳۰۸/۵، ۲۹۹/۵ وغيرهما.

۲۱- کتاب الجنائز جنازے کی دعاؤں کا بیان

قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ سورت پڑھی اور (دونوں) بلند آواز سے پڑھیں حتیٰ کہ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةَ وَجَّهَرُ حَتَّىٰ ہمیں سنائی دیں۔ جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کا اَسْمَعَنَا فَلَمَّا فَرَغَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَسَأَلْتُهُ ہاتھ پکڑا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے فَقَالَ: سُنَّةٌ وَحَقٌّ۔ فرمایا: یہ سنت اور حق ہے۔

☀ فائدہ: ثابت ہوا کہ جنازے میں بھی قراءت فاتحہ ضروری ہے۔ سنت سے مراد نبی ﷺ کا مقرر کردہ طریقہ ہے۔ یہاں سنت وجوب کے مقابلے میں نہیں جیسا کہ لفظ ”حق“ سے صاف ظاہر ہے۔ [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ] (صحیح البخاری، الأذان، حدیث: ۷۵۶، وصحیح مسلم، الصلاة، حدیث: ۳۹۴) کا عموم بھی قراءت فاتحہ کو واجب کرتا ہے۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ احناف بلاوجہ قراءت کے مخالف ہیں۔ اس حدیث کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۃ فاتحہ اور دوسری سورت قراءت کی نیت سے نہیں بلکہ دعا کی نیت سے پڑھی ہوں گی۔ مگر اس ”ہوں گی“ کی کوئی دلیل بھی تو ہونی چاہیے۔ آخر قراءت فاتحہ سے مانع کیا ہے؟ کیا جنازے کا دعا ہونا قراءت کی ضد ہے؟ عام نمازوں میں بھی قراءت فاتحہ ہوتی ہے، دعائیں بھی یہی کن صاحبین النقیضین ہے؟

۱۹۹۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَبَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ: تَقْرَأُ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِنَّهُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ۔ ۱۹۹۰- حضرت طلحہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک جنازہ پڑھا۔ میں نے انھیں سورۃ فاتحہ پڑھتے سنا۔ جب وہ جنازے سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ (جنازے میں) قراءت کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں یہ حق ہے اور نبی ﷺ کی سنت ہے۔

۱۹۹۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ۱۹۹۱- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز

۱۹۹۰- أخرجه البخاري، ح: ۱۳۳۵ عن محمد بن بشار به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۱۵۔ ۱۹۹۱- [صحیح] أخرجه ابن الجارود، ح: ۵۴۰ من حديث ابن شهاب الزهري به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۱۶۔ * والزهري صرح بالسماع، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج، ح: ۷۸۸، والحافظ ابن حجر وغيرهما، وله طريق آخر عند الطحاوي في معاني الآثار: ۱/ ۵۰۰ من حديث أبي أمامة عن رجل من أصحاب النبي وغيرهما،

۲۱- کتاب الجنائز..... جنازے میں شریک ہونے والوں کی تعداد کا بیان

اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ [أَنَّهُ] جَنَازَةٌ فِي السَّنَةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يَقْرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى بِأَمِّ الْقُرْآنِ مُحَافَتَةً، ثُمَّ يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَالتَّسْلِيمَ عِنْدَ الْآخِرَةِ.

جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ آہستہ پڑھے پھر تین تکبیریں کہے اور آخری تکبیر کے بعد سلا پھیر دے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① راوی حدیث حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ معروف صحابی رسول ابوامامہ باہلی نہیں ہیں بلکہ یہ اور صحابی ہیں جو انہی کی کنیت سے معروف ہیں انھیں رسول اللہ ﷺ کا شرف رویت نصیب ہے اگرچہ براہ راست انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث نہیں سنی یہ روایت بھی انھوں نے کسی اور صحابی کے واسطے سے لی ہے لیکن بلا واسطہ بیان فرمادی۔ محدثین کے نزدیک اسے مرسل صحابی کہتے ہیں اور یہ قابل حجت ہوتی ہے۔ اسے مرفوع روایت ہی کا حکم ملتا ہے۔ مزید دیکھیے: (تعلیق احکام الجنائز للآلبانی، ص: ۱۳۱) ② ”سورہ فاتحہ آہستہ پڑھے“ جبکہ پیچھے حدیث نمبر ۱۹۸۹ میں صراحتاً جہر کا ذکر ہے لہذا دونوں طرح جائز ہے۔ آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے۔ ③ ”پھر تین تکبیریں کہے“ روایت مختصر ہے، یعنی تین تکبیریں اکٹھی نہیں کہی جائیں گی بلکہ تمام مل کر تین ہوں گی، یعنی الگ الگ۔ دوسری کے بعد درود تیسری کے بعد دعا اور چوتھی کے بعد سلام جیسا کہ تفصیل حدیث: ۱۹۸۵ فائدہ: ۴ میں گزر چکی ہے۔

۱۹۹۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ الدَّمَشَقِيِّ الْفُهْرِيِّ، عَنْ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ الدَّمَشَقِيِّ بِتَحْوِ ذَٰلِكَ.

۱۹۹۲- حضرت ضحاک بن قیس دمشقی سے بھی اسی قسم کی (اس کے ہم معنی) روایت آئی ہے۔

(المعجم ۷۸) - فَضْلٌ مِّنْ صَلَّى عَلَيْهِ

باب: ۷۸- جس شخص کے جنازے میں سو مسلمان ہوں اس کی فضیلت؟

مِائَةً (التحفة ۷۸)

۱۹۹۳- أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ سَلَامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ الدَّمَشَقِيِّ،

۱۹۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت

۲۱۔ کتاب الجنائز جنازے میں شریک ہونے والوں کی تعداد کا بیان

عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيعِ عَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ أَنْ يَكُونُوا مِائَةً يَشْفَعُونَ إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ».

جنازہ پڑھے جو سو تک پہنچتے ہوں اور وہ اس کی (بخشش) کی سفارش کریں تو لازماً اس میت کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔“

قَالَ سَلَامٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ شُعَيْبَ بْنِ الْحَبَابِ فَقَالَ: حَدَّثَنِي بِهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

راوی حدیث سلام بن ابومطیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ روایت حضرت شعیب بن حباب کو بیان کی تو وہ کہنے لگے: مجھے یہی روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیان کی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① گویا یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی۔
② ”سفارش قبول کی جاتی ہے“ بشرطیکہ وہ انسان قابل مغفرت ہو۔ یہ قید ہر ایسی روایت میں ملحوظ رہنی چاہیے۔

۱۹۹۴۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّادَةَ قَالَ: أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيعِ عَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَمُوتُ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيُصَلِّيَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ فَيَبْلُغُوا أَنْ يَكُونُوا مِائَةً، فَيَشْفَعُوا إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ».

۱۹۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان فوت ہو جائے پھر اس پر مسلمانوں کی ایک جماعت جنازہ پڑھے جو ایک سو تک پہنچتے ہوں اور وہ اس کے لیے سفارش کریں تو لازماً ان کی سفارش اس کے حق میں قبول کی جاتی ہے۔“

۱۹۹۵۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَّاءٍ أَبُو الْخَطَّابِ

۱۹۹۵۔ ابو بکار رحم بن فروخ سے روایت ہے کہ حضرت ابویصح نے ہمیں ایک میت کا جنازہ پڑھایا۔ ہم

۲۱- کتاب الجنائز

جنازہ پڑھنے والوں کے ثواب کا بیان

نے سمجھا کہ انھوں نے اللہ اکبر کہہ دیا ہے لیکن (اچانک) انھوں نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اپنی صفیں درست اور سیدھی کرو۔ اور تمھاری سفارش بہترین ہونی چاہیے (کیونکہ) مجھے حضرت عبداللہ بن سلیط نے امہات المؤمنین میں سے نبی ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”جس میت پر مسلمانوں کی ایک جماعت جنازہ پڑھ دے اس کے حق میں ان کی سفارش ضرور قبول ہوگی۔“ میں نے حضرت ابولیح سے پوچھا کہ وہ جماعت کتنی ہو؟ انھوں نے کہا: چالیس افراد۔

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكَّارٍ الْحَكَمُ بْنُ فَرُوحٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا أَبُو الْمَلِيحِ عَلَى جَنَازَةٍ فَظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ كَبَّرَ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَلْتَحْسُنْ شَفَاعَتَكُمْ.

قَالَ أَبُو الْمَلِيحِ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ - وَهُوَ ابْنُ سَلِيطٍ - عَنْ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَهِيَ مَيْمُونَةُ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: أَخْبَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ». فَسَأَلْتُ أَبَا الْمَلِيحِ عَنِ الْأُمَّةِ فَقَالَ: أَرْبَعُونَ.

☀ فائدہ: بعض روایات میں رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً چالیس افراد کا ذکر آتا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم) الجنائز، حدیث: ۹۸۸ اس لیے حضرت ابولیح نے اس روایت میں بھی ”امت یعنی جماعت“ کی تفسیر چالیس افراد سے فرمادی۔ رحمہ اللہ۔

(المعجم ۷۹) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ (التنفة ۷۹)

۱۹۹۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی میت کا جنازہ پڑھے اس کے لیے ایک قیراط ثواب ہے اور جو شخص (جنازے کے بعد) انتظار کرتا رہے حتیٰ کہ اسے لحد میں رکھ دیا جائے تو اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے۔ اور

۱۹۹۶- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ انْتَظَرَهَا

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ جنازہ پڑھنے والوں کے ثواب کا بیان

حَتَّى تَوْصَعَ فِي اللَّحْدِ فَلَهُ قِيرَاطَانِ، وَوَقِيرَاطٌ عَظِيمٌ پھاڑوں کی طرح ہیں۔“
وَالْقِيرَاطَانِ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ“.

🌞 فائدہ: دیکھیے حدیث: ۱۹۴۳.

۱۹۹۷۔ أَخْبَرَنَا سُؤَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ شَهِدَ جَنَازَةً حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ، قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ“.

۱۹۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جنازے میں حاضر ہو اور جنازہ پڑھے جائے تک رہے تو اس کے لیے ایک قیراط (ثواب) ہے اور جو دفن کیے جانے تک رہے تو اس کے لیے دو قیراط (ثواب) ہے۔“ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ قیراط کیسے ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”دو عظیم پھاڑوں جیسے۔“

۱۹۹۸۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَوْفٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَبَعَ جَنَازَةَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ احْتِسَابًا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَدَفَنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ مِنَ الْأَجْرِ“.

۱۹۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اس کا جنازہ پڑھے اور اسے دفن کرے تو اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ اور جو شخص جنازہ پڑھ کر دفن سے پہلے واپس آ جائے تو وہ ایک قیراط (ثواب) کے ساتھ پلتا ہے۔“

۱۹۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

۱۹۹۷۔ أخرجه البخاري، الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن، ح: ۱۳۲۵، ومسلم، الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها، ح: ۹۴۵ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲۲.

۱۹۹۸۔ أخرجه البخاري، الإيمان، باب اتباع الجنائز من الإيمان، ح: ۴۷ من حديث عوف الأعرابي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲۳.

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَبِعَ جَنَازَةَ فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَهُ قِيرَاطٌ مِنَ الْآخِرِ، وَمَنْ تَبِعَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ قَعَدَ حَتَّى يُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ مِنَ الْآخِرِ، كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَكْثَرُ مِنْ أُحَدٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اس کا جنازہ پڑھے پھر واپس آ جائے تو اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے۔ اور جو ساتھ جائے جنازہ پڑھے پھر بیٹھا رہے حتیٰ کہ تدفین سے فراغت ہو تو اس کے لیے دو قیراط اجر ہے۔ ہر قیراط احد (پہاڑ) سے بڑا ہوگا۔“

🌞 فائدہ: ”بیٹھا رہے“ مراد بیٹھا رہے خواہ بیٹھے یا کھڑا رہے۔

(المعجم ۸۰) - الْجُلُوسُ قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ الْجَنَازَةُ (التحفة ۸۰)

باب: ۸۰۔ جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا

۲۰۰۰۔ أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ هِشَامٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا وَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدَنَّ حَتَّى تُوضَعَ».

۲۰۰۰۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے حتیٰ کہ جنازہ (زمین پر) رکھ دیا جائے۔“

🌞 فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۱۹۱۵ تا ۱۹۳۱.

(المعجم ۸۱) - الْوُقُوفُ لِلْجَنَائِزِ (التحفة ۸۱)

باب: ۸۱۔ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا

۲۰۰۱۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ وَاقِدٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ

۲۰۰۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے جنازہ (زمین پر) رکھے جانے تک کھڑے رہنے کا ذکر کیا گیا تو حضرت

۲۱- کتاب الجنائز جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے سے متعلق احکام و مسائل

جُبَيْرٌ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّهُ ذُكِرَ الْقِيَامُ عَلَى الْجَنَازَةِ حَتَّى تُوَضَعَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَعَدَ.

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (پہلے) کھڑے رہتے تھے، مگر بعد میں بیٹھے رہتے تھے۔

🌞 فائدہ: یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث نمبر: ۱۹۲۳ وابعاد۔

۲۰۰۲- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فَقُمْنَا وَرَأَيْنَاهُ قَعَدَ فَقَعَدْنَا.

۲۰۰۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوتے دیکھا تو ہم بھی کھڑے رہے، پھر ہم نے آپ کو بیٹھے دیکھا تو ہم بھی بیٹھے رہے۔

۲۰۰۳- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَادَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ، فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّا عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرَ.

۲۰۰۳- حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے۔ جب ہم قبر کے پاس پہنچے تو (دیکھا کہ) قبر تیار نہیں ہوئی تھی۔ آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے (بغیر کسی حرکت و آواز کے) گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”بیٹھ گئے“ گویا دفن کرنے سے پہلے بیٹھا جا سکتا ہے بشرطیکہ میت کو زمین پر رکھ دیا گیا ہو۔ ② ”پرندے بیٹھے ہیں۔“ یہ سکون اور خاموشی رسول اللہ ﷺ کے احترام کے ساتھ ساتھ موقع و محل کی مناسبت سے تھی کہ قبر بنائی جا رہی ہے میت پاس رکھی ہے اور قبر کے کنارے بیٹھے ہیں۔



۲۱- کتاب الجنائز شہید کو دفن کرنے سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ۸۲) - مُوَارَاةُ الشَّهِيدِ فِي دَمِهِ
(التحفة ۸۲)
باب: ۸۲- شہید کو خون سمیت (بغیر غسل دیے اور کپڑے اتارے) دفن کیا جائے

۲۰۰۴- أَخْبَرَنَا هَذَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقَسْتُ أُلْحِدَ: «رَمَلُوهُمْ بِدِمَائِهِمْ فَإِنَّهُ لَيَسَّ كَلِمٌ يَكْلُمُ فِي اللَّهِ إِلَّا يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدْمَى، لَوْثُهُ لَوْنُ الدَّمِ وَرِيحُهُ رِيحُ الْمُسْكِ».

۲۰۰۳- حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد کے شہداء کے بارے میں فرمایا تھا: ”انھیں ان کے خون آلود جسموں اور کپڑوں سمیت کفن دو کیونکہ جو رخم بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگا ہو قیامت کے دن اس کی یہ حالت ہوگی کہ رنگ تو خون جیسا ہی ہو گا مگر خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① یہ بات متفق علیہ ہے کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ اسی خون آلود حالت میں مناسبات کپڑے میں کفن دے کر دفن کر دیا جائے گا تاکہ اس پر مظلومیت کے نشان باقی رہیں نیز قیامت کے دن اس کا امتیاز قائم رہے اور سب حاضرین کے سامنے اس کی فضیلت ظاہر ہو کیونکہ قیامت کے دن ہر میت کو اس حال میں اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت اور دفن ہوا البتہ احناف نے اس کے لیے چند شرطیں لگائی ہیں مثلاً: اس نے رخی ہونے کے بعد نہ کچھ کھایا یا پیو نہ سایہ حاصل کیا ہو نہ اس کا علاج کیا گیا ہو حتیٰ کہ نہ اس نے وصیت کی ہو مگر یہ تمام شرطیں بلا دلیل بلکہ باطل ہیں بلکہ شہادت کے ساتھ مذاق اور شہید پر ظلم ہے۔ گویا اسے دھوپ میں پیسا رکھ کر تو پاؤں پر مارا جائے یا مرنے دیا جائے۔ لطف تو یہ ہے کہ اسے بات کرنے کی بھی اجازت نہ دی جائے۔ اَسْتَغْفِرُ اللہ ② شہید کے جنازے کے بارے میں اختلاف ہے اور یہ بحث تفصیل کے ساتھ احادیث: ۱۹۵۵ تا ۱۹۵۷ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ۸۳) - أَيْنَ يُدْفَنُ الشَّهِيدُ
(التحفة ۸۳)
باب: ۸۳- شہید کو کہاں دفن کیا جائے؟

۲۰۰۵- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَدَّادٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُثَنَّى عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

۲۰۰۵- حضرت عبید اللہ بن مثنیٰ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: طائف کے دوران میں دو مسلمان شہید

۲۰۰۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۳۱/۵ من حديث الزهري به، وصرح بالسمع عنده، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۲۹. * عبد الله بن ثعلبة صحابي، له رؤية، ولم يثبت له سماع، ولحديثه شواهد، انظر الحديثين الآتين، ورواه عبد الله بن ثعلبة بن أبي صغير عن جابر بن عبد الله، انظر مسند الامام أحمد: ۴۳۱/۵.

۲۱- کتاب الجنائز شہید کو دفن کرنے سے متعلق احکام و مسائل

السَّائِبُ عَنْ رَجُلٍ يَقَالُ لَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعِيَّةَ قَالَ: أَصِيبَ رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الطَّائِفِ، فَحُمِلَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ أَنْ يُدْفَنَا حَيْثُ أَصِيبَا، وَكَانَ ابْنُ مُعِيَّةَ وَلِدَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ہوئے تو ان کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ انھیں وہیں دفن کیا جائے جہاں یہ شہید ہوئے۔ (راوی حدیث) حضرت ابن معیہؓ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① راوی حدیث عبید اللہ بن معیہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا دیدار ثابت نہیں لہذا انھیں صحابی نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ وہ جلیل القدر تابعی تھے۔ جب تابعی براہ راست رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے تو اس روایت کو مرسل کہتے ہیں اور مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے، لیکن چونکہ مابعد کی حدیث جابر اس کی تائید کرتی ہے، یعنی اس کا شاہد ہے اس لیے صحیح ہے۔ ② یہ ضروری نہیں کہ میت کو عین اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں وہ شہید ہو بلکہ بسا اوقات یہ ممکن بھی نہیں ہوتا مثلاً: جب اس جگہ دشمن کا قبضہ ہو لہذا شہید کو کسی قریبی جگہ بھی دفن کیا جاسکتا ہے جیسا کہ شہدائے احد اٹھنے ایک جگہ دفن ہیں مگر ضروری نہیں کہ وہ سب کے سب اسی جگہ بلکہ اپنے اپنے مدفن میں ہی شہید ہوئے ہوں البتہ یہ مناسب ہے کہ انھیں میدان شہادت یا اس سے قریب دفن کر دیا جائے۔ عام آبادی میں نہ لے جایا جائے۔ ③ عمومی طور پر بھی اسلام میت کی متقی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا ہاں اشد ضرورت اور مجبوری ہو تو وفات کی جگہ سے منتقل ہو بھی سکتی ہے۔

۲۰۰۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ ابْنُ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحِ الْعَنْزِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِي أُحُدٍ أَنْ يُرَدَّوْا إِلَى مَصَارِعِهِمْ، وَكَانُوا قَدْ نَقَلُوا إِلَيَّ الْمَدِينَةَ.

۲۰۰۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ شہدائے احد کو ان کی شہادت کے میدان میں واپس لایا جائے کیونکہ ان (میں سے بعض) کو مدینہ منورہ لے جایا گیا تھا۔

۲۰۰۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ۲۰۰۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ

۲۱- کتاب الجنائز مشرک کو دفن کرنے کا بیان

المُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ،
عَنِ الْأَشْوَذِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ بُنَيْحِ الْعَنْزِيِّ،
عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذْ فُتِنُوا
الْقَتْلَى فِي مَصَارِعِهِمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حکم کی توجیہ حدیث نمبر ۲۰۰۵ کے تحت بیان ہو چکی ہے۔ ② جنگ احد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے تھے اس لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اس فرمان سے خصوصی تعلق تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ کچھ لوگ اپنے قریبی شہداء کی لاشیں مدینہ لے گئے ہیں جیسا کہ حدیث ۲۰۰۶ میں ہے مزید لاشیں لے جانے کا امکان بھی تھا اس لیے آپ نے یہ حکم جاری فرمایا۔

(المعجم ۸۴) - بَابُ مُوَارَاةِ الْمُشْرِكِ
(التحفة ۸۴)

۲۰۰۸- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ
قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ:
حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ،
عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ عَمَكَ
الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ فَمَنْ يُوَارِيهِ؟ قَالَ:
«إِذْ هَبَ فَوَارِ آبَاكَ، وَلَا تُحْدِثَنَّ حَدَّثًا حَتَّى
تَأْتِيَنِي». فَوَارَيْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ فَأَمَرَنِي
فَاغْتَسَلْتُ وَدَعَا لِي وَذَكَرَ دُعَاءَ لَمْ أَحْفَظْهُ.

۲۰۰۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ (جب میرے والد ابوطالب فوت ہوئے تو) میں نے نبی ﷺ سے گزارش کی کہ آپ کے گم کردہ راہ چچا فوت ہو گئے ہیں۔ اب انھیں کون (زمین میں) چھپائے (دفن کرے) گا؟ آپ نے فرمایا: ”جاؤ اپنے والد کو (زمین میں) چھپاؤ (دفن کرو)۔ اور میرے پاس واپس آنے سے پہلے کوئی اور کام نہ کرنا۔“ میں ان کو دفنانے کے بعد آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا۔ میں نے غسل کیا تو آپ نے میرے لیے (ممبر و خصل کی) دعا کی لیکن وہ دعا مجھے یاد نہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① آپ کے چچا ابوطالب باوجود آپ کی کوششوں کے اسلام قبول کیے بغیر ہی فوت ہو گئے۔ اس بات کا آپ کو اور حضرت علی کو بہت صدمہ تھا۔ جس کا اظہار مندرجہ بالا الفاظ سے ہو رہا ہے۔ ویسے وہ آپ کا بھرپور ساتھ دیتے رہے اور کفار کے سامنے ڈھال بنے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے

۲۱- کتاب الجنائز۔ قبر کی بناؤں سے متعلق احکام و مسائل

عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔ ① ”وَمَنْ كَرِهَ“ کا فرشتہ دار کو بھی دفن کیا جائے گا“ خصوصاً جبکہ وہ والد ہو تو پھر احترام کے ساتھ دفن کرنا ہوگا۔ ﴿وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان ۳۱: ۱۵) البتہ مسنون تکلیفیں و تدفین صرف مسلمان کے لیے ہوگی نیز کافر کی قبر مسلمانوں کی قبروں سے الگ جگہ ہونی چاہیے۔

(المعجم ۸۵) - أَلْحَدُ وَالشَّقُّ (التحفة ۸۵) باب: ۸۵- لحد اور شق

۲۰۰۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: أَلْحَدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ نَضْبًا كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۰۰۹- حضرت سعد بن عبد اللہ نے (وصیت کے طور پر) فرمایا: میرے لیے لحد بنانا اور پھر اینٹیں لگا دینا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے لیے کیا گیا تھا۔

فائدہ: ”لحد“ بظنی قبر جس میں میت کو رکھنے کی جگہ قبیلہ کی دیوار میں بنائی جاتی ہے۔ اور ”شق“ سیدی قبر جس میں میت کو رکھنے کی جگہ قبر کے درمیان میں کھودی جاتی ہے۔ دونوں طریقے جائز ہیں مگر لحد بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے۔“ (سنن أبي داود الجنائز، حدیث: ۳۲۰۸) تفصیل متعلقہ حدیث میں آئے گی۔ إن شاء الله.

۲۰۱۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ سَعْدًا لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: أَلْحَدُوا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوا عَلَيَّ نَضْبًا كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

۲۰۱۰- حضرت عامر بن سعد سے روایت ہے کہ جب (والد محترم) حضرت سعد بن عبد اللہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے فرمایا: میرے لیے لحد بنانا اور پھر اینٹیں لگا دینا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا گیا۔

۲۰۰۹- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/۱۶۹، ۱۷۳ عن عبد الرحمن بن مهدي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۳۴. * عبد الله بن جعفر هو الزهري، وله طريق آخر، انظر الحديث الآتي.

۲۰۱۰- أخرجه مسلم، الجنائز، باب في اللحد، ونصب اللين على الميت، ح: ۹۶۶ من حديث عبد الله بن جعفر

۲۱- کتاب الجنائز قبر کی بناوٹ سے متعلق احکام و مسائل

فائدہ: ”ایشیں لگا دینا“ یعنی لحد کا منہ بند کرنے کے لیے۔ اور یہ سنا طریقہ ہے جبکہ شوق کو ڈھانپنا مہنگا ہے۔

۲۰۱۱- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے
أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَذْرَمِيُّ عَنْ حَكَّامِ بْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”لحد ہمارے لیے ہے اور شوق
سَلَمِ الرَّازِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، دوسروں کے لیے۔“
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْأَلْحَدُ
لَنَا وَالشُّقُّ لِعَیْرِنَا».

فوائد و مسائل: ① یہ روایت اگرچہ اس سند سے ضعیف ہے لیکن دیگر شواہد کی وجہ سے بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے اور یہی بات درست ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے جامع ترمذی میں ان شواہد کی تصریح فرمائی ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، حدیث: ۱۰۳۵) ② ”دوسروں کے لیے“ مسند احمد میں جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور ”شق اہل کتاب کے لیے ہے۔“ (مسند احمد: ۳/۳۱۳) لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں کے لیے شق جائز نہیں کیونکہ بعض علاقوں میں لحد ممکن ہی نہیں شق ہی بنائی پڑتی ہے۔ ممکن ہے نبی ﷺ کا مطلب بھی یہ ہو کہ بیچ الغرقہ (جنت البقیع) کی زمین سخت ہے لحد بن سکتی ہے لہذا ہمارے لیے لحد بہتر ہے، ورنہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے لیے بھی دونوں آدمیوں (لحد اور شق والے) کو پیغام بھیجا گیا تھا۔ اتفاقاً لحد بنانے والے صحابی پہلے آ گئے اس لیے باقیاق صحابہ لحد بنائی گئی۔ (سنن ابن ماجہ، الجنائز، حدیث: ۱۵۵۷) ممکن ہے اہل کتاب کے ہاں شق کا رواج ہو۔ آپ نے امتیاز کے لیے مسلمانوں کو لحد بنانے کا مشورہ دیا ہو۔ (تیز دیکھیے فوائد حدیث: ۲۰۰۹، ۲۰۱۰)

(المعجم ۸۶) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ
إِعْمَاقِ الْقَبْرِ (التحفة ۸۶)

۲۰۱۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۰۱۱- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في اللحد، ح: ۳۲۰۸، والترمذی، ح: ۱۰۴۵، وابن ماجه، ح: ۱۵۵۴ من حدیث حکام بہ، وقال الترمذی: "حسن غریب"، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۳۶.
۲۰۱۲- [صحیح] أخرجه أبو داود، الجنائز، باب في تعميق القبر، ح: ۳۲۱۶ من حدیث سفیان الثوری، والترمذی، ح: ۱۷۱۳، وابن ماجه، ح: ۱۵۶۰ من حدیث یؤوب بہ، وقال: "حسن صحیح"، وهو في الكبرى،

۲۱- کتاب الجنائز

قبر کی بناوٹ سے متعلق احکام و مسائل

کہ ہم نے جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی اور کہا کہ ہر میت کے لیے الگ الگ قبر کھودنا ہمارے لیے بہت مشکل ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبریں کھودو گہری کھودو اور اچھی طرح کھودو۔ اور دو دو تین تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کر دو۔“ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم آگے کس میت کو رکھیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو۔“ راوی حدیث حضرت ہشام نے کہا کہ میرے والد سمیت تین آدمی ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ (بخاری)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلْهَفَرُ عَلَيْنَا لِكُلِّ إِنْسَانٍ شَدِيدٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِخْفِرُوا وَأَعْمِقُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا الْإِنْتِنِينَ وَالثَّلَاثَةَ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ»، قَالُوا: فَمَنْ نَقْدُمُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «قَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا». قَالَ: فَكَانَ أَبِي ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ فِي قَبْرِ وَاحِدٍ.

☀️ فوائد و مسائل: ① ”بہت مشکل ہے“ کیونکہ شہداء زیادہ تھے باقی ماندہ لوگ رخصوں سے چور اور اس عظیم نقصان سے دل برداشتہ تھے۔ ایسی حالت میں ایک دن میں ستر قبریں کھودنا نہایت مشکل تھا۔ امن کی حالت میں بھی اتنی قبریں بنانا بہت مشکل کام ہے۔ ② ”گہری کھودو“ کیونکہ اس طرح میت جانوروں اور بارش وغیرہ سے بہت محفوظ رہے گی نیز لہر گرنے کا خطرہ نہیں رہے گا۔ ③ ضرورت پڑنے پر ایک سے زائد آدمی بھی ایک قبر میں دفن کیے جاسکتے ہیں مگر کفن الگ الگ ہونا ضروری ہے البتہ عورت کو غیر محرم کے ساتھ دفن نہ کیا جائے ہاں ماں بچے کو اکٹھا دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

باب: ۸۷- قبر کو وسیع بنانا مستحب ہے

(المعجم ۸۷) - بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ

تَوْسِيعِ الْقَبْرِ (التحفة ۸۷)

۲۰۱۳- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ جنگ احد کے دن بہت زیادہ مسلمان شہید ہو گئے۔ (باقی ماندہ) لوگوں کو بہت زخم لگے تو رسول اللہ ﷺ نے (ازراہ شفقت) فرمایا: ”کھودو اور کشادہ کھودو اور دو دو تین تین شہداء کو ایک ایک قبر میں دفن کر دو اور جس نے

۲۰۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ هِلَالٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أُصِيبَ مَنْ أُصِيبَ مِنْ

۲۱- کتاب الجنائز اوقات تدفین سے متعلق احکام و مسائل

المُسْلِمِينَ، وَأَصَابَ النَّاسَ جِرَاحَاتٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إخْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَادْفِنُوا الْأَثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

☀ فائدہ: وسیع قبر میں دفن کرنا آسان ہوگا اور قبر کرنے سے محفوظ رہے گی اس لیے یہ مستحب ہے۔

(المعجم ۸۸) - وَضَعَ النَّوْبُ فِي اللَّحْدِ (التحفة ۸۸)

۲۰۱۴- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جُعِلَ تَحْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ جِنٌّ ذُو فَنَاقِطَةٍ حَمْرَاءُ.

☀ فائدہ: مسنون کفن تین کپڑے ہی ہیں۔ آج کل عمل بھی اسی پر ہے البتہ اگر نیچے زائد چادر بچھالی جائے تو اس حدیث کی رو سے جائز ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائی:

(۳۶۹-۳۶۳/۱۹)

(المعجم ۸۹) - أَلْسَاعَاتُ النَّبِيِّ نَهْيٌ عَنْ إِقْبَارِ الْمُؤْمِنِيِّ فِيهِنَّ (التحفة ۸۹)

۲۰۱۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ غَامِرٍ الْجُهَنِيَّ قَالَ: ثَلَاثٌ

۲۰۱۵- حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین اوقات ایسے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان میں نماز پڑھنے اور میت کے دفن کرنے سے منع فرمایا: جب سورج طلوع ہو رہا ہو حتیٰ کہ کچھ اونچا ہو جائے۔ اور

۲۱- کتاب الجنائز..... اوقات تدفین سے متعلق احکام و مسائل

سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نَقْبِرَ فِيهِنَّ مَوَاتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَارِعَةً حَتَّى تَزُولَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظُّهَيْرَةِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَصِفُّ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ.

جب سورج نصف النہار پر ہوتی کہ ڈھل جائے۔ اور جب سورج غروب ہونے کے عین قریب ہو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث کے ظاہر الفاظ سے ان تین اوقات میں نماز پڑھنے اور میت کو دفن کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ بعض علماء نے اگرچہ اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ان اوقات میں نماز جنازہ پڑھنا منع ہے دفن کیا جاسکتا ہے لیکن یہ تاویل بعید ہے اس لیے بات وہی صحیح ہے جو حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتی ہے۔ اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر ان اوقات میں دفن کرنے کی گنجائش ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

② اس روایت سے متعلقہ دوسرے مباحث حدیث نمبر ۵۶۱ اور ۱۸۹۶ میں گزر چکے ہیں۔

۲۰۱۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ الْقَطَّانُ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ: ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ مَاتَ فَقَبِرَ لَيْلًا وَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ فَرَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ إِنْسَانٌ لَيْلًا إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى ذَلِكَ.

۲۰۱۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اپنے صحابہ میں سے ایک شخص کا ذکر کیا جو (رات کو) فوت ہو گیا تھا اور اسے رات ہی کو ناقص اور غیر مناسب کفن میں دفن کر دیا گیا تھا! لہذا رسول اللہ ﷺ نے کسی میت کو رات کے وقت دفن کرنے سے منع فرما دیا الا یہ کہ اشد مجبوری ہو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث صحیح مسلم (۹۴۳) میں بھی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت میت کو دفن کرنے پر ڈانٹا سوائے اس صورت کے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھ لی گئی ہو۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس صحابی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی لیکن ایسا ہونا بعید از قیاس ہے اس لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کے معنی یہ کیے ہیں: اگر نماز جنازہ دن کے وقت پڑھ لی گئی ہو تو پھر رات کے وقت دفن جائز ہے کیونکہ آپ کے فرمان ”سوائے مجبوری کے“ کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ مجبوری کے وقت نماز جنازہ ترک کر دی جائے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ مجبوری کے وقت رات کو دفن کرنا جائز ہے۔ ② رات کے وقت نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اس میں راجح بات یہ ہے کہ افضل تو یہی ہے کہ دن کے وقت نماز جنازہ ادا کی جائے

۲۱- کتاب الجنائز

ایک قبر میں ایک سے زائد افراد کی تدفین سے متعلق احکام و مسائل

تاکہ زیادہ لوگ شامل ہو سکیں کیونکہ یہ شرعاً مطلوب ہے البتہ بوقت ضرورت رات کے وقت بھی نماز جنازہ ادا کی جاسکتی ہے جیسا کہ صحیح روایات سے ثابت ہے۔

(المعجم ۹۰) - دَفِنُ الْجَمَاعَةِ فِي الْقَبْرِ
الْوَاحِدِ (التحفة ۹۰)

باب: ۹۰- ایک سے زیادہ افراد کو
ایک قبر میں دفن کرنا

۲۰۱۷- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن لوگوں کو سخت تکلیف پہنچی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”قبریں کھودو کشادہ کھودو اور دودو تین تین شہداء کو ایک ایک قبر میں دفن کرو۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس کو آگے (قبیلہ کی طرف) رکھیں؟ آپ نے فرمایا: ”جو ان میں سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو۔“

۲۰۱۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمٌ أُخِذَ أَصَابَ النَّاسَ جَهْدٌ شَدِيدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِخْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَادْفِنُوا الْأَنْثَيْنِ وَالثَلَاثَةَ فِي قَبْرِ» فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَمَنْ نَقْدُمُ؟ قَالَ: «قَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

🌞 فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۰۱۲.

۲۰۱۸- حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد میں لوگوں کو زخموں کی سخت تکلیف تھی۔ اس بات کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”قبریں کھودو کشادہ کھودو اور اچھی طرح کھودو اور دودو تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کرو۔ اور جو شخص زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو اسے آگے رکھو۔“

۲۰۱۸- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: إِشْتَدَّ الْجِرَاحُ يَوْمَ أُخِذَ فَشَكِي ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِخْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا فِي الْقَبْرِ الْأَثْنَيْنِ وَالثَلَاثَةَ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

۲۱۔ کتاب الجنائز

میت کو دفن کرنے کے بعد نکالنے کا بیان

۲۰۱۹۔ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبریں کھودو اور اچھی طرح کھودو اور دو دو تین تین کو (اکٹھا) دفن کرو۔ اور جو شخص قرآن مجید زیادہ پڑھا ہو اسے آگے رکھو۔“

۲۰۱۹۔ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِخْفِرُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا الْأَتْنَيْنِ وَالثَلَاثَةَ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا».

باب: ۹۱۔ (ایک سے زیادہ ہونے کی صورت

(المعجم ۹۱) - مَنْ يَقْدِّمُ (التحفة ۹۱)

میں) کس میت کو آگے رکھا جائے؟

۲۰۲۰۔ حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے دن میرے والد شہید ہو گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”قبریں کھودو کثادہ کھودو اور اچھی طرح کھودو۔ اور دو دو تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کرو اور جس نے قرآن مجید زیادہ پڑھا ہو اسے آگے رکھو۔“ میرے والد تین میں سے ایک تھے (جو ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے) یعنی ان کے ساتھ دو اور آدمی دفن کیے گئے۔ چونکہ وہ (میرے والد) قرآن مجید زیادہ پڑھے ہوئے تھے لہذا انھیں (قبیل کی طرف) آگے رکھا گیا۔

۲۰۲۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قُتِلَ أَبِي يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِخْفِرُوا وَأَوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا وَادْفِنُوا الْأَتْنَيْنِ وَالثَلَاثَةَ فِي الْقَبْرِ وَقَدِّمُوا أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا»، فَكَانَ أَبِي ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا فَقَدِّمَ.

فائدہ: علم انسان کا خاصہ ہے لہذا انسانوں میں فضیلت کی بنیاد علم ہے۔ اور قرآن مجید اصل علم ہے اس لیے

نبی ﷺ نے اسے معیار فضیلت بنایا۔

باب: ۹۲۔ میت کو لحد میں رکھنے

(المعجم ۹۲) - إِخْرَاجُ الْمَيِّتِ مِنَ اللَّحْدِ

کے بعد (کسی وجہ سے) نکالنا

بَعْدَ أَنْ يُوَضَّعَ فِيهِ (التحفة ۹۲)

۲۱- کتاب الجنائز

۲۰۲۱- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَوَ جَابِرًا يَقُولُ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ فِي قَبْرِهِ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

۲۰۲۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی کو قبر میں رکھے جانے کے بعد نبی ﷺ تشریف لائے اور اسے باہر نکالنے کا حکم دیا پھر آپ نے اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور کسی قدر اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا۔ اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔ اللہ تعالیٰ ہی (اس کی مصلحت) جانتا ہے۔

۲۰۲۲- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ: حَدَّثَنَا عُمَرَوُ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بَعْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُبَيٍّ فَأُخْرِجَهُ مِنْ قَبْرِهِ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَتَفَلَّ فِيهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ. قَالَ جَابِرٌ: وَصَلَّى عَلَيْهِ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

۲۰۲۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا تو عبد اللہ بن ابی کو اس کی قبر سے نکالا گیا پھر آپ نے اس کا سرا اپنے گھٹنوں پر رکھا۔ اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن تھوکا۔ اسے اپنی قمیص پہنائی اور اس کا جنازہ پڑھا۔ (ان کاموں کی مصلحت) اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

🌞 فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۶۸.

(المعجم ۹۳) - بَابُ إِخْرَاجِ الْمَيِّتِ مِنَ الْقَبْرِ بَعْدَ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ (التحفة ۹۳)

باب: ۹۳- میت کو دفن کرنے کے بعد قبر سے نکالنا؟

۲۰۲۳- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ ابْنِ

۲۰۲۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (شہید احد) کے ساتھ قبر میں ایک اور شہید بھی

۲۰۲۱- [صحیح] تقدم، ح: ۱۹۰۲، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۴۶. * سفیان ہوا بن عیینہ.

۲۰۲۲- أخرجه البخاري، ح: ۱۲۷۰، ۱۳۵۰، ومسلم، ح: ۲۷۷۳ من حديث عمرو بن دينار به انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۴۷.

۲۰۲۳- أخرجه البخاري، ح: ۱۲۷۰، ۱۳۵۰، ومسلم، ح: ۲۷۷۳ من حديث عمرو بن دينار به انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۴۷.

۲۱- کتاب الجنائز- قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

أَبِي نَجِيجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: دُفِنَ مَعِيَ أَبِي رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَلَمْ يَطْبُ قَلْبِي نَاحِيَةً حَتَّى أَخْرَجْتُهُ وَدَفَنْتُهُ عَلَى حِدَةٍ.

وفائے گئے تھے مگر میرے دل کو یہ اچھاندہ لگا حتیٰ کہ میں نے ان کو نکال کر علیحدہ دفن کیا۔

☀ فائدہ: یہ دفنانے سے چھ ماہ بعد کی بات ہے اور ان کی میت بالکل اسی طرح تھی جس طرح رکھی گئی تھی..... رضی اللہ عنہ وأرضاه..... ثابت ہوا کہ اشد ضرورت ہو تو قبر کشائی کی جاسکتی ہے ورنہ اس سے بچنا بہتر ہے۔

(المعجم ۹۴) - أَلصَّلَاةُ عَلَى الْقَبْرِ

باب: ۹۴- قبر پر نماز جنازہ پڑھنا

(التحفة ۹۴)

۲۰۲۴- حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (بیچ کی طرف) نکلے تو آپ نے ایک تازہ قبر دیکھی۔ آپ نے فرمایا: ”یہ قبر کیسی ہے؟“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ فلاں قبیلہ کی فلاں لونڈی کی قبر ہے آپ نے اسے پہچان لیا یہ ظہر کے وقت فوت ہوئی تھی۔ آپ اس وقت روزے کی حالت میں دوپہر کے وقت آرام فرما رہے تھے۔ ہم نے اس کی خاطر آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اللہ کے رسول ﷺ (قبر کے رخ) کھڑے ہوئے اور اپنے پیچھے لوگوں کی صف بنائی اور آپ نے چار تکبیریں کیں (یعنی مکمل جنازہ پڑھا)۔ پھر فرمایا: ”جب تک میں تم میں موجود ہوں کوئی شخص بھی فوت ہو مجھے ضرور اطلاع کیا کرو کیونکہ میرا جنازہ پڑھنا اس کے لیے رحمت کا سبب ہے۔“

۲۰۲۴- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ قَرَأَى قَبْرًا جَدِيدًا فَقَالَ: «مَا هَذَا؟» قَالُوا: هَذِهِ فَلَانَةُ مَوْلَاةٍ بَنِي فَلَانٍ - فَعَرَفَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - مَا تَتْ ظَهْرًا وَأَنْتَ صَائِمٌ قَائِلٌ فَلَمْ نُحِبَّ أَنْ نُوقِظَكَ بِهَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصَفَّ النَّاسَ خَلْفَهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ: «لَا يَمُوتُ فِيكُمْ مَيِّتٌ مَا دُمْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ إِلَّا - يَعْنِي - أَذْنُتُمُونِي بِهِ فَإِنْ صَلَاتِي لَهُ رَحْمَةً».

۲۱- کتاب الجنائز : قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

☀ فائدہ: کوئی میت بغیر جنازے کے دفن کر دی جائے تو اس صورت میں قبر پر جنازہ پڑھنا مستحب مسئلہ ہے البتہ نماز جنازہ کے ساتھ دفن کی جانے والی میت کا قبر پر جنازہ پڑھنا اختلافی مسئلہ ہے۔ یہ حدیث جواز کی دلیل ہے۔ عدم جواز کے قائلین اسے نبی ﷺ کا خاصہ بناتے ہیں مگر آپ کا ہر عمل اس کے مشروع عام ہونے کی دلیل ہوتا ہے جب تک کہ تخصیص کی دلیل نہ ہو اور یہاں تخصیص کی دلیل نہیں۔ علاوہ ازیں صحابہ کا ساتھ کھڑا ہونا تخصیص کے خلاف جاتا ہے اگرچہ کہا جاسکتا ہے کہ صحابہ بالفتح کھڑے ہوئے تھے بہر صورت جواز تو ثابت ہوتا ہے۔ مزید دیکھیے حدیث: ۱۹۷۱۔

۲۰۲۵- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ : حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ : أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى قَبْرِ مُتَبِّدٍ، فَأَمَّهُمْ وَصَفَّ خَلْفَهُ قُلْتُ : مَنْ هُوَ يَا أَبَا عَمْرٍو؟ قَالَ : ابْنُ عَبَّاسٍ .

۲۰۲۵- حضرت شعیبیؒ سے روایت ہے کہ مجھے اس صحابی نے بتایا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک علیحدہ بنی ہوئی قبر کے پاس سے گزرے تھے آپ نے امامت فرمائی اور انھوں (ابن عباس اور دوسرے لوگوں) نے آپ کے پیچھے صف بندی کی۔ شعیبی سے پوچھا گیا: وہ کون سے صحابی ہیں؟ انھوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ۔

۲۰۲۶- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ : الشَّيْبَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَبْرِ مُتَبِّدٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَصَفَّ أَصْحَابَهُ خَلْفَهُ، قِيلَ : مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ : ابْنُ عَبَّاسٍ .

۲۰۲۶- حضرت شعیبیؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس صحابی نے خبر دی جنھوں نے خود دیکھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ایک علیحدہ بنی ہوئی قبر کے قریب سے گزرے تو آپ نے اپنے صحابہ کی اپنے پیچھے صف بنائی اور جنازہ پڑھایا۔ (شعیبی سے) پوچھا گیا: آپ کو کس صحابی نے بیان فرمایا؟ انھوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ۔

۲۰۲۷- أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ : حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ - وَهُوَ

۲۰۲۷- حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک عورت کی قبر پر اس کے دفن کیے جانے

۲۰۲۵- أخرجه البخاري، الأذان، باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل والطهور... الخ، ح: ۸۵۷، ومسلم، الجنائز، باب الصلاة على القبر، ح: ۹۵۴ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۵۰. * خالد هو ابن الحارث.

۲۰۲۶- [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۵۱.

۲۱- کتاب الجنائز

جنازے سے فراغت کے بعد سوار ہونے کا بیان

أَبُو أُسَامَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى قَبْرِ امْرَأَةٍ بَعْدَمَا دُفِنَتْ.

کے بعد جنازہ پڑھا۔

باب: ۹۵- جنازے سے فراغت کے

(المعجم ۹۵) - أَلْرُكُوبُ بَعْدَ الْفَرَاعِ مِنَ

بعد (والجسی پر) سوار ہونا

الْجَنَازَةِ (التحفة ۹۵)

۲۰۲۸- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

۲۰۲۸- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ:

رسول اللہ ﷺ حضرت ابن دحاح رضی اللہ عنہ کے جنازے کے لیے نکلے (پیدل تشریف لے گئے)۔ جب واپس ہوئے تو آپ کے پاس بغیر کافھی کے گھوڑا لایا گیا۔ آپ سوار ہو گئے۔ ہم آپ کے ساتھ ساتھ پیدل چلتے رہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَا: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ سِمَاكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ فَلَمَّا رَجَعَ أَتَى بِفَرَسٍ مُعْرُورِيٍّ، فَرَكِبَ وَمَشَيْنَا مَعَهُ.

فائدہ: جنازہ پڑھنے کے بعد واپسی پر سوار ہو کر آنا جائز ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ جاتے وقت بھی سوار ہو کر جایا جاسکتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۱۹۳۳ کے فوائد و مسائل۔

باب: ۹۶- قبر پر اضافہ کرنا

(المعجم ۹۶) - الزِّيَادَةُ عَلَى الْقَبْرِ

(التحفة ۹۶)

۲۰۲۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

۲۰۲۹- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ:

اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر پر کوئی عمارت بنائی جائے یا قبر پر اضافہ کیا جائے یا قبر کو پختہ بنایا جائے۔ راوی سلیمان بن موسیٰ نے یہ الفاظ زیادہ بیان کیے ہیں: یا اس پر کچھ لکھا جائے۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى وَأَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُبْنَى عَلَى الْقَبْرِ أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ أَوْ يُجَصَّصَ، زَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ

۲۱- کتاب الجنائز
موسیٰ: أَوْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ.

🌞 نوائد و مسائل: ① "عمارت" یعنی قبر کو عمارت کی طرح اونچا بنانا یا قبر کے ارد گرد عمارت بنانا، خواہ قبر کی حفاظت کے لیے ہو یا ازین کی سہولت کے لیے، بہر صورت منع ہے کیونکہ اس طرح قبر دیر تک باقی رہے گی۔ بعد میں آنے والوں کو تنگی ہوگی، نیز یہ قبر کی پوجا پاٹ کا سبب ہے۔ آج کل ایسی قبریں بجر مومن اور نشتی لوگوں کا اڈہ بنی ہوئی ہیں۔ ② "اضافہ" قبر سے نکلنے والی مٹی کے علاوہ اور مٹی ڈالنا منع ہے کیونکہ اس طرح قبر شرعی حد سے بلند ہو جائے گی اور اسے ختم ہونے میں دیر لگے گی۔ یا اس سے مراد ضرورت سے زیادہ لمبی چوڑی قبر بنانا ہے، یہ بھی منع ہے کیونکہ اس سے جگہ تنگ ہوگی اور دوسرے لوگوں کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی، نیز بے مقصد جگہ ضائع ہوگی۔ ③ تحصیص، یعنی چرنے وغیرہ سے پختہ کرنا کیونکہ اس سے مضبوطی اور پائیداری ہوتی ہے جبکہ شریعت کا منشا یہ ہے کہ قبر کچھ دیر کے لیے رہے، پھر ختم ہو جائے تاکہ آنے والوں کے لیے جگہ خالی ہو۔ بعض علماء نے مٹی کے ساتھ قبر لینے کی اجازت دی ہے مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مٹی قبر کی مٹی کے علاوہ نہ ہو بلکہ قبر ہی کی مٹی پر پانی ڈال کر ہاتھ پھیر دیا جائے، البتہ اگر کوئی قبر پختہ کر گڑھا بن جائے تو اسے الگ مٹی سے پر کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ مجبوری ہے۔ ④ "لکھا جائے" مثلاً: نام و نسب اور پتہ وغیرہ یا تاریخ وفات یا قرآن مجید کی آیات یا احادیث وغیرہ گویا کچھ بھی لکھنا منع ہے کیونکہ یہ چیز قبر کو عرصہ دراز تک باقی رکھنے کا سبب بنے گی۔ قرآن مجید وغیرہ لکھنا اس لیے بھی منع ہے کہ قبر میں ٹوٹ پھوٹ ہوتی رہتی ہے اور یہ الفاظ مقدسہ کی بے حرمتی کا سبب بنے گی، نیز متعلقین کو تو قبر بغیر کتابت کے بھی معلوم ہوتی ہے اور عوام الناس کو اس اعلان کا کوئی فائدہ نہیں، لہذا لکھنا فضول ہے بلکہ ریاکاری ہے۔ ⑤ عوام الناس میں کسی چیز کا رائج ہو جانا اس کے جواز کی دلیل نہیں جبکہ وہ صریح فرمان رسول ﷺ کے خلاف ہو جیسے مندرجہ بالا چیزیں۔ شرک بھی تو ہر دور میں محبوب عوام رہا ہے۔

(المعجم ۹۷) - أَلْبَنَاءُ عَلَى الْقَبْرِ

(التحفة ۹۷)

۲۰۳۰- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ: ۲۰۳۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے یا ان پر عمارت بنانے یا ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔
حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ تَقْصِصِ الْقُبُورِ،

قبر کی بناوٹ سے متعلق احکام و مسائل

۲۱۔ کتاب الجنائز

أَوْ يُبْنَىٰ عَلَيْهَا، أَوْ يَجْلِسُ عَلَيْهَا أَحَدٌ.

☀ فائدہ: ”بیٹھے سے منع فرمایا“ کیونکہ اس میں صاحب قبر کی بے حرمتی ہے یا بطور سوگ بیٹھنے سے روکا ہے یا مجاور بن کر بیٹھنا مراد ہے۔ بعض نے اس سے قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا مراد لیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا تمام صورتیں منع ہیں۔ اسی طرح قبر پر ٹیک لگانا بھی منع ہے کیونکہ اس میں بھی صاحب قبر کی بے حرمتی ہے۔

باب: ۹۸۔ قبروں کو چونے سینٹ سے بنانا

(المعجم ۹۸) - تَجْصِصُ الْقُبُورِ
(التحفة ۹۸)

۲۰۳۱۔ أَخْبَرَنَا عُمَرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ تَجْصِصِ الْقُبُورِ.

۲۰۳۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو چونا سچ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

☀ فائدہ: اس زمانے میں جو کام چونے سے لیا جاتا تھا آج کل وہ کام سینٹ سے لیا جاتا ہے لہذا سینٹ کا استعمال بھی قبر پر منع ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۰۲۹)

باب: ۹۹۔ زیادہ بلند بنی ہوئی قبر کو ہموار کرنا

(المعجم ۹۹) - بَابُ تَسْوِيَةِ الْقُبُورِ إِذَا رُفِعَتْ
(التحفة ۹۹)

۲۰۳۲۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ ثُمَامَةَ بْنَ شَقْفٍ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِأَرْضِ الرُّومِ فَتَوَفَّيَ صَاحِبٌ لَنَا، فَأَمَرَ فَضَالَةُ بِقَبْرِهِ فَسَوَّيَ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۲۰۳۲۔ حضرت ثمامہ بن شقفی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رومیوں کے علاقے میں تھے کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا۔ تو حضرت فضالہ نے حکم دیا اور اس کی قبر ہموار کر دی گئی پھر فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ قبروں کو ہموار کرنے کا حکم دیتے تھے۔

۲۰۳۱۔ أخرجه مسلم، ح: ۹۵/۹۷۰ من حديث أيوب به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبير، ح: ۲۱۵۶.

• عبدالوارث هو ابن سعيد.

۲۰۳۲۔ أخرجه مسلم، الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، ح: ۹۶۸ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في

الكبرى، ح: ۲۱۵۷.

۲۱۔ کتاب الجنائز
يَا مُرُّ بِنَسْوَيْتِهَا .

☀ فائدہ: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ قبر کو زمین کے بالکل ہموار بنایا جائے کیونکہ اس طرح تو قبر اور غیر قبر کا پتا ہی نہیں چلے گا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قبر زیادہ اونچی نہ ہو بلکہ قبر کی اپنی مٹی کو ہموار کر دیا جائے مزید مٹی نہ ڈالی جائے۔ یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قبر کو زمین کی طرح ہموار یعنی چپٹی (مسطح) بنایا جائے، ٹیلے کی طرح نہ بنائی جائے تاکہ قبر اور ٹیلے میں امتیاز ہو سکے اور اس کے آداب ملحوظ رکھے جاسکیں۔ اور اگر ظاہر معنی مراد ہو (یعنی قبر کو زمین کے بالکل ہموار کر دیا جائے) تو یہ اس قبر کی اصلاح ہوگی جسے بہت اونچی بنا دیا گیا ہو یا جہاں شرک کا اندیشہ ہو تاکہ اس پر غیر شرعی کام نہ ہو سکیں اس کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ کفار و مشرکین کی قبروں کا نام و نشان مٹایا جاسکتا ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی کے احاطے کی قبروں کو اکھاڑ دیا تھا۔

۲۰۳۳۔ أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا بَحْثِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ قَالَ : قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : أَلَا أُبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، لَا تَدْعَنَّ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ ، وَلَا صُورَةً فِي بَيْتٍ إِلَّا طَمَسْتَهَا .

۲۰۳۳۔ حضرت ابو ہیان سے منقول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ تو کوئی بلند قبر نہ چھوڑ مگر اسے ہموار کر دے اور نہ کسی گھر میں کوئی بت یا تصویر چھوڑ مگر اسے توڑ پھوڑ دے۔

☀ فوائد و مسائل: ① ”بلند قبر“ جو خود عمارت کی طرح اونچی ہو یا جس پر عمارت ہو، ورنہ جائز حد تک یعنی ایک باشت زمین سے اونچی قبر کو قائم رکھا جائے گا تاکہ اس پر قبر کے احکام و آداب لاگو ہوں کیونکہ قبر اور عام زمین میں امتیاز تو ضرور ہے۔ اس سلسلے میں حدیث: ۲۰۳۲ کا فائدہ ملحوظ خاطر رہے۔ ② ”تصویر“ یعنی کسی بھی جان دار کی تصویر یا مجسمہ جو پتھر وغیرہ سے بنایا گیا ہو (تجلی اس کے معنی بت کیے گئے ہیں) خواہ اس کی پوجا ہوتی ہو یا نہ۔ اسے بھی اس حد تک توڑ پھوڑ دیا جائے کہ اس کا سرچہرہ وغیرہ قائم نہ رہے بلکہ ایک عام پتھر کی طرح رہ جائے۔ یاد رہے یہاں ذی روح کا مجسمہ مراد ہے انسان ہو یا حیوان کیونکہ حیوانات کی بھی تو پوجا کی جاتی رہی ہے۔

(المعجم ۱۰۰)۔ زِيَارَةُ الْقُبُورِ باب: ۱۰۰۔ قبروں کی زیارت

(التحفة ۱۰۰)

۲۰۳۴۔ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ عَنْ أَبِيهِ : ۲۰۳۴۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۱- کتاب الجنائز

زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

فَضِيلٌ عَنْ أَبِي سَيَّانٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَصْحَابِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَأَ لَكُمْ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيدِ إِلَّا فِي سِقَاءٍ فَأَشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَسْرَبُوا مُشْكِرًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، اب تمہیں قبروں کی زیارت کرنے (قبرستان میں جانے) کی اجازت ہے۔ (اسی طرح) میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، اب تم رکھ سکتے ہو جب تک تمہارا دل چاہے۔ (اسی طرح) میں نے تمہیں مشکیزے کے علاوہ کسی اور برتن میں نبید بنانے سے روکا تھا، اب تم ہر قسم کے برتن میں نبید بنا سکتے ہو البتہ نشہ والا نبید نہ پینا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بعض کام ہمیشہ کے لیے حرام ہوتے ہیں۔ ان کے جواز کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، مگر کچھ کام بذات خود جائز ہوتے ہیں لیکن کسی وقتی مصلحت کی خاطر انہیں ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے۔ مصلحت گزر جانے کے بعد وہ اپنے اصلی حکم پر آ جاتے ہیں۔ حدیث میں مذکور تینوں کام اسی نوعیت کے ہیں۔ قبروں پر جانا، تین دن سے اوپر قربانی کا گوشت کھانا اور نبید پینا جائز کام ہیں، مگر بعض نقصانات سے بچنے کے لیے ان سے روکا گیا جب نقصان کا خطرہ نہ رہا تو جواز کا اعلان فرما دیا گیا۔ ② رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے ابتدائی دور میں شرک عام تھا۔ بتوں اور قبروں کی پوجا کھلے عام تھی اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو قبروں پر جانے سے روک دیا تاکہ شرک کی طرف ذہن متوجہ نہ ہو۔ جب تو حید عام ہو گئی اور ذہن پختہ ہو گئے، شرک کا امکان نہ رہا تو آپ ﷺ نے قبروں پر جانے کی اجازت دے دی تاکہ موت یاد رہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اب پھر قبروں پر دعا و پکار ہوتی ہے۔ موت کی یاد کی بجائے شرک کی یاد تازہ ہوتی ہے، لہذا اس حدیث کی روشنی میں ایسی قبروں پر جانا منع ہے جن کی پوجا ہوتی ہے اور جنہیں آج کی اصطلاح میں ”مزار“ کہا جاتا ہے۔ ③ ”قربانی کا گوشت“ ابتدا میں اکثر صحابہ فقیر تھے۔ خال خال لوگ قربانی کر سکتے تھے زیادہ تر مسلمان غریب اور مسکین تھے اس لیے آپ نے تین دن سے اوپر قربانی کا گوشت رکھنے سے روک دیا تھا، پھر جب غنا میں کمی کثرت ہو گئی اور قربانیاں عام ہو گئیں اور لوگوں کو حاجت نہ رہی تو آپ نے اصلی حکم بحال فرما دیا کہ جب تک جاہو کھاؤ، البتہ کسی سائل کو محروم نہ رکھا جائے اور نہ پڑوسی ہی محروم رہے۔ ④ ”نبید“ ابتدا میں دریں لوگ بے نوشی کے عادی تھے۔ تھوڑا بہت نشہ تو انہیں محسوس ہی نہ ہوتا تھا، اس لیے جب شراب حرام ہوئی تو آپ نے ان برتنوں میں نبید بنانے سے روک دیا جو شراب بنانے کے لیے استعمال ہوتے تھے کیونکہ ان کی ساخت ایسی تھی کہ ان میں جلد نشہ

۲۱- کتاب الجنائز زیارت قبروں سے متعلق احکام و مسائل

پیدا ہوتا تھا امکان تھا کہ اگر ان برتنوں میں نبیذ کی اجازت دی گئی تو اولاً شراب کی یاد باقی رہے گی، ثانیاً نبیذ میں نشہ پیدا ہو جائے گا اور انہیں پتا نہیں چلے گا، اس لیے شراب کے برتنوں سے مستقل روک دیا گیا لیکن جب شراب ذہنوں سے محو ہو گئی اور طہالغ میں نشے کے اثرات نہ رہے تو رسول اللہ ﷺ نے اصلی حکم بحال فرما دیا کہ کسی بھی برتن میں نبیذ بنائی جاسکتی ہے کیونکہ برتن کسی چیز کو حرام نہیں کرتا۔ حرام کرنے والی چیز تو نشہ ہے، اگر نشہ پیدا نہ ہو تو کسی بھی برتن میں نبیذ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ ⑤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاکم وقت یا مفتی اور قاضی کسی چیز کو جائز ہونے کے باوجود وقتی طور پر ممنوع کر سکتے ہیں جب کسی مفسدے اور خرابی کا حقیقی خطرہ ہو مگر یہ پابندی عارضی ہوگی۔ جوں ہی خرابی کا خطرہ ختم ہو تو وہ چیز دوبارہ جائز ہو جائے گی۔ شرعاً جائز امر کو مستقل طور پر ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا ہاں جزوی یا عارضی طور پر پابندی ممکن ہے بشرطیکہ کوئی شہوس و وجہ موجود ہو۔

۲۰۳۵- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ أَبِي فَرْوَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ سُبَيْعٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لَحُومَ الْأَصْحَابِ إِلَّا ثَلَاثًا، فَكُلُوا وَأَطْعَمُوا وَادْخِرُوا مَا بَدَا لَكُمْ، وَذَكَّرْتُ لَكُمْ أَنْ لَا تَتَّبِعُوا فِي الطُّرُوفِ: الدُّبَاءَ وَالْمَرْقَةَ وَالْقَبِيرَ وَالْحَنْتَمَ، إِنْتَبِذُوا فِيمَا رَأَيْتُمْ وَاجْتَنِبُوا كُلَّ مُسْكِرٍ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَزُورَ فَلْيُزِرْ وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا».

۲۰۳۵- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک ایسی مجلس میں تھا جس میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں تین دن سے زائد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا لیکن اب تم کھاؤ، دوسروں کو کھلاؤ اور جب تک چاہو رکھو۔ (اسی طرح) میں نے تمہیں کہا تھا کہ ان برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ یعنی کدو کا برتن، تارکول ملا ہوا برتن، کھجور کی جڑ کا برتن اور مسام بند مٹکا، لیکن اب جس برتن میں چاہو نبیذ بناؤ، البتہ ہرنشے والی چیز سے بچو۔ (اسی طرح) میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا لیکن اب جو قبر کی زیارت کے لیے جانا چاہے جائے مگر (وہاں جا کر) کوئی غلط بات نہ کہو۔“

فائدہ: ”غلط بات“ مثلاً: شرکیہ بات، نوحہ رونا دھونا وغیرہ۔ عورتیں اتنا ضبط نہیں رکھتیں، لہذا وہ کبھی کبھار ہی جاسکتی ہیں تاہم جن عورتوں سے یہ خطرہ نہ ہو ان کے لیے قبرستان جانے کی اجازت ہے۔

(المعجم ۱۰۱) - زيارَةُ قَبْرِ الْمُشْرِكِ باب: ۱۰۱- مشرک کی قبر پر جانا

۲۱- کتاب الجنائز

زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

۲۰۳۶- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: زَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبَكَى مِنْ حَوْلِهِ وَقَالَ: «إِسْتَأْذَنْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُ فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي، فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمْ الْمَوْتَ».

۲۰۳۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ کی قبر دیکھنے گئے تو خود بھی روئے اور ساتھیوں کو بھی رلایا اور فرمایا: ”میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اجازت طلب کی تھی کہ میں اپنی والدہ کے لیے بخشش کی دعا کروں لیکن مجھے اجازت نہیں دی گئی پھر میں نے اجازت طلب کی کہ ان کی قبر دیکھنے جاؤں تو مجھے اجازت دے دی گئی۔ تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔“



نوائد و مسائل: ① امام صاحب رحمہ اللہ نے استغفار کی اجازت نہ ملنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ آپ کی والدہ اسلام سے قبل فوت ہو گئی تھیں اور ایسے لوگوں کے لیے دعائے مغفرت کی ممانعت ہے۔ ② رسول اللہ ﷺ ابھی بچپن کی عمر میں تھے جب آپ کی والدہ کی وفات ہو گئی تھی۔ ماں باپ کی قبر کی زیارت کی خواہش ایک فطری امر ہے جس پر شرعاً کوئی پابندی نہیں۔ قبر کی زیارت کے موقع پر ونا بھی فطری چیز ہے خصوصاً جبکہ آپ نے عالم ہوش میں پہلی دفعہ اپنی والدہ کی قبر دیکھی تھی۔ اللہ جانے اس قسم کے جذبات محبت و پیار آپ کے دل میں امنڈ آئے ہوں گے متنا کوئی معمولی چیز نہیں۔ ③ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کے لیے ان کا مسلمان ہونا ضروری نہیں وہ مسلمان ہوں یا کافر و مشرک ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اولاد کا فرض ہے۔

(المعجم ۱۰۲) - أَلْتَهْمِي عَنِ الْإِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ (التحفة ۱۰۲)

باب: ۱۰۲- مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت

۲۰۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ ثَوْرٍ - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا

۲۰۳۷- حضرت مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو نبی ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے پاس (اس وقت) ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اے چچا

۲۱- کتاب الجنائز

زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

طَالِبِ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ: «أَنْبِيَّ عَمَّ قُلٌّ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةُ أَحَاجُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ» فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلَا يَكُلِّمَانِي حَتَّى كَانَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ: عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنُكِّ عَنْكَ، فَتَزَلَّتْ «مَا كَانَتْ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ» [التوبة: ۱۱۳] وَتَزَلَّتْ «إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ» [القصص: ۵۶].

کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لے میں اسے اللہ تعالیٰ کے پاس تیرے لیے بطور حجت پیش کروں گا۔“ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ اسے کہنے لگے: اے ابوطالب! کیا تو عبد المطلب کے دین کو چھوڑ دے گا؟ وہ دونوں اس سے اس قسم کی باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ آخری بات جو ابوطالب نے ان سے کی وہ یہ تھی کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں۔ تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ”میں تیرے لیے استغفار کرتا رہوں گا بشرطیکہ مجھے روکا نہ گیا۔“ پھر یہ آیت اتری: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ ”نبی اور ایمان والوں کے لیے جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے استغفار کریں۔“ اور یہ آیت بھی اتری: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ ”آپ جسے چاہیں راہ راست پر نہیں لاسکتے۔“

 فوائد و مسائل: ① ثابت ہوا کہ ابوطالب نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ کفر ہی پر فوت ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے اس کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔ چونکہ شرک ناقابل معافی جرم ہے اس لیے شرک کے لیے استغفار ناجائز ہے۔ ابوطالب کو معذورین میں شامل کرنا بھی مشکل ہے کیونکہ اسے تو دین حق پہنچ گیا تھا مگر وہ بوجہ قبول نہ کر سکا۔ واللہ اعلم۔ ② انسان کو قیامت کے دن اس کا عمل کام دے گا، حسب نسب کام نہ آ سکے گا۔

۲۰۳۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: ۲۰۳۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

۲۰۳۸- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، [باب] ومن سورة التوبة، ح: ۳۱۰۱ من حديث سفیان الثوري به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۶۳. * والثوري صرح بالسماع عند أبي يعلى: ۲۸۰/۱، ح: ۳۳۵، وصححه الحاكم: ۳۳۵/۲، ووافقه الذهبي. * أبو الخليل هو عبدالله بن خليل الكوفي، وعبد الرحمن هو ابن ممد، [إسحاق بن منصور، ولبعض الحديث شواهد عند الحاكم: ۳۳۵/۱، وغيره، وصححه الحاكم، ووافقه

۲۱- کتاب الجنائز

زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

ایک شخص کو سنا جو اپنے مشرک والدین کے لیے استغفار کر رہا تھا تو میں نے کہا: کیا تو ان کے لیے استغفار کرتا ہے؟ حالانکہ وہ مشرک تھے؟ اس نے کہا: کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے استغفار نہیں کی تھی؟ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور یہ بات آپ سے ذکر کی تو یہ آیت اتری: ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهٖمَ لِاٰبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِیَّاهُ﴾ ”ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے والد کے لیے استغفار کرنا اس وعدے کی بنا پر تھا جو انھوں نے اس سے کیا تھا۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْتَغْفِرُ لِأَبَوَيْهِ وَهُمَا مُشْرِكَانِ فَقُلْتُ: أَتَسْتَغْفِرُ لَهُمَا وَهُمَا مُشْرِكَانِ؟ فَقَالَ: أَوْ لَمْ يَسْتَغْفِرْ اِبْرٰهٖمَ لِاٰبِیْهِ؟ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهٖمَ لِاٰبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِیَّاهُ﴾ [التوبة: ۱۱۴].

🌞 فوائد و مسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سنداُ ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد متدرک حاکم وغیرہ میں ہیں جنہیں امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے موافقت کی ہے لیکن محقق کتاب نے ان شواہد پر خود کوئی حکم نہیں لگایا جبکہ دیگر محققین نے مذکورہ روایت کو غالباً انھی شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے اور دلائل کی رو سے انھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (صحیح سنن النسائي للالباني: ۶۸/۲، رقم: ۲۰۳۵، و ذخیرۃ العقبی شرح سنن النسائي: ۲۰/۳۴، ۳۵) ② حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب پتا چل گیا کہ میرا والد کفر ہی پر فوج ہوا ہے تو انھوں نے اس کے لیے استغفار ترک فرما دیا۔ زندگی میں تو مشرک کے لیے مغفرت اور ہدایت کی دعا کی جاسکتی ہے، مگر شرک پر مرنے کے بعد نہیں۔

(المعجم ۱۰۳) - أَلَا مُرُّ بِالْأَسْتِغْفَارِ

لِلْمُؤْمِنِينَ (التحفة ۱۰۳)

باب: ۱۰۳- مؤمنین کے لیے استغفار

کرنے کا حکم ہے

۲۰۳۹- حضرت محمد بن قیس بن خزیمہ سے روایت

ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے سنا: کیا میں تم کو اپنے اور نبی ﷺ کے بارے میں ایک واقعہ

۲۰۳۹- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ سَعِيدٍ:

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ

۲۱- کتاب الجنائز

زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

بیان نہ کروں؟ ہم نے کہا: ہاں ضرور۔ انھوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میری رات کی باری تھی جس میں آپ میرے ہاں تھے۔ آپ (عشاء کی نماز پڑھ کر) لوٹے تو اپنے جوتے اپنے پاؤں کے پاس اتار کر رکھ لیے اور اپنی چادر کا کنارہ اپنے بستر پر بچھا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ نے یہ خیال کیا کہ میں سو گئی ہوں (آپ اٹھے) آہستگی سے جوتے پہننے چپکے سے چادر پکڑی پھر ہولے سے دروازہ کھولا اور بغیر آواز کے نکل گئے۔ میں نے فوراً قمیص پہنی اور دھنی اور دھنی سے بند باندھا اور آپ کے پیچھے چل پڑی حتیٰ کہ آپ بقیع (قبرستان) میں پہنچ گئے اور تین دفعہ ہاتھ اٹھا اٹھا کر لمبی دعائیں کیں پھر آپ واپس مڑے تو میں بھی مڑی۔ آپ تیز ہوئے تو میں بھی تیز ہوئی۔ آپ بھاگنے لگے تو میں بھی بھاگنے لگی۔ آپ نے دوڑ لگا دی تو میں نے بھی دوڑ لگا دی لیکن میں آپ سے (آگے تھی۔) (۱) پہلے پہنچ گئی اور گھر میں داخل ہو گئی۔ ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ تشریف لے آئے اور آپ نے پوچھا: ”عاشر! تجھے کیا ہوا؟ تیرا سانس چڑھا ہوا ہے۔ پیٹ پھولا ہوا ہے؟“ میں نے کہا: جی! کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے سچ بتا دے ورنہ مجھے باریک بین اور خرد رازات بتا دے گی۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! پھر میں نے پوری بات بتادی۔ آپ نے فرمایا: ”تیرا ہی وہ وجود تھا جو میں نے آگے آگے دیکھا تھا؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے میرے سینے میں اس زور سے مکا مارا کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی پھر فرمایا: ”کیا

مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ بْنُ مَخْرَمَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ قَالَتْ: أَلَا أَحَدُنْكُمْ عَنِّي وَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قُلْنَا: بَلَى قَالَتْ، لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي هُوَ عِنْدِي - نَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ - انْقَلَبَ فَوَضَعَ تَعْلِيَهُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمًا ظَنُّنَا أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ، ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَخَرَجَ رُوَيْدًا، وَجَعَلْتُ ذِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَعْتُ إِزَارِي، وَانْطَلَقْتُ فِي إِثَرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ، فَزَفَعَ بِيَدَيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَطَالَ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ، فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَزَوْتُ فَهَزَوْتُ، فَأَخْضَرْتُ فَأَخْضَرْتُ وَسَبَفْتُهُ فَدَخَلْتُ، فَلَيْسَ إِلَّا أَنْ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: «مَا لَكَ يَا عَائِشَةُ حَشْيًا رَابِيَةً؟» قَالَتْ: لَا. قَالَ: «لَتُخْبِرَنِي أَوْ لِيُخْبِرَنِي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بِأَيِّ أُنْتُ وَأُمِّي، فَأَخْبَرَنِي الْخَبَرُ قَالَ: «قَانَتْ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟» قَالَتْ: نَعَمْ فَلَهَزَنِي فِي صَدْرِي لَهْزَةً أَوْجَعَنِي ثُمَّ قَالَ: «أَظَنَنْتِ أَنْ يَحْيِفَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَرَسُولُهُ؟!» قُلْتُ: مَهْمَا يَكُونُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللَّهُ؟ قَالَ: «فَإِنْ جَبَرِيلُ أَتَانِي حِينَ

۲۱- کتاب الجنائز

زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

گئے؟“ میں نے (دل میں) کہا: لوگوں سے جتنا بھی چھپایا جائے اللہ تعالیٰ تو اسے جانتا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جب تو نے مجھے اٹھتے دیکھا تھا تو جبریل میرے پاس آئے تھے لیکن وہ اندر داخل نہیں ہوئے کیونکہ تو کپڑے اتار چکی تھی۔ انھوں نے مجھے (ہلکے سے) بلایا کہ تجھے پتا نہیں چلنے دیا۔ میں نے بھی (ہولے سے) جواب دیا کہ تجھے پتا نہیں چل سکا۔ میرا خیال تھا کہ تو سوچکی ہے، اس لیے میں نے تجھے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ تو ڈرنے لگے گی۔ تو جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ میں یقین جاون اور ان کے لیے بخشش کی دعا کروں۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (مجھے قبرستان جانے کا موقع ملے تو) میں کیسے دعا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”تو کہہ: اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّيَارِ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَا جِفُوْنَ اِسْ قَبْرِسْتَانِ كِے مومنین اور مسلمانوں پر سلامتی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے آنے والوں اور پیچھے رہنے والوں سب پر رحم فرمائے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تمہیں ملنے والے ہیں۔“

يٰبَابِكَ، فَتَادَانِي فَأَخْفَى مِنْكَ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكَ، فَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَفَذْتَ وَكَرِهْتَ أَنْ أَوْقِظَكَ، وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْبَيْعَ فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ، قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «قُولِي: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا جِفُونَ».

 فوائد و مسائل: ① واقعے کی تفصیلات تو حدیث سے واضح ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال تھا کہ آپ میری باری کی رات کسی اور بیوی کے گھر گئے ہیں حالانکہ آپ جیسی عادل شخصیت کے لیے یہ ممکن نہ تھا کیونکہ یہ تو ظلم ہے اور نبی کی شخصیت اس سے پاک ہوتی ہے۔ غیرت کے جذبات کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دھیان اس حقیقت کی طرف نہ جاسکا۔ تبھی آپ نے ان کے سینے پر مکا مار کر انھیں حقیقت کی طرف توجہ دلائی۔ چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر قدم نہیں اٹھاتے تھے، اس لیے اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کا بھی ذکر فرمایا اُنْ يَجِيفُ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ رَسُوْلُهُ اَكْہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟ ② اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ آپ پر بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنا واجب تھا ورنہ باری کی خلاف ورزی ظلم نہ ہوتا مگر اس تکلف کی

۲۱- کتاب الجنائز زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

اخلاق کریمانہ سے بعید تھا کہ آپ کسی کی دل آزاری کرتے۔ ⑤ معلوم ہوا کہ دعا کے قصد سے قبرستان جانا چاہیے اور لمبی دعا کرنی چاہیے۔ [السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ.....] کے علاوہ بھی مزید دعا کرنی جائز ہے۔ علاوہ ازیں ہاتھ اٹھا کر کی جائے یا ویسے ہی کر لی جائے دونوں طرح جائز ہے۔ ⑥ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال اور نبی ﷺ کے جواب سے معلوم ہوا کہ عورت بھی زیارت قبر کے لیے جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۰۴۰- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عُلْقَمَةَ بِنِ أَبِي عُلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ قَالَتْ: فَأَمَرْتُ جَارِيتِي بَرِيرَةَ تَتَّبِعُهُ، فَتَبِعْتُهُ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ، فَوَقَفَ فِي أَذْنَاهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقِفَ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَسَبَقْتُهُ بَرِيرَةُ فَأَخْبَرْتَنِي فَلَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتَّى أَصْبَحْتُ ثُمَّ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: «إِنِّي بُعِثْتُ إِلَى أَهْلِ الْبَقِيعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ».

۲۰۴۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک رات رسول اللہ ﷺ اٹھے اپنے کپڑے پہنے اور پھر نکل گئے۔ میں نے اپنی لونڈی بریرہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ آپ کا پیچھا کرے۔ اس نے آپ کا پیچھا کیا حتیٰ کہ آپ بقیع (جنت البقیع) میں پہنچ گئے اور اس کے ابتدائی حصے میں کھڑے (دعا کرتے) رہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر واپس چل پڑے۔ بریرہ آپ سے پہلے پہنچ گئی اور مجھے سب کچھ بتا دیا۔ (آپ تشریف لائے تو) میں نے آپ سے کچھ نہ کہا حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو پھر میں نے اس بات کا تذکرہ آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکماً) کہا گیا تھا کہ میں بقیع میں مدفون لوگوں کے لیے دعائے رحمت و مغفرت کروں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ سابقہ حدیث والے واقعے سے الگ ہے جیسا کہ اس سے اور مابعد والی حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ ② فوت شدگان خود تو دعا کر نہیں سکتے کہ ان کے لیے دعا کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لیے زندہ متعلقین کے لیے ضروری ہے کہ انھیں دعاؤں میں یاد رکھیں۔

۲۰۴۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا ۲۰۴۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب بھی

۲۱۔ کتاب الجنائز - زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا شَرِيكَ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي نُمَيْرٍ - عَنْ عَطَاءٍ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَتْ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ فِي آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَيْتِ يَقُولُ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا وَإِبَائَكُمْ مُتَوَاعِدُونَ عَدَا وَتَوَاكِلُونَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِقُونَ، اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِأَهْلِ بَيْتِ الْغَرْقَدِ».

رسول اللہ ﷺ کی جانب سے میری باری والی رات ہوتی تو آپ رات کے آخری حصے میں بقیع (قبرستان) تشریف لے جاتے اور یوں فرماتے: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ! لِأَهْلِ الْغَرْقَدِ» "اے مؤمنین قبرستان! تم پر سلامتی ہو۔ ہم اور تم کل کو وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہیں اور شفاعت وغیرہ میں ایک دوسرے کا سہارا بننے والے ہیں اور یقیناً جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقہ میں مدفون مسلمانوں کو معاف فرما۔"

🌞 فائدہ: "سہارا" کیونکہ قیامت کے دن انبیاء شہداء علماء اور صلحاء سفارش کریں گے نیز ایک دوسرے کے حق میں سچی گواہی بھی دیں گے ورنہ سہارا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر سفارش بے نہ شہادت۔

۲۰۴۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قبرستان جاتے تو فرماتے: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَاقِبَةَ لَنَا وَلَكُمْ» "اے اس قبرستان کے مسلمان اور مومن باسیو! تم پر سلامتی ہو۔ یقیناً ہم بھی اللہ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔ تم ہم سے پہلے آ گئے ہو۔ ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔ میں اپنے لیے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے خیریت و سلامتی کی دعا کرتا ہوں۔"

۲۰۴۲۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عَمْرَةَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَى عَلَى الْمَقَابِرِ فَقَالَ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِقُونَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَاقِبَةَ لَنَا وَلَكُمْ».

🌞 فائدہ: فوت شدگان سے خطاب صرف اپنے ذہن میں ان کی یاد تازہ ہونے کے لحاظ سے ہے ورنہ انھیں

۲۱۔ کتاب الجنائز زیارتِ توبہ سے متعلق احکام و مسائل

سننا مقصود ہے نہ جواب لینا کیونکہ یہ دونوں چیزیں ناممکن ہیں۔ خصوصاً اس حدیث میں تو صرف ان کے لیے دعا کی جارہی ہے جس میں خطاب مقصود ہی نہیں۔ انسانی زندگی میں اس کی مثالیں عام مل جاتی ہیں۔ بسا اوقات انسان خود کلامی کے انداز میں خطاب کرتا ہے حالانکہ وہاں کوئی بھی مخاطب موجود نہیں ہوتا صرف اپنے جذبات کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

۲۰۴۳۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ قَالَ: «الْبَيْتُ يَسْتَعْفِرُ لَهٗ»۔
۲۰۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ان کے لیے بخشش کی دعا کرو۔“

🌞 فائدہ: معلوم ہوا کسی کی وفات کی اطلاع ملنے پر ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ پڑھنے کے ساتھ اس کے لیے بخشش کی دعا بھی کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف فرمائے۔

۲۰۴۴۔ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَأَبْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَعَى لَهُمُ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ»۔
۲۰۴۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن حبشہ کے بادشاہ نجاشی رضی اللہ عنہ فوت ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اسی دن ان کی وفات کی اطلاع ہمیں دی اور فرمایا: ”اپنے (اسلامی) بھائی کے لیے استغفار کرو۔“

(المعجم ۱۰۴)۔ التَّغْلِيظُ فِي اتِّخَاذِ السُّرُجِ عَلَى الْقُبُورِ (التحفة ۱۰۴) باب: ۱۰۴۔ قبروں پر چراغ جلانا سخت منع ہے

۲۰۴۵۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ [قَالَ]: حَدَّثَنَا ۲۰۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

۲۰۴۳۔ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/۲۴۱، والحميدي، ح: ۱۰۲۹ عن سفیان بن عیینة عن الزهري به، وصرحاً بالسماع عند الحميدي، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۶۸.

۲۰۴۴۔ [صحیح] تقدم، ح: ۱۸۸۰، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۶۹.

۲۰۴۵۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذی، الصلاة، باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجدًا، ح: ۳۲۰.

۲۱۔ کتاب الجنائز۔ زیارت قبور سے منعلق احکام ومسائل

عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَالْمُتَخَذِينَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالشُّرُجَ.

رسول اللہ ﷺ نے قبرستان جانے والی عورتوں اور قبروں پر عبادت گاہیں بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے آخری لفظ [وَالشُّرُجَ] ”چراغ“ کے علاوہ باقی روایت کو شواہد کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ اور دلائل کی رو سے ابھی کی رائے اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ نیز زائرات القبور کی بجائے زَوَارَاتِ الْقُبُورِ کے الفاظ صحیح ثابت ہیں، یعنی رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو کثرت سے قبرستان جاتی ہیں۔ بنا بریں عورتوں کے لیے بھی زیارت قبور ویسے ہی مستحب ہے جیسے مردوں کے لیے۔ عورتوں کا خصوصی ذکر اس لیے کہ ان میں صبر اور وصلے کی کمی ہوتی ہے۔ جزع فزع زیادہ ہوتی ہے، لہذا کبھی کبھار ہی جائیں مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۶۳-۳۶۵، و سلسلة الأحاديث الضعيفة:

۳۹۳-۳۹۶، رقم: ۲۲۵، و أحكام الجنائز للألبانی، ص: ۲۲۷-۲۲۸) ② قبروں پر عبادت گاہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں نماز وغیرہ پڑھے جس میں قبر کی طرف نماز پڑھے جانے کا بھی امکان ہو۔ قبر پر مکان بنا ہو تو اس کا حکم بھی قبر جیسا ہے، یعنی اس کی طرف بھی نماز پڑھنا منع ہے۔ قبر کے قریب مسجد بنانا بھی کراہت سے خالی نہیں۔ یہ ایسے ہے جیسے نجاست کے قریب نماز پڑھی جائے کہ نماز تو ہو جائے گی مگر قبیح چیز ہے۔ قبر، مساجد بلکہ آبادی سے الگ اور دور بنائی چاہیے۔ قبر کے اوپر عمارت، خواہ وہ قبر کی حفاظت کے لیے ہو یا ازرا کی سہولت کے لیے منع ہے۔ اگر قبر پہلے سے ہو تو عمارت ڈھادی جانی چاہیے اور اگر عمارت پہلے تھی تو قبر کو اکھاڑ دینا چاہیے۔ نبی ﷺ کی قبر مبارک پر جو عمارت بنی ہوئی ہے، وہ صدیوں بعد سلاطین کی تعمیر کردہ ہے، ورنہ صحابہ و تابعین کے دور میں ایسا نہیں تھا، اس لیے اس سے قبروں پر عمارتیں بنانے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ حدیث کے آخری حصے [وَالشُّرُجَ] یعنی نبی ﷺ نے چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے۔“ کی تضعیف سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس کی ممانعت ثابت نہیں بلکہ عمومی دلائل سے اس کی ممانعت ثابت ہوتی ہے مثلاً:

کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے، نیز قبر پر چراغ جلانا یا تو قبر کی تعظیم کے لیے ہوگا تو ایسی تعظیم منع ہے بلکہ یہ تو قبر پر چڑھاوے کی طرح ہے، یا بے فائدہ ہوگا۔ قبروں پر روشنی کی ضرورت نہیں، ان کے اندر روشنی کی ضرورت ہے اور وہ اعمال صالحہ کے ساتھ

۲۱- کتاب الجنائز..... زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

ہے۔ اگر آنے جانے والوں کے لیے روشنی کرنا مقصود ہو تو قبر کے بجائے کسی اور چیز پر روشنی کا انتظام کیا جائے تاکہ تعظیم کا وہم نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۰۵) - اَلْتَّشْدِيدُ فِي الْجُلُوسِ
عَلَى الْقُبُورِ (التحفة ۱۰۵)

۲۰۴۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ وَكَيْعٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ شُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ حَتَّى تَحْرِقَ ثِيَابَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ».
 ۲۰۴۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا جس سے اس کے کپڑے جل جائیں قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے۔“

🌞 فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۰۳۰۔

۲۰۴۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِي الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ النَّضْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَمِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقْعُدُوا عَلَى الْقُبُورِ».
 ۲۰۴۸- حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبروں پر مت بیٹھو۔“

(المعجم ۱۰۶) - اِتِّخَاذُ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ
(التحفة ۱۰۶)

۲۰۴۶- أخرجه مسلم، الجنائز، باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، ح: ۹۷۱ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۷۱.

۲۰۴۷- [حسن] أخرجه أحمد من حديث سعيد بن أبي هلال به، كما في جامع المسانيد لابن كثير: ۹/ ۵۵۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۷۲، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق: * شعيب هو ابن الليث،

۲۱- کتاب الجنائز زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

۲۰۴۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ قَوْمًا اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

۲۰۴۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ان لوگوں (یہود و نصاری) پر لعنت قتادہ، عن سعید بن المسیب، عن عائشہ: أن النبي ﷺ قال: «لعن الله قوما اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد».

🌞 فائدہ: یعنی ان کی طرف نماز پڑھی یا ان پر عبادت گاہ بنائی کیونکہ یہ یا تو قبر کی عبادت ہے یا قبر کی عبادت کرنے والوں کے ساتھ مشابہت ہے اور ممکن ہے کہ اس طرح آہستہ آہستہ قبری کی پوجا شروع ہو جائے جیسے آج کل قبور صالحین کے ساتھ ہو رہا ہے۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ۲۰۴۵)

۲۰۴۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ أَبُو يَحْيَى صَاعِقَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ».

۲۰۴۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ان یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت فرمائے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا۔“

(المعجم ۱۰۷) - كَرَاهِيَةُ الْمُشْيِ بَيْنَ الْقُبُورِ فِي التَّعَالِ السَّنِيَّةِ (التحفة ۱۰۷)

باب: ۱۰۷- قبرستان میں صاف رنگے ہوئے چمڑے کے جوتے پہن کر چلنے کی کراہت (ممانعت)

۲۰۵۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۲۰۵۰- حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے

۲۰۴۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۶۶/۶، ۲۵۲ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ج: ۲، ۱۷۳، وانظر الحديث الآتي. * وقع في الأصول: "شعبة" والصواب "سعيد" كما في السنن الكبرى للنسائي، وتحفة الأشراف للمزي: ۱۱/۴۱۲.

۲۰۴۹- أخرجه البخاري، الصلوة، باب: (۵۵)، ج: ۴، ۳۷، ومسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المسجد على القبور.، النع، ج: ۵، ۳۰ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ج: ۲، ۱۷۴.

۲۱- کتاب الجنائز - زیارت قبور سے متعلق احکام و مسائل

ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ چند مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”یہ لوگ (وفات کی وجہ سے) بہت زیادہ شرم سے بچ گئے ہیں۔“ پھر آپ کچھ مشرکین کی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”یہ لوگ (اپنی موت کی وجہ سے) بہت زیادہ خیر سے محروم رہے۔“ اچانک آپ نے توجہ فرمائی تو ایک شخص کو قبرستان میں جوتوں سمیت چلتے دیکھا تو فرمایا: ”وصاف رنگے ہوئے (رنگ کر صاف کیے ہوئے) چمڑے کے جوتے پہننے والے! انھیں اتار دے۔“

الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ شَيْبَانَ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنْ خَالِدِ بْنِ سَمْعَانَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيَكٍ أَنَّ بَشِيرَ بْنَ الْخَصَّاصِيَّةِ قَالَ: كُنْتُ أُمْسِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَرَّ عَلَى قُبُورِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: «لَقَدْ سَبَقَ هَؤُلَاءِ شَرًّا كَثِيرًا، ثُمَّ مَرَّ عَلَى قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: لَقَدْ سَبَقَ هَؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيرًا» فَحَاطَتْ مِنْهُ الْيَقَافَةُ فَرَأَى رَجُلًا يَمْشِي بَيْنَ الْقُبُورِ فِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ: «يَا صَاحِبَ السَّبِيئَتَيْنِ! أَلْفِهَمَا».

🌞 **فائدہ:** اس حدیث سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قبرستان میں جوتوں سمیت نہیں چلنا چاہیے تاکہ قبروں کا احترام قائم رہے۔ آئندہ دور واریات سے امام صاحب رحمہ اللہ نے قبرستان میں جوتوں سمیت چلنے کا جواز نکالا ہے اس لیے وہ ظاہر الفاظ کی رعایت سے یہ تطبیق دے رہے ہیں کہ رنگ کر صاف کیے ہوئے چمڑے کے جوتے پہن کر چلنا منع ہے سادہ جوتے پہن کر چل سکتا ہے مگر یہ تطبیق دل کو نہیں گنتی۔ آئندہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ”جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور دفنانے والے واپس آ جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔“ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قبرستان میں جوتوں سمیت جانا اور قبروں کے درمیان پھرنا جائز ہے کیونکہ اس کی کوئی صراحت نہیں۔ قبرستان میں داخل ہوتے وقت جوتے اتار دیے جائیں اور واپسی پر پہن لیے جائیں۔ یہ مفہوم اس حدیث کے مخالف نہیں بلکہ عین موافق ہے اس لیے راجح بات یہی ہے کہ قبرستان میں جوتے پہن کر نہ جایا جائے اگر کوئی ایسا عذر ہے کہ جوتوں کے بغیر اندر جانا ممکن نہیں مثلاً کانٹے یا کنکریاں وغیرہ ہیں یا زمین بہت گرم ہے تو پھر مجبوری کے تحت پہننے جاسکتے ہیں۔ ﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾ اور ﴿لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ کا تقاضا یہی ہے۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۰۸) - التَّسْهِيلُ فِي غَيْرِهِ
باب ۱۰۸- جوتے صاف چمڑے کے نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں
(السُّبِّيَّةُ (التَّحْفَةُ ۱۰۸))

۲۱- کتاب الجنائز قبر میں سوال و جواب سے متعلق احکام و مسائل

۲۰۵۱- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ اللَّهُ ۲۰۵۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ
الْوَرَّاقِ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ، نے فرمایا: ”میت کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس
عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: کے ساتھی اسے دفن کرنے کے بعد واپس آ جاتے ہیں تو
”إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ وہ ان کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے۔“
أَصْحَابُهُ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ“.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے امام نسائی رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ قبرستان میں جوتوں سمیت چلنا
جائز ہے لیکن یہ استدلال قوی نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۰۵۰ کا فائدہ۔ ② ”سن رہا ہوتا ہے۔“
اس سے بعض اہل علم نے سماع مولیٰ پر استدلال کیا ہے۔ دیگر اہل علم قرآن مجید کی صریح آیت: ﴿وَإِنَّ اللَّهَ
يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ﴾ (فاطر ۳۵: ۲۲) ”یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے
سنا دیتا ہے اور آپ ان کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔“ سے استدلال کرتے ہیں کہ فوت شدگان نہیں سنتے
مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کوئی خاص چیز سنا دے۔ اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ﴾
(النمل ۸۰: ۲۷) ”یقیناً آپ مردوں کو سنا نہیں سکتے۔“ غرض وہ اس قسم کی احادیث کو خصوصی حالت پر محمول کرتے
ہیں اور یہی مسلک زیادہ محتاط اور تمام آیات و احادیث کے موافق ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۱۰۹) - الْمَسْأَلَةُ فِي الْقَبْرِ باب: ۱۰۹- قبر میں سوال (و جواب)

(التحفة ۱۰۹)

۲۰۵۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ۲۰۵۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
الْمُبَارَكِ وَابْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ، ہے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میت کو جب قبر
میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے دفن کر کے
عَنْ قَتَادَةَ: أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: واپس آ جاتے ہیں تو ابھی وہ ان کے جوتوں کی آواز سن
قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: ”إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں۔ وہ

۲۰۵۱- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال، ح: ۱۳۳۸، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب
غرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه... الخ، ح: ۲۸۷۰ / ۷۱ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرى،
ح: ۲۱۷۶.

۲۰۵۲- أخرجه مسلم، ح: ۲۸۷۰ / ۷۰ من حديث يونس بن محمد به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى،

۲۱- کتاب الجنان قبر میں سوال و جواب سے متعلق احکام و مسائل

قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، «إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ» قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ [فَيُقْعِدَانِهِ] فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، فَيَقَالُ لَهُ: أَنْظِرْ إِلَى مَقْعِدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبَدَلَكُ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ» قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا».

اسے بٹھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں: تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ مؤمن شخص تو کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے: تو اپنے جہنمی ٹھکانے کو دیکھ۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بجائے جنتی ٹھکانا دے دیا ہے۔“ نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔“

🌞 نوامد و مسائل: ① فرشتوں کا آنا اسے بٹھانا اور پھر سوال و جواب کرنا اور دیگر باتیں برزخی احوال ہیں۔ اس کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ برزخی زندگی کی حقیقت تو بیان نہیں کی جاسکتی کہ وہ ہماری عقل و حواس سے ماوراء ہے البتہ اس کی مثال خواب سے دی جاسکتی ہے کہ خواب دیکھنے والا آدمی اپنے خواب میں بولتا بھی ہے سنتا بھی ہے چلتا پھرتا بھی ہے روتا ہنستا کھاتا پیتا اور دوڑتا بھاگتا بھی ہے لیکن اس کا جسم بالکل ساکن ہوتا ہے۔ اس کے جسم کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ خواب کی دنیا میں اتنا کچھ کر رہا ہے۔ میت کا حال بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ ② ”اس آدمی“ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ گویا یہ ذہنی اشارہ ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ میت کو رسول اللہ ﷺ دکھائے جاتے ہیں مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بالفرض ایسا ہو تو وہ آپ کا تصور ہوگا جو اس کے ذہن میں ڈالا جائے گا نہ کہ آپ کا حقیقی وجود جیسے ٹی وی وغیرہ میں ہوتا ہے یعنی اس سے آپ حاضر و ناظر ثابت نہ ہو سکیں گے۔ ③ ”دونوں کو دیکھتا ہے“ صحیح حدیث ہے کہ ہر شخص کا جنت میں بھی ٹھکانا ہے اور جہنم میں بھی لیکن جہنم میں جانے والا چونکہ جنت میں جانے کا استحقاق کھو بیٹھتا ہے اس لیے وہ جنتی ٹھکانے سے محروم ہو جاتا ہے اور جنت میں جانے والا اپنے عمل کی وجہ سے جہنم سے بچ جاتا ہے تو وہ جہنمی ٹھکانے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جَعَلْنَا اللَّهُ مِنْهُمْ

باب: ۱۱۰- کافر سے سوال کا بیان

(المعجم ۱۱۰) - مَسْأَلَةُ الْكَافِرِ

(التحفة ۱۱۰)

۲۰۵۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ اللَّهُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ

۲۰۵۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب میت کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے لوٹ کر جاتے ہیں تو ابھی وہ ان

۲۱۔ کتاب الجنان۔ پیٹ کی تکلیف سے فوت ہونے والے شخص کا بیان

الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ يُعَدِّدَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ، [مُحَمَّدٌ ﷺ] فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، فَيَقَالُ لَهُ: أَنْظِرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْذَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا خَيْرًا مِنْهُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَبَرَاهُمَا جَمِيعًا، وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوْ الْمُنَافِقُ فَيَقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ كَمَا يَقُولُ النَّاسُ فَيَقَالُ لَهُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ».

کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آ جاتے ہیں۔ وہ اسے بٹھالیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: تو اس شخص (محمد ﷺ) کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ مومن کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اسے کہا جاتا ہے: تو اپنے جہنمی ٹھکانے کو دیکھ۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بجائے اچھا ٹھکانا دے دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ دونوں ٹھکانوں کو دیکھتا ہے۔ لیکن کافر یا منافق سے کہا جاتا ہے: تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: میں کچھ نہیں جانتا۔ جس طرح لوگ کہتے تھے میں بھی کہتا تھا۔ اسے (فرشتوں کی طرف سے) کہا جاتا ہے: نہ تو نے جاننے کی کوشش کی اور نہ تو نے قرآن پڑھا، پھر اس کے کانوں کے درمیان (یعنی اس کے چہرے پر) سخت ضرب لگائی جاتی ہے تو وہ اس قدر چیختا ہے کہ انسان و جن کے علاوہ ہر قریبی مخلوق اس کی آہ و بکا سنتی ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① ”جس طرح لوگ کہتے تھے“ گویا اس کا اپنا ایمان نہیں تھا۔ ایمان کا اثر ہی باقی رہتا ہے۔ زبانی باتیں تو ہوا میں اڑ جاتی ہیں لہذا اس کی سمجھ میں کچھ نہ آئے گا۔ ② ”انسان و جن کے علاوہ“ ورنہ ان کی زندگی برباد ہو جائے اور معاش بگڑ جائے۔ دوسری مخلوقات کا عذاب قبر کو سنا کوئی بعید بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے حیوانات کو بعض صلاحیتیں انسان سے بڑھ کر دی ہیں جیسے کتے وغیرہ کی سونگھنے کی قوت انسان سے بہت بڑھ کر ہے۔ ﴿ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾ (یس: ۳۶-۳۸) ③ دینی مسائل میں تقلید مذموم چیز ہے ہر مکلف پر اتباع ضروری ہے۔

باب: ۱۱۱۔ جو شخص پیٹ کی تکلیف

سے مر جائے

(المعجم ۱۱۱) - مَنْ قَتَلَهُ بَطْنُهُ

(التحفة ۱۱۱)

۲۱- کتاب الجنائز

شہید کا بیان

۲۰۵۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَسَارٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا وَسَلَمَانُ بْنُ صُرَدٍ وَخَالِدُ بْنُ عَرْفُطَةَ فَذَكَرُوا أَنَّ رَجُلًا تَوَفَّى، مَاتَ بِطَنْيَةِ فَإِذَا هُمَا يَسْتَهَيَّانِ أَنْ يَكُونَا شَهَدَاءَ جَنَازَتِهِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «مَنْ يَفْتُلُهُ بَطْنُهُ لَمْ يُعَذَّبْ فِي قَبْرِهِ؟» فَقَالَ الْآخَرُ: بَلَى.

۲۰۵۳- حضرت عبداللہ بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں سلیمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جو پیٹ کی تکلیف سے فوت ہو گیا تھا۔ ان دونوں میں سے ہر ایک بزرگ نے خواہش ظاہر کی کہ اس کے جنازے میں شریک ہوں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا: ”جو آدمی پیٹ کی تکلیف سے مر جائے اسے عذاب قبر نہیں ہوگا؟“ تو دوسرے نے کہا: کیوں نہیں! (آپ نے ضرور فرمایا تھا)۔

☀️ فائدہ: پیٹ کی تکلیف سے مراد پیٹ سے متعلق بیماری کی کوئی بھی نوعیت ہو سکتی ہے مثلاً: اسہال یا پیڑھ یا آنتوں کا سرطان وغیرہ۔ حادثاتی موت کو شہادت فرمایا گیا اور پیٹ کی بیماری سے موت کو عذاب قبر سے مانع بتایا گیا۔ چونکہ اس قسم کی اموات زیادہ صدمے اور تکلیف کا موجب ہیں لہذا ان کا ثواب و اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ بعض نے پیٹ کی تکلیف سے استقامت کی بیماری مراد لی ہے جس میں مریض کو انتہائی پیاس محسوس ہوتی ہے۔ وہ خوب پانی پیتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا نتیجتاً پیٹ پھول جاتا ہے اور خراب ہو جاتا ہے۔ آخر مریض اللہ کو پیار ہو جاتا ہے۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ وَ مِيتَةِ السَّوْءِ.

(المعجم ۱۱۲) - الشَّهِيدُ (الحفۃ ۱۱۲) باب ۱۱۲- شہید کا بیان

۲۰۵۵- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا

۲۰۵۵- حضرت راشد بن سعد نبی ﷺ کے ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ اہل ایمان کا ان کی قبروں میں امتحان لیا جاتا ہے مگر شہید کا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اس کے سر پر چھتی تلواریں اس کے لیے امتحان سے

۲۱- کتاب الجنائز _____ شہید کا بیان

رَسُولَ اللَّهِ! مَا بَالُ الْمُؤْمِنِينَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ إِلَّا الشَّهِيدَ؟ قَالَ: «كَفَى بِبَارِقَةِ السُّيُوفِ عَلَى رَأْسِهِ وَفَتْنَةً».

🌞 فوائد و مسائل: ① گویا جہاد اور شہادت کا ثواب اس قدر زیادہ ہے کہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جب گناہ ہی نہ رہے تو امتحان کا ہے؟ شہید کا تلواروں کے نیچے قائم رہنا بلکہ بے جگری سے لڑنا، جنگ سے نہ بھاگنا، جان کی پروا تک نہ کرنا حتیٰ کہ جان قربان کر دینا اس کے ایمان کی واضح دلیل ہے۔ اس سے بڑی دلیل کیا ہوگی؟ لہذا سوال و جواب کی ضرورت نہ رہی۔ ② مذکورہ حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ صدیقین سے بھی سوال و جواب نہیں ہوگا کیونکہ ان کا مرتبہ شہداء سے بلند ہے۔ انبیاء علیہم السلام تو ذاتی طور پر اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۲۰۵۶- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنِ النَّبِيِّ، عَنْ أَبِي عُمَانَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: أَلْطَّاعُونَ وَالْبَاطِنُونَ وَالْعَرَفُ وَالْقَسَاءُ شَهَادَةٌ قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو عُمَانَ مِرَارًا وَرَفَعَهُ مَرَّةً إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

🌞 فائدہ: اس قسم کی تکلیف وہ موت قتل سے ملتی جلتی موت ہے اس لیے اسے بھی شہادت کے ساتھ ملحق کر دیا گیا ہے اور اسے شہادت کے مرتبے پر فائز سمجھا جائے گا البتہ اس پر شہید کے باقی احکام لاگو نہیں ہوں گے جیسے نفی خون آلود کپڑوں میں دفنانا اور غسل نہ دینا وغیرہ۔

(المعجم ۱۱۳) - ضَمَّةُ الْقَبْرِ وَضَغْطُهُ

(التحفة ۱۱۳)

سے دو ہانا

۲۰۵۷- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۰۵۶- [صحیح] أخرجه أحمد: ۶/ ۴۶۵ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۸۱، وللحديث شواهد عن النسائي، ياقوت، ح: ۳۱۶۵، والبخاري، ح: ۶۵۳، ومسلم، ح: ۱۶۴/ ۱۹۱۴ وغيرهم. * التبعي هو سليمان بن طرخان، وأبو عثمان هو النهدي عبد الرحمن بن مل.

۲۰۵۷- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي في دلائل النبوة: ۴/ ۲۸ من حديث إسحاق (بن راهويه) به، وهو في

۲۱- کتاب الجنائز

حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «هَذَا الَّذِي تَحْرَكُ لَهُ الْعُرْشُ، وَفُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَقَدْ ضَمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فَرَّجَ عَنْهُ».

رسول اللہ ﷺ نے (حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت) فرمایا: ”یہ شخص جس کے لیے عرش جھوم گیا“ اس (کی روح) کے لیے آسمان کے تمام دروازے کھول دیے گئے اور اس کے جنازے پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے وہ بھی بھیج دیا گیا مگر پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”جھوم گیا“ یعنی ان کے استقبال کی خوشی میں۔ یہ معنی ان کی عظمت و شان پر دلالت کرتے ہیں۔ ② ”بھیج دیا گیا“ کیونکہ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمی ہوتی ہے (علاوہ انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ معصوم ہوتے ہیں)۔ اس بھینچنے سے وہ اس کی کے اثر سے نجات پالیتا ہے بشرطیکہ وہ مومن ہو۔ مومن کو صرف ایک دفعہ بھیجا جاتا ہے پھر چھوڑ دیا جاتا ہے مگر کچھ عجب نہیں کہ کافر پر یہ عذاب بار بار ہوتا ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ قبر ہر ایک کو بھیجتی ہے اگر اس سے کوئی محفوظ رہتا تو یقیناً حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ محفوظ رہتے۔ (الموسوعة الحدیثیة مسند الامام احمد) ۳۰/۳۲۷، رقم: ۲۳۲۸۳، والصحیحة: ۲۸۸/۳، رقم: ۱۶۹۵، ③ اس کی توجیہ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ”قبر“ انسان کے لیے ماں کی طرح ہے کیونکہ وہ اسی مٹی سے بنایا گیا تھا۔ عرصہ دراز کے بعد ملنے والے مٹی کو ماں خوب زور سے اپنے جسم کے ساتھ بھینچتی ہے چاہے اسے اس سے تکلیف ہی ہو۔ قبر کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے البتہ نیک شخص کو وہ محبت سے بھینچتی ہے اور برے شخص کو غصے اور ناراضی سے۔ نیک کے لیے اس میں سرور ہے اور برے کے لیے عذاب۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۱۴) - عَذَابُ الْقَبْرِ

باب: ۱۱۴- عذاب قبر

(التحفة ۱۱۴)

۲۰۵۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَيْثَمَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: «يُنْبِثُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الْأَثَرِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ» [ابراہیم: ۲۷] قَالَ: رَكَتَاهُ

۲۰۵۸- حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں اتاری ہے: ﴿يُنْبِثُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا... وَفِي الْآخِرَةِ﴾ ”اللہ تعالیٰ مومنین کو دنیا اور آخرت (قبر) میں صحیح بات پر قائم رکھتا ہے۔“

۲۱- کتاب الجنائز عذاب قبر کا بیان

نَزَلْتُ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ.

☀️ فائدہ: عذاب قبر سے دو مختلف معانی مراد ہیں: ① قبر میں سوال و جواب اُسے قتیہ قبر بھی کہا جاتا ہے۔ ② گناہوں کی وجہ سے قبر میں پہنچنے والی تکالیف کسی حدیث میں پہلے معنی مراد ہوتے ہیں کسی میں دوسرے۔ مندرجہ بالا آیت میں قبر کا سوال و جواب مراد ہے۔ اسی طرح شہید طاعون، ہیضہ اور حادثاتی موت وغیرہ سے مرنے والوں سے عذاب قبر کی نفی سے مراد بھی سوال و جواب کی نفی ہے جبکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ والی روایت میں دوسرے معنی مراد ہیں اور یہ سمجھنے جانے کی حد تک تو سب کو ہوتا ہے (علاوہ انبیاء علیہم السلام کے)۔ اس سے زائد اپنے آپ گناہوں کے مطابق حتیٰ کہ بعض کو قیامت تک ہوگا۔

۲۰۵۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُنْبِتُ اللَّهُ الْأَشْجَارَ أَمْثَلُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ» قَالَ: «نَزَلْتُ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ، يُقَالُ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللَّهُ، وَيَنْبِي مُحَمَّدٌ ﷺ، فَلَذَلِكَ قَوْلُهُ: «يُنْبِتُ اللَّهُ الْأَشْجَارَ أَمْثَلُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ».

۲۰۵۹- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے: «يُنْبِتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا..... وَفِي الْآخِرَةِ» ”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت (قبر) میں درست بات پر قائم رکھتا ہے۔“ میت سے پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ مؤمن کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یہ مطلب ہے اس فرمان الہی کا: «يُنْبِتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا..... وَفِي الْآخِرَةِ» ”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت (قبر) میں صحیح بات پر قائم رکھتا ہے۔“

۲۰۶۰- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ صَوْتًا مِنْ قَبْرِ فَقَالَ: «مَتَى مَاتَ

۲۰۶۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ نے ایک قبر سے آواز سنی تو فرمایا: ”یہ کب فوت ہوا؟“ لوگوں نے بتایا کہ یہ دور جاہلیت میں فوت ہوا تھا۔ تو

۲۰۵۹- أخرجه مسلم، ح: ۲۸۷۱ (انظر الحديث السابق)، عن محمد بن بشار، والبخاري، الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبور، ح: ۱۳۶۹ من حديث شعبة به، ومن حديث محمد بن بشار تعليقاً، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۸۴.

۲۰۶۰- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۱۰۳، ۱۱۴، ۲۰۱ من حديث حميد الطويل به، وصرح بالسماع عنده في الرواية الثانية، وتابعه ثابت البناني عنده: ۳/ ۱۵۳، وصححه ابن حبان، ح: ۲۰۰، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۸۵.

۲۱- کتاب الجنائز..... عذاب قبر کا بیان

هَذَا؟» قَالُوا: مَاتَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَسَرَّ أَف كوخوشی ہوئی پھر فرمایا: ”اگر یہ خطرہ نہ ہو کہ تم بِذَلِكَ وَقَالَ: «لَوْ لَا أَنْ لَا تَدَافِنُوا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسَمِعَكُمْ عَذَابَ الْقَبْرِ»۔
مردوں کو دفن نہیں کرو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں عذاب قبر سنا دے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت میں عذاب قبر سے مراد دوسرے معنی ہیں یعنی گناہوں کے سلسلے میں پہنچنے والا عذاب۔ ② ”خوشی ہوئی“ کہ یہ مدفون شخص مسلمان نہیں تھا۔ مسلمان کو عذاب ہونے سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی۔ خوشی ہونے سے مراد تکلیف کا نہ ہونا اور فکر مندی کا ختم ہونا ہے۔ نہ نبی کریم و رؤف و رحیم ﷺ کا عذاب پر کیسے خوش ہو سکتی ہے؟ ③ ”دفن نہیں کرو گے“ عذاب قبر کے ڈر سے معلوم ہوتا ہے کہ دفن سے پہلے عذاب قبر شروع نہیں ہوتا البتہ جو لوگ دفن نہیں کرتے ان کا عذاب مرتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اور ان کی قبر سے مراد وہ ٹھکانا ہے جو ان کے جسم یا روح کو مرنے کے بعد دنیا و آخرت (برزخ) میں ملتا ہے۔ واللہ علیہم قدیر۔ (عذاب قبر کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۰۵۲)

۲۰۶۱- أَخْبَرَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَوْنُ ابْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ: «يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا»۔
۲۰۶۱- حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غروب شمس کے بعد باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک آواز سنی تو فرمایا: ”یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔“

🌞 فائدہ: عذاب قبر سب کو ہوتا ہے۔ کسی کو سوال و جواب کی حد تک کسی کو اس سے بڑھ کر بھیجنے کی حد تک کسی کو کچھ دیر کے لیے کسی کو ہمیشہ کے لیے (قیامت تک)۔ غالباً وہاں قریب ہی یہودیوں کا قبرستان تھا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کا مغرہ تھا۔

(المعجم ۱۱۵) - أَلْتَعُوذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

باب: ۱۱۵- عذاب قبر سے بچاؤ

کی دعا کرتا

(التحفة ۱۱۵)

۲۰۶۲- أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ دُرُوسٍ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۲۱- کتاب الجنائز

عذاب قبر کا بیان

حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ».

رسول اللہ ﷺ یوں دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ! اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ..... وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ [اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور آگ کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور زندگی و موت کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور (جھوٹے) مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔]

🌞 فوائد و مسائل: ① ”موت کے فتنے“ سے مراد ممکن ہے وقت شیطان کے بہکاوے میں آنا ہو یا قبر میں سوال و جواب کے وقت صحیح جواب نہ سوجھنا ہو۔ ② اس روایت میں عذاب قبر سے مراد دوسرے معنی ہیں۔ (دیکھیے حدیث: ۲۵۸)

۲۰۶۳- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَادٍ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ ذَلِكَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۲۰۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے بعد عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے سنا۔

🌞 فائدہ: ”اس کے بعد“ اشارہ ہے یہودی عورت کی بات کی طرف جس نے عذاب قبر کی بات کی تھی۔ اس کی تفصیل آگے حدیث نمبر ۲۰۶۶ میں آرہی ہے۔

۲۰۶۴- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ

۲۰۶۴- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

﴿برقم: ۵۵۲۰﴾ من حدیث یحییٰ بن ابی کثیر بہ، وهو فی الکبیری، ح: ۲۱۸۷.

۲۰۶۳- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر... الخ، ح: ۵۸۵ من حدیث عبد اللہ بن وہب بہ، وهو فی الکبیری، ح: ۲۱۸۸.

۲۰۶۴- أخرجه البخاری، الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر، ح: ۱۳۷۳ من حدیث عبد اللہ بن وہب بہ، وهو فی

۲۱- کتاب الجنائز

عذاب قبر کا بیان

رسول اللہ ﷺ (خطبے کے لیے) کھڑے ہوئے تو آپ نے اس آزمائش کا ذکر فرمایا جس میں ہر شخص کو قبر کے اندر مبتلا ہونا پڑے گا۔ جب آپ نے یہ ذکر فرمایا تو مسلمان آہ و بکا کرنے لگے حتیٰ کہ میں رسول اللہ ﷺ کا کلام نہ سمجھ سکی۔ جب ان کی آہ و بکا کی آواز رک گئی تو میں نے ایک قریبی شخص سے کہا: اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت فرمائے! رسول اللہ ﷺ نے آخر میں کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا: آپ نے فرمایا تھا: ”مجھے وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہاری فتنہ دجال جیسی آزمائش ہوگی۔“

ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ الْفِتْنَةَ الَّتِي يُفْتَنُ بِهَا الْمَرْءُ فِي قَبْرِهِ، فَلَمَّا ذَكَرَ ذَلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً حَالَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَنْ أَفْهَمَ كَلَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا سَكَتَ ضَجَّتْهُمْ فَلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيبٍ مِنِّي: أَيُّ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ مَاذَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي آخِرِ قَوْلِهِ؟ قَالَ: «قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ».

🌞 فائدہ: ”فتنہ دجال جیسی آزمائش“ سے مراد قبر میں سوال و جواب ہے۔ اسے فتنہ دجال سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ دونوں پر خطر مقام ہیں۔ دجال کی دہشت اقتدار و اختیارات کے سامنے کلمہ حق پر قائم رہنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح قبر کی ہولناکی فرشتوں کا رب دہشت اور قید تنہائی کوئی معمولی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر ”درست بات“ پر قائم رہنا سخت مشکل ہوگا۔

۲۰۶۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کی سورت کی طرح سکھاتے تھے فرمایا: ”تم کہو: اَللّٰهُمَّ! اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتے ہیں اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتے ہیں اور (نبھوٹے) مسیح دجال کی آزمائش سے بچنے کے لیے

۲۰۶۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، «قُولُوا: اَللّٰهُمَّ! اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا

۲۱- کتاب الجنائز عذاب قبر کا بیان وَالْمَمَاتِ» . تیری پناہ چاہتے ہیں اور زندگی اور موت کے فتنے سے بچنے کے لیے تیری پناہ چاہتے ہیں۔“

☀ فائدہ: ”دجال“ کو ”مسح“ اس لیے کہا گیا کہ اسے یہودی اپنا مسح قرار دیتے ہیں نجات دہندہ سمجھتے ہیں اور اس کے انتظار میں ہیں حالانکہ اصلی مسح تو عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو کب کے آچکے اور قیامت کے قریب ان کا دوبارہ آسمان سے نزول ہوگا۔ گویا طرہ دجال کو مسح کہا گیا ہے۔ ایک وجہ دجال کا مسح العین ہونا بھی ہے۔

۲۰۶۶- أَخْبَرَنَا سَلِيمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عَزُورَةُ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَهِيَ تَقُولُ: إِنَّكُمْ تَفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ، فَأَرْتَاعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «إِنَّمَا تَفْتَنُ يَهُودُ» وَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَبِثْنَا لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تَفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ بَسْطِ عَذَابِ الْقَبْرِ.

۲۰۶۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس ایک یہودی عورت بیٹھی تھی اور وہ کہہ رہی تھی کہ قبروں میں تمہارا امتحان لیا جائے گا (یا تمہیں عذاب ہوگا)۔ رسول اللہ ﷺ گھبرا گئے اور فرمایا: ”صرف یہود کو عذاب ہوگا۔“ کچھ دن گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہارا امتحان ہوگا۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس کے بعد میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

☀ فوائد و مسائل: ① اس روایت میں امتحان اور عذاب قبر سے مراد ایک ہی چیز ہے، یعنی سوال و جواب۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا مطلب ثابت قدمی اور صحیح جواب کی توفیق ہے۔ ② ابتداءً نبی ﷺ کا خیال تھا کہ قبر کا امتحان یا عذاب صرف کفار کے ساتھ خاص ہے۔ بعد میں پتا چلا کہ یہ سب کے ساتھ ہوگا لا ماشاء اللہ۔ ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو علم غیب نہ تھا۔ اسی وجہ سے آپ نے انکار کر دیا تھا، بعد میں بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے خبر دی تو پتا چلا۔

۲۰۶۷- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ۲۰۶۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی

۲۱- کتاب الجنائز

عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَعِيدُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ وَقَالَ: «إِنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ».

۲۰۶۸- حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور ان سے کوئی چیز مانگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ چیز اسے دے دی۔ تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے عذاب قبر سے بچائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے اس بارے میں کچھ تردد ہوا حتیٰ کہ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے یہ بات آپ سے بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ”یقیناً ان (یہودیوں) کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے حتیٰ کہ جانور اسے سنتے ہیں۔“

۲۰۶۸- أَخْبَرَنَا هَذَا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: دَخَلَتْ يَهُودِيَّةٌ عَلَيْهَا فَاسْتَوْهَبَتْهَا شَيْئًا فَوَهَبَتْ لَهَا عَائِشَةُ فَقَالَتْ: أَجَارَكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ حَتَّى جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: «إِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ».

۲۰۶۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مدینہ کی دو یہودی عورتیں میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ قبروں والوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے۔ میں نے ان کی تکذیب کی۔ میرا دل ان کی تصدیق پر مطمئن نہ ہوا۔ وہ چلی گئیں تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دو بوڑھی یہودی عورتوں نے کہا ہے کہ فوت شدگان کو قبروں میں

۲۰۶۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَتَانِ مِنْ عَجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَا: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أَنْعَمْ أَنْ أَصِدَّقَهُمَا، فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ:

«وهو في الكبرى، ح: ۲۱۹۲، وصححه ابن خزيمة، ح: ۸۵۱ من حديث يحيى، وهذا طرف من حديث البخاري، ح: ۱۰۵۰، ۱۰۴۹. * سفیان ہوا بن عیینہ.

۲۰۶۸- أخرجه البخاري، الدعوات، باب التعوذ من عذاب القبر، ح: ۶۳۶۶، ومسلم، المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر... الخ، ح: ۵۸۶ من حديث شقيق به، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۹۳.

۲۰۶۹- [صححه ابن خزيمة، ح: ۸۵۱ من حديث أحمد بن عبد الحميد (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى، ح: ۲۱۹۴. *

۲۱۔ کتاب الجنائز

يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ عَجُوزَتَيْنِ مِنْ عَجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ قَالَتَا: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ، قَالَ: «صَدَقْتَا إِنَّهُمَا يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا» فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

عذاب ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ سچ کہتی ہیں۔ ان کو عذاب ہوتا ہے حتیٰ کہ جانور اسے سنتے ہیں۔“ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ جب بھی آپ نے نماز پڑھی عذاب قبر سے ضرور پناہ طلب کی۔

(المعجم ۱۱۶) - وَضِعَ الْجَرِيدَةَ عَلَى

الْقَبْرِ (التحفة ۱۱۶)

۲۰۷۰۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحَاظِطٍ مِنْ حِيطَانِ مَكَّةَ أَوْ الْمَدِينَةِ سَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ» ثُمَّ قَالَ: «بَلَى! كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَبْرِئُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ». ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كَسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كَسْرَةً فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: «لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسُا» أَوْ: «إِلَى أَنْ يَبْسَا».

۲۰۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کے باغات میں سے ایک باغ سے گزرے تو آپ نے دو انسانوں کی آواز سنی جنہیں قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی چیز کے بارے میں عذاب نہیں ہو رہا۔“ پھر فرمایا: ”کیوں نہیں! (وہ بڑی ہی ہے۔) ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے بچتا نہ تھا اور دوسرا چغلیاں کھایا کرتا تھا۔“ پھر آپ نے ایک چھڑی منگوائی اس کے دو حصے کیے اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسے کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: ”امید ہے ان کے خشک ہونے تک ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”وہ بڑی ہی ہے۔“ مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے یہ کوئی مشکل اور بھاری کام نہ تھا

جبکہ حقیقتاً تھا وہ کبیرہ گناہ ہی۔ ② ”پیشاب سے نہ بچتا۔“ یعنی وہ شخص چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔

③ ”چغلیاں“ باہمی لڑائی اور فساد اُلنے کے لیے ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی ادھر پہنچانا چاہے وہ سچ ہی ہو۔ یہ

عذاب قبر کا بیان

بھی گناہ کبیرہ ہے کیونکہ فساد سے بری کوئی چیز نہیں۔ دروغ مصلحت آمیز ہے، ازراستی فتنہ انگیز۔ ”جس سچ سے فساد بڑھے اس سے وہ مصلحت آمیز جھوٹ، جس سے فساد مٹے بہتر ہے۔“ ﴿٥﴾ نبی ﷺ کا ان قبروں پر چھڑیاں رکھنا آپ کی فعلی شفاعت ہے کہ یا اللہ! ان کے خشک ہونے تک ان سے عذاب رک جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم بھی چھڑیاں رکھنا شروع کر دیں۔ اگر اس طرح چھڑیاں رکھنے سے عذاب رک جاتا ہو تو پھر تو لوگ قبر پر درخت ہی لگا دیا کریں وہ خشک ہونے سے عذاب شروع ہو۔ یہ تو سب سے آسان طریقہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فعل وحی کی بنیاد پر متعین وقت کے لیے کیا تھا، ورنہ چھڑی کا عذاب کی تخفیف سے کوئی تعلق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس واقعے کے علاوہ کبھی کسی قبر پر چھڑی نہیں رکھی۔ یہ آپ کا خاصہ امت سنت نہیں۔ اس حدیث سے بزرگوں کی قبروں پر پھول چڑھانے کے لیے استدلال کرنا عجیب ہے۔ اس استدلال کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ان کا عمل یہ واضح کر رہا ہے کہ ان کے بزرگوں کو یا قبروں میں مدفون لوگوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ورنہ قبروں پر گل پاشی وغیرہ کرنے کا کیا جواز ہے؟

۲۰۷۱- أَخْبَرَنَا هَذَا بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَبْرِئُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْسِي بِالنَّمِيمَةِ» ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَسَقَقَهَا نَصْفَيْنِ ثُمَّ عَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِمَ صَنَعْتَ هَذَا؟ فَقَالَ: «لَعَلَّهُمَا أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَسْسَا».

۲۰۷۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ۲۰۷۲- حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، نبی

٢٠٧١- [صحیح] تقدم، ح: ٣١، وهو في الكبرى، ح: ٢١٩٦، وقال النسائي: 'بعض حروف أبي معاوية لم أفهمه كما أردت'.

٢٠٧٢- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، ح: ٣٢٤٠ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب ما جاء في خلق آدم عليه السلام، ح: ١٥٦٨.

عذاب قبر کا بیان

۲۱- کتاب الجنائز

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَلَا إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْعِذَّةِ وَالْعِشْيِ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو جنتی ٹھکانا اور اگر وہ جہنمی ہو تو جہنمی ٹھکانا (اور یہ سلسلہ جاری رہے گا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن قبر سے اٹھالے (تو پھر وہ اس میں داخل ہو جائے گا)۔“

🌞 فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کی باب سے مناسبت واضح نہیں کیونکہ اس میں چھڑیوں کے قبر پر رکھنے کا ذکر نہیں۔ ممکن ہے نسخ سے ترجمہ الباب ساقط ہو گیا ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: [بَابُ: أَلَمْ يَتَّعِزْ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْعِذَّةِ وَالْعِشْيِ] ”میت پر اس کا (ابدی) ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔“

۲۰۷۳- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يُعْرَضُ عَلَى أَحَدِكُمْ إِذَا مَاتَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْعِذَّةِ وَالْعِشْيِ، فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قِيلَ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۲۰۷۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جہنمی ہو تو اسے کہا جاتا ہے کہ یہ ہے تیرا اصل ٹھکانا (لیکن ابھی تو اس میں نہیں جائے گا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے قبر سے اٹھائے۔“

🌞 فائدہ: یہ بات ہر جنتی اور جہنمی میت سے کہی جاتی ہے۔ یہاں صرف جہنمی کا ذکر ہے۔ یہ غالباً کسی راوی کا اختصار ہے ورنہ دوسری روایات میں اہل جنت اور اہل نار دونوں کا ذکر ہے۔ اس حدیث کی بھی باب سے مناسبت واضح نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی چھڑیاں رکھنے کا ذکر مفقود ہے۔

۲۱- کتاب الجنائز

مومنین کی روحوں کا بیان

۲۰۷۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ يَسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عَرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۲۰۷۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس پر اس کا ٹھکانا صبح شام پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو جنتی ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اگر وہ جہنمی ہو تو جہنمی ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے حتیٰ کہ تجھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اٹھائے۔“

🌞 فائدہ: ”یہ تیرا ٹھکانا ہے“ اشارہ اصل ٹھکانے کی طرف ہے، یعنی تیرا اصل ٹھکانا تو یہی ہے (جو پیش کیا جاتا ہے) مگر فی الحال تو اس میں نہیں جاسکتا۔

(المعجم ۱۱۷) - أَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ

(التحفة ۱۱۷)

۲۰۷۵- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا

۲۰۷۴- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی روح (وفات کے بعد) جنت کے درختوں میں اڑتی رہتی ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس کے جسم میں داخل

۲۰۷۴- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الميت يعرض عليه مقعده بالغدَاة والعشي، ح: ۱۳۷۹، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه ... الخ، ح: ۲۸۶۶ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۳۹/۱، والكبرى، ح: ۲۱۹۹.

۲۰۷۵- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، فضائل الجهاد، باب ماجاء في ثواب الشهيد، ح: ۱۶۴۱، وابن ماجه، الجنائز، باب ماجاء فيما يقال عند المريض إذا حضر، ح: ۱۴۴۹، ح: ۴۲۷۱ من حديث ابن شهاب الزهري به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الموطأ (يحيى): ۲۴۰/۱، والكبرى، ح: ۲۲۰۰، وصححه ابن جبان، ح: ۷۳۴. * شيخ الزهري: عبد الرحمن بن عبد الله بن كعب، وينسب إلى جده، ولم يسم هذا الحديث من

۲۱۔ کتاب الجنائز

مؤمنین کی ارواح کا بیان

تَسْمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

🌞 فائدہ: مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ سنن ابن ماجہ کی تحقیق میں بعینہ اسی روایت پر سنداً ضعیف کا حکم لگانے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس سے سنن ابن ماجہ ہی کی روایت نمبر: ۳۷۲۱ کفایت کرتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت محقق کتاب کے نزدیک بھی قابلِ جہت ہے۔ علاوہ ازیں دیگر محققین نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ہماریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی بنا پر قابلِ جہت ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام احمد: ۵۵-۵۹، والصحيحة للألباني، رقم: ۹۹۵، و ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۳۳/۲-۱۳۴/۱) اس ”جسم“ سے مراد برزخی جسم ہے جس پر برزخی زندگی کی کیفیات گزریں گی جس کی اصل حقیقت اللہ ہی جانتا ہے تاہم وہاں اسے جنت اور جہنم کی نعمتوں اور تکلیفوں کا احساس ہوگا۔

۲۰۷۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - وَهُوَ ابْنُ الْمُغْبِرَةِ -: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ عُمَرَ بْنِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ أَخَذَ يُحَدِّثُنَا عَنْ أَهْلِ بَذْرِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَيُرِينَا مَصَارِعَهُمْ بِالْأَنْسِ قَالَ: «هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ غَدًا»، قَالَ عُمَرُ: وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَأُوا نَبِيَّكَ فَجُعِلُوا فِي بَيْتٍ، فَأَتَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَادَى: «يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ! يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ! هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَإِنِّي وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللَّهُ حَقًّا»، فَقَالَ عُمَرُ: تُكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا أَرْوَاحَ فِيهَا؟ فَقَالَ: «مَا أَنْتُمْ

۲۰۷۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ وہ ہمیں بدر کے کافر مقتولین کے بارے میں بتانے لگے کہ اللہ کے رسول ﷺ جنگ سے ایک دن قبل ہمیں ان کے ہلاک ہونے کی جگہیں دکھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”ان شاء اللہ کل یہ فلاں کی ہلاکت گاہ ہوگی۔“ حضرت عمر نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی بنایا! وہ ان جگہوں سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے پھر انھیں ایک کنویں میں پھینک دیا گیا! پھر نبی ﷺ ان کے پاس (اس کنویں پر) گئے اور بلند آواز سے پکارا: ”اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے سچ پایا وہ چیز جس کا تم سے تمھارے رب نے وعدہ کیا تھا؟ میں نے تو اللہ کے

بِأَسْمَعٍ لِّمَا أَقُولُ مِنْهُمْ۔
وعدے کو سچ پایا ہے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ
ایسے اجسام سے باتیں کر رہے ہیں جن میں روح نہیں؟
آپ نے فرمایا: ”تم میری باتوں کو ان سے زیادہ سننے
والے نہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① کفار کی ہلاکت کا ہوں کا تعین وحی سے تھا، لہذا ہر مقتول آپ کی بیان کردہ جگہ ہی میں
مرا۔ ② کنوئیں میں انھیں پھینکنا لعن سے بچنے کے لیے تھا، نیز اس میں کچھ ان کے جسموں کی حفاظت بھی تھی۔
معلوم ہوا کہ کفر کی لاش کو بھی محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ ③ ”بلند آواز سے پکارا“ روایت کے ظاہر الفاظ سے یہی
معلوم ہوتا ہے کہ ان مقتولین نے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سنے۔ اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مردے سنتے
ہیں لیکن ان میں حس و حرکت نہیں ہوتی، یعنی جواب نہیں دے سکتے۔ جو اہل علم اس کے قائل نہیں ہیں، وہ اس
حدیث میں سماع کو علم کے معنی میں لیتے ہیں بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تو یہ الفاظ آتے ہیں کہ آپ نے اُسْمَعُ
کے بجائے اُعْلَمُ کے لفظ ہی ارشاد فرمائے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، المغازی، حدیث: ۳۹۷۹) یعنی
اب ان کو پتا چل چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے تھے۔ ان کے نزدیک اُسْمَعُ کا لفظ سننے والے صحابی کی
غلط فہمی ہے۔ مگر محققین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس توجیہ کو تسلیم نہیں کیا، اس لیے کہ وہ موقع پر موجود نہ تھیں
جبکہ راوی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ موقع کے گواہ ہیں، البتہ مجازاً ”سماع“ سے علم مراد لیا جاسکتا ہے کیونکہ سماع، علم کا
سبب ہے۔ سبب بول کر سبب مراد لینا بلغاء کے کلام میں عام ہے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے اصل یہی ہے کہ
مردے نہیں مٹتے مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انھیں کبھی کبھار کوئی بات سنا سکتا ہے۔ نبی ﷺ کی باتیں بھی اللہ تعالیٰ نے
انھیں سنا دیں تاکہ ان کی ندامت، حسرت، افسوس اور عذاب میں اضافہ ہو۔ حضرت قتادہ نے یہی مفہوم مراد لیا
ہے۔ (صحیح البخاری، المغازی، حدیث: ۳۹۷۶) تمام نصوص کو تسلیم کرنے کے لیے یہ توجیہ بہت مناسب
ہے۔ ورنہ کسی نہ کسی نص کا انکار لازم آئے گا۔

۲۰۷۷- أَخْبَرَنَا سُؤَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ :
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ حُمَيْدٍ ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ :
سَمِعَ الْمُسْلِمُونَ مِنَ اللَّيْلِ بَيْشَرَ بَذَرِ
وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ يُنَادِي : يَا أَبَا جَهْلٍ
ابْنَ هِشَامٍ ! وَيَا شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ ! وَيَا عُبَيْهَ
۲۰۷۷- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں
نے (جنگ بدر کے بعد) رات کو بدر کے کنوئیں پر
رسول اللہ ﷺ کو کھڑے فرماتے ہوئے سنا: ”اے
ابو جہل بن ہشام! اے شیبہ بن ربیعہ! اے عتبہ بن ربیعہ!
اے امیہ بن خلف! کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچ پایا؟

۲۱- کتاب الجنائز مؤنثین کی روحوں کا بیان

ابن ربیعہ! ویا اُمیۃ بن حلف! هل وجدتم ما وعد ربکم حقاً؟ فإني وجدت ما وعدني ربي حقاً، قالوا: يا رسول الله! أو تنادي قومًا قد جئوا؟ فقال: «ما أنتم بأسمع لما أقول منهم ولكنهم لا يستطيعون أن يجيبوا».

میں نے تو اپنے رب کا وعدہ سچ پایا ہے۔“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ان لوگوں کو پکار رہے ہیں جو لاٹ بن چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر وہ جواب نہیں دے سکتے۔“

۲۰۷۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَدَمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمر: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَفَ عَلَى قَلْبِ بَدْرٍ فَقَالَ: «هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟» قَالَ: «إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ الْآنَ مَا أَقُولُ لَهُمْ» فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: وَهَلْ ابْنُ عُمَرَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهُمْ الْآنَ يَعْلَمُونَ أَنَّ الَّذِي كُنْتُ أَقُولُ لَهُمْ هُوَ الْحَقُّ»، ثُمَّ قَرَأَتْ قَوْلَهُ ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى﴾ [الروم: ۵۲] حَتَّى قَرَأَتْ الْآيَةَ.

۲۰۷۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (بنگ بدر سے اگلے دن) بدر کے کنوئیں کے کنارے جا کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو برحق پایا؟“ آپ نے فرمایا: ”اب یہ میری بات کو بخوبی سن رہے ہیں۔“ یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی گئی تو انھوں نے فرمایا: ابن عمر کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا: ”اب وہ بخوبی جان چکے ہیں کہ میں جو کچھ ان کو کہتا رہا ہوں وہ بالکل سچ ہے۔“ پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا ﴿إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى﴾..... ”یقیناً تو مردوں کو نہیں سنا سکتا۔ انھوں نے پوری آیت پڑھی۔“

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ بالا تاویل پر بحث حدیث نمبر ۲۰۷۶ میں گزر چکی ہے۔ اور اس مسئلے کی مختصر تحقیق بھی۔ باقی رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذکورہ آیت سے استدلال تو جواب یہ ہے کہ نفی آپ کے سنانے کی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے سنانے کی ﴿إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ﴾ اور آپ کے الفاظ ان کو اللہ تعالیٰ نے سنائے تھے نیز رسول اللہ ﷺ نے ان کے سننے کی جو تصریح فرمائی ہے تو وہ سماع وقتی تھا جیسا کہ احادیث میں ”الآن“ کی قید آتی ہے یقیناً یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہی ہے۔ بہر حال سماع موتی کا مسئلہ منقطع فیہ ہے۔ اہل علم کا ایک گروہ سماع موتی کا قائل ہے دوسرا قائل نہیں۔ کچھ محققین معتدل ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۲۰۷۶ کے فوائد

مؤمنین کی روحوں کا بیان

۲۱- کتاب الجنائز

میں گزرا لیکن یاد رہے، سماع موتی کے قائل ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انھیں عبادت میں پکارنا جائز ہے کیونکہ حاجات میں تو زندوں کو پکارنا بھی جائز نہیں جو کہ سب کے نزدیک سنتے ہیں، پھر مردوں کو پکارنا کس طرح جائز ہوگا؟ واللہ اعلم۔

۲۰۷۹- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ وَمُغِيرَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كُلُّ بَنِي آدَمَ»، وَفِي حَدِيثٍ مُغِيرَةَ: «كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ الثَّرَابُ إِلَّا عَجَبَ الذَّنْبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيهِ يَرْكَبُ»۔

۲۰۷۹- حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(وہ) نے کے بعد) انسان کے تمام اعضاء کو مٹی کھا لیتی ہے سوائے بن آدم کے۔ (ریضہ کی ہڈی کا آخری سرا) اسی سے انسان کی پیدائش کی ابتدا ہوئی اور اسی سے (د بارہ) جسم جوڑا جائے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”مٹی کھا لیتی ہے“ یعنی سب اعضاء مٹی بن جاتے ہیں لیکن یہ ہر شخص میں ضروری نہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں صراحت ہے کہ ان کے اجسام مقدسہ جوں کے توں رہتے ہیں، حدیث میں ہے: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے۔“ (سنن ابی داؤد، الصلاة باب فضل يوم الجمعة، حدیث: ۱۰۳۷) و سنن ابن ماجہ، إقامة الصلوات، باب في فضل الجمعة، حدیث: ۱۰۸۵) ان کے علاوہ بھی کسی کا جسم اگر اللہ تعالیٰ چاہے، بعینہ باقی رہ سکتا ہے۔ ② ”بن آدم“ یہ بہت ہی چھوٹا اور لطیف حصہ ہے جو ضروری نہیں کہ الگ نظر آئے۔ ایک اور روایت میں آپ نے اسے رائی کے دانے سے تشبیہ دی ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۳۳۴/۱۷) حدیث: ۱۱۲۳۰) یعنی بہت ہی چھوٹا۔ کہا گیا ہے کہ انسانی جسم میں سب سے پہلے یہ حصہ بنتا ہے اور آخری جسم بھی اسی سے بنے گا۔ اور یہ محال نہیں کہ یہ حصہ قیامت تک باقی رہے۔ اگرچہ بعض نے اس سے عرصہ دراز تک باقی رہنا مراد لیا ہے نہ کہ قیامت تک۔ ان کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب نیا جسم بنے گا تو اس کی ابتدا بھی بن آدم سے ہوگی اگرچہ وہ نیا بنایا جائے۔ واللہ اعلم۔

۲۰۸۰- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے فرمایا: آدم

۲۰۷۹- أخرجه مسلم، الفتن، باب ما بين النفتين، ح: ۱۴۲/۲۹۵۵ عن قتيبة عن مغيرة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۰۴. وهو في الموطأ (يحيى): ۲۳۹/۱.

۲۰۸۰- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿وَهُوَ الَّذِي بَدَأَ الْخَلْقَ...﴾ ۳۱۹۳،

۲۱- کتاب الجنائز

مومنین کی روحوں کا بیان

کا بیٹا میری تکذیب کرتا ہے، حالانکہ اسے میری تکذیب چھٹی نہیں۔ (اسی طرح) آدم کا بیٹا مجھے گالی دیتا ہے، حالانکہ اسے چھٹی نہیں کہ وہ مجھے گالی دے۔ اس کا میری تکذیب کرنا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ مجھے دوبارہ پیدا نہیں کر سکے گا، حالانکہ میں نے اسے پہلی دفعہ پیدا کیا ہے اور دوسری دفعہ بنانا میرے لیے پہلی دفعہ سے مشکل نہیں۔ اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کی بھی اولاد ہے، حالانکہ میں یکتا اللہ ہوں جس کو کسی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ نہ مجھ سے کوئی پیدا ہوا، نہ میں کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی میرا ہمسرہ ہے۔“

اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِي الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُكَذِّبَنِي، وَشَتَمَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتِمَنِي، أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: إِنِّي لَا أَعِيدُهُ كَمَا بَدَأْتُهُ وَلَيْسَ آخِرُ الْخَلْقِ بِأَعَزَّ عَلَيَّ مِنْ أَوَّلِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: إِنَّا خَلَقْنَا اللَّهَ وَلَكِنَّ اللَّهَ الْأَخَذَ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ».

نور و مسائل: ① ”آدم کا بیٹا“ کہنے کا مقصد انسان کو اس کی اصلیت یاد دلانا ہے کہ اسے شرم آنی چاہیے وہ مٹی سے بن کر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے انکار کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کو اپنے جیسا سمجھتا ہے۔ ② ”میری تکذیب“ یعنی میری قدرت کی تکذیب، نیز جب قدرت کی تکذیب کر دی تو گویا ذات ہی کی تکذیب کر دی۔ ③ ”گالی“ جو چیز کسی کے لائق نہ ہو اس کی طرف نسبت کرنا گالی ہی ہے، جیسے کسی غیر شادی شدہ کی طرف اولاد کی نسبت کی جائے۔

۳۰۸۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”ایک آدمی نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا تھا (بہت گناہ کیے تھے) حتیٰ کہ اس کی وفات کا وقت آ گیا۔ اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلادینا، پھر میری ہڈیوں کو پیس لینا، پھر ہوا والے دن میری راکھ سمندر میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کچل لیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا جو اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا ہوگا۔

۲۰۸۱- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبِيدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «أَسْرَفَ عَبْدٌ عَلَى نَفْسِهِ حَتَّى خَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِأَهْلِيهِ: إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ اذْرُونِي فِي الرِّيحِ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللَّهِ! لَئِنْ قَدَّرَ اللَّهُ

۲۱- کتاب الجنائز

مؤمنین کی رگوں کا بیان

عَلَيَّ لِيُعَذِّبَنِي عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِهِ، قَالَ: فَفَعَلَ أَهْلُهُ ذَلِكَ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: لِكُلِّ شَيْءٍ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا أَذَّ مَا أَخَذْتُ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: خَشْيَتُكَ، فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ.

اس کے گھر والوں نے ایسے ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر اس چیز کو جس میں اس کے جسم کا کوئی حصہ تھا، حکم دیا کہ جو کچھ تجھ میں اس کا حصہ ہے نکال دے۔ تو ناگہاں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پورے کا پورا کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو کچھ تو نے کیا، کس بنا پر کیا؟ اس نے کہا: تیرے ڈر کی بنا پر۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”مجھے پکڑ لیا“ اس نے سمجھا کہ اس طریقے سے جسم کو بظاہر ختم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے پکڑ نہ سکے گا مگر یہ اس کی نادانی تھی کیونکہ اس طریقے سے بھی جسم کی شکل و صورت تو بدل سکتی ہے کہ وہ گوشت اور ہڈیوں سے راکھ بن گیا مگر ختم تو نہ ہو سکے گا، راکھ تو موجود ہی ہے۔ ② ”معاف کر دیا“ اس کی جہالت کو عذر قرار دیا، نیز اس کی نیت تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے ہی کی تھی اگرچہ طریقہ غلط تھا۔ معلوم ہوا عمل کے بجائے نیت کا اعتبار زیادہ ہوتا ہے۔ نیت غلط ہو اور عمل صحیح تو عمل غیر معتبر ہوتا ہے جیسے دکھلاوے کی نماز، لیکن اگر نیت صحیح ہو عمل غلط ہو جائے تو ثواب مل جاتا ہے جیسے حق کی تلاش کرنے والے مجتہد کو حق نہ بھی مل سکے تب بھی وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ ③ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافر نہ تھا، قابل معافی تھا ورنہ کفر اور شرک تو کسی صورت بھی معاف نہیں ہو سکتا۔ گناہوں کا احساس اور خوف بھی ایمان کی علامت ہے۔ ④ موت کے بعد اٹھنے کا اثبات ہوتا ہے۔ ⑤ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت معلوم ہوتی ہے۔ ⑥ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی فضیلت کا پتا چلتا ہے۔ ⑦ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے

۲۰۸۲- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُسِيءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مِتُّ فَأَخْرِقُونِي ثُمَّ أَطْحُونُونِي ثُمَّ أَذْرُونِي فِي الْبَحْرِ فَإِنَّ اللَّهَ إِنْ يَقْدِرَ عَلَيَّ لَمْ يَغْفِرْ لِي

۲۰۸۲- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی اپنے اعمال کے بارے میں برگمان رکھتا تھا (کہ وہ قابل معافی نہیں) لہذا جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے جلادینا، پھر پھینک کر آنا کر دینا، پھر میری راکھ کو سمندر میں اڑا دینا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پا

۲۱۔ کتاب الجنائز

روز قیامت قبروں سے اٹھائے جانے کا بیان

لیا تو مجھے ہرگز معاف نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تو انھوں نے اس کی روح نکال لی، پھر اللہ تعالیٰ نے (اس کا ڈھانچا حاضر کیا اور) فرمایا: جو کچھ تو نے کیا، کیوں کیا؟ اس نے کہا: اے میرے رب! میں نے جو کچھ کیا، تیرے ڈر سے کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔“

قَالَ: فَأَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمَلَائِكَةَ فَتَلَقَّتْ رُوحَهُ قَالَتْ لَهُ: مَا حَمَلَكَ عَلَىٰ مَا فَعَلْتَ؟ قَالَتْ: يَا رَبِّ! مَا فَعَلْتُ إِلَّا مِنْ مَخَافَتِكَ فَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ.

☀ فائدہ: فن کے بعد ”روح“ کا ”جسم“ سے اتنا تعلق ہو جاتا ہے کہ سوال و جواب ہو سکیں، مگر یہ دنیوی زندگی سے یکسر مختلف ہے، پھر روح کو ﴿عَلَّيِّنَ﴾ اور ﴿سَجِّنَ﴾ میں بھیجا جاتا ہے۔ ﴿عَلَّيِّنَ﴾ اللہ تعالیٰ کے عرش کے پاس ایک مقام ہے اور ﴿سَجِّنَ﴾ زمین کے نیچے جہنم کے قریب، لیکن اس کا تعلق اپنے جسم، خواہ وہ کسی حال میں ہو، اسے ایک حد تک قائم رہتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن دوبارہ ارواح اجسام میں داخل ہو جائیں گی۔ یاد رہے روح اور جسم کا تعلق (برزخی زندگی میں) ہماری سمجھ میں آنے والی چیز نہیں۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے نہ ہمارے دماغ ایسی چیزیں سمجھنے کے لیے بنائے گئے ہیں، جیسے ہمیں ریاضی نہیں سمجھ سکتی، اگرچہ دو اور دو چار ہی ہے۔

(المعجم ۱۱۸) - أَلْبُعْثُ (التحفة ۱۱۸) باب: ۱۱۸- (قیامت کے دن) قبروں سے

اٹھایا جانا

۲۰۸۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر خطبے کی حالت میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ”تم ننگے پاؤں ننگے جسم اور بغیر ختنوں کے اللہ تعالیٰ سے ملو گے۔“

۲۰۸۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ عَمْرِو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّكُمْ مُلَاقُوا اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حُفَاةَ عُرَاةٍ غُرُلَا».

☀ فائدہ: یعنی جس حالت میں اس دنیا میں آئے تھے اسی حالت میں لوٹ کر آخرت میں لے جایا جائے گا۔ عمل کے علاوہ دنیا کی کوئی چیز ساتھ نہ ہوگی۔ اور عمل بھی روحانی اثرات کی صورت میں۔ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا مطلب اس کے حضور حاضری ہے۔

روز قیامت قبروں سے اٹھائے جانے کا بیان

۲۱- کتاب الجنائز

۲۰۸۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لوگ ننگے جسم اور بغیر تختوں کے اکٹھے کیے جائیں گے۔ اور انسانوں میں سے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾ جیسے ہم نے اسے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ویسے ہی پھر اسے پلٹائیں گے۔“

۲۰۸۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُخْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُرَاةً غُرْلًا وَأَوَّلُ الْخَلَائِقِ يُكْسَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾» [الأنبياء: ۱۰۴].

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے لباس پہنا ہونا ان کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اور یہ ان کا ایسا امتیاز ہے جس پر کوئی اور نبی حتیٰ کہ خاتم النبیین ﷺ بھی شریک نہیں۔ یہ ان کی جزوی فضیلت ہے۔ اور یہ کوئی بعد نہیں کہ کسی نبی کو جزوی طور پر خاتم النبیین ﷺ پر فضیلت حاصل ہو البتہ یہ بات قطعی ہے کہ مجموعی طور پر خاتم النبیین ﷺ ہی افضل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ فضیلت اس بنا پر حاصل ہوئی کہ انھیں آگ میں پھینکتے وقت اللہ کے راستے میں ننگا کیا گیا اور انھوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر برداشت کیا اور ثواب کے طالب ہوئے۔ یا اس لیے کہ انھوں نے سب سے پہلے لباس پہنا جو یقیناً پردہ دار لباس ہے۔ اس کا بدلہ ان کو اس فضیلت کی صورت میں دیا جائے گا۔ ② ”ویسے ہی“ یعنی تمام اعضاء اصلی حالت میں ہوں گے حتیٰ کہ ختنہ بھی نہیں ہوگا (کیونکہ یہ بعد کی تبدیلی ہے) البتہ جسامت کے لحاظ سے جسم بڑا ہوگا۔

۲۰۸۵- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا بِقِيَّةٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّبَيْدِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ غُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يُعْتَثُ النَّاسُ يَوْمَ

۲۰۸۴- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا...﴾، ح: ۳۳۹۹ من حديث سفیان الثوري، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ۲۸۶۰/۵۸ من حديث المغيرة بن النعمان به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۰۹. ۲۰۸۵- [صحيح] أخرجه أحمد: ۹۰، ۸۹/۶، ح: ۹۰، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۱۰، وصححه الحاكم: ۵۶۴/۴، على شرط مسلم، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق: * الزهري نعتن، وعروة هو

۲۱- کتاب الجنائز روز قیامت قبروں سے اٹھائے جانے کا بیان
الْقِيَامَةِ حَفَاةَ عَرَاةٍ عُرُلًا»، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: شَرَمُكُمْ هُوَ كَمَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيَّكُمْ؟ قَالَ: «لِكُلِّ أَمْرٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ» ”ہر شخص کی اس دن ایسی بے نیازی ہوگی جو اسے (ہر چیز سے) بے نیاز کر دے گی۔“ [عبس: ۳۷]

☀ فائدہ: یعنی اس قدر دہشت اور خوف ہوگا کہ کسی شخص کو ادھر ادھر دیکھنے کا ہوش ہی نہ ہوگا جیسے حادثات وغیرہ کے موقع پر ہوتا ہے۔ قیامت تو سب سے عظیم حادثہ ہے جس کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

۲۰۸۶- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ الْقَشِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّكُمْ تُحْشَرُونَ حَفَاةَ عَرَاةٍ قُلْتُ: أَلَرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُونَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ؟ قَالَ: «إِنَّ الْأَمْرَ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهْمَّهُمْ ذَلِكَ».

۲۰۸۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ تمہیں ننگے پاؤں اور ننگے جسم (اللہ تعالیٰ کے سامنے) جمع کیا جائے گا۔“ میں نے کہا: مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! صورت حال اتنی ہولناک ہوگی کہ کسی کو اس کا خیال بھی نہ آئے گا۔“

۲۰۸۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى ثَلَاثِ طَرِيقٍ رَاغِبِينَ، إِمَّا نَ عَلَى بَعِيرٍ وَثَلَاثَةً عَلَى بَعِيرٍ وَأَرْبَعَةً عَلَى بَعِيرٍ

۲۰۸۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لوگ تین حالتوں میں اکٹھے کیے جائیں گے۔ ایک گروہ رحمت کی امید رکھے ہوئے اپنے انجام سے ڈرتا ہوگا۔ (اور دوسرا گروہ) دو آدمی ایک اونٹ پر ہوں گے یا تین آدمی ایک اونٹ پر یا چار ایک اونٹ پر یا دس آدمی ایک اونٹ پر۔ اور باقی لوگوں (تیسرے گروہ) کو آگ اکٹھا کرے

۲۰۸۶- أخرجه مسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ۲۸۵۹ من حديث يحيى القطان، والبخاري، الرقاق، باب الحشر، ح: ۶۵۲۷ من حديث أبي يونس حاتم بن أبي صغيرة القشيري، به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۱۱.

۲۰۸۷- أخرجه البخاري، الرقاق، باب الحشر، ح: ۶۵۲۲، ومسلم، الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا وبيان

۲۱- کتاب الجنائز

روز قیامت قبروں سے اٹھائے جانے کا بیان

وَعَشْرَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ
تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا وَتَبِيتَ مَعَهُمْ حَيْثُ
بَاتُوا، وَتُضْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا
وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا»۔

گی۔ جہاں وہ لوگ دوپہر کو آرام کے لیے ٹھہریں گے
آگ بھی وہاں ان کے ساتھ ٹھہرے گی۔ اور جہاں
وہ رات گزاریں گے آگ بھی ان کے ساتھ رات
گزارے گی۔ جہاں وہ صبح کریں گے وہاں آگ بھی
ان کے ساتھ صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے
وہیں آگ بھی ان کے ساتھ شام کرے گی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”قیامت کے دن“ ظاہر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حشر قیامت کے دن نہیں بلکہ قیامت سے پہلے ہوگا۔ بہت سے محدثین نے اس قسم کی روایات کو علامات قیامت میں ذکر کیا ہے کیونکہ اس میں اونٹوں دوپہر رات صبح اور شام کا ذکر ہے۔ ظاہر ہے یہ چیزیں دنیا میں ہیں نہ کہ قیامت کے روز۔ اگرچہ بعض اہل علم نے اسے قیامت ہی کے دن پر محمول کیا ہے مگر اس میں بہت تکلف ہے۔ قیامت کے دن سے مراد قرب قیامت بھی ہو سکتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ ② ”تین حالتوں میں“ یعنی کچھ خالص نیک، کچھ ملے جلے کاموں والے، کچھ خالص کافر۔ یا حشر کی تین حالتیں مراد ہیں: کچھ لوگ تو وقت ہی پر رغبت اور رہبت کے زیر اثر اپنے آپ حشر میں پہنچ جائیں گے۔ کچھ لوگ تنگ وقت میں بھاگیں گے جب سوار یوں کی کی ہوگی، پھر دو دو تین تین چار چار بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر بڑی تنگی کے ساتھ پہنچیں گے۔ کچھ لوگ آگ کے ساتھ زبردستی اکٹھے کیے جائیں گے۔ ③ یہ آگ قیامت سے قبل عدن کے ساحل سے نکلے گی۔ (صحیح مسلم، باب فی الآيات التي تكون قبل الساعة، حدیث: ۲۹۰۱) بعض لوگوں نے اس آگ سے حقیقی آگ کے بجائے فتنہ مراد لیا ہے اور مجازاً فتنے کو بھی آگ کہہ لیا جاتا ہے لیکن پہلی بات ہی درست ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۰۸۸- أَخْبَرَنَا عُمَرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: إِنَّ الصَّادِقَ الْمُصْذَوِّقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدَّثَنِي: «أَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُونَ ثَلَاثَةَ أَفْوَاجٍ: فَوْجٌ رَاكِبِينَ طَاعِمِينَ كَاسِينَ، وَفَوْجٌ

۲۰۸۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صادق و مصدوق علیہ السلام نے مجھ سے بیان فرمایا: ”لوگ تین گروہوں کی صورت میں اکٹھے کیے جائیں گے: کچھ تو سوار ہو کر کھاتے پیتے پہنتے (خوش خوش) آئیں گے۔ اور کچھ لوگوں کو فرشتے چہروں کے بل گھسیٹتے ہوئے لائیں گے اور آگ ان کو اکٹھا کرے گی۔ اور کچھ لوگ پیدل چلتے

۲۱- کتاب الجنائز

روز قیامت لباس پہنانے کا بیان

تَسْحَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى وُجُوهِهِمْ وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ، وَفَوْجٌ يَمْسُونَ وَيَسْعَوْنَ يُلْقِي اللَّهُ الْآفَاقَةَ عَلَى الظَّهْرِ فَلَا يَبْقَى، حَتَّى أَنَّ الرَّجُلَ لَتَكُونَ لَهُ الْحَدِيقَةُ يُعْطِيهَا بِذَاتِ الْقَتَبِ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهَا».

اور دوڑتے بھاگتے، گرتے پڑتے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ سواری کے جانوروں پر کوئی وبا ڈال دے گا تو وہ ختم ہو جائیں گے (بہت ہی کم رہ جائیں گے) حتیٰ کہ باغ والا آدمی اپنا پورا باغ ایک اونٹنی کے بدلے دینے پر تیار ہوگا مگر اونٹنی نہ لے سکے گا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ”صادق و مصدوق“ صادق سے مراد خود سچے اور مصدوق سے مراد جن کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) سچ بتایا گیا۔ گویا ان کی بات میں جھوٹ کا امکان تک نہیں کیونکہ نہ وہ خود جھوٹ بولتے ہیں نہ وہ وحی جھوٹی ہے جو ان پر اتاری تو جھوٹ کدھر سے آئے گا۔ ② یہ حشر قیامت سے پہلے ہوگا جیسا کہ اوپر گزرا۔

(المعجم ۱۱۹) - ذُخِرَ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى (التحفة ۱۱۹)

باب: ۱۱۹- سب سے پہلے کس کو لباس پہنایا جائے گا؟

۲۰۸۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْمُعْبِرَةِ بِنِ الثُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمَوْعِظَةِ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عُرَاةً»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «حُفَاةٌ غُرْلًا». وَقَالَ وَكِيعٌ وَوَهْبُ: «عُرَاةٌ غُرْلًا» كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ حَلَقِي نُعِيدُهُ» [الأنبياء: ۱۰۴]

۲۰۸۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ وعظ و نصیحت کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: ”اے لوگو! یقیناً تمھیں اللہ تعالیٰ کے سامنے ننگے جسم، ننگے پاؤں بغیر ختنے کے جمع کیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾” جس طرح ہم نے پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح ہم پلائیں گے۔“ پھر آپ نے فرمایا: ”قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے، پھر انھیں بائیں طرف نکال لیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ تو میری امت سے ہیں (یا میرے ساتھی ہیں؟) تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے، انھوں نے آپ کی عدم موجودگی میں کیا کچھ کیا۔ تو میں (اسی طرح)

۲۱- کتاب الجنائز تعزیت کا بیان

فَأَقُولُ: رَبِّ! أَصْحَابِي؟ فَيَقَالُ: إِنَّكَ لَا تَذَرِي مَا أَخَذْتُوا بَعْدَكَ؟ فَأَقُولُ: كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَلَا تَغْفِرْ لَهُمْ﴾ [المائدة: ۱۱۷، ۱۱۸] فَيَقَالُ: «إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُذِيرِينَ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «مُرْتَدِّينَ عَلَى أَغْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ».

کہوں گا: جس طرح اللہ کے نیک بندے (حضرت علیؓ) مسؓ (کاتول ہے: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ وَ إِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (اے اللہ!) میں تو ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں رہا، جب تو نے مجھے اپنے قبضے میں لے لیا، پھر تو تو ہی ان پر گران تھا (لہذا تجھے ہی ان کے کاموں کا علم ہے) اور تو ہر چیز پر خوب گواہ ہے اگر تو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو بے شک تو غالب ہے خوب حکمت والا ہے۔“ پھر کہا جائے گا: جب سے آپ ان کو چھوڑ کر (ہمارے پاس) آگئے یہ اسی وقت سے مرتد ہو گئے تھے اور مرتد ہی رہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت کی کچھ باتوں کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے: حدیث: ۲۰۸۳) ② ”بائیں طرف“ یعنی انھیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ جہنمیوں کو اصحاب الطہال کہا گیا ہے۔ ③ ”اسی وقت مرتد ہو گئے تھے“ قندہ تو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد شروع ہو گیا تھا اور اب تک جاری ہے۔ کوئی نہ کوئی بد نصیب مرتد ہوتا ہی رہتا ہے۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهُ۔ ممکن ہے صرف وہ لوگ مراد ہوں جو آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد مرتد ہو گئے تھے اور جن سے حضرت ابوبکر صدیقؓ برسر پیکار ہوئے۔ اور ممکن ہے اسلام سے ارتداد کے بجائے سنن سے ارتداد مقصود ہو یعنی رسول اللہ ﷺ کے بعد بدعتی ہو گئے تھے اور اصل اسلامی تعلیمات سے انحراف کر کے اسی بدعتی انحراف پر قائم رہے۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنَ الْبِدْعِ وَالْخُرَافَاتِ۔

(المعجم ۱۲۰) - فِي التَّعْزِيَةِ (التحفة ۱۲۰) باب: ۱۲۰- تعزیت کا بیان

۲۰۹۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي الرَّزَّاقِ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مِيسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

۲۰۹۰- حضرت قرہ مزیؓ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ بیٹھے تو آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ میں سے کچھ نہ کچھ لوگ بیٹھا کرتے تھے۔ ان میں ایک شخص

۲۱- کتاب الجنائز

تعزیت کا بیان

تھا جس کا ایک معصوم بیٹا تھا۔ وہ پیچھے سے آتا تو باپ اسے اپنے آگے بٹھالیتا تھا۔ اتفاقاً وہ بچہ فوت ہو گیا تو وہ شخص اپنے بیٹے کی یاد میں (کئی روز تک) آپ کی مجلس میں حاضر نہ ہوا کیونکہ اسے اس (کی وفات) کا شدید غم تھا۔ جب نبی ﷺ نے اسے (کئی دن) نہ دیکھا تو فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ فلاں شخص نظر نہیں آتا؟“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کا وہ چھوٹا سا بچہ جو آپ نے بھی دیکھا تھا فوت ہو گیا ہے پھر نبی ﷺ اس شخص سے ملے اور اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ وہ تو فوت ہو چکا ہے۔ آپ نے اسے تسلی دی۔ آپ نے فرمایا: ”اے شخص! تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے کہ تو اپنی ساری عمر اس سے فائدہ اٹھاتا (آنکھیں ٹھنڈی کرتا) یا یہ کہ تو جنت کے جس دروازے کے پاس بھی جائے اسے وہاں پائے کہ وہ تجھ سے پہلے پہنچ کر اسے تیرے لیے کھول دے؟“ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جا کر میرے لیے جنت کا دروازہ کھولے۔ آپ نے فرمایا: ”بس! یہ چیز تجھے مل جائے گی۔“

مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ يَجْلِسُ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ لَهُ ابْنٌ صَغِيرٌ يَأْتِيهِ مِنْ خَلْفٍ ظَهْرَهُ فَيُقْعِدُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَهَلْكَ، فَاْمْتَنَعَ الرَّجُلُ أَنْ يَحْضُرَ الْحَلْفَةَ لِذِكْرِ ابْنِهِ، فَحَزَنَ عَلَيْهِ فَقَعْدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «مَا لِي لَا أَرَى فَلَانًا؟» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بُنِيَ الَّذِي رَأَيْتَهُ هَلْكَ، فَلَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ بُنْيِهِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ هَلْكَ، فَعَزَّاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «يَا فَلَانُ! أَيُّمَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيْكَ أَنْ تَمَتَّعَ بِهِ عُمْرُكَ أَوْ لَا تَأْتِي غَدًا إِلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ قَدْ سَبَقَكَ إِلَيْهِ يَفْتَحُهُ لَكَ؟» قَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! بَلْ يَسْبِقُنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحَهَا لِي لَّهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ، قَالَ: «فَذَاكَ لَكَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① لیکن یہ تب ہے جب کوئی شخص اپنے نابالغ بچے کی موت پر مبر کرے اور ثواب کا طالب ہو۔ دراصل یہ مبر کا ثواب ہے جو اسے جنت میں داخل کرنے کا سبب بنے گا۔ اس کا ظہور اس طرح ہوگا کہ وہ

بچہ اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول کر اس کا استقبال کرے گا۔ بچہ خود تو معصوم ہونے کی وجہ سے قطعاً جنتی ہے۔ ② چھوٹے بچوں کو بھی مجالس علم میں لے جانا چاہیے۔

باب: ۱۲۱- تعزیت کی ایک اور صورت

(المعجم ۱۲۱) - نَوَوعٌ آخَرُ (التحفة ۱۲۱)

۲۰۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ موت

۲۰۹۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَافِعٍ عَنْ

۲۱- کتاب الجنائز

تعزیت کا بیان

کے فرشتے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف (انسانی صورت میں) بھیجا گیا۔ جب وہ فرشتہ آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ وہ اپنے رب تعالیٰ کے پاس واپس گیا اور عرض کیا: اے اللہ! تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ درست فرمادی اور فرمایا: اس کے پاس دوبارہ جا اور اسے کہہ کہ اپنا ہاتھ کسی تیل کی پشت پر رکھے۔ اسے ہر بال کے عوض جو اس کے ہاتھ کے نیچے آئے گا ایک سال زندگی ملے گی۔ (اس ساری کارروائی کے بعد) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! پھر کیا ہو گا؟ فرمایا: (پھر) موت! انھوں نے کہا: پھر ابھی ٹھیک ہے لیکن انھوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ گزارش کی کہ مجھے ایک تھپڑ بھیجنے کے فاصلے تک مقدس سرزمین کے قریب کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں وہاں ہوتا تو تمھیں راستے کی ایک جانب سرخ رنگ کے ٹیلے کے نیچے ان کی قبر دکھاتا۔“

عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ، فَقَفَا عَيْنَهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ: أُرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدِ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ، فَزَدَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ: إِرْجِعْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَنْ ثَوْرٍ، فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ. قَالَ: أَيُّ رَبِّ! ثُمَّ مَه؟ قَالَ: أَلَمَوْتُ، قَالَ: فَالآنَ، فَسَأَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُذَيِّبَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمِيَّةَ الْحَجَرِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَلَوْ كُنْتُ نَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكُتَيْبِ الْأَخْضَرِ».

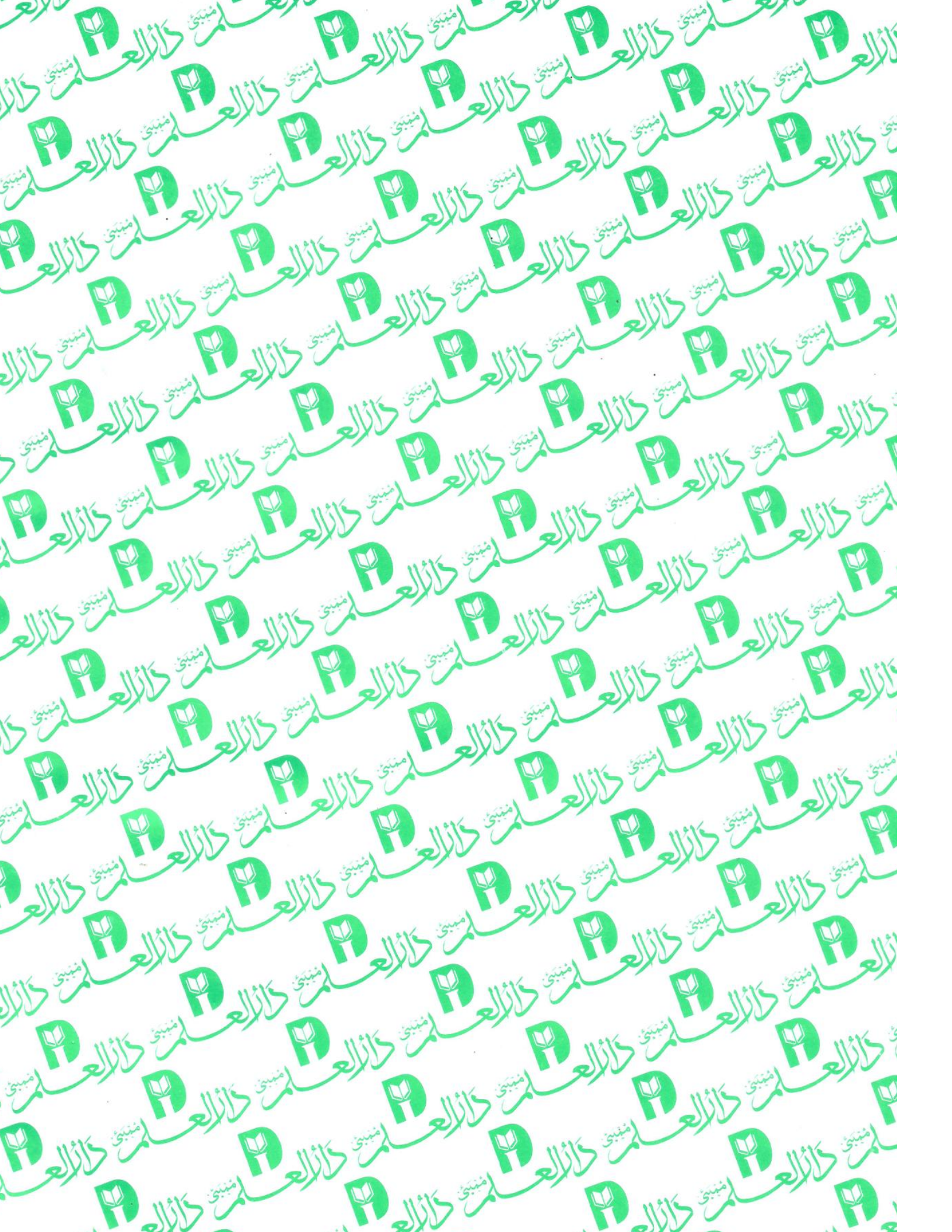
☀️ فوائد و مسائل: ① بعض بدعتیہ حضرات نے اس واقعے کا انکار کیا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک نبی ملک الموت کو تھپڑ مار دے اور مرنے سے انکار کرے حالانکہ یہ ان کی جہالت ہے۔ اس واقعے میں کوئی استبعاد نہیں۔ لہذا یہ واقعہ بالکل صحیح ہے عقلاً بھی کوئی اشکال نہیں۔ بات صرف اتنی ہے کہ ملک الموت انجانی انسانی صورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے کہ میں تیری جان نکالنے آیا ہوں۔ ظاہر ہے اس طرح تو کوئی بھی شخص کسی بھی انسان کو جان نکالنے نہیں دیتا بلکہ اپنا دفاع کرتا ہے لہذا انھوں نے انسان سمجھ کر ملک الموت کو تھپڑ مارا۔ تھپڑ چہرے پر لگا اور آنکھ کو نقصان پہنچا۔ فرشتہ جب انسانی صورت میں آئے گا تو اس پر انسانی احکام ہی لاگو ہوں گے لہذا آنکھ کے نقصان پر کوئی تعجب نہیں۔ فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے آنکھ درست کر

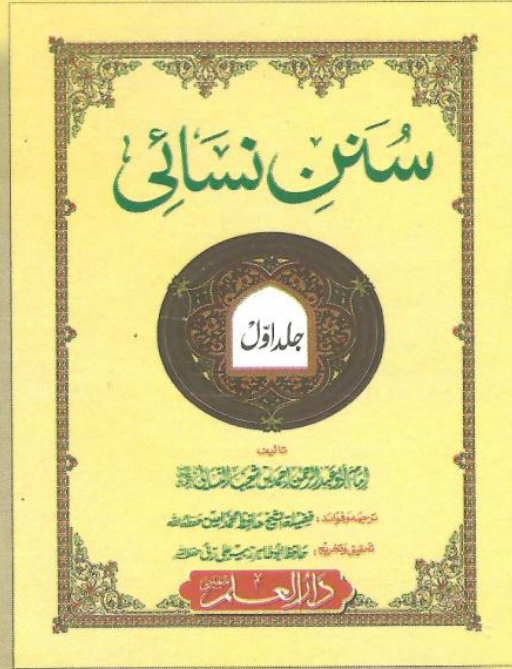
تحریر کا بیان

۲۱- کتاب الجنان

کے بھیجا تو موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ انسان نہیں فرشتہ ہے (تبی تو آنکھ فوراً ٹھیک ہو گئی)۔ لہذا فوراً موت کے لیے تیار ہو گئے اگرچہ انھیں لمبی زندگی کی پیش کش کی گئی تھی۔ بتائیے اس میں کون سا عقلی اشکال ہے جس کی بنا پر صحیح حدیث کا انکار کیا جائے؟ [وَأَنْتُمْ مِنْ غَائِبٍ قَوْلًا صَحِيحًا وَافِقًا مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيمِ] ”کتنے ہی نقص نکالنے والے راست بول کو معیوب سمجھتے ہیں ان (عیب جوڈں) پر یہ سختی کمزور فہم کی وجہ سے ہوئی۔“ ⑤ ”آنکھ پھوڑ دی“ یہ دلیل ہے کہ فرشتہ انسانی صورت میں آیا تھا ورنہ فرشتے کی تو آنکھ نظر ہی نہیں آتی، پھوڑے گی کیسے؟ ⑥ ”مرنا نہیں چاہتا“ یہ ملک الموت کا ظاہری حالات سے اندازہ ہے ورنہ یہ وجہ نہ تھی بلکہ تھپڑ مارنے کی وجہ یہ تھی کہ فرشتہ اس حالت میں نہیں آیا تھا جس حالت میں روح قبض کرتا ہے اس لیے انھوں نے اسے انسان سمجھا اور اپنا دفاع فرمایا، اور یہ ان کا حق تھا۔ ⑦ ”بیل کی پشت پر ہاتھ رکھے“ اس بات کا مقصد دراصل فرشتے کو یہ سمجھانا تھا کہ موسیٰ کا تھپڑ مارنا موت سے انکار کی بنا پر نہیں اور واقعتاً ایسا ہی ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو پتا چل گیا کہ یہ فرشتہ ہے تو زندگی کی پیش کش قبول نہیں کی۔ درحقیقت یہ پیش کش نہیں تھی بلکہ موسیٰ علیہ السلام کی براءت مقصود تھی۔ ورنہ موت کا دن تو مقرر ہے۔ آگے پیچھے نہیں ہوسکتا، پیش کش کیسی؟ ⑧ ”قریب کر دیا جائے“ معلوم ہوا مقدس مقام میں دفن ہونے کی خواہش درست ہے کیونکہ پڑوس کا بھی اثر ہوتا ہے۔ حضرات ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عائشہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے جوار میں دفن ہونا پسند فرمایا، خواہش کی اجازت حاصل کی اور پہلے دو بزرگ تو دفن بھی ہوئے۔ ⑨ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا“ یہ پوری روایت ہی آپ کا فرمان ہے۔ اگرچہ اس سند میں آپ کا ذکر صرف آخر میں ہے۔ ⑩ اس روایت میں تسلی اس طرح ہے کہ جب آخر کار مرنا ہی مقدر ہے تو کسی کی موت پر ضرورت سے زائد گھبراہٹ کیوں؟







www.minhajusunat.com



DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)

Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231

fax : (+91-22) 2302 0482

E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

مکمل سیٹ - ₹ 2500/-